

کیا آپ جانتے ہیں؟

سید آل رسول حسنین میاں نظمی رحمۃ اللہ علیہ



عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

(انسان کو سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ القرآن)

کیا آپ جانتے ہیں؟

(اسلامی معلومات کی انسائیکلو پیڈیا)



JANNA KAUN?

سید شاہ آل رسول حسنین میاں برکاتی

نظمی مار ہروی

سجادہ نشین و متولی

درگاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ امیریہ مارہرہ شریف

پیش کش

بزم برکات آل مصطفیٰ (رجسٹرڈ) ممبئی

فون:

ای میل:

سلسلہ اشاعت نمبر

کتاب	:	کیا آپ جانتے ہیں؟
مرتبہ	:	سید شاہ آل رسول حسنین میاں برکاتی نظمیں مارہروی
اشاعت	:	شوال المکرم ۱۴۳۲ھ / ستمبر ۲۰۱۱ء
صفحات	:	
کمپوزنگ	:	نظمیں بذات خود

محمد زبیر قادری 9867934086

JANNATI KAUN?

فہرست

نمبر شمار	عنوان
-----------	-------

(۱)

(۲)

(۳)

(۴)

(۵)

(۶)

(۷)

(۸)

(۹)

(۱۰)

(۱۱)

(۱۲)

(۱۳)

(۱۴)

(۱۵)

(۱۶)

(۱۷)

(۱۸)

(۱۹)



(۲۰)

(۲۱)

(۲۲)

(۲۳)

(۲۴)

(۲۵)

(۲۶)

(۲۷)

(۲۸)

(۲۹)

(۳۰)

(۳۱)

(۳۲)

(۳۳)

(۳۴)

(۳۵)

(۳۶)

(۳۷)

(۳۸)

(۳۹)

(۴۰)

(۴۱)



انتساب

اے اللہ میں نے اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اس کا ثواب میرے والد ماجد مرشد عالم علم بردار مسلک برکاتیت 'تاجدار مارہرہ' ناشر فکر اعلیٰ حضرت 'درویش کامل' وارث ہفت اقطاب مارہرہ مطہرہ مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم الحاج سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں قادری برکاتی نوری قاسمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور میری والدہ ماجدہ خاندان برکات کی سرتاج دو بہن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو عطا فرما اور اس کتاب کو کل میدان محشر میں میرے لیے میرے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنادے۔ یا اللہ یا رحمن یا رحیم! اس کتاب کی ترتیب میں جانے انجانے جو غلطی ہوئی ہو اسے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل میں معاف فرما۔ اس کتاب کی تیاری اور اشاعت کے سلسلے میں جن جن لوگوں نے میری معاونت کی ہے انہیں اجر عظیم عطا فرما۔ آمین۔ یا رب الغلین بجاہ النبی الامین المکین الکریم علیہ وعلیٰ آلہ الفضل الصلوٰۃ والسلام و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم۔

سید شاہ آل رسول حسنین میاں برکاتی نظمی مارہروی

سجادہ نشین ومتولی درگاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ امیریہ

مارہ مطہرہ ، ضلع ریتہ۔ (یوپی)

حال مجیم: ممبئی

بارہ ربیع الثور ۱۴۳۱ھ

مجھے کچھ کہنا ہے

یہ آج سے تقریباً چالیس سال پہلے کی بات ہے، کانپور سے اہل سنت و جماعت کا ایک معتبر رسالہ نکلتا تھا استقامت ڈائجسٹ جس کے مدیر تھے ہند کے مشہور صحافی اور عالم دین مرحوم حافظ ظہیر الدین صاحب قبلہ قادری برکاتی۔ ان کی زندگی کا زیادہ وقت خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مظہرہ میں میرے چچا کریم حضور تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں گزرا تھا۔ میں اپنے بچپن ہی سے ان سے کافی مانوس تھا اور وہ بھی اپنے ہی خانے کے ایک ایک فرد کا بہت احترام کرتے تھے۔ حافظ صاحب مرحوم نے مجھ سے فرمائش کی کہ میں ان کے رسالے کے لیے کچھ لکھوں۔ میں سوچ میں پڑ گیا کیا لکھوں؟ میرا معاملہ یہ ہے کہ میں عام روش سے ہٹ کر کام کرنا پسند کرتا ہوں۔ رسالوں میں الگ الگ موضوعات پر مختلف مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ایک ہی موضوع پر تین چار صفحات میں مختلف زاویوں سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔ میں نے سوچا کیوں نہ ایسا سلسلہ شروع کروں کہ پڑھنے والوں کو کم سے کم محنت میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل ہوں۔

ان دنوں میں حکومت ہند کی وزارت اطلاعات و نشریات کے محکمہ پریس انفارمیشن بیورو (پی آئی بی) میں کام کرتا تھا۔ ہمارے محکمے سے چھوٹے اردو اخبارات کے لیے ایک خصوصی سروس شروع کی گئی تھی جس کا عنوان تھا: کیا آپ جانتے ہیں؟ اس سروس کے تحت عوام کے فائدے کے لیے ایک ہی موضوع پر مختلف قسم کی معلومات صرف ایک یا دو صفحات میں پیش کی جاتی تھیں۔ میں نے یہی عنوان اپنایا اور ایسی اسلامی معلومات اکٹھی کرنی شروع کر دیں جو عام طور پر لوگوں کے علم میں نہیں ہیں یا جو بڑی بڑی کتابوں میں موجود ہیں، جنہیں خرید کر پڑھنا عام آدمی کے بس سے باہر ہے۔ میرا کام کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ میں روزانہ اپنی لائبریری سے ایک کتاب منتخب کر لیتا اور پھر کاغذ قلم لے کر بیٹھ جاتا۔ کتاب کا صفحہ در صفحہ

مطالعہ کرتا اور جو غیر معمولی جانکاری ملتی اسے نوٹ کر لیتا۔ اس دینی مہم میں مجھے عجیب عجیب چونکا دیئے والی باتیں پڑھنے کو ملیں۔ استقامت ڈائجسٹ میں میرا یہ صفحہ بہت مقبول ہوا۔ لوگوں کے خطوط آنے لگے۔ کچھ لوگ صرف اس ایک صفحے کے لیے پورا رسالہ خریدتے تھے۔ یہ سلسلہ کوئی دس بارہ سال تک چلا۔ پھر ملازمت کے سلسلے میں میری مصروفیت میں اضافہ ہو گیا۔ اس ہیج استقامت ڈائجسٹ کاروبار بھی بدل گیا۔ اس وقت تک یہ ڈائجسٹ نئی دنیا کا مہرہ رسالہ بن چکا تھا۔ انہی دنوں حافظ صاحب مرحوم برطانیہ کے دورے پر تشریف لے گئے۔ وہاں کسی مہربان نے حافظ صاحب مرحوم کو مشورہ دیا کہ ڈائجسٹ انگریزی میں بھی نکالا جائے۔ حافظ صاحب کی نیت تو اچھی تھی مگر اسے کیا کیا جائے کہ انھیں انگریزی رسالے کے لیے باصلاحیت آدمی نہیں مل پائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غلط سلط انگریزی نے رسالے کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا۔ رسالے کی ساکھ پر برا اثر پڑا۔ جگہ ہنسائی ہوئی سوا لگ۔ کچھ عرصے بعد استقامت ڈائجسٹ کی اشاعت ہی بند ہو گئی۔ اس کے لیے حافظ صاحب مرحوم کی صحت کی خرابی بھی کچھ حد تک ذمے دار تھی۔

JANNATI KAUN

میرے مطالعے کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ کیا آپ جانتے ہیں کا سلسلہ اتنا مقبول ہوا کہ ملک کے دوسرے اخباروں اور رسالوں میں اس کے متوازی عنوانات کے تحت مضامین چھپنے لگے۔ مثلاً کسی نے عنوان دیا: کیا آپ نہیں جانتے؟ کسی نے لکھا: کیا آپ کو معلوم ہے؟ کسی نے یوں کوشش کی: شاید آپ نہیں جانتے؟ کسی نے لکھا: اسلامی حیرت انگیز معلومات وغیرہ وغیرہ۔

میں نے اپنے تیسرے نعتیہ مجموعہ ”تنویر مصطفیٰ“ میں نعتوں کے ساتھ ساتھ اسلامی معلومات کا یہ ذخیرہ بھی تھوڑا تھوڑا شامل کیا جو کافی مقبول ہوا۔ اگلے نعتیہ مجموعہ ”عرفان مصطفیٰ“ میں کیا آپ جانتے ہیں کے عنوان سے کچھ اور زیادہ معلومات شامل کی گئیں اور اس سے اگلے نعتیہ دیوان ”نوازش مصطفیٰ“ میں ہر نعت کے بعد ان معلومات پر مشتمل ایک صفحہ رکھا گیا۔ میرے پڑھنے والوں نے اس طریقے کو کافی سراہا۔ یہاں سے مجھے اس بات کی

تحریک ملی کہ میں اپنے اس خزانے کو کتابی شکل میں پیش کروں۔ کچھ احباب نے اصرار کیا کہ میں اس کتاب کو ضرور شائع کروں تاکہ اسے ہمارے نئی مدارس کے نصاب میں شامل کیا جاسکے۔ میں نے کام شروع کر دیا اس کتاب کو ترتیب دینے کا بھی اور اس کی اشاعت کا انتظام کرنے کا بھی۔ میں نے اپنی خواہ سے ہر ماہ کچھ بچت کرنی شروع کی اور کچھ ہی مہینوں میں اچھی خاصی رقم جمع کر لی۔ کتاب کے مضامین بکھرے ہوئے تھے۔ انہیں مختلف عنوانات کے تحت ترتیب دینے میں مجھے کافی محنت کرنی پڑی۔

کیا آپ جانتے ہیں کارڈوائیڈیشن بازار میں آیا اور اتنا مقبول ہوا کہ اس کے ایک کے بعد ایک کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ میرے چاہنے والوں نے میری اس کتاب کو جوں کا توں قبول کر لیا۔ مگر جو لوگ مجھے نہیں جانتے تھے انھوں نے مجھے خط لکھے کہ آپ نے اس کتاب میں معلومات تو بہت عمدہ پیش کی ہیں مگر ان کے حوالے نہیں دیے ہیں۔ ہاں یہ بھول مجھ سے ضرور ہوئی کہ جن دنوں میں یہ معلومات جمع کر رہا تھا تو ان کتابوں کے نام بھی درج کر لیتا تو بہتر ہوتا۔ اس ذرا سی بھولی کے لیے مجھے پھر نئے سرے سے محنت کرنی پڑی۔ اور پھر سے اپنی لائبریری کھٹکانی پڑی تاکہ حوالے تلاش کر سکوں۔ جو لوگ مجھے جانتے ہیں وہ اس بات سے بھی واقف ہیں کہ میں اپنے قلم سے کوئی ایسی بات نہیں لکھتا جو کسی مرحلے پر قابل گرفت ہو۔ اس کتاب کی ترتیب میں بھی میں نے یہی کوشش کی ہے کہ جو کچھ لکھوں وہ مستند اور معتبر ہو۔ علمائے کرام یہ فیصلہ بخوبی کر سکتے ہیں کہ اس کتاب میں جو کچھ ہے وہ بڑی کتابوں سے لیا گیا ہے۔

میں نے حد بھر کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں کوئی تنازعے والی بات شامل نہ کروں پھر بھی اگر کسی قاری کو ان صفحات میں کوئی خلاف مرضی بات محسوس ہو تو وہ مجھے اس کی اطلاع ضرور کرے۔ اگر کسی کی اصلاح سے میری عاقبت سدھر سکے تو یہ میری خوش نصیبی ہوگی۔ میں نے کوشش تو یہی کی ہے کہ میری زبان آسان اور عام فہم ہو۔ اگر کہیں کہیں زبان مشکل لگے تو اس کے لیے مجھے معاف کر دیجیے گا کہ شاید یہ گاڑھا پن اس مضمون کی

مناسبت سے ہو۔

میں نے اس کتاب کو ہندی میں اس لیے پیش کیا ہے تاکہ ہماری نئی نسل جو اردو زبان سے تقریباً انجان ہے وہ بھی اسے پڑھ سکے اور اپنی معلومات میں اضافہ کر سکے۔ ہندی روپ دیتے وقت میں نے اصل کتاب کے روپ میں کچھ تبدیلی کی ہے۔ کچھ ابواب بڑھائے ہیں، ساتھ ہی معلومات میں بھی خاصا اضافہ کیا ہے۔ میرا یہ دعویٰ آج بھی برقرار ہے کہ یہ کتاب آپ کو ایک بھرپور لائبریری کا لطف دے گی۔ اللہ تعالیٰ میری اس خدمت کو قبول فرمائے اور اسے میری اور میرے خاندان کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

قارئین کے بے حد اصرار پر میں نے کیا آپ جانتے ہیں کہ اردو اور ہندی روپ پر نظر ثانی کی ہے۔ اب یہ کتاب بیک وقت قرآن و حدیث کی تشریح بھی ہے، اسلام کی تاریخ بھی، تصوف کا خزانہ بھی، معلومات کا ذخیرہ بھی، سیرت کی کتاب بھی، فقہی مسائل کا مخزن بھی اور مجموعہ احادیث بھی۔ اس کتاب میں کسی بھی شئی مدرسے کی درسی کتاب بننے کی ساری صلاحیت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ میری یہ منت قبول فرمائے۔ آمین۔

آپ کی دعاؤں کا طالب
نظمی

پہلا باب:

نورِ محمدی، خلق و خلقِ مصطفیٰ اور مرتبہ نبوت

(۱) خالق کائنات جل جلالہ نے سب سے پہلے نور محمدی تخلیق فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے: **اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِی** یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور بنایا۔ ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اَلَا مِّنْ نُورِ اللّٰهِ وَالْخَلْقِ كُلِّهِمْ مِنْ نُورِی** یعنی میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور کائنات کی ساری چیزیں میرے نور سے بنائی گئی ہیں۔ (سیرتہ سابعہ عربی مصنفہ، نور بخش توکل)

(۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جابر بے شک اللہ نے تمام چیزوں سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ پیدائش کے بعد یہ نور اللہ نے جہاں چاہا اور کب تک رہا۔ اس وقت زبور بھی نہ قلم نہ جنت نہ دوزخ نہ سورج نہ چاند نہ انسان نہ جن۔ اس کے بعد اسی نور سے تمام مخلوقات کی "فریش" کی تفصیل ہے۔ (شرح المصابہ ذرقانی محمد بن حسین بن مسعود ندوی)

(۳) اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے نور سے اپنے پیارے نبی ﷺ کا نور بنایا پھر جب عالم کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے۔ پہلے سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش بنایا۔ اور پھر چوتھے ٹکڑے کے چار حصے کیے اور ان سے عرش و رسی اٹھانے والے ملائکہ اور باقی فرشتے پیدا کیے۔ (سیرت رسول عربی)

(۴) حضرت کعب اہمار سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو پیدا کرنا چاہا تو جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ: **نِیْدِ مِیْلَیْ لَاؤ**۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بہشت کے فرشتوں کے ساتھ اترے اور حضور ﷺ کی قبر شریف کی جگہ سے منھی بھر - نِیْدِ چمکتی دھکتی خاک اٹھا لے اور پھر وہ منھی بھر خاک بہشت کے چشمہ تسنیم سے گوندھی آئی یہاں تک کہ نِیْدِ موتی کی طرح ہو گئی جس کی بڑی شعاع تھی۔ اس کے بعد فرشتے اسے لے کر عرش اور

سرخی کے چاروں طرف اور آسمان اور زمین میں پھرے یہاں تک کہ تمام فرشتوں نے آپ کی روح نور اور مادہ اطہر کو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پہچان لیا۔ (سیرت رسول عربی)

(۵) ایک روایت میں آیا ہے کہ مولائے کریم سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کے انگٹھوں کے ٹانگوں میں آئینے کی طرح چمکایا۔ انھوں نے دیکھتے ہی انگٹھوں کو چوم لیا اور انگٹھوں پر مسح کیا۔ (سیرت رسول عربی)

(۶) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے حضور اقدس ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا۔ (سیرت رسول عربی)

(۷) مسم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو پہنچتا ہوں جو میرے نبی بنا کر بھیجے جانے سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ (صحیح مسلم)

(۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات سے دو ہزار سال پہلے حضور ﷺ کا نام محمد رکھا۔ (سیرت رسول عربی)

(۹) روایت ہے کہ حضور ﷺ کے دادا حضور عبدالمطلب نے حضور ﷺ کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے آپ کو خواب میں دیکھا کہ ایک سونے کی زنجیر آپ کی پشت سے لگی کہ زمین میں ایک طرف مشرق میں ہے اور ایک طرف مغرب میں ہے اور اس کے بعد وہ زنجیر ایک درخت ہوئی کہ اس کی پتیوں پر ایسا نور ہے کہ سورج سے شہر درجہ زیادہ چمک رہا ہے کہ وہیسا نور انھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور اس نور کی شعاعیں ہر لمحہ بڑھتی جا رہی تھیں اور مشرق اور مغرب والے اس درخت سے لپٹے ہوئے ہیں اور عرب اور عجم کے لوگ اسے سجدہ کر رہے ہیں اور قریش کے کچھ لوگ اس کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں اور قریش کے ہی کچھ لوگ اسے کاٹنا چاہتے ہیں۔ جب اس کے پاس آتے ہیں تو ایک حسین جوان انھیں پکڑ کر ان کی پٹھیں توڑ ڈالتا ہے اور ان کی آنکھیں پھوڑ ڈالتا ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے یہ خوب

قریش کی ایک چادو نوٹا کرتے والی عورت سے بیان کیا۔ اس نے تعبیر بتائی کہ تیری پشت سے ایک بڑکا پید ہوگا کہ شرق و مغرب کے درپے والے اس کے سر پہ ہوں گے در زمین و آسمان کے رہنے والے اس کی حمد کریں گے۔ اسی وجہ سے حضرت عبدالملک نے آپ کا نام محمد رکھا ﷺ۔ (تذکرۃ القاری شرح بخاری از علامہ مفتی محمد شریف الحق برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۱۰) حضور ﷺ کعبہ کا کعبہ ہیں اسی لیے آپ کی ولادت پر کعبہ معظمہ نے حضرت بابی "منہ خاتون کے مکان یا مقام ابراہیم کی طرف سجدہ کیا تھا۔ (مدارج النبوة مصنفہ علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۱) سرکار ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میں حاملہ ہوئی ہوں۔ نہ مجھے کوئی بوجھ محسوس ہوا جو ان حالات میں دوسری عورتوں کو محسوس ہوتا ہے۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہوا کہ میرے ایام ماہواری بند ہوئے ہیں۔ ایک روز میں خواب اور بیداری کے درمیان تھی کہ کوئی "نے" والا میرے پاس آیا اور اس نے پوچھا: "منہ تجھے معلوم ہے کہ تو حاملہ ہے۔ میں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر اس نے مجھے بتایا کہ حاملہ ہو اور تمہارے بطن میں اس امت کا سردار اور نبی تشریف فرما ہوئے۔ اور جس دن یہ واقعہ پیش آیا وہ دو شنبہ کا دن تھا۔ (الوفاء ابن الجوزی جلد اولی صفحہ ۸۸)

(۲) کعب انہار کہتے ہیں کہ میں نے تورات میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت سے آگاہ کیا تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو وہ نشانی بتادی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ وہ ستارہ جو تمہارے نزدیک قدام نام سے مشہور ہے جب اپنی جگہ سے حرکت کرے گا تو وہ وقت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کا ہوگا اور یہ بات ہی اسرائیل میں ایسی عام تھی کہ ملا ایک دوسرے کو بتاتے تھے اور اپنی "نے" والی نس کو اس کی خبر دیتے تھے۔ (السير والنہو یہ احمد بن ربیع دحان جلد اول)

(۱۳) فریش زمین کا وہ مقام جو اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم ﷺ کے پائے ناز کو سب

سے پہلے پورے نعرش پایہ بناؤ پہلے حضرت عقیل بن ابی طالب اور ان کی اولاد کی ملکیت میں رہا۔ پھر حجاج کے بھائی محمد بن یوسف ثقفی نے ایک لاکھ دینار قیمت ادا کر کے اسے خرید لیا اور اس جگہ کو اپنے مکان کا حصہ بنالیا۔ چونکہ یہ مکان نہید چونے سے تعمیر کیا گیا تھا اور اس پر پلستر بھی نہید چونے کا تھا اس لیے اسے البینا کہا جاتا تھا۔ یہ عرصے تک دار ابن یوسف کے طور پر مشہور رہا۔ ہارون رشید کے دو خلافت میں اس کی بیوی زبیدہ خاتون حج کے لیے مکہ مکرمہ حاضر ہوئی تو اس نے یہ مکان حاصل کرنے کے بعد اسے رکر یک مسجد تعمیر کر دی۔ سعودی دور میں یہاں ایک دارالحدیث بنادیا گیا۔ آج کل یہاں ایک لائبریری ہے جو کبھی کبھی کھولی جاتی ہے اور نہ اکثر بند رہتی ہے۔ (ضیاء النبی مصنفہ مرحوم علی شاہ زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلد دوم)

(۱۴) امام علامہ ابو الفرج عبد الرحمن بن جوزی لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے رمل کے بادشاہ الملک المنظر ابو سعید نے محفل میلہ النبی کی شروعات کی۔ اس زمانے کے محدث شہیر حافظ ابن دحیہ نے اس مقصد کے لیے ایک میلاد نامہ التصوی فی مولد البشیر التصوی تصنیف کیا۔ بادشاہ ابو سعید نے انھیں ایک ہزار اشرفی بطور انعام پیش کی۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۱۵) مسطابن الجوزی اپنی تصنیف مراۃ الزمان میں اس ضیانت کا ذکر کرتے ہیں جو ملک مظفر میلا و شریف کے موقع پر کیا کرتا تھا۔ ایک شخص جو اس دعوت میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ میں نے بھیڑ بکریوں کے پانچ ہزار سڑ دس ہزار مرغیوں اور فیرنی کے یک لکھ سکورے اور حلوے کے تیس ہزار طشت خود دیکھے۔ اس تقریب پر ملک مظفر تیس لکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ (محمد رسول اللہ از علامہ محمد رضا)

(۱۶) حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ جس روز رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو ابلیس نے دیکھا کہ آسمان سے مارے گر رہے ہیں۔ اس نے اپنی ذریت سے کہا کہ کوہ پیدا ہوا ہے جو ہمارے نظام کو دہم پر ہمہ کردے گا۔ اس کے انگریزوں نے کہا کہ تم اس کے

نزدیک جاؤ اور اسے چھو کر جنون میں مبتلا کرو۔ جب مجلس اس نیت سے حضور ﷺ کے قریب جانے لگا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسے ٹھوکر لگائی اور دو رعدوں میں پھینک دیا۔ (اسیرِ دہلیؒ یہ زنی دھان، جلد اول)

(۱) رحمتِ عالم ﷺ کی ولادت سے پہلے یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ نبیؐ آخر الزماں کی ولادت کا زمانہ قریب آگیا ہے اور ان کا اسم گرامی محمد ہوگا۔ کئی لوگوں نے اس آرزو میں اپنے بچوں کے نام محمد رکھے کہ شاید یہ سعادت ان کے حصے میں آئے۔ علامہ ابن سید اسحاق نے چھ ایسے بچوں کے نام گنائے ہیں جو اس نام سے موسوم ہوئے۔ وہ یہ ہیں: (۱) محمد بن اجمہ بن ابی جہش، (۲) محمد بن مسلمہ انصاری، (۳) محمد بن براء البکری، (۴) محمد بن سفیان بن جاشع، (۵) محمد بن حمران الجعفی، (۶) محمد خزاعی السلمی۔ (عیون الابرار، جلد اول)

(۱۸) نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ نے دودھ پلایا، پھر یہ شرف ابو لہب کی کنیز ثویبہ کو نصیب ہوا۔ جن دوسری خوش نصیب خواتین نے اللہ کے حبیب ﷺ کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی ان میں خولہ بنت منذر ام ایمن، حلیمہ سعدیہ اور بنی سعد کی ایک اور خاتون شامل تھیں۔ سب سے زیادہ یہ شرف حلیمہ سعدیہ کے حصہ میں آیا۔ انھوں نے گیارہ دو سال تک یہ خدمت انجام دی۔ (اسیرِ دہلیؒ یہ زنی دھان)

(۱۹) ایک بار حضور ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو کسی کو مار دلاتے ہوئے یہ سنا: اے کان مار کے بیٹے۔ تو حضور ﷺ نے بڑے جوش اور غضب سے فرمایا: بیانا چھلک گیا، بیانا چھلک گیا، بیانا چھلک گیا۔ کسی نید رنگ والی ماں کے بیٹے کو کسی سیاہ رنگ والی ماں کے بیٹے پر کوئی فضیلت نہیں بجز تقویٰ کے۔ پس محمد نید رنگ والی ماں کا فرزند ہے اس کی پرورش کا سیاہ رنگ والی ماں (ام ایمن) نے کی ہے پس وہ ان دونوں کا بیک وقت بیٹا ہے۔ (خاتم النبیین، جلد اول)

(۲۰) روح کی ترقی کے فوارے ہیں: (۱) مومن (۲) عابد (۳) زاہد (۴) عارف (۵) دان (۶) نبی (۷) مرسل (۸) اولوالعزم اور (۹) خاتم۔ حضور ﷺ میں یہ تمام درجے

جمع ہیں مگر حضور ﷺ کا مرتبہ کسی میں نہیں۔ (تفسیر نعیمی از مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۲۱) ظہور نبوت کی شروعات روایات کے ساتھ یعنی سچے خوابوں سے ہوئی جن کی مدت چھ ماہ تھی۔ سورہ ابراہیم کا نزول رمضان شریف میں ہوا۔ اس میں ثابت ہوا کہ چھ خوابوں کی شروعات رجب، شریف، ہوئی۔ اس طرح ربیع الاول کو حضور ﷺ کی ذات قدس سے چار خصوصیات حاصل ہوئیں: ولادت، ظہور نبوت، تکمیل ہجرت اور اصال۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲) امام شعبی نے فرمایا کہ بعثت اقدس کے شروع کے تین سال حضرت اسرائیل علیہ السلام وحی لانے کی خدمت پر مامور تھے پھر یہ خدمت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سونپی گئی۔ نبی کی وساطت سے پورا قرآن نازل ہوا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، موطا، امام مالک، مسند امام احمد)

(۲۳) حضور سرور عالم ﷺ کو پہلے نیند میں چھ ماہ لوح محفوظ کی سیر کرائی گئی پھر تیس سال بیداری میں۔ تیس سال کا چھپالیسواں حصہ چھ ماہ ہوتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ مومن کا سچا خوب نبوت کا چھپالیسواں حصہ ہوتا ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۲۴) سرور کائنات ﷺ کو بعثت اقدس کے بارہویں برس مکہ شریف کے قیام کے زمانے میں رجب کی سائیسویں تاریخ کو دو شنبہ کی رات میں معراج ہوئی۔ (بخاری شریف)

(۲۵) سرور عالم ﷺ معراج کی شب مکہ سے بیت المقدس تک برق پر بیت المقدس سے آسمان دنیا تک معراج (ایک سیزم) پر وہاں سے ساتویں آسمان تک فرشتوں کے بازوؤں پر اوردواں سے سدرۃ المنتہی تک حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بازو پر اوردورہ سے عرش تک رف رف پر تشریف لے گئے۔ نزول یعنی واپسی بھی اسی ترتیب سے ہوئی۔ (بخاری شریف)

(۲۶) شبِ معراج حضور ﷺ نے زمین پر انبیائے کرام کی امامت فرمائی اور آسمانوں پر فرشتوں کی۔ (سیرت رسول عربی)

(۲۷) رسول اللہ ﷺ کو معراج کی شب سواری کے لیے جو براق عطا ہوا تھا وہ گدھے سے کچھ بڑا اور خچر سے کچھ چھوٹا تھا۔ چہرہ انساں جیسا، ڈم ہونٹ کی سی، کفّر ہیل کے سے اور پیٹھ۔ نید موتی جیسی چمک رہی تھی۔ اس کی رانوں میں دو پر تھے۔ اس کی کام جنت کی حریر کی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸) شبِ معراج نبی کریم ﷺ نے بیت المقدس میں تمام نبیاء کی امامت فرمائی۔ یہ کون سی نماز تھی اس میں علماء کے دو قول ہیں: کچھ علماء فرماتے ہیں کہ یہ نماز عرش کی طرف پرواز کرنے سے پہلے بیت المقدس میں پڑھائی۔ اس صورت میں یہ عشاء کی نماز ہوئی۔ کچھ علماء کا قول ہے کہ سید الانبیاء ﷺ نے فجر معراج سے وہی نماز پڑھائی۔ اس صورت میں یہ فجر کی نماز ہوئی۔ کچھ علماء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے معراج کو بابتے وقت اور وہاں سے واپسی پر دونوں وقت امامت فرمائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹) سرور عالم ﷺ نے شبِ معراج حق تعالیٰ سے دس ہزار کلمے سماعت فرمائے۔ (سیرت رسول عربی)

(۳۰) سید عالم ﷺ نے واقعہ معراج میں فرمایا ہے کہ میں نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں دیکھا۔ (بخاری)

(۳۱) حضور اقدس ﷺ کو قرآن مجید میں گیارہ جگہ یا ایہا النبی بہ ترقی طلب فرما یا آتیا ہے۔ (سیرۃ نجیست۔ قرآن نمبر)

(۳۲) قرآن عظیم میں اسم محمد چار جگہ آیا ہے اور اسم احمد ایک جگہ۔ (سیرۃ ڈائجسٹ۔ قرآن نمبر)

(۳۳) حضور اکرم ﷺ کی اطاعت مطلقاً واجب ہے چاہے محمل میں آئے یا نہ آئے۔ اگر حضور ﷺ ایسا حکم دیں جو ہم کو قرآن کے حکم سے الگ معلوم ہو تب بھی حضور ﷺ

کی اجاعت، زم ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۴) لا الہ الا اللہ میں بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح محمد رسول اللہ ابو بکر

اصد بقی عمر بن خطاب عثمان ابن عفان علی ابن ابی طالب سب میں بارہ ہی حروف ہیں۔
(تفسیر نعیمی)

(۳۵) نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنا ہر عاقل و بالغ مسلمان پر عمر میں ایک بار

فرض ہے۔ (بخاری شریف)

(۳۶) رسول خدا ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور

عزرائیل علیہم السلام آئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس کا ہات
پکڑ کر پہاڑ سے اُتاروں گا۔ میکائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں آپ کے حوض کوثر سے اُسے
پانی پلاؤں گا۔ اسرافیل علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کروں گا اور جب
تک اس کی مغفرت نہ ہوگی سجدے سے سر نہ اٹھاؤں گا۔ عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں
اُس کی روح اس طرح نکالوں گا جس طرح انبیاء کی۔ (تحفۃ الوالاعظین)

(۳۷) حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص نے میرا نام اذان میں سنا اور محبت سے

انگوٹھے چوم لیے اور چوم کر آنکھوں پر ملے وہ کبھی اندھانہ نہ ہوگا۔ (تحفۃ الوالاعظین)

(۳۸) حج کل اکثر لوگ حضور ﷺ کے اسم مبارک کے بعد صلی علیہ وسلم اور دو سرے

نشان لگاتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے وہ شخص کہ جس نے
درود شریف کے ساتھ ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ علامہ طحاوی کا قول ہے کہ نام مبارک
کے ساتھ درود کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کیونکہ انبیاء نے کرام کی شان کو ہلکا کرنا کفر
ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۳۹) تعدد اخیرہ میں تشبہ (اتحیات) کے بعد درود شریف پڑھنا سارے علماء کے

نزدیک سنت ہے مگر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک فرض ہے۔ درود پڑھتے بنا
مسلم بھیج دیا تو نماز نہیں ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۰) امام غفرلہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قعدۃ اخیرہ میں انتحیات کے بعد سلام پھیرا جا سکتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۱) ایک شخص حضور اقدس ﷺ کا نام پاک لکھتا تو اس کے ساتھ صلی اللہ علیہ لکھتا وسلم نہ لکھتا۔ تاجدارِ مدینہ ﷺ نے خواب میں اس پر عتاب فرمایا کہ تو خود کو چالیس غمخواروں سے محروم رکھتا ہے یعنی لفظ وسلم میں چار حروف ہیں اور ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں لہذا اس حساب سے چالیس نیکیاں ہوتی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۲) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "جذب القلوب" میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص کاغذ کی بجٹ کے خیال سے حضور ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ درود نہیں لکھتا تھا تو اس کا بات سڑنے لگا۔ (سیرت رسول عربی)

(۴۳) مشنری شریف میں ہے کہ ایک بارسید عالم ﷺ نے شہد کی مکھی سے دریافت فرمایا کہ تو شہد کیسے بناتی ہے۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے حبیب! ہم چمن میں جاتے ہیں اور طرح طرح کے پھولوں کا رس چوستے ہیں پھر اسے منہ میں لیے اپنے چھتے تک آتے ہیں اور وہ اُگل دیتے ہیں وہی شہد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: پھولوں کا رس پچکا اور کسب ہوتا ہے اور شہد بنتھا۔ یہ منہ اس کہاں سے آتی ہے؟ شہد کی مکھی نے عرض کیا کہ ہم چمن سے لے کر چنے چھتے تک راستے بھر آپ پر درود پڑھتے آتے ہیں اسی کی برکت سے شہد میں مذت اور منہ اس پیدا ہوتی ہے۔

(۴۴) حضور انور ﷺ کے ذاتی نام دو ہیں: محمد اور احمد۔ باقی صفاتی نام دو سو ایک ہیں اور مدارج النبوة کی روایت کے مطابق ایک ہزار ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۵) جس دسترخوان پر محمد نام کا مسلمان موجود ہو اس کھانے میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ (تفسیر روح البیان)

(۴۶) ایک اسرائیلی سو برس کا شہید تھا۔ مرنے کے بعد لوگوں نے اسے گھوڑے پر ڈال دیا۔ رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ میرے اس بندے کو غسل کفن

نماز کے بعد قرنِ سرو۔ اس نے ایک بار تورات میں محمد نام دیکھ کر اسے چومنا تھا اور آنکھوں سے گنا یا تھا۔ ہم نے اس کے گناہ معاف کر دیے۔ (تفسیر روح البیان)

(۳۷)۔ جس شخص کے لڑکیاں بی ہوتی ہوں اور بیٹا نہ ہو وہ حمل کے شروع میں بی بی ہوئی کے بیٹ پر انگلی سے لکھ دیا کرے: جو اس بیٹ میں ہے اس کا نام محمد ہے۔ ان شاء اللہ بیٹا ہی ہوگا۔ مگر یہ عمل حمل کے چار ماہ کے اندر چالیس روز تک کرے۔ (تفسیر روح البیان)

(۳۸)۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو تینا چاہتا ہے کہ آپ کے شہر پاک کے خس و خاشاک کی بھی قسمیں یاد فرماتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے یہ کیسے جانا؟ عرض کی: آپ کے شہر کی قسم قرآن نے یاد فرمائی تو شہر کے خس و خاشاک اور گلی کو سچے بھی تو اسی میں ہیں۔ (ابن عساکر رحمہ اللہ)

(۳۹)۔ بابائے نبی نے ہم محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے کہ کسی نام کے بعد نکاح نہ کرنا نہیں چاہئے اور پھر دو ملا کر پانچ گنا کرو، پھر اس میں سے جس میں نکالتے جاؤ۔ جب اتنے بچیں کہ بیس نہ نکل سکیں تو انہیں نو گنا کرو۔ دو اور ملاؤ تو باؤے کا عدد حاصل ہوگا جو سرکار ﷺ کے نام نامی محمد کا عدد ہے۔ (تفسیر نعیمی) نظمی نے اس فارمولے کو الگ الگ طریقے سے آزمایا ہے اور بالکل صحیح پایا ہے۔

(۵۰)۔ علامہ فرماتے ہیں کہ درود شریف میں شفا ہے کہ یہ ہماری پہلی ماں حضرت حوا رضی اللہ عنہا کا مہر ہے۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ ایک دن حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا سے قریب ہونا چاہا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا: اے آدم تم حوا کو اس وقت تک نہیں چھو سکتے جب تک اس کا مہر دانہ نہ درود۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب یہ مہر کیا ہے اور کیسے دا ہوگا؟ جب کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میرے حبیب ﷺ پر سترہ بار درود بھیجو۔ یہی حوا کا مہر ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب میں کیا درود بھیجوں تو ہی مجھے تعلیم فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یوں کہو: اللہم صل علی محمد و علی آل محمد۔ حضرت آدم علیہ السلام نے یہ درود پڑھا تب انہیں حضرت حوا سے قربت کی

اجازت ملی۔ (تفسیر جمعی)

(۵)۔ تفسیر مساوی میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا نام ہی سریانی زبان میں جو توریت کی زبان ہے متضمن ہے جس کے معنی ہیں محمد یعنی تعریف کیا ہو اور خواجہ حسن بھری رضی اللہ عنہ نے کعبہ احبار سے روایت کی کہ حضور اکرم ﷺ کا اسم مبارک اہل جنت کے نزدیک عبدالکریم ہے۔ دوسری زبان پر عبد الجبار عرش والوں کی زبان پر عبد الباقی تمام ہرشتوں کی زبان پر عبد الحمید اور سارے نبیوں کے یہاں عبد الوہاب ہے۔ شیاطین کے منہ پر عبد القاہر جنات کی زبان پر عبد الرحیم پہاڑوں پر عبد الحاق خشکیوں میں عبد القادر دریاؤں میں عبد السمیع کھڑے مکوزوں کی زبان پر عبد القیاس وحشی جانوروں کی زبان پر عبد الرب توریت میں موزموز انجیل میں طاب طاب زبور میں فاروق باقی آسمانی صیغوں میں عاقب ہے۔ رب کے یہاں طہ اور محمد ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (تفسیر مساوی)

(۵۲)۔ حضور اکرم ﷺ کا اسم مبارک آسمان پر احمد زمین پر محمد اور زمین کے نیچے محمود ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (سیرت رسول عربی)

(۵۳)۔ سرکار ابد قرآن مجید ﷺ کے جسم مبارک اور پٹروں پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔ کچھ علمائے عجم نے کہا ہے کہ محمد رسول اللہ میں بنا نقطہ والے حروف ہیں کیونکہ نقطہ کسی سے مشابہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم مبارک کے ساتھ ساتھ اسم پاک کو بھی اس مشابہت سے محفوظ رکھا ہے۔ (تواریخ حبیب اللہ)

(۵۴)۔ لفظ اللہ میں بھی چار حروف ہیں اور لفظ محمد میں بھی۔ لفظ اللہ میں بھی کوئی نقطہ نہیں ہے اور لفظ محمد میں بھی نہیں۔ جس طرح لا الہ الا اللہ میں کوئی نقطہ نہیں ہے اسی طرح محمد رسول اللہ میں بھی کوئی نقطہ نہیں ہے۔ (تواریخ حبیب اللہ)

(۵۵)۔ حضور اکرم ﷺ کو کبھی جماعی نہیں آئی۔ (سیرت رسول عربی)

(۵۶)۔ اصحاب قبل کذا اقدہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت اقدس سے ۵۵ برس پہلے

پیش آیا تھا۔ (خیااتین جلد اول)

(۵۷)۔ سرور عالم ﷺ جس وقت پیدا ہوئے دونوں بات زمین پر رکھے سر مبارک سماں کی طرف اٹھائے ہوئے بدن بالکل پاک صاف اور اس سے مشک جیسی تیز خوشبو نکلتی ہوئی 'خندہ کیے ہوئے' ناف کٹی ہوئی اور آنکھیں قدرت الہی سے سرمہ لگی ہوئی تھیں۔ (زہبہ القاری)

(۵۸)۔ امام ابوالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت میں ہشام بن عروہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان کے والد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ کہتے سنا کہ ایک یہودی تجارت کے لیے مکہ مکرمہ میں مقیم تھا۔ جب نبی کریم ﷺ کی ولادت کی رات آئی تو اس نے قریش کی ایک مجلس میں آکر پوچھا کیا آج تمہارے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا ہمیں کوئی علم نہیں۔ یہودی نے حیرت سے کہا: اللہ اکبر۔ پھر بولا تم اپنے گھر و حوں سے اس بارے میں ضرور پوچھنا اور میری اس بات کو مت بھولنا کہ آج کی رات اس امت کا نبی پیدا ہوئے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے دونوں کندھوں کے بیچ بالوں کا ایک گچھا اگھا ہوا ہوگا۔ لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ ہر ایک نے اپنے اپنے گھر جا کر پوچھا کیا قریش کے کسی گھر میں آج کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ پتہ چلا کہ آج عبداللہ ابن عبدالمطلب کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نام انھوں نے محمد رکھا ہے۔ وہ لوگ اس یہودی کے پاس گئے اور اسے بتایا کہ ان کے قبیلے میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس نے کہا: مجھے وہاں لے چلو میں بھی اس بچے کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ لوگ حضرت نبی بی آمنہ کے گھر آئے اور کہا ہمیں اپنا بچہ دکھائیے۔ آپ نے اپنے نورانی فرزند کو ان کے سامنے پیش کیا۔ اس یہودی نے بچے کی پیٹھ سے کپڑا ہٹایا اور بالوں کا اگھا ہوا ایک گچھا دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اسے ہوش آیا تو لوگوں نے اس سے پوچھا: تیرا خانہ خراب تجھے کیا ہو گیا تھا؟ اس نے بڑی ہی حسرت سے کہا کہ آج نبی سر نیل کے گھرانے سے نبوت و رخصت ہوئی۔ اے قریشیو! تمہیں خوش خبری کہ یہ تمہوہود تمہیں بڑی بلندی کی طرف لے جائے گا۔ مشرق اور مغرب میں تمہارے نام کی گونج سنائی دے گی۔ (المیر والہویہ احمد بن ذہبی دحلان جلد اول)

(۵۹)۔ حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے یہود کا یہ طریقہ تھا کہ جب بھی کافروں اور مشرکوں سے جنگ ہوتی تھی اور انھیں ایسا محسوس ہوتا کہ وہ جنگ بار بار کریں گے تو اس وقت تو رت کو سامنے رکھتے اور وہ جگہ کھول کر جہاں حضور نبی کریم ﷺ کی صفات اور کمالات کا ذکر ہوتا وہاں بات رکھتے اور یوں دغا مانگتے: "اے خدا! ہم تجھ سے تیرے اس نبی کا وسط دے کر عرض کرتے ہیں جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے" ان ہمیں اپنے دشمنوں پر فتح دے۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے صدقے میں انھیں فتح دیتا۔ (ردن اعدائی قرطبی وغیرہ)

(۶۰)۔ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک نومولود بچہ لایا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اسے بچے میں کون ہوں؟ اس ایک دن کے بچے نے نہایت صاف زبان میں کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تو سچ کہتا ہے اللہ تجھے برکت دے۔ بچے نے پھر کوئی بات نہیں کی۔ اپنے وقت پر برس ڈیڑھ برس کے بعد بولنا شروع کیا۔ سب اسے مہرک یہ کہہ کہتے تھے۔ یہ القادحہ الوداۃ میں ہوا۔ (مکملہ سہ طریقت مصنفہ سید عبد اللہ شاہ صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۶۱)۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہانڈی میں پناہ خاب دہن ڈال دیا تھا تو چار سیر جو اور تین سیر گوشت میں دو ہزار آدمیوں نے کھانا کھایا اور کھانا بھی ختم نہیں ہوا۔ (میر سید سول عربی)

(۶۲)۔ امام حلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ میں حضور انور ﷺ کے ایک ہزار معجزے گنائے ہیں۔ کچھ علما اور محدثین نے لکھا ہے کہ تین ہزار معجزات حضور اکرم ﷺ سے صادر ہوئے۔ (تحفۃ الوالاعظمین مصنفہ محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۶۳)۔ ہندوستان کے دیا شہر کے راجا نے اپنے محل سے چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے کا معجزہ دیکھ کر اپنا اپنی حضور اکرم کی بارگاہ میں بھیجا اور اسلام قبول کر لیا۔ صالح حرمین

میں رہا گا اسدای نام عبداللہ لکھا ہے۔ (سیرتہ سول عربی)

(۶۴)۔ حضور انور ﷺ کا سینہ مبارک چار بار کھولا گیا۔ پہلی بار جب حضور نور ﷺ

حضرت حیدر کے گھر تھے۔ دوسری بار جب آپ کی عمر شریف دس برس کی ہوئی۔ تیسری بار وحی کی شروعات سے پہلے اور چوتھی بار شب معراج میں۔ (سیرتہ سول عربی)

(۶۵)۔ حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اس مشکیزہ کا منہ کاٹ کر رکھ دیا تھا

جس سے ساقی کو شرکار دو عالم ﷺ نے منہ لگا کر پانی پیا تھا۔ مدینہ منورہ میں چاروں کو یہ چیزے کانٹے گھول کر پانی تھیں جس کی برکت سے انھیں شفا ہوئی تھی۔ (تفسیر سادہ)

(۶۶)۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے وصیت کی تھی کہ

میرے پاس حضور آرام ﷺ کے موبائے مبارک اور ناخن ہیں وہ میرے کفن میں میری ہاتھکھوں اور منہ پر رکھ دیے جائیں تاکہ قبر کی مشکل آسان ہو۔ (تفسیر سادہ)

(۶۷)۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نوٹی میں حضور انور تاجدار مدینہ ﷺ

کا مونے مبارک تھا جسے کین کر وہ جنگ کرتے تھے۔ (تفسیر سادہ)

(۶۸)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سرکار دو عالم ﷺ کا جبہ

مبارک تھا جسے دھو کر بیماروں کو پانی تھیں۔ (تفسیر سادہ)

(۶۹)۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور انور شافع معشر ﷺ

کے کچھ سرخ رنگ کے بال تھے جو ایک ڈبے میں رکھے ہوئے تھے۔ لوگ ان بالوں سے نظر بد اور دوسری بیماریوں کا علاج کرتے تھے۔ (تفسیر سادہ)

(۷۰)۔ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی مشہور کنیت ابو القاسم ہے مگر حضرت انس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ آپ کی کنیت ابو ابراہیم بھی ہے۔ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو ان لفظوں سے سلام کیا: السلام علیک یا ابا ابراہیم یعنی اے

ابراہیم کے باپ آپ پر اللہ کی سلامتی ہو۔ (زرقاتی۔ جلد ثمن)

(۷۱)۔ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے پاس ایک یوریا تھا جسے موڑ کر آپ اسے حجرے

کی طرح بنا لیتے تھے اور اسی میں نماز ادا فرماتے تھے۔ دن میں اسی کو بچھ کر اس پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ (سیرت رسول عربی)

(۴)۔ حضور اقدس سرور کائنات ﷺ کے پاس تین کمراں تھیں، ایک کا نام ذوالفقار، دوسری کا نام ہاتھ اور تیسری کا نام ہاتھ تھا۔ (مدارج مطبوعہ)

(۵)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اور دوسرے نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی محل ہو جس میں کل تعمیر نہایت خوب صورت ہوئی ہو صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ دیکھنے والے اس میں گھوم پھر کر دیکھتے ہوں۔ ان کو عمارت دیکھ کر حیرت ہوتی ہو لیکن اس ایک اینٹ کی جگہ نہ ہونے سے خوب صورتی کی تکمیل نہ ہوتی ہو۔ مجھ سے ہی اس عمارت کی تکمیل ہوئی ہے اور مجھ پر ہی پیغمبروں کا سلسلہ ختم ہوا ہے۔ کچھ روایتوں میں ہے فرمایا: میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم الانبیاء ہوں۔ (تذیبہ القاری)

(۶)۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس لکھ رکھا ہے کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میرا خاتم النبیین ہونا خدا نے اس وقت لکھ دیا تھا جب آدم علیہ السلام کچھ کی حالت میں تھے اور میں تم کو اپنی ابتدائی حالت کے بارے میں خبر دیتا ہوں۔ میں ہر انہم نبیہ اسلام کی دعا ہوں اور اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو میری پیدائش کے وقت انہوں نے دیکھا تھا کہ ان کے در سے ایک نور نکلا، تھا جس سے شام کے محل چمکا اٹھے تھے۔ (بخاری شریف)

(۷)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: میرے لیے اللہ سے وسیلے کی خواہش گاری کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وسیلہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: جنت میں سب سے بڑا مرتبہ ہے جو صرف ایک آدمی کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ ایک آدمی میں ہی ہوں۔ (بخاری شریف)

(۸)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے رشاہ

فرمایا: قربانی میرے لیے فرض کی گئی ہے اور تمہارے اوپر فرض نہیں کی گئی اور مجھ پر چاشت کی نماز واجب کی گئی مگر تمہارے اوپر نہیں۔ (بخاری شریف)

(۷۷)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔ (بخاری شریف)

(۷۸)۔ حضور اقدس ﷺ کے عزا اقدس پر روزِ صبح ستر ہزار فرشتے حاضر ہوتے ہیں پر بچھاتے ہیں استغفار کرتے ہیں شام تک درود شریف پڑھتے ہیں۔ شام کو آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں۔ اسی طرح صبح تک رہتے ہیں۔ قیامت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ جب قیامت کا دور ہوگا حضور اقدس ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے گھیرے میں ہر تشریف لائیں گے۔ (فتۃ القاری)

(۷۹)۔ حضور اقدس ﷺ کو چونتیس بابہ وحانی معراج ہوئی۔ (میرت رسول عربی)

(۸۰)۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص میرا نام لکھ کر اس کے آگے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھ دیتا ہے تو جب تک وہ تحریر باقی رہے گی فرشتے اس کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۱)۔ سرورِ عالم ﷺ کے غسل مبارک کا پانی چار شیشوں میں بھر کر ایک شیشہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے لیا ایک حضرت میکائیل علیہ السلام نے ایک حضرت اسرافیل علیہ السلام نے اور ایک حضرت عزرائیل علیہ السلام نے لیا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نزع کے وقت مومنوں کے منہ میں اس کا ایک قطرہ ڈال دیتے ہیں جس سے موت کی سختی آسان ہو جاتی ہے۔ حضرت میکائیل علیہ السلام منکر نکیر کے بالوں کے وقت ایک قطرہ ڈال دیتے ہیں اس سے جو ب میں سہولت ہوتی ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام قیامت کے دن ایک قطرہ چہرے پر چھڑک دیں گے اس سے قیامت کی دشت سے امن ملے گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام قیامت کے دن ایک قطرہ آنکھوں پر مل دیں گے جس سے دیدارِ خداوندی کے

مشہور سکھ حاکم حاصل ہو جائے گی۔ (تحفۃ الاولیاء عظیمین)

(۸۲)۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر صحابہ کرام کی دعوت تھی۔ ایک کپڑے کا دسترخوان، یا گیا جو بہت میلہ تھا۔ آپ نے وہ دسترخوان بھڑکتے ہوئے بخور میں ڈال دیا۔ سارا سبیل جل گیا لیکن دسترخوان کے کپڑے کے تار بھی ٹرم نہ ہوئے۔ ساتھیوں نے پوچھا: اے صحابی رسول ﷺ، آگ میں کپڑا کیوں نہ جلا؟ اور اتنا صاف کیسے ہو گیا؟ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ایک دن حضور اقدس ﷺ نے اس دسترخوان سے اپنا ہاتھ اور منہ پونچھا تھا اس دن سے آگ اسے نہیں جلاتی۔ (مشنوی شریف)

(۸۳)۔ حضور اقدس ﷺ کے ترش کلام کا مفہور تھا۔ (بخاری شریف)

(۸۴)۔ علماء کا کہنا ہے کہ دنیا و آخرت کے تمام پانیوں سے افضل اور مقدس وہ پانی ہے جو حضور اقدس ﷺ کی انگلیوں سے نکلا یہاں تک کہ یہ پانی زم زم سے بھی افضل ہے۔ (تفسیر نمبر)

(۸۵)۔ ایک بار حضور شفیق امنین ﷺ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ میں تشریف لے گئے۔ سرکار ﷺ کے قدموں کی برکت سے ان کا باغ ساں میں دو بار فصل دینے لگا۔ (بخاری شریف)

(۸۶)۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: زمرے زمین پر جتنے بڑے پتھر ڈھیلے ہیں میں قیامت کے دن ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت کروں گا۔ (بخاری شریف)

(۸۷)۔ نبی کریم ﷺ کو لوہی بہت پسند تھی۔ فرماتے تھے: لوہی میرے بھائی یونس علیہ السلام، مکار شہت ہے۔ (تحفۃ الاولیاء عظیمین)

(۸۸)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ یہ حدیث متواتر ہے۔ اس حدیث کے سوا کسی اور حدیث کی روایت میں عشرہ مبشرہ جمع نہیں ہوئے۔ (بخاری شریف)

(۸۹)۔ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلا تشریف لے جاتے تھے تو انگوٹھی، پارک یا تو

اتار کر باہر ہی رکھ دیتے تھے یا جیب میں یا منہ میں ڈال لیتے تھے کیونکہ گلوٹھی پر محمد رسول اللہ لکھوا تھے۔ (شمال ترمذی۔ ابو یوسف ترمذی)

(۹۰)۔ حضور انور ﷺ کا محشر کے دن کا سجدہ ایک ہفتے تک رہے گا جس میں حضور ﷺ ایسی حمد کریں گے جو کبھی کسی نے نہ کی ہوگی۔ (بخاری شریف)

(۹۱)۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر میں درد تھا نبی کریم ﷺ کے دست مبارک کی برکت سے جا تار ہوا۔ اس بات کی برکت یہ ہوئی کہ حضرت سائب کی عمر سو سال ہوئی، نہ کوئی بال، نہید ہوا اور نہ کوئی دانت اُترا۔ (بخاری شریف)

(۹۲)۔ مہر نبوت نبی کریم ﷺ کی گردن کے نیچے دو کانہ صوں کے درمیان ایک پارہ گوشت تھا جس پر کچھ عس تھے۔ کیوتری کے اندھے یا مسہری کی ٹھنڈی سے برابر۔ پارہ گوشت نہایت نورانی چمک دار تھا۔ سیاہ فل آس پاس بال یہ سب مل کر بہت خوب صورت معلوم ہوتے تھے۔ نیچے سے دیکھتو پڑھنے میں یوں آتا تھا: **لله وحده لا شریک له**۔ اوپر سے دیکھتو یوں پڑھا جاتا تھا: **جوہر کنت فامک منصور**۔ اسے مہر نبوت اس لیے کہتے ہیں کہ پچھلی آسمانی کتابوں میں اس مہر کو حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی نشانی قرار دیا گیا تھا۔ وفاتِ قدس کے وقت یہ مہر نبوت غائب ہوئی تھی۔ اس میں اختلاف ہے کہ وقتِ اقدس کے وقت موجود تھی یا نہیں۔ کچھ محدثین فرماتے ہیں کہ شق صدر کے بعد فرشتوں نے جو نائکے گائے تھے ان سے یہ مہر پیدا ہوئی تھی۔ صحیح یہ ہے کہ سرکار ﷺ کی وفات پاک کے وقت اصل مہر موجود تھی مگر اس کا ابھارا ان نائکوں کے بعد ہوا۔ (میرت رسول عربی)

(۹۳)۔ سرور عالم ﷺ کی ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کی حالت میں سرخ ہو جاتی تھی۔ (بخاری شریف)

(۹۴)۔ سرکار ﷺ جب چلتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے آپ اونچائی سے اتر رہے ہوں۔ (بخاری شریف)

(۹۵)۔ حضور اقدس ﷺ اپنے جد کریم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت زیادہ

مثبت تھے۔ (بخاری شریف)

(۹۶)۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے سرکار ﷺ کے سر

مبارک اور ریش اقدس میں صرف جو وہ سفید بال شمار کیے۔ (بخاری شریف)

(۹۷)۔ سرکار ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا گمینہ جیش کا عقیق تھا۔ (شمائل

ترمذی)

(۹۸)۔ سرکار دو عالم ﷺ کی چادر کی لہائی چار زکی تھی اور چوڑی اٹھائی زکی۔

(زرقانی)

(۹۹)۔ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا تہبند شریف آدمی پنڈلیوں تک رہتا تھا۔ (بخاری

شریف)

(۱۰۰)۔ حضور اقدس ﷺ کی تلو اور مبارک کا قبضہ (دستہ) چاندی کا بنا ہوا تھا۔ (شمائل

ترمذی)

(۱۰۱)۔ حضور ﷺ اکثر دستار مبارک کے نیچے ایک چھوٹا سا ردال رکھتے تھے جو تیل

سے ہیکار ہوتا تھا۔ (بخاری شریف)

(۱۰۲)۔ نبی کریم ﷺ جب کھانا کھاتے تھے تو اہی انگلیوں کو زمین ہار چاٹتے تھے۔

(بخاری شریف)

(۱۰۳)۔ سرکار ﷺ نے ساری عمر نہ تو چوکی پر بیٹھ کر کھانا کھایا اور نہ پہنالی کھائی۔

(بخاری شریف)

(۱۰۴)۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: بہترین سالن سرکہ ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۰۵)۔ جس بستر پر رسالہ خدا ﷺ آرا سفر فرماتے تھے وہ چمڑے کا تھا اور اس میں

کھجور کی مٹھی بھری ہوتی تھی۔ (بخاری شریف)

(۱۰۶)۔ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اگر ایسا حسن دیا جاتا کہ دیکھنے

والے مصر کی عورتوں کی طرح حیرت زدہ ہو کر بات کاٹ لیتے تو یہ رحمت کی صفت کے خلاف

ہوتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا جس دل میں بیوست ہو جاتا تھا۔ اگر مصر کی عورتیں دیکھ لیتیں تو باتوں کے بدلے اپنے دلوں کو کاٹ ڈالتیں۔ (مکملہ طریقت)

(نہ ۱۰)۔ قبر انور کا دو حصہ جو سرکارِ دو عالم ﷺ کے جسم پاک سے مل ہوا ہے وہ کعبہ معظمہ ملکِ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے۔ اہل دل کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سینہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زانو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود جو مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی آراستہ گود تھی وہ بھی عرشِ معلیٰ سے کہیں افضل ہے۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۰۸)۔ حضور اقدس ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے کچھ گائیں ذبح کی جا رہی ہیں اور دیکھا کہ آپ کی تلواریں نوٹی ہوئی ہے مگر بعد میں پہلے سے بہتر ہوئی ہے۔ آپ کے خواب کی تعبیر کی صورت میں بدر کی غیمت میں ذوالفقار ملی جو منہاج بن حجاج سہمی کی تلوار تھی۔ حضور اقدس ﷺ نے یہ تلوار اپنے لیے پسند فرمائی اور غزوہٴ خندق میں سوا بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخش دی۔ چونکہ اس تلوار کے مختلف پرت تھے اس لیے اسے ذوالفقار یعنی جوڑا اور پرت ران تلوار کہتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۹)۔ حضور انور ﷺ کا قرین یعنی ساتھ رہنے والا شیطان مسلمان ہو گیا تھا۔ یہ خصوصیت سرکارِ علیہ السلام کے صدقے میں دوسرے انبیاء کو بھی حاصل رہی۔ (بخاری شریف)

(۱۱۰)۔ روایت ہے کہ ایک عرب دیہاتی نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور ﷺ کا خلق کیسا تھا؟ فرمایا: پہلے تو یہ بتا کہ دنیا کس قدر ہے اور کیا کیا چیز دنیا میں ہے؟ دیہاتی بولا: یہ باتیں میں کیسے جان سکتا ہوں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب تو دنیا کا حال بیان نہیں کر سکتا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **الدنيا مطاع الليل** یعنی دنیا تھوڑی پونجی ہے تو میں کس طرح حضور ﷺ کے خلق کا حال بیان کروں جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وانك لعلى خلق عظيم**۔ (بخاری شریف)

(۱)۔ کچھ علماء کہتے ہیں کہ تمام دنیا کے پانیوں سے زم زم ہا نصیب ہے مگر زم زم سے بھی انصاف و واپائی ہے جو ایک موقع پر مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی انگلیوں سے جاری ہوا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زم زم تو ایک نبی کے ٹکڑے سے جاری ہوا تھا اور یہ پانی سید عالمیہ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے نکلا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

میری مدد پڑا ہوا اسکے ذریعے کی نبی اور قوم مادہ چھو اسے ہلاک ہوئی۔ (بخاری شریف)

(۱۳)۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ ہانڈی کی تہہ

کی چیز یعنی کھرچن بڑے شوق سے کھاتے تھے۔ (بخاری شریف)

(۱۴)۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دکنی پیاز کھانے

سے منع فرمایا ہے بہت پختہ پیاز کھانے کی اجازت دی ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۵)۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا سے من کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا رسول اکرم ﷺ نے جو خری کھانا کھا یا ہے اس میں پختہ نہیں پڑا ہوا تھا۔ (بخاری شریف)

(۱۶)۔ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کھجور اور ٹھن کونہایت مرغوب رکھتے تھے۔ (بخاری

شریف)

(۱۷)۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے

کھانے کا سردار تمک ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۸)۔ نبی کریم ﷺ سے فارسی زبان کے سات الفاظ مروی ہیں (۱) ایک بار

انکور کا طباق آیا گیا۔ اتفاق سے صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: العنب دو دو۔ یعنی دو دو انکور تقسیم کیے جائیں۔ (۲) رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ

فرشتوں نے نوط علیہ السلام کی قوم کو کس چیز سے رجم کیا تھا۔ فرمایا: بٹک و کلون۔ یعنی پتھروں

اور ڈھیلوں سے۔ (۳) رسول اللہ ﷺ نے حضرت امیر معاویہ کے جبہ پر جوں دیکھی تو فرمایا:

یا معاویہ! هذا مہش یعنی اے معاویہ یہ جوں ہے۔ (۳) جنگِ اُحد میں سرکارِ ﷺ لوگوں میں صلیب ملے ہوئے یہاں تک کہ صحابہ حاضر آئے اور کچھ اونٹ ساتھ لائے تاکہ سرکارِ ﷺ ایک پر سوار ہو جائیں۔ فرمایا: **هَذَا شَرُّ يَوْمٍ** ہے۔ (۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہات میں ایک تازہ سیب تھا۔ مذاق میں پوچھا یہ سیب کسے دوں؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: **هو اہلہ** یعنی تجھے دو۔ (۶) ایک دن صبح سویرے سرکارِ دو عالم ﷺ حضرت فاطمہ ازہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آواز دی **نعن علی الہاب؟** یعنی دروازے پر کون ہے؟ فرمایا **منہ محمد** یعنی میں محمد۔ (-) مشرکوں نے پوچھا کہ اللہ ایک ہے یا دو؟ ارشاد فرمایا: **اوہکی ست**۔ یعنی اللہ ایک ہے۔ (سبع شامل شریف)

(۱۹)۔ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ اُنی (بے پڑھے) تھے جنی بظاہر لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ مگر اپنے ان بے شمار علوم کے باعث جو آپ کے ہاتھ میں جھمکار بنے تھے ایک بار آپ نے کاتب سے کہا: **دوات میں عمدہ روشنائی ڈال** قلم کو تھوڑا تر چھڑکا، **سم اللہ کی بکونیا** لکھ سین کے شوشے ظاہر کر اسم اللہ زیبا لکھ لکھ **میکم جو ف** وار رکھ اور اسے **ندھا** مت لکھ۔ (سبع شامل شریف)

(۲۰) عربی زبان میں وحی کے معنی ہیں اشارہ کرنا، لکھنا، پچھا ہونا، دل میں ڈالنا، چپ کر بولنا اور دوسرے کے خیال میں اپنا خیال ڈالنا۔ لیکن اہل لغت کہتے ہیں کہ اس لفظ کے اصل معنی ہیں: **دوسروں سے چھپا کر کسی سے چپکے چپکے بات کرنا**۔ قرآن پاک میں یہ لفظ اپنے اصل مفہوم کے اندر تین معنی میں آیا ہے: (۱) فطری حکم جیسے تیرے پروردگار نے شہد کی مکھیا کو وحی کیا۔ اور اس لیے کہ تیرے پروردگار نے زمین کو وحی کیا۔ (۲) دل میں بات ڈالنا جیسے: اور جب میں نے حواریوں کو تکلم کیا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کیا کہ اس بچے کو دودھ پلاؤ۔ (۳) چپکے چپکے بات کرنا جیسے: یہ ایک دوسرے کو چکنی چڑی بات وحی کرتے اور یہ شیطان لوگ اپنے دوستوں کو وحی کرتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲)۔ علماء نے وحی محمدی کی سات قسمیں قرار دی ہیں: (۱) روئے صادقہ یعنی سچے خواب دیکھنا۔ (۲) دل میں پھونکنا یا دل میں ڈالنا۔ (۳) گھنٹی کی طرح آواز آنا۔ (۴) غرضتے کا اپنی اصل صورت میں نمودار ہونا۔ (۵) فرشتے کا کسی کی شکل میں آنا۔ (۶) وہ بات چیت کا ڈھنگ جو معراج کی رات پیش آیا تھا۔ (۷) بلا واسطہ بات چیت۔ (بخاری شریف)

(۲۲)۔ نبی کریم ﷺ میں جملہ انبیائے کرام کی شان تھی۔ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح جھلنے لگے پھر بھی صابر و شاکر ہی پائے گئے۔ آپ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح بیابانوں اور بستیوں میں اللہ کی آواز پہنچائی۔ آپ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح صبر و شکیبائی کے ساتھ گھٹائی میں تین سال تک ٹھہر کر آدھے دن گزارے پھر بھی آپ کا دل اللہ کی شکر گزری سے لبریز اور زباں حمد و ثناء میں لگی رہی۔ آپ نے نوح علیہ السلام کی طرح قوم کے بھٹکے ہوئے لوگوں کو چشیدہ اور ظاہر میں 'خلوت و جلوت' میں 'میاؤں اور جلسوں' میں 'گزر گاہوں اور دریاہوں پر' پیازوں اور میدانوں میں اسلام کی تبلیغ فرمائی اور لوگوں کو ان کے برے اعمال سے نفرت دلائی۔ آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح مافردان قوم سے سلیمہ کی اختیار کر لی اور ہجرت کی۔ آپ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح صوبہ ہجرت دشمنوں کے ٹھہرے سے بچنے میں کامیاب ہوئے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں رہ کر پھر نینو میں اپنی نادانی کو جاری کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے تین دن غار ثور کے حکم میں رو کر پھر مدینہ منورہ میں کلمۃ اللہ کی آواز کو بلند فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے آزاد کر لیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے شمالی عرب کو شاہ قسطنطنیہ کی غلامی سے اور مشرقی عرب کو کسرائے ایران سے اور جنوبی عرب کو شاہ حشم کے طوق غلامی سے نجات دلائی۔ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح اپنے ایذا رساں اور ستم پیشہ برادران مکہ کے لیے مجبور اور مسلم سے غم بھر پہنچایا اور آخر میں فتح مکہ کے دن سب کو عام معافی دے کر پابند احسان فرمایا۔ آپ ایک ہی وقت میں موسیٰ علیہ السلام کی طرح صاحب حکومت بھی تھے اور ہارون علیہ السلام کی طرح صاحب امانت بھی۔ آپ نے سلیمان علیہ السلام کی طرح مکہ میں بیت اللہ تعمیر کیا جو

قیمت تک کے لیے اللہ کو یاد کرنے والوں سے بھرا رہے گا۔ اسے آج تک بخت نصیب کیا کوئی سیاہ بخت دیر نہ کر سکا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۳)۔ نبی کریم ﷺ کو کرتا (قیص) بہت پسند تھا۔ کرتے کی آستین نہ تنگ رکھتے تھے نہ زیادہ کھلی ڈرمیانی سانس زیادہ پسند تھی۔ آستین کٹائی اور بانہہ کے جوڑ تک پہنچتی تھی۔ سفر (خصوصاً جماد) کے لیے جو کرتا پہنتے تھے اس کے دامن اور آستین کی لمبائی ذرا کم ہوتی تھی۔ قیص کا ٹریبان سینے پر ہوتا تھا جسے کبھی کبھار موسم کے حساب سے کھلا رکھتے تھے اور اسی حالت میں نماز پڑھتے تھے۔ کرتا پہنتے ہوئے پہلے سیدھا بات ڈالتے پھر بایاں۔ (شمائل ترمذی)

(۲۴)۔ نبی کریم ﷺ کو سر پر عمامہ باندھنا بہت پسند تھا۔ ایک روایت کے مطابق عمامے کی لمبائی سات زبوتی تھی۔ عمامے کا شملہ بالشت بھر ضرور چھوڑتے تھے جو پیچھے کی جانب دونوں شانوں کے بیچ پڑا رہتا تھا۔ موسم کے تقاضے کو دیکھتے ہوئے ٹھری ٹلی ٹھوڑی کے نیچے سے لے کر گردن کے گرد بھی لپیٹ لیتے تھے۔ کبھی عمامہ نہ ہوتا تو کپڑے کی ایک دھجی (رومال) کمانی کی طرح سر پر باندھ لیتے تھے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ایسا صرف بیماری خصوصاً سر درد کی حالت میں کیا ہوگا۔ سفید کے علاوہ زرد رنگ کا عمامہ بھی سرکارِ دو عالم ﷺ نے استعمال فرمایا ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ عمامے کے نیچے ٹوپی بھی استعمال میں رہی۔ (شمائل ترمذی)

(۱۴۵)۔ نبی کریم ﷺ کی اوڑھنے کی چادر چار ٹریبلی ہوا دوڑ چوڑی ہوتی تھی۔ کبھی لپیٹے کبھی ایک پلو سیدھی بغل سے نکال کر اسے کاندھے پر ڈال لیتے۔ یہی چادر کبھی کبھار بیٹھے ہوئے ٹانگوں کے گرد لپیٹ لیتے اور کبھی اسے تہہ کر کے نگلیے بنا لیتے۔ اہل لوگوں کے استقبال کے لیے چادر اتار کر بچھا بھی دیتے۔ (بخاری شریف)

(۱۴۶)۔ حضور ﷺ نے کبھی کبھار تنگ آستین کا روئی جبہ بھی زیب تن فرمایا ہے۔ کبھی طیبسانی قسم کا سروانی جبہ بھی پہنا ہے جس کے ٹریبان کے ساتھ ریشمی گولٹ بھی لگی تھی۔ (بخاری شریف)

(۱۲)۔ سرکار علیہ السلام کا نعل پاک (مقدس جوتا) سرودج عربی روایت کے مطابق نیپل یا کھڑوس کی بنی شکل کا تھا جس کے دو تسمے تھے ایک انگوٹھے اور ساتھ وہی انگلی کے بیچ رہتا۔ دوسرا چھٹکیا اور اس کے ساتھ وہی انگلی کے بیچ۔ یہ ایک بالشت دو انگلی لمبا تھا۔ تلوے کے پاس سے سات انگلی چوڑا اور دونوں تسموں کے بیچ پنجے پر سے دو انگلی کا فاصلہ تھا۔
(بخاری شریف)

(۱۲۸)۔ سرور عالم ﷺ نے جراثیم اور موزے بھی استعمال فرمائے ہیں۔ شہادہ نقاش نے سیاہ رنگ کے سادہ موزے تختے کے طور پر بھیجے تھے آپ نے انھیں پہنا اور ان پر مسح فرمایا۔ اسی طرح حضرت ودیعہ بھی نے بھی موزوں کا تحفہ پیش کیا تھا ان کو آپ نے پھٹنے تک استعمال کیا۔ (سیرت رسول عربی)

(۲۹)۔ ہجرت فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ ام مہربہ کے پیچھے سے ہو کر نذرے تھے۔ جب اس کا شوہر ابو مہربہ گھر پر آیا اور اپنے خانی برتنوں کو دودھ سے بھرا دیکھا تو پوچھا: یہ کہاں سے آیا ہے؟ ام مہربہ نے کہا: یہ برکت ہے ایک شخص کی جو ابھی ادھر سے نذر ا تھا۔ اس نے کہا: نذر اس کا حال تو بتاؤ۔ اس پر وہ بولی: میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کی انھانت نمایاں جس کا چہرہ روشن جس کی بناوٹ (خلق) میں حسن تھا۔ نہ سونا پے کا عیب نہ دہ پے کا نقص خوش رو حسین آنکھیں کشادہ اور سیاہ بالوں لمبی آواز میں کھنک بردن صراحی دار دار اھی گھنی جو یں تمان دار اور جزی ہوئی خاموشی میں وقار کا مجسمہ گفتگو میں صفائی اور دل کشی حسن کا پیکر اور جہاں میں یگانہ روزگار دور سے دیکھو تو حسین ترین قریب سے دیکھو تو شیریں ترین بھی اور جمیل ترین بھی گفتگو میں مناس نہ فضول گفتگو سے اور نہ ضرورت کو قتل خاموش رہے گفتگو اس انداز کی جیسے پردے ہوئے موتی ایسا درمیانہ قد جس میں نہ قابل نفرت درازی نہ حقارت آمیز کوتاہی گردن شاخوں کے درمیان ایک شاخ ہو تو وہ دیکھنے میں ان تین شاخوں سے زیادہ تر و تازہ دکھائی دے اور قدر و قیمت میں ان سب سے بہتر نظر آئے۔ اس کے کچھ ہاں مار تھے جو اسے گھر سے رتے تھے۔ جب وہ بولتا تو سب خاموش ہو جاتے۔ جب کوئی حکم دیتا تو

اس کی تعمیل کے لیے نوٹ پڑتے۔ سب کا سجدہ، سب کا مطاع۔ ترش روئی سے پاک اور قابل گرفت باتوں سے مبرا۔ ایو معید بولے۔ خدا کی قسم یہ وہی قریشی معلوم ہوتا ہے جس کا ذکر میں لکھ میں من چکا ہوں۔ میں ارادہ بھی کر چکا ہوں کہ اس کی محبت نصیب ہو۔ مگر اس کی تعمیل نظر نہ آئی تو میں یہ ضرور کروں گا۔ (کبیر خجندی)

(۱۳۰)۔ سفر اور حضر میں سات چیزیں ہمیشہ حضور ﷺ کے ساتھ رہتیں: (۱) تیل کی شیشی۔ (۲) کنگھی (ہاتھی دانت کی بھی) (۳) سیاہ رنگ کی سرمہ دانی (۴) لچنجی (۵) مسواک (۶) آئینہ (۷) کڑی کی ایک پتلی بچی۔ (سیرت رسول عربی)

(۱۳۱)۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے راستے میں بہت تکلیفیں اٹھائیں لیکن سخت ترین دن وہ تھا جب آپ تبلیغ اسلام کے لیے طائف گئے۔ وہاں دعوت اسلام کے جواب میں لوگ سخت بد اخلاقی سے پیش آئے۔ وہ باشلفوں کو پیچھے گا دیا۔ یہ غنڈے آپ پر نوٹ پڑے اور ہتھ مارنا شروع کر دیے۔ آپ جدھر کا رخ کرتے یہ نوٹ آپ کے پیچھے ہتھ مارا کرتا چلا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے جسم کو آپ کی ڈھال بنا رکھا تھا۔ اتنا ہتھ مارا کہ بدن مبارک لبو لبان ہو گیا اور نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ آخر آپ نے بڑی مشکل سے ایک ہانگہ میں انگوڑی کی بیلیوں میں پناہ لی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جسم اطہر کا خون پونچھا۔ نعلین مقدس میں اتنا خون جم گیا تھا کہ آپ وضو کرتے وقت مشکل سے اپنے پاؤں نکال سکے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ میرے لیے سخت ترین دن تھا۔ میں دکھی دل کے ساتھ ہانگہ سے نکل کر آ رہا تھا کہ اچانک بادل کے ایک کمرے نے میرے اوپر سایہ کر دیا۔ میں نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام تھے۔ انھوں نے کہا: جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا ہے حق تعالیٰ نے اسے دیکھا اور آپ کی مرضی ہو تو ظائف کے دونوں پہاڑوں کو ایک دوسرے سے ملا کر یہاں کی آبادی کو تپس نہیں کر دیا جائے۔ میں نے کہا: نہیں میں ان کی ہلاکت اور بربادی نہیں چاہتا مجھے خدا کے فضل سے امید ہے کہ حق تعالیٰ انہی میں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو خدا کے وحدہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں

ظہر اٹھ گئے۔ یہ رومال بعد بکری طائفہ والے تھے جو حضور ﷺ کی دشمنی سے دست بردار ہو کر آپ کے قدموں میں گر پڑے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۲)۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بات ہے کہ آپ فصاحت میں ہم سے بااثر ہیں حالانکہ آپ ہم سے کبھی حد نہیں ہوئے۔ فرمایا: میری زبان اسماعیل علیہ السلام کی زبان ہے جسے میں نے خاص طور سے سیکھا ہے اسے جبریل علیہ السلام مجھ تک لائے اور میرے ذہن نشین کرادی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۳)۔ حضرت موالی علیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ وجہ التکریم نے سرکار ابد قرار ﷺ سے ایک بار سوال کیا کہ آپ اپنے مسلک کی وضاحت فرمائیں۔ حضور ارحم ﷺ نے فرمایا: عرفان میرا سرمایہ ہے عقل میرے دین کی اصل ہے محبت میری بنیاد ہے شوق میری سواری ہے ذکر الہی میرا سونہ ہے اعتماد میرا خزانہ ہے وزن میرا فقی ہے علم میرا ہتھیار ہے صبر میرا لباس ہے خدا کی رضا میری قیمت ہے عاجزی میرے لیے وجہ اعزاز ہے زہد میرا پیشہ ہے یقین میری طاقت ہے صدق میرا سفر ارشاد ہے طاعت میرا ہپا کا ہے جہاد میرا کردار ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۳۴)۔ براق لفظ برق سے ماخوذ ہے۔ اس سواری کی رفتار بجلی کی طرح تیز تھی اس لیے اسے براق کہا گیا ہے۔ برق کی رفتار ایک لاکھ چھیالیس ہزار میل فی سیکنڈ ہے اور رویتوں میں آیا ہے کہ براق ایسی تیز رفتار سواری تھی کہ جہاں نگاہ کی حد ختم ہوتی تھی وہاں اس کا پہل قدم پڑتا تھا۔ (سیرت رسول عربی)

(۱۳۵)۔ مسند امام احمد بن حنبل اور سیرت ابن احق کی روایت یہی ہے کہ حضور ﷺ نے شب معراج سفر سے واپسی پر بیت المقدس میں نبیوں اور فرشتوں کی مامت فرمائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۶)۔ معراج کے سفر میں حضور اقدس ﷺ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملے۔ ان کے دائیں طرف جنت والے تھے اور بائیں طرف دوزخ والے۔ پہلے آسمان

پر سرکار ﷺ نے نہر کوثر بھی دیکھی جس کے کناروں پر جواہر کے ٹکڑے بکھیرے ہوئے تھے۔ دوسرے آسمان پر حضور ﷺ کی ملاقات حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت یسعی علیہ السلام سے ہوئی۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام حضور ﷺ سے ملے۔ چوتھے آسمان پر حضرت دریس علیہ السلام نے آپ سے بات چیت کی۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے۔ ساتویں آسمان پر سرکار ﷺ کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ (بخاری شریف)

(۱۳۷)۔ یہودیوں نے ایک جادوگر لیبید بن اعصم کے ذریعے رسول اللہ ﷺ پر جادو کروایا تھا۔ اس سے آپ کو اور تو کوئی نقصان نہیں پہنچا البتہ یہ اثر ظاہر ہوا کہ آپ ماکرہ دنیاوی کاموں کے بارے میں یہ خیال کرنے لگے کہ کر چکے ہیں۔ چالیس دن تک جادو کا اثر رہا۔ اس کے بعد آپ نے صحت یابی کے لیے دعا کی اور فرشتوں نے حضور ﷺ کو جادو کی ساری تفصیل بتائی۔ آپ نے حضرت علیؓ اور حضرت ثمار بن یاسر کو ایک کنوئیں پر بھیجا۔ اس کنوئیں سے رسول اللہ ﷺ کی موسمی تصویر برآمد ہوئی اس میں سوئیاں چھدی ہوئی تھیں اور ایک دھواں گاہندہ ہوا تھا جس میں گیارہ کانٹے تھے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورہ لہق اور سورہ ناس نازل فرمائیں۔ ان کی ہر آیت پڑھنے سے ایک ایک گرہ کھلتی گئی اور سوئیاں نکلتی گئیں اور رسول اللہ ﷺ پر سے جادو کا اثر اتر گیا۔ (بخاری شریف)

(۱۳۸)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے پاس پاک صاف شریعت لایا ہوں۔ خدا کی قسم اگر موسیٰ بن عمران زندہ ہوتے تو ان کے لیے بھی میرے اتباع کے سوا کوئی گنجائش نہ ہوتی۔ (بخاری شریف)

(۱۳۹)۔ ابن عباسؓ نے کعب احبار سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کی تھی کہ تم اللہ کے ذکر کے ساتھ محمدؐ کا نام بھی لیا کرو کیوں کہ میں نے اُن کا نام عرش کے ستون پر لکھا دیکھا ہے جبکہ میں روح اور مٹی کے درمیان تھا پھر میں نے گھومنا شروع کیا تو آسمان میں کوئی جگہ ایسی نہ دیکھی جہاں محمدؐ نہ لکھا ہو۔ نہ جنت میں

کوئی محل اور کوئی بالا خانہ دیکھا مگر اس پر محمد کا نام لکھا ہوا تھا۔ اور میں نے ان کا نام مہارک حوروں کے سینوں پر، جنت کے درختوں کی شاخوں پر، طوبی درخت اور سدرة المنتہی کے پتوں، جوبات کے کناروں، فرشتوں کی آنکھوں میں لکھا دیکھا۔ تم ان کا ذکر کثرت سے کیا کرو کیونکہ فرشتے بھی ہر گھڑی ان کا ذکر کرتے ہیں۔ (روح المعانی)

(۱۳۰)۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے پوچھا کیا اپنے برائیوں میں حضور ﷺ کی سیرت کیسی تھی؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیشہ بندہ پیشانی سے ہنسا لے نرم اخلاق والے سہولت کی زندگی بسر کرنے والے نہ درشت خوئے نہ بد مزاج نہ بے ہودہ باتیں کرنے والے نہ عیب تلاش کرنے والے جس چیز کی خواہش نہ ہوتی اس سے بچاقل برتنے نہ اس کا عیب بیان کرتے نہ اس میں رغبت ظاہر فرماتے۔ تین چیزیں آپ نے خود ترک فرمادی تھیں: شک کرنا، مال کثیر جمع کرنا اور غیر مفید باتیں کرنا۔ تین چیزوں سے آپ نے دلوں کو چھوڑ دیا تھا: کسی کی مذمت نہیں فرماتے تھے کسی کو ہار (شرم) نہیں دیتے تھے اور کسی کی بچھی ہوئی بات کا تجسس نہیں فرماتے تھے۔ صرف وہی کلام کرتے جس میں آپ کو ثواب کی امید ہوتی تھی۔ جب بات چیت فرماتے تو سننے والے اس طرح خاموش ہو جاتے جیسے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوں۔ پھر جب آپ خاموش ہو جاتے تو لوگ کلام کرتے۔ مسافر اور غریب کے بات کرنے یا سوال کرنے میں اس کی بے ادبی پر صبر فرماتے۔ اس وقت صحابہ اسے دور ہٹانا چاہتے تو آپ فرماتے جب کسی ضرورت مند کو دیکھو کہ کچھ غصہ کرتا ہے تو اس کی مدد کرو۔ سوائے خلافی کرنے والے کسی کی مدد و شاقہوں نہ کرتے۔ آپ کسی کی بات سچ میں نہ کانٹتے جب تک کہ وہ خود ہی اپنی بات نہ کانٹے۔ حلم اور صبر کا امتزاج تھے۔ آپ کو نہ تو کوئی چیز غصہ ناک لگتی نہ بے ادب۔ احتیاط صرف چار چیزوں پر منحصر تھی: نیکی کے اخذ کرنے میں کہ اس کی پیروی کریں، بدی کے ترک کرنے میں کہ اس سے باز رہیں، امت کی بھلائی کے کاموں میں دل سے غور و فکر کرنے میں اور ان کاموں کو قائم کرنے میں جن سے امت کی دنیا اور آخرت جمع ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۱)۔ حضرت عثمان ابن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ اور ہجرت سے پہلے میں پیر اور جمعرات کو کعبہ کھولا کرتا تھا۔ ایک روز حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے لیے تین کعبہ کھول دو۔ میں نے آپ کی بڑی بے ادبی کی مگر حضور ﷺ نے بہت بردباری فرمائی اور فرمایا کہ اے عثمان بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ تم یہ چابی میرے ہاتھ میں دیکھو گے پھر میں جسے چاہے دوں۔ میں بولا اگر ایسا ہو تو قریش بلاک ہو جائیں گے اور کعبہ ذیل ہو جائے گا۔ فرمایا: نہیں یہ کعبہ کی قسم! کعبہ کو اسی دن عزت ملے گی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ ایسا ہو کر رہے گا کیونکہ اس مبارک زبان کی کوئی بات خالی نہیں جاتی۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ عمرہ قضا کے لیے ذی القعدہ من سات ہجری میں بیت اللہ تشریف لائے اور میں نے آپ کی حج و حج و تکبیر تو میرے دل کا حال بدل گیا۔ دل میں ایمان آ گیا۔ موقع ڈھونڈ مگر خدمت میں حاضر نہ ہو سکا یہاں تک کہ حضور ﷺ مدینے واپس ہوئے۔ ایک روز دل بہت بے چین ہوا تو اندھیرے منہ مکہ سے بھاگا۔ راستے میں خالد بن ولید اور عمرو بن عاص سے ملاقات ہوئی۔ ان کا حال بھی میرے جیسا ہی تھا۔ چنانچہ ہم تینوں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور سرکار ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کر کے مسلمان ہوئے۔ پھر فتح مکہ کے دن جو کہ رمضان من تھا ہجری میں ہوئی ہم تینوں حضور ﷺ کے ساتھ ہی مکہ مکرمہ آئے تب مجھ سے حضور ﷺ نے چابی منگوائی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ چابی انھیں دی جائے۔ میں ڈر کی وجہ سے چابی نہ مانگ سکا۔ مجھ سے اتفاقہ یا تھا اور میں سمجھتا تھا کہ حضور انور ﷺ کے چچا کے مقابلہ میں مجھ غیر کی کیا حیثیت ہے۔ مگر ان کے کرم کے قربان فرمایا: عباس اگر تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہو تو چابی مجھے دے دو۔ چابی لے کر فرمایا: عثمان کہاں ہیں۔ میں بولا حضور حاضر ہوں۔ فرمایا: ہویہ چابی یہاں ہمیشہ تمھارے پاس رہے گی۔ (بخاری شریف)

(۱۳۲)۔ کسی نبی کی کتاب معجزہ نہ تھی۔ قرآن ہمارے حضور ﷺ کا ہمیشہ زندہ رہنے والا معجزہ ہے اس لیے اور رسولوں کو کتاب نبوت کے دعوے کے عرصہ بعد ہی مگر حضور ﷺ کی نبوت کے ظہور کی شروعات نزول قرآن سے ہی ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

کریں گے میں اس کا بدلہ انھیں دنیا میں بھی دوں گا۔ جب دو مصیبتوں میں اللہ پر دھیں گے تو انھیں بڑا ثواب دیا جائے گا۔ ان کی دعائیں قبول کروں گا۔ (روح المعانی، خازن)

(۱۳۶)۔ مسلم شریف میں ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ بات اٹھا کر رو کر اُمت کے حق میں دعا کر رہے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر رونے کی وجہ پوچھی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم کو اپنی اُمت کا غم لارہا ہے۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں جا کر یہی عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ میرے محبوب سے پہلے وہ کہہ آپ کو آپ کی اُمت کے بارے میں راضی کریں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ ارشاد نازل ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا۔ (تحفۃ الموعظین)

(۱۳۷)۔ نبی کریم ﷺ کا عصائے مبارک حضور ﷺ کے سینہ اقدس تک لہا تھا۔ اس کے نیچے موبے کا گولہ بھی تھا جس سے ضرورت کے وقت استنجے کا ڈھیل بھی توڑ جاسکتا تھا اور جنگل میں لہڑ پڑھنے کے وقت سامنے کا زبر سترے کا کام بھی لیا جاتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۸)۔ جب حضور انور ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور حضرت عبداللہ بن مسام جیسے یہودی عالم ایمان سے شرف ہوئے تو ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسام سے پوچھا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے علماء اس محبوب کو ایسا جانتے اور پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو۔ اے عبداللہ تم بھی تو یہودی عالم تھے ذرا اس پہچاننے کی حقیقت تو بیان کرو۔ حضرت عبداللہ بن مسام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ حضور کو ہم اپنے بیٹوں سے زیادہ جانتے پہچانتے ہیں کیونکہ بیٹے کے متعلق تو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اس کی ماں نے خیانت کی ہوگی مگر حضور ﷺ کے بارے میں تو کسی شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر، خزائن اعراف، تفسیر یزدی)

(۱۳۹) تفسیر ساوی میں ابو طالب کے اشعار نقل کیے گئے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

میں یقین سے جانتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا دین سارے دینوں میں بہتر ہے۔ اگر تجھ دست کا خوف اور قوم کے طعنوں کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یہ دین ضرور قبول کر لیتا۔ اے محمد آپ اپنا کام بخوبی انجام دیتے جائیے جب تک میں قبر میں دفن نہ ہو جاؤں تب تک یہ کفار آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میرا بھلا چاہنے والے ہیں اور مجھے اچھی چیز کی طرف بلارہے ہیں مگر طاعت کے ڈر سے میں اسلام قبول نہیں کر سکتا۔ (تفسیر سدی)

(۱۵۰) ابو جہل کا دوست اخص بن قیس ایک بار اسے تنہائی میں لے گیا اور بولا: ابو جہل! سچ بتا کہ محمد (ﷺ) سچے ہیں یا نہیں؟ سچ بول دے۔ میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا۔ ابو جہل بولا: وہ بالکل سچے ہیں۔ ان کی زبان سے جھوٹ کبھی نہیں نکلا۔ میں اس سے انہیں نہیں مانتا کہ ان کے فائدہ ان ہی قصی ابن کاہب میں پہلے ہی سے بہت سی عظمتیں جمع ہیں سر نبوت بھی ان میں پہنچ جائے گی تو دوسرے قریشیوں کے لیے کیا بچے گا۔ (روئے المعانی 'خازن' تفسیر سیر)

(۱۵۱) ایک بد دین حضور ﷺ کے پیچھے دل ٹہکی میں نکل کر آئے۔ بنائے ہاتھ ناک پر رکھے چل رہا تھا۔ آپ نے نہ پھیر کر فرمایا: تو ایسا ہی ہو جا۔ وہ بد بخت بالکل ویسا ہی ہو گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۲) جب حضور ﷺ نے طائف والوں کو تبلیغ فرمائی تو وہاں کے سردار بن عبدیہ علی ابن عبد کلاں نے بہت گستاخی کی۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام پہاڑوں کے فرشتے اسماعیل کے ساتھ حاضر ہوئے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ نے اس فرشتے کو بھیجا ہے۔ آپ حکم دیں انہوین پہاڑ ملا دیے جائیں جس سے یہ لوگ دنوں کی طرح پس جائیں۔ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: نہیں یہ لوگ زندہ رکھے جائیں۔ اگر یہ ایمان نہیں لائے تو ان کی اولاد ایمان لے آئے گی۔ (تفسیر ابن کثیر بخاری شریف مسلم شریف وغیرہ)

(۱۵۳) کسی مست حال سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام کیوں ہوئے؟

پورے سوکھوں نہ ہوئے۔ علماء و مشائخ اس کی بہت باریک وجوہ بیان کرتے ہیں۔ مگر اس مست نے کہا: سو کا عدد اپنے محبوب کے لیے خالی رکھا گیا کیونکہ حضور اقدس ﷺ خود اسم اللہ ہیں۔ (تحفۃ الاولیاء عظیم)

(۱۵۴)۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی عبد ہے مگر حضور ﷺ

عبدہ ہیں۔ عبد اور عبدہ میں چند طرح کے فرق ہیں: (۱) عبد وہ جو اللہ کی رضا چاہے۔ عبدہ وہ کہ اللہ جس کی رضا چاہے۔ (۲) عبد وہ جو اپنی عبدیت پر نار کرے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ عبدہ وہ کہ جس کی عبدیت پر قدرت ناز کرے۔ رب تعالیٰ خود فرمائے میں محمد کا رب ہوں۔ (۳) عبد وہ کہ اس کی شان رب سے ظاہر ہو۔ عبدہ وہ کہ دب کی شان اس سے ظاہر ہو۔ (۴) عبد وہ کہ جو کسی کے لیے بنے۔ عبدہ وہ جس کے لیے دوسرے بنیں۔ (۵) عبد وہ جو رب سے ملنا چاہے مگر عبدہ وہ کہ رب جس سے ملنا چاہے۔ (۶) عبد وہ جو رب کی رحمت کے پاس جائے مگر عبدہ وہ کہ رب کی رحمت اسے تلاش کرے اس کے پاس آئے۔ (۷) عبد وہ کہ جو کچھ نہ ہو عبدہ وہ جو کچھ نہ ہو کر بھی سب کچھ ہو۔ (۸) عبد وہ جو اپنے کام کا خود ذمہ دار ہو۔ عبدہ وہ جس کے ہر کام کی ذمہ دار اللہ کی رحمت ہو۔ (۹) عبد وہ جو کسی کے لیے بنے عبدہ وہ کہ جس سے سب کچھ بنے۔ (۱۰) عبد وہ کہ کرنا بھی اس کا ہو اور کام بھی اس کا۔ عبدہ وہ کہ کرنا تو اس کا ہو مگر کام بکا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۵)۔ حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو تیس مردوں کی قوت دی گئی تھی اور

حدیث الودیعہ میں ہے کہ چالیس جنتی مردوں کی قوت عطا کی گئی تھی اور ترمذی شریف میں ہے کہ جنت کے ایک مرد کو دنیا کے ۷۰ مردوں کے برابر قوت ہوگی۔ اس حساب سے رسول اللہ ﷺ کو دنیا کے چار ہزار مردوں کے برابر قوت دی گئی تھی۔ اس قوت سے مہاشرت کی قوت مراد ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۶)۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں عالم کو عابد پر اتنی فضیلت ہے جتنی مجھے ایک

ادنیٰ مسلمان پر۔ (تحفۃ الاولیاء عظیم)

(۱۵)۔ مدینہ مکہ پہنچنے والوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خط کی شکایت کی تو ام المومنین نے فرمایا: دیکھو نبی ﷺ کی قبر اطہر کے ٹھیک اوپر چھت میں ایک سوراخ کرو کہ آسمان اور قبر انور کے بیچ کوئی چیز آڑ نہ رہے۔ صحابہ کرام نے ایسا ہی کیا۔ اس سال بہت زوروں کی بارش ہوئی اور اونٹ اسے مٹانے ہوئے کہ چربی سے پھٹے بار بہ تھے۔ اس سال کا نام ہی بہت زیادہ ہرزئی کا سال ہو گیا۔ (مشکوٰۃ ج۲ صفحہ ۲۸۱)

(۱۵۸)۔ بخاری شریف میں حضرت خیاب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار خانہ کعبہ کے سائے میں چادر مبارک کا ٹکڑا لگائے تشریف فرما تھے۔ ہم نے حضور ﷺ سے اپنی مصیبتوں کی شکایت کی اور عرض کیا کہ حضور ہمارے لیے دعا کیوں نہیں فرما دیتے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ زمین میں داب دیے جاتے تھے آڑے سے چیر کر کھڑے کھڑے کر دیے جاتے تھے تو بے کی ٹھکیوں سے ان کے سر کا گوشت لوق لیا جاتا تھا مگر انھیں کوئی مصیبت دین سے نہیں روک سکتی تھی۔ قسم ہے رب کی یہ دین پورا ہو کر رہے گا۔ دنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہو گا کہ منعا سے حضور موت تک لوگ بے دھڑک جائیں گے مگر تم جلدی کرتے ہو۔ (بخاری شریف)

(۱۵۹)۔ مسیحیوں کے مشہور امریکی سہ ماہی رسالہ مسلم ورلڈ میں ایک مسیحی فاضل نے اپریل ۱۹۵۹ء میں لکھا ہے کہ اسم محمد اور اس جیسے دوسرے نام یعنی احمد محمود حامد وغیرہ سے زیادہ مردانہ نام دنیا میں چلا ہوا نہیں ہے۔ (سیرۃ النبی ص ۱۸۵)

(۱۶۰)۔ چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے کا واقعہ رسول خدا ﷺ کے مشہور معجزات میں سے ہے۔ حضور ﷺ کا قیام مکہ میں تھا اور ہجرت کو ابھی پانچ سال کا زمانہ باقی تھا کہ مکہ کے مشرکین نے حضور ﷺ سے کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہمیں کوئی معجزہ دکھائیے۔ حضور ﷺ نے اللہ کے حکم سے چاند کی طرف انگلی سے اشارہ کروایا۔ لوگوں نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑوں میں پھٹا ہوا ہے۔ حدیثوں میں یہ خبر ایک نہیں دس صحابہ سے روایت ہوئی ہے جن میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود، حضرت عبد اللہ ابن عباس اور حضرت انس بن مالک وغیرہ

شامل ہیں اور سب سے بڑھ کر قرآن مجید کی سورۃ قمر اس معجزے کی شاہد ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۶۱) خبیر کے دن حضور اقدس ﷺ کو سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث یہودیہ نے بکری کے گوشت میں ملا کر زبردیا تھا۔ (بخاری شریف)

(۱۶۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر حضور پر مختلف چیزیں عمدہ در معموں پیش کی جاتیں تو آپ درمیانہ درجہ کی چیز کو پسند فرماتے نہ بہت عمدہ نہ ہالکل معموں۔ (بخاری شریف)

(۱۶۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے سائے میں دم لیتا ہے اور پھر آگے دوڑتا ہو جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ نبی رسول اللہ ﷺ نے دیکھتے تو فرماتے اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے میری صورت اور میرے دونوں چھٹی بنائی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۵) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے اپنے دادا حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے پروردگار کے حضور ایک نور (روں) تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۶) حضور اقدس ﷺ کی امت دو قسم کی ہے: ایک وہ جن کے حضور ﷺ نبی ہیں اور جن پر حضور ﷺ کو ماننا اور آپ پر ایمان لانا فرض ہے۔ اسے امت دعوت کہتے ہیں۔ دوسری وہ جنہوں نے حضور انور ﷺ کو صحیح طور پر مان بھی لیا اور حضور ﷺ پر ایمان بھی دے گئے۔ اسے امت اجابت کہتے ہیں۔ سارا عالم حضور ﷺ کی امت دعوت ہے اور ہم مسلمان امت اجابت۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۷) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے مسلمانو! تم سے امتوں کا عدد پوچھو۔ ب

سب میں تم افضل اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہو۔ (ترمذی)

(۱۶۸)۔ ایک بار اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو پیام بھیجا کہ تم کہتو میں مکہ کے دو پہاڑوں کو جنھیں خشون کہتے ہیں سونے کا بنا دوں کہ وہ تمھارے ساتھ رہیں۔ سرکار ﷺ نے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن دے کہ شکر بجالاؤں، ایک دن بھوکا رکھ کہ صبر کروں۔ (بخاری شریف)

(۱۶۹)۔ جب حضور ﷺ نے کوہ صفا پر پہلی بار لوگوں کو دعوت عام دی تو دعوت حق کی سب سے پہلی مخالفت ابو لہب نے کی تھی اور بڑی حقارت سے کہا تھا، تم نارت ہو! کیا یہی بکواس سنانے کے لیے تم نے ہم کو بلایا تھا۔ (بخاری شریف)

(۱۷۰)۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین کاموں سے عمر بھر پرہیز کیا: تکبر سے، بحث اور تکرار سے اور ا یعنی اور فضول باتوں سے۔ اسی طرح آپ نے تین باتوں سے لوگوں کو ہمیشہ محفوظ رکھا: کبھی کسی کی مذمت یا توہین نہیں فرمائی، کسی کو عیب نہیں لگایا نہ کسی سے اس کی ذات کے حقائق کرید کرید کر کوئی بات پوچھی۔ آپ صرف ایسے موقعوں پر کلام فرماتے جب آپ کو یقین ہوتا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کو خوش اور راضی کرنے والی ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۷۱)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ نے بھی؟ فرمایا: میں مکہ و مدینہ کی بکریاں اجرت پر چرایا کرتا تھا۔ (بخاری شریف)

(۱۷۲)۔ علمائے کرام حضور اکرم ﷺ کے وجود کرامی سے دنیا کو طے و رحمت کے دارے میں کہتے ہیں کہ منی کو آپ کی یہ رحمت ملی کہ وہ پاک کرنے والی ہوئی۔ اور پانی کو خونان سے روک دیا گیا اور ہوا شیطانوں کے راستے سے سلامت ہوئی اور آدمی کفار کو ہلاک کرنے سے محفوظ ہوئی اور آگ صدقات کے جلانے سے بچ گئی اور آسمان شیطانوں کی رسائی اور باتوں کو چوری چھپے سننے سے محفوظ ہو گیا۔ (تفسیر نمبر)

(۱۷۳)۔ کچھ علماء حضور ﷺ کا اسم مبارک اور آپ کی کنیت دونوں کو جمع کر کے نام رکھنے سے منع کرتے ہیں اور ایک ایک کر کے رکھنے کو جائز کہتے ہیں۔ معنی یا تو ابو القاسم نام رکھو یا محمد نام رکھو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ بالکل منع ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ بالکل جائز ہے اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ ابو القاسم نام رکھنا اس شخص کے لیے ناجائز ہے جس کا نام محمد نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۴)۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو قوم کسی مشورے کے لیے جمع ہوئی اور ان میں کوئی ایسا ہے جس کا نام محمد ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے کام میں برکت دے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۵)۔ حدیث میں ہے کہ جس کا نام محمد ہو گا حضور ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے اور جنت میں داخل کروائیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۶)۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ سے فرمایا مجھے قسم ہے اپنے عز و جلال کی کسی ایک پر عذاب نہ کروں گا جس کا نام اے محبوب تمہارے نام پر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۷)۔ حضرت علی اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ فرمایا: کوئی دسترخواں نہیں کہ بچھایا گیا ہو اور اس پر لوگ کھانے آئیں اور ان میں احمد یا محمد ناموے ہوں مگر یہ کہ حق تعالیٰ اس گھر کو جس میں یہ دسترخوان بچھایا گیا ہو اسے روزانہ دو بار پاک نہ فرمائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۸)۔ خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی کہ حضور انور ﷺ کی والدہ بی بی آمنہ نے فرمایا کہ جب حضور اقدس ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ یک بہت بڑی ہری آئی جس میں روشنی کے ساتھ گھوڑوں کے ہنہانے اور پرندوں کے اڑنے کی دھڑکی اور کچھ انسانوں کی بولیاں بھی سنائی دیتی تھیں۔ پھر ایک دم حضور ﷺ میرے سامنے سے غائب ہوئے اور میں نے سنا ایک اعلان کرنے والا اعلان کر رہا تھا کہ محمد کو مشرق اور مغرب میں اُشت کراؤ اور ان کو مسندروں کی بھی سیر کراؤ تاکہ تمام کائنات کو ان کا نام ان کا

علیہ اس کی صفت معلوم ہو جائے اور ان کو تمام جان و ارتحقوق یعنی جن و انس فرشتوں اور چرند پرند کے سامنے پیش کرو اور انھیں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلعت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زباں حضرت اسحق علیہ السلام کی رضا حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت حضرت یوسف علیہ السلام کی حکمت حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت حضرت یونس علیہ السلام کا صبر حضرت یونس علیہ السلام کی طاعت حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت حضرت ایسا علیہ السلام کا وقار حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عصمت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کر کے ان کو تمام پیغمبروں کے کمالات اور اخلاق حسنہ سے سزا دو۔ اس کے بعد وہ ہارل چھٹ گیا پھر میں نے دیکھا کہ آپ ریشم کے ہیز کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور اس کپڑے سے پانی ٹپک رہا ہے اور کوئی پکارنے والا اعلان کر رہا ہے کہ: اودھ کیا خوب محمد کو تمام دنیا پر قبضہ دے دیا گیا اور کائنات کی کوئی چیز باقی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ ہو۔ اب میں نے چہرہ انور دیکھا تو چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا اور بدن سے پائیزہ مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ پھر تین شخص نظر آئے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا دوسرے کے ہاتھ میں ہیز مر کا ٹشت تیسرے کے ہاتھ میں ایک چمک دار انگلی تھی۔ انگلی کو سات بار دھو کر اس نے حضور ﷺ کے دونوں شانوں کے بیچ مہر نبوت لگا دی پھر حضور ﷺ کو ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اٹھایا اور ایک لمحہ کے بعد میرے سپرد کر دیا۔ (ذرقانی علی الموابب جلد اول)

(۹-۱)۔ رسول اللہ ﷺ کی خادمہ ام ایمن کا نام میرکت ہے۔ یہ آپ کو آپ کے والد حضرت عبداللہ سے میراث میں ملی تھیں۔ بچپن میں یہی آپ کو کھانا کھلاتی تھیں کپڑے پہناتی تھیں آپ کے کپڑے دھوتی تھیں۔ آگے چل کر حضور ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا تھا جن سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۰)۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی زبان کھلی تو سب سے پہلا کلام جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا: **اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العلمین و سبحان اللہ بکرموا صیلا۔** (مدارج النبوة)

(۱۸۱)۔ زرقانی علی الموابہب (جلد تین) میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی ملکیت میں سات گھوڑے، پانچ خیر تین گدھے اور دو اونٹیاں تھیں۔

(۸۲)۔ صحیح روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی وفات اقدس کے وقت جو سواری کے چار نور موجود تھے ان میں ایک گھوڑا تھا جس کا نام نجف تھا، ایک۔ فید خیر تھا جس کا نام ذرہل تھا۔ اس کی کافی لمبی عمر ہوئی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک زندہ رہا۔ ایک عربی گدھا تھا جس کا نام عفیر تھا۔ ایک اونٹنی تھی جس کا نام صفہا اور قصوی تھا۔ اسی اونٹنی پر حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی اور اسی کی پیٹھ پر حجۃ الوداع میں آپ نے عرفات اور منی کا خطبہ پڑھا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۳)۔ ایک بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک عصا اپنے دست مبارک میں لے کر مسجد نبوی کے منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ چانک، چنچاہ غلاری نام کا ایک بد نصیب اٹھا اور حضرت عثمان غنی کے ہات سے اس مبارک تبرک کو لے کر توڑ ڈالا۔ اس بے دلی پر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سزا ملی کہ اس کے ہات میں سینر ہو گیا اور پورے ہات سڑ گئے اور اسی عذاب میں وہ ہلاک ہو گیا۔ (دلائل النبوة جلد ۳)

(۱۸۴)۔ نبوت کے اعلان کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرّمہ میں دو یا تین حج کیے لیکن ہجرت کے بعد مدینہ منورہ سے کن دس ہجری میں آپ نے ایک حج فرمایا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔ حج کے علاوہ ہجرت کے بعد آپ نے چار عمرے بھی دا فرمائے۔ (ترمذی، بخاری و مسلم)

(۱۸۵)۔ ابن ابی حاتم نے سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ایک حدیث بیان کی ہے کہ حضور ﷺ جب معراج کے سفر پر ساتویں آسمان سے اُٹھے تو ایک شہر ملاحظہ

فرمائی جو یہ قوت اور زبرد کے سنگریزوں پر جاری ہے۔ اس کے پیالے سوئے چاندی یا قوت موتی اور زبرجد کے ہیں اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ فرمایا، سے جبرئیل یہ کیا ہے۔ عرض کیا یہ خوش کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے۔ (تفسیر نمبر ۱)

(۱۸۶)۔ حضور ﷺ نے مرغ بور فالودہ کھایا ہے۔ آپ کو مٹھائی اور حلوہ بہت پسند تھا اور فرماتے تھے کہ یوں میٹھا ہوتا ہے حلوہ پسند کرتا ہے۔ (تفسیر مدارک)

(۸۷)۔ حادثہ ابن عامر ابن نوفل ابن عبد مناف ابن قصی ابن کلاب حضور ﷺ کا سخت دشمن تھا۔ کھلم کھلا آپ کو جھٹلاتا تھا مگر جب اپنے گھر پہنچتا تو گھروالوں سے کہتا کہ محمد (ﷺ) جھوٹ بولنے والوں میں نہیں۔ وہ بالکل سچے ہیں۔ (روح المعانی)

(۱۸۸)۔ ہجرت سے پہلے کفار قریش نے عرب کے یہودیوں کی ایک جماعت کو جن میں مالک بن سیف بھی تھا حضور انور ﷺ سے مناظرہ کرنے کے لیے بلایا۔ مالک ابن سیف یہودیوں کا بڑا عالم تھا۔ قریش کا مقصد تھا کہ انہوں کے سامنے حضور انور ﷺ کی بے غسی یہودی علماء کے مقابلے میں حضور ﷺ کی بے بنی لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ حضور ﷺ پر ایمان نہ لائیں۔ مالک بن سیف مناظرے کے لیے حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہوا تو حضور انور ﷺ نے اس سے پوچھا: مالک بن سیف! کیا تو توریت جانتا ہے؟ وہ ہوا: اس وقت عرب میں مجھ سے بڑا توریت کا عالم کوئی نہیں۔ فرمایا: تجھے قسم ہے اس رب کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتاری! کیا تو ریت میں یہ آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ سوئے پادری کو ناپسند فرماتا ہے۔ وہ بولا کہ ہاں۔ فرمایا: تو بہت پلا ہوا سونا عالم ہے۔ توریت کے حکم کے مطابق تو انہ کی بارگاہ کا مردو ہے کی تو اپنی قوم سے دشمنی لے کر حرام خورنی کر کے خوب مونا ہو ہے۔ تو مجھ سے مناظرہ بعد میں کرنا پہلے توریت کے حکم کے مطابق اپنا ایمان ثابت کر۔ اس پر مالک گھبرا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف من کر کے بولا: اللہ نے کسی بشر پر کچھ نہ اتارا نہ وحی نہ کتاب۔ اس کی اس بکواس پر خود یہودی اسے لعنت ملا مت کرنے لگے اور بولے کہ تو

تو ریت شریف کے نزول کا ہی انکار کر رہا ہے۔ وہ ہوا کہ مجھے حضور ﷺ نے غصہ دیا جس سے میں آپ سے باہر ہو کر یہ کہہ بیٹھا۔ بیہوشی ہو گئی۔ پھر تو ہماری سرداری کے قابل نہیں کہ تو غصہ میں ہمارے مذہب کا ہی خاتمہ کر ڈالتا ہے۔ اسے منصب سے ہٹا کر اس کی جگہ کعب بن اشرف کو اپنا پادری امیر مقرر کر لیا۔ (تفسیر خازن، تفسیر کبیر، اربک وغیرہ)

(۸۹)۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے برابر دفن کی جاؤں؟ فرمایا: یہ کیسے ممکن ہے۔ وہاں صرف میری ابو بکر عمر اور عیسیٰ ابن مریم کی قبر کی جگہ ہے۔ (مسند احمد)

(۱۹۰)۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے جسم کے حالات شریعت ہیں، دل مبارک کے حالات طریقت، رونا پاک کے حالات حقیقت، سر مبارک کے حالات معرفت، انہی چار چیزوں یعنی شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کا نام دین ہے اور حضور ﷺ دین اللہ ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۱)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: میں نے امت محمدیہ کو دو نور عطا فرمائے ہیں تاکہ انھیں دو اندھیریاں نہ ستائیں: ایک نور قرآن دوسرے نور رمضان۔ دو اندھیریاں: ایک قبر کی دوسری قیامت کی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۹۲)۔ حضور نور ﷺ میرے مکہ سے زحزحہ میں منگوایا کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۳)۔ ایک دن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہیں گئی ہوئی تھیں۔ جب واپس آئیں تو دروازہ کھولا اور حضور ﷺ ایک تخت پر پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے۔ دروازے کی طرف دیکھ کر فرمایا: کون ہے؟ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں: آپ کی کنیز عائشہ۔ فرمایا: کون عائشہ؟ حضرت صدیقہ نے عرض کیا: میں ابو بکر کی بیٹی عائشہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کون ابو بکر؟ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں نے دروازہ بند کر دیا اور میں کسی دوسری بی بی کے گھر چلی گئی۔ جب واپس آئی تو حضور ﷺ نے پوچھا: عائشہ آج گھر میں کھانے کا کوئی

انتظار نہیں ہے؟ حضرت عائشہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں حاضر ہوئی تھی لیکن آپ نے یہ ایسا فرمایا تو میں دوسری بی بی کے یہاں چلی آئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ تو جتنی ہے۔ میرا کوئی ایسا وقت بھی میرے رب کے ساتھ ہوتا ہے کہ مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی آئے تو اس کو بھی دخل حاصل نہ ہو۔ (شرح حدائق بخشش جلد ۱، علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۹۴)۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپ کے دروازے پر مانتوں سے دستک دیتے تھے۔ (بخاری شریف معنی قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۹۵)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ یکہ رات (غائب شب بروت) جناب سرور کونین ﷺ ان کے گھر تشریف فرما تھے۔ رات کے آخری حصے میں سرکار جنت البقیع کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں دفن حضرات کو سلام کیا اور ان کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ سے یہ بھی روایت ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ اکثر البقیع میں تشریف لے جاتے اور وہاں دفن صحابہ پر سلام بھیجتے اور ان کی مغفرت کی دعا فرماتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جنت البقیع میں دفن ستر ہزار لوگ بتا حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۶)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین غنیمتیں مجھے نہ دیکھ سکیں گے: پہلا ماں و باپ کا نافرمانی دوسرا سخت ترک کرنے والا اور تیسرا میرا تہ کرہ من کر مجھ پر درود نہ پڑھنے والا۔
اللہم صل علی سیدنا و نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم۔ (تفسیر نعیمی)

(۹)۔ ابراہیم کو یونانی مورخین ابراہیم اور سریانی مورخ ابراہیم کہتے ہیں جس کا حبشی لقب ابراہیم ہے۔ یہ شخص نکلا تھا اس لیے اشرم کہلاتا ہے۔ ابراہیم ہارنٹھیں کلیں کو مانتا تھا اور بہت ہی کٹر عیسائی تھا۔ اس نے بڑے بڑے شیروں میں گر جا گھر بنوائے۔ سب سے بڑا گرجا اپنی رنج و حدائی صفا میں بنوایا۔ اس کے اثر سے نجران میں توحید پرست مسیحیوں کا قتل ہوا اور درامن کی تھلک کلیسا قائم ہو گیا۔ ابراہیم نے حکم جاری کیا کہ لوگ کعبہ کی بجائے اس کے بنوائے

ہوئے توجہ میں حج کے لیے آئیں۔ اس احسان پر غصہ ہو کر کسی عرب نوجوان نے رات کو چھپ کر اس کے کلیں کو ناپاک کر دیا۔ اس بے حرمتی پر ابراہیم غضب ناک ہو گیا اور کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے عرب پر چڑھائی کر دی۔ اس کی فوج میں ساٹھ ہزار سپاہی اور تیرہ یا نو ہاتھی تھے۔ رستے میں یمن کے سردار جو نغر نے مقابلہ کیا مگر ناکام رہا۔ خشم کے ملاقہ میں عرب سردار زئیل بن حبیب نے راستہ روکا مگر وہ بھی مارا گیا۔ ابراہیم کی فوج طائف پہنچی تھی۔ طائف کے قبیلے بنو ثقیف نے اس ڈر سے کہ وہ ان کے بت لائے کو نقصان نہ پہنچائے اس کی اطاعت کی اور ایک شخص بورعہ کو رہبر کے طور پر اس کے ساتھ کر دیا۔ ابورعہ نے شکر کو مکہ کا راستہ دکھا دیا مگر مکہ سے نو دس میل کے فاصلہ پر وہ مر گیا۔ بعد میں عرب اس کی قبر پر پتھر مارتے تھے اور طائف والوں کو اس سے نفرت تھی اور عداوت پر طعن دیتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۸)۔ مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا جس پر پتھر پڑا ہوا تھا اسے ملے کہتے تھے۔

جن مہاجرین کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا تھا وہ یہیں رہتے تھے۔ (بخاری شریف)

(۱۹۹)۔ امت محمدیہ کو ایک خصوصیت یہ بھی حاصل ہے کہ اس نے اپنے نبی سے

بہت کم سول کیے۔ دوسری امتوں کی طرح اپنے نبی کو سوالوں سے پریشان نہیں کیا۔ قرآن کریم میں نصیب محمدیہ کے کل چودہ سال نقل ہیں۔ آٹھ تو سورہ بقرہ میں ہیں ایک سورہ مائدہ میں کہ کیا کیا چیزیں حلال ہیں؟ ایک سورہ انفال میں کہ انفال کا کیا مصرف ہے؟ ایک سورہ بنی اسرائیل میں کہ روئے کیا ہے؟ ایک سورہ انفال میں کہ ذوالقرنین کے کیا حالات ہیں؟ ایک سورہ طہ میں پہاڑوں کے بارے میں ایک سورہ نازعات میں قیامت کے بارے میں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۰)۔ سرکارِ قدس ﷺ کا قول ہے کہ جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی

زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں مجھ سے ملاقات کی۔ (بخاری شریف)

(۲۰۱)۔ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: جو صرف میری زیارت کے لیے مدینہ آیا

نہ کہ دنیاوی غرض سے تو مجھ پر واجب ہے کہ اس کا قیامت کے دن شیعہ بنوں۔ (بخاری

(شریف)

(۲۰۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے اخلاق میں سیکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ خود اونٹ کے آگے چارہ ڈالتے مگر میں جھاڑ دیتے، جوتا پیتے، کپڑے میں پیوند لگاتے، بکری کا دودھ دیتے، خدو کے ساتھ کھانا کھاتے، اور جب وہ تھک جاتا تو اس کے ساتھ لی کر چلی پیتے۔ آپ بازار سے سودا سب خود اٹھا کر اسے میں شرم نہیں محسوس کرتے تھے۔ امیر غریب سے مصافحہ کرنے میں وہیل کرتے۔ کسی طرح کی دعوت ہوتی آپ اسے حقیر نہ سمجھتے چاہے وہ اپنی قسم کی کجگوریں ہی کیوں نہ ہوں۔ آپ نرم خلاق والے اور نرم خوتے۔ طبیعت میں کرم ہی کرم تھا۔ کسی کا مذاق نہ اڑاتے۔ کسی سے ٹکھایا کروانہ بولتے۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے۔ تلی ایسے کے سخاوت میں فضول غریبی نہ ہوتی۔ استثنائی نرم دل۔ ہر مسلمان کے ساتھ رحم دل تھے۔ آپ نے کبھی سیر ہو کر کار نہ لی اور نہ ہی کسی طرح کے علاج کی وجہ سے کسی چیز کی طرف ہات بڑھایا۔

(تفسیر نعیمی)

(۲۰۳) رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: یا نبی آل محمد کون ہیں؟ فرمایا: ہر مقلی۔

(تفسیر نعیمی)

(۲۰۴) اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ بیت المقدس میں وہ نماز جس میں حضور ﷺ نے نبیوں رسولوں کی امامت فرمائی تھی، وہ نماز نفل تھی یا فرض۔ اگر فرض نماز تھی تو عشاء کی نماز تھی یا فجر کی؟ حدیث معراج کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس میں تشریف لانا آسمان پر چڑھنے سے پہلے ہے۔ تو یہ نماز عشاء کی ہوگی اور اس قول کے مطابق جس میں کہا گیا ہے کہ یہ نماز پڑھانا آسمان سے اترنے کے بعد ہے تو یہ صبح کی نماز ہوگی اور کچھ علماء نے اسی کو ترجیح دی ہے کیونکہ حضور انور ﷺ جب تمام کمال اور برکت لے کر اترے تو نبیوں اور رسولوں پر اپنے فضل اور شرف کے انکسار کے لیے یہ نماز پڑھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۵) ابو جہل کا اصل نام عمرو بن ہشام تھا۔ لوگ اسے اس کی حکمت اور دانائی کی

و جسے جو اچھا کہہ کر دلاتے تھے۔ ابو جہل کا خطاب مسلمانوں کا دیا ہوا ہے۔ (ترمذی القاری)

(۲۰۶)۔ حضرت ارباز بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا

کہ غزوہ تبوک میں یکدمات حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے بدل کیا تمھارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ انھوں نے عرض کیا: حضور آپ کے رب کی قسم ہمارے تو شہ دن خالی ہو چکے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اچھی طرح دیکھو اور اپنے تو شہ دان جھاڑو۔ سب نے اپنے اپنے تو شہ دان جھاڑے توکل سات کھجوریں میں۔ آپ نے انھیں ایک دسر خوان پر رکھا پھر ان پر اپنا مقدس ہات رکھا اور فرمایا: کھاؤ اللہ کے نام سے۔ ہم تینوں حضور ﷺ کے ہات کے نیچے سے ایک ایک اٹھا کر کھانے لگے۔ حضرت بدل فرماتے ہیں: میں بائیں ہات سے گھٹیاں رکھتا جاتا تھا۔ پیٹ بھر کھانے کے بعد جب میں نے ٹٹا تو وہ چار تھیں۔ اسی طرح ہمارے دونوں ساتھیوں نے بھی پیٹ بھر کھایا۔ جب ہم لوگ میر ہوئے تو حضور ﷺ نے اپنا ہات اٹھایا۔ وہ سات کھجوریں اسی طرح موجود تھیں۔ (نص کبریٰ، زخامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

(۲۰۷)۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اکرم

ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے: آپ جانتے ہیں کہ کس چیز کے ساتھ آپ کے ذکر کو میں نے بلند کیا ہے۔ میں نے کہا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہا: اس طرح پر کہ اذا ذکرک ذکرک معی یعنی جب آپ کا ذکر کرے تو میرے ساتھ ذکر کریں گے اور میں نے پرے ایمان کے لیے آپ کے ذکر کے ساتھ اپنے ذکر کو لازم کیا۔ حتی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور میں نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکر آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ لہذا جو کوئی بھی آپ کا ذکر کرے گا وہ میرا ہی ذکر ہوگا اور آپ کی اطاعت میری ہی اطاعت ہوگی۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور آپ کی پیروی کو اپنی محبت کا حصہ قرار دیا: فالیبعوا الی یحبیکم اللہ یعنی فرما دو: میرا اتباع کرو اللہ تمھیں محبوب بنائے گا۔ (بخاری شریف)

(۲۰۸)۔ ابو موسیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رمضان کے مہینے تک سرکارِ دو عالم ﷺ بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔ (بخاری شریف)

(۲۰۹)۔ مشہور تاریخی کوارڈوالتقار کا یہ نام اس لیے پڑا کہ اس میں ٹھہرہ دہانے کے لیے پہلے یہ منہ بن حجاج مہدی کی ملکیت تھی۔ بدر کی غنیمت میں آئی تھی۔ حضور ﷺ کے پاس رہتی تھی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے غزوہ خندق میں امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کو بخش دی تھی۔ ہارون رشید تک اس کا پتہ چلتا ہے۔ وہ خود بھی کبھی کبھی اس کوارڈو کو گایا کرتے تھے۔ (مدارج النبوة)

(۲۱۰)۔ سرورِ عالم ﷺ کی انگوٹھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھی پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی۔ جب ان کی خلافت کو چھ برس ہوئے تو وہ ایک دن انیس نامی کنوئیں پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہاتھ سے نکل کر کنوئیں میں گر پڑی۔ تین دن تک تلاش کی گئی۔ کنوئیں کا سراپائی نکالا گیا مگر انگوٹھی نہ ملی۔ (بخاری شریف)

(۲۱۱)۔ حضور ﷺ کے منبر شریف کے تین درجے تھے۔ حضور سب سے اوپر کے درجے میں بیٹھتے تھے اور سچ کے درجے پر اپنے قدم پا کر رکھتے تھے۔ حضور قدس ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بعد خلافت میں ادب کے کیڑے نیچے کے درجے پر کھڑے ہوتے تھے اور جب بیٹھتے تو پاؤں سب سے نیچے رکھتے تھے۔ (ترمذی القاری)

(۲۱۲)۔ ابو یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک بار نبی کریم ﷺ کے دولت خانہ میں کئی دن کھانا نہ پکا۔ جب بھوک کا غلبہ ہو تو اپنی ازواج کے گھروں میں تشریف لے گئے مگر کسی کے پاس کچھ نہ پایا۔ پھر حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ گھر میں کھانے کو کچھ ہے؟ عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ۔ وہاں سے واپس ہی ہوئے تھے کہ کسی ہم سائے نے حضرت خاتونِ جنت کی خدمت میں وہ

رونیوں اور کچھ گوشت بھیجا۔ خاتونِ جنت نے سوچا کہ اگرچہ ہم حاجت مند ہیں مگر یہ کھانا حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گی۔ اس خیال سے وہ کھانا ایک برتن میں رکھ دیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضور ﷺ تشریف لائے۔ حضرت بابی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ کھانا پیش کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا: فاطمہ یہ کھانا کہاں سے آیا؟ عرض کیا: **هو من عند الله ان الله يرزق من يشاء بغير حساب**۔ (یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق بہم پہنچاتا ہے) حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا: **الحمد لله!** فاطمہ مریم کی طرح ہے وہ بھی غیبی کھانا پا کر یہی کہا کرتی تھیں۔ پھر وہ کھانا سب گھرواؤں نے کھا دیا اور محلہ میں تقسیم کیا گیا۔ (روح البیان و روح المعانی)

(۲۱۳)۔ جیسی کمال تاریخ حضور ﷺ کی نکلی تھی اسی دنیا میں کسی کی نہیں نکلی تھی۔ حیاتِ پاک کا ہر واقعہ تاریخ میں آیا اور اس احتیاط کے ساتھ آیا کہ باقاعدہ اس کے لیے اسناد دہیں۔ جو راوی کسی سند میں آگیا اس کی بھی تاریخ لکھ دی تھی۔ مسلمان کے سوا کوئی دین والا اپنے پیشوا کی مکمل اور مستند سوانح عمری بیان نہیں کرتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۴)۔ روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو۔ اس کی منہی بند تھی۔ اس نے آپ سے کہا: اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو بتائیں کہ میری منہی میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تیری منہی میں کھجور کی جلی ہوئی مٹھیاں ہیں۔ اس نے اپنی منہی کھوں تو تو تھی اس میں جلی ہوئی مٹھیاں تھیں۔ اس نے کہا: اب آپ ان مٹھلیوں کو زمین میں بوسہ دیجیے ان سے بھی کھجور کا درخت اگے اس میں پھل آئیں اور میں ان پھلوں کو کھاؤں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ مالک کون و مکاں ﷺ نے ان جلی ہوئی مٹھلیوں کو اپنے دست مبارک میں لیا اور بسم اللہ کہہ کر زمین میں بوسہ دیا پھر ان پر تھوڑا سا پانی ڈالا۔ اسی وقت کھجور کا درخت اُگ آیا اور اس میں اسی وقت خوشے نمودار ہوئے اور اسی وقت پک بھی گئے اور کچی ہوئی کھجوریں گرنے لگیں۔ حاضرین نے ان متبرک کھجوروں کو جی بھر کے کھایا۔ یہ دیکھ کر بہت سارے لوگ آپ پر ایمان لے آئے۔ آج بھی مدینہ منورہ میں اس کھجور کی نسل باقی ہے

اس کھجور کو صلہ کہتے ہیں اور انھیں کھانے سے آج بھی حلی ہوئی جاتی ہے۔ (مخصا نص کسریٰ)
 (۲۱۵)۔ حضرت بیحد بن کعب السہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز
 نبی ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: ما تمک لو جو ما تمکنا پاجتے ہو۔ میں نے عرض کیا، جنت
 میں آپ کی رفاقت کا طلب گار ہوں۔ آپ نے فرمایا: کچھ اس کے ساتھ بھی؟ میں نے عرض کیا
 بس یہی مطلوب ہے۔ آپ نے فرمایا: تو پھر اپنے مطلوب کے حصول کے لیے کثرت بخود سے
 میری مدد کرو۔ (یعنی میرے دعا کرنے کے ساتھ تم نوافل کا بھی اہتمام کرو)۔ (سنن ابو
 داؤد)

(۲۱۶)۔ حضرت عبد اللہ بن مقفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص
 نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے آپ سے محبت ہے۔
 آپ نے فرمایا: جو کچھ ہمد ہے ہو سق کچھ نہ کہو۔ تو انھوں نے تین بار کہا: خدا کی قسم مجھے آپ
 سے محبت ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر مجھے محبوبہ کھتے ہو تو پھر فقر و فاقہ کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ
 جو مجھ سے محبت رکھتا ہے فقر و فاقہ اس کی طرف اس سے زیادہ تیزی سے آتا ہے جیسی تیزی سے
 پانی ہندی سے نشیب کی طرف بہتا ہے۔ (ترمذی)

(۲۱۷)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ
 سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (مارق بن عساکر)
 (۲۱۸)۔ فرمان نبوی ہے: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا
 جب تک کہ وہ اپنی خواہشات کو میری اائی ہوئی شریعت کے تابع نہ کر دے۔ (مشکوٰۃ)

(۲۱۹)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے
 فرمایا: میری امت کا ہر شخص جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ صیہ کرم
 نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون شخص ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرے؟ فرمایا: جس
 نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔
 (المحدث)۔

(۲۲۰)۔ حضور سرور عالم ﷺ کا سر سے قدم مبارک تک ایسا مکمل حلیہ شریف لکھا گیا کہ کسی کا نہ لکھا جا۔ کما ازواج مطہرات نے اندرونی زندگی شریف اور صفا پر اہرام نے بیرونی زندگی شریف اس طرح پیش کر دی کہ سارے مشاغل دنیا کو محو ہو گئے کہ کسی کو آپ ﷺ کے متعلق کچھ شک شبہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۱)۔ شام کے لمبائے یود میں سے دو عالم حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب انھوں نے مدینہ منورہ کو دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ نبی آخر الزماں کے شہر کی یہی صفت ہے جو اس شہر میں پائی جاتی ہے۔ جب آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے تو انھوں نے حضور ﷺ کی شکل مبارک اور اخلاق کریمانہ کفایت کے مطابق دیکھ کر حضور ﷺ کو پہچان لیا اور عرض کیا کہ آپ محمد ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر پوچھا کیا آپ احمد ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کرنے لگے: ہم ایک سوال پیش کرتے ہیں اگر آپ نے اس کا صحیح جواب دے دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ فرمائیے کہ کتاب اللہ میں سب سے بڑی گواہی کون سی ہے؟ اس پر آیت کریمہ شہد للہ اللہ لا الہ الا ہو۔ (لہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں) نازل ہوئی جسے من کر وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ (خزانة العرفان روح البیان و روح المعانی وغیرہ)

(۲۲۲)۔ جدِ احرم ﷺ نے فرمایا میری طرف جمہونی نسبت ایسی معمولی چیز نہیں جیسی دوسروں کی طرف ہوتی ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر جمہونی بات میری طرف منسوب کرے وہ پناہ کا نہ ووزخ میں بنالے۔ (شیخیں و ترمذی)

(۲۲۳)۔ مسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ستارے امان ہیں آسمان کے لیے۔ جب ستارے جاتے رہیں گے آسمان پر وہ آئے گا جس کا اس سے وعدہ ہے یعنی شمس ہو گا اور میں امان ہوں اپنے اصحاب کے لیے۔ جب میں تشریف لے جاؤں گا میرے اصحاب پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی مشجرۃ (نئی جھڑی) قساوات (تخلیفات) اور میرے صحابہ امان ہیں میری امت کے

لیے۔ جب میرے اصحاب نہر میں گئے میری امت پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے۔ مثنیٰ ظہور کذب اور مذہب فاسد ہو کر کفار کا تسلط۔ (احمد)

(۲۲۳)۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نبی ﷺ کے محل مبارک کی شانوں میں ایک نشانی یہ تھی کہ قریش کے جتنے چوپائے تھے سب نے اس رات کلام کیا اور کعبہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کے محل میں تشریف فرما ہوئے۔ وہ تمام دنیا کی پناہ اور اس عالم کے سورج ہیں۔ (۱) ابن العثیمانی رحمہ اللہ طبع البلاء، مصنفہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ

(۲۲۵)۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور قدس ﷺ سے عرض کی: بے شک میں حضور کی صفت تورات میں پاتا ہوں: اسے نبی یقیناً ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور اپنی امت کے تمام احوال و افعال پر مطلع اور خوش خبری دیتا اور ڈر سنا تا۔ اللہ عزوجل اس نبی کو نہ اٹھائے گا یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور اس نبی کے ذریعے سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف چڑھے ہوئے دل کھل جائیں۔ (ابن عساکر درمیٰ بیعتی)

(۲۲۶)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی شعیا علیہ السلام کو وحی بھیجی: بے شک میں ایک نبی انبی کو بھیجے گا، وہاں جس کے ذریعے سے بہرے کان اور غلاف چڑھے ہوئے دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اور اس کے سبب گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا۔ اس کے ذریعے سے جہل کے بعد علم دوں گا۔ اس کے وسیلے سے گمراہی کے بعد نیک نامی دوں گا۔ اس کے ذریعے سے ناشناسی کے بعد شائستہ دوں گا اس کے واسطے سے کمی کے بعد کثرت دوں گا۔ اس کے سبب محتاج کے بعد غنی کر دوں گا اس کے وسیلے سے پھوٹ کے بعد یک دلی کر دوں گا اس کے وسیلے سے پریشاں لوگوں مختلف خواہشوں متفرق امتوں میں میل کر دوں گا۔ (ابن ابی حاتم نے وہب بن منجہ سے روایت کیا)

(۲۲۷)۔ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طوں مشرق سے مغرب تک تھا لکھا: اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ انہی کے واسطے سے لوں گا اور انہی کے وسیلے سے دوں گا۔ ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور ان کی امت میں سب سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

(۲۲۸)۔ تو ریت کے سفر چہارم میں ہے: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا بے شک ہجرہ کے اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا بات سب پر با ہے اور سب کے بات اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی اور گڑگڑانے میں۔ وہ کون؟ وہ ہیں محمد رسول اللہ ﷺ۔ قربان تیرے اے بلند بات والے اے دو جہان کے اچالے۔ حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہماری عاجزی اور محتاجی کے بات ہر نیم بے قدرت سے بچائے اور تجھ جیسے کریم رؤف و رحیم کے سامنے پھیلائے۔ (تحفہ اٹنا عشریہ)

(۲۲۹)۔ تحفہ میں زبور شریف سے منقول ہے: اے احمد! رحمت نے جوش مارا تیرے یوں پر۔ میں اس لیے تجھے برکت دیتا ہوں۔ تو اپنی تلوار محافلِ ترکہ تیری چمک اور تیری تحریف غالب ہے۔ سب امتیں تیرے قدموں میں ٹریں گی۔ تجھی کتاب۔ یا اللہ۔ برکت اور پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے بھر گئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے۔ احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا۔ اے احمد پیارے ﷺ کے مہمو کو اخوش و شادمانی ہے تمہارے لیے مالک پیارا سراپا اکرم سرا پار رحمت سینہ۔

(۲۳۰)۔ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں: جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں۔ پھر ایک سفید ابرو نے آسمان سے حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہوئے پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک بوٹی سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور ہیزر شیشی بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کتھیاں حضور کی منگی میں ہیں اور ایک سہنے والا جہرہا ہے کہ نصرت کی کتھیاں نفع کی کتھیاں اور نبوت کی کتھیاں سب پر محمد ﷺ نے قبضہ فرمایا۔ پھر اور برتنے کر

حضور کو ڈھانپ یا کہ میری ٹنگا ہوں سے چھپ گئے۔ پھر روشن ہو تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا پٹن ہوا کپڑا حضور کی منھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے: "وہو وہو! ساری دنیا محمد ﷺ کی منھی میں تھی۔ زمین و آسمان میں کوئی حقوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔" (ابو نعیم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت)

(۲۳۱)۔ حافظ ابو زریا یحییٰ بن خالد اپنے مولد میں بروایت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت آمنہ ہر یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی: رضواں خازن جنت حبیبہ السلام نے بعد وادوت سید الکونین ﷺ کو اپنے پردوں کے اندر لے کر گوش قدس میں عرض کی: حضور کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں اور رعب و دہرہ کا جامہ حضور کو پہنایا گیا ہے۔ جو حضور کا چہرہ چاہتے گا اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اٹھے گا اگرچہ حضور کو دیکھا نہ ہو۔ اسے اللہ کے نائب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۲۳۲)۔ معصین میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: بے شک میرے متعدد نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں حاجی یعنی کفر و شرک کا مٹانے والا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر مٹاتا ہے۔ میں حاشر یعنی حقوق کو حشر دینے والا ہوں کہ میرے قدموں پر تمام لوگوں کا حشر ہو گا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (ماہک احمد ابو داؤد و ترمذی، ابن سعد بخاری و مسلم ترمذی نسائی طبرانی حاکم بیہقی)

(۲۳۳)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرا نام قرآن میں محمد اور انجیل میں احمد اور توریت میں احید ہے۔ اور میرا نام وحید اس لیے ہوا کہ میں اپنی امت سے نادر و نازک کو دل فرمانے والا ہوں۔ ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

(۲۳۴)۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد میں سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کی کہ حضور نے اپنے چچا بوہاب کو کیا نفع دیا؟ خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا اور حضور کے لیے لوگوں سے لڑتا ٹھہرتا تھا۔ فرمایا میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو میں نے اسے کھینچ کر پاؤں تک کی آگ میں کر دیا۔

(۲۳۵)۔ بن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ فتح خیبر کے روز ایک خیر حضور ﷺ کے پاس سہرات کرنے لگا۔ حضور ﷺ نے اس سے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: یا رسول اللہ امیر نام یزید بن شہاب ہے۔ میرے دادا کی نسل سے ساٹھ خیر پیدا ہوئے۔ ان کی پشت پر پیغمبر کے سوا کوئی دوسرا نہیں چڑھا۔ میرے جد کی اولاد میں سے اب میرے سوا کوئی باقی نہیں ہے۔ اب آپ کے سوا کوئی دوسرا پیغمبر بھی نہیں۔ میں اس امید اور انتظار میں تھا کہ آپ مجھ پر سواری کریں گے۔ میں ایک یہودی کے پاس تھا وہ یہودی مجھے بھوکھا رکھتا تھا۔ جب آپ کا شوق مجھ پر غالب آیا تو میں جان بوجھ کر لنگڑا کرنے لگا تاکہ وہ یہودی مجھ پر سو رنہ ہونے پائے۔ حج میں آپ کی خدمت اقدس میں آ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اب تو اپنا غم بھول جا۔ میں نے تیرا سامعہ حضور رکھا۔ اس کے بعد وہ خیر ہمیشہ سرکارہ ینہ ﷺ کی سواری میں رہا۔ آپ کی صحبت کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی تھی۔ کبھی حضور ﷺ اس سے فرماتے کہ جاللاں شخص کو بلالو۔ وہ فوراً اس شخص کے گھر جاتا اور اپنے سر سے اس کے دروازے کو کھونکتا۔ جب وہ شخص باہر آتا تو اشارے سے اسے سمجھا دیتا کہ تجھے حضور ﷺ یا فرما رہے ہیں۔ وہ حضور ﷺ کے کلام کو سمجھ لیتا تھا۔ جب آپ نے رحلت فرمائی تو یہ غم سے تڑپنے لگا۔ آپ کی جہان کو برداشت نہ کر سکا آخر فرقت رسول ﷺ کے دنوں میں ایک کنویں میں گر ا اور اپنی جان قربان کر دی۔

(۲۳۶)۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری کو دبوچ لیا۔ چرواہے نے بکری کو بھیڑیے سے چھڑانا چاہا تو بھیڑیے نے انسانی آواز میں اس سے کہا: اللہ سے ڈر، وہ رزاق سب کو رزق دینے والا ہے۔ تو اس رزق کو مجھ سے نہ چھین۔ اس منگلو سے چرواہا بہت حیران ہوا کہ بھیڑیا انسان کی طرح بولتا ہے۔ بھیڑیے نے پھر کہا: میرا کلام کرنا کچھ عجیب نہیں ہے بلکہ زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ تو اللہ کے پیغمبر کو چھوڑ کر ایک بکری کے لیے یہاں کھڑا ہوا ہے۔ اللہ کی طرف سے اس کوئی رسوب تک پیدا نہیں ہوا۔ اللہ کے پاس ان سے بزرگ و برتر کوئی نہیں ہے۔ جنت کے سارے

دروازے ان پر کھلے ہوئے ہیں اور جنت کے سب لوگ ان کے اصحاب ہیں۔ جنت کے فرشتے خور و نماں سب رات دن ان کا انتظار کرتے ہیں۔ تیرے اور اس پیغمبر کے درمیان اس چھوٹے سے گہوہ کے سوا کوئی اور چیز حائل نہیں ہے۔ تو اب فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام قبول کر لے۔ چرواہے نے کہا میں ابھی جاتا ہوں مگر میری بکریوں کو کون چرائے گا؟ بھیڑیے نے کہا: میں تیری بکریوں کو چراتار ہوں گا جب تک کہ تو لوٹ کر نہ آئے میں ان کی حفاظت کروں گا۔ چرواہہ نے یہ کہی طرف روانہ ہوا اور سید المرسلین علیہ السلام کے پاس آ کر سہار جا بے سنا یا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حکم دیا۔ سب لوگ جمع ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہے کو حکم دیا کہ تو نے جو کچھ دیکھا اس کو پھر بیان کر۔ چرواہے نے سارا واقعہ دوبارہ سن و سن بیان کر دیا۔ وہ یہودی تھا فوراً ایمان لے آیا۔ پھر جنگل جا کر دیکھ تو واقعی بھیڑیا بکریوں کی ٹکرائی کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر چرواہا بہت خوش ہوا اور ایک بکری بھیڑیے کو دیدی۔ (تیسرے سوس عربی)

(۲۳۷)۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ ہر دو شنبہ کو عام طور پر روزہ رکھا کرتے تھے۔ ابوقت دور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ دو شنبہ کو اکثر روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ فرمایا: اسی دن میری ولادت ہوئی اور اس دن میں مبعوث ہوا اور مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ (صحیح مسلم)

(۲۳۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے حرم مکہ میں جب بھی نماز ادا کرتے تو حجر اسود اور رکن یمانی کی دیوار کو قبضہ بناتے اور کعبہ کو اپنے اور بیت المقدس کے درمیان رکھتے۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۲۳۹)۔ اگرچہ سارے مشرکین مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ادیت پہنچانے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر زہات طعن دراز کرنے میں حتی المقدور کوشاں رہتے تھے لیکن پانچ سردار سرکارِ دعوام صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم و تشدد کرنے میں سب کفار سے بڑی لے گئے تھے۔ ان پانچوں کے نام یہ ہیں: وہب بن مغیرہ، حاص بن وائل، حرث بن قیس، اسد بن عبدغوث اور اسد بن مطلب۔ (ضیاء النبی جلد

(دوم)

(۲۴۰) حضور ﷺ کا معمول تھا کہ جب کسی کی کوئی شکایت آپ تک پہنچتی تو یہ بھی نہ فرماتے کہ فرد شخص کا کیا حال ہے بلکہ یوں فرماتے: ان قوموں کا کیا حال ہے جو یہ کہتے ہیں یا یہ کرتے ہیں؟ (ابوداؤد)

(۲۴۱)۔ انبیاء کرام میں سے صرف حضور نبی کریم ﷺ نے ہی حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی ملکی شکل میں دیکھا۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۲۴۲)۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو سمجھانے کے لیے زمین پر ایک سیدھی کیر کھینچی پھر اس سے ٹکلی ہوئی کوئی لکیریں کھینچیں اور اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: یہ سیدھی لکیر صراطِ مستقیم ہے جو چلنے والے کو سیدھا منزل پر پہنچا دیتی ہے۔ اس سیدھی لکیر سے نکلنے والی دوسری سب لکیریں دوسرے راستے ہیں جو خواہ اسی سیدھے راستے سے نکلتے ہیں لیکن منزل پر پہنچانے کی بجائے کہیں اور لے جاتے ہیں۔ (مسند احمد جلد ایک)

(۲۴۳)۔ نبی کریم ﷺ شوال دس نبوی میں تبلیغ کی خاطر طائف تشریف لے گئے مگر وہاں کے باشندوں نے آپ کے ساتھ بد سلوکی کی جس میں سرکار ﷺ شدید زخمی ہوئے۔ طائف سے واپسی پر نبی کریم ﷺ ادوی مغلہ میں دس دن ٹھہرے۔ اس دوران نصیبین (ترکی) سے آنے والے جنوں کی ایک جماعت حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ انھوں نے نبی ﷺ سے قرآن سنا اور آپ پر ایمان لے آئے۔ اس وقت سورہ احقاف کی آیتیں نازل ہوئی تھیں۔ یہ واقعہ جس مقام پر پیش آیا وہ اسیل انکبیر تھا۔ اس سے پہلے نبوت کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ حرمہ سے عکا ظ تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں آپ نے چند صبیحہ کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی۔ اس دوران میں جنوں کی ایک جماعت وہاں گزری جو مشرکین اور منکرین رسالت تھے۔ انھوں نے نبی ﷺ کی زبان سے قرآن کی تلاوت بغور سنی اور آپ پر ایمان لے آئے۔ اس موقع پر سورہ جن نازل ہوئی تھی۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۲۴۴)۔ علامہ قرطبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ

ایک دفعہ مشرک اکٹھے ہو کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اگر آپ سچے ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھائیے۔ اس رات کو چاند کی چودھویں تاریخ تھی۔ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے اللہ سے عرض کی کہ کفار نے جو مطالبہ کیا ہے اسے پورا کرنے کی قوت دی جائے۔ چنانچہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ بعض قصہ گوؤں نے اس واقعہ پر مضحکہ خیز انداز میں کہا ہے کہ چاند حضور ﷺ کے گریبان میں داخل ہوا اور آستین سے نکل گیا۔ سناٹے کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور یہ سراسر باطل ہے۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۲۳۵)۔ علامہ سلیمان ندوی نے اپنی کتاب خطبات مدراس میں لکھا ہے کہ ابھی بھی سنسکرت کی ایک پرانی کتاب ملی ہے جس میں لکھا ہے کہ مالابار کے راجہ نے اپنی آنکھوں سے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۲۳۶)۔ معراج النبی پر علم طبیعیات کے ماہروں نے دو اعتراض کیے ہیں۔ پہلا اعتراض رفتار کی سرعت سے متعلق ہے دوسرا یہ کہ کیا جسم ناک کے لیے ممکن ہے کہ فضا میں روشنی کی رفتار سے بھی تیز پرواز کر سکے۔ معراج کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کائنات کے افق اعلیٰ تک تشریف لے گئے پھر وہیں بھی تشریف لے آئے۔ "میں انسان مشہور عالم سائنس دان اور ریاضی دان کے نزدیک کائنات کے دائرہ کے قطر کے یک کوٹے سے دوسرے کوٹے تک اگر روشنی سفر کرے تو اس کو یہ مسافت طے کرنے کے لیے تین ہزار مین نوری سہوں کا عرصہ درکار ہے جب کہ روشنی کی اپنی رفتار تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ ہے۔ اول تو حضور ﷺ کو جسم ناک سے تشبیہ و تمایز غلط ہے۔ دوسرے یہ کہ جب جانے والا اللہ اور جانے والے رسول اللہ تو اس سفر کا احاطہ دنیا کے پیمانے کی طرح کر سکتے ہیں۔ انہی لکھتا ہے:

معراج کا قصہ قرآن میں کچھ یوں ہی نہیں مذکور ہوا

یہ بات کوئی معمولی نہیں جب نور کی جانب نور چلے

(۲۳۷)۔ امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ

عندہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے۔ ایک حمرہ کے ساتھ اپنی تینوں

عمرے ماو ذی قعدہ میں ادا فرمائے۔ چوتھ عمرہ جو حج کے ساتھ ادا کیا وہ ذی الحجہ میں فرمایا۔
(ابن کثیر تفسیر کابو یہ)

(۲۳۸) حضرت تافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس دنیا سے انتقال کرتے وقت جو "خبری بات" ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ میں نے جن لوگوں کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھائی رہے اس کی لاج رکھنا اس پر آجی نہ آنے دینا۔ (الاحکام السلطانیہ مصنفہ ابو یعلیٰ محمد بن یحییٰ بن قرقہ الحسینی)

(۲۳۹) سن تیارہ ہجری ماہ صفر کی اسی تاریخ اور دو شنبہ کا دن تھا کہ ایک صحابی کا انتقال ہو۔ ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے رحمت عالم ﷺ جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ پنے جاں نثار کی تجویز و تکفین کے بعد جب حضور ﷺ واپس تشریف لارہے تھے تو راستے میں ہی سر درد شروع ہو گیا۔ درد کی شدت کے باعث بہت تیز بخار چڑھ گیا۔ یہی بیماری "خرفہ" کا رشتہ کے محبوب بندے کی اپنے رب کریم سے ملاقات کا ذریعہ بن گئی۔ اس بیماری کی مدت مختلف روایات میں تیرہ چودہ اور پندرہ دن تک بتائی گئی ہے۔ (شیاء اللہ جلد چہارم)

(۲۵۰) مصر کے حکمران مقوقس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں دو کنیزیں نذر کی تھیں ایک کا نام ماریہ اور دوسری کا نام شیرین تھا۔ حضرت ماریہ قبطیہ کو نبی ﷺ نے اپنی زوجیت میں لے لیا اور شیرین کا نکاح حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہو گیا۔ شاہ مصر نے حضور نور ﷺ کو ہما کا شہد "خوشبو" مصر کے مشہور قبائلی کپڑے کے بیس جوڑے اور ایک شیشے کا پیالہ بھی نذر کیا تھا۔ حضور ﷺ اس پیالے سے شربت نوش فرماتے تھے۔ مقوقس کے تحفوں میں ایک خچر ڈال تھا جو حضرت امیر معاویہ کے در تک باقی رہا۔ یہ سید رنگ کا تھا۔ بادشاہ نے ایک ماہر طبیب بھی بھیجا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: تم واپس چلے جاؤ۔ ہر لوگ اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے جب تک ہمیں بھوک نہ لگے اور کھاتے وقت بھی پیٹ بھر نہیں کھاتے لہذا ہمیں طبیب کی ضرورت نہیں پڑتی۔ (المطبوعات الکبریٰ جلد

(۱۵)

(۲۵۱)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس وقت رحمت عام علیہ السلام کی روح مبارک جسم اطہر سے نکل کر سوئے رفیق اعلیٰ روانہ ہوئی تو میں نے ایسی خوشبو سونگھی جو میں نے قحط تک کبھی نہیں سونگھی تھی۔ (ابن کثیر، اسیر واطلو، یہ جلد ۳)

(۲۵۲)۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ہر کام میں جہاں تک ممکن ہوتا تھا من (رائیں طرف سے شروع کرنے) کو پسند فرماتے تھے۔ کنگھی کرنے میں اور جو تا پسینے میں بھی تیا من کا پیس رکھتے۔ (شمائل ترمذی)

(۲۵۳)۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے سینہ مبارک پر آپ کی وفات کے دن اپنا ہات رکھا۔ کئی مہنتوں تک میرے ہات سے خوشبو آتی رہی۔ کئی ہفتے مجھے بھوک نہیں لگی۔ نہ کھانا کھایا اور نہ وضو کی ضرورت محسوس ہوئی۔ (ابن کثیر، اسیر واطلو، یہ جلد ۳)

(۲۵۴)۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رحمت عام کے مرض میں شدت ہوئی تو رحمت عالم نے ہم سب کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر جمع فرمایا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ حضور کا دو سال سب ہوگا؟ فرمایا مقررہ گھری ہا لکل قریب آ رہی ہے۔ میں اللہ کی طرف لوٹ کر جانے والا ہوں اور مدد رحمتی میری منزل ہوگی۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ حضور کو غسل کون دے گا؟ فرمایا میرے اہل بیت میں سے جو مرد اور میرے قریبی رشتے دار ہوں گے ان کے ساتھ کثیر تعداد فرشتوں کی ہوگی جو تسبیحیں دیکھیں گے لیکن تم کو نہیں دیکھ سکو گے۔ پھر ہم نے عرض کیا: ہم حضور کو کفن کن کپڑوں میں دیں گے؟ فرمایا اگر تم چاہو تو جو لباس میں نے پہن رکھا ہے اس میں کفنا دینا یا یمن کی چادروں میں یا مصر کے سفید کپڑوں میں۔ پھر عرض کی: حضور کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا؟ فرمایا: جب تم مجھے غسل دے چکو اور خوشبو لگا کر کفن پہنا چکو تو میری قبر کے کنارے پر میری چار پائی رکھ دینا پھر ایک ساعت کے لیے میرے پاس سے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے میرے

دوست اور ہم نشین میری نماز جنازہ پڑھیں گے یعنی جبرئیل اور میکائیل۔ اس کے بعد اسے فل پھر ملک الموت ملائکہ کے لشکر جبار سمیت یہ سعادت حاصل کرے گا۔ اس کے بعد میرے اہل بیت کے مدبر میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔ پھر ان کی مستورات یہ سعادت حاصل کریں گی پھر یکے بعد دیگرے فوج در فوج مجھ پر داخل ہونا اور نماز جنازہ پڑھنا۔ پھر عرض کی گئی: یا رسول اللہ مرقد انور میں حضور کو کون داخل کرے گا؟ فرمایا: میرے اہل بیت کے مرد جتنا کوئی میرے قریب ہو ان کے ہمراہ ان گنت فرشتے ہوں گے جو تمہیں تو دیکھ رہے ہوں گے لیکن تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے۔ (ابن کثیر اسیرۃ النبیؐ و اہل البیتؑ جلد ۱)

(۲۵۵)۔ حضرت عمرو بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ شریف میں دو آدمی قبر کھودا کرتے تھے۔ ایک ان میں سے (حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عد یعنی بغلی قبر کھودتے تھے اور دوسرے (حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو بخلی قبر نہیں کھودتے تھے بلکہ شق یعنی صندوقی قبر بناتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے اوصال پر صبیحہ نے پس میں طے کیا کہ جو ان دونوں میں سے پہلے آئے گا وہ اپنا کام کرے گا۔ تو پہلے وہ صحابی آئے جو مدینہ یعنی بغلی قبر کھودا کرتے تھے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بغلی قبر تیار کی (مشکوٰۃ شریف)

(۲۵۶)۔ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرماتے: اے اللہ! میرے بعد میری قبر کو صنم معبود نہ بنادینا۔ حدیث میں ہے کہ اس مرض میں جس سے رسول اللہ ﷺ صحت مند نہ ہو سکے فرمایا: یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو انھوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اگر یہ خدشہ نہ ہوتا تو سرکار ﷺ کا مزار کھلمیدین میں ہوتا۔ اس خطرہ یہ تھا کہ اسے سجدہ گاہ بنالیا جائے۔ (مالک)

(۲۵۷) مسلم میں ہے کہ ایک یہودی عورت زہراؓ کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی۔ حضور ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا۔ اسے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور ﷺ نے اس سے جواب طلبی کی تو اس نے کہا: میں آپ کو مار

ڈانٹ چاہتی تھی۔ چونکہ آپ نے میرے شوہر میرے باپ میرے چچا میرے بھائی کو قتل کیا ہے۔ اس کے باپ کا نام حارث، چچا کا نام زیاد، بھائی کا نام ذبیر اور شوہر کا نام مسدوم بن مشکم تھا۔ ابوداؤد میں ہے کہ یہ مہرب کی بہن تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے قتل نہیں کر دیا۔ چونکہ یہ مسلمان ہوئی تھی مگر اس بکری سے حضرت بشر بن براہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ کھا لیا تھا وہ تین دن کے بعد وفات پائے تو ان کے قصاص میں اسے قتل کر دیا گیا۔ ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ زینبہ نے پوچھا: آپ کو کس نے بتایا کہ گوشت میں زہر ہے؟ تو فرمایا: اسی دست نے۔ حضور ﷺ نے زہر کے اثر کو ختم کرنے کے لیے سر یا کاندھے پر (پچھتا) سیگی لگوائی تھی۔ (نزہۃ القاری)

دوسرا باب:

تخلیق کائنات، مقاماتِ مقدسہ اور اللہ کی مخلوق

(۱) خالق کائنات جل جلالہ و تعالیٰ نے سب سے پہلے محمدؐ کی تخلیق فرمایا۔ (بخاری

شریف)

(۲) مصنف عبد الرزاق میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور

اقدس ﷺ نے فرمایا اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ پیدائش کے بعد یہ نور اللہ نے جہاں چاہا دورہ کرتا تھا۔ اس وقت نہ بون بقی نہ قلندر نہ دست نہ دوزخ نہ سورج نہ چاند نہ انسان نہ جن۔ اس کے بعد اسی نور سے تمام مخلوقات کی پیدائش کی تفصیل ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۳) نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ پچھلی امتوں کے مقابلے میں میری امت کی

مدت اتنی ہے جتنی عصر کے وقت سے سورج چھپ جانے کی مدت۔ (تفسیر نعیمی)

(۴) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے

ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا (یعنی محفوظ میں ثبت فرمادیا)۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

(۵) قضا کی تین قسمیں ہیں: قضائے مبرم حقیقی، قضائے معلق محض اور قضائے

معلق شبہیہ مبرم۔ قضائے مبرم حقیقی وہ قضا ہے کہ علم الہی میں بھی کسی چیز پر معلق نہیں۔ اس قضا کی تبدیلی ناممکن ہے۔ اولیاء کی اس قضا تک رسائی نہیں بلکہ انبیائے کرام و رسل عظام بھی اُترتا تھا اس کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہیں تو انھیں اس خیال سے روک دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر ہذاب روکنے کی بہت کوشش کی یہاں تک کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: لِمَاجِدُ لَنَا فِي قَوْمِهِ لُوطٌ۔ (پارہ بارہ ساتواں رکوع)۔ یعنی ابراہیم قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے

لگے۔ لیکن چونکہ قوم لوط پر عذاب ہونا قضاے مبرم حقیقی تھا اس لیے حکم ہوا: اے ابرہیم! اس خبیثوں میں نہ پڑو بے شک تیرے رب کا حکم آچکا اور بے شک ان پر عذاب آنے کا پھیرا نہ جائے گا۔ (پارہ پارہ ساتواں رکوع) قضاے معلق محض وہ قضا ہے کہ فرشتوں کے معینوں میں کسی چیز مثل صدقہ یا دوا وغیرہ پر معلق ہونا ظاہر کر دیا گیا ہو۔ اس قضا تک اکثر اویسی کی رسائی ہوتی ہے ان کی دعا اور توجہ سے یہ قصا مل جاتی ہے۔ قضاے معلق شبیہ مبرم وہ قصا ہے کہ علم الہی میں وہ کسی چیز پر معلق ہے لیکن فرشتوں کے معینوں میں اس کا معلق ہونا مذکور نہیں اس قضا تک خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں قضاے مبرم کو رد کرتا ہوں۔ باقی قصا کے بارے میں حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ بے شک دعا قضاے مبرم کو مالا دیتی ہے۔ (بہار شریعت)

(۶)۔ سات آسمان ایک شنبہ کے دن پیدا ہوئے۔ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷)۔ سورج چاند اور ستارے دو شنبہ کے دن پیدا فرمائے گئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸)۔ فرشتوں کی تخلیق منگل کے دن ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۹)۔ پانی بدھ کے روز پیدا ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰)۔ دو زرخیمرات کے دن پیدا فرمائی گئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱)۔ زمین دو شنبہ کے دن پیدا ہوئی۔ ایک پرست سے دوسری پرست تک پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲)۔ عرش اعظم کے چھ لاکھ پردے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳)۔ انسان جنات کا دواں حصہ ہیں اور جن دانس فشکی کے جانوروں کا دواں حصہ اور یہ سب ملکر پرندوں کا دواں حصہ اور یہ سب مل کر دریائی جانوروں کا دواں حصہ۔ یہ سب مل کر زمین کے فرشتوں کا دواں حصہ اور یہ سب مل کر آسمان کے فرشتوں کا دواں حصہ۔

ساتویں آسمان تک یہی ترتیب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴)۔ پہلے پہل اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آسمان میں اور جنات کو زمین میں بسایا

تھا۔ یہ قہہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ساٹھ ہزار برس پہلے ہوا تھا۔ یہ جنات زمین میں سات ہزار سال تک آباد رہے پھر ان کا آپس میں بغض اور حسد شروع ہوا چنانچہ انھوں نے آپس میں خوب لڑائی جھگڑا اور خون خرابہ کیا۔ اس وقت تک ابلیس جس کا نام عزراziel تھا اللہ کے دربار میں کافی مقبول تھا اور بڑا عالم اور عبادت گزار تھا۔ اسے حکم ہوا کہ اپنے ساتھ فرشتوں کی جماعت لے کر جا اور جنات کو زمین میں سے نکال کر جزیروں اور پہاڑوں میں آباد کر دے۔ چنانچہ ابلیس نے ایسا ہی کیا۔ جو فرشتے ابلیس کے ساتھ آئے تھے وہ اس زمین پر بسا دیے گئے۔ اس طرح اب فرشتوں کے دو حصے ہو گئے ایک زمین والے دوسرے آسمان والے۔ حق تعالیٰ نے اس خدمت کے بدلے ابلیس کو آسمان اور زمین کی بادشاہت اور جنت کے فز نے عطا فرمائے ہذا یہ کبھی زمین پر عبادت کرتا اور کبھی آسمان میں کبھی جنت میں۔ پر ایک عہدہ نہ کرنے کے جرم میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دھتکار دیا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵)۔ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ستر حصہ گرمی میں زیادہ ہے اور دوزخ کا

سب سے ہلکا عذاب ہے آگ کی جوتیاں۔ (بخاری شریف)

(۱۶)۔ امام قرطبی نے تفسیر کے ماہروں کے اقوال لکھے ہیں کہ عرش ایک تخت اور

جسم مجسم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کر کے فرشتوں کو اس کے اٹھانے اور تعظیم اور طواف کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس طرح زمین پر کعبہ پیدا کر کے بنی آدم کو اس کے طواف اور استقبال کا حکم دیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷)۔ امام قشیری کا قول ہے کہ ایک فرشتے نے کہا: الہی میں عرش کو دیکھنا چاہتا

ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے تیس ہزار پر عطا فرمائے جن کے ذریعے وہ تیس ہزار برس اُڑ پھر ارشاد ہوا: کیا تم عرش پر پہنچ گئے؟ فرشتے نے عرض کیا: الہی عرش کی قامت کا دواں حصہ بھی طے نہیں ہوا۔ (تحفہ الاولیاء عظیم)

(۱۸)۔ تبلی نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے عرش سے پیدہ تین چیزیں پیدا فرمائیں: ہوا، قلم اور مچھلی۔ پھر مختلف انوار سے عرش پیدا کیا۔ اس کے ہزار نور سے ہر طرح کی سبزی، زرد نور سے زردی، سرخ نور سے سرخی اور سفید نور سے نور انوار اور دن کی روشنی ظاہر ہوئی۔ پھر اس کے ستر لاکھ طبقے کی ہر طبقہ مختلف آوازوں میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتا رہتا ہے۔ (تختہ الاولیاء عظیمین)

(۱۹)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے جہنم کی تعریف بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم پیدا کر کے ہزار برس تک اس کی آگ بھڑکائی۔ وہ سرخ ہوئی۔ پھر ہزار برس بھڑکائی وہ سفید ہوئی۔ پھر ہزار برس بھڑکائی وہ سیاہ ہوئی۔ اب وہ اندھیری رات کی طرح سیاہ بنے نہ دیکھ میں کمی ہونا نکار سے بھیجیں۔ (زبدۃ الاولیاء عظیمین)

(۲۰)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کے دن دوزخ کو ساتویں زمین کے نیچے سے اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کے چاروں طرف فرشتوں کی ستر صفیں ہوں گی ہر صف کی تعداد جن اور انسان کی تعداد سے ستر ہزار بار زیادہ ہوگی۔ فرشتے اس کی نگاہیں کھینچتے ہوں گے۔ جہنم کے چار پاؤں ہوں گے ایک سے دوسرے پاؤں میں لکھ برس کا فاصلہ ہوگا اور تیس ہزار برس ہوں گے ہر سر میں تیس ہزار منہ ہر منہ میں تیس ہزار دانت ہر دانت کوہ احد سے تیس ہزار گنا بڑا ہوگا اور ہر منہ میں دو ہونٹ ہر ہونٹ میں دو ہونے کی ایک زنجیر ہر زنجیر میں ستر ہزار حلقے ہوں گے ہر حلقہ کو بہت سے فرشتے تھامے ہوں گے اس حالت میں جہنم کو عرش کی بائیں طرف لائیں گے۔ (دقائق الانہار)

(۲۱)۔ جہنم کے سات درجے ہیں: ایک حیر اس میں جھلانے والے رہیں گے۔ دوسرا درجہ قلنی تیسرا قر جو بے نمازیوں کے لیے ہوگا۔ چوتھا جحیم جو خواہشات کی پیروی کرنے والوں کے لیے ہوگا۔ پانچواں جہنم چھٹا ہاویہ اور ساتواں حطیم۔ یہ درجہ جہنم خوروں کے لیے خاص ہے۔ (تختہ الاولیاء عظیمین)

(۲۲)۔ ابن ابی شیبہ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ دوزخ ایک دن میں ستر ہزار بار

جہاں یا جائے گا اور جب اس کا چہرہ اگل سبز زر پڑے گا تو پھر پہلے جیسا کر دیا جائے گا۔ (ذہمشور)

(۲۳)۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں: ایک سونے کا جو اہرات جزا ہوا جس پر کلمہ

طیبہ لکھا ہوا ہے۔ یہ غیبروں، شبیروں اور شیخوں کے داخل ہونے کا دروازہ ہے۔ دوسرا باب مصلین اس سے وہ لوگ داخل ہوں گے جو وضو اور نماز کی پابندی کا خیال رکھتے ہیں۔ تیسرا باب امزکین جنہی زکوٰۃ دینے والوں کا دروازہ۔ چوتھ نیکوں کا حکم اور برائیوں سے منع کرنے والوں کا دروازہ۔ پانچواں نفسانی خواہشات کو توڑنے والوں کا دروازہ۔ چھٹا حج اور عمرہ دا کرنے والوں کا دروازہ۔ ساتواں جبا دکنے والوں کا آٹھواں محرمات سے بچنے کا رکھنے والوں اور ماں باپ کے ساتھ صلہ رحمی کرنے والوں کا۔ (دقائق الخبار)

(۲۴)۔ جنتیں آٹھ ہیں: ایک دار الجلال جو نہ موتی کی بنی ہوئی ہے دوسری

دار السلام سرخ یا قوت کی تیسری جنت الماویٰ سبز زبرجد کی چوتھی جنت ظلد زرد موم گے کی پانچویں جنت نعیم۔ نہ چاندی کی چھٹی دارالقرار سرخ سونے کی ساتویں جنت الفردوس اس کی ایک اینٹ سونے کی ہے ایک چاندی کی ایک یا قوت کی ایک زبرجد کی اور گارامشک کا آٹھویں جنت عدن ایک نہید موتی کی بنی ہوئی ہے اور تمام جنتوں سے بالاتر ہے۔ دو دروازے سونے کے ہیں اور دونوں میں زمین آسمان جتنا فاصلہ ہے سونے چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے بنائی گئی ہے۔ اس کی مٹی سرسبز عنبر ہے اور اس کی کنکریاں سرسبز موتی ہیں۔ اس میں نہر کوثر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص ہے اس کے علاوہ نہر کافور، نہر تنہیم، سلہیل، نہر ریح، پانی، دودھ اور شہد کی نہریں بھی اسی میں ہیں۔ (دقائق الخبار)

(۲۵)۔ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ کے لیے وہ حوض ہوں گے: یک موقف میں

صرط کے پہلے ہوگا اور دوسرا جنت میں دونوں کا نام کوثر ہوگا اور گج یہ ہے کہ میزان کے پہلے ہوگا۔ (غیبر می)

(۲۶)۔ رسالہ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے حوض کی لمبائی چوڑائی برابر ہے اور وہ

ایک ماہ کی راہ ہے اور پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار اور اس کے آب غورے گنتی میں اور چمکنے میں آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں جو شخص پانی پے گا یہ سلتہ ہوگا۔ (بخاری شریف)

(۲۷)۔ حدیث میں ہے کہ پہا صراط کی مسافت تین ہزار برس کی ہے۔ ایک ہزار برس اس کی چڑھائی ایک ہزار برس اس کا اتار اور ایک ہزار برس برابر ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ پہا صراط کی مسافت پندرہ ہزار برس کی راہ ہے پانچ ہزار برس چڑھائی پانچ ہزار برس اتار پانچ ہزار برس برابر ہے اور یہ پانی سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔ یہ جہنم کی پیچ پر رکھا ہوا ہے۔ اس سے وہی شخص پار اترے گا جو اللہ کے خوف سے دہانت نہ کیا ہو۔ (تفسیر نفیسی)

(۲۸)۔ حدیث میں ہے کہ عرش کے تین سو ساٹھ پائے ہیں۔ ہر پائے کا عرض دنیا سے ستر ہزار گنا زیادہ ہے۔ ہر دو پائے کے بیچ ستر ہزار میدان ہیں اور ہر میدان میں ستر ہزار عالم ہیں۔ (تفسیر نفیسی)

(۲۹)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عرش میں ساتوں آسمان اس طرح رکھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں گویا لمبے چوڑے جنگل میں ایک چھنا پڑا ہے اور عرش عری سے تباہ ہے جتنا لمبا چوڑا جنگل اس چھلے سے۔ (تفسیر نفیسی)

(۳۰)۔ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کرنے سے پہلے ایک جوہر پیدا کیا جو آسمان اور زمین سے دو گنا تھا پھر اس پر اپنے جلال کی نظر ڈالی۔ وہ جوہر پکھل کر پانی ہو گیا پھر پانی پر نظر کی فوراً کھولنے لگا اور اس میں سے جھاگ اور دھواں اٹھ اور پانی بیت الہی سے کپکپا اٹھا۔ یہ تھمر تھری قیامت تک پانی کی ذات میں موجود رہے۔ پھر اس دھوکے سے آسمان اور جھاگ سے زمین بنائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے سے ایک فرشتہ بھیجا جس نے ساتوں زمینوں کے نیچے جا کر زمین کو اپنے کندھے پر رکھ لیا۔ اس کا ایک ہاتھ مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ پھینا کر زمین کو

اپنے قبضے میں سر رکھا ہے۔ لیکن اس فرشتے کو قدم رکھنے کی مکاؤ جگہ نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فردوس سے ایک نخل بھیجا جس کے ستر ہزار سینک اور چالیس ہزار پاؤں ہیں۔ فرشتے نے اس کے کوہان کو پکڑ رکھنا ہوتا چاہا مگر پاؤں نہ ٹپک سکے اس لیے اللہ تعالیٰ نے جنت کے اعلیٰ درجے سے ہر یاقوت کی ایک سل بھیجی جس کا دل پانچ سو برس کی راہ ہے۔ یہ اس نخل کے کوہان سے بے کرم تک بچائی گئی اور فرشتے کے دونوں قدم اس پر ٹپک گئے۔ اس نخل کے سینک زمین کے کناروں سے باہر نکلے ہوئے ہیں اور یہ دریا میں کھڑا ہے۔ دن میں دو ہار سانس بیٹا ہے۔ اس کے سانس لیتے وقت دریا چڑھ جاتا ہے اور روکتے وقت دریا اتر جاتا ہے۔ چونکہ اس نخل کے پاؤں ٹکانے کی جگہ نہ تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں اور زمینوں کے دل کے برابر ایک پتھر پیدا کر کے اس پر نخل کے پتھر کا دیے اور چونکہ اس پتھر کے رکھنے کی کہیں جگہ نہیں تھی اس لیے ایک بڑی مچھلی پیدا کی جس کا نام نون کسیت بلہوت اور عقب بلہوت ہے۔ وہ پتھر اس مچھلی کی صرف پیٹھ پر رکھا ہوا ہے باقی جسم خالی ہے اور یہ مچھلی دریا پر دریا ہوا کی پیٹھ پر اور ہوا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے حکم سے ٹھہری ہوئی ہے۔ کعب احبار کہتے ہیں کہ شیطان نے ایک بار اس مچھلی کو بہکانے کو یہ کہا کہ اس بوجھ کو اپنی پیٹھ پر سے پھینک دے۔ مچھلی نے ابھی ارادہ ہی کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جانور بھیج جو فوراً اس کے نتھنے میں گھس کر داغ میں جا اتر۔ مچھلی نے نہایت تکلیف میں اللہ تعالیٰ سے فریاد کی چنانچہ وہ جانور داغ سے نکل آیا۔ کعب کا قول ہے مچھلی اس کی طرف اور وہ مچھلی کی طرف ٹھٹھی باندھے دیکھتا رہتا ہے۔ ادھر مچھلی نے برا ارادہ کیا اور ادھر وہ نتھنے میں داخل ہونے کے لیے آگے بڑھا۔ یہ وہی مچھلی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے نواقص میں قسم یا فرمائی ہے۔ (تفسیر شعبی)

(۳)۔ معراج جنت کی ایک سیزھی تھی جس میں دس ڈنڈے تھے۔ ایک چاندی کا ایک سونے کا اور دونوں جانب سے اس کا ایک رخ سرخ یا قوت کا اور دوسرا رخ - لید یا قوت کا اور اس پر بہشت کے موتی اور دوسرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کے لیے اسے کھڑا کیا۔ اس کا نیچا پایہ بیت المقدس کے

پتھروں پر اور اوپر کے پائے عرش تک پہنچے۔ ایک ڈنڈے سے دوسرے ڈنڈے کے بیچ اتنی مسافت تھی جتنی زمین اور آسمان کے درمیان۔ اس کا پہلا ڈنڈا یعنی سب سے نچلا ڈنڈا آسمان دنیا کے قریب تھا۔ اسی طرح ساتوں آسمانوں تک سات ڈنڈے ہوئے۔ آسمانوں کے ڈنڈے اس درجہ کے پاس اور نواں کرسی کے پاس اور دواں عرش تک۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو آسمان دنیا سے لگا پہلا ڈنڈا نیچے ہو گیا اور سرکار ﷺ اس پر سوار ہو گئے اور وہ ڈنڈا آپ کو لے کر اوپر کو چڑھا گیا اسی طرح آپ عرش تک پہنچے۔ (فتوحات البیہ)

(۳۲)۔ ابن ابی حاتم نے حضرت علیؓ اور محمد وجہ الکرم سے روایت کیا کہ بہشت میں دو موتی ہیں ایک - نئید نام اس کا وسیلہ ہے۔ یہ حضرت محمد ﷺ اور اہل بیت کے واسطے اور ایک زرد ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اس کی آل کے واسطے۔ (زرقاتی)

(۳۳)۔ آسمان دنیا سوچ سے بنا ہے۔ دوسرا آسمان - نئید مہر کا ہے۔ تیسرا مہر کا۔ چوتھا مہر کا پانچواں چاندی کا چھٹا سونے کا ساتواں آسمان سرخ یا قوت کا ہے اور آسمان کے دروازے خدایاں سونے کے ہیں اور ان میں قفل گتے ہیں اور کنجیاں ان میں حق سبحانہ تعالیٰ کے اسم عظیم کی ہیں۔ (القلوبی)

(۳۴)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو محفوظ کو - نئید چاندی سے بنایا۔ اس کے اوراق سرخ یا قوت کے ہیں اور قلم اس کا نور ہے اور تحریر اس کی نور ہے۔ (زرقاتی)

(۳۵)۔ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے۔ فرمایا: وہ زمین ہے۔ پھر فرمایا: جانتے ہو اس کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ نے پھر عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے۔ فرمایا: دوسری زمین ہے۔ ایک زمین سے دوسری زمین کے بیچ پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے ساتوں زمینوں کو گنایا۔ پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر تم سب سے نیچے کی زمین کی طرف سے ایک ری لٹکاؤ تو وہ خدا پر اترے۔ مطلب یہ کہ اللہ کا علم جیسے اوپر کی جانب محیط ہے

ویسے ہی نیچے کی جانب بھی۔ اللہ کو ہر ذرے کی خبر ہے یہاں تک کہ ساتویں زمین کی جانب
اسی لٹکائی جائے تو وہاں بھی اللہ کے علم قدرت اور سلطنت پر اترے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶)۔ کجور کے درخت کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹی کجی مٹی سے

ہے۔ (سبح سائل شریف)

(۳۷)۔ وہ نور جس سے طوفانِ نوح شروع ہوا کوفہ میں واقع ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸)۔ ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے پانی سے بنایا۔ ہم جہاں ہو پانی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کو اس سے بنایا۔ آپ ہوائی یعنی نفع جریں پر کھنچی ہوئی ربانی تصویر ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹)۔ مکرّمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ دنیا کی عمر اول سے آخر تک پچاس ہزار برس

کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کس قدر نازی ہے اور کس قدر باقی ہے۔ (فاتی)

(۴۰)۔ عرشِ نور سے پیدا ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ سرخ یا قوت سے۔ اس

کے سات ہزار کنگورے ہیں اور ایک کنگورے سے دوسرے کنگورے تک سات سو برس کی

راہ ہے اور یہ چار فرشتوں کی گردن پر رکھا ہوا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۱)۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرشِ ہرز مردے اور اس کے پائے

سرخ یا قوت سے پیدا کیے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۲)۔ عرش کے نیچے صور ہے جس کی لمبائی تین سو برس کی راہ ہے۔ حضرت

اسرائیل علیہ السلام پیٹھ جھکائے صور لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ (تفسیر

نعیمی)

(۴۳)۔ صورِ نور سے بنا ہوا ایک سینک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں تیارہ دائرے

پیدا کیے ہر دائرے کا پھیلاؤ زمین اور آسمان کے برابر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۴)۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کیے ان میں سے ننانوے حصے اپنے پاس

رکھے اور ایک حصہ دنیا میں نازل فرمایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۵)۔ آسمان اور انسان کی ترکیب ایک ہی ہے۔ وہاں سات آسمان ہیں یہاں

سات اعضاء ہیں۔ آسمان میں بارہ برج ہیں انسان میں بارہ سوراخ ہیں: دو آنکھیں، دو کان، دو تھننے، پانچ پیشاب کے دوراہے، دو چھاتیاں، ایک منہ اور ایک ناف۔ آسمان کے برجوں میں چھ جنوبی ہیں اور چھ شمالی۔ اسی طرح انسان کے چھ سوراخ دائیں طرف میں اور چھ بائیں طرف۔ آسمان میں سات سیارے ہیں انسان میں سات قوتیں ہیں: سننے کی، دیکھنے کی، سونگھنے کی، چمکنے کی، چھوئے کی، سمجھنے کی، بولنے کی۔ (زہرہ قریشی)

(۳۶)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں اونٹ کی گردن کے برابر سانپ اور بچھو میں جن کے صرف ایک بارؤنے کی طعن پالیس سال تک رہے گی۔ (دقائق الانہار)

(۳۷)۔ سات صحابہ سے یہ حدیث آئی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ عرش پر اور ہر آسمان اور جنت کے ہر دروازے پر اور سب قوتوں پر لکھا ہوا ہے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸)۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی دیوار میں ایک اینٹ سونے کی ایک چاندی کی ہے۔ اس کا گارو خالص مقلک کا۔ اس میں گھاس کی جگہ زعفران ملی ہے۔ کتکریاں موتی اور یاقوت ہیں۔ (مکملہ سطر یقت مصنفہ سید عبداللہ شافعی شہنشاہ دہلی)

(۳۹)۔ نور ایک منٹ میں ایک کروڑ میں لاکھ میل کی مسافت طے کرتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۰)۔ کچھ ستارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل حرکت کرتے ہیں۔ (غنیہ نعیمی)

(۵۱)۔ بجلی ایک منٹ میں پانچ سو بار زمین کے گرد گھوم سکتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۲)۔ جنت کا سب سے بڑا درخت ہے طوبی جس کی جڑیں سونے کی بیج کا حصہ سرخ یا قوت کا یوٹی موتیوں کی ٹہنیاں زبرجد کی پتے سندس کے ہیں۔ اس کی ستر ہر شاخیں ہیں۔ بڑی شاخ عرش سے جالی ہے۔ اور چھوٹی شاخ آسمان دنیا کی طرف تھکی ہوئی ہے۔ دنیا میں طوبی کی نظیر صرف سورج ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۳)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا چہرہ "نید سرخ" سمیڑا رد چار رنگوں سے بدین زعفران، مشک اور کافور سے بال بونگوں سے پاؤں کی انگلیوں سے رگھنوں تک خوشبودار زعفران سے گھنے سے لے کر سینے تک عسبر سے سینے سے لے کر سر تک کافور سے بنایا ہے۔ ایک ایک کے سینے پر اللہ کا اور اس حور کے شوہر کا نام لکھا ہوا ہے۔ (دقائق ارشید)

(۵۴)۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میزان کے دو پہے ہیں ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں۔ میزان کوہ قاف سے بڑی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۵)۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کے دس حصے کیے نو مردوں کے لیے ایک عورتوں کے لیے۔ اور شہوت کے دس حصے کیے نو عورتوں کے لیے ایک مردوں کے لیے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۶)۔ امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھ کو دج جنت سے نازل ہوا تو دو دھ سے زیادہ "نید تھ" بنی آدم کی خطاؤں نے سے سیاہ کر دیا۔ (ترمذی شریف)

(۵۷)۔ لوح محفوظ کی تحریر آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۸)۔ کاتب تقدیر فرشتہ جو رموں (بچہ دانیوں) پر مقرر ہے وہ سارے عام کی حوالہ عورتوں کا گھراں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۹)۔ ماں کے رحم میں نطفہ چالیس دن تک اسی حالت میں "نید رنگ" کا رہتا ہے پھر سرخ رنگ کا خون ہو جاتا ہے پھر چالیس دن کے بعد جگر گوشت۔ صوفیانے کرام فرماتے ہیں چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر چالیس سال تک گوندھا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قیام کوہ طور پر چالیس دن رہا اس لیے نطفے پر ہر چلے کے بعد انقلاب آتا ہے پھر پیدائش کے بعد انقاس کی مدت چالیس دن ہے۔ کمال عقل چالیس برس میں ہوتا ہے۔ اہل سنت میت کا

چالیس برس پہلے تھے کہ چالیس میں انتخاب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۰)۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں اتنی تیز روشنی کی تھی کہ اس روشنی میں عورتیں تین میل تک چرخہ کات نکلتی تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۱)۔ ابراہیمؑ کا نام جس میں اصحاب کعبہ ہیں قیہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۲)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ سے مانگو جنت الفردوس ہی مانگو کیونکہ وہ جنتوں میں سب سے بچ اور سب سے بلند ہے اور اس پر عرش رحمن ہے اور اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۳)۔ عرش اٹھانے والوں کا قبلہ عرش اعظم ہے اور ملائکہ ہر روز کا قبلہ ترقی و درجہ ملائکہ سر کا قبلہ بیت المعمور ہے۔ (تفسیر کبیر)

(۶۴)۔ انسان میں دو روہیں ہیں ایک سلطانی جس کا مقام دل ہے۔ اسی سے زندگی قائم۔ دوسری حیوانی جس کا مرکز دماغ ہے جس سے ہوش و حواس برقرار۔ روح حیوانی سونے کی حالت میں نکل جاتی ہے اور روت سلطانی موت کے ساتھ نارج ہوتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۵)۔ نلک اعظم یعنی عرش اعظم کی حرارت مشرق سے مغرب کی طرف ہوتی ہے مغرب سے مشرق کی طرف۔ پھر عرش کی حرارت اتنی تیز کہ ایک دن میں پورا دورہ کر جائے۔ آٹھویں آسمان کی رفتار اتنی سست کہ چھتیس ہزار سال میں دورہ پورا کر سکے۔ پہلا آسمان جس پر چاند ہے تقریباً اٹھائیس دن میں دورہ طے کر جائے اور چوتھا آسمان جس پر سورج ہے تین سو پینسٹھ دن یعنی ایک سال میں آسمان زحل تیس سال میں آسمان مشتری بارہ سال میں آسمان مریخ دو سال میں دورہ پورا کرتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

(۶۶)۔ زمین اور آسمان کی پیدائش سے پہلے پانی تھا۔ قدرت نے اس پر جھاگ پیدا کیے۔ وہ جھاگ چالیس برس تک ایک جگہ محفوظ رہے پھر وہی جھاگ پھیلا دیے گئے۔ اسی پھیلائے ہوئے جھاگ کا نام زمین ہے۔ اس جھاگ کی پیدائش آسمان اور زمین کی پیدائش

سے پہلے ہے اور اس کا پھیلاؤ اس کے بعد۔ جہاں جھاگ محفوظ رہے تھے آج وہاں کعبہ معظمہ ہے۔ پھر آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بیت المعمور کے ٹھیک نیچے فرشتوں نے کعبہ شریف کی عمارت بنائی۔ بنائش میں بیت المعمور کے برابر تاکہ آسمان کے فرشتے تو بیت المعمور کا طوف کیا کریں اور زمین کے فرشتے کہے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۷)۔ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کہنے کی تعمیر فرماتے تھے۔ آپ کے قدم کی جگہ ریت یا گارے کی طرح اتنی نرم ہوئی کہ اس پر آپ کے قدموں کے نشان بن گئے جو اب تک موجود ہیں۔ تعمیر کعبہ کے بعد اسی پتھر پر کھڑے ہو کر جب یوسف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آوازیں دی تھیں کہ اللہ کے بندو اس گھر کی طرف آؤ۔ اس پتھر پر قدم رکھ کر آپ نے اپنی بیوی یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زوجہ سے اپنا سر ہارک دے دیا تھا۔ یہ پتھر ہزاروں سال گزرنے کے بعد آج بھی اسی طرح محفوظ ہے۔ رب تعالیٰ نے اس پتھر کو اتنی عزت بخشی کہ سارے جانیوں کے سر اس کی طرف جھکا دیے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۸)۔ بعد دوسری ہزیوں سے اس لیے افضل ہے کہ اس درخت کے نیچے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر آنے پر رکھا گیا تھا۔ کافی عرصہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے حضرت یونس علیہ السلام کا جسم مبارک خاص طور سے آپ کی کھال بہت نرم ہو گئی تھی۔ ڈرتا تھا کہ آپ کے جسم پر گھیاں پڑیں جس سے آپ کو تکلیف ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے کدو کا درخت لگا دیا کہ گھیاں اس کے قریب نہیں جاتیں۔ (تذکرۃ القاری)

(۶۹)۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کے علاقہ میں کوہ عرفات کے چبچبے میدان نعمان میں آدم علیہ السلام کی پشت پر دست قدرت پھیر کر ان سے ان کی اولاد یہاں تک کہ قیامت تک پیدا ہونے والے لوگ اسی ترتیب سے نکالے جس ترتیب سے پیدا ہوں گے۔ یہ سب چوٹیوں کی شکل میں تھے۔ پھر ان پر اپنی جگہ ڈالی اپنا جمال دکھا کر ان سے فرمایا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے ایک زبان ہو کر کہا: ہاں! ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو ہی ہمارا

رب ہے۔ رب تعالیٰ نے یہ عبد و چنان اس لیے لیا تا کہ قیامت میں نہ بہہ سکے کہ اسے مول بہر تیرے رب ہونے سے بے خبر رہے ہمیں معافی دیدے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰)۔ روح انسانی چار بار انسانی جسم میں پڑتی ہے۔ ایک میثاق کے دن ڈاں گئی تھی دوسری ماں کے ہیٹ میں پھر موت کے وقت نکال لی جاتی ہے پھر قبر میں سوال جواب کے لیے پھر محشر میں صور پھونکتے وقت جس کے بعد جنت دوزخ میں نہ نکال جائے گی۔ یہاں کچھ گنہگار مومن دوزخ میں مردہ کر دیے جائیں گے پھر نکال کر جنت میں بھیجا جائیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱)۔ حدیث شریف میں ہے کہ میثاق ازل کا ایک عبد نامہ حجر سود میں محفوظ ہے۔ حجر سود نہ کعبہ میں لگا ہوا ہے۔ کل قیامت میں یہ پتھر اس طرح آئے گا کہ اس کے آنکھیں زبان نہ وغیرہ سب کچھ ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حرم مکہ میں جو کبوتر رہتے ہیں یہ ان کبوتروں کی نسل ہے جنہوں نے ہجرت کی رات خار ثور میں اندر سے دیے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ قیامت تک ان کی نسل باقی رہے چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی۔ (تفسیر نعیمی) فقیر پر کافی کوفہ یہ منورہ میں کچھ مقامی لوگوں نے بتایا کہ مسجدی خضار آج کل ان کبوتروں کے پیچھے ہات دھو کر پڑے ہیں اور ان کے دانہ میں زہر ملا کر ڈال دیتے ہیں جس سے ہزاروں کبوتر شہید ہوئے۔ اس کے علاوہ مسجدی ملا عنہ نے بچوں کو خلیلیں دے کر اس کام پر لگایا ہے کہ رات کے وقت ان کبوتروں کے ٹھکانوں کو تلاش کر کے انہیں مسموم کریں۔

(۱۳)۔ نبی کریم ﷺ نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے گنگ جھگ سواہر مینے نماز پڑھی ہے اور یہی زمین محشر کی ہے۔ یہیں سے آدمی جنت اور دوزخ کی طرف بھیجا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴)۔ مکہ میں ایک روزہ ایک لاکھ روزوں کے برابر ہے ایک رکعت نماز

ایک لاکھ رکعت کے برابر ایک روپیہ کی خیرات ایک لاکھ روپے کی خیرات کے برابر ہے۔ اسی طرح مکہ مکرمہ میں ایک نکل کرنا ایک لاکھ نکل کرنے کے برابر ہے۔ جو مسکن مکہ میں مراوہ قیامت کے دن پیغمبروں کے ثروہ میں اٹھے گا۔ (صحیح حدیث)

(۵)۔ سلطان قانت پائی نے روضہ رسول ﷺ کے اوپر تیسرا گنبد نیلے رنگ کا بنوایا تھا۔ سن بارہ سو تینتیس ہجری میں سلطان محمود بن عبدالمجید خاں تائی نے نئی تعمیر کرا کے سن بارہ سو پچپن ہجری میں سبز رنگ چڑھایا۔ یہی گنبد خضریٰ آج بھی موجود ہے اور دنیا بھر کے سنی مسلمانوں کے دل کی دھڑکن ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶)۔ جس سال اصحاب قبل کا واقعہ ہوا عرب میں خسروہ اور چونک اسی سال پہلی بار نظر ثانی وراثی ساں پہلے پہل عرب میں اسپند اندرائن اور آک وغیرہ قسم کے بد مزہ اور ناگوار پودے دیکھے گئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷)۔ جن آگ سے پیدا کیے گئے ہیں۔ یہ سب انسانوں کی طرف سے عقل اور روح اور بدن کے مالک ہوتے ہیں۔ ان میں بچے بھی پیدا ہوتے ہیں اُمرتے جیتے ہیں۔ ان میں اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ (تہذیب اللہ لسان من مکائد اشی طمان مصنفہ علامہ صوفی شہیر احمد صاحب عشق)

(۸)۔ کچھ علماء نے لکھا ہے کہ دھس جعد کی رات چھنی پاتی ہیں اور پھیلتی ہیں۔ پہلے اپنی قبروں پر آتی ہیں پھر اپنے گھروں میں۔ (تفسیر نعیمی)

(۹)۔ کعبہ معظمہ بیت المقدس سے چالیس سال پہلے بنایا گیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰)۔ جنت اور دوزخ کے سچ روشن دان ہوں گے۔ مسلمان کبھی کبھی اپنے کافر دشمن کا حال معلوم کرنا چاہے گا تو روشن دان سے جھانک کر دیکھ لے گا کہ کافروں کی کھوپڑیوں میں بھیجا کھول رہا ہے۔ (تذکرہ ہاتھری)

(۱۱)۔ روح کی ترقی و ترقی نو قسم پر ہے :- پہلے مومن دوسرا حابہ تیسرا راجہ چوتھا عارف پانچواں دی چھٹائی ساتواں مرسل آٹھواں اولوا العزم نواں خاتمہ حضور ﷺ میں یہ کل مرتبہ

موجود ہیں مگر حضور ﷺ کا مرتبہ کسی میں نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۲)۔ خانہ کعبہ کی موجودہ تعمیر پانچ سوال ایک ہزار چالیس ہجری کو پوری ہوئی۔

موجودہ رست قسطنطنیہ کے خلیفہ سلطان عثمان سلطان احمد خاں نے تعمیر کی۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۳)۔ موجودہ خانہ کعبہ کی تعمیر کے دوران ہر روز چالیس ہزار من بوجھ اونٹوں کے

منی اور کنکر کے ٹکڑے جاتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۴)۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مسجد حرام ساری دنیا کا قبلہ ہے اور

خانہ کعبہ اس مسجد کا قبلہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۵)۔ صفا اور مروہ کسی زمانے میں مسجد حرام کے پاس دو چارڑیاں تھیں۔ ب

معمولی بند یا سد پڑی ہیں۔ صفا حرم شریف کے دائیں طرف ہے اور مروہ بائیں جانب۔ دونوں

کے بیچ تھری بہا ساتھ فراٹک کا صلب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۶)۔ پہلے خانہ کعبہ کا غلاف مختلف لوگوں کا ہوتا تھا۔ خلیفہ مامون الرشید نے نیدرلینڈ

کا غلاف چڑھا دیا۔ محمود غزنوی کے غلاف کا رنگ زرد تھا۔ مصر کے فاطمی خلیفہ نیدرلینڈ کے غلاف

بھیجتے تھے۔ خلیفہ مصر عباسی نے شروع میں ہزار رنگ کا غلاف بنوایا پھر سیاہ ریشم کا بنو کر بھیجا۔

اس کے بعد سیاہ غلاف ہی بنایا جاتا رہا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۷)۔ غلاف کعبہ کے چاروں طرف زری کے کام کی چوٹی بنائے اور اس پر کعبہ سے

متعلق قرآنی آیتیں لکھوائے کا سلسلہ سب سے پہلے سات سو اسی ہجری میں مصر کے سلطان حسن

نے شروع کیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۸)۔ مکہ کی بابت کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بائبل زبان کا لفظ ہے جو سیدنا برہم

علیہ السلام کے ملک کی زبان تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۹)۔ جبل بو قیس صفا کے نزدیک بیت اللہ شریف کے بالکل سامنے پڑتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ سب سے پہلا پہاڑ ہے جو دنیا کی سطح

پر نظر آیا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق طوفان نوح کے بعد حجر اسود اس پہاڑ پر امانت

کے طور پر محفوظ رہا۔ حضور انور ﷺ کا چاند کے دو ٹکڑے کرنے کا معجزہ جس کا بیان قرآن میں ہے اسی پہاڑ پر دنیا انہوں کو دکھایا گیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۰)۔ مسجد قبا مسلمانوں کی سب سے پہلی مسجد ہے اسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تعمیر فرمایا تھا۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد یہ تمام مسجدوں میں افضل ہے۔ یہاں دو رکعت نماز کا ثواب ایک عمرہ کی برابر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۱)۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ بھی صحابہ کے ساتھ ہتھوڑے دھوئے اور یہ شعر پڑھتے جاتے:

هَذَا الْحِمَالُ لِاحْمَالٍ عَصِيْبٍ هَذَا ابْنُ رَيْحَانٍ وَاطْهَرُ

ایک شخص نے جو مٹی دُھو رہا تھا آگے بڑھ کے عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنے حصے کی اینٹیں مجھے دیدیجئے انھیں میں لے جاؤں۔ فرمایا: دو عسریٰ اٹھا لو۔ تم مجھ سے زیادہ اللہ کے محتاج تو نہیں۔ ایک اور شخص جو گارا بنانے میں ماہر تھا اسے دیکھ کر فرمایا: اللہ اس پر رحم فرمائے جسے کسی صنعت میں کمال حاصل ہو۔ پھر اسے تاکید فرمائی کہ تم یہی کیا کرو اس میں تمہیں خوب ملکہ ہے۔ (الحديث)

(۹۲)۔ مسجد صفہ (قبلہ اول) میں اس ہتھوڑ کی زباں ہے جس نے حضور انور ﷺ سے کلمہ پہنچا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۳)۔ سرور عالم ﷺ کو ہجرت کے تین مقامات مدینہ، قسمرین اور بحرین الہام کے ذریعے بتائے گئے کہ ان میں سے کسی مقام کو آپ ہجرت کر جائیں۔ بعد میں مدینہ کی نشاندہی آردی گئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۴)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جنات میں جہنمی حور مشک، عنبر، کافور اور زعفران چار چیزوں سے بنی ہے۔ اس کا خیر نہر حیوان کے پانی سے تیار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لگن فرمانے سے وہ پیدا ہوئی ہے۔ تمام حوریں اس کی عاشق ہیں۔ اس کے ایک ہاتھ کوٹنے سے سمندر کا کھاری پانی ٹنٹھا ہو جائے۔ اس کے سینے پر لکھا ہے جو شخص

مجھ جیسی حور کا حوا دشمنی قہو سے چاہیے کہ سر سے سب کی اطاعت کر سکے۔ (تنبیہ غافلین مصنفہ
فقیہ ابوالیث سمرقندی)

(۹۵)۔ حضور اکرم ﷺ نے مدینے کے کئی مہینہ بیتہ النبی رکھے۔ آپ حبیبہ اور محبوب بھی کہتے تھے۔ محدثین نے دلائل کے ساتھ مدینہ کے ۹۹ مہینہ کیسے میں۔ لہذا لدلی نے اس شیر کو طاب (پاک) فرمایا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۶) مدینہ میں حضور ﷺ کے قیام کی جگہ کی پہچان کرنے کے لیے حضور ﷺ کے ہی حکم سے آپ کی اونٹنی کی مہار کھول دی گئی۔ اونٹنی اس حصہ پر جہاں اب باب جبرئیل ہے، بیٹھی پھر اٹھ کر پندرہ قدم پہلی اور اطمینان سے بیٹھ گئی۔ یا راضی سل اور سہیل دو تہم انصار کی تھی جو سعد بن جبرار کی نگرانی میں تھے۔ حضور ﷺ ابھی اونٹنی سے اترے بھی نہ تھے کہ ہاتھ کھڑی ہوئی۔ وہاں پڑی زمین کا ایک بڑا سا چکر لگا یا اور پہلے والی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی۔ اونٹنی نے زمین کے جس حصے کا چکر لگا یا تھا وہی حصہ یا ض الجنت یا جنت کی کیاری قرار پایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۷) حضور ﷺ نے مدینہ میں پہلے پہل حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں قیام فرمایا۔ قیام کی مدت سات ماہ رہی۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۸)۔ ملا فرماتے ہیں کہ یا ض الجنت دراصل جنت کا بچہ ہے اس لیے اسے اسے جوں کا توں جنت میں منتقل کر دیا جائے گا اور دنیا میں معدوم نہیں کیا جائے گا۔ (ضیاء النبی)

(۹۹)۔ باب جبرئیل کے قریب گنبد خضریٰ سے ملا ہوا سب سے بڑا مینارہ رئیسہ ہے تہجد کی اذان ہی پر ہوتی ہے۔ تہجد کی اذان کے لحاظ محمد رسول اللہ پر ساری مسجد روشنی سے منور ہو جاتی ہے اور سارے دروازے ایک ساتھ کھل جاتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی) موجودہ بادشاہ نے جب سے حرمین کی خدمت سنبھالی ہے تب سے مسجد نبوی شریف رات بھر کھل رہتی ہے۔ (نظمی)

(۱۰۰)۔ مسجد نبی میں باب اسلام پر دوسرا مینارہ در کی طرز تعمیر کا ہے۔ ساتھ میں اونچے اس مینارے کو ناصر بن محمد قلعون نے بنایا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۱)۔ مکہ معظمہ حجاز مقدس کا مشہور شہر ہے جو مشرق میں جبل بوسیس اور مغرب میں جبل تعینات دو بڑے پہاڑوں کے بیچ واقع ہے۔ اس کے چاروں طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں اور پتیلے میدانوں کا سلسلہ دور دور تک چلا گیا ہے۔ (سیرت مصطفیٰ مصنفہ علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی)

(۱۰۲)۔ حجرہ رسول اکرم ﷺ کے چاروں طرف کی جالی سلطان قانت ہانی نے ٹھہرا کر اناسی ہجری میں نصب کرائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۳)۔ فن تعمیرات کے ماہروں کا کہنا ہے کہ مسجد نبوی شریف دنیا کی سب سے خوب صورت مضبوط اور مستحکم عمارت ہے جو ابھی صدیوں تک برقرار رہے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۴)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا منبر خوش کوثر پر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۵)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں فرشتے مقرر ہیں تاکہ طاعون داخل ہونے نہ دے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۶)۔ کوہ احد کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جنت کے دروازے پر نگہبانی کا فریضہ انجام دے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۷)۔ مدینہ کی بھگور عجوبہ کے بارے میں حدیثوں میں ہے کہ جو کوئی اس کے سات دانے نہا منہ کھائے وہ اسی روز جاویدا زہر کے اثر سے ہر طرح محفوظ ہوگا تاہم۔ (بخاری شریف)

(۱۰۸)۔ مسجد قبا کا موجودہ خوب صورت روپ تیونس کے صدر حبیب بورقیہ کا تعمیر کرایا ہوا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۹)۔ کچھ یہودی ظاہر میں ایمان لائے تھے۔ انہوں نے مسجد قبا کے نزدیک ایک مسجد سے غرض سے بنائی تھی کہ وہاں جمع ہو کر اسلام کے خلاف مہمیں کریں، جلسے اور منصوبہ بندیاں کریں۔ یہی مسجد ضرار تھی۔ اس کا بانی ابو عامر راہب اسلام کا بدترین دشمن

تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۱۰)۔ سرور عالم ﷺ ہر سچے مسجد قبا تشریف لے جاتے اور وہاں نوافل د کرتے تھے۔ خلفائے راشدین بھی اس سنت پر سختی سے عمل کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اگر یہ مسجد قبا کی جگہ منعنا (یعنی) میں ہوتی تو خدا کی قسم ہر سچے کو وہاں پہنچنے میں دیر نہ کرتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱)۔ یہاں میں مسجد قبا کے سامنے ایک باغ کے کنوئیں کو کہتے ہیں۔ حضور ﷺ اس کنوئیں کی منڈیر پر تشریف رکھتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار سنت نبوی کے اتباع میں کنوئیں کی منڈیر پر تشریف فرما تھے کہ آپ کے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی (جس میں مہربوت تھی) کنوئیں میں گر گئی۔ لاکھ تلاش کیا تا مگر نہ ملی۔ اس واقعہ کے بعد اس کنوئیں کا نام یہ خاتر یعنی انگوٹھی والا کنواں پڑ گیا۔ (بخاری شریف)

(۱۱۲)۔ ملکہ فرماتے ہیں کہ دوسری مسجدوں میں صف کا دایاں حصہ دائیں سے افضل ہوتا ہے مگر مسجد نبوی میں دایاں حصہ دائیں سے افضل ہے کیونکہ وہ رونندہ قدس سے قریب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۳)۔ جب سنگ اسود کعبہ کی دیوار میں قائم کیا گیا تو اس کی روشنی دور در تک جاتی تھی۔ جہاں تک اس کی روشنی پہنچتی وہاں تک حرم کی حدیں مقرر ہو گئیں جن میں شکار کرنا منع ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۴)۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنے پروں پر شام و فاطمین سے کچھ زمین اٹھا لے۔ پہلے اسے خانہ کعبہ کے گرد سات بار طواف کرایا کیا پھر اسے مکہ معظمہ سے کچھ میل دور دو پہاڑیوں پر رکھ دیا گیا۔ اسی لیے اس کا نام سہاٹف پڑا۔ یہاں کی آب و ہوا نہایت خوشگوار رہتی ہے اور یہاں نفیس میوے نثر سے پیدا ہوتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۵)۔ خانہ کعبہ پانچ پہاڑوں کے تھروں سے بنا۔ طور مینا طور زینا کوہ جودا کوہ بیتان اور کوہ حرا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶)۔ حج ہمیشہ سے کعبہ کا ہی ہوا۔ بیت المقدس کا حج بھی نہیں ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷)۔ پچھلے زمانے میں ایک شخص تھا اساف اور ایک عورت تھی ناکلہ۔ انھوں

نے خاندان کعبہ میں بری نیت سے ایک دوسرے کو بات لگایا۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا اور وہ دونوں پتھر ہو گئے۔ عبرت کے لیے اساف کو تو صفا پھاڑی پر رکھ دیا گیا اور ناکلہ کو مروہ پر تاکہ لوگ انھیں دیکھ کر گناہ کے خیال سے بچیں۔ کچھ زمانے کے بعد جہالت کا دور ختم ہوا تو لوگوں نے ان کی پوجا شروع کر دی۔ جب وہ صفا اور مروہ کے بیچ دوڑتے تو تقسیم کے رادے سے انھیں بھی چھو لیتے۔ مسلمانوں کو بت پرستی کی اسی مشابہت کی وجہ سے صفا اور مروہ کے بیچ دوڑنا ناپسند ہوا جس کی تسلی کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں آیت نازل فرمائی اور مسلمانوں کو اطمینان دے دیا گیا کہ جس طرح کعبہ کے اندر جاہلیت کے زمانے میں کافروں نے بت رکھے تھے اب اسلام کے دنوں میں بت اٹھا دیے گئے کعبہ شریف کا طواف درست رہا اسی طرح مشرکوں کی بت پرستی سے صفا اور مروہ کے شعار دین ہونے میں کچھ فرق نہیں آیا۔ (تفسیر کبیر، تفسیر نعیمی)

(۱۸)۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ منیٰ کو منیٰ اس لیے

کہتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام توبہ کے بعد عرفات سے یہاں پہنچے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: کچھ تمنا کرو۔ آپ نے جنت کی آرزو کی لہذا اس جگہ کا نام منیٰ ہوا یعنی خواہش کی جگہ۔ ہو سکتا ہے کہ اسے اس لیے منیٰ کہا جائے کہ منیٰ کے دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے۔ یہ دنیاوی خواہشات یعنی حلال غذا اور جماع حاصل کرنے کا زمانہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹)۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حج (مکہ معظمہ کا قبرستان) اور یثرب (مدینہ منورہ کا

قبرستان) کے کنارے پکڑ کر جنت میں اس طرح جھاڑ دیے جائیں گے کہ یہاں کے تمام مدفون وہاں پہنچ جائیں گے۔ (تفسیر کبیر، روح البیان)

(۲۰)۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو ایک گھڑی بھی مکہ معظمہ کی لڑی برداشت کرے

وہ روزِ خ سے دو سو سال کی راد پر رہے گا۔ (تفسیر کبیر، روح البیان)

(۱۲۱)۔ بکے بکٹ سے بنا جس کے معنی ہیں کچل ڈالنا۔ چونکہ شیرکھ کے دشمن اسی بکٹ سے کچل دیے گئے اس لیے اسے بکے کہا جاتا ہے۔ اور مکہ مکہ سے بنائے چوس لینا خشک کر دینا۔ چونکہ شیرکھ حاجیوں کے گناہوں کو ضبط کر لیتا ہے اس لیے اسے مکہ کہتے ہیں۔ مکہ مکرمہ کے بہت نام ہیں: مکہ بکدہ، ہم رحم، بشارتہ، حاتمہ، ہم القریٰ، بلد امین، امنا مون، صلات، قادس، مقدس، داس، مینہ۔ (تفسیر خازن تفسیر کبیر)

(۲۲)۔ حضور ﷺ کا باغ فدک ابھی تک وقف چلا آ رہا ہے چونکہ نبی کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۲۳)۔ تفسیر مد ارک میں ہے اگر ایک سال لوگ کبے کو خانہ گردیں تو کعبہ غائب ہو جائیگا اور دنیا تباہ ہو جائیگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۴)۔ جنت البقیع کا ذکر تورات میں یوں تھا: ایک قبرستان کھجور کے درختوں سے گھرا ہوا ہوگا۔ ستر ہزار آدمی اس میں سے انھیں گے جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۵)۔ بدر اس مشہور جگہ کا نام ہے جہاں ستر درمضان سن دو ہجری کو حق اور باطل کے بیچ فیصلہ کن مشہور غزوہ ہوا تھا۔ بدر نام کے ایک شخص نے یہاں ایک کنواں کھدوایا تھا اسی کے نام پر کنویں کا پھر اس جگہ کا نام پڑ گیا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۲۶)۔ مزدلفہ کا دوسرا نام جمع بھی ہے اس کا ایک سبب تو یہی ہے کہ لوگ دنیا کے کونے کونے سے آکر یہاں جمع ہوتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا نے یہاں اکٹھے رزاقی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۷)۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انسانی دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے۔ ہم چھپنے پر اسے مکی پیدا ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۸)۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صور کے فرشتے کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا: اس کی دائیں جانب جبرائیل علیہ السلام ہیں اور

ہائیں جانب دیکھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۹)۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لکڑیاں کر دیا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا: اے جنت والو! اب موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو! اب موت نہیں ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۳۰)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: خدا نے زمین ہفتے کے دن پیدا کی اور اس پر پہاڑ، تنوار کے دن بنائے اور درختوں کو پھر کے دن پیدا فرمایا اور بری چیزیں منگل کے دن پیدا کیں اور روشنی کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعرات کے دن زمین پر موشی اور چوہے پیدا کر کے پھیلانے اور سب سے آخر میں جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد بالکل آخری گھری میں آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۱)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایسی کھڑکیاں ہیں جن کا باہر کی حصہ اندر سے اور اندر کی حصہ باہر سے نظر آتا ہے۔ یہ اللہ سے محبت رکھنے والوں اللہ کے لیے آس میں ملنے جلنے والوں اور اللہ کی راہ میں فربح کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۲)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خلق الانسان طوعاً یعنی انسان بے صبر پیدا کیا گیا۔ کتاب باب بابہ میں مقام سے روایت ہے کہ طوع کو کاف کے چھپے ایک جانور ہے جو روزانہ سات جنگلوں کو ترگھاس سے خالی کر دیتا ہے اور تمام سوکھی گھاس پھوس کو کھا بیٹا ہے۔ سات دریا کا پانی پیتا ہے۔ گرمی اور سردی میں بے تاب رہتا ہے۔ دن اور ہر رات اس خیر میں گزارتا ہے کہ کل کیا کھائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے صبری میں اس جانور سے تشبیہ دی ہے۔ (صحیح سنن شریف)

(۱۳۳)۔ چار صفتیں انسان میں چار عناصر کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ ذل تکبر جو گھ سے پیدا ہوا دوسرے ثبوت جو ہوا کا نتیجہ ہے تیسرے حرص جو پانی کی غفلت ہے چوتھے نخل جو ذل کی صفت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۴)۔ کسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا جنت کہاں ہے؟
فرمایا: ساتوں آسمانوں کے اوپر اور دوزخ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔ (مقام القبریل
مصنف حسین بن مسعود ابی محمد نقوی شافعی)

(۱۳۵)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ
تعالیٰ کے پاس رحمت کے سوا جسے تھے ان میں سے ایک حصہ کر کے تمام جن 'انس' جانور اور
پرند کو عینیت فرمادیا جو وہ آپس میں استعمال کرتے ہیں اور وحشی جانور اپنے بچوں پر کرتے
ہیں۔ باقی خانوے جسے اپنے پاس رکھے جو اپنے بندوں پر قیامت کے روز استعمال فرمائے
گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۶)۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان کو تاروں سے سنوارا
فرشتوں کو جبریل علیہ السلام سے سنوارا جنت کو خوروں سے سنوارا جیبروں کو سید الانبیاء علیہ السلام
سے سنوارا انوں کو سمعہ سے سنوارا راتوں کو لیلۃ القدر سے سنوارا امینوں کو رمضان سے سنوارا
سجدوں کو کعبہ شریف سے سنوارا کتبوں کو قرآن مجید سے سنوارا اور قرآن مجید کو بسم اللہ سے
سنوارا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۷)۔ حضرت عمر سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی عورتیں اور مرد ہمیشہ پینتیس
سال کے جوان رہیں گے۔ ان کا قدام علیہ السلام کی طرح ساتھ ہات کا ہوگا۔ ان کے داڑھی
نہیں ہوں۔ سب کی آنکھیں قدرتی طور پر سرسہ لگی ہوئی ہوں گی۔ ہر ایک کے جسم پر ستر
جوڑے ہوں گے ہر جوڑے کا رنگ الگ ہوگا اور وہ جوڑے ایسے شفاف ہوں گے کہ ان
سب کا رنگ اوپر سے نظر آئے گا۔ روز اذان کا حسن و جمال بڑھ جائے گا نہ کبھی بوڑھے ہوں گے نہ
دلے۔ کم عمر اور شان کے کپڑے کبھی مٹے ہوں گے۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۳۸)۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ انسان جنات کا دسواں حصہ اور جن و انس خشکی
کے جانوروں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر پرندوں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر دریائی
جانوروں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر زمین کے فرشتوں کا دسواں حصہ اور وہ سب مل کر پستے

آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ اور وہ سب مل کر دوسرے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ساتویں آسمان تک جی ترتیب ہے۔ پھر یہ تمام مخلوق لڑی کے فرشتوں کے مقابلے میں بہت کم ہے وہ سب ملا کر عرش اعظم کے ایک پردے کے فرشتوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں خیال رہے کہ عرش اعظم کے چھ لاکھ پردے ہیں اور ہر پردے میں اسی قدر فرشتے۔ پھر یہ تمام مخلوق ان فرشتوں کے مقابلے میں جو عرش اعظم کے ارد گرد گھومتے رہتے ہیں ایسے ہیں جیسے دریا کے مقابلے میں ایک بوند۔ ان کی گنتی دس بی جانتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۹)۔ تفسیر عزیزی میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا وہ اس طرح بیان کیا گیا ہے: حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ تمام روئے زمین میں سے سیاہ، سفید، سرخ، ہری، نیلی، پیلی، مٹی، کھاری، نرم، خشک، ہر قسم کی ایک مٹی بھر خاک، ڈال۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زمین پر آ کر خاک اٹھائی پانی مگر زمین نے سبب پوچھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رب کا حکم بتایا۔ زمین نے عرض کیا: میں اس سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں کہ تو مجھ سے خاک کو اٹھا کر انسان بنائے جس کی وجہ سے میرا کچھ حصہ جہنم میں جائے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام واپس آئے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو باری باری بھیجا مگر وہ بھی اسی طرح خالی بات لوٹ آئے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ انھوں نے زمین کی ایک نہ سنی بلکہ فرمایا: میں تو اللہ کے حکم کا تابعدار ہوں تیری عاجزی اور زاری کی وجہ سے رب کی طاعت نہیں چھوڑ سکتا۔ اسی لیے انھیں جان نکالنے کا کام سونپا گیا کہ تم نے ہی اس خاک کو زمین سے الگ کیا ہے تم ہی سے ملانا۔ اب انھیں حکم ہوا کہ اس خاک کا مختلف پانیوں سے گار بنائیں۔ چنانچہ اس پر چالیس روز بارش ہوئی۔ اسی اسیس دن تو رنج اور غم کا پانی برسا اور ایک دن خوشی کا۔ اسی لیے انسان کو رنج اور غم زیادہ ہوتا ہے اور خوشی کم۔ پھر اس گارے کو مختلف ہواؤں سے اتنا سکھایا کہ کھنکھانے لگا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس گارے کو مکہ اور طائف کے بیچ وادی نعمان میں عرفات پہاڑ کے نزدیک رکھیں۔ پھر حق تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے اس گارے کو

حضرت آدم علیہ السلام کا جسم بنایا اور صورت تیار کی۔ فرشتوں نے بھی ایسی صورت نہ دینی تھی۔ اب جو دیکھی تو حیرت میں پڑ گئے۔ اور اس کے چاروں طرف گھومنے لگے۔ اس پتے کی خوب صورتی دیکھ کر حیران تھے۔ انہیں کو بھی اس سارے اعلان کی خبر ہو چکی تھی۔ وہ بھی پتے کو دیکھنے آیا اور اس کے چاروں طرف پھر کے بولا کہ اے فرشتو تم اسی کا تعجب کرتے ہو؟ یہ تو ایک اندر سے خالی جسم ہے جس میں جگہ جگہ سوراخ ہیں اور اس کی کمزوری گاہ عام ہے کہ گر بھوکا، ڈوڑر پڑے اور اگر خوب پیٹ بھر کر کھائے تو چل بھرنے سکے۔ اس کو کھینے پینے سے کچھ نہ ہو سکے گا۔ پھر بولا: ہاں اس کے سینے کی بائیں طرف ایک بند کوٹھری ہے یہ خبر نہیں کہ اس میں کیا ہے۔ شاید کہ یہی ملائفہ بانی کی جنت جس کی وجہ سے یہ خلافت کا حق دار ہوا۔ پھر روح کو حکم ہوا کہ اس پتے میں اور اس کے لڑھوں میں بھر جائے۔ جب روح پتے کے پاس پہنچی تو جسم کو تنگ اور اندھیرا پایا۔ اندر جانے سے بھجک گئی۔ کچھ روایتوں میں آیا ہے کہ تب نور مصطفیٰ علیہ السلام سے وہ پتلا جھمکا دیا گیا یعنی وہ نور آدم علیہ السلام کی پیشانی میں امانت کے طور پر رکھ دیا گیا۔ جب روح آہستہ آہستہ داخل ہوئے گی۔ ابھی سر میں تھی کہ آدم علیہ السلام کو چھینک آئی اور زبان سے نکلا، الحمد للہ۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: یرحمک اللہ۔ یہی اب سنت ہے۔ جب روح کمر تک پہنچی حضرت آدم علیہ السلام نے اٹھنا چاہا مگر گر پڑے کیونکہ نیچے کے دھڑ میں روح پہنچی ہی نہ تھی۔ جب تمام بدن میں روح پھیل گئی تو حکم ہوا کہ فرشتوں کے پاس جا کر انھیں سلام کرو اور سنو وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ تب آدم علیہ السلام ادر تشریف لے گئے اور فرمایا: السلام علیکم۔ انھوں نے جو بویا: علیکم السلام اور حمد اللہ۔ ارشاد الہی ہوا کہ یہی الفاظ تمھارے اور تمھاری اولاد کے لیے مقرر کیے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش کیا کہ میری اولاد کون ہے؟ تب ان کی پشت پر دست قدرت پھیر کر اس سے ساری انسانی رو میں نکالی گئیں اور آدم علیہ السلام کو دکھائی گئیں اور انھیں کافر مبسومین منافق مشرکوں کا نیا قلمبند کیا دکھائے گئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۰)۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہندوستان کی زمین ہری بھری

ہے اور غود اور قرفاس وغیرہ خوشبوئیں اس لیے وہاں پیدا ہوتی ہیں کہ آدم علیہ السلام جب اس

زمین پر تشریف لائے تو ان کے جسم پر جنتی درخت کے پتے تھے اور پتے ہوا سے اڑ کر جس درخت پر پہنچے ہمیشہ کے لیے خوشبودار ہو گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۱)۔ میثاق کے دن روحوں کی چار صفیں تھیں۔ پہلی صف نبیوں کی دوسری صف اویہ اللہ کی تیسری صف عام مسلمانوں کی اور چوتھی میں کافروں کی روہیں۔ رب نے فرمایا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ نبیوں نے جمالی الہی دیکھا اور کسی آریا پردے کے بنایہ کلام سنا اور عرض کیا یٰلہٰی یعنی ہاں۔ اسی لیے وہ دنیا میں نبوت اور رسالت اور کلام الہی کے مستحق ہوئے۔ اویہ اللہ نے نبیوں کی روحوں کے پردے سے یہ انوار دیکھے اور کلام الہی سن کر مٹی کہا۔ ہذا وہ نبیوں کے حامی اور اہام کے مستحق ہوئے۔ عام مسلمانوں نے دو واسطوں یعنی انبیاء اور اویہ اللہ کے ذریعے سن کر الوہیت کا اقرار کیا لہٰذا وہ بھی دنیا میں نبیوں کے امتی اور ولیوں کے فرماں بردار بنے اور بنادیکھے اللہ کی ذات پر ایمان لائے۔ کافروں نے بہت سے پردوں کے پیچھے سے اس خطاب کی آواز سنی مگر مقصد نہیں سمجھا ایسے ہی ملنی کا شور سنا اور خود بھی بنا سوچے سمجھے ٹٹی کہہ دیا۔ جب دنیا میں آئے تو سب بھول گئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۲)۔ جنت کے سو درجے مجلہ دین کے لیے خاص ہیں جن کے درمیانی حصے کا نام فردوس ہے، اسی پر عرش الہی ہے اور یہیں سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۳)۔ مشعر حرام مزدلفہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے اسی کو قرن اور مہقدن بھی کہتے ہیں۔ جاہلیت کے زمانے میں لوگ عرفات سے واپس آ کر تمام رات اس پر آگ جلاتے تھے۔ اسلام نے حکم دیا کہ یہ یہود جہات بنے یہاں آ کر اللہ کا ذکر کرو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۴)۔ کرسی وہ چیز ہے جو عرش کے نیچے اور ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے جسے فلسفی "نھواں" آسمان یا فلک بروج کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ کرسی کے مقابلے میں آسمان اور زمین ایسے ہیں جیسے کسی جنگل میں انگوٹھی اور سبکی مناسبت کرسی کو عرش کے مقابلہ میں ہے۔ (در منثور)

(۱۳۵)۔ کرسی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔ ایک فرشتہ حضرت آدم علیہ السلام کی

شکل پر ہے دوسرا گدھ کی شکل میں تیسرا بیل کی شکل میں اور چوتھا شیر کی شکل پر۔ (روح البیان)

(۱۳۶)۔ کچھ روایتوں میں ہے کہ عرش اٹھانے والے فرشتوں اور کرسی اٹھانے والے فرشتوں کے بیچ ستر پردے غلٹ گئے اور ستر پردے ڈر گئے ہیں۔ ہر پردے کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ ہے۔ اگر یہ پردے نہ ہوتے تو عرش اٹھانے والے فرشتوں کے نور سے سب اٹھنے والے فرشتے جل جاتے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۷)۔ جوں کو پکڑ کر زندہ چھوڑ دینا حافظہ کمزور کر دیتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۸)۔ ریشمی کپڑے میں جوں نہیں پڑتی اس لیے خادش کی بیماری اور جوں کی زیادتی میں مرد کا ریشم جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے عبدالمحسن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جوں کی شکایت پر ریشم پہننے کی اجازت دی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۹)۔ کچھ روایات میں ہے کہ مینڈک اللہ کا بہت ہی ذرا کرتا ہے اس کی تسبیح سبحان الملک القدوس ہے۔ کچھ روایتوں میں ہے کہ مینڈک کو نہ مارو کہ یہ حضرت ہریم علیہ السلام پر ضرور کی آگ بجھانے کی کوشش کرتا رہا تھا۔ (روح البیان)

(۱۴۰)۔ قیامت کے بعد کوہ طور کعبہ معظمہ مسجد نبوی بیت المقدس جنت میں رکھے جائیں گے۔ (روح المعانی)

(۱۴۱)۔ مقام ابراہیم یعنی وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اپنے اندر یہ کرامت رکھتا تھا کہ جب آپ کو اونچا ہونے کی ضرورت ہوتی تھی تو وہ پتھر بھی اونچا ہو جاتا تھا اور جب آپ نیچے ہونا چاہتے تھے تو وہ نیچے ہو جاتا تھا۔ اس پتھر پر آج تک سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات ہیں۔ (تفسیر کبیر زون المعانی روح البیان)

(۱۴۲)۔ کعبہ معظمہ کی بنیاد آج سے تقریباً چار ہزار سال پہلے بائیس سو قبل مسیح میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے رکھی تھی۔ (تفسیر

(نعمی)

(۱۵۳)۔ طور وہ مشہور پہاڑ ہے جو وادی مقدس طوی میں واقع ہے جس پر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی۔ یہیں تورات دی گئی۔ یہ پہاڑ دمشق سے قریب ہے۔ (تفسیر نعمی)

(۱۵۴)۔ بیت المقدس سے تیس کلومیٹر دور الخلیل ہستی میں نارانیہ ہے جس میں ستر ہزار غنیمروں کے مزارات ہیں۔ (سفرنامہ قبطین)

(۱۵۵)۔ جنم اللہ کے سخت نیل خانے کا نام ہے۔ یہ اصل میں پانچ سو سال پہلے ہی گہرا کنواں یا ہتھکڑی تھا جس کی بہت سی گہرائیاں تھیں۔ اس کے کنارے اور تھوڑے ساڑھے سات ہزار سال کا فاصلہ ہے یعنی زمین اور آسمان کے فاصلے سے بہت زیادہ کہ زمین اور آسمان کا فاصلہ صرف پانچ سو برس کا ہے۔ اس میں گرم اور ٹھنڈے دونوں طبع کے طبعے ہیں جنہیں حرار اور زمہریر کہتے ہیں۔ حرور گرمہریر ٹھنڈا۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۵۶)۔ مسلم اور بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ایک حدیث نقل فرمائی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے کا فیصلہ کیا تو ایک تحریر اپنے دست قدرت سے لکھ کر اپنے پاس عرش کے اوپر رکھ لی کہ میری رحمت میرے غضب سے زیادہ ہے۔ (تفسیر روح المعانی)

(۱۵۷)۔ تاریخی واقعہ مشہور ہے کہ حضور ﷺ نے کعبہ معظمہ سے بت نکالنے کو سارے بتوں کا چوراہہ کے مرکز پر بچھا دیا کہ اس پر گدھے گھوڑے پیشاب کریں لوگ قدموں سے روندیں مگر جویت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نام کے تھے انہیں فن کر دیا۔ (تفسیر نعمی)

(۱۵۸)۔ ثور پہاڑ جس کی ایک غار میں حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کے موقع پر پناہ لی تھی مکہ معظمہ سے موجودہ راستے سے پانچ میل دور ہے۔ اس پہاڑ کو ثور اس لیے کہتے ہیں کہ ایک بار اس پر ایک شخص ثور بن عبد منات نے

قیام کیا تھا۔ اسی کی نسبت سے اس کا نام جہیل پڑا۔ اس پہاڑ کا اصل نام اٹھل ہے۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۵۹)۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک خاص محل ہے جسے عدن کہتے ہیں۔ اس کے چاروں طرف بے شمار محل اور باغ ہیں۔ اس کے پانچ ہزار دروازے ہیں۔ اس میں نبی شہید یا صدیق بائیں گے۔ (روح المعانی)

(۱۶۰)۔ حضرت عطاء بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ عدن جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں طرف بے شمار محل اور باغ ہیں۔ (تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی)

(۱۶۱)۔ ایک بار حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا کیا رب کو نیند اور اٹکھ آسکتی ہے؟ اللہ کا حکم پہنچا کہ تم اپنے باتوں میں دو پانی سے بھری ہوئی شیشیاں دو۔ آپ نے اس پر غصہ کیا۔ کچھ دیر بعد نیند کا جھونکا آیا تو بات سے شیشیاں ٹر کر ٹوٹ گئیں۔ وحی آئی اے موسیٰ جب تم نیند میں دو شیشیاں نہ سنبھال سکے تو ہمیں نیند آتی تو ہر زمین اور آسمان کیسے سنبھالتے۔ (تفسیر کبیر، روح البیان)

(۱۶۲)۔ مسلم اور بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کا لطفہ چالیس روز تک رحم مادر میں اسی رنگ پر رہتا ہے پھر چالیس دن تک جسے ہوئے خون کی شکل میں پھر چالیس دن تک گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کی تمام کیفیت لکھ جاتا ہے کہ یہ بڑ کا ہے یا لڑکی بد بخت ہے یا خوش نصیب اے یہ سارے رقبے کا سب مرے گا کیسے کام کرے گا۔ یہ تمام باتیں ایک صحیفے میں لکھ کر اس بچے کے گلے میں ڈال دیتا ہے۔ (خازن خزائن اہل قرآن)

(۱۶۳)۔ روت تین طرح کی ہے۔ پہلی روحانیہ جو جگر یا سینے میں رہتی ہے۔ دوسری سطحیہ جو دس میں رہتی ہے اور تیسری جسمانیہ جو گوشت خون رگوں اور ہڈیوں میں رہتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۴)۔ نبیوں اور رسولوں کی روحمیں جنت عدن میں رہتی ہیں علماء کی روت جنت

انفردوں میں 'نیک لوگوں کی روحیں جناتِ علیین میں' شہیدوں کی روح جنتی پرندوں کے پوٹوں میں 'گنہگار مومنوں کی روحیں قیامت تک ادھر میں' مومنین کی اولاد کی روحیں مشک کے پہاڑ میں 'کافروں کی جحیم میں' اور منافقین کی دوزخ میں۔ (زبدۃ الاولیاء عظیمین)

(۶۵)۔ وجہ اور فرات نامی دو دریاؤں کے درمیان واقع سرزمین زمانہ قدیم سے میسوپوٹامیہ یا الجزیرہ یا مابین النہرین کہلاتی ہے۔ میسوپوٹامیہ کا بیشتر علاقہ اب عراق میں شامل ہے۔ (اطلس القرآن مؤلفہ و کتورشائی ابوخلیل)

(۱۶۶)۔ مکہ مکرمہ کے مختلف نام ہیں: مکتہ، بکتہ، اتم، القری، البیت الحرام، البیت الحقیقی، ابلہ الدین، بیت اللہ الحرام، النساء، اتم، رحم، معاذ، الحاح، اتراس، صلا، العرش، القادس، مقدسہ، انسانا، سب سے کوئی۔ (معجم ابلہ ان جلد ۵)

(۱۶۷)۔ مدینہ منورہ کو طابہ بھی کہا جاتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس پیرے شہر کا نام طابہ رکھا ہے۔ (صحیح مسلم مسند احمد جلد پانچ)

(۱۶۸)۔ یاقوت حموی نے معجم ابلہ ان میں مدینہ کے انیس نام لکھے ہیں مثلاً عذراء، قدسیہ، صمد، مسکینہ، عجوبہ، مختارہ، مجبورہ، معجزہ، مبارکہ، مرقومہ، محفوظ۔

(۱۶۹)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ب اہلین کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو چار طرحت بنایا ہے: فرشتے بہن، انسان اور شیاطین۔ پھر ان چاروں کے دس حصے کیے ان میں نو حصے فرشتے ہیں، ایک حصہ شیطان (چاہے جن ہو یا انسان)۔ پھر ان تینوں کو دس حصے کیا ان میں سے نو حصے شیطان ہیں، ایک حصہ جن اور انسان۔ پھر ان دو کو دس حصے کیا ان میں سے نو حصے جن ہیں، ایک حصہ انسان۔ پھر انسان کو سو حصے کیا ان میں سے سو حصے ہند میں بھیجے۔ یہ سب کے سب دوزخی تھے۔ بارہ حصے روم میں پیدا کیے یہ بھی جہنمی ہوئے۔ چھ حصوں کو مشرق میں ٹھکانہ دیا اور چھ کو مغرب میں۔ یہ بھی دوزخی رہے۔ اب صرف ایک حصہ رہ گیا۔ اس کے بہتر حصے کیے ان میں بہتر حصے گمراہ اور بدعتی ہیں صرف اہل سنت و جماعت کا ایک فرقہ نجات پانے والا رہا۔ ان کا حساب اللہ کے حوالے چاہئے بخش دے چاہئے

عذاب کرے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے صور کے گیارہ دایرے بنائے ہیں۔ یہ فور سے بنا ہوا ایک بڑا سینک ہے اور اس کے ہر دایرے کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ یہ تیس ہزار چھوٹا جگہ لگا۔ (تحفہ الواعظین)

(۱۱) روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جہنم کے داروغہ ملک کی طرف بھیجا کہ دوزخ سے تھوڑی سی آگ کھانا پکانے کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کو، دیں۔ ملک نے کہا: اے جبرئیل کتنی آگ چاہیے؟ فرمایا چھوہارے کی برابر۔ ملک ہوئے: اتنی آگ دے دوں تو تمام آسمان و زمین کچل کر بہہ جائیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اس میں سے آدمی دے دو۔ جواب دیا: اس قدر دے دوں تو نہ آسمان سے میوہ برے نہ زمین پر سبزہ اگے۔ جبرئیل علیہ السلام نے ندا کی: یا الہی کتنی آگ لوں۔ حکم ہوا کہ ایک ذرے کی برابر۔ جبرئیل علیہ السلام نے ذرہ بھر آگ لے کر اسے ستر نہروں میں ستر ستر ہار خند کیا پھر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لائے۔ آپ نے اسے ایک اونچے پہاڑ پر رکھ دیا۔ سارا پہاڑ کچل گیا اور آگ اپنے اصل مرکز کی طرف چلی گئی۔ پتھروں اور لوہے میں دھوں ہاتی رہ گیا جو آج تک موجود ہے۔ یہ آگ اس ذرے کے دھوئیں سے پیدا ہوئی ہے۔ (تحفہ الواعظین)

(۱۲) کعبہ معظمہ کے پاس نیکی کا ثواب ایک لاکھ اور بیت المقدس کے پاس پچاس ہزار کے برابر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳) عرب کے کفار کعبہ معظمہ کا طواف نہتے ہو کر کرتے تھے سردی اور غور نہیں بھی اور طواف کی حالت میں ہاتوں سے تالیاں اور منہ میں انگلی دے کر سنیوں جیتے تھے۔ ان حرکتوں کو بہترین عبادت سمجھتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴) سید الانبیاء علیہ السلام کی ولادت سے ایک ہزار سال پہلے شیخ بادشاہ جمیر بن وریح مکہ معظمہ پہنچا اور سات جامہ فاخرہ کعبے پر پہنائے۔ اس وقت سے کعبہ پر غلاف الناشروع ہوا

درست یہ ہے کہ سعد بن کرب الحمری نے سب سے پہلے کعبہ پر چادر کا جامہ پہنایا۔ (تفسیر نعیمی)
 (۱۵۔) جنت البقیع کا: آرتورات میں یوں تھا: ایک قبرستان دو پتھریلی جگہوں
 کے بیچ ہے جس کا نام ٹھیل ہے۔ اس میں ستر ہزار آدمی ایسے اٹھیں گے جن کے چہرے
 چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۔) مسجد نبوی میں آگ لگنے کا پہلا واقعہ یکم رمضان چھ سو چوں ہجری میں ہو۔
 اس میں منبر نبوی کا باقی حصہ بھی جل گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۔) عرب کے کفار نے یمن میں ایک گھر بنایا تھا بیت ثشم جسے کعبہ یمنیہ کہتے
 تھے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو بھیج کر اسے جلا دیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۔) حضور ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! کیا جہنم کے دروازے ہمارے
 دروازوں کی طرح ہیں؟ عرض کیا: نہیں وہ کشادہ اور اوپر نیچے ہیں اور ستر برس کی مسافت پر
 ایک دوسرے سے دور ہیں اور ہر دروازہ دوسرے سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔ اللہ کے
 دشمنوں کو جہنم کے دروازوں پر لایا جائے گا تو دوزخ کے داروغہ طوق اور زنجیریں لیے ان کا
 استقبال کریں گے پھر زنجیریں ان کے منہ میں ڈالی جائیں گی اور بائیں ہات کو گردن سے
 باندھ دیا جائے گا اور ہر شخص کو اس کے شیطان کے ساتھ زنجیروں میں باندھ کر منہ کے غل
 ٹھسینا بنائے گا۔ فرشتے کو بے کے گرز سے انھیں ماریں گے۔ کوئی بھی اس دکھ سے گلن چاہے
 گا تو پھر اسے اسی میں دھکیل دیا جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جبریل! ان دروازوں میں
 رہنے والے کون ہیں؟ عرض کیا: سب سے نچلے دروازے میں منافق اور اصحاب مائدہ سے کفر
 کرنے والے اور آل فرعون ہیں۔ اس جگہ کا نام بلا یہ ہے۔ دوسرے دروازے میں شرکین
 ہیں۔ اس جگہ کا نام جحیم ہے۔ تیسرے دروازے میں صابی ہیں اس کا نام سقر ہے۔ چوتھے
 دروازے میں شیطان اور اس کے ماننے والے اور مجوسی ہیں اس کا نام لطلی ہے۔ پانچویں
 میں یہودی ہیں اس کا نام حطہ ہے۔ چھٹے میں عیسائی ہیں اس کا نام سعیر ہے۔ پھر حضور ﷺ
 سے حیا کرتے ہوئے جبریل علیہ السلام رک گئے تو آپ نے فرمایا کہ ساتویں دروازے

داؤں کے بارے میں بھی بتاؤ۔ عرض کیا اس میں آپ کی امت میں سے گنہ گبر ہوں گے جو بتا تو یہ کیے مرنے۔ (تنبیہ الغافلین معتمد فقیر ابو الیث سمرقندی)

(۹-۱) ماد کے دو بیٹے تھے ایک کا نام شداد دوسرے کا نام شدید۔ دونوں زبردستی بادشاہ بن بیٹھے۔ کچھ دن بعد شدید مر گیا اور اکیلا شداد ساری دنیا کا بادشاہ ہو گیا۔ وہ اکثر کتابیں دیکھا کرتا تھا۔ ایک دن جنت کا دُر سنا اور یہ کہا کہ میں آسمانی جنت کی طرف زمین پر ایک جنت بناؤں گا۔ چنانچہ اس نے دوسرے بادشاہوں سے مشورہ کیا اور یہ کہا کہ میں اسی طرف کی ایک جنت بنانا چاہتا ہوں جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں بیان فرمائی ہے۔ انھوں نے کہا: حکم آپ کا ملک دیا آپ کا۔ شداد نے حکم دیا کہ شرق سے مغرب تک جہاں کہیں سونا چاندی موجود ہو سب جمع کر لیا جائے پھر راج مسمری بلائے گئے اور ان میں سے تین سو ایسے کارگر چنے گئے جن کے ہاتھ کے نیچے بزار بزار دوسرے راج تھے۔ یہ لوگ دس برس تک ملک کو چھانٹتے پھرے۔ آخر زمین کے ایک ایسے کھدے کو چنا جس میں ہریالی نہریں اور درختوں کی کثرت تھی اور یہاں تین مربع میل میں ایک باغ کی بنیادوں تھیں جس کی ایک اینٹ سونے کی ایک اینٹ چاندی کی تھی۔ جب یہ بن کر تیار ہو گیا تو اس میں نہریں جاری کیں اور ایسے نقلی درخت لگائے جن کے تھے چاندی کے اور شاخیں سونے کی تھیں۔ شاخوں میں موتی اور یاقوت جڑے گئے۔ اس باغ میں یاقوت اور بلور کے محل تیار ہوئے۔ سہروں میں موتی اور دوسرے جوہرات ڈالے گئے اور درختوں میں مشک اور عنبر بکھیرا گیا۔ ان تمام تیاریوں کے بعد شداد کو خبر دی گئی کہ باغ تیار ہے۔ چنانچہ وہ اپنے وزیروں کے ساتھ اس کی سیر کے لیے نکلا۔ شداد کے آدمیوں نے تمام زمانے کا سونا چاندی زبردستی چھین لیا تھا۔ ایک قیمتی ٹکڑے کے گلے میں دو درم چاندی کی قیمت کی کوئی چیز تھی۔ جب اسے چھین گیا تو ٹکڑے نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا: اے اللہ تو جانتا ہے کہ یہ ظالم تیری مخلوق کے ساتھ کیا کر رہا ہے۔ اے اللہ ہماری مدد کر۔ چنانچہ ٹکڑے کی دعا پر فرشتوں نے آسمان کہی۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور جب ایک دن رات کی مسافت رہ گئی تو جبرئیل علیہ السلام نے چچ

ماری اور شہداد وغیرہ اس باغ میں داخل ہونے سے پہلے جلاک ہوئے۔ (زبد کاو غنچین)

(۱۸۰) جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو بارگاہ الہی

میں عرض کیا: الہی یہاں نہ تو فرشتوں کی تسبیح سُنتا ہوں اور نہ کوئی عبادت گاہ ہی دیکھتا ہوں جیسے
سماں میں بیت المعمور دیکھتا تھا جس کے چاروں طرف فرشتے طواف کرتے تھے۔ جو ب

میں ارشاد ہوا: جاؤ ہم جہاں نشان بتائیں وہاں کعبہ بتا کر اس کے چاروں طرف طواف کرو
اور اس کی طرف منہ کر کے نماز بھی ادا کرو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام

کی رہبری کے لیے ان کے ساتھ چلے اور انھیں وہاں لائے جہاں سے زمین بنی تھی یعنی جس
جگہ پانی پر جھاگ پیدا ہوا تھا اور پھر یہی جھاگ پھیل کر زمین بنی تھی۔ حضرت جبرئیل علیہ

اسلام نے وہاں اپنا پرمار کر ساتویں زمین تک بنیاد ڈال دی جس کو فرشتوں نے پانچ پہاڑوں
کے پتھروں سے بھرا: کوہ بوقیس، کوہ لبنان، کوہ جودی، کوہ حرا اور طورز بتا۔ بنیاد بھر کر نشان

کے لیے چاروں طرف کی دیواریں اٹھا دیں۔ اس کی طرف حضرت آدم علیہ السلام نماز
پڑھتے رہے اور اس کا طواف بھی کرتے رہے۔ کچھ روایتوں میں ہے کہ خود بیت المعمور تار

کر اس بنیاد پر رکھ دیا گیا۔ گویا بنیاد نیویں پتھروں کی رہی اور عمارت بیت المعمور کی۔ طوفان
نون تک کعبہ اسی حال میں رہا۔ اس طوفان کے وقت وہ عمارت آسمان پر اٹھالی گئی اور کعبہ کی

جگہ اونچے نیچے کی طرح رہ گئی۔ مگر لوگ برابر برکت کے لیے یہاں آتے تھے اور آ کر
دعا مانگتے تھے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے تک کعبہ اسی حال میں رہا۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام اور بی بی ہاجرہ اس میدان میں آ کر ٹھہرے اور ان کی وجہ
سے یہاں کچھ آبادی ہو گئی تب حضرت ہاجرہ کے انتقال کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو

حکم ہوا کہ آپ اسماعیل کو ساتھ لے کر یہاں کعبہ کی عمارت بنائیں۔ اس کی بنیاد اس طرح
قائم فرمائی کہ ایک یا دہ کھنڈا بھیجا گیا تاکہ اس کے سائے سے کعبہ کی حد مقرر کر لی جائے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس سائے کی مقدار خط کھینچا اور ابراہیم علیہ السلام نے اس خط
پر یہاں تک زمین کھودی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے کی بنیاد نمودار ہو گئی۔ اس بنیاد

پر عمارت بنائی۔ اس کی اونچائی نو بات اور رکن اسود سے رکن شامی تک کی دیوار تینتیس ہات اور رکن شامی سے رکن غربی تک کی دیوار یا نہیں ہات اور رکن غربی سے رکن یحالی تک کی دیوار تیس ہات اور رکن یحالی سے پھر رکن اسود تک تیس ہات۔ لہذا اس وقت یہ کعبہ ایک مستطیل کی شکل کا تھا جس کی لمبائی چوڑائی سے زیادہ اور لمبائی کی شرقی غربی دیواروں میں ایک غیر محسوس سا فرق تھا۔ اس کا دروازہ زمین سے ملا ہوا تھا جس میں کوڑا نہ تھا۔ کچھ دنوں بعد تیغ حمیری نے اس دروازے میں کوڑا زنجیر اور تالے لگوائے۔ یہ بھی خیال رہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے اندر دائیں طرف ایک تغار سا بنایا تھا جو خزانے کی طرف تھا کہ کعبہ میں جو کچھ بند رہنے یا چھپنے آئیں وہ سب اس میں رکھے جائیں۔ اس کے دروازے سے ایک داخل ہونے کا دوسرا نکلنے کا۔ کعبہ بنانے والے خلیل اللہ تھے اور انھیں گارہ اور پتھر اٹھا کر دینے والے ذبیح اللہ صیبا سلام۔ اس عمارت میں تین پہاڑوں کے پتھر لگائے گئے۔ کوہ بوقیس، کوہ حر اور کوہ ورقان۔ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کسی نے یہاں عمارت نہ بنائی تھی مگر آپ کے بعد کی بار اس کی تعمیر اور مرمت ہوئی۔ چنانچہ ایک بار قبیلہ عداۃ اور جرہم نے اسے بنایا۔ پھر دوبارہ قصی ابن کلاب نے اس کی تعمیر کی جس میں چھت مقل درمت کی کنزی کی بنائی جس پر تختوں کی جگہ خرے کی کنزی ڈالی۔ جب حضور ﷺ کی عمر شریف پچیس برس کی تھی تو قریش کو اس کی تعمیر کرنی پڑی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک عورت وہاں خوشبو سلگاتی تھی۔ ایک بار آپ تک اس سے چنگاری اٹھی اور چھت جل گئی۔ اس سے پہلے سیلاب وغیرہ سے کعبے کی دیواریں بھی پھٹ چکی تھیں لہذا قریش کے سرداروں نے جمع ہو کر سید بن مغیرہ کو میر تعمیر مقرر کیا اور کعبہ کو ٹرا کر دوبارہ بنایا گیا۔ مگر آپس میں یہ طے کیا کہ اس میں حلال مال ہی خرچ ہو۔ چونکہ اس وقت اکثر مالدار سود خور تھے اس لیے حلال مال بہت کم جمع ہوا۔ اس کی کمی کی وجہ سے انھوں نے عمارت چھوٹی کر دی اور کچھ فرق بھی کر دیا۔ اول یہ کہ تعمیر ابراہیم سے چند تر زمین چھوڑ کر اسے حطیم قرار دیا جس میں اب بھی کعبہ کا پرنا لہ رہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دو کی جگہ ایک ہی دروازہ رکھا اور وہ بھی زمین سے اتنا اونچا کہ جسے چاہے جانے

دیں اور جسے چاہتے تھے جانے دیں۔ تیسرے یہ کہ خانہ کعبہ کے اندر گھڑی کے ستونوں کی دو صفیں بنائیں۔ ہر صف میں تین تین ستون تھے۔ چوتھے یہ کہ اس کی اونچائی دو گنی کر دی جاتی ہے۔ پہلے نو بات تھی اب انھارہ بات۔ پانچویں یہ کہ خانہ کعبہ کے اندر رکن ثانی کے قریب ایک زمین بنایا جس سے چھت پر چڑھ سکیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار مجھے رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے برابر زمین میں ابراہیمی بنیاد کھوکھلا رکھی جس میں اونٹ کے کوبان کی شکل میں پتھر لگے ہوئے تھے اور فرمایا: اے عائشہ! قریش نے روپے کی کمی کی وجہ سے ابراہیمی بنیاد کا کچھ حصہ چھوڑ دیا۔ ابھی لوگ نو مسلم ہیں گران کے بھڑک جانے کا ڈر نہ ہوتا تو ہم موجودہ کعبہ کو ترا کر ابراہیمی بنیاد پر کھل بناتے۔ پھر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ کعبہ معظمہ بنایا جس کو ابراہیمی بنیاد پر کھل کیا۔ خطیم کو کانہ کعبہ میں داخل کیا اور اس میں زمین سے لگے ہوئے پورب چھترہ دروازے رکھے گئے۔ یمن سے خوشبودار مٹی (جسے اس کہتے ہیں) منگو کر چونے میں طواغیر گارے کی جگہ استعمال کی۔ اس کے دروازے پر اندر باہر مشک اور عنبر سے کھل کی مٹی۔ دیواروں پر نہایت قیمتی ریشمی غلاف چڑھایا گیا جسے کسوی یا غلاف کہتے ہیں اور جس کا رواج اب بھی ہے۔ (تفسیر عزیزی مصنفہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

(۱۸) کعبہ معظمہ کو سب سے پہلے غلاف پہنانے والے کا نام اسعد بن جوشاہ یمن تھا جسے تیج کہتے ہیں۔ یہی مدینہ منورہ کو آباد کرنے والا ہے۔ حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کے شوق میں اس نے یہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس کی قوم کے کچھ لوگ بھی یہاں بس گئے۔ یہی مدینہ طیبہ کی پہلی آبادی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۲) کعبہ کی موجودہ عمارت سن ایک ہزار چالیس ہجری میں بنی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۳) کعبہ معظمہ اور مکہ مکرمہ کے بارے میں ازل سے فیصلہ ہو چکا تھا اور اس

کے متعلق لوگ محفوظ پر تمنا جا چکا تھا کہ یہ جگہ بڑی حرمت والی ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۴) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مبارک ہے شام۔ عرض کیا گیا: کیوں؟ فرمایا: وہاں فرشتے اپنے پر پھیلائے ہوئے مایہ کر رہے ہیں۔ شام کو شام کہنے کی وجہ یہ تو یہ ہے کہ اسے سام بن نوٹ نے بسایا تھا یا یہ کہ وہاں پھاڑ شانات کی طرح ہیں۔ یعنی سرخ اور قید مٹی کی طرح۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۵) مکہ لفظ کی تحقیق میں دو رائیں پائی جاتی ہیں۔ کچھ کا گمان ہے کہ جنوب سے آنے والے کچھ عرب قبیلے سب سے پہلے اس آبادی میں آباد ہوئے تھے اس لیے شہر کا نام بھی انہیں کی زبان کا ایک لفظ ہو گا۔ ان کے خیال میں مکہ بمعنی لفظ عرب سے یہ لفظ نکلا۔ ایک اور رب دو منظوں سے بنا ہے۔ بمعنی زبان میں مکہ بیت کو کہتے ہیں۔ لہذا اقرب بمعنی بیت لفظ۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے دو سو سال پہلے کے یونانی ماہر جغرافیہ بطیموس نے اپنی کتاب میں اس شہر کو مکاروبہ کے نام سے یاد کیا ہے۔ بلکہ مکہ کی دوسری لغت ہے۔ یمن والے کبھی کبھی مہم کو ب سے بدل دیا کرتے تھے۔ مکاروبہ کا صحیح تلفظ مکاراہہ ہے۔ مکاراہہ شرقی آرامی لغت میں وادی عظیم یادوئی رب کو کہا جاتا ہے۔ دوسری رائے میں مکہ کا قدیم اصل نام مکہ ہے۔ قرآن مجید میں ان دونوں ناموں سے اس شہر کو یاد کیا گیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۶) دریائے فرات کی کل لمبائی دو ہزار سات سو اسی کلومیٹر ہے جس میں سے سڑھے چھ سو کلومیٹر شام میں اور بارہ سو کلومیٹر عراق میں ہے۔ یہ ستتر ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے یہ دریا اقربہ کے مقام پر دریائے دجلہ سے آملا ہے۔ (اطلس القرآن)

(۱۸۷) عراق کا مشہور دریا دجلہ ایک ہزار نو سو چھاس کلومیٹر لمبا ہے۔ یہ امارت کے قریب ترکی کے پہاڑوں سے نکلا ہے۔ (اطلس القرآن)

(۱۸۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شہر اور الناصریہ کے با مقابل فرات سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ (اطلس القرآن)

(۱۸۹) سراندیپ (سری لنکا) جزیرہ نما ہے دکن (ہند) کی جنوبی راس کدوئی کے جنوب مشرق میں بحر ہند کے اندر واقع ہے۔ آبنائے پاک اسے بھارت سے الگ کرتی ہے۔

اس میں ایک پیٹرن کی چوٹی پر ایک انسانی قدم کا نشان ہے جو مقامی مسلمانوں کے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام کے پاؤں کا نشان ہے۔ جدھمت کے ہیروکار سے گوتم بدھ کا نشان خیل کرتے ہیں اور ہندو اسے دیوتا سے منسوب کرتے ہیں۔ (اطلس القرآن)

(۹۰) جدھ ایئر پورٹ کا حج ٹرمینل پانچ لاکھ مربع میٹر سے زیادہ رقبے پر محیط ہے۔ (اطلس القرآن)

(۹۱) ہاٹل کے معنی ہیں خدا کا دروازہ۔ دریائے خرات کے بائیں کنارے پر واقع یہ شہر اپنے عروج کے زمانے میں خوش ہال تھا۔ اس کے متعلق بانات مشہور تھے جنہیں بخت نصر نے چھ سو قبل مسیح کے ٹک بھگ تعمیر کیا تھا۔ یہ بانات دنیا کے سات عجوبوں میں شمار ہوتے ہیں۔ (اطلس القرآن)

(۱۹۲) قرآن کریم کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی پر اتری تھی۔ ہاٹل میں اسے کوہ ارات کہا گیا ہے جس کی بلندی سولہ ہزار نو سو چوبیس فٹ (پانچ ہزار ایک سو پینسٹھ میٹر) ہے کہا جاتا ہے کہ اس طرف پوشہ چوٹی یہ کشتی آج بھی موجود ہے۔ (اطلس القرآن)

(۱۹۳) یاجوج اور ماجوج دو ترک قبیلے تھے۔ یہ بڑے ہیچو اور قوی لوگ تھے۔

اپنے پڑوسیوں پر لوٹ مار کے لیے حملے کرتے رہتے تھے۔ وہ لوگوں پر حملہ کرتے ان کے گھر بار تباہ کرتے ان کی قیمتی چیزیں لوٹ لیتے کسی کو قتل کرتے کسی کو قید کر لیتے۔ (اطلس القرآن)

(۱۹۴) شہر فسوس جس میں اصحاب کبف کا واقعہ پیش آیا تقریباً گیارہویں صدی قبل مسیح میں تعمیر ہوا تھا اور بعد میں یہ بت پرستی کا بہت بڑا مرکز بن گیا تھا۔ یہاں چاند دیوی کی پوجا ہوتی تھی جسے ڈانکا کہا جاتا تھا۔ اس کا عظیم الشان مندر عبد القدیم کے عجائبات عام میں گنا جاتا ہے۔ (اطلس القرآن)

(۱۹۵) اصحاب کبف نے بیدار ہونے کے بعد اپنے جس ساتھی کو کھانا لانے کے لیے شہر بھیجا تھا اس کا نام سلیمان تھا۔ (اطلس القرآن)

(۱۹۶) قرآن میں جس صابی فرقہ کا ذکر ہے وہ ایک خدا کو مانتے تھے۔ سب صابی

تین نمازیں پڑھتے تھے۔ کسی میت کو چھونے کے بعد وہ خود کو غسل کے ذریعہ پاک کرتے تھے۔ سوروں، کتوں اور چبوالے پندوں اور کبوتروں کا گوشت ان کے ہاں حرام تھا۔ ختنے کی رسم ان کے ہاں نہیں تھی۔ طلاق صرف قاضی کے حکم سے واقع ہوسکتی تھی اور ایک آدمی کے نکاح میں دو عورتیں نہیں ہوسکتی تھیں۔ (اطلس القرآن)

(۱۹) یوسف ذنواس خیمہی بادشاہوں میں سے تھا متعصب یہودی تھا۔ اس نے خیران کے عیسائیوں پر سخت ظلم کیے۔ کچھ مومنین نے اپنے عقیدے سے مرتد ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ یوسف ذنواس نے کھائی کھودنے کا حکم دیا اور اس میں ہر طرف آگ جلا دی۔ پھر اپنے پیڑوں کو حکم دیا کہ وہ ہر صاحب ایمان مرد و عورت کو باہر لائیں اور انہیں آگ پر کھڑ کر کے پیشکش کریں اگر وہ دین چھوڑ دیں تو ٹھیک ورنہ انہیں آگ میں پھینک دیں۔ ایک عورت اپنے بچے کو گود میں اٹھائے آئی۔ آگ میں چھلانگ لگانے سے ڈر چٹکی کی تو بچہ بول اٹھا، ماضبوطرہ، بلاشبہ تو حق پر ہے۔ قرآن میں کھائی کھودنے والوں کو اصحاب حدود کہا گیا ہے۔ (صحیح مسلم الزہد)

(۱۹۸) اصحاب فیل یعنی ہاتھی والوں سے مراد ابرہہ بن اشرم حبشی کا لشکر ہے۔ ابرہہ یوسف ذنواس کے بعد یمن کا حاکم بنا۔ رسول اللہ ﷺ کی ولادت والے سال پانچ سو کہتر عیسوی میں کعبہ کو ڈھانے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف چلا تا کہ عرب لوگوں کو کعبہ کی بجائے تالیس گرب کی طرف متوجہ کرے جو اس نے صنعا میں بنوایا تھا۔ اس لشکر کی سربراہی ہاتھیوں کے سپرد تھی۔ سب سے آگے ایک بہت بڑا ہاتھی تھا۔ جس کا نام محمود تھا۔ جب ابرہہ نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونا چاہا تو یہ ہاتھی بیٹھ گیا۔ لاکھ جتن کیے مگر ہاتھی نہ اٹھا لیکن جب اس کا منہ شام کی طرف کیا تو وہ بھاگ اٹھا۔ یمن کی طرف رخ کیا تو دمگ دوڑنے کا مگر مکہ کی طرف ایک اونچے بھی نہ چلا۔ (اطلس القرآن)

(۱۹۹) اصحاب فیل کو راستہ بتانے والا ایک خدا تر شخص اور قتال تھا۔ اس کی قبر طائف کے راستے میں مرغ غنم مقام پر ہے۔ عرب آج بھی اسکی قبر کو پتھر رتے ہیں۔ (اطلس

(القرآن)

(۲۰۰) جبل ثور مکہ کرمہ سے قریب ساڑھے چار کلومیٹر جنوب میں ہے۔ اس پہاڑ پر ایک غار میں نبی کریم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کے دور میں تین دن اور تین راتیں گزاریں۔ غار کو دہاتہ تقریباً ایک میٹر چوڑا ہے اس کا طول اندازہ باشت اور عرض گیارہ باشت ہے۔ جبل ثور کی اونچائی سات سو انسٹیمٹر ہے۔ اس غار میں کھڑے ہوں تو سر چھت سے لگتا ہے۔ (آنحضور ﷺ کے نقش قدم پر مصنفہ پروفیسر عہد اربعین عہد)

(۲۰۱) مسجد قباء کے اندر رسول کریم ﷺ کی حدیث مبارک لکھی ہے کہ جو شخص گھر سے پاک صاف ہو کر نکلا اور اس مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اسے حج اصغر جی عمرہ کا ثواب ہوگا۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۲۰۲)۔ تمام عربی مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ شرب دراصل سیدنا فوج علیہ السلام کی لیس میں سے ایک آدمی کا نام تھا جس نے اس شہر کی بنیاد رکھی۔ اس کے نام پر اس شہر کا نام بھی شرب پڑ گیا۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۲۰۳)۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے سیدنا عبداللہ بن عمر نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مسعود میں مسجد نبوی کئی اینٹوں سے بنائی گئی تھی۔ اس کی چھت کھجور کی شاخوں سے تیار کی گئی تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنے تھے۔ (بخاری شریف)

(۲۰۴) یروشلم کی پہلی تباہی شاہ باطل (عراق) بخت نصر کے ہاتھوں ہوئی جب پانچ سو چھیالیس ق م میں اس نے ہیکل سلیمانی اور بیت المقدس کو مسمار کر دیا۔ دوسری تباہی رومیوں کے دور میں نازل ہوئی۔ رومی جرنیل ٹائٹس نے سن شترمیسوی میں یروشلم شہر اور ہیکل سلیمانی دونوں مسمار کر دیے۔ اس تباہی سے ہیکل سلیمانی کی ایک دیوار کا کچھ حصہ بچا ہوا ہے جس کو ہزار سال سے یہودی زائرین آکر رویا کرتے ہیں اس لیے اسے دیوار گریہ کہا جاتا ہے۔ (اطلس القرآن)

(۲۰۵) کعبہ شریف کی بلندی چودہ میٹر، بلترسم کی جانب کعبہ کی لمبائی بارہ میٹر چورس سینٹی میٹر، حطیم کی جانب کعبہ کی لمبائی گیارہ میٹر اٹھائیس سینٹی میٹر، رکن یمانی اور حطیم کا فاصلہ بارہ میٹر گیارہ سینٹی میٹر، رکن یمانی اور رکن جنوبی کے مابین فاصلہ گیارہ میٹر باون سینٹی میٹر۔ (طس سیرت نبوی)

(۲۰۶) حضرت وہب بن منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو شرق اور مغرب سارے جہاں کی سلطنت ملی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے میری آرزو ہے کہ میں ایک تیری ساری مخلوق کی دعوت آراں۔ اور اے سلیمان سب کو میں روزی دیتا ہوں۔ تم میری تمام مخلوق کو نہیں کھ سکو گے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بار بار عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دیدی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیو اور جنات کی مدد سے ایک بڑے میدان میں دعوت کا نظام کیا۔ اس میدان کی صاف صدی میں آٹھ ماہ تک۔ پھر سات لاکھ دھیس منگوائی گئیں ہر دیگ ستر گز لمبی چوڑی اور ایک ایک قہل پھیلاؤ میں آٹھ سو کی طرح۔ اس دعوت میں بائیس ہزار گائیں ذبح کی گئیں۔ جب کھانا تیار ہوا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہو کو قلم دیا کہ ہمارا تخت نص کے اوپر ٹھہرا کے رکھنا کہ ہمارے مہمانوں پر نظر رکھ سکیں۔ ابھی ایک مچھلی نے دریا سے سر نکال کر حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی کہ اے حضرت مجھے خد نے بھیجا ہے میں بہت بھوکی ہوں زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتی مجھے جلدی سے کھانا کھلو اور پیجیے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اگر تو ٹھہر نہیں سکتی تو اس میں سے جتنا چاہے کھا۔ مچھلی نے کھانا شروع کیا اور ذرا ہی دیر میں جتنا کھانا میدان میں تھا سب کھا گئی۔ پھر عرض کرنے لگی: حضرت روزانہ مجھے تین نوالے کھانا چاہیے۔ یہ جو کچھ میں نے کھایا یہ تو ایک نوالہ تھا۔ دو نوالے در کھلو ایسے تب میرا پیٹ بھرے گا۔ اگر آپ پیٹ بھر کھانا نہیں دے سکتے تو جادو جہ ساری مخلوق کو کھلانے کا دعویٰ کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام مچھلی کی بات سن کر بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آنے کے بعد سر جھدے میں رکھ کر کہنے لگے: الہی میں توبہ کرتا ہوں۔ تو ہی

مجھے اور سارے جہان کو روزی دینے والا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ وہی کچھلی تھی کہ جس کی پیٹھ پر اللہ تعالیٰ نے زمین کے سات طبقے رکھے ہیں۔ (قصص الانبیاء، معتمد، صیب احمد)

(۲۰۷) مدین شہر بحر احمر کا ساحل عرب تھا، کوہ طور کے جنوب میں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک زوجہ بی بی قطورہ یا قطورہ تھیں انھیں کے بطن سے ایک بیٹے مدین نام کے تھے۔ شہر آباد ہوا اور قدیم دستور کے مطابق انھی کے نام سے موسوم ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۸) قرآن مجید کی سورۃ نوح میں ذیٰ یغوث، یغوث، یغوث، نسر اور سواع کا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی قوموں ان پانچوں بتوں کو پوجتی تھی۔ قوموں کے غرقاب ہونے کے ایک عرصہ بعد قبیلہ خزاعہ کے سردار عمرو بن لُحی نے شام میں بت پرستی دیکھی اور غچند بت اپنے ساتھ لے آئے۔ کہا جاتا ہے اس کے مانع ایک جن نے اسے ان پانچوں بتوں کا پتہ دیا۔ درود انھیں کھود رہا تھا۔ لے آیا اور حج کے ایام میں انھیں مختلف قبائل کے حوالے کر دیا۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۲۰۹) عرب کے بتوں کی تفصیل

بت کا نام	مقام جہاں بت تھا	قبیلہ جو اس بت کو پوجتا تھا	کیفیت
ذیٰ	دومۃ الجحدل	کلب	یہ بت انسانی شکل میں کافی مہا چوڑا تھا۔ تلوار آڑے لٹکائے اور کمان ٹانگوں پر۔ سامنے ایک تھیلے میں تیزہ اور جھنڈا اور یک ترش تھا جس میں تیرتھے۔
سواع	رہاٹ	بذیل	بنو لعیان اس بت کے خادم اور بیماریاں تھے۔ سواع کی شکل عورت کی سی تھی۔

یغوث	مذحج	مذحج و اہل جرش	مذحج یمن میں ایک نید کا نام ہے۔ اس کی شکل شیر کی سی تھی
یوق	خیوان	بہدان اور اس کے نواح کے لوگ یمن میں	بہدان اور خولان اسے پوجتے تھے۔ اس کی شکل گھوڑے جیسی تھی۔
نسر	لمیع	حمیر	لمیع سرزمین سہارہ میں ہے۔ حمیر نسر کو پوجتے رہے یہ پرندے (گدھ) کی شکل کا بت تھا۔
نفس بشکل انسان	اجا	طے	اس بت پر قربانی چڑھاتے تھے۔ ان کوئی جانور بھگ کر اس کی پناہ میں آتا تو وہ اسی کا ہوتا تھا۔
منات	قدیہ کے ساحل بحر پر	اوس و خزرج ہذیل و خزاعہ	قریش اور ہاتی تمام عرب اس کی پوجا کرتے تھے اور اس پر بھینٹ چڑھاتے تھے۔ اوس و خزرج جب مدینہ سے حج کرنے آتے تو ارکان حج ادا کرنے کے بعد اپنے سر اسی بت کے پاس ڈالتے تھے اور اس کے بغیر حج کو ناقص سمجھتے تھے۔ حج مکہ کے لیے جاتے ہوئے حضرت علی نے حضور ﷺ کے حکم پر اس بت کو توڑ ڈالا

ت	طائف	ثقیف	مریچ پتھر تھا تمام عرب اس کی تعظیم کرتے تھے۔ لات ایک شخص تھا جو ستوپلایا کرتا تھا۔ بعد میں عمرو بن لُحی کی ایما پر اس کا بت بنا کر پوجا کی جانے لگی۔ قریش سونے سے پہلے لات اور غزی کی پوجا پٹھہ کرتے تھے اور انہی کی قسم کھاتے تھے۔
غزی	واہی حراض واقعہ شامیہ	قریش	یہ ایک شیطانہ تھی جس کا تھن بھول کے تین درختوں میں تھا فتح مکہ کے بعد خالد بن ولید نے ان درختوں کو کاٹ دیا اور غزی کو قتل کر دیا۔
ذوالخلفہ	بنالہ	شعیم دوس اور بجیلہ	اس کے تھن کو کعبہ یہاں یہ کہا جاتا تھا۔ یہ بت سفید پتھر پر منقوش تھا جس پر تاج کی مثل کوئی چیز تھی۔
سعد	ساحل جدہ	مالک و ملک و پسران کنانہ	طویل پتھر تھا۔ اس پر خون بہا جاتا تھا۔
ذوالکھن	ارض دوس واقع یمین	دوس	فتح مکہ کے بعد حضرت طفیل بن عمرو دوس نے اس بت کو بختہم نبی علیہ السلام سے جلا دیا تھا۔
ذوالشری	ذوالشری	بتوطارث بن بشکر ازدی	یہ دوس اور عازد قبائل کا دیوتا تھا اور عمیر کے علاقوں میں اسکی پوجا ہوتی تھی۔ دراصل جلیلوں میں ذوالشری اور خریس دیوتاؤں کا جوڑا تھا۔

اُقصیٰ	مشارف شام	قضاء عظمیٰ حیدر علی خان عظمتان	اس کا حج کرتے قربانی دیتے اور اس کے پاس اپنا سر منڈواتے۔ سر منڈوانے والا ہریال پر گیہوں کے آٹے کی ایک منھی پھینکا کرتا تھا
فہم	-	حرینہ	اس کا بیماری خزاعی بن عبدہ بن مسعود تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا حال سن کر بہت توڑ دیا اور حاضر ہو کر سلام قبول کیا۔
عائشہ	-	ازدسرات	-
زینب و رضی	-	بنو بیعد بن نعب بن سعد تمیمی	اس بت کا ذکر منشاء کے پرانے کتبوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس کو عمر بن تیمی نے زمانہ اسلام میں منسوخ کر دیا۔
- غیر	-	غزوہ	اس پر قربانیاں چڑھاتے تھے۔
عمیانس	موضع خولان واقع یمن	خولان	موشیوں اور کھیتوں کو اس بت اور خدا کے درمیان تقسیم کرتے تھے۔
صہیل	مکہ	قریش	یہ سب سے بڑا بت تھا اور جوف کعبہ میں نصب تھا۔ یہ بت انسانی شکل میں حقیقہ امر کا بنا ہوا تھا۔ اس کے سامنے تیر رکھے ہوئے تھے جن سے بیماری قرعہ ڈال تھا۔ قرعیش کا ایک بت مناف تھا۔ اسلاف اور ناکہ زحزم کی جگہ پر تھے ان کے پاس قربانیاں دی جاتی تھیں۔

سواخ رباط مذیل بنولہیان اس بت کے خادم اور بچاری تھے۔ سواخ کی شکل عورت کی سی تھی۔

یخوٹ مذبح ج مذبح و اہل جریش مذبح یمن میں ایک ٹیلہ کا نام ہے۔ اس کی شکل شیر کی سی تھی

یعوق خیوان ہمدان اور اس کے نواح کے

لوگ یمن میں بنو ہمدان اور خولان اسے پوجتے تھے۔ اس کی شکل گھوڑے جیسی تھی۔
نسر بلخاع حمیر بلخاع سرزمین سبا واقع یمن میں ہے۔ حمیر نسر کو پوجتے رہے یہ پرندے
(مگدہ) کی شکل کا بت تھا۔

فلس شکل انساں ابا طے اس بت پر قربانی چڑھاتے تھے۔ آر کوئی جانور بھاگ کر
اس کی پناہ میں آتا تو وہ اسی کا ہو جاتا تھا۔

منات قدید کے

ساحل بحر پر اوس و خزر ج

ہذیل و خزانہ قریش اور باقی تمام عرب اس کی پوجا کرتے تھے اور اس پر بھیبت
چڑھاتے تھے۔ اوس و خزر ج جب مدینہ سے حج کرنے آتے تو ارکان حج دسرنے کے بعد
اپنے سرائی بت کے پاس ڈواتے تھے اور اس کے بغیر حج کو نام سمجھتے تھے۔ فتح مکہ کے
بعد جاتے ہوئے حضرت علی نے حضور ﷺ کے حکم پر اس بت کو توڑ ڈالا۔

دست طہ کثیف مریں ہتر تھا تمام عرب اس کی تعظیم کرتے تھے۔ لات ایک شخص تھا
جو ستوپا بنا کرتا تھا۔ بعد میں عمرو بن لہی کی ایما پر اس کا بت بنا کر پوجا کی جانے لگی۔ قریش
سوئے سے پہلے رات اور غزی کی پوجا پاٹھ کرتے تھے اور انہی کی قسم کھاتے تھے۔

غری وادی حراض واقع مغلہ شامیہ قریش یہ ایک شیطانہ تھی جس کا تھن بول کے تھن
درختوں میں تھا فتح مکہ کے بعد خالد بن ولید نے ان درختوں کو کاٹ دیا اور غزی کو قتل کر دیا۔

ذوالنیل صد تالہ شعم دوس یلہ اس کے تھن کو کعبہ بنانیہ کہا جاتا تھا۔ یہ بت

نہید پتھر پر منقوش تھا جس پر تاج کی مثل کوئی چیز تھی۔

سعد ساحل جدو مالک و ملکان و پسران کثرت طویل پتھر تھا۔ اس پر خوب بہایا جاتا تھا۔
ذوالکفین ابن ارض دوس واقع یمن دوس فتح مکہ کے بعد حضرت عقیل بن عمرو دوس
نے اس بت کو حکم نبی ﷺ آگ سے جلادیا تھا۔

ذوالشری ذوالشری بنو حارث بن شکر ازدی یہ دوس درخ از قبائل کا دیوتا تھا اور
عمیر کے علاقوں میں اسکی پوجا ہوتی تھی۔ دراصل ہطیوں میں ذوالشری درخس دیوتاؤں کا
جوڑ تھا۔

ایضہ مشارف شام قضاء علم نجد امنہ مالک طعان اس کا حج کرتے قربانی دیتے اور
اس کے پاس اپنا سرمندواتے۔ سرمندوانے والا ہر بال پرگیوں کے آنے کی ایک مٹھی
پھینکا کرتا تھا

نہر مریئہ اس کا پھاری خندہ می بن عبدغیمہ بنی تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا حال سن کر بت
توڑ دیا اور حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

عائشہ از و سرات

رضاء بن رضی بنہور بیحد بن کعب بن سعد حبشی اس بت کا ذکر صفاء کے پرانے کتبوں
میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس کو عمرو بن حبشی نے زمانہ اسلام میں منہدم کر دیا۔
سارغیر غزوات پر قربانیاں چڑھاتے تھے۔

عم یا نس موضع خوبان واقع یمن خولان مویشیوں اور کھیتوں کو اس بت اور خدا کے
درمیان تقسیم کیا کرتے تھے۔

حبال مکہ قریش یہ سب سے بڑا بت تھا اور خوف کعبہ میں نصب تھا۔ یہ بت انسانی
شکل میں عقیق احمر کا بنا ہوا تھا۔ اس کے سامنے تیر کھے ہوئے تھے جن سے بچاری قرعہ ڈالتا
تھا۔ قریش کا ایک بت مناف تھا۔ اساف اور مالک زمزم کی جگہ پر تھے ان کے پاس قربانیاں
دی جاتی تھیں۔

مندرجہ بالا باتوں کے علاوہ عرب میں اور بھی ریت تھی۔ ستاروں کی بھی پوجا ہوتی تھی۔ چنانچہ قبیلہ حمیر سورج کی پوجا کرتا تھا، کنانہ چاند کی، بنو تمیم ویران کو قیس شہری کو اسید غوطہ روکو اور لطم و جذام مشتری کو پوجتے تھے۔ (کتاب الاصنام معضد ابو المنذر ہشام بھی) ۹۰۲ء مکہ میں سب سے پہلے بت نصب کرنے والا عمرو بن لُحی از دوی تھا۔ وہ انھیں شام سے لے کر آیا تھا۔ ہم بت اسطر تھے:

اساف اور نائکہ: یہ دونوں بت مسجد حرام میں کعبہ کے دروازے کے پاس رکھے تھے۔

اقبیسر: قضاء لطم اور عاملہ (قبائل) کا بت تھا۔ شامی حدود کے پاس نصب تھا۔
 جنسد حضرت موت کے علاقہ میں تھا۔ بنو کنندہ اس کی پوجا کرتے تھے۔ اس کی شکل ایک ضخیم انسان کی سی تھی جسے نید پتھر سے تراش کر بنایا گیا تھا۔

ذوالنفسہ: یہ بت مکہ اور یمن کے درمیان تباہ کے مقام پر تھا۔ نعم بنیملہ از و اسراۃ اور بن کے قریب بنو ہوازن کے قبائل اس بت کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اور اسے کعبہ یہاں یہ کہتے تھے۔ اسے جریر بن عبداللہ بکلی نے توڑا۔

ذوالشری: بنو حارث بن مبشر از دوی کا بت تھا اور عسیر کے علاقہ میں پوجا جاتا تھا۔
 ذوالکفین: قبیلہ دوس کا بت تھا۔ فتح مکہ کے بعد حضرت طفیل بن عمرو دوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم کی اجازت سے واپس گئے اور اسے جلادیا۔

غندر کہ بن الیاس کی نسل سے بذیل قبیلہ کا بت تھا جو مدینہ منورہ کے قریب بیع کے علاقہ میں تھا۔ اس کی شکل عورت کی تھی۔

ضیفر ناں: یہ دو بت تھے جنھیں جذیرہ ابرش نے خیرہ کے علاقہ میں نصب کیا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ منذر اکبر نے حیرہ (عراق) کے دروازے پر انھیں رکھا تھا تاکہ حیرہ میں داخل ہونے والے ہر شخص انھیں سجدہ کرے۔

عائم از و اسراۃ کا بت تھا۔

غزوی : مکہ سے عراق جانے والے راستے کے دائیں جانب پڑتا تھا۔ یہ بہت قریب
کے نزدیک عظیم ترین تھا۔

۱۔ حطائف میں نصب تھا جس جگہ آج کل خانہ کی مسجد کا پایا بنا ہے۔
منات : یہ عرب کا قدیم ترین بت تھا۔ یہ مکہ محرم اور مدینہ منورہ کے درمیان قدید کے
مقام پر سمندر کے قریب نصب تھا۔ اس اور خزرج حج کے بعد منات کے پاس آ کر حرم
اٹارتے تھے۔ حج مکہ کے لیے جاتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے حکم پر حضرت علیؓ حرم لندوجہ
نے اس بت کو منہدم کر دیا۔

نس زائین میں تھا۔ اسے بنو تمیر نے بنایا تھا اور وہ بلخ کے علاقہ میں اس کی پوجا
کرتے تھے۔

حباب : یہ بت عین کعب کے اندر نصب تھا۔ یہ بت قریش کو انبی سورت کی شکل
میں مانتا تھا جو سرخ عقیق سے تراشا گیا تھا۔ اس کا دایاں ہاتھ لومہا ہوا تھا قریش نے وہ سونے کا
بنوا کر گا دیا۔ فل کے پائے اسی کے آگے ڈالے جاتے تھے۔ حج مکہ کے موقع پر سواہلی حرم
الندوجہ نے اسے توڑ دیا تھا۔

دو : یہ بت بولکلب نے دومت الجھل کے مقام پر نصب کیا تھا۔

بلوق : یہ بت قبیلہ ہمدان نے صنعاء کے قریب حیوان ہستی کے قریب بنا رکھا
تھا۔ اس کی شکل گھوڑے کی تھی۔

بلوث : یہ بوندج اور جرش والوں کا بت تھا۔ اس کی شکل شیر کی تھی۔

(اطلس القرآن)

(۲۱۰) مدین شہر بحر اتر کا ساحل عرب تھا = کوہ طور کے جنوب مشرق میں حضرت
ابرہیم علیہ السلام کی ایک زوجہ بی بی قطورہ یا قطورہ تھیں انہی کے بطن سے ایک بیٹے مدین
نام کے تھے۔ شہر آباد ہوا اور قدامتور کے مطابق انہی کے نام سے موسوم ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱) سدرۃ المنتہی سے چار نہریں نکلتی ہیں دو ظاہر میں دو باطن میں۔ باطن میں وہ ہیں

جو جنت میں جاتی ہیں اور ظاہر میں وہ ہیں جو نکل اور فرات کہلاتی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چاروں نہریں جنت کی ہیں: نیل، فرات، سیہان اور جیہان۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۲) بیت المعمور وہ مسجد ہے جو خانہ کعبہ کے بالکل اوپر ہے یہاں تک کہ اگر اس کا زمین پر گرنا مانا جائے تو وہ ٹھیک کعبہ معظمہ پر آکر گرے۔ یہ وہ گھر ہے جسے آدم علیہ السلام کے بیٹے زمین پر ترنے کی بعد بھیجا گیا۔ پھر آدم علیہ السلام کے بعد اٹھایا گیا۔ آسمان پر اس کی عظمت ایسی ہے جیسی زمین پر کعبہ معظمہ کی۔ روزانہ ستر ہزار فرشتے بیت المعمور کی زیارت کو آتے ہیں اور واپس ہوتے ہیں۔ جو فرشتہ ایک بار آکر گیا وہ دوبارہ نہیں آتا۔ فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اور اس کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۳) مدینہ منورہ کا ایک نام مومنہ دوسرا محبوبہ تیسرا مقدسہ۔ بارہ دار البرازط پہ طیبہ سیدۃ البلد ان دار السلام انحر و صلاہ الرحمہ البیہ قریۃ النصارا ایمان اور دار غیرہ بھی اس کے نام ہیں۔ مدینہ منورہ احد اور عسیر دو پہاڑوں کے چچ اور وبرہ اور واقم دو میدانوں کے چچ و قبیح ہیں۔ یہ شہر مکہ مکرمہ سے تقریباً تین سو میل یعنی ساڑھے چار سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۴) یثرب ایک بت کا نام تھا۔ یثرب کے معنی فساد اور ہلاکت کے ہوتے ہیں۔ ایک بار یثرب کہنے والے کو چاہیے کہ دس بار مدینہ کہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۵) صفا کو صفا اس لیے کہتے ہیں کہ وہاں صفی اللہ آدم علیہ السلام نے قیام فرمایا تھا یعنی صفی کے رہنے کی جگہ۔ اور مردہ پر امراۃ یعنی حضرت حوا نے قیام کیا۔ اسے مردہ کہا گیا۔ جہنم ایک بی بی کے رہنے کی جگہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۶) عربی رسم الخط عرب بن امیہ نے ایجاد کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۷) کوفہ وہ مبارک شہر ہے جسے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے بن سترہ ہجری میں فاتح ایران حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسایا

تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۸) بغداد شہر کی تعمیر عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے سرائی۔ تعمیر کا کام میں دس ہزار مزدور کام کرتے تھے۔ اس شہر کی تفصیل میں جو انشیں استعمال کی گئیں ان میں ہر ایسٹ اسٹج ہا تر چوڑی اور ایک ہات لمبی ہوتی تھی اور وزن ایک سو سترہ رطل ہوتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۹) کعب کے اندر نہ راتے اور چڑھاوے وغیرہ رکھنے کے لیے ایک کنوں تھا۔ اس میں سے ایک خوفناک اثر دبا نکلا کرتا تھا اور کعبہ کی دیوار پر چڑھ کر دھوپ پاتا کرتا تھا۔ اس ٹوڈے کے ذریعے قریش بوسیدہ کعبہ کو ٹرانے اور اسے نئے سرے سے بنانے کی ہمت نہیں کر پا رہے تھے۔ ایک دن عادت کے مطابق اثر دبا دیوار پر لینا ہوا تھا کہ نضا سے ایک پرندہ جھپٹا اور اسے اچک لے گیا۔ یہ منظر دیکھ کر قریش کو بڑی تسلی ہوئی۔ کہنے کی پرانی عمارت کو ٹرانے میں ایک جھجک اس لیے بھی تھی کہ قریش ابرہہ کا بھیانک انجام دیکھ چکے تھے۔ "خُر ایک دن ولید بن مغیرہ آگے بڑھا اور ایک کدو لے کر کہنے کی جنوبی دیوار کے کچھ پتھر ٹر دیے۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول)

(۲۲۰) صفا اور مردہ ان دو پہاڑوں کے نام ہیں جو کعبہ کے مقابل مشرقی جانب ہیں۔ صفا جنوبی جانب ابو نفیس پہاڑ کی جز میں واقع ہے اور مردہ شمالی جانب کوہ قیقعان کے آگے ناک کی طرح ہے۔ ان میں ٹک بھگ سات سو ستر ٹن کا فاصلہ ہے اور حجر اسود سے صفا کا فاصلہ دو سو پانچ سو ٹن اور انھار فٹنگل ہے۔ (تفسیر عزیزی مصطفیٰ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ دہلوی)

(۲۲۱) زمانہ جاہلیت میں عربوں کی عادت تھی کہ اگر وہ کسی کام کا ارادہ کرتے تو ن تیروں سے فال نکالتے جو ایک بوری میں رکھے ہوئے تھے۔ اگر ایسا لہو نکلتا جس پر نعمتی ہاں آکھیا ہوتا تو وہ اس کام کو ہات لگاتے اور اگر ایسا لہو نکلتا جس پر لا یعنی نہیں آکھیا ہوتا تو وہ اس کام کا ارادہ چھوڑ دیتے۔ (ضیاعالبی جلد اول)

(۲۲۲) کعب عمارت کا نام نہیں بلکہ زمین سے آسمان تک کی نضا کا نام ہے اسی لیے گہرے تہذیب نے اور اونچے پہاڑ پر بھی نماز جاری ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۳) کوفہ وہ مبارک شہر ہے جسے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے بن سترہ ہجری میں فاتح ایران حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسایا تھا۔
(تفسیر نمبر ۱)

(۲۲۴) حائف شیر کے ارد گرد ایک فسیل بنائی تھی اس لیے اسے حائف کہتے تھے۔ فسیل کی تعمیر سے پہلے اس بستی کا نام وج تھا۔ اس وقت جزیرہ عرب میں یہ ایک تنہا شہر تھا جس کے ارد گرد فسیل تھی۔ یہ فسیل عرب - معماروں نے نہیں بلکہ ایرانی معماروں نے تعمیر کی تھی۔ (نظر تجدد پر جمعہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو نئی دہلی میں منعقد ہونے والے اجلاس میں)

(۲۲۵) وہ مقام جو رسول اللہ ﷺ کے لیے تجویز ہوا تھا وہاں حضرت عہدِ مطلب کے نہیں کی آبادی تھی۔ اسی آبادی میں حضرت ابو ایوب انصاری کا مکان تھا جہاں رسول اللہ ﷺ ابتدائی سات مہینے قیام فرما رہے۔ ان کے علاوہ آپ کے سسائے میں سعد بن معاذ اور عمرہ بن حزم کے مکانات تھے۔ پھر آنحضرت نے وہیں زمین خرید کر مسجد تعمیر کرائی نیز رواج کے لیے حجرے بنوائے۔ آگے چل کر اسی آبادی نے شہر کی حیثیت اختیار کر لی یہی مقام مدینہ الرسول یا مدینہ النبی کے نام سے مشہور ہوا۔ (رسولِ صحت)

(۲۲۶) علامہ نور الدین اسمہودی نے وفاء الوفاء میں لکھا ہے کہ یثرب کے بانی عمارتہ تھے جو عمار بن ارفخشہ بن سام بن نوح علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ انھوں نے بہت عروج حاصل کیا یہاں تک کہ وسیع و عریض رقبہ ان کے زیرِ قیام آ گیا۔ بحرین، عمان اور حجاز کا سارا علاقہ شام اور مصر کی حدود تک ان کی قلمرو میں داخل تھا۔ مصر کے فرعون بھی انہی کی نسل سے تھے۔ بحرین اور عمان میں ان کی نسل سے جو لوگ آباد ہوئے انھیں جاسم کہا جاتا ہے۔ (وفاء الوفاء جلد اول)

(۲۷) علامہ ابن خلدون کے مطابق عمالہ میں سے جس نے سب سے پہلے یثرب شہر کی نشاندہی کی اس کا نام یثرب بن مبلان بن عوص بن ععلیق تھا اس کے بانی کے نام پر اس شہر کا نام یثرب مشہور ہوا۔ (مقدمہ ابن خلدون جلد سوم)

(۲۲۸) اللہ تعالیٰ نے بارہ قلم خلیق فرمائے ہیں۔ پہلا قلم وہ ہے جس کی قسم قرآن مجید میں یاد فرمائی گئی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے حقوق کی تقدیروں کو نکھایا ہے۔ دوسرا قلم وحی ہے جس سے قلم توحیح ہے جو اللہ اور رسول کی طرف سے نشان ہے۔ چوتھا قلم طب ابدان ہے جس سے بدن کی صحت کی حفاظت کی جاتی ہے۔ پانچواں قلم وہ ہے جس سے بادشاہوں پر نشان ہوتا ہے۔ اس سے سطوتوں کی سیاست اور اصلاح کی جاتی ہے۔ چھٹا قلم حساب ہے اس سے مالوں کا حساب کتاب ہوتا ہے جو نکالے اور خرچ کیے جاتے ہیں اسے قلم ارزاق کہتے ہیں۔ ساتواں قلم حکم ہے اس سے حکم نافذ کیے جاتے ہیں اور حقوق باقی رکھے جاتے ہیں۔ آٹھواں قلم شہادت ہے جس سے حقوق کی حفاظت کی جاتی ہے۔ نواں قلم تعبیر ہے۔ خواب میں جو کچھ ہے یہ اس کی تعبیر اور تفسیر لکھنے والا ہے۔ دسواں قلم توارخ ہے۔ گیارھواں قلم لغت اور اس کی تفصیل کا لکھنے والا ہے اور بارہواں قلم جامع ہے جو جموں کا رد کرتا ہے اور انکار کرنے والوں کے شبہات دور کرتا ہے۔ (مواہب لدنیہ)

(۲۲۹) تفسیر روت البیان میں ہے کہ انسانوں کی ایک سو پچیس قسمیں ہیں کچھ وہ ہیں کہ جن کے کان ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں کچھ وہ ہیں جن کے پاؤں میں چلنے کی طاقت نہیں ہے کچھ وہ ہیں جن کی آنکھیں ان کے سینوں پر ہیں کچھ وہ ہیں جن کے سر کتوں جیسے ہیں۔

(۲۳۰) عرفہ نویں ذی الحجہ کو بھی کہتے ہیں اور عرفات کو بھی۔ عرفات اس جگہ کا نام ہے جہاں نو ذی الحجہ کو ٹھہرنا اور دعائیں مانگا کر کافریں سے اس جگہ کو عرفات اور اس دن کو عرفہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کی ملاقات یہیں نو ذی الحجہ کو ہوئی۔ ایک نے دوسرے کو چھیڑا۔ جبریل امین علیہ السلام نے اسی جگہ اسی تاریخ حضرت برہم علیہ السلام کو حج کے مناسب کی تلقین فرمائی تھی۔ (نزہۃ القاری)

(۲۳۱) حضرت وہب بن منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عید الفطر کے دن جنت کو پیدا فرمایا اور درخت طوبی عید الفطر کے دن پویا۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا وحی کے لمحے انتخاب فرمایا اور فرعون کے جاؤ گروں کی توبہ بھی عید الفطر کے دن قبول

فرمانی ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

تیسرے باب: انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

(۱) قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **رَاحِبُطُوْا**۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سے خطاب ہے یعنی تم دونوں جنت سے اتر جاؤ۔ تفسیر ذر منشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان ہے کہ یہ خطاب حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوا علیہا السلام سے ہے۔ (طلس القرآن)

(۲) حضرت آدم علیہ السلام کا نام نامی قرآن مجید کی پچیس آیات میں پچیس بار آیا ہے۔ (طلس القرآن)

(۳) امام طبری، ابن اثیر اور یعقوبی کی روایات کی بنا پر رائج بات یہ ہے کہ توپ کی قہویت کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کو اٹھا کر عرصات میں لائے اور افعال حج سکھائے۔ پھر آپ فوت ہوئے تو آپ کو کوہ بوقیس کے دامن میں دفن کیا گیا۔ (طلس القرآن)

(۴) شہر دمشق کے شمال میں قاسیون نامی پہاڑ میں ایک مشہور غار ہے جسے 'غونی غار' کہا جاتا ہے۔ وہاں کے امام لوگوں کا خیال ہے کہ قاتل نے اس غار کے پاس اپنے بھائی ہاتل کو قتل کیا تھا۔ دمشق سے زبدانی اور بلودان کو جانے والے راستے کے دائیں جانب واقع ملکیت میں دریائے بردی کی وادی کے کنارے بلند پہاڑ پر ایک قبر ہے جس کی لمبائی پندرہ میٹر ہے۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ ہاتل کی قبر ہے۔ (طلس القرآن)

(۵) حضرت نوح علیہ السلام کا مزار نجف اشرف (عراق) میں بتایا جاتا ہے۔ (تفسیر

نعمی)

(۶) دو غور جس سے طوفان نوح شروع ہوا تھا کوفہ میں ہے۔ (تفسیر نعمی)

(۷) حضرت ادریس علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں دو مقامات پر آیا ہے۔ (طلس

(اتحران)

(۸) حضرت ادریس علیہ السلام کی پیدائش مصر کے شہر صف میں ہوئی۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ آپ بائبل شہر میں پیدا ہوئے تھے مگر ہجرت کر کے مصر پہنچے تھے۔ آپ حضرت نوح علیہ السلام کے چچا تھے۔ جب آپ نے دریائے نیل کو دیکھا تو فرمایا: ”ہالیون“ (بہرکت بڑا دریا)۔ اس پر اس سرزمین کا نام ہی ہالیون پڑ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے دوسو کے قریب شہر بسائے۔ عبادت الہی، ایام بھٹ (ہرمہ کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ) کے روزے، جہاز کوؤ، طہارت کتے اور سورے اجتناب اور ہر شہ آورشے سے پرہیز آپ کی تعلیمات کے اہم نکات تھے۔ چالیس سال کی عمر میں اللہ نے اپنی جانب اٹھالیا۔ (اطلس القرآن)

(۹) حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں تینتالیس مقامات پر آیا ہے۔ آپ کا مزار مہرک نجف اشرف (عراق) میں بتایا جاتا ہے۔ (اطلس القرآن تفسیر نمبر ۱)

(۱۰) حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ایک بڑا ایک سو تینتالیس برس کا زمانہ۔ (تفسیر نمبر ۱)

(۱۱) حضرت ایوب علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت لوط علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ آپ کی عمر شریف ترانوے برس کی ہوئی۔ (تفسیر نمبر ۱)

(۱۲) حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں سات دفعہ آیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: حضرت ہود علیہ السلام عربی بنائے والے پہلے شخص ہیں۔ قرآن عظیم میں حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کو عداوتی کہا گیا ہے۔ عداوت کا زمانہ تقریباً سات سو چھ ہزار قبل مسیح جانا جاتا ہے۔ اللہ کی باغی قوم عادیہ وتمدن خوش آمدنی کے عذاب سے تباہ ہوئی۔ یہ عذاب سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل آیا۔ حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے قتل کے بعد اللہ نے عذاب الہی سے محفوظ رہنے کا حکم دیا کہ قوم عادیہ کی بدست کے بعد حضرت ہود علیہ السلام حضرت مومن کے شہروں میں ہجرت کر آئے تھے وہیں ان کی وفات ہوئی اور حضرت مومن

کے شرقی حصے میں وادی برہوت کے قریب شیرتریم سے تقریباً دو مرحلے پر دفن ہوئے۔
حضرت علیؓ رحمہ اللہ وجہ سے ایک اثر منقول ہے کہ ہود علیہ السلام کی قبر حضرت موت میں سرخ
نیلے پر ہے اور ان کے سر ہانے جہاد کا درخت ہے۔ (اطلس القرآن)

(۱۳) حضرت صالح علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں نو بار آیا ہے۔ حضرت صالح علیہ
السلام کی قوم مشرکوں کی پوجا کرتی تھی۔ یہ لوگ تھے جو عاد و ثمود کی بلاست کے وقت حضرت
ہود علیہ السلام کے ساتھ بچ گئے تھے اور یہی نسل عاد و ثمود کہلائی۔ (اطلس القرآن)
(۱۴) حضرت صالح علیہ السلام کے لیے ثمود کا ناقہ اٹھایا جائے گا۔ وہ بڑے مزار سے
اسی پر سوار ہو کر میدانِ محشر میں آئیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسم تراوی قرآن مجید کی پچیس سورتوں میں نسخہ ہار آیا
ہے۔ (اطلس القرآن)

(۱۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نماز میں مشغول ہوتے تو دروں کے شغل کی آواز
دوسل تک جاتی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کا نام ہود بنت کرہ بن کوئی تھا۔ کچھ روایتوں
کے مطابق آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سلی یا فلی بتایا گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ
کی والدہ ماجدہ کا نام سکی یا دنی بنت نمر تھا۔ (اطلس سیرت النبی مولفہ ڈاکٹر شوقی ابوالخیر) تفسیر
نعیمی

(۱۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہونے کے بعد ایک دن میں تباہ ہوتے تھے
جتنا دوسرے بچے ایک سال میں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹) تقریباً چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت المقدس سے پینتیس
کلومیٹر جنوب میں یک ہستی میں سکونت اختیار کی جس کا نام اجمی کے نام پر انجیل پڑ گیا۔ جب
حضرت سارہ کا وصال ہوا تو حضرت ابراہیم نے ان کی تدفین کے لیے عفرود بن صوحار
انجسٹی سے زمین کا ایک ٹکڑا چار ہزار تقریباً درہموں میں خریدا اور اس میں اپنی چہیتی بی بی کو

دفن کیا۔ اس جگہ کو مغارہ مکلفیہ کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ علیہم السلام کے مزارات اسی غار میں ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وحی الہی کے مطابق انبیاء کے مزارات پر قبضہ نہایت جلد ہی کیا۔ اس غار میں حضرت سارہ کے علاوہ حضرت احق علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت ریحہ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت ایلیا بھی دفن ہیں۔ پانچ سو تیرہ ہجری میں صلیبی بادشاہ برودیل کے عہد میں اس جگہ زمین و خفس کی تھی اور فرنگیوں کی ایک جماعت بادشاہ کی اجازت سے غار میں داخل ہوئی تو انھوں نے حضرت ابراہیمؑ حضرت احقؑ اور حضرت یعقوبؑ علیہم السلام کو اس حالت میں پایا کہ ان کے کفن بوسیدہ ہو چکے تھے اور وہ غار کی دیوار کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ ان کے سروں پر قدیمیں تھیں اور سر کھمبے ہوئے تھے۔ بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو اس نے انھیں نئے کفن پہنائے اور پھر اس جگہ کو بند کر دیا۔ (معجم اہلہ ان جلد ۲)

(۲۰) حضرت اسحاق علیہ السلام کا اسم گرامی قرآن مجید میں سترہ دفعہ مذکور ہے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت سارہ کے مزارات فلسطین میں بیت المقدس سے چند میل دور الخلیل (مہرون) میں مسجد ابراہیم کے احاطے میں بتائے جاتے ہیں (اطلس القرآن)

(۲۱) حضرت اسحاق علیہ السلام نے ایک سو اسی سال کی عمر پائی۔ آپ کی پیدائش کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام سو سال کے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲) ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی فتنائی برس کی عمر میں کی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳) حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں بارہ بار آیا ہے۔ (اطلس القرآن)

(۲۴) حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ کے مزارات مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵) حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت سارہ کے مزارات فلسطین میں بیت المقدس سے چند میل کے فاصلے پر الخلیل (ہیبرون) میں مسجد ابراہیم کے احاطے میں ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶) حضرت لوط علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں ستائیں جگہ مذکور ہے۔ (اطلس القرآن)

(۲۷) حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں سولہ مقامات پر مذکور ہے۔ (اطلس القرآن)

(۲۸) حضرت یوسف علیہ السلام کا اسم تراوی قرآن مجید میں ستائیں جگہ آیا ہے۔ (اطلس القرآن)

(۲۹) حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا حسن عطا فرمایا تھا کہ مصر کے قحط عظیم میں آپ کے دیدار سے آدمی اپنی جوگ بچا س جوں جاتا تھا۔ (گلدستہ طریقت)

(۳۰) حضرت یوسف علیہ السلام کو جس عزیز مصر نے خرید لیا تھا اس کا نام فوطیہ یا فوطیہ بن تھا۔ حضرت عہد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے مطابق یہ شاہی خزانے کا افسر تھا۔ اس کی بیوی زلیخا کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو معاملہ ہوا اس کے نتیجے میں حضرت یوسف علیہ السلام کو دس سال قید بختی پڑی۔ (اطلس القرآن)

(۳۱) حضرت شعیب علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ حضور ﷺ نے انھیں پیغمبروں کا خطیب کہا ہے۔ (قصص الانبیاء)

(۳۲) حضرت شعیب علیہ السلام کا نام ہی قرآن مجید میں گیارہ جگہ مذکور ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم بت پرستی اور شرکات و عتقاد پر کار بند ہونے کے علاوہ ناپ تول میں کئی معاملات میں کھوٹ اور ڈاکہ زنی کی علتوں میں گرفتار تھے ان متناہوں کی پاداش میں اس قوم کو دو طرحت کے عذابوں نے آٹھیرا۔ ایک زلزلے کا عذاب دوسرا آگ کا عذاب۔ یعنی جب وہ گھروں میں سو رہے تھے تو یک بیک ایک ہوا ناک زلزلہ آیا اور اس کے ساتھ ہی اوپر سے

آگ برسنے کی جس نے سرکشوں کو جھسکا کر رکھا یا۔ (اطلس القرآن)

(۲۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں ایک سو چھتیس مرتبہ آیا

ہے۔ (اطلس القرآن)

(۲۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلق سے دو فرعونوں کا ذکر ملتا ہے ایک رمیس

جس کے محل میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام پلے پڑھے اور جس کی زوجہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے

آپ کو تنہائی شفقت سے پرورش کیا۔ دوسرا فرعون رمیس کا بیٹا مفسات جو حضرت موسیٰ علیہ

السلام کا دشمن بنا اور سزا کے طور پر دریا میں غرق کیا گیا۔ مفسات کی لاش مصری عجائب خانہ

(قاہرہ) میں آج بھی محفوظ ہے۔ محمد احمد عدوی دعوتِ اہل اللہ میں لکھتے ہیں کہ اس لاش کی

ٹاک کے سامنے کا حصہ بھارو ہے جیسے کسی حیوان نے کھا لیا ہو۔ غالباً سمندری مچھل نے اس پر

منہ مارا تھا۔ پھر اس کی لاش اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق کنارے پر پھینک دی گئی تاکہ دنیا

کے لیے صہرت ہو۔ (اطلس القرآن)

(۲۵) جب بنی اسرائیل نے ارض مقدس فلسطین میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تو

اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے یہ سزا مقرر کر دی کہ وہ چالیس برس تک دشتِ حبیہ میں بھٹکتے پھریں

گے۔ دشتِ حبیہ (سینائی) وہ علاقہ ہے جسے ہائل میں بیابانِ سین کہا گیا ہے۔ یہ کوہِ طور کے

شمال میں صحرائے سیناء کا جنوبی حصہ ہے۔ (اطلس القرآن)

(۲۶) حضرت ہارون علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں بیس جگہ مذکور ہے۔ آپ کی

وفات ایک سو تھیس برس کی عمر میں کوہِ طور پر بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کے چالیسویں

برس کے پانچویں مہینے کی پہلی تاریخ کو ہوئی۔ (اطلس القرآن)

(۲۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یوشع بن نون کی قیادت میں

بنی اسرائیل نے دریائے اردن پار کر کے پہلے اریحا فتح کیا اور پھر بتدریج پورے کنعان

(فلسطین) پر قبضہ کر لیا۔ یوشع حضرت یوسف علیہ السلام کے فرزند اخراہیم کی اولاد سے تھے۔ ان

کا اصل نام یوشع تھا مگر موسیٰ علیہ السلام نے ان کا نام یوشع یا یوشع رکھا تھا۔ (اطلس القرآن)

(۳۸) حضرت الیاس علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں ال یاسین بھی آیا ہے۔ آپ اسرائیلی نبی ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام کی رسالت و ہدایت کا مرکز بعثت کا مشہور شہر تھا جہاں دوسرے بتوں کے علاوہ بعل کے بت کی بالخصوص پوجا ہوتی تھی۔ ان کی قوم بت پرستی اور ستارہ پرستی کی جادوئی تھی۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ حجاز کا مشہور بت نبیل بھی یہی بعل تھا۔ بعل سونے کا تھا اس کا قد ساٹھ فٹ تھا اس کے چار منہ تھے اور اس کی خدمت پر چار سو خدام مقرر تھے۔ بعثت شہر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو جہیز میں دیا تھا۔ حضرت الیاس علیہ السلام کی قبر بھی یہیں ہے۔ (اطلس القرآن اور قصص القرآن حصہ دوم)

(۳۹) حضرت داؤد علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں سولہ مقامات پر آیا ہے۔ انبیاء اور رسل میں سے حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ حضرت داؤد علیہ السلام ہی وہ پیغمبر ہیں جنہیں قرآن مجید نے خلیفہ کے لقب سے پکارا ہے۔ (اطلس القرآن)

(۴۰) حضرت داؤد علیہ السلام بن یسی بن محمد بہ کا زمانہ ایک ہزار چوبیس سے نو سو تیرھ قبل مسیح مقرر ہے۔ آپ نسل بنی اسرائیل کے دوسرے بادشاہ ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا انتقال اچانک صبح کے دن ہوا۔ وہ مقررہ عبادت میں مصروف تھے اور پرندوں کی ٹکڑیاں پرے پاندھے ان پر سایہ فلک تھیں کہ اچانک اس حالت میں ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر چالیس برس حکومت کرنے کے بعد سو سال کی عمر میں نو سو تیرھ ق م وفات پائی۔ بیت المقدس سے رملہ جائیں تو ابو خوش کے بعد دائیں طرف حضرت داؤد علیہ السلام کی قبر ہے۔ بائیں کے مطابق داؤد علیہ السلام شہر داؤد میں دفن ہوئے۔ (اطلس القرآن اور فیض باری جلد ۲ کتاب الانبیاء)

(۴۲) حضرت طالوت کا نام قرآن مقدس میں دو بار آیا ہے اور جہانوت کا نام تین بار آیا

ہے۔ (اطلس القرآن)

(۴۲) حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقرر آن مجید میں ستر مقامات پر آیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں ہوا سحر کر دی گئی تھی چنانچہ آپ جب چاہتے تھے کہ ایک مہینے کی مسافت اور شام کو ایک مہینے کی مسافت طے کر لیتے تھے۔ (اطلس القرآن)

(۴۳) حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے عصا پر ٹیک لگائے بیت المقدس کی تعمیر کا معائنہ فرماتے تھے۔ اسی میں آپ کی وفات ہوئی۔ ایک لمبے عرصے تک آپ عصا کا سہارا لیے کھڑے رہے اور جن آپ کو زندہ سلامت بخو کر تعمیرات میں لگے رہے۔ جب دیکھنے سے آپ کا عصا کھالیا تو عصا کے نوٹنے سے آپ کا جسم مبارک گر پڑا۔ اس وقت جنوں کو اندازہ ہوا کہ آپ وفات پا چکے ہیں۔ اسی وقت مارے جن کا چھوڑ کر چلے گئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۴) حضرت یوسف علیہ السلام کا مقرر آن مجید میں چار بار آیا ہے۔ (اطلس القرآن)

(۴۵) حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مقرر آن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ (اطلس القرآن)

(۴۶) حضرت یونس علیہ السلام کا اسمہ رابی قرآن مجید میں چار جگہ مذکور ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو ایک لاکھ سے زیادہ انسانوں کی طرف بغیر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ (اطلس القرآن)

(۴۷) حضرت زکریا علیہ السلام کا مقرر آن مجید میں سات مقامات پر آیا ہے۔ حضرت زکریا پر اسحق کا کام کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ طبعی موت فوت ہوئے بعض کہتے ہیں وہ اس حادثے میں شہید کیے گئے جس میں ان کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے۔ یہ بیت المقدس کا واقعہ ہے۔ حلب کی جامع مسجد میں آپ کا دفن ہے۔ (اطلس القرآن)

(۴۸) زکریا نام کے دو نبی ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک زکریا بن برہیہ ہیں جو انبیائے تورات میں ہے تھے۔ ان کا ظہور فارس (ایران) کے بادشاہ دارلان گشتاسب کے عہد میں ہو۔ دوسرے زکریا ہو گئی ہیں جو حضرت مریم کے خالو اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے معاصر تھے اذل الذکر زکریا کا تذکرہ قرآن مجید میں نہیں ہے۔ (قصص اقرن حدود)

(۴۹) حضرت بی بی مریم کی والدہ کا نام مہندہ تھا۔ ان کا مزار دمشق میں ہے۔ (تفسیر

نعیمی)

(۵۱) حضرت نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عمران کی وفات آپ کے بچپن ہی میں ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خالہ کے شاہرہ حضرت زکریا علیہ السلام کو آپ کی پرورش اور تربیت کا ذریعہ بنایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقرر آن مجید میں پانچ مقامات پر آیا ہے۔ طبری کے مطابق وہ پہلے شخص تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جد تک زندہ رہے اور انھیں ہیرو دیاس کی درخواست پر قتل کیا گیا جو یہودی بادشاہ ہیرو د کی بھانجی یا بھتیجی تھی۔ وجہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بادشاہ کی ہیرو دیاس کے ساتھ شادی کی مخالفت کی تھی۔ دمشق کی بڑی مسجد جامع اموی میں ایک قبر کو آپ کا مزار بتایا جاتا ہے۔ (اطلس القرآن)

(۵۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نام ماری کے ساتھ قرآن مجید میں پچیس دلوں، لقب مسیح کے ساتھ تیارہ بار اور ابن مریم کی کنیت کے ساتھ تینیس مرتبہ مذکور ہیں۔ (اطلس القرآن)

(۵۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تیس سال کی عمر میں حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت کے فریضے کی ادائیگی کا حکم سنایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بارہ سال کی عمر سے تبلیغ کرنے لگے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب ماندہ کی فرمائش کی گئی تو آپ نے نبی دھوکر

کمٹی پہنی اور دو گانہ ادا کر کے سر جھکایا آنکھیں بند کر لیں اور پھر دعا کی جو فوراً قبول ہوئی۔ دو بالوں کے ٹکڑے (کہ ایک اوپر تھوڑا ایک نیچے) لوگوں کو ایک سرخ رنگ کا دسترخون نظر آیا جو ہا دل میں سے ٹپک کر ان کے آگے بچھ گیا۔ اسے دیکھ کر عیسیٰ علیہ السلام مرو پڑے اور کہا: الہی تو مجھ کو شکر گزاروں میں شامل کر دے اور اس غبی خوان کو جہنم کے لیے رحمت کا ذریعہ بنا دے۔ کہیں یہ نہ ہو کہ یہ لوگوں کے چہرے بگڑنے اور عذاب کا سبب بن جائے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے وضو کیا نماز پڑھی اور رو دیے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: دو گون تم میں کانیک

پرہیزگار آدمی اٹھ کر اس خواں کو کھولے۔ اس وقت حواریوں کے سردار شمعون نے عرض کیا کہ آپ ہی ہم میں سب سے افضل ہیں اور اس کام کے لائق ہیں۔ چنانچہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اٹھئے وضو کیا نماز پڑھی اور روئے پھر دسترخوان کھول کر فرمایا: بسم اللہ خیر ہمارا زمین۔ خواں میں بنا کھیرے اور بنا کانٹے کی مچھلی تھی جس کے چاروں طرف چھتائی پڑی بہت ہی تھی۔ اس کے سر کے قریب نمک دم کے پاس سرکہ اور چاروں طرف ترکاریاں رکھی ہوئی تھیں۔ اور پانچ روٹیاں تھیں۔ ایک پر روغن زیتون تھا دوسری پر شہد تیسری پر گھی چوتھی پر پنیر پانچویں پر سوکھا گوشت۔ شمعون نے پوچھا: اے روت اللہ یہ دنیا کا کھانا ہے یا آخرت کا؟ فرمایا: نہ یہ ہے نہ وہ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پھر چور قدرت سے ایک نئی چیز عطا فرمائی ہے۔ جو تم نے مانگا تھا مل گیا۔ آؤ کھاؤ اور شکر ادا کرو خدا تمہاری مدد کرے گا اور اپنے فضل سے ترقی دے گا۔ حواریوں نے کہا: اے روت اللہ آپ اس مجھ سے جس سے ہمیں ایک اور تجزہ دکھائیں تو مجھ ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اب مچھلی خدا کے حکم سے زندہ ہو جا۔ مچھلی نور اصل صورت میں ہو کر رہنے لگی۔ آپ نے فرمایا: جیسی تھی ویسی ہو جا۔ وہ پھر اسی طرح بھی ہوئی مچھلی بن گئی۔ (تفسیر فیسی روت المعانی تفسیر ساوی تفسیر کبیر وغیرہ)

(۵۷) کچھ کانیال ہے کہ مادہ ایک دن بیچ کر کے چالیس دن تک اترتا رہا۔ فقیر اور فنی چھوٹے بڑے سب مل کر کھاتے تھے اور جب کھا کر سب ہٹ جاتے تھے تو خون اوپر اڑ جاتا تھا۔ اس کھانے کا اثر یہ تھا کہ فقیر ایک بار کھا کر عمر بھر کے لیے فنی ہو جاتا تھا اور پھر ہمیشہ کے لیے تندرست۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مادہ صرف فقیروں اور بیماروں کو ملا کرے، غنی اور تندرست اس سے دور رہیں۔ لوگوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی جس کی سزا میں ان کی صورتیں سارکی بن کر دی گئیں۔ (تفسیر فیسی)

(۵۸) مسلم علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جب دشمن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک شاگرد یہودا، سکر یوتی کی رہنمائی میں حضرت مسیح کو گرفتار کرنے پہنچے تو عین اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور خود گرفتار کروانے والے پر حضرت عیسیٰ علیہ

اسلام کی شکل و شباہت طاری کر دی۔ چنانچہ حکومت کے اہلکاروں اور یہودیوں حتیٰ کہ خود حواریوں نے بھی اسی کو حضرت عیسیٰ سمجھ لیا اور اسی کو لے جا کر پھانسی پر چڑھا دیا۔ (طلس القرآن)

(۵۹) فلسطین کے علاقہ گلیل میں ایک قصبہ ہے ماصره۔ حضرت مریم کا تعلق اسی قصبہ سے تھا۔ ماصره کی نسبت ہی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار نصاریٰ کہلاتے ہیں۔ (طلس القرآن)

(۶۰) حضرت اقران حکیم کا نام قرآن مجید کی ایک سورت جو انھیں کے نام سے موسوم ہے یعنی سورۃ اقران میں دو بار آیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ حضرت نبی تھمتے ہاوشا و بلکہ آزاد کردہ حبشی غلام تھے۔ خالد بن ولید کہتے ہیں کہ ان کے آقا نے ایک بار انھیں کہا کہ بکری ذبح کرو اور اس کی دو بہترین ہونیاں مانگو۔ وہ زبان اور دس نکال کر لے گئے۔ چند دن بعد پھر آقا نے یہی حکم دیا اور کہا کہ دو بہترین ہونیاں سے کراؤ تو وہ پھر زبان اور دس نکال کر لے گئے۔ آقا نے وضاحت طلب کی تو فرمایا: یہ دونوں عضو مائیں پاکیزہ ہوتے سب سے بہترین ہوتے ہیں اور ان پر لپید ہوتا ہے تو بہترین۔ (طلس القرآن)

(۶۱) نبوت کا دعویٰ کرنے والے مسیحا کذاب نے اپنا نام رخصن رکھ لیا تھا۔ (نزہۃ

القاری)

(۶۲) محمد بن اسحاق کچھ علمائے اہل کتاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ

السلام صگیہوں کھانے سے پہلے جنت میں حضرت حوا سے ہمراہ بستر ہوئے۔ قاتل اور اس کی بہن کا حاصل ٹھہرا۔ اس سے حضرت حوا کو کسی قسم کی ہمرنگی کسی طرح کی تکلیف یا درد نہ پیش ہوا اور نہ نفاس کا خون آیا۔ پھر جب حضرت آدم زمین پر اتارے گئے اور ہمراہ بستی کا اتفاق ہوا تو ہاتھ بیل اور اس کی بہن پیٹ میں آئے۔ اس وقت حضرت حوا کو ہمرنگی، تکلیف اور درد نہ کی تکلیف ہوئی اور روایت کے بعد حسب معمول نفاس کا خون بھی آیا۔ حضرت آدم اپنی بیٹی کا نکاح غیر پیٹ کے بھائی سے کر دیا کرتے تھے۔ قاتل اور بانیل میں دو برس کی چھوٹائی بڑائی تھی۔

جب وہ جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مکہ دیا کہ قاتل کا نکاح یوز اور ہاتل کا نکاح اقصیا سے کر دو۔ اقصیا یوز اسے زیادہ حسین تھی اس لیے حضرت آدم کے اطلاع دینے پر ہاتل راضی ہوئے۔ قاتل نے راضی ہو کر کہا کہ اقصیا میری بہن ہے میں ہی اس کا مستحق ہوں کیونکہ ہم دونوں جنت کی پیدائش ہیں اور دونوں زمین کی۔ یہاں تک کہ حسد کے سبب قاتل نے ہاتل کو قتل کر دیا۔ (تفسیر خازن)

(۶۳) کچھ روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت حوا کے ایک لڑکا ایک رُکی جزر میں ہوتے تھے۔ تمام اولاد کی تعداد چالیس۔ یہ سب بچے بیس بار میں پیدا ہوئے تھے۔ سب سے بڑا قاتل اور اس کی بہن اقصیا اور سب سے چھوٹا عہد امغیہ اور اس کی بہن امغیہ۔ (تخلیوا مضمن)

(۶۴) قاتل نے اپنے بھائی ہاتل کو جس جگہ قتل کیا تھا اس میں عمار کا خٹاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مانتے ہیں کہ جبل ثور تھا کچھ کہتے ہیں جبل حر کی گھاٹی میں کچھ کا کہنا ہے کہ صحرہ میں جہاں اب مسجد اعظم ہے۔ (تفسیر خازن)

(۶۵) روایت میں ہے کہ قتل کے بعد قاتل کا تمام بدن کالا ہو گیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ہاتل کا حال پوچھا تو بولا میں اس کا چوکی دار نہیں ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام بولے: تو ضرور اسے قتل کر چکا ہے اس لیے تیرا بدن کالا ہے۔ چنانچہ آپ قاتل سے بے زار ہوئے اور اس صدمے کے سبب سو برس تک آپ کو فنی نہیں آئی۔ (قاضی بیضاوی)

(۶۶) کچھ کا قول ہے کہ قاتل قتل کے بعد یمن علاقہ میں عدن کی طرف بھاگ گیا۔ یہاں شیطان نے بکایا کہ ہاتل کی قربانی کو آگ اس لیے کھاؤ کہ وہ آگ کا پجاری تھا۔ تو بھی آگ کی پوجا کیا کر۔ قاتل نے ایسا ہی کیا اور سب سے پہلے اسی نے کھیل کود اور گانے بجانے کے آلات بنائے۔ شراب خوری زنا وغیرہ کبیرہ گناہوں میں ڈوبا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے ماننے والوں کو طوفان نوح میں ڈبو دیا۔ (تفسیر روح بیان)

(۶۷) حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے عہد جمعہ کے دن زوال کے وقت سے

عصر تک کیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مترب فرشتے سو برس تک دوسرے قول کے مطابق پانچ سو برس تک سجدے میں رہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۸) حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر آنے کے بعد تین سو برس تک حیا سے سماں کی طرف سر نہ اٹھا یا۔ (خازن)

(۶۹) حضرت آدم علیہ السلام کا دب جنت سے اخراج ہوا تو اس وقت اور نعمتوں کے ساتھ ساتھ عربی زبان بھی سلب کر لی گئی تھی۔ تو یہ قبول ہونے کے بعد پھر سے عربی زبان عطا ہوئی۔ (زہبۃ القاری)

(۷۰) نسفی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تو ان کے ساتھ نجیر کے چار پتے بھی اترے تھے۔ تمام جانوروں نے چاہا کہ انھیں تو بہ کی مبارکباد دیں لیکن چار جانور سب سے پہلے ان کے پاس پہنچے جن میں سے ایک ہرن تھا۔ انھوں نے اسے ایک پتہ کھلا دیا جس کی وجہ سے مشک کا ظہور ہوا۔ دوسری شہد کی گھسی تھی۔ ایک پتہ اسے کھل دیا۔ اس سے شہد پیدا ہوا۔ تیسرا ریشم کا کیڑا تھا۔ ایک پتہ اسے کھل دیا اس سے ریشم پیدا ہوا۔ چوتھی دریائیں گائے تھی۔ ایک پتہ اسے کھلایا تو اس سے عنبر پیدا ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۱) تابوت سکینہ حضرت آدم علیہ السلام پر نازل کیا گیا تھا۔ یہ شمشاد کی ٹھڑی کا ایک سونے کے کام والا صندوق تھا جس کی لمبائی تین ہات اور چوڑائی دو ہات کی تھی۔ اس میں سارے انبیائے کرام کی شبیہیں تھیں۔ ان میں حضور سید الانبیاء ﷺ کی شبیہ مبارک ایک سرخ یا قوت میں تھی۔ (تفسیر کبیر)

(۷۲) جنت سے اترنے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام سو برس تک جبل ہند پر سجدے میں سر رکھے روتے رہے۔ آپ کے آنسو مرادہ پ کے جنگلوں میں بہہ نکلے اور ان آنسوؤں سے اللہ تعالیٰ نے دار چین اور یونگس پیدا کیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۳) حضرت آدم علیہ السلام نے وہ دانہ جس سے منع کیا گیا تھا کھالیا اور اس کی سزا کے طور پر تخت و تاج چلا گیا اور جنتی لباس سے محروم ہو گئے۔ آپ جنت سے باہر آئے اور

پیشانی کی حالت میں آپ نے منہ میں انگلی ڈال کر اپنی کر دی۔ زمین کے کیزے ٹکڑوں اور سانپ بچھو وغیرہ نے وہ انگلی کھالیا تو اس کا زہر ان کے نالوں اور دانتوں میں اثر کر گیا اور جو گھاس اس اپنی کی جگہ گئی اس میں زہر کا اثر ظاہر ہوا اور جو غلط قسم کی غذا اسے پیدا ہوا اس سے قاتل پیدا کیا گیا جو کفر اور فساد لانے والا تھا اور جس نے ظلم اور قتل کی بنیاد لی۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۔) حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کے دن کی آخری ساعت میں پیدا ہوئے تھے اور طوفان نوح سے دو ہزار سات سو بانوے سال پہلے دس محرم کو بہشت سے زمین پر اتارے گئے آپ کا قند سائے تختہ اور عمر ہزار سال۔ طوفان نوح سے ایک ہزار چوبیس سال پہلے جمعہ کے دن مکہ مکرمہ میں رحلت فرمائی اور کوہ قیس پر دفن ہوئے۔ آپ کی زندگی تک چار بیس ہزار پوتے پر پوتے پیدا ہو چکے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۔) حضرت آدم علیہ السلام اور حضور خاتم النبیین ﷺ کے درمیان پانچ ہزار پانچ سو پچتر برس کا عرصہ مایا جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۔) آدم کے معنی ہیں مٹی سے پیدا ہونے والا۔ ابراہیم کے معنی ہیں مہربان باپ۔ نوح کے معنی ہیں اللہ کے خوف سے رونے اور نوحہ کرنے والا یعنی کے معنی ہیں نفس کے بہت ہی شریف۔ ان تمام ناموں میں ایک ایک خوبی کی طرف اشارہ ہے مگر محمد کے معنی ہیں ہر طرف ہر خوبی میں بے حد تعریف کیے گئے۔ اس میں حضور ﷺ کی بے شمار خوبیوں اور کمالات کی طرف اشارہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۔) حضرت حور رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا زہر شریف جمعہ میں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۔) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا منگل کا دن خوش کا دن ہے۔ اسی دن حضرت حوا کو جنم آیا اور اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۔) پہلے پرندہ اور چرند حضرت آدم علیہ السلام سے کافی مانوس تھے پھر جب قاتل

نے ہاتھ کو قتل کیا تو پرندے اور وحشی جانور انسان سے بھاگنے لگے اور درخت کا نئے دار ہو گئے میوے کڑوے ہو گئے پانی کھاری ہو گیا اور ہوا بخار سے بھری۔ (تحفہ الاولیاء عظیمین)

(۸۰) حضرت آدم علیہ السلام پر دس صحیفے میں صفحات پر نازل ہوئے تھے۔ جب تک بیشت میں رہے وہ عربی زبان بولتے تھے۔ گندم کھاتے ہی عربی زبان بھول گئے اور سریانی بولنے لگے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۱) کچھ روایتوں میں حضرت آدم علیہ السلام کا قد ستر گز آیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۲) حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں سب سے پہلی چیز نگور اور سب سے آخری چیز گیہوں کھا یا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۳) ایک روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضور خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری تک پانچ ہزار آٹھ سو اور ایک دوسری روایت کے مطابق پانچ ہزار نو سو پچاس برس کا زمانہ گزرا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۴) اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سریانی زبان میں سکھا دیے تھے تاکہ فرشتے نہ سمجھ سکیں۔ (نزہۃ القاری)

(۸۵) حضرت آدم علیہ السلام کو سیدنا حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت بڑھنے لگی تو دوسو برس تک ان سے جدا کر دیے گئے۔ (مکملہ سطر یقت)

(۸۶) عربی زبان بھی حضرت آدم علیہ السلام ہی کے وقت سے ہے۔ وہ جنت میں عربی بولتے تھے۔ زمین پر تشریف لانے کے بعد سریانی زبان بولنے لگے۔ تو بہ قیوں ہونے کے بعد عربی پھر سے زبان پر جاری ہوئی۔ (نزہۃ القاری)

(۸۷) سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہر آسمانی وحی پہلے عربی ہی میں نازل ہوتی تھی انبیائے کرام قوم کی زبان میں ترجمہ فرمایا کرتے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۸۸) حضرت آدم علیہ السلام نے جب گیہوں کھایا تو آپ کے جسم مبارک سے جنتی باس اتر گیا مگر سات اور سر بند انگلیں نہیں ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۹) حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر بچے کے ساتھ سال کے سو برس ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۰) حضرت عزرائیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کے خیر کے لیے ہر قسم کی زمین سے تھوڑی مٹی حاصل کی اور اسے ہر قسم کے پانی سے گوندھا۔ چونکہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ہی یہ مٹی اٹھائی تھی اس لیے جان نکالنے کا کام بھی اُنھی کے سپرد کر دیا گیا تاکہ زمین کی امانت وہی واپس کریں۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۱) حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار برس تھی۔ آپ نے عرض کیا: یا الہی میری عمر نو سو ساٹھ کر دے اور میری عمر کے یہ چالیس برس داؤد کو دے کہ ان کی عمر پوری سو سال کر دے۔ رب تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی ایک ہزار برس کی عمر دی گئی اور داؤد علیہ السلام کو بھی سو برس۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۲) حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صارح، حضرت ہود، حضرت شعیب، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ، حضرت سلیمان، حضرت دکریا، حضرت عیسیٰ علیٰ نبیہما صلوٰۃ اللہ علیہما اور ہمارے حضور ﷺ ختم کئے ہوئے پیدا ہوئے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۳) قاتیل کو قتل کرنے کی ترکیب نہیں آتی تھی۔ وہ بیس جانور کی شکل میں آیا۔ اس کے پنجے میں ایک در جانور تھا۔ اس نے اس جانور کا سر پتھر پر رکھ کر دوسرے پتھر سے کچل دیا جس سے جانور مر گیا۔ جب قاتیل کو قتل کرنے کا طریقہ آیا چنانچہ ایک دن ہاتیل اپنے جانور کسی پہاڑی پر چڑھ رہے تھے۔ وہ پہر میں کسی سایہ دار درخت کی چھاؤں میں سوئے۔ قاتیل نے بڑا اونٹنی پتھر ان کے سر پر مارا جس سے ان کا سر کچل گیا اور وفات ہوئے۔ (تفسیر خازن، روت البیان وغیرہ)

(۹۴) قاتیل نے ہاتیل کو قتل تو کر دیا مگر یہ نہ جانتا کہ اس ہاتھ کا کیا کیا جائے۔ اس لیے یہ ہاتھ ایک تھیلے میں ڈال کر چالیس دن اپنے کندھے پر لیے پھر۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعظیم کے لیے دو کوئے بھیجے۔ ایک کوئے نے دوسرے کوئے کو مار کر اپنی چونچ اور پنجوں

سے زمین سرید کر گڑھا بنایا اور دوسرے کو اسے گڑھے میں رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال دی۔
تب قاتل کو فتنے کا طریقہ آیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۵) اس میں اختلاف ہے کہ یہ قتل کہاں واقع ہوا۔ کچھ کا خیال ہے کہ بھرہ میں ہوا کچھ کی رائے ہے کہ زمین ہند میں۔ کچھ نے کہا ہے کہ خود مکہ مکرمہ میں عار حرا کے چٹھے ہوا۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کعبے کا طواف کر رہے تھے۔ اس وقت ہاتل کی عمر بیس یا پچیس سال کی تھی۔ (روح البیان، طائز)

(۹۶) پہلے زمین خون چوس لیتی تھی جیسے آج پانی چوس لیتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے زمین نے خون جذب کرنا بند کر دیا تاکہ آئندہ قتل کا سرخ خون سے مگ سکے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۷) حضرت آدم علیہ السلام کو ہاتل کے قتل کا اتنا صدمہ ہوا کہ آپ ہاتی عمر منسے نہیں۔ (تفسیر روح البیان)

(۹۸) قاتل جب بوڑھا ہو گیا تو اس کی اولاد اسے پتھر مارا کرتی تھی۔ "خرا یک بیٹے نے اسے قتل کر دیا۔ (تفسیر روح البیان)

(۹۹) قاتل کے قتل کے پچاس برس بعد حضرت شیث علیہ السلام اکیسے پیدا ہوئے اور آپ ہی حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ اور نبی برحق ہوئے۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۰۰) حضرت آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانوں کا علم تھا اور ایک ہزار پیشوں میں ماہر بنے مگر آپ نے کھیتی باڑی کا کام کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۱) حضرت آدم علیہ السلام کا پیشہ کھیتی باڑی حضرت نوح علیہ السلام کا کھڑی بنانا یعنی براہمنی کا کام تھا اور اس علیہ السلام کا درزی گیری حضرت صالح علیہ السلام کا تھوڑا سا درزی اور عیسیٰ علیہ السلام کا درزی یعنی لوہے کا کام سلیمان علیہ السلام کا زنبیل سازی اور موسیٰ علیہ السلام شعیب علیہ السلام اور حضور ﷺ کا کام بکری چراتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۲) سات چغیروں کو علم کی وجہ سے بڑے فائدے ہوئے۔ آدم علیہ السلام کو ان

کے علم سے فرشتوں سے سجدہ کرایا، حضرت علیہ السلام کو علم نے سوئی علیہ السلام کی حدقات عطا کی، یوسف علیہ السلام کو علم نے قید خانے سے نکال کر تخت و تاج کا مالک بنایا، حضرت سیدنا علیہ السلام کو علم نے بتیس جیسی خوب صورت اور تخت و تاج والی بی بی عطا فرمائی، حضرت داؤد علیہ السلام کو علم نے بادشاہت و ابائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم نے ان کی والدہ سے تہمت دور کرائی۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم ماکان وما یكون (جو کچھ ہوا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کی جانکاری) عطا فرمائی آپ کے سر مبارک پر خلافت البیہ اور شفاعت کبریٰ کا سہرا بندھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۳) حق تعالیٰ شیطان کو ایک لاکھ برس جہنم میں رکھ کر وہاں سے نکالے گا اور فرمائے گا کہ تو اب بھی آدم کو سجدہ کر لے۔ وہ انکار کرے گا اور دوبارہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۴) حضرت حوا کا قد ساٹھ بات کا تھا اور عمر شریف نو سو ستانوے سال کی ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۵) جنت کا کیوں نخل کے ثمرے کے برابر تھا، شہد سے زیادہ نیک و رکنین سے زیادہ نیک اور زمہدار۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۶) فرشتوں نے اللہ کے حکم سے حضرت آدم علیہ السلام کو ہندوستان کے شہر سراندیب (موجودہ سری لنکا) کے اس پہاڑ پر اتارا تھا جس کو ذر کہتے تھے اور حضرت حوا کو عرب کے ساحل پر جدہ میں اور مور کو مروج البند میں اور شیطان کو میمان کے جنگل میں جو مصرہ سے کچھ فاصلے پر ہے یا جس آج یا جوٹ ماجوٹ کی دیوار قائم ہے۔ سانپ کو جستان اصفہان میں۔ اسی سید ہاں اب بھی سانپ زیادہ ہوتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

(۱۰۷) سب سے پہلے کپڑا بننے کا کام حضرت آدم علیہ السلام نے کیا۔ بعد میں آپ بکھیتی باڑی کی طرف مائل ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۸) سب سے پہلی مسجد حضرت شیث علیہ السلام نے بنائی تھی۔ آپ کا مزار پاک

ایوہلیا ضلع فیض آباد بھارت میں مشہور ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۹) مسواک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایجاد کی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۰) قلم کے نکلنے کی شروعات حضرت ادریس علیہ السلام نے کی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۱) حساب کا علم حضرت شیث علیہ السلام کے بیٹے اوس نے ایجاد کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۲) حضرت آدم علیہ السلام نے ہمیشہ بارش کا پانی پیا، کنوئیں کا پانی کبھی نہ پیا۔ سب

سے پہلے وہ علیہ السلام نے ہی چاندی سے روپیا اور سونے سے اشرفی بنائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۳) حضرت آدم علیہ السلام کی مزار شریف مٹی میں مسجد خیف کے پاس بتائی جاتی

ہے۔ حضرت حوا جدہ میں مدفون ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۴) چھ آدمی بہت روئے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام اپنی خطا پر حضرت یعقوب

علیہ السلام بیٹے کی جدائی پر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے خوف سے

حضرت بل بل فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی وفات پر اور امام زین العابدین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کربلا کے واقعہ کے بعد۔ (مکملہ سطر یقت)

(۱۱۵) حضرت آدم علیہ السلام جنت سے تشریف لائے تو آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ

سنانوں ہو گیا تھا۔ تو یہ قبول ہونے کے بعد ان کو حکم ہوا کہ چاند کی تیرہویں چودھویں اور

پندرہویں کاروزہ رکھو۔ چنانچہ آپ نے یہ روزے رکھے۔ ہر دن جسم کا تہائی حصہ اصل رحمت

پر آتا گیا۔ یہ تینوں روزے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک فرض رہے۔ اسلام میں

کبھی کبھار زمانے تک ہر ماہ کے یہ تین روزے فرض رہے تھے۔ اب یہ فرض نہیں بلکہ سنت

ہیں۔ (مکملہ سطر یقت)

(۱۱۶) حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بائبل کا دنیہ آگ اٹھا

کے کئی یہ دنیہ جنت میں رہا پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ بنا۔ (تفسیر ساویٰ تفسیر روح

البیان)

(۱۱۷) حضرت داؤد علیہ السلام کو پھن چلانے میں بہت ماہر تھے کہ اس سے بھیڑیے

چیتے اور شیر تک کا شکار کر لیا کرتے تھے۔ اسی کو بھن سے آپ نے جا لوت کوئل کیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۸) جا لوت بڑا سخت جابر اور ظالم تھا۔ عسقلیق ابن عادی کو مارا تھا۔ تین سو رطل یعنی ڈیڑھ سو سیر کا خود پہنتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۹) تابوت سکینہ شمشاد کی ٹنڈی کا صندوق تھا جس پر سونے چاندی کی چادر چڑھی ہوئی تھی اس کی لمبائی تین ہات اور چوڑائی دو ہات تھی۔ اسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نارل فرمایا تھا۔ اس میں نبیوں اور ان کے مکانات کی تصویریں تھیں اور حرم میں سید الانبیاء علیہ السلام آپ کے دولت کندے کی تصویر سرخ یا قوت میں تھی یہ حضور ﷺ نماز کی حالت میں کھڑے ہوئے ہیں اور آپ کے چاروں طرف صحابہ کرام ہیں۔ یہ صندوق آدم علیہ السلام سے وراثت میں نبیوں کو منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہنچا۔ آپ اس میں تورات کی تختیوں رکھتے تھے اور اپنا سامان جیسے کہ عصا کپڑے نعلین مبارک حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ ان کا عصا اور تھوڑا سا منی جو بنی اسرائیل پر اترتا تھا۔ حضرت موسیٰ جب تک کے اوقات اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اور اس کی برکت سے فائدہ حاصل ہوتی تھی۔ اس سے بنی اسرائیل کو بھی تسکین رہتی تھی۔ آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں ہوتا چلا آیا۔ جب انھیں مشکل پیش آتی تو وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کے دعا کرتے اور ضرور کامیاب ہوتے۔ جب ان کی بے عملی بڑھ گئی تو ان پر قوم عطا تھا مسلط کر دی گئی جو اسرائیلیوں سے یہ تابوت چھین کر لے گئی اور اس کو بے حرمتی کے ساتھ ایک جگہ پر رکھ دیا۔ اس بے ادبی کی وجہ سے عطا تھا سخت بیماریوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ جو کوئی اس تابوت کے پاس پیشاب کرتا تھا یا قہقہا تھا وہ بو اسیر میں مبتلا ہو جاتا تھا۔ عطا تھا کی پانچ بستیاں تباہ ہو گئیں۔ انھیں چھین ہوا کہ یہ مصیبتیں تابوت کی بے حرمتی کی وجہ سے ہیں۔ لہذا انھوں نے یہ تابوت ایک تیل گاڑی پر رکھ کر بیسوں کو ہاتھ دیا۔ فرشتے بیسوں کو ہاتھ دیتے ہوئے تابوت کو طاوت کے پاس لے آئے۔ بنی اسرائیل تابوت کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ یہ وقت تھا کہ انھیں جا لوت کا مقابلہ درپیش تھا جو بہت ظالم اور جابر تھا۔

(۱۲۷) نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سولہ سال کی عمر میں آگ میں ڈال دیا۔ چالیس روز تک آگ میں رہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ آگ آپ پر گلزار بن گئی۔
(تفسیر نعیمی)

(۱۲۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی۔ (نزہۃ المفاری)

(۱۲۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام گیبو میں رنگ کے لیے قدوائے تھے۔ آپ کے بدن پر دال بہت تھے اور اتنے سخت کہ اگر وہ قیصیں بھی پہنے ہوتے تو بال ان سے باہر نکل جاتے اور جب آپ غصے میں آتے تو بال آپ کی نوٹی سے نکل پڑتے۔ جلال کے سبب اثر آپ کی نوٹی جل جاتی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۰) قوم ثمود میں حمیر نامی شخص نے اس لوٹنی کی کوٹھیں (پاؤں کی رکیں) کاٹی تھیں جو حضرت صالح علیہ السلام کے غمزے کے طور پر پتھر سے لگی تھی۔ قوم ثمود پر آسمانی بجلی کا عذاب حمیر کی ای حرکت کی وجہ سے نازل ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۱) سب سے پہلے جو رسول کافروں پر جیسے نئے وہ حضرت نوح علیہ السلام تھے۔ آپ نے ساڑھے سوسال ہدایت فرمائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت نوح علیہ السلام کا نام عبد الشکور رکھا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۳) حضرت اسماعیل ابن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۴) حضرت اسماعیل علیہ السلام تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۵) ہمارے آقا و مولیٰ سید المرسلین ﷺ کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا پھر حضرت نوح علیہ السلام کا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) عوف بن عوف یا عوف بن حنیف کا قد تین ہزار تین سو تینتیس گز تھا۔ یہ قوم ماد

سے تھا۔ اس کی عمر تین ہزار چھ سو برس کی ہوئی۔ ابراہیم کے سر سے لگتا تھا اور جب کسی شہر کے لوگوں سے خفا ہوتا تھا تو ان پر عیشاب کر دیتا تھا جس سے وہ ڈوب جاتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۷) کشتی نوح کی لمبائی ایک سو بیس گز تھی چوڑائی چھ سو گز اور گہرائی تیس گز سے زیادہ تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۸) قوم ہوط کے شہر کو حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمان تک بے جا سراوندھا اسٹ دیا تھا۔ یہ عذاب ان پر لواطت یعنی لونڈی بازی کے سبب نازل کیا گیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۹) حضرت یحییٰ علیہ السلام جب دوبارہ نزل فرمائے تو زمین پر چالیس برس رہیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۰) حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پوری زبان بائبل مادری زبان قبیلہ اسمعی زبان عبرانی تھی۔ فلسطین میں رہ کر وہاں کی زبان بھی سیکھ لی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۱) دو سنگی بہنوں سے ایک شخص کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زہانے سے منسوخ ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۲) حضرت یوسف علیہ السلام جب اپنی والدہ ماجدہ حضرت راتیل کے محل میں آئے اس وقت پاپ کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر شریف اکیانوے سال کی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۳) تفسیر عرائس میں لکھا ہے کہ جو چلی الہی حضرت آدم علیہ السلام پر ہوئی وہی چلی حضرت یوسف پر بھی ہوئی اس لیے جس طرح ادھر فرشتے سجدے میں گرے تھے ویسے ہی ادھر یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد سجدے میں گری۔ (مکملہ سطر یقت)

(۱۴۴) حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں سات سال تک قحط پڑا۔ لوگ پریشان ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے۔ پہلے سال روپیہ اور شریفیوں سے مانج مول لیا۔ دوسرے سال زیور اور جواہرات دے کر تیسرے سال جانور دے کر چوتھے سال غلام بندی کے بدلے پانچویں سال جانور دے کر چھٹے سال اوماو کے بدلے اور

ساتویں سال خود کو حضرت یوسف علیہ السلام پہنچا کر تاریخ خریدی۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۳۵) اصحاب کعبہ تین سو سال تک بنا کھائے پیدے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صحیفہ رمضان المبارک کی پہلی یا تین تاریخ کو عطا

ہوئے۔ (تحفہ الاولیاء عظیمین)

(۱۳۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان زریانی تھی۔ جب سرود کے شرکی وجہ

سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت فرات پار کر کے شام میں تشریف لائے تو اللہ کی قدرت سے

زبان بدل گئی اور یہ زبان عبرانی کہلائی۔ (زبدۃ القاری)

(۱۳۸) عام طور پر یہ مشہور ہے کہ عربی زبان حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ظاہر

ہوئی۔ لہٰذا نے بنی جرہم سے سیکھی تھی اسی لیے ان کی اولاد کو مستقر کہا جاتا ہے۔ اس سے

معلوم ہوا کہ بنی جرہم میں یہ زبان پہلے سے رائج تھی اسی لیے انھیں عارپ کہا جاتا ہے۔ (نزہۃ

القاری)

(۱۳۹) حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور النور رمضان المبارک کو ملی۔ (تحفہ

الاولیاء عظیمین)

(۱۴۰) حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک چیونٹی سے پوچھا کہ تو یک سال میں کتنا

کھا جاتی ہے۔ عرض کی: گیہوں کا ایک دانہ۔ آپ نے ایک دانہ ڈال کر چیونٹی کو یک شیشے

میں بند کر دیا اور ڈالٹ لگا دی۔ برس روز کے بعد کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس نے صرف

آدھا دانہ کھایا ہے۔ فرمایا تو نے آدھا دانہ کیوں چھوڑ دیا؟ چیونٹی یوں: پہلے میرا بھر دسا اللہ پر

تھا۔ میں پورا دانہ کھا لیتی تھی اور یہ جانتی تھی کہ وہ مجھے ہرگز فراموش نہیں کرے گا۔ شیشے میں بند

ہونے کے بعد میرا بھر دسا صرف آپ پر رہا اس لیے میں نے آدھا دانہ چھوڑ دیا اس خیال سے

کہ اگر اس سال آپ مجھے بھول جائیں گے تو باقی کا آدھا دانہ اگلے سال میرے کام آئے

گا۔ (تحفہ الاولیاء عظیمین)

(۱۴۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سفر کے دوران ایک اونچی پہاڑ دیکھا آپ اوپر

چڑھ گئے۔ پھاڑکی چوٹی پر ایک بڑا سناہایت۔ فیدرنگ کا پتھر نظر پڑا۔ آپ اس کے چاروں طرف پھرے اور اس کی خوبصورتی پر حیرت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی: اے عیسیٰ کیا تم چاہتے ہو کہ ہم تمہیں اس سے بھی عجیب چیز دکھائیں۔ فرمایا: ہاں۔ پتھر سچ سے پھٹ گیا۔ اس میں ایک بوڑھا مکلی اوڑھے نماز پڑھ رہا تھا۔ سامنے ایک پھل دار کنڑی رکھی تھی اور اس کے ساتھ انگور تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حیرت سے پوچھا: اے سچ یہ کیا چیز ہے۔ جواب دیا: یہ میری روزی ہے جو مجھے روز ملا کرتی ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تم اس پتھر میں کب سے عبادت کر رہے ہو؟ کیا چار سو برس سے؟ آپ نے فرمایا: الہی تو نے اس سے بھی افضل کوئی حقوق پیدا فرمائی ہے یا نہیں؟ وحی آئی: اے عیسیٰ امت محمدیہ کا وہ شخص جو پندرہویں شعبان کو صلوٰۃ البراقہ ادا کرے میرے نزدیک اس کی چار سو برس کی عبادت سے افضل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کاش میں امت محمدیہ میں ہوتا۔ (زہرۃ الریاض)

(۱۵۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رات چھ رمضان المبارک کوئی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۵۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل مقدس بارہ یا تیرہ رمضان المبارک کو

ملی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۵۴) اسرائیل یعنی عبداللہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا

لقب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام مصر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ایک

کے بعد ایک نبی آتے رہے۔ ان کی گنتی چار ہزار بیان کی گئی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۷) حضرت عیسیٰ کے پاس ایک ایک دن میں پچاس ہزار مریموں کا اجتماع

ہو جاتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۸) من و سلوی میں من ترجمین کی طرح ایک میٹھی چیز ہوتی تھی۔ روز صبح صادق

سے سورج نکلنے تک ہر شخص کے لیے ایک صاع کے برابر آسمان سے نازل ہوتی تھی۔ لوگ

اسے چاروں میں لے کر دن بھر کھاتے رہتے تھے۔ سلوی ایک چھوٹا سا پرندہ ہوتا تھا۔ اسے ہوا لیتی تھی۔ بنی اسرائیل اسے شکار کر کے کھاتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۹) حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنے پر مامور تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تینتیس سال کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے اس وقت تک سفر حضر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کبھی آپ سے جدا نہیں ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۰) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ معظمہ بی بی مریم اپنی پیدائش کے بعد ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا دوسرے بچے ایک سال میں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۱) اصحاب مائدہ نے جب آسمان سے اترے ہوئے خوان کھانے کے بعد کفر کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے حق میں دعا کی تو وہ سوراہ بندر ہو گئے۔ ان کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۲) حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بچے کے گلے پر چھری پھراتے دیکھ کر حیرت سے پکارا اٹھے: اللہ اکبر! اللہ اکبر۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: لا الہ الا اللہ! اللہ اکبر۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا: اللہ اکبر! اللہ اکبر۔ اس سے قرہائی کے دنوں میں یہ تکبیر واجب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۳) اللہ تعالیٰ نے نبیوں میں سے سات نبیوں کو سات علم بزرگی دے دیے۔ فرمائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو علم لغت (و علم آدم الاسماء کلہا۔ سورہ بقرہ آیت اکتیس)۔ حضرت خضر علیہ السلام کو علم فراست (و علمناہ من لدنی علما۔ سورہ کہف آیت پینسٹھ)۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر (و ما نحن من تاویل الاحادیث۔ سورہ یوسف آیت ایک سو ایک)۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں جاننے کا علم (طہا منطوق الطیر۔ سورہ نمل آیت تیرہ)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تورات اور انجیل اور ان کی حکمت کا علم (و ہم الکتاب والحکمۃ والتورۃ والانجیل۔ سورہ آل عمران آیت اڑتالیس)۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فیہ کد زنجیر فرمایا سلطک ما لم تکن تعلم۔ سورہ نساء آیت ایک سو تیرہ۔

(۶۳) حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے لوگوں میں پانچ ہجرات پیش کئے تھے۔ (۱) مکی کی چیزیاں بنانا اور انھیں اللہ کے حکم سے چھوٹکے دے کر صحیح بان دار چیزوں کی طرح اڑا دینا۔ (۲) ماورزادانہ سے کوہنا کر دینا۔ (۳) کوڑھی کو اچھا کر دینا۔ (۴) مردے کو زندہ کر دینا۔ (۵) علم غیب کے ذریعے بتانا کہ بنی اسرائیل کیا کھا کر حضرت کے پاس آئے ہیں اور ان کے گھروں میں کیا پونجی پڑی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل تین بیویوں سے چلی۔ بی بی ہاجرہ مصری تھیں جن کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔ یہ نسل بنی اسماعیل کہلائی۔ دوسری بی بی حضرت سارہ عرق کی تھیں جن کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے جن کے بیٹے حضرت یعقوب عرف اسرائیل تھے۔ یہ نسل بنی اسرائیل کہلائی۔ تیسری نسل تیسری بی بی حضرت قنصورہ یا قنصورہ سے چلی اور بنی قنصورہ یا بنی قنصورہ کہلائی۔ اسے تاریخ میں اس درجے کی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام پندرہویں صدی قبل مسیح کے وسط میں قوم بنی اسرائیل کو مصر سے ہجرت کر کے اپنے آبائی وطن شام اور فلسطین تشریف لے گئے تھے۔ یہودی سفر نامہ جس میں فرعون کے شکر نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا تھا اور آخر کار اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرعون اور اس کا لشکر بحر قلزم میں ڈوب گیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۷) قرآن مجید میں من و سلوی کا جو ذکر ہے اس کے تحت من ترجمین جیسی یعنی شہد کی طرح جمی ہوئی اور لذیذ شبنم کی قسم کی چیز ہوتی تھی۔ سلوی ایک طرح کا شیر ہے جو جزیرہ نماے سینا میں بڑی تعداد میں پایا جاتا ہے۔ زیادہ اونچائی پر نہیں اڑتا بہت جلد تھک جاتا ہے اور بڑی آسانی سے شکار کر لیا جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۸) نصاریٰ صیغہ جمع ہے نصرانی کا۔ ملک شام (موجودہ فلسطین) میں ایک قصبہ بنناصرہ۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام یہیں پیدا ہوئے تھے۔ اسی لیے انھیں یسوع ناصری کہا جاتا ہے۔ نصرانی بھی اسی قصبہ کی مناسبت سے کہا جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۹) تورات کی روایت کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے بیچ دس پشتوں کا فرق ہوا ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی گیارہویں پشت میں تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۰) حضرت یعقوب علیہ السلام کے چار بی بیوں سے بارہ بیٹے تھے۔ تورات میں بنوہ کے نامہ و بن شمعون، لاوی، یسوداہ، اشکار، زبلون، یوسف، بن یامین، دان، نفتالی، جد اور شتر دیے گئے ہیں۔ (مجلد سہ طریقت)

(۱۷۱) حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو سینتالیس کی ہوئی۔ (مجلد سہ طریقت)

(۱۷۲) یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ بقیر بن یقطن بن حام بن نوح کی در (میں سے) سندھ اور ہندو بھائی تھے جن کے نام سے یہ دونوں ملک مشہور ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد حضرت عمران نے ایک سو ستائیس سال کی عمر پائی۔ جب ان کی عمر ستر سال کی ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بس فرعون کو ہلاک فرمایا تھا اس کا نام وہید بن مصیب یا وہید بن مصعب بن ریان بن اراش تھا۔ اسے چار سو سال کی عمر ملی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۵) حضرت یوش بن نون حضرت یوسف علیہ السلام کے حاصر بنام اور ان کے صحابی و شاگرد تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے چالیس سال بعد انھیں نبوت عطا ہوئی تھی۔ ان کے لیے سورج واپس ہوا تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۷۶) حدیث میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا یہ نام اس لیے پڑا کہ یہ ایک چکنی سفید زمین پر بیٹھے تو وہاں سبزہ اگ آیا۔ (بخاری شریف)

(۱۷۷) کل گیارہ بچوں نے جوارے میں کلام کیا: (۱) محمد رسول اللہ ﷺ۔ (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ (۴) حضرت مریم۔ (۵) جبریل کی گواہی

دیئے ولا پچہ۔ (۶) حضرت یوسف علیہ السلام کا گواہ۔ (۷) کھائی والوں کا پچہ۔ (۸) اس بوڈی کا پچہ جسے بنی اسرائیل کے زمانے میں زنا کی تہمت لگائی تھی۔ (۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ (۱۰) حضرت آسیہ (فرعون کی بی بی) کی نادرہ کا وہ پچہ جسے کھوتے ہوئے تیل میں جھپٹا لیا۔ (۱۱) یہود کا وہ پچہ جو اپنے ماں باپ کو لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو صلوٰۃ سلام عرض کیا۔ (شیخ جلال الدین سیوطی)

(۸-۱) ایک قول یہ ہے کہ حضرت خضر کا نعل کے بیٹے ہیں۔ دوسری روایت میں حضرت ایسا علیہ السلام کا بھائی بتایا گیا ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۹-۱) بہہر غلام کا خیال ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اب بھی زندہ ہیں درجہ اول کے بعد حسب ایمان ائمہ جائز ہے گا اس وقت وصال فرمائیں گے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۸۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام مہر اور حضرت ایسا علیہ السلام ہر سال حج میں شریک ہوتے ہیں اور احرام سے باہر آنے کے لیے ایک دوسرے کے بال اتارتے ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۱۸۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہر اہلی میں حضرت خضر علیہ السلام نے جس بچے کو مار ڈالا تھا اس کا نام ایک روایت کے مطابق جیسور اور دوسری روایت کے مطابق جیسون تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۲) مفسرین کا قول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی حضرت یعقوب علیہ السلام کے خواب میں گیارہ بھیڑیے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب میں گیارہ ستارے نظر آئے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے خواب میں وہ گناہ کی حالت میں دکھائی دیے اس لیے بھیڑیوں کی سی صورت تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب میں توبہ کی حالت میں نظر آئے اس لیے تاروں کی شکل میں تھے۔ (مکدستہ طریقت)

(۱۸۳) کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ تین سالوں کا کچھ جواب نہیں ہے: (۱) اے

حضرت یعقوب عیسیٰ اسلام آپ یوسف کو بہت چاہتے ہیں پھر دشمنوں کے ہاتھ میں کیوں دے رہے ہیں؟ (۲) اے مسلمان تو اللہ کو بہت چاہتا ہے پھر نافرمانی کیسی؟ (۳) اے اللہ مومن بندے کو دے بہت چاہتا ہے پھر یہ مصیبت کیسی؟ (گلدستہ طریقت)

(۱۸۴) جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو رخصت کیا تو ان کے بازو پر جنتی پیر بن تعویذ بنا کر باندھا جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس وقت لاکر پہنایا تھا جب انھیں آتش نمرود میں ڈالا جا رہا تھا۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۸۵) جس کنوئیں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے پھینکا تھا اس کے مختلف سوراخوں میں موذی کیزے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تمام موذی جانوروں کو پکارا: خبردار! کوئی جانور اپنے سوراخ سے باہر نہ نکلے کیونکہ آج تمہارے گھر لند کا خاص بندہ مہمان بن کر اترتا ہے۔ یہ حکم سنے ہی سارے موذی جانور اپنے اپنے گھروں میں گھس گئے۔ ایک سانپ شقاوت سے حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈانسنے کے لیے پکا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس پر ایک چٹخی ماری جس سے سانپ بہرا ہو گیا اور سانپوں کی نسل قیامت تک کے لیے بھری ردی گئی۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۸۶) حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں سے ڈول کے ذریعے نکالنے والے مصری کا نام مالک تھا۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۸۷) ایک شیر پر حضرت یوسف علیہ السلام کا گندہ ہوا وہاں کے لوگوں نے سمجھا کہ یہ خدا ہے۔ اس کی صورت بنا کر پوجنے لگے۔ پھر ایک اور شیر پر حضرت یوسف علیہ السلام کا گندہ ہوا وہاں کے لوگ بہت پرست تھے۔ جب انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اپنے بتوں کو توڑ ڈالا اور کہا: جس خدا نے یہ بیاری صورت بنائی ہے وہ بھڑکا لائق ہے اور ہمیشہ کے لیے وہ لوگ اللہ والے ہو گئے۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۸۸) جب حضرت یوسف علیہ السلام کی مصر میں آمد مشہور ہوئی تو ہزاروں آدمیوں

نے مامک کے گھر کو پھیر لیا اور کہنے لگے ہم یوسف کی ملاقات کو آئے ہیں۔ مامک نے کہا اچھا ایک اشرفی ان کی منہ دکھائی ہے۔ ہر شخص ایک اشرفی حضرت یوسف علیہ السلام کے قدموں میں ڈال کر ملاقات کرتا تھا۔ ایک دن میں چھ لاکھ اشرفیاں جمع ہوئیں۔ دوسرے دن دو اشرفیاں منہ دکھائی مقرر ہوئی اس روز بارہ لاکھ اشرفیاں جمع ہوئیں۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۸۹) حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کے سامنے اپنے بے گناہی کے ثبوت میں ایک چار ماہ کے بچے کو پیش کیا تھا۔ یہ بچہ زلیخا کا رشتہ دار تھا۔ اس بچے نے حضرت یوسف علیہ السلام کی موافقت میں گواہی دی تھی۔ جب وڈر کا جواں ہوا تو حضرت یوسف علیہ السلام اس کی بڑی عزت کرتے تھے اور اپنی بادشاہت کے زمانے میں اسے بہت بڑا عہدہ دیا تھا۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۹۰) جب حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے قید کا حکم ہوا اور آپ قید خانے کے دروازے پر پہنچے تو رونے لگے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وجہ پوچھی تو فرمایا اس لیے روتا ہوں کہ قیدانی نے میں کوئی پاک جگہ نہیں بے کہ وہاں نماز پڑھوں۔ حضرت جبرئیل صلیبیہ السلام بڑے آپ جہاں چاہے نماز پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے قیدانی کے اندر چائیس گز تک زمین کو پاک فرما دیا ہے۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۹۱) ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام قید خانے میں آئے اور اپنا نورانی عذاب حضرت یوسف علیہ السلام کے دامن مبارک میں ڈال دیا۔ اس وقت سے آپ کو خوابوں کی تعبیر کا علم حاصل ہو گیا۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۹۲) حضرت یوسف علیہ السلام پر ان کے بھائیوں نے چوری کا الزام لگایا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کو والد کی وفات کے بعد پھوپھی پرورش کرتی تھیں۔ جب یوسف علیہ السلام مژدہ و شیراز ہوئے تو یعقوب علیہ السلام نے انھیں گھر لے جانا چاہا۔ پھوپھی حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت چاہتی تھیں۔ اس لیے ان کی کمر میں پٹکا باندھ کر شورخاں کر دیا کہ میرا بچا گم ہو گیا ہے۔ تلاش لینے پر حضرت یوسف علیہ السلام کی کمر سے پٹکا برآمد ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ

اسلام کے شرعی قانون کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کو بچو بھیجی کے پاس رہنا پڑا۔
(گلدستہ یقت)

(۱۹۳) بنی اسرائیل کے یہاں پیشاب کے احکام بہت سخت تھے۔ اگر کپڑے میں لگ جائے تو جلا دلو اور اگر بدن میں لگ جائے تو اتنی کھال چھیل ڈالو۔ (تفسیر نعیمی)
(۱۹۴) مسجد حرام میں جہاں کعبہ کا طواف ہوتا ہے اور جسے منافی کہتے ہیں وہاں ستر نہیں کے عزراست بتائے جاتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۵) اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں عطا فرمائی تھیں:
(۱) عصا۔ (۲) ید بیضا۔ (۳) کوہ مقدس جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں تھا پھر اللہ تعالیٰ نے سے مل فرمایا۔ (۴) دریا کا پھنسا اور اس میں راستہ بنایا۔ (۵) مخلوقان۔ (۶) خون کی وہ۔
(تفسیر نعیمی)

(۱۹۶) بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اللہ ﷻ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تھا میں آج رات اپنی نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا ہر ایک حاملہ ہوگی اور ہر ایک سے راہ خدا میں جہاد کرنے والا سوار پیدا ہوگا۔ مگر یہ فرماتے وقت زبان مبارک سے ان شاء اللہ نہیں فرمایا تھا تو کوئی بھی بیوی حاملہ نہیں ہوئی سوائے ایک کے اور اس سے بھی ادھر اچھے پیدا ہوئے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا اگر سلیمان علیہ السلام نے ان شاء اللہ فرمایا ہوتا تو ان سب عورتوں کے گڑ کے ہی پیدا ہوتے اور وہ سب راہ خدا میں جہاد کرتے۔ (نزہۃ القاری)

(۹۰) اصحاب کبف کے نام لکھ کر دروازے پر لگا دیے جائیں تو مکان چنے سے محفوظ رہتا ہے۔ جان و مال کی حفاظت کے لیے بھی مجرب ہے۔ اصحاب کبف کے نام یہ ہیں:
مکسملینا، یسینا، سرتونس، بینونس، سارینونس، نوذو، نواس، کشفیط، جنونس۔ ان کے کتے کا نام قطیمیر ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹۸) اصحاب کبف اپنے نام میں سال میں ایک بار دسین مجرم کو کروٹ بدستے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی ہدیت سے ان کی حفاظت فرمائی ہے کہ ان تک کوئی نہیں جاسکتا۔ جنگ روم کے وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ایک جماعت نے غار میں داخل ہونا چاہا مگر اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا چرائی کہ سب جل گئے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹۹) حضرت ادریس علیہ السلام کا م اختوش یا اختوخ ہے۔ آپ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کے دادا ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ ہی پہلے رسول ہیں۔ آپ کے والد حضرت شیث علیہ السلام ہیں۔ سب سے پہلے جس شخص نے قلم سے لکھا وہ آپ ہی ہیں۔ کپڑوں کے سینے اور سلے ہوئے کپڑے پہننے کی شروعات بھی آپ ہی سے ہوئی۔ آپ سے پہلے لوگ کھائیں پہنتے تھے۔ سب سے پہلے ہتھیار بنانے والے ترازو اور پیانے قائم کرنے والے اور علم نجوم اور علم حساب میں نظر فرمانے والے بھی آپ ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تیس صحیفے نازل فرمائے اور آسمانی کتابوں کا کثرت سے درس دینے کے سبب آپ کا نام ادریس ہوا۔ (قاضی میضائی)

(۲۰۰) ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی گود میں بیٹھے تھے۔ آپ نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر اس کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ رسید کیا۔ غصے میں فرعون نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کی بیوی حضرت آسیہ نے کہا: اے بادشاہ یہ نادان بچہ ہے۔ بھی نا سمجھ ہے۔ تو چاہے تو زنا کش کر لے۔ اس آزمائش کے لیے ایک تھال میں انگارے اور ایک دوسرے تھال میں سرخ یا قوت آپ کے سامنے رکھے گئے۔ آپ نے یا قوت لینے چاہے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے نے آپ کا ہات انگاروں پر رکھ دیا۔ آپ نے ایک نگارہ اٹھ کے منہ میں رکھ لیا جس سے زبان مبارک جل گئی اور لکنت پیدا ہو گئی۔ اس کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قرآن میں بیان کی گئی: **وَاحْطِلْ عَقْدَ ذَمِّنْ لِسَانِي** یعنی اور میری زبان کی گڑبھول دے۔ پارہ وہاب سورہ طہ آیت ستائیس۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۱)۔ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عمر شریف تین سال کی تھی اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامل عقل عطا فرمائی اور آپ کی طرف وحی کی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں ایسی ملاحت تھی جسے دیکھ کر ہر شخص کے دل میں محبت جوش مارے ملگتی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کئی برس تک حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس مصر سے آٹھ منزں دور مدین نامی شہر میں مقیم رہے اور ان کی صاحب زادی مغورہ کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۴) فرعون نے جب جادوگروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لیے بلایا تو جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ ہم موسیٰ کو سوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انھیں ایسا موقع دیا گیا۔ انھوں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خواب میں ہیں اور عصائے شریف پہرہ دے رہا ہے۔ یہ دیکھ کر جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ موسیٰ جادوگر نہیں ہیں کیونکہ جب جادوگر سوتا ہے تو اس کا علم بھی سو جاتا ہے۔ مگر فرعون نے انھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سامنا کرنے پر مجبور کر دیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۵) اب دنیا میں جتنے انسان ہیں وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے کشتی سے اترنے کے بعد ان کے ہم راہیوں میں سے سارے مرد عورت مرتے۔ صرف آپ کی اولاد اور ان کی عورتیں بچیں۔ انھیں سے دنیا کی نسلیں چلیں۔ عرب اور فارس اور روم آپ کے بیٹے سام کی اولاد ہیں اور سب ان کے لوگ آپ کے بیٹے حام کی نسل سے ہیں۔ اور ترک اور یاجوج و ماجوج وغیرہ آپ کے بیٹے یافث کی اولاد سے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۶) حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیچ دو بزرگ چھ سو چالیس برس کا زمانہ گزرا اور دونوں حضرات کے بیچ جو دو گزرا اس میں صرف دو ہی ہوئے: ایک حضرت ہود علیہ السلام اور دوسرے حضرت صالح علیہ السلام۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۷) حضرت سلیمان علیہ السلام اتنے بڑے بادشاہ ہو کر درختوں کے پتوں سے لکھے اور ڈھیریں بنایا کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوئی پیشہ نہیں اپنایا بلکہ ہمیشہ سیاحت فرماتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۹) حضرت اسحاق علیہ السلام کا نکاح حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی سے ہو تھا۔ ان کے بطن سے دو بیٹے عیسیٰ یامیس اور یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (مکملہ سطر یقت)

(۲۱۰) حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کا نام زلیخا تھا جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے ماموں یا ان یا، بان کی چوتھی بیٹی تھیں۔ (مکملہ سطر یقت)

(۲۱۱) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جس وقت اللہ کے حکم سے فرعون کے شہر سے کوئی فرار یا اس وقت آپ کے ساتھ چھ لاکھ ستر ہزار بنی اسرائیلی تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کے ساتھ سنگ مرمر کا ۲۲ بولت تھا جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی نقش مبارک تھی۔ یہ بولت سب سے آگے دکھائی اور اسی کی برکت سے منتظر ہوئے۔ (مکملہ سطر یقت)

(۲۱۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جنت کے درخت آس کی کڑی کا تھا جو حضرت آدم علیہ السلام وہاں سے اپنے ساتھ لائے تھے اور ان سے منتقل ہوتا ہوا حضرت شعیب علیہ السلام تک پہنچا تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بکریاں چرائیں تو انھیں دیا گیا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کے قد کی طرح دس ہات لہا تھا۔ اس میں دو شاخیں تھیں جو تاریکی میں دو مشعلوں کی طرح چمکتی تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام اس عصا سے بکریوں کے لیے پتے بھی جھاڑتے تھے اور اس پر نگیہ بھی نکاتے تھے۔ یہ عصا صرف موسیٰ علیہ السلام کے ہات میں کام آتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۴) حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بادشاہ نے صرف اس لیے شہید کیا کہ وہ اپنی سوتلی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا تھا اور ان دو حضرات نے اس کو حرام فرمایا اور اس کی مرضی کے مطابق فتویٰ نہ دیا۔ (قصص الانبیاء)

(۲۱۵) سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا اور اپنی اولاد کا ختمہ کیا۔ آپ

سے پہلے پیغمبر ختم شدہ پیدا ہوتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کئی اولیات کا شرف حاصل ہے۔ سب سے پہلے آپ ہی کے ہاں فیہ ہوئے پہلے آپ ہی نے ماخن اور ڈاڑھی ترشوائی اور زیر ناف ہال دور کرنے کو رواج دیا کہ آپ کے دین میں یہ باتیں فرض تھیں اور دین اسلام میں سنت۔ پہلے آپ ہی نے سلا ہوا پانچواں پہنا۔ پہلے آپ ہی نے بالوں میں خضاب کیا۔ پہلے آپ ہی نے منبر بنوایا اور اس پر خطبہ پڑھا۔ پہلے آپ ہی نے اپنے ہاتھوں میں عصا یا۔ پہلے آپ ہی نے اندکی راہ میں جہاد کیا جب کافر آپ کے پیچھے حضرت لوط علیہ السلام کو قید رکھے تو آپ نے ان سے جہاد کیا اور حضرت لوط علیہ السلام کو ان سے چھڑا لیا۔ پہلے آپ ہی نے مہمان نوازی کی کہ بنا مہمان کبھی کھانا نہیں کھایا اور مہمان کی تلاش میں چار چار کوس نکل جاتے تھے۔ پہلے آپ ہی نے شیر مال اور پرانے پکوان مہمانوں کو کھلائے۔ پہلے آپ ہی نے معاف کر دینی گلے ملے۔ پہلے آپ ہی کو بہت مال اور خاندان دیئے۔ پہلے آپ ہی نے شریہ (شوربے میں پکی ہوئی روٹی) تیار کی۔ قیامت میں سب سے پہلے آپ ہی کو لباس فاخرہ عطا ہوگا اس کے فوراً بعد ہمارے حضور ﷺ کو۔ آپ ہی اپنے بعد والے پیغمبروں کے والد ہیں۔ ہر آسمانی دین میں آپ ہی کی پیروی اور اطاعت ہے۔ مسلمانوں کے مردہ بچوں کی آپ اور حضرت سارہام برزخ میں پرورش کرتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۷) ایک بار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں قحط پڑا۔ تلہ کہیں میسر نہ ہوتا تھا۔ آپ نے یورپوں میں سرخ ریت بھرتے ہوئے لیا۔ جب کھو گیا تو شرقی گیسوں نکلے۔ جب انھیں دیا گیا تو پودوں میں جز سے لاپتہ نکلیاں لگیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸) ایک بار کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دو شیر چھوڑے۔ شیروں نے آپ پر حملہ نہیں کیا بلکہ آپ کو جمد کیا اور آپ کے قدم مبارک چاننے لگے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام کا ختم پیدائش سے ساتویں دن اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ختم تیرہویں سال کیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام آخر عمر تک اولاد تھے۔ بیٹے کی دعا مانگ کر کہتے تھے اُسْمَعِ ایل۔ اُسْمَعِ لِقَا عربی ہے اور ایل عبرانی میں خدا کا نام ہے۔ اُسْمَعِ ایل کے معنی ہوئے اے خدا میری سن لے۔ جب اللہ تعالیٰ نے انھیں بیٹا عطا فرمایا تو اس دعا کی یادگار کے طور پر آپ نے بیٹے کا نام اسماعیل رکھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یٰ ذی القعدة کو بچے کی تعمیر شروع فرمائی تھی اور اسی ماہ کی پچیس تاریخ کو ختم فرمادی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام مہلوفان نوح سے ایک ہزار سات سو نو سال بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار تین سو سال پہلے بابل شہر کے قریب کوئی نامی جگہ میں پیدا ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی ولادت ابو ازہارے کے مقام سوس میں ہوئی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے چچا کی بیٹی سارہ سے نکاح کیا پھر حضرت ہاجرہ سے۔ حضرت سارہ کی وفات کے بعد قنطورہ یا قنورہ سے۔ تین بی بیوں سے چھ بیٹے تھے۔ حضرت ہاجرہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے جو سب سے بڑے تھے۔ حضرت سارہ سے حضرت اسحاق علیہ السلام جو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے چودہ سال چھوٹے تھے۔ قنطورہ بنت یقطن کنعانیہ سے چھ بیٹے مدینہ مدینہ ایزمران، عقیس، انیشیق اور نوح۔ یہ سب متقی مسلمان ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۴) حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر ایک سو ستائیس برس کی ہوئی۔ آپ نے مصر میں وفات پائی اور وصیت کے مطابق بیت المقدس میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی قبر انور کے پاس دفن کیے گئے۔ (مکملہ سہ طریقت)

(۲۲۵) حضرت نوح علیہ السلام کا ماہ شکر ہے اور لقب نوح کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہت نوح اور گریہ و زاری کرتے تھے۔ آپ پہلے صاحب شریعت نبی ہیں اور شرکین کو ڈرانے والے پہلے پیغمبر ہیں۔ آپ ہی پہلے نبی ہیں جن کی بددعا سے کافروں پر

عذاب آیا۔ آپ دوسرے ہوا بشر جن کے طوفان کے بعد تمام لوگ آپ کی اداویں۔ آپ کے بارے میں ہوئے نہ کوئی دانت نہ راز قیامت میں حضور اکرم ﷺ کے بعد آپ ہی کی قبر پر پہلے کھدائی۔ (حازن تفسیر کبیر تفسیر ساوی)

(۲۲۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام ابو الانبیاء ہیں کہ سات نبیوں کے سوا تمام نبی آپ ہی کی اداویں۔ وہ سات نبی یہ ہیں: حضرت آدم، حضرت عیسیٰ، حضرت دریس، حضرت نوح، حضرت صالح، حضرت ہود اور حضرت لوط علیہم السلام۔ (تفسیر روح البیان)

(۲۲۷) حضرت داؤد علیہ السلام کو تجڑے کے طور پر اچھی آواز ملی تھی۔ جب آپ زبور تلاوت فرماتے تو آپ کے پیچھے عام لوگ ان کے پیچھے جنات ان کے پیچھے چرند پرند اور جانور جمع ہو جاتے تھے۔ چڑیاں آپ پر سایہ کرتی تھیں۔ (روح البیان حازن وغیرہ)

(۲۲۸) زبور کا مطلب ہے نکلی ہوئی کتاب۔ اس میں ڈیڑھ سو سورس تھیں جن میں احکام شریعت بہت تھوڑے تھے۔ حکمت و عطا کردہ الہی وغیرہ زیادہ تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۹) عرب میں کل پانچ نبی تشریف لائے۔ حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت اسماعیل، حضرت شعیب اور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ علیہم السلام۔ (تفسیر ساوی)

(۲۳۰) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مشہور لقب مسیح ہے۔ یہ عبرانی زبان میں مسیح تھا یعنی مہارک۔ (روح البیان)

(۲۳۱) ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے پانی سے بنایا۔ ہم جمہا ہوا پانی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہوا سے بنایا۔ آپ ہوا یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی پھونک پر کھنٹی ہوئی رہائی تصویر ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیچ سترہ سو سال کا فاصلہ ہے۔ اس دوران ایک ہزار سے زیادہ نبی تشریف لائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۳) ملک عرب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ہمارے آقا و مونی ﷺ کے بیچ تقریباً چار ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو بیس سال کی ہوئی۔ آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات سے چار سو برس بعد پیدا ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سات سو برس بعد۔ (خازن)

(۲۳۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام آپ کے خلیفہ بنے۔ آپ نے ایک سو چھبیس کی عمر میں وفات پائی۔ افراسیم پراڑ میں دفن کیے گئے۔ آپ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ستائیس سال زندہ رہے۔ (تفسیر خازن)

(۲۳۶) عمان سے جاتے ہوئے بیت المقدس کے قریب ایک معموں بستی ہے جس کا نام کلیم اللہ ہے یہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار اقدس ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۷) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت و قریب آیا تو ملکہ الموت جناب عزرائیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اجل کا پیام سنایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جہاں میں آکر ان کے ایسا طمانچہ مارا جس سے ان کی آنکھ جاتی رہی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۸) حضرت ادریس علیہ السلام کے دین کا نام صائبہ تھا اس میں توحید و طہارت روزہ وغیرہ عبادتیں تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۹) حضرت ادریس علیہ السلام کا مہر مس تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر جاتے تو روزہ رکھ کر جاتے اور تورات پینے کے لیے آپ کو اللہ کے حکم سے چالیس روز سے رکھنے پڑے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۱) حضرت آدم علیہ السلام بالائیں پیدا ہوئے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۲) حضرت حزقیل حضرت ابراہیم حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے مردے زندہ ہوئے۔ پانچویں ہمارے حضور ﷺ ہیں جنہوں نے اپنے و بعدین اور بہت سے مردوں کو زندہ کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۳) حضرت حزقیل بن صوری علیہ السلام کو ذوالکفل بھی کہتے ہیں کیونکہ انہوں

نے ایک ہار ستر پیغیروں کو ضامن بن کر قتل ہونے سے بچایا تھا۔ ذوالکفل کا مطلب ہے ضمانت والا۔ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ یوشع بن نون ان کے خلیفہ کا لب بن یوشع بن نون کے خلیفہ حضرت حزقیل علیہ السلام کی کنیت ابن جوز ہے کیونکہ ان کی والدہ نے انھیں بڑھاپے میں پایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۴) حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کو خدا اول کہتے ہیں اور عاد ثانیہ (دوسری) حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ہے۔ اسی کو ثمود کہتے ہیں۔ ان دونوں کے بیچ سو برس کا فاصلہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۵) حضرت داؤد علیہ السلام بڑی فصاحت اور بلاغت والے تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے نابعد فرمایا۔ رب تعالیٰ نے آپ کو جو چاہا سکھایا۔ پرندوں کی بولی پہنچانے کی تسبیح چینی کا کلام سمجھنا اچھی آواز وغیرہ۔ آپ کے دست مبارک میں وہ ہارم پہنچا تھا۔ آپ بادشاہ ہونے کے باوجود محنت مشقت کر کے روٹی کھاتے تھے۔ زرہ بنا کر پہنتے تھے اور اسی آمدنی پر گزارہ کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ پر ٹرسٹ دور سے پھونکیں مار رہا تھا۔ اس کی پھونکوں سے آگ تیز نہ ہوئی مگر وہ قیامت تک مار کا مستحق ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس کا مار دینا ثواب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۷) حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اجزائے زمین یعنی کھاری اور مٹھا کا اٹا اور نمید سرخ اور زرد سے ترتیب دیا اور آپ کا پتلا چالیس برس تک بنا روت کے مکہ مکرمہ اور طائف کے بیچ کی وادی نعمان میں رہا۔ اس کے بعد روت جسم میں آئی۔ کچھ روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا سر مبارک کعبہ کی خاک سے اور سینہ بیت المقدس کی خاک سے تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۸) حضرت شعیب علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے ماننے والے تھے۔ آپ بنی اسرائیل پر اتارے گئے۔

(تفسیر نعیمی)

(۲۴۹) حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر آ کر جو سب سے پہلی عبادت کی وہ توبہ

تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۰) حضرت علیہ السلام کی ایک بزرگ بڑیاں بتائی جاتی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۱) حضرت داؤد علیہ السلام کی نانو سے لڑیاں تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۲) جنت میں گیہوں کھاتے وقت حضرت حوٰئے دو منگی گیہوں اپنے پاس رکھ

یے تھے اور ایک منگی گیہوں حضرت آدم علیہ السلام کو کھلایا تھا۔ رب تبارک و تعالیٰ نے اس کے برعکس لڑکیوں کو ایک حصہ میراث دی اور لڑکوں کو دو حصے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر ان کے حواریوں کے یہ جو دسترخوان

سمان سے اتر آئے وہ سرخ غلاف سے ڈھکا ہوا تھا۔ اس میں سات مچھلیاں اور سات روٹیاں تھیں۔ ان مچھلیوں پر سینے نہ تھے نہ اندر کا تھا۔ اس سے روغن نکلا ہوا تھا۔ مچھلیوں کے سروں کے آگے سرکہ اور ذم کی طرف تھک اور اس پاس بڑیاں تھیں۔ روٹیوں میں آیا ہے کہ پانچ روٹیاں تھیں ایک روٹی پر زیتون دوسری پر شہد تیسری پر گھی چوتھی پر پنیر اور پانچویں پر بھنا ہو گوشت رکھا تھا۔ پہلے دن سات بزار تین سو آدمیوں نے کھایا پھر وہ خوان اٹھا اور لوگوں کے دیکھتے دیکھتے اڑتا ہوا ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ یہ خوان چالیس دن تک روزانہ یا ایک دن آڑ کر کھا جا رہا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۴) عرب پہلے دین ابراہیمی پر تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کے

بیٹے ثابت کہجے کے متولی ہوئے۔ ان کے بعد جرہم قبیلہ متولی ہوا۔ اس قبیلے کے عمرو بن نفی نے جوخذہ قبیلے کا مورث اعلیٰ تھا یعنی جرہم کو بیت اللہ سے نکال دیا اور خود متولی بن بیٹھا۔ اس کا اصلی نام عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر از دئی تھا عرب میں بت پرستی کی بنیاد اسی نے رکھی۔ یہ بات سے بت لایا اور کہجے میں اور اس کے پاس نصب کیے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۵) حدیث میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا

کہ نبیوں کی گنتی کتنی ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ عرض کیا: ان میں رسول کتنے ہیں؟ فرمایا: تین سو دس سے کچھ زیادہ۔ اور ایک روایت میں ہے تین سو پندرہ۔ تیسری روایت میں ہے تین سو تیرہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک قبیلے کو گھونسا مار کر بلاک کر دیا تھا مگر ان پر قصاص یعنی خون کا بدلہ واجب نہ ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۷) حضرت سلیمان علیہ السلام جب تخت پر اڑتے تھے تو آپ کے ساتھ ایک ہزار نبی ہوتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۸) حضرت جبرئیل علیہ السلام ملک شام میں فاطمین میں رہتے تھے۔ اس ملک کا ایک بادشاہ دریا نہ تھا جو بتوں کو پوجتا تھا۔ حضرت جبرئیل چونکہ توحید کی تبلیغ کرتے تھے اس لیے بادشاہ ان کی جان کا دشمن ہو گیا۔ اس نے مختلف طریقوں سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ہزار ہا بار مگر اللہ تعالیٰ نے ہر بار آپ کو زندہ کیا۔ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پناہ مانگنے کی طرف اٹھا کر کہا: اے رب تو سب کچھ جانتا اور دیکھتا ہے۔ آج سات برس سے میں تکلیفیں اٹھا رہا ہوں۔ تو نے کہا تھا کہ سات برس تک کافروں کے رنج و غم اٹھائے اور صبر کر دے۔ اے اللہ میری مدت پوری ہوئی۔ اب میں صبر نہیں کر سکتا۔ کافروں کے ہاتھ سے بہت تلک آ گیا ہوں۔ اے میرے رب مجھے شہادت نصیب کر اور ان کافروں پر عذاب نازل کر۔ اس کی دعا ختم ہوتے ہی ایک غصب آگ آسمان سے اتر کر ایک بجلی کی طرح کافروں پر گری۔ یہ دیکھ کر ایک کافر نے حضرت جبرئیل علیہ السلام پر تلوار ماری کہ اس کی دعا ہے عذاب اترے گا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام شہید ہوئے۔ آسمانی آگ نے کافروں کو جلا دیا۔ ان میں سے تیس ہزار لوگ جو ایمان لائے تھے وہ بچ گئے۔ (قصص الانبیاء)

(۲۵۹) اللہ تعالیٰ نے تین عبادہ بیان لیے تھے جنہیں جنت کا کہا جاتا ہے۔ ایک تو اپنے رب ہونے کا جو عام انسانوں سے لیا گیا تھا۔ دوسرا حضور ﷺ پر ایمان لانے کا جو

حضرات انبیائے کرامؑ ہم اسلام سے لیا گیا تھا۔ تیسرا عبد اللہ کی کتاب کو نہ چھپانے کا اور اسے لوگوں تک پہنچانے کا۔ یہ عبد بنی اسرائیل کے علماء سے لیا گیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام بہت شرمیلے اور ستر پوش نبی تھے۔ ان کے بدن کا کوئی حصہ نکلا نہ دیکھتا تھا اور یہ بات ان کی حیا داری کی وجہ سے تھی۔ کچھ بنی اسرائیل نے انھیں تکلیف دی اور کہنے لگے کہ اس قدر لباس پوشی کی کوئی خاص وجہ ہے یا تو جلد کا کوئی عیب ہے یا فیہ داغ کی بیماری ہے یا خصیہ بڑا ہونے کی بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بے عیب ہونا ظاہر ہو جائے۔ ایک روز آپ چھائی میں نہانے کے لیے کھڑے ہوئے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیے۔ اللہ کے حکم سے وہ پتھر کپڑے لے بھاگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے یہ کہتے ہوئے بھاگے: اوہ پتھر میرے کپڑے اوہ پتھر میرے کپڑے۔ آخر میں اسی حالت میں بنی اسرائیل کی ایک جماعت تک پہنچ گئے۔ لوگوں نے آپ کو نکا دیکھا اور بہترین جسمانی سلامت پائی۔ کہنے لگے: موسیٰ میں تو خدا کی قسم کوئی عیب نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لے لیے اور پتھر کو مارنے لگے۔ خدا کی قسم: موسیٰ کے مارنے سے پتھر میں تین یا چار یا پانچ نشان پڑ گئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۱) نبیوں کی وفات ہماری طرحت جبراً نہیں ہوتی بلکہ ملک الموت خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور ان کی اجازت سے روح قبض کرتے ہیں۔ نبیوں کی وفات اختیاری ہوتی ہے یعنی ان کی اپنی مرضی کی ہوتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۲) فقہاء کے نزدیک سونا وضو توڑتا ہے اور موت غسل۔ مگر نبی کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا اور شہید کی موت غسل نہیں توڑتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اور آدم علیہ السلام نے آپس میں ٹکرا رکی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تم وہ آدم ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اپنی روئے پھونکی فرشتوں سے سجدہ رایا رہنے کے لیے

جنت عطا کی، لیکن تم نے مافرمانی کر کے لوگوں کو جنت سے نکلوا دیا اور زمین پر پہنچوا دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کہتے تھے: تم وہ موسیٰ ہو کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لیے چنا، اپنا کلیم بنایا، لو جس عطا کیں جن میں ہر چیز کا بیان تھا، اپنا ہمارا زبانیا، تم بتاؤ کہ مخلوق کے پیدا کرنے سے کتنے پہلے اللہ نے تورات کو پیدا کیا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہتے تھے: چالیس سال پہلے پیدا کیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام بولے: کیا اس میں لکھا ہے کہ آدم نے اپنے رب کی مافرمانی کی اور تم راہی اختیار کی؟ حضرت موسیٰ نے کہا: ہاں لکھا ہوا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: موسیٰ، جو بات میرے رب نے میرے لیے چالیس سال پہلے مقرر کر دی تھی اس پر تم مجھے ملامت کرتے ہو؟ حضور ﷺ فرماتے ہیں: آدم علیہ السلام اس مقدمہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے۔ (بخاری شریف)

(۲۶۴) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی ظلم سے قتل کیا جاتا ہے تو اس خون میں پہلا حصہ آدم علیہ السلام کے بیٹے قاتل کا ہوتا ہے کیونکہ سب سے پہلے قتل کا طریقہ جاری کرنے والا وہی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنانے والا پہلا شخص ساواں نامی ایک یہودی فریسی تھا جو حواریوں کو بہت تکلیف دیتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد اس شخص نے اعلان کیا کہ اس نے مسیح کا نور دیکھا ہے۔ پھر وہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا مبلغ بن کر حواریوں میں شامل ہو گیا۔ اپنا نام بدل کر پولوس رکھ دیا۔ یہی شخص عیسائی دنیا میں سینٹ پال کے نام سے مشہور ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۶) حضرت ایوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور دس پانچویں شخص تھیں جن میں تھے۔ ان کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والے شخص تھے ترانوے برس کی عمر پا گئے۔ جہاں رہتے تھے وہ جگہ اب دیر ایوب کے نام سے مشہور ہے۔ وہیں مزار پاک بھی ہے۔ یہاں ایک پتھر ہے جس پر قدم کا نشان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قدم پاک کا نشان ہے۔ وہاں

ایک چشمہ بھی ہے جس کا پانی برکت والا سمجھا جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۷) ترمذی شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو وہ اون کا میل اون کی چھوٹی ٹوپی اون کا جبہ اور سرے ہوئے گدھے کی کھال کی جوتیاں پہنے ہوئے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۸) سب سے پہلے پاجامہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہنا۔ چونکہ انھوں نے اس لباس کو جو سب سے زیادہ عورت کو چھپانے والا ہے سب سے پہلے پہنا اس لیے انھیں یہ اندھا کہ قیمت کے دن سب سے پہلے انھیں یہ لباس پہنایا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۹) حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات نماز کے قیام میں ہوئی تھی اور ایک رخصی کے سہارے آپ چھ ماہ یا چھ سال یوں ہی کھڑے رہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۷۰) جب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر دوزخ کھول دی اور کفار گرمی سے مڑ پڑے۔ تہ خانوں میں ٹھنڈک پہنے گھسے تو وہاں اور زیادہ گرمی تھی۔ درختوں کے سائے میں رہنا پانی سے نہانا کچھ کام نہ آیا۔ پانی بھی کھولتا ہوا پاتے تھے۔ بھاگے بھاگے پھرتے تھے۔ شہر سے باہر بادل کا ایک ٹکڑا نظر آیا جس کا سایہ زمین پر تھا اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ اس کے نیچے پنلا لینے جمع ہوئے۔ عورتیں مرد بوزمے بچے جو ان سب لوگ وہاں پہنچے تھے بھی اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ پہلے ایک چٹائی پھر رز۔ پھر وہ جگہ۔ گ سے بھڑک اٹھی۔ وہ سب وہیں ڈھیر ہوئے زلزلے سے عمارتیں تباہ ہو گئیں۔ وہ لوگ اس گرمی میں ایسے بھجنے جیسے آگ میں مٹی بھجن جاتی ہے۔ ابو عبد بکل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مدینہ ماقہ میں بہت سے بادشاہ ایک کے بعد ایک ہوئے۔ ابو جازہ بن زہلہ کلہمن قرشت۔ جب قوم پر عذاب آیا اس وقت وہاں کا بادشاہ کلہمن تھا۔ وہ بھی بھاگ ہو گیا۔ اس کی مٹی میدانوں تھی وہ عذاب سے محفوظ رہی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۷۱) فتوحات مکہ کی آخری جلد میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی: اے موسیٰ! جو تمہارے پاس آس لگا کر آئے اس کو ناامید نہ بنانا اور جو تمہاری پناہ

میں نے سے پناہ دو۔ کچھ دن بعد موسیٰ علیہ السلام ایک جنگل میں تھے کہ ایک کبوتر آپ کے کندھے پر بیٹھا اور بولا: مجھے پناہ دو۔ ایک باز میرے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ پیچھے سے ایک باز آکر دوسرے کندھے پر بیٹھ گیا اور بولا: مجھے پناہ دو۔ اس کبوتر کا شکار لینے دو۔ یہ میری خوراک ہے جو مجھے رب نے دی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام حیران ہو کر بولے: یہ میرا امتحان ہے۔ آپ نے چھری یا چاقو لے کر چاہا کہ اپنی رہن کی ایک بوٹی کاٹ کر باز کو کھل دیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں حکموں پر عمل ہو جائے۔ وہ دونوں پرندے بولے: آپ جلدی نہ کریں سے اللہ کے نبی، مفرشتے ہیں۔ ہمیں آپ کا امتحان لینے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ آپ اللہ کے فضل سے امتحان میں پورے اترے ہیں اور آپ نے دونوں وعدے پورے کر دکھائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲-۴) حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی اولاد کے ساتھ اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس مصر میں آئے تھے۔ وہاں آپ کی اولاد بہت بھلی پھولی یہاں تک کہ رکھوں ہوئی۔ فرعون مصر ریان کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مصعب بن ریان بنی اسرائیل کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اس کی موت کے بعد جب ولید مصر کا بادشاہ بنا تو اس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ بنی اسرائیل نے اسے خدا ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ بولا: تمہارے جد امجد یوسف کو ہم نے مصریوں سے خرید لیا تھا۔ تم لوگ خریدے ہوئے کی اولاد ہو لہذا تمہارے غلام بلکہ غلامزادے ہو۔ انھیں اپنا غلام بنا کر نہایت دشواری اور ذلت کے کاموں پر لگا دیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲-۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا نام ہاشا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲-۶) مصر کے علاقہ مدائنی سعود میں بہت جادوگر رہتے تھے۔ ان کے استاد دو تھے جو آپس میں بھائی بھائی تھے۔ جب فرعون پولس ان کے پاس پہنچی اور انھیں موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کی دعوت دی تو انھوں نے اس کے متعلق اپنی ماں سے مشورہ کیا اور اس سے عصائے موسیٰ کا تذکرہ کیا۔ ماں نے کہا: تم مصر جاؤ مگر تحقیق کر لینا کہ اُرموسی کے سونے کی حالت میں بھی عصا کام کرتا ہے تو تم مقابلہ نہ کرنا کیونکہ وہ جادو نہیں معجزہ ہے۔ جادو ہمیشہ

جا دو گر کی بیداری اور ہوشیاری میں کام کرتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۷۵) قوم بنی اسرائیل فرعون کے جنگل سے نکل کر دریائے قلزم پار کر کے بھی کچھ آگے ہی بڑھی تھی کہ راستے میں مقام ہر ایف یا مقام رفہ میں وہاں کے کنعانی یا لحمی لوگوں کو بچھڑ پرستی اس کے آگے دوڑا تو اس مارے بیٹھے دیکھا تو ان کے دل میں بت پرستی کا شوق جاگ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام سے بولے: ہمیں بھی اجازت دیجیے کہ ہم بھی بچھڑ اپو جیس۔ آپ ہمارے لیے کوئی بت تجویز فرما دیجیے کہ ہم بھی اس کی پرستش کیا کریں یا آپ اپنے ہاتھوں سے ہمارے لیے بچھڑے کے مجسمے بنا دیجیے تاکہ ہم ان لوگوں کی پوجا کی طرح پوجا کر سکیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم انہی قوم ہو کہ جہالتیں کرتے ہی رہتے ہو۔ تم نے سمندر سے پار ہونے پر بلکہ خشک سمندر میں پہنچ کر جہالت کی باتیں کیں کہ تم سب ایک راستے سے نہ گزر رہے۔ تمہارے ہر قبیلے نے الگ الگ راستہ مان لیا۔ پھر تم نے مجھے پریشان کیا۔ مجھ سے کہا ہمیں دوسرے قبیلوں کی خبر نہیں ہو پاتی۔ تو تمہارے لیے پانی کی دیواروں میں روزن پیدا کیے گئے۔ اب تم نے یہ غضب کیا کہ ابھی ابھی فرعون یوں پر اللہ کا عذاب اور اپنے اوپر اللہ کی رحمت دیکھ کر آ رہے ہو پھر بھی اس کام کی اجازت چاہتے ہو جس سے وہ ہوگ بھلاک ہوئے ہیں۔ یہ ہوگ جن بتوں کی پوجا کرتے ہیں بہت جلد یہ بت ہمارے ہی ہاتھوں میں آئے جائیں گے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنا سچ ہو کر رہا۔ آپ کے بعد قوم عاتقہ کو بنی اسرائیل کے ہاتھوں بھلاک کیا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۷۶) حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی فرمائش پر جب رب تعالیٰ نے کوہ طور پر اپنی تجلی فرمائی تو وہ پاش پاش ہو گیا۔ کچھ مفسرین فرماتے ہیں کہ اس کے سات حصے ہو گئے۔ ایک حصہ تو وہیں قائم رہا، تین حصے اڑ کر مکہ مکرمہ پہنچے جن سے وہاں تین پہاڑ قائم ہو گئے: ثور، یحیر اور حمرا۔ تین حصے مدینہ منورہ پہنچے جن سے وہاں تین پہاڑ قائم ہو گئے: کوہ احد، ثقیان اور مہر اس۔ (روح البیان، تفسیر ساوئی، ابن کثیر وغیرہ)

(۲۷۷) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بارہ حکمت میں کلام فرمایا۔ آپ

سے چوری توجہ سے اپنے بدن کے ہر رونگٹے سے یہ کلام سنا۔ یہ کلام ہر ربیبہ زبان میں ہوا۔ کچھ روایتوں میں ہے کہ تمام ہڈیاؤں میں کلام فرمایا۔ (روح المعانی)

(۸-۲) حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب تورہ لائے اور اسے پڑھا تو رب سے عرض کی کہ مولیٰ میں نے تورہ میں ایک امت کا ذکر پڑھا کہ وہ سب امتوں سے اچھی ہوئی اچھی باتوں کا علم کرے گی بری باتوں سے روکے گی تمام کتابوں پر ایمان لائے گی ہمیشہ جدا کرے گی یہاں تک کہ وہ جال سے بھی دوسرے کی۔ اسے وہ امت مجھے دیدے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ امت محمدیہ ہے۔ عرض کیا: مولیٰ میں نے اسی امت کا ذکر پڑھا جو تیری بہت حمد کرے گی اور تجھ کی رقتا پائی ہوگی اور دے پر ان شاء اللہ ہے گی مولیٰ وہ امت مجھے دیدے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ امت محمد مصطفیٰ کی ہے۔ عرض کیا: مولیٰ میں نے اسی امت کا بھی ذکر پڑھا جو اپنی قربانیاں کلا کرے صدقات خود ہی کھایا کرے گی یہی آگ سے نہ بھلائے گی، الہی وہ امت مجھے دیدے۔ فرمایا: وہ امت محمدیہ ہے۔ عرض کیا: مولیٰ اسی امت کا بھی ذکر میں نے پڑھا جو سطر میں بند کی پر چڑھتے وقت تکبیر کہے گی اور ڈھلاں اترتے وقت حمد کرے گی ساری زمین اس کی مسجد ہوگی۔ منیٰ اس کی طہارت کا ذریعہ ان کے ہات پاؤں وضو کے آثار سے چمکیں گے مولیٰ وہ امت مجھے دیدے۔ فرمایا: وہ امت محمدیہ ہے۔ عرض کیا: مولیٰ اسی امت کا ذکر بھی میں نے پڑھا جو نیک کار ارادہ کرنے پر ایک نیکی کا ثواب پائے گی اور کر لینے پر دس گنا سے سو گنا ثواب پائے گی۔ مولیٰ وہ امت مجھے دیدے۔ فرمایا: وہ امت محمدیہ ہے۔ عرض کیا: مولیٰ میں نے اسی امت کا ذکر بھی پڑھا جن کی کتاب ان کے سینوں میں ہوگی ان کی نماز کی سفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح ہوں گی۔ وہ مسجدوں میں ایسا ذکر الہی کریں گے جیسے شہد کی ٹھیکیاں۔ تو انھیں پیار وہ تجھے پیار ہے۔ مولیٰ وہ امت مجھے دیدے۔ فرمایا: وہ امت محمدیہ ہے۔ آخر میں عرض کیا: مولیٰ پھر مجھے محمد مصطفیٰ کے اصحاب میں فردے۔ اس سوال پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بشارتیں دیں جن کا ذکر قرآن مجید کی سورہ اعراف میں ہے (تفسیر خازن)

(۲۷۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بحرِ قلزم سے چھ لاکھ بیس ہزار اسرائیلی پر لگے تھے جن میں سے کل بارہ ہزار پچھڑا پرستی سے محفوظ رہے۔ باقی چھ لاکھ آٹھ ہزار اس لعنت میں گرفتار ہوئے۔ (تفسیر سادہ)

(۲۸۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تورات لے کر کوہِ طور سے واپس لوٹے تو دیکھا کہ ان کی قوم پچھڑا پوجنے میں لگی ہے۔ آپ کو بہت غصہ آیا اور اسی غصہ میں آپ نے تورات کی تختیاں ڈال دیں۔ یہ تختیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں اور پڑھنے کے قابل نہیں رہیں۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر چالیس روز سے رکھے تب آپ کو دو تختیاں پر تورات دی گئی۔ چونکہ ان دو تختیوں پر پچھلی تورات نقل کر دی گئی تھی اس لیے اسے نسخہ کہا گیا۔ (خازن تفسیر کبیر روح المعانی وغیرہ)

(۲۸۱) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے چھ چھڑی کوہ طور پرے جانے کے لیے چنے تو کل بہتر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ستر آدمی لانے کا حکم دیا ہے تو تم میں سے دو آدمی نکل جاؤ۔ اس پر کوئی تیار نہیں ہوا تو آپ نے فرمایا کہ رہ جانے والوں کو وہی ثواب ملے گا جو میرے ساتھ جانے والوں کو ملے گا۔ اس پر حضرت یوشع بن نون اور کالاب بن یوہنا ٹھہرے باقی ستر آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یوشع بن نون آپ کے خلیفہ ہوئے۔ کچھ زمانے تک بنی اسرائیل کسی قدر ٹھیک رہے مگر یوشع بن نون کی وفات کے بعد ان کا حال بدتر ہو گیا۔ کفر اور فحش کا قتل ان کا عام شغل ہو گیا۔ بنی اسرائیل بارہ سردہ تھے جنہیں اسباط کہا جاتا ہے۔ ان میں سے گیارہ تو بدترین حالت میں گرفتار ہوئے۔ ایک سردہ نے جو حق پر قائم تھا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی: اے موسیٰ ہم ان لوگوں سے بےزار ہیں۔ ہمیں ان سے الگ کر دے۔ حق تعالیٰ نے ایک غیبی طریقے سے انہیں چین کے آخری حصے میں پہنچا دیا اور فرمایا تم یہاں الگ تھلک آباد رہو۔ وہ قوم اب بھی چین کے ایک حصے میں آباد ہے مگر

مخلوق کی نگاہوں سے چھپی ہوئی۔ حضور ﷺ معراج کی رات وہاں تشریف لے گئے تھے۔ انھیں کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا اور انھیں قرآن کی آیتیں اور اسلامی احکام سکھائے۔ (روح المعانی)

(۲۸۳) عصا کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تین بار وحی تین جگہوں پر کی گئی۔ پہلا تو دادی سینا میں نبوت دیے جانے کے وقت کہ اسے پھینکو 'سانپ بنانے کے لیے۔ دوسری ہار جادوؤں سے مقابلے کے وقت میدان مقابلہ میں کہ پھینکو یہ قرم نقلی سانپوں کو نکل جائے گا۔ تیسرے میدان حیا میں کہ پتھر کو اس سے مارو پانی نکالنے کے لیے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸۴) حیا کے میدان میں جب بنی اسرائیل نے پانی مانگا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک پتھر پر عصا مارنے کا حکم دیا۔ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ یہ وہی پتھر تھا جو ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے بھاگتا تھا۔ یہ پتھر انسانی سر کے برابر تھا چو کو درم مر تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے مبارک کے نام کے بارے میں تین قوس ہیں: ایک اس کا نام ہند تھا۔ (خزائن اعرافان) دوسرا اس کا نام ماشا تھا۔ (ابن کثیر) تین اس کا نام علیق تھا۔ (حاشیہ جلالین و خزائن الجالس)

(۲۸۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو قوم جبارین سے جدا کرنے کا حکم دیا اور بارہ آدمیوں کو بیت المقدس بھیجا کہ جاسوسی کر کے اس قوم کے حالات دیکھیں مگر انھیں تاکید کر دی کہ جو کچھ دیکھیں وہ صرف ہمسے کہیں عام امان نہ کریں۔ حضرت یوشع اور کالب کے سوا باقی نے جبارین کی شدید درمی کا امان نہ کر دیا جس سے بنی اسرائیل بزدل ہو گئے اور جہاد سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ لوگ ایک میدان میں قید کر دیے گئے۔ اس میدان کا نام تیبہ تھا۔ چالیس سال کے لیے قید کیے گئے کہ وہاں سے نکلنے کے لاکھ جتن کیے مگر نہ نکل سکے۔ یہاں سے نکلتے اور دن بھر چلتے رہتے مگر شام کو وہیں ہوتے جہاں سے چلے تھے۔ بنی اسرائیل کو کھانا پانی اور سائے کی سخت ضرورت پیش آئی تو انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

سے فریاد کی۔ انھوں نے رب کے حضور عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کلیم علیہ السلام سے فرمایا: پتھر میں اپنا عصا مارو۔ آپ نے اپنا عصا مارا۔ اس پتھر سے فوراً پانی کے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ ہر قبیلے کے لیے ایک ایک ٹالہ مقرر ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ن پر ہلکا۔ ندیدہ بادل دن کے وقت مقرر فرمایا جو یرستانہ تھ مگر انھیں دھوپ سے بچائے رہتا تھا۔ رات کو ان پر ایک نورانی ستون نازل ہوتا تھا جس کی روشنی میں یہ لوگ رات کا کام کاج کرتے تھے۔ ان کی غذا کے لیے اللہ تعالیٰ نے نہایت لذیذ میٹھا طوطہ من اور تھیں لذیذ کہ ب سب سب نازل فرمایا۔ مگر بنی اسرائیل نے رب کے حکم کی خلاف ورزی کی اور توکل کا راستہ چھوڑ دیا۔ آسانی غذا کو چوری چوری بھی کر رکھنے لگے۔ اس حسرت سے انھوں نے اپنا نقصان کیا کہ وہ اس نعمت سے محروم بھی ہوئے اور اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوئے سو ایک اور لعنت ملی وہ سب سے سو۔

(تفسیر نعیمی)

(۲۸) بنی اسرائیل پر سنجے کے دن شکار کرنا سخت حرام تھا۔ مگر رب کی طرف سے ان کا سخت امتحان یہ ہوا کہ سنجے کے دن مچھلیاں بہت زیادہ سمندر میں نمودار ہوتی تھیں۔ سمندر کی سطح مچھیوں کے نہ سے کالی ہو جاتی تھی۔ پھر جہاں سنجے نزلرا کہ مچھلیاں غائب ہو جاتی تھیں۔ عرصہ تک تو یہ لوگ صبر کرتے رہے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی نے سنجے کے دن مچھلی پکڑ کر اس کے منہ میں مضبوط دھاگا باندھا اور اسے سمندر میں چھوڑ دیا۔ مگر دھاگے کا دوسرا سرا کنارے پر یک کسل سے باندھ دیا جس سے کہ وہ مچھلی بھاگ نہ سکے۔ پھر اسی دھاگے کے ذریعے اتور کے دن مچھلی پکڑی اور غور کیا کہ ہمارے اس کام پر عذاب آتا ہے یا نہیں۔ کوئی عذاب نہیں آیا تو اگلے ہفتے دو مچھلیاں اسی طرح شکار کیں۔ پھر بھی کوئی عذاب نہ آیا۔ جب انھیں عذاب نہ آنے کا یقین ہو گیا تو عام طور پر یہ لوگ ان طرح دھاگے سے شکار کرنے لگے اور مچھیوں کی تجارت خوب چمک اٹھی۔ پھر انھوں نے بڑے خوش کھودے اور ان کے ذریعے شکار کرنے لگے۔ کہتے ہیں کہ یہ شکاری ستر ہزار کے قریب تھے۔ بستی والے تین دروہ بن گئے۔ دوسرے دروہ یعنی خاموش رہنے والے (ساکتین) اور فصیحت کرنے والے (ماصحین) ان

شکاریوں کے محلے سے چلے گئے اور اپنے الگ الگ محلے بنالے۔ سچ میں ایک دیور کھج
 ں۔ ایک دن ان لوگوں نے دیکھا کہ دیوار کے پیچھے سے نہ تو کوئی لکڑی ان کے محلوں میں کچھ
 کاروبار ہے نہ چیل چیل ہے نہ کسی کی آواز ہے۔ تب یہ دونوں جماعتیں دیوار پر چڑھیں۔
 دیکھا کہ دوسری طرف زے بندر بھرے پڑے ہیں جو چاروں طرف دوڑتے پھرتے ہیں۔
 انھیں دیکھ کر وہ ان کے پاس دم بلاتے ہوئے اور آنسو بہاتے ہوئے آئے۔ ان لوگوں نے
 کہا: ہو وہ ہم کو منع کرتے تھے تم سے بڑا اتھے مگر تم نے ہماری ایک نہ مائی۔ یہ بندر سمجھتے
 جاتے پھرتے تھے مگر نہ سے کچھ نہیں بول سکتے تھے۔ آخر کار تین دن بعد بدک کر دیے
 گئے۔ یہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں ہوا۔ (روح المعانی، روح البیان)

(۲۸۸) اللہ تعالیٰ نے بدعبد یہودیوں پر بخت نصر بادشاہ مسلط کر دیا تھا۔ بخت نصر کا
 نام دو ناموں سے مل کر بناتا ہے۔ بخت کے معنی ہیں بیٹا۔ نصر ایک بت کا نام تھا۔ اس کی مان
 اسے جن کر نصر بت کے پاس ڈال آئی تھی۔ لوگوں نے اسے وہاں پایا اسی لیے اسے بخت نصر
 یعنی نصر کا بیٹا کہنے لگے۔ یہ ساری دنیا کا بادشاہ ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸۹) کچھ مفسرین نے کہا ہے کہ جس پہاڑ پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام
 سے کلام کیا تھا اس کا نام طور سینا تھا۔ دوسرا قول ہے کہ وہ نبیر نامی پہاڑ تھا جو مدین کے
 پہاڑوں میں سب سے بڑا تھا۔ (معالم التنزیل و حاشیہ تمیہ جالین)

(۲۹۰) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صرار پر کوہ طور پر نوزلی اخیر عرفہ کے
 دن بات کی چٹنگل کے آدھے پور کے برابر چلی ظاہر فرمائی تھی۔ (تفسیر جالین)

(۲۹۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہی اسرائیل کا ایک بڑا عالم صوفی
 پیر تھا جس کا نام بلعم یا بلعام ابن باعورہ تھا۔ یہ تھا تو اسرائیلی مگر جبارین کی سستی میں رہتا تھا جو
 ملک شام میں واقع تھی۔ اس کی بیوی اسی قوم جبارین میں سے تھی۔ بلعم اپنے وقت کا بڑا اوق
 عابد عام اور صوفی تھا۔ اسماعیل بن جبارین قبول ہوئی تھیں۔ اپنے گھر میں عرش اعظم
 دیکھا کرتا تھا۔ لوگوں کو علم سکھاتا تھا۔ اس کے درس میں بارہ ہزار طلبہ ہوتے تھے جو اس کا بتایا

ہو سہل لکھ جیتے تھے۔ اس کی ہر بات ٹھس جاتی تھی۔ غرض یہ کہ وہ استہائی عروج پر پہنچا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر اس علاقہ پر حملہ کرنے اور اسے فتح فرمانے کے لیے جب کنعانی علاقہ میں داخل ہوئے جو شام میں تھا تو قوم جبارین جمع ہو کر بلعم کے پاس آئی اور کہا موسیٰ تیز مزاج ہیں اور ان کے ساتھ بھاری لشکر بھی ہے اگر وہ ہمارے علاقے پر قابض ہوئے تو تیری خیر نہیں۔ تو ان کے لیے بددعا کر کہ وہ یہاں داخل نہ ہونے پائیں۔ بلعم یو: ۱۰: ۱۱ اللہ کے نبی میں ان پر کسی بددعا کا اثر نہیں ہو گا بلکہ میرا دین تباہ ہو جائے گا۔ یہ لوگ بلعم کی بیوی کے پاس گئے اور اسے بہت سے تحفے دیے اور اس کے ذریعے بلعم کو پہنچائے۔ پھر بلعم کی بیوی نے اس پر زور دیا کہ تو یہ کام کر۔ اس نے پہلے استخارہ کیا جس میں اس حرکت سے راکا گیا تھا مگر اس کی بیوی اور قوم نے اس سے دوبارہ استخارہ کرنے کو کہا۔ اس نے کیا۔ اس بار بخ موٹی رہی کوئی جواب نہیں آیا۔ یہ لوگ بولے: اب کی بار تجھے منع نہیں کیا گیا ہے مظلوم ہوتا ہے کہ رب نے تجھے اجازت دیدی ہے۔ آخر کار بلعم کدھے پر سوار ہو کر ایک پہاڑی پر گیا۔ قوم ساتھ میں تھی۔ بلعم نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے لیے بددعا اور اپنی قوم کے لیے دعائیں شروع کیں مگر اللہ کی قدرت سے یہ ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی جگہ اس کے منہ سے جبارین کا نام نکلتا تھا اور اپنی قوم کے حق میں دعا کرتا تو قوم جبارین کی جگہ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا نام نکلتا تھا۔ قوم کے لوگ بولے: تو یہ کیا کر رہا ہے؟ وہ بولا میں مجبور ہوں میری زبان میرے قابو میں نہیں ہے۔ اس وقت اس کی زبان نکل پڑی اور اس کے سینے تک لٹک آئی اور وہ کتے کی طرح ہانپنے لگا۔ پھر لوگوں سے بولا: میری دنیا اور دین دونوں تباہ ہو گئے اب تم یک تدبیر کرو جس سے بنی اسرائیل تباہ ہو جائیں۔ وہ یہ کہ اپنی خوب صورت لڑکیاں بچا کر موسیٰ کے لشکر میں چھوڑ دو اور انھیں ہدایت دو کہ جو اسرائیلی انھیں بات لگائے اسے منع نہ کرنا۔ جب ان میں زنا پھیل جائے گا تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ ایک لڑکی کستی بہت ثور کو ایک اسرائیلی زمری (جو شمعون ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد کا ایک سردار تھا) نے پکڑا۔ موسیٰ علیہ السلام نے منع فرمایا مگر اس نے چھپ

کر زنا کیا۔ اس پر اسرائیلیوں میں طاعون پھیل گیا اور ستر ہزار اسرائیلی مر گئے۔ ادھر ایک بہت طاقتور اسرائیلی فحاص ابن عیلہ اور ابن بادون کو جب پتہ چلا تو اس نے زنی اور زنیہ کو اپنے تیز سے میں چھید کر اٹھالیا اور بہت ذلت سے بلاک کیا۔ تب یہ طاعون ختم ہو۔ بلغم کا یہ حال ہوا کہ وہ اسم اعظم بھول گیا ایمان اور معرفت اس کے سینے سے نکل گئے۔ اس نے دیکھا کہ میرے سینے سے ایک سفید بوتر کی طرح کوئی پرندہ اڑ کر نکل آیا ہے جسے اور لوگوں نے بھی دیکھا۔ سب سمجھ گئے کہ اس کا ایمان گیا۔ (روح المعانی، خازن تفسیر کبیر تفسیر سادہ دی وغیرہ)

(۲۹۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے فرعونی بادشاہوں کی تعداد اسی ہزار تھی۔ کہیں کہیں ان کی تعداد ستر ہزار بھی بتائی گئی ہے۔ فرعون نے ان سب کو قتل کر دیا۔ یہ دگ صبح کے وقت کافر اور جادوگر تھے اور شام کو پاسبان مومن اور شہید۔ روایت ہے کہ جب یہ دگ اللہ کی بارگاہ میں سجدے میں گرے اور پکارے کہ ہم لوگ موسیٰ کے رب پر ایمان لائے تو سجدے کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے انھیں جنت دکھا دی اور انھوں نے جنت میں اپنی اپنی جگہوں کو اپنی نگھوں سے دیکھ لیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

(۲۹۳) کچھ مفسرین کہہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سجدہ کیا پھر میکائیل علیہ السلام نے پھر اسرافیل علیہ السلام نے پھر عزرائیل علیہ السلام پھر سارے فرشتوں نے۔ اسی لیے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سب سے بڑا درجہ عطا کیا گیا یعنی نبیوں کی خدمت۔ کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ کیا تھا۔ اسی لیے ان کی پیشانی پر سارا قرآن لکھ دیا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹۴) پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا جس کا انکار شیطان نے کیا۔ یہ سجدہ تھوڑی دیر تک رہا۔ پھر فرشتوں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ شیطان حضرت آدم علیہ السلام کی طرف سے پیٹھ پھیرے کھڑا ہے تب انھوں نے دوسرا سجدہ جس پہلے سجدے کی توفیق کے شکرانے میں داکیا۔ یہ سجدہ رب کے لیے تھا اور سجدہ شکر تھا۔ پھر جب سر اٹھا یا تو انھوں نے

دیکھ کہ شیطان پہلے خوب صورت تھا لیکن اب اس کی شکل بگڑ کر جسم سڑکا سا اور چہرہ بندر کا سا ہو گیا ہے۔ تب انہوں نے ہیبت الہی سے ایک اور سجدہ کیا۔ یہ تینوں سجدے حضرت آدم علیہ السلام ہی کی طرف تھے مگر تین قسم کے اور ان کی مدتیں الگ الگ تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹۵) حضرت آدم علیہ السلام جنت سے مختلف طرح کے بیج تین طرح کے پھل، خمر، سود اور سیاہ پتھر جو بے خانہ کعبہ میں لٹکا ہوا ہے اور وہ عصا جو بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر آئی جس کی لمبائی دس رز تھی اپنے ساتھ لے کر آئے تھے۔ اور کچھ سونا چاندی اور کھیتی باڑی کے اوزار بھی لائے تھے۔ آدم علیہ السلام اس قدر پریشانی اور اپنی معافی کے لیے اللہ کے حضور رونے اور تڑتڑانے میں مشغول ہوئے کہ جنت کے بیجوں سے بے خبر ہوئے۔ شیطان نے موقتاً کران کو ہاتھ لگایا۔ جس جس بیج پر اس کا ہاتھ لگا وہ زہریلا ہو گیا اور جو اس کے ہاتھ سے محفوظ رہا اس کا نفع برقرار رہا۔ سیدنا آدم علیہ السلام کے ساتھ تین طرح کے جنتی میوے آئے: ایک وہ جو پورے کھا لیے جاتے ہیں دوسرے وہ جن کا اوپری حصہ کھا لیا جاتا ہے اور حنظل پھینک دی جاتی ہے جیسے خرما وغیرہ۔ تیسرے وہ جن کا اوپری پھینکا پھینک دیا جاتا ہے اور اندرونی حصہ کھا لیا جاتا ہے۔ صحیح روایت میں ہے کہ ان کے ساتھ لوہے کے اوزار بھی تھے۔ ایک سدا سی جس سے لوہا پکڑتے ہیں دوسرا تھوڑا قیصر سے ایریں۔ خمر اسو د جب جنت سے آیا تو اس کی روشنی کئی کئی میل تک جاتی تھی۔ جہاں جہاں تک اس کی کرنیں پہنچتی تھیں اس حد تک حرم کی حدیں قائم ہوئیں۔ آدم علیہ السلام کو دنیا میں آکر بہت وحشت ہوئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے زمین پر آئے اور اونچی آواز میں اذان کہی۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اذان میں حضور ﷺ کا نام نامی سنا تو ان کی وحشت دور ہوئی۔ یہ تمام واقعات صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں جن کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیز می میں جمع فرمایا ہے۔

(۲۹۶) جب آدم علیہ السلام کا آخری وقت قریب آیا تو آپ کو جنتی میوے کھانے کی خواہش ہوئی۔ اپنے بیٹوں سے کہا: کعبہ معظمہ جاؤ اور وہاں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میری یہ تمنہ بھی

چوڑی کر سکے۔ بیٹے حکم پا کر وہاں پہنچے۔ انھیں حضرت جبرئیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے ملے جن سے انھوں نے آدم علیہ السلام کی فرمائش کا حال بیان کیا۔ فرشتوں نے کہا: ہمارے ساتھ آؤ ہم جنت کے میوے اپنے ساتھ لائے ہیں۔ چنانچہ یہ سب آدم علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ حضرت حوا ان فرشتوں کو دیکھ کر ڈر گئیں اور چاہا کہ آدم علیہ السلام کے دامن میں چھپ جائیں۔ انھوں نے کہا: حوا اب مجھ سے الگ رہو میرے اور میرے رب کے قاصدوں کے بیچ آؤ۔ ہر فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی روئے قبض کی اور ان کے میوے سے کہا: جس طرح ہم آپ کے والد کا کفن دفن کریں ویسے ہی کیا کرتا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت کی ملی جلی خوشبو اور جنتی خلع کا کفن اور بہشتی چوڑی کے کچھ پتے اپنے ساتھ لائے تھے۔ ان کو خود غسل دیا اور کفن پہنایا اور خوشبو ملی اور فرشتے ان کی نعش مبارک کچھے میں لائے اور ان پر سارے فرشتوں نے نماز جنازہ ادا کی جس میں امام حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اور باقی سارے فرشتے مقتدی۔ اس نماز میں چار تکبیریں کہیں گئیں۔ پھر مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلے پر منی میں لائے جہاں کہ حاجی وگ قربانی کرتے ہیں اور اسی جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی تھی۔ وہاں مسجد خیف کے قریب بغلی قبر کھودی گئی اور ان کو دفن کر کے ان کی قبر کو اونٹ کے گوبان کی طرح ڈھلوں بنا دیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹۔) جب آدم علیہ السلام کی پریشانیاں انتہا کو پہنچ گئیں تو ایک دن انھیں یاد آیا کہ میں نے اپنی پیدائش کے وقت عرش اعظم پر نکھادیکھا تھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ جس سے معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ کا وجود ہے کہ ان کا نام عرش اعظم پر اللہ کے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ اب میں ان کے وسیلے سے رب کی بارگاہ میں اپنی مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ عرض کیا: اے اللہ میں محمد کا واسطہ دے کر تجھ سے مانگتا ہوں کہ مجھے معاف کر دے۔ ایک اور روایت میں اس طرح دعا کی: اے اللہ میں تجھے تیرے بندے محمد مصطفیٰ کی عزت و درجے کے طفیل اور اس بزرگی کے صدقے میں جو انھیں تیری بارگاہ میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں تب فوراً جواب آیا: اے آدم تم نے اس شہنشاہ کو کیسے جانا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے

سارا جہا عرض کیا۔ حکم الہی ہوا: اے آدم وہ محبوب سب جنہوں سے چھپلے جنمیر ہیں۔ تمہاری اولاد سے ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو تم کو بھی پیدا نہ کیا جاتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹۸) حضرت آدم علیہ السلام اپنی خطا پر تادمہ رہے اور تین سو برس تک گناہگار رہتے رہے۔ جب توبہ کا وقت آیا اور ان کے دل میں دعاؤں کا اٹھا ہوا وہ عاشوری یعنی دسویں محرم اور غائب جمعہ کا دن تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے وضو فرمایا اور خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہوئے۔ دو رکعت نماز ادا کی اور پھر ان کلمات سے دعا مانگی جو ہم پچھلے نکتے میں بیان کر چکے ہیں۔ توبہ قبول ہونے کے بعد عرفات کے مقام پر حضرت حوا سے ملاقات ہوئی۔ دوبارہ عربی زبان عطا ہوئی پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے تمام عالم کے جانوروں کو آواز دی: اے جانوروں! حق تعالیٰ نے تم پر اپنا خلیفہ بھیجا ہے اس کی اطاعت اور فرماں برداری کرو۔ ورنہ اس کی نافرمانی کرنے پر اس کا ہاتھ پھرنے لگے۔ جن پر ان کا بات پہنچ گیا وہ پالتو اور خانگی بن گیا جیسے گھوڑا، اونٹ، بکری، کتا، بلی وغیرہ اور جن پر آپ کا بات نہ پہنچا وہ جنگلی وحش رہا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: مولیٰ میری اولاد بہت میں بہت کمزور رہے اور ابلیس کا فریب بہت سخت ہے اگر تو اس کی امداد نہ کرے تو وہ ابلیس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ حکم الہی ہوا: اے آدم تمہارے لیے اور احکام تھے اور ان کے لیے دوسرے احکام ہوں گے۔ ہم ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ رکھیں گے جو اسے شیطان کے دوسرے سے بچائے گا اور ہر ایک کے لیے اس کے مرنے کے وقت تک تو بیکار و اندازہ کھلا رکھیں گے۔ تب آپ نے خوش ہو کر شکر کیا۔ اسی تفسیر عزیزی میں ہے کہ آپ کی اولاد بیٹے پوتے وغیرہ آپ کی حیات میں چالیس ہزار تک پہنچ چکے تھے اور آپ نے آخری عمر میں خاموشی اختیار کر لی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا دوسری بات بہت کم فرماتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹۹) حضرت آدم علیہ السلام کا لقب مبارک ابو البشر ہے اور ہمارے آقا و مولیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ابو الہواری ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰۰) حضرت آدم علیہ السلام جب جنت میں رہے تو انھیں وہاں کی نعمتیں کھانے پینے کی اجازت تھی وہاں کی خوریں استعمال کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اسی لیے حضرت حوا کو پیدا فرمایا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰۱) حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے والد حضرت اسحاق علیہ السلام کے بڑے خدمت گزار بنے تھے۔ ایک بار حضرت اسحاق علیہ السلام عبادت کے لیے گوشہ نشین ہوئے اور بیٹے کو دروازے پر بٹھا دیا کہ کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ اچانک ایک مقرب فرشتہ انسان کے بھیں میں آیا اور حضرت اسحاق علیہ السلام سے ملنے کا شوق ظاہر کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے منع کیا مگر وہ اصرار کرتا رہا۔ انھوں نے زبردستی روکنے کی کوشش کی۔ حضرت اسحاق علیہ السلام دروازے کا شور سن کر باہر آئے تو دیکھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام فرشتے سے جھڑ رہے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: ہر خوردار یہ اللہ کا مقرب فرشتہ ہے اور فرشتے سے معذرت چاہی کہ یعقوب نے پیچھا نہیں تھا۔ فرشتے نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بہت تعریف کی اور کہا اسی طرح خدمت کا حق ادا کرنا چاہیے اور کہا کہ ہماری طرف سے ان کا نام اسرائیل رکھو۔ اسرائیل دو لفظوں سے بنا ہے۔ اسرائیل کے معنی یا تو بندہ ہیں یا بزرگی والا۔ ایل عبرانی زبان میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اس طرح اسرائیل کے معنی ہوئے اللہ کا بندہ یا اللہ کا مقبول بندہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل کے شہر کسدیون میں رہتے تھے جس کا دوسرا نام آرتھ۔ وہاں سے آپ کے والد تارن آپ کو اور پوتے لوط اور حضرت برہیم علیہ السلام کی بی بی حضرت سارہ کو لے کر ثوب کی طرف سے مقام جراں میں آجسے وہیں تارن نے وفات پائی۔ پھر وہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بی بی حضرت سارہ اور حضرت لوط کو لے کر کنعاں میں آئے اور حیتون کے علاقہ میں خبرون میں قیام کیا۔ آپ کی دو بیویاں تھیں بڑی بی بی حضرت سارہ اور چھوٹی حضرت ہاجرہ اور آپ کے آٹھ بیٹے تھے۔ حضرت سارہ سے یک بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ سے سات۔ حضرت اسماعیل جو سب سے بڑے

بیٹے تھے دوسرے زمران، تیسرے سحاق، چوتھے مدان، پانچویں مدیان، چھٹے اسحاق اور ساتویں سوغ۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰۳) حضرت سارہ سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ایک ہی بیٹے تھے حضرت اسحاق علیہ السلام۔ آپ نے حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کیا جن سے دو بیٹے جزواں پیدا ہوئے تھے ایک عیص دوسرے یعقوب۔ حضرت اسحاق علیہ السلام نے آخر عمر میں ان دونوں کو اپنا جانشین بنایا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو عادی کہ اند تھالی تمھاری اولاد میں نبوت جاری رکھے اور عیص سے فرمایا کہ تمھاری نسل میں بادشاہت جاری رہے۔ پھر حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا کر وصال فرمایا۔ عیص بہت مال دار ہوئے اور یعقوب علیہ السلام بہت مسکین۔ ان کی والدہ نے مشورہ دیا کہ اسے یعقوب تمھارا ایسا رہنما نہ سب نہیں ہے۔ تم اپنے ماموں لایان کے پاس چلے جاؤ۔ وہ مال دار آدمی ہیں تمھاری پرورش کریں گے اور ممکن ہے اپنی بیٹی کی شادی تم سے کر دیں۔ یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے گھر آئے۔ وہ ان کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور کچھ روز بعد اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا۔ جس سے چار بیٹے راحیل، شمعون، لاوا اور یہودا پیدا ہوئے۔ اس کے بعد یعقوب علیہ السلام کی بی بی راحیل کے گھر گئیں۔ پھر لایان کی تیسری بیٹی آپ کے نکاح میں آئیں۔ ان کے انتقال کے بعد مدیان کی چوتھی بیٹی راحیل سے نکاح ہوا۔ انھیں سے یوسف علیہ السلام اور بن یامین پیدا ہوئے۔ جب یعقوب علیہ السلام کی عمر چالیس سال کی ہو چکی تو آپ کو نبوت ملی اور حکم ملا کہ کھانا جا کر تبلیغ کرو۔ لایان اپنے داماد کی نبوت پر بہت خوش ہوئے اور یعقوب علیہ السلام ان کی بی بی راحیل اور ساری اولاد کو رخصت کیا۔ رخصتی کے وقت پانچ سو بکریاں، پانچ سو بٹل، پانچ سو اونٹ، پانچ سو بچر جنیز میں دیے۔ بہت سے غلام بہت سے جوڑے اور بہت سا روپیہ بھی دیا۔ جب آپ اس ساز و سامان کے ساتھ کھانا پہنچے تو عیص نے ان کا استقبال کیا اور ان کی آمد پر بڑی خوشی منائی اور عرض کیا کہ میرے لیے بھی دعا کریں کہ میری نسل میں بھی کوئی پیغمبر ہو۔ آپ نے فرمایا: تمھاری اولاد میں ایوب اور سکندرؑ، اقرئمن ہوں گے۔ یوسف علیہ

اسلام دو برس کے تھے کہ من کے بھائی بن یامین پیدا ہوئے اور ان کی پیدائش میں ان کی والدہ رائل کا انتقال ہو گیا۔ جب لایان نے یہ واقعہ سنا تو انھوں نے اپنی چھوٹی مٹی کا ٹکڑا بھی یعقوب علیہ السلام سے کر دیا۔ اسی مٹی نے یوسف علیہ السلام اور بن یامین کی پرورش کی۔ (تفسیر نمبر ۱)

(۳۰۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام تک ان کی اولاد کھانا ہی میں آباد رہی پھر حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں کے حسد کی وجہ سے بظاہر غلام بن کر مصر میں تشریف لائے۔ یہاں حق تعالیٰ نے ان کو عروج عطا فرمایا۔ جب کنعان میں سخت قحط پڑا تب یعقوب علیہ السلام اور ان کی ساری اولاد مصر میں آئے۔ ان سب کو لحد تعالیٰ نے بڑھا دیا اور چند صدیوں میں مصر میں ان کے لاکھوں آدمی آباد ہوئے اور اسی عرصہ میں وہاں بنی اسرائیل کا بڑا دیدہ بدہا۔ یوسف علیہ السلام و انفرعون اور اس کے ساتھی مرکب ہوئے اور ملک مصر میں بد نظمی پیدا ہوئی۔ ولید ابن مصعب جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون بنے اصفہان شہر کا ایک عطر تھا۔ جب اس پر بہت قرض ہو گیا تو اصفہان سے بھاگ کر شام پہنچا۔ لیکن وہاں معاش کا کوئی ذریعہ نہ آیا تب وہ روزی کی تلاش میں مصر آ گیا۔ یہاں اس نے دیکھا کہ گاؤں میں تربوز بہت سستے جکتے ہیں اور شہر میں بہت مہنگے۔ اسے یہ نفع دینے والی تجارت تھی۔ اس لیے اس نے گاؤں سے بہت سارے تربوز خرید لیے مگر جب شہر کی طرف چلا تو راستے میں چنگی والوں نے کئی جگہ اس سے محصول وصول کیا۔ بازار آتے آتے اس کے پاس صرف ایک تربوز بچا باقی کے تربوز محصول میں چلے گئے۔ وہ سمجھ گیا کہ اس ملک میں کوئی شاہی لنگہ نہیں ہے۔ جو چاہے حاکم بن کر مال حاصل کرے۔ اس وقت مصر میں کوئی دہائی تیار کی پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ مرد رہے تھے۔ وہ قبرستان میں بیٹھ گیا اور کہا میں شاہی افسر ہوں مردوں پر نیکیں لگا ہے فی مردہ پانچ درہم دو اور فن کر دو۔ اس بہانے چند روز میں اس نے بہت سارا مال جمع کر لیا۔ اتفاق سے ایک روز کوئی بڑا آدمی فن کے لیے آیا گیا۔ اس نے اس کے وارثوں سے بھی روپے مانگے۔ انھوں نے اسے گرفتار کر کے بادشاہ تک پہنچا دیا

اور سارا واقعہ بادشاہ کو بتایا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس نے اس جگہ مقرر کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے آپ تک پہنچنے کے لیے یہ سب بہانہ بنایا تھا۔ میں آپ کو خبر کرتا ہوں کہ آپ کے ملک میں بڑی بد نظمی پھیلی ہوئی ہے۔ میں نے تین ماہ کے عرصہ میں امتحان جمع کر لیا ہے تو دوسرے حاکم یہاں نہ کرتے ہوں گے۔ یہ بہ کرود سارا مال بادشاہ کے قدموں میں رکھ دیا اور کہا کہ اگر آپ انتظام میرے سپرد کر دیں تو میں آپ کا سارا ملک درست کر دوں۔ بادشاہ کو بات پسند آئی اور اسے کوئی معمولی عہدہ دیدیا۔ ولید نے وہ طریقہ اختیار کیا کہ بادشاہ بھی خوش رہا اور رمایا بھی۔ دھیرے دھیرے یہ تمام لشکر کا قسریٰ بنادیا گیا اور ملک کا انتظام اچھا ہو گیا۔ جب مصر کا بادشاہ مر گیا تو رعایا نے ولید کو تخت پر بٹھادیا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی عام اعلان کیا کہ لوگ مجھے سجدہ کریں۔ سب سے پہلے اس کے وزیر ہامان نے اسے سجدہ کیا اور پھر دوسرے امیروں اور سرداروں نے۔ وہ رعایا سے خود کو سجدہ کرتا اور دروہلوں کے لیے اپنے بت بنوا کر بھیجتا تا کہ وہ انھیں سجدہ کریں۔ تمام مصر والے فرعون کی پوجا میں گرفتار ہوئے مگر بنی اسرائیل نے اس سے انکار کر دیا۔ فرعون نے ان کے سرداروں کو بلوا کر بہت ڈرایا دھمکا یا مگر انھوں نے کہا ہم تیری عبادت نہیں کر سکتے صرف رب کی عبادت کریں گے تو جو چاہے ہو کرے۔ فرعون غصے میں آ گیا اور دیوؤں میں زیتون کا تیل اور گندھک کھوایا مگر بنی اسرائیل کو ڈانسا شروع کر دیا۔ بنی اسرائیل نے یہ سب کچھ برداشت کر لیا مگر رب کی اطاعت سے منہ نہ پھیرا اور نہ فرعون کو سجدہ کیا۔ جب بہت سے بنی اسرائیلی جلاد بے گئے تب ہامان نے فرعون سے کہا کہ ان کو مہلت دے اور ان کو دنیا میں ذلیل کر کے دکھادے تب اس نے جانے سے ہاتھ کھینچ کر اسرائیلیوں پر سختیاں شروع کر دیں۔ اسی زمانے میں فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ آئی جس نے تمام قبیلوں اور فرعونوں کو جلا ڈالا۔ مگر اسرائیلیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ اور پھر دیکھا کہ بنی اسرائیل کے محلے سے ایک بڑا آتش دھماکا جس نے اس کو تخت سے نیچے ڈال دیا۔ اس نے تعبیر بتانے والوں کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر دریافت کی۔ انھوں نے کہا: اے فرعون بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری

حکومت کے نمڑے نمڑے کر دے گا۔ اس نے فوراً شیر کے کوتواہل کو جو کر حکم دیا کہ ایک ہزار سپاہی ہتھیار بند اور ایک ہزار دایاں بنی اسرائیل کے محلے میں مقرر ہو کر وہاں کہ جس گھر میں بڑکا پیدا ہوا ہے قتل کر دیا جائے۔ چند سال میں اسرائیل کے بارہ ہزار بچے اور ایک رویت کے مطابق ستر ہزار بچے قتل کر دیے گئے اور نوے ہزار حمل کر دیے گئے۔ خدا کی شان بنی اسرائیل کے بوزھے بھی جلدی جلدی مرنے لگے۔ تب قبطیوں نے فرعون سے درخواست کی کہ بنی اسرائیل میں موت کا بازار گرم ہے اور ادھر ان کے بچے قتل کیے جا رہے ہیں۔ اگر یہی حال رہا تو یہ قوم فنا ہو جائے گی پھر ہمیں خدمت گار کہاں سے ملیں گے۔ تب فرعون نے حکم دیا اچھ ایک سال بچے قتل کیے جائیں اور ایک سال چھوڑ دیے جائیں۔ رب کی شان کہ چھوڑنے والے سال میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے جو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے اور قتل والے سال میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰۵) آدمی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں حضرت عمران بنی قوم کے سردار تھے۔ ان کی بی بی کا نام یونانہ تھا۔ موسیٰ علیہ السلام انھیں کے بیٹے ہیں۔ جب حضرت یونانہ حاملہ ہوئیں تو فرعون کی دایاں ان کے گھر میں اور سپاہی دروازے پر آئے۔ جب وقت کا زمانہ قریب آیا تو ایک دائی ان کے گھر میں ہی رہے تھی۔ موسیٰ علیہ السلام رات کے وقت پیدا ہوئے۔ فرعون کی دائی انھیں دیکھ کر بے اختیار ان پر فریفتہ ہو گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو محبوبیت عامہ عطا کی تھی۔ دائی نے ان کی والدہ سے کہا کہ کسی صورت انھیں قتل ہونے سے بچاؤ۔ یہ بہہ کر ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہوا ایک ہانڈی میں ڈال کر سپاہیوں سے کہا کہ اس گھر میں ایک بڑکا پیدا ہوا تھا۔ میں نے اسے ذبح کر دیا ہے دیکھو میں اسے دفن کرنے لیے جا رہی ہوں۔ سپاہیوں نے اس پر اعتبار کیا اور آگے کوئی جانچ پڑتال نہیں کی۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر پرورش پاتے رہے مگر نوجویوں نے فرعون کو خبر دیدی تھی کہ بنی اسرائیل میں وہ بچہ پیدا ہو چکا ہے۔ فرعون اس خبر سے سخت پریشان ہو گیا اور کوتواہل کو سخت تنبیہ کی۔ کوتواہل نے سپاہیوں پر سختی کی۔ انھوں نے کہا ہم نے بہت کوشش سے ان کے

بچے قتل کیے مگر عمران کے ڈر کے کو اپنے بات سے نہ مارا صرف دائی کے بہنے پر اعتبار کر لیا۔
 کوتوال نے کہا فوراً اس گھر کی تلاشی لو اور بنا چکچکا ہٹ گھر میں گھس جاؤ۔ سپاہی بے پردہ حضرت
 عمران کے مکان میں گھس گئے۔ اس وقت موسیٰ علیہ السلام اپنی بڑی بہن مریم کی گود میں
 تھے۔ مریم نے یہ ماجرا دیکھ کر انھیں ایک بھڑکتے ہوئے نور میں اس طرح ڈال دیا کہ
 سپاہیوں کو خبر نہ ہوئی۔ مریم نے خیال کیا کہ اگر پولس نے بچہ دیکھ لیا تو اس کے ساتھ ساتھ
 پورے گھر کو قتل کر ڈالیں گے۔ پولس نے گھر بھر کی تلاشی لی مگر کچھ نہ ملا تو وہیں لوٹ گئی۔ والدہ
 نے مریم سے پوچھا کہ موسیٰ کہاں ہے؟ اس نے سب ماجرا کہا۔ ماں غم سے تڑپ گئیں۔ نور پر
 چا کر دیکھا کہ گگ کے شعلے نکل رہے ہیں مگر موسیٰ علیہ السلام بدستور امن و امان میں ہیں۔
 یہ موسیٰ علیہ السلام کا نبوت کے دعوے سے پہلے کا معجزہ ظاہر ہوا۔ اس وقت ان کی عمر چالیس دن
 کی تھی۔ والدہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ اس بیٹے کی زندگی مشکل ہے اس لیے اسے کشتی میں رکھ
 کر دریائے نیل میں بہا دینا ہی بہتر ہے۔ شاید کوئی دوسرا شخص انھیں اٹھالے اور پرورش
 کرے۔ گھر کے سب لوگوں سے مشورہ کر کے محلے کے ایک بڑھئی سے جس کا نام سانوم تھا
 ایک صندوق لکڑی کا ہوا یا اور اس سے عبد لیا کہ یہ بات کسی سے نہ کہے گا۔ سانوم نے صندوق
 بنایا۔ ادھر فرعون کی طرف سے امان ہوا کہ جو شخص ہمیں اس بڑے کا پتہ دے جو بی سرائیں
 کے گھر پیدا ہوا ہے تو اسے بہت سانا دم دیا جائے گا۔ سانوم کو باغی ہوا۔ خبر دینے لگا۔
 دروازے پر پہنچا کہ زمین میں تختوں تک دھنسن گیا اور نیلی آواز کانوں میں آئی کہ اگر تو نے یہ
 راز ظاہر کیا تو تجھے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ سانوم گھبرا گیا اور صندوق قحہ عمران کے گھر پر پہنچا
 اور عرض کیا کہ مجھے اس پاکیزہ فرزند کی صورت دکھاؤ۔ والدہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
 زیارت کر لی۔ سانوم نے ان کے قدم پاک پر آنکھیں ملیں اور ان پر ایمان سے آیا۔ چنانچہ
 سب سے پہلا سو من بکری ہے۔ پھر سانوم نے اپنی اجرت بھی نہ لی۔ والدہ ماجدہ نے حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کو غسل دیا۔ عمدہ کپڑے پہنائے خوشبو لگائی اور صندوق قحہ میں رکھ کر دریائے نیل
 پر روتی ہوئی گئیں اور خدا کے حوالے کر کے دریا میں بہا دیا۔ دل بہت بے چین ہوا مگر

قدرتی طور پر تسکین ہوئی کہ یہ بچہ پھر مجھے ملے گا۔ دریا سے ایک نہر فرعون کے بیچے میں حاتی تھی جس کا نام مین الشمس تھا۔ یہ صندوقی اس نہر میں داخل ہو کر فرعون کے باغ میں پہنچا۔ اس وقت فرعون باغ کی سرکردہ باتھ اور اس کی بیوی آسیہ اور دوسرے خاص لوگ ساتھ تھے۔ یہ لوگ اس صندوق کو اٹھا کر فرعون کے پاس لائے۔ فرعون نے جب اسے کھولا تو اس میں ایک نہایت خوب صورت حسین و جمیل لڑکا پایا۔ بولا یہ تو وہی لڑکا ملتا ہے جس کی نجومیوں نے خبر دی تھی۔ یہ میرا اقبال ہے کہ یہ خود بخود میرے پاس آ گیا۔ اس کو فوراً قتل کر دیا جائے۔ حضرت آسیہ آپ کا حسن و جمال دیکھ کر آپ پر عاشق ہو گئیں اور فرعون سے بولیں کہ تو نے مخلص گن میں ہزاروں بچے قتل کرا دیے۔ اس کو قتل نہ کر۔ یہ بچہ شاید کسی اور جگہ سے رہا ہے بنی اسرائیل کا نہیں لگتا۔ میرے کوئی بیٹا نہیں ہے میں اسے بیٹا بناؤں گی۔ خدا نے میری گود بھر دی۔ فرعون نے یہ بات مان لی۔ ادھر موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم نے ماں کو خبر دی کہ بھائی تو فرعون کے پاس پہنچ گئے۔ ماں بے قرار ہو گئیں۔ سب کی طرف سے القا ہوا ٹھہرا انہیں تمہارا بچہ تمہیں کو ملے گا۔ ب حضرت آسیہ نے شہر کی دایاں بلوایں جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلائیں۔ مگر انھوں نے کسی کا دودھ قبول نہ کیا۔ مریم بھی وہاں موجود تھیں۔ کہنے لگیں ایک بہت قابل دانی ہے جس کا دودھ بہت اچھا ہے اسی شہر میں رہتی ہے کہو تو اسے بلا لائیں؟ فرعون ہوا فوراً ابد ک۔ وہ اپنی والدہ کو لے گئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے دودھ پیا اور ان کی گود میں سوئے۔ فرعون نے ایک اشرفی روز تہاجرت مقرر کر دی اور کہا تم اس بچے کی پرورش کرو۔ قدرت کے قربان۔ فرعون نے جس کے ڈر سے بارہ ہزار بچے قتل کروائے اسے خود ہی پرورش کر رہا ہے۔ حضرت آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے سونے کا گوارہ تیار کر لیا اور تازہ دھو سے ان کی پرورش کی۔ اس مدت کے گزرنے پر ایک شجر بھرا ہوا سنا اور کئی ٹونٹ لہے ہوئے دوسرے نفیس تحفے دے کر موسیٰ علیہ السلام کی والدہ معظمہ کو رخصت کیا۔ پھر حضرت آسیہ نے خود ان کی پرورش شروع کر دی۔ فرعون ان سے بہت محبت کرنے لگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰۶) جن دنوں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں پرورش پڑے تھے ان

دنوں فرعون نے آپ کے بہت سے معجزے دیکھے۔ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مرغ سے تسبیح پڑھوائی، ایک بار کپے ہوئے مرغ کو زندہ فرمایا جس سے فرعون کے دل میں آپ کی دہشت بیٹھ گئی مگر محبت کے غلبے اور اپنی بی بی کی وجہ سے قتل نہ کرا سکا۔ جب حضرت موسیٰ تقریباً جون ہوئے تب آپ کا دل ہی اسرائیل کی طرف جھکنے لگا۔ آپ انھیں سے میل جول زیادہ رکھتے تھے۔ فرعونوں کو یہ ناگوار نظر آتا تھا مگر کچھ بہتہ نہ سکتے تھے۔ جب آپ بائیس سال کے ہوئے تو ایک دن ہی اسرائیل کے سرداروں کو الگ کر کے پوچھا کہ تم فرعون کی معصیت میں کب سے گرفتار ہو؟ انھوں نے جواب دیا ایک لمبے عرصے سے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تمھارے گناہوں کی شامت ہے۔ تم نذر مانو اور جب رب تعالیٰ تمہیں اس سے نجات دے تو تم وہ نذر پوری کرو۔ ان سب نے کہا کیا نذر مانیں؟ آپ نے کہا: رب تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری۔ سب نے نذر مان لی۔ جب آپ تیس برس کے ہوئے تو ایک دن ایک قبیل اور اسرائیلی میں جھڑا ہو رہا تھا۔ قبیلہ اسرائیلی کو کھڑی کا بوجھ اٹھانے پر مجبور کر رہا تھا اور اسرائیلی انکار کر رہا تھا۔ تکرار برپا ہوئی تو اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارا: اے موسیٰ مجھے اس ظلم سے نجات دلاؤ۔ آپ نے قبیلہ کو قلم سے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ آپ نے اس کے ایک مکہ ہار جس سے وہ مر گیا۔ اسرائیلی ٹھہرا لیا۔ فرعون کو یہ خبر ہوئی تو اس نے کہا موسیٰ ایسا نہیں کر سکتے۔ دوسرے دن وہ اپنی اسرائیلی دوسرے کسی قبیلہ سے الجھا ہوا تھا۔ آپ کو دیکھ کر فریاد کی۔ آپ نے اسرائیلی کو چمڑ کا اور چاہا کہ اس سے قبیلہ کو چمڑا دیں۔ اسرائیلی سمجھا کہ کچھ مجھے مار رہے ہیں۔ وہ چیخا: اے موسیٰ کل تو نے قبیلہ کو مارا تھا کیا آج مجھے بلک کر مارنا چاہتا ہے؟ یہ بات سب لوگوں نے سنی اور فرعون کے پاس گواہی دی۔ قبیلہ سرداروں نے فرعون سے مانگ کی کہ موسیٰ کو ہمارے حوالے کر دو تا کہ ہم ان سے قبیلہ کا قصاص لیں۔ فرعون ان کی بات ماننے سے ہچکچایا۔ اس مجلس میں ایک شخص موجود تھا جس کا نام حزقیل تھا اور وہ چورنی چھپے ایمان ل چکا تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی کہ آپ کے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں بہتر ہے کہ آپ کہیں چلے جائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے سرو سامانی کے عالم میں

مدین کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں شعیب علیہ السلام کے گھر ٹھہر گئے۔ ان کی لڑکی سے جن کا نام پاک صغورہ تھا نکاح کیا۔ دس سال وہاں رہے پھر مصر کی طرف تشریف لے گئے۔ راستے میں آپ کو نبوت عطا ہوئی اور پھر چالیس سال تک مصر میں فرعون کے مقابلے میں مشغول رہے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰) جب موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر تشریف لائے اور راستے میں نبوت اور رسالت سے مشرف ہوئے تو چالیس سال تک یہاں قیام کیا۔ اس سچ آپ فرعون و فرعونوں سے مقابلہ کرتے رہے اور انھیں بڑے بڑے معجزے دکھاتے رہے کہ وہ ایمان لے سکیں۔ مگر وہ نہ لائے۔ جب آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: خدا یا کسی صورت بنی اسرائیل کو قبطیوں کے پتنگوں سے چھڑا دے تاکہ بے خوف و خطر یہ تیری عبادت کر سکیں۔ اللہ کا حکم ہوا: اے موسیٰ تم بنی اسرائیل کو جمع کر کے راتوں رات یہاں سے کوئی آریہاؤ فرعون تمھارے پیچھے آئے گا تو بلاک کر دیا جائے گا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چھپوٹا تمام بنی اسرائیل کو خبر کر دی۔ سارے اسرائیلیوں نے ایک جگہ جمع ہونے کا ارادہ کیا۔ فرعون کو کچھ دہم ہوا۔ پوچھا کہ یہ بھیڑ کیسی ہے؟ اسرائیلیوں نے کہا: ہمارے عاشورے کا دن قریب رہا ہے۔ آدم علیہ السلام اسی دن پیدا ہوئے تھے۔ یہی ہماری عید کا دن ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ سب شہر کے باہر جمع ہو کر رب کی عبادت کریں اور وہاں عید منائیں۔ فرعون خاموش ہو گیا۔ عام بنی اسرائیلیوں نے قبطیوں سے قیمتی زیور اور عمدہ پوشاکیں ادھار مانگ لیں اور عید کے بہانے ٹیپے اور ڈیرے شہر کے باہر لگا دیے۔ یہ واقعہ نوین محرم جمعرات کے دن ہوا۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر تشریف اسی برس اور ان کے بھائی ہارون کی عمر تریس برس کی تھی۔ محرم کی دسویں شب جمعہ میں ان سب نے ساز و سامان کے ساتھ کوٹ کر دیا۔ ہارون علیہ السلام ان کے آگے آگے تھے اور موسیٰ علیہ السلام پیچھے۔ بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی۔ آگے چل کر یہ لوگ راستہ بھول گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے بوڑھے لوگوں سے کہا کہ یہ راستہ تمھارا دیکھا ہوا ہے تمہیں ملنا کیوں نہیں؟ انھوں نے عرض کیا کہ یوسف علیہ السلام نے

رحلت کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ جب میری قوم بنی اسرائیل مصر سے جائے تو میرا تابوت قبر سے نکال کر اپنے ساتھ لے جائے اور میرے بزرگوں کے جوار میں مجھے دفن کرے۔ ہم نے یہ وصیت پوری نہیں کی اس لیے راستہ بھول گئے۔ آپ نے پوچھا کہ ان کی قبر مبارک کہاں ہے؟ سب نے کہا ہمیں پتہ نہیں۔ آپ نے سارے لشکر میں منادی کر دی کہ جسے یوسف علیہ السلام کی قبر معلوم ہو وہ بتائے۔ ایک بڑھیا نے کہا مجھے معلوم ہے لیکن آپ مجھ سے ایک عہد کریں کہ جو مانگوں دیا جائیگا۔ آپ کچھ ہنچکچائے۔ وحی آئی: موسیٰ اس سے عہد کر لو اور یہ جو مانگے اسے دیدو۔ آپ نے عہد فرمایا۔ بڑھیا بولی کہ میں چاہتی ہوں کہ بہشت میں آپ کے ساتھ رہوں۔ آپ نے قبول فرمایا۔ بڑھیا بولی: ان کی قبر دریائے نیل میں ڈوب چکی ہے اور لہجہ سے پانی ہٹا کر زمین کھودی جائے تو اس سے آپ کا تابوت اُگل سکتا ہے۔ آپ نے حکم دیا۔ بنی اسرائیل نے فوراً اس جگہ سے تابوت نکالا۔ یہ تابوت سنگ مرمر کا ایک صندوق تھا جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا جسد مبارک تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کا تابوت سب سے آگے رکھا۔ اس تابوت کی برکت سے راستہ ظاہر ہوا۔ آخر آپ سیدھے فلسطین کا راستہ اختیار کرتے جو مصر سے شمال مشرق میں تھا تو آپ کو کوئی دشواری پیش نہ آتی لیکن لہجہ کی مرضی یہی تھی اہل آپ شرقی جانب بحر قلزم کی طرف روانہ ہوئے۔ صبح کے وقت فرعون کے جاہلوں نے خبر دی کہ کل جہاں بنی اسرائیل جمع ہوئے تھے وہاں سے راتوں رات کوچ کر گئے ہیں۔ فرعون کے دل میں غصے کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اس نے فوراً حکم دیا کہ تیز رفتار گھوڑے اور عمدہ سوار جمع ہوں۔ روایت میں ہے کہ ستر ہزار گھوڑے اور فوج اس کے لشکر کے آگے آگے تھی۔ اور باقی فوج کے متعلق کچھ پتہ نہیں چلتا۔ تفسیر روئے البیان میں ہے کہ ستر لاکھ گھڑے اور فوج تھی۔ تفسیر عزیزی میں ہے کہ اس میں ایک لاکھ تیر انداز ایک لاکھ نیزہ باز اور ایک لاکھ گھڑے مارنے والے تھے۔ فرعون نے اس لشکر کے ساتھ بہت جلد یہ راستہ طے کر لیا اور دو پہر کے قریب بنی اسرائیل کو چالیا۔ بنی اسرائیل فرعون کے لشکر کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ بتاؤ ہم کہاں جائیں؟ آپ نے فرمایا کہ مایوس نہ ہو میرے ساتھ میرا رب

ہے جو مجھے ہدایت دے گا۔ وحی آئی: اے موسیٰ دریا پر اپنا عصا رکھ تو پھٹ جاوے اور ہمیں راستہ دے۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اللہ کے حکم سے تیز ہوا چلی جس نے پانی کو پھاڑ کر اس میں راستہ بنا دیا۔ دریا میں بارہ راستے پیدا ہوئے جن کے بیچ پانی دیواروں کی طرح کھڑا ہو گیا۔ ان کی آن میں سورج نے زمین کو خشک کر دیا اور آپ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اس راستے میں داخل ہو جائیں۔ سب سے پہلے یوشع بن نون علیہ السلام نے اپنا گھوڑا ہڈالا۔ ان کے پیچھے حضرت ہارون علیہ السلام نے۔ جب اسرائیلیوں نے ان کو گزر رہے دیکھا تو مجبوراً یہ بھی دریا میں چل دیے۔ ان کے بارہ قبیلے تھے۔ ہر قبیلہ ایک راستے میں داخل ہوا۔ سب کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام داخل ہوئے۔ ان کے گروہ نے کہا: اے موسیٰ ہمیں خبر نہیں کہ ہمارے دوسرے گروہ زندہ ہیں کہ ڈوب گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پانی کی دیواروں پر عصا رکھا جس سے ان میں جان کی طرح روشن دان بن گئے اور ہر جماعت ان جمہود کوں میں سے ایک دوسرے کو دیکھتی باتیں کرتی ہوئی گزر رہے تھے۔ اتنے میں فرعونی لشکر بھی دریا کے دوسرے کنارے پر آ پہنچا۔ فرعون نے دیکھا کہ دریا میں راستے بنے ہوئے ہیں جن میں جا بھی پانی کی دیواریں کھڑی ہیں۔ دل میں حیران ہوا مگر لشکر والوں سے کہا میرے اقبال سے دریا خشک ہو گیا ہے تاکہ میں اپنے بھائی ہوئے غلاموں کو زندہ پکڑ سکوں۔ اُتر یہ اسرائیلی ڈوب جاتے تو مجھے غلام کہاں سے ملتے؟ ہامان نے چپکے سے کہا: دریا میں قدم نہ رکھنا تیری ضدی کی قلعی حل ہو جائے گی۔ بہت جلد کشتیاں جمع کر اور ان کے ذریعے دریا پار کر۔ فرعون نے اپنے گھوڑے کو روک لیا۔ ابھی حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں گھوڑی پر سوار فرعون کے گھوڑے کے آگے نمودار ہوئے اور اپنی گھوڑی دریا میں ڈال دی۔ فرعون کا گھوڑا اس گھوڑی کی پو پائے اس کے پیچھے ہولیا۔ فرعون نے لاکھ روکا مگر گھوڑا نہ رکا اور اس خشک راستے میں داخل ہو گیا۔ جب شکاریوں نے فرعون کو دریا میں داخل ہوتے دیکھا وہ بھی ہر طرف سے داخل ہونے لگے۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھ سامری۔ اس نے دیکھا کہ جس جگہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ پڑتی ہے وہاں ہزداد آتا ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ اس ٹاپ کے نیچے

وہاں مٹی میں زندگی کی تاثیر ہے۔ اس نے تھوڑی مٹی اپنے ہات میں اٹھالی۔ ادھر سارا فرعونی لشکر بچ دریا میں گیا۔ ادھر بنی اسرائیل دریا پار پہنچ کر یہ تماشا دیکھنے لگے۔ جہاں یہ واقعہ ہوا تھا وہاں قلعہ کی چوڑائی بہت تھوڑی یعنی صرف چار فرسخ تھی اس لیے دوسرے کنارے سے یہاں کے حالات اچھی طرح نظر آ رہے تھے۔ جب سارا لشکر دریا میں داخل ہو چکا تو اللہ کا حکم ہوا: اے دریا آپس میں مل جا۔ دریا آپس میں مل گیا اور سارے فرعونی ڈوب گئے۔ یہ واقعہ دس محرم جمعہ کے دن دوپہر کے وقت ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس خوشی میں روزہ رکھا۔ بنی اسرائیل کے دل میں فرعون کی ایسی ہیبت بیٹھی ہوئی تھی کہ انہیں اس کے ڈوبنے کا یقین نہیں آیا۔ تب دریا نے اس کی اور چند لوگوں کی لاشیں باہر پھینک دیں تاکہ بنی اسرائیل کو فرعون کے قتل ہو جانے کا یقین ہو جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرعونوں میں سے صرف تین خوش نصیب یمن لائے تھے: حضرت آسیہ فرعون کی بیوی، حضرت حزقیل جنہیں موسیٰ آل فرعون یعنی فرعون کی قوم کا مومن کہتے ہیں اور تیسری مریم بنت ناموسی جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مزار مبارک کا پتہ بتا دیا تھا۔ (جلالین خزائن اعرافان)

(۳۰۹) بنی اسرائیل مصر سے چلتے وقت قطیوں سے قیمتی زیورات مانگ لائے تھے مگر وہ ان زیورات کا استعمال نہیں کر سکتے تھے کیونکہ ان کی شریعت میں نیہمت کے مال کا استعمال جائز نہ تھا بلکہ آگ اے جلا جاتی تھی۔ بنی اسرائیل میں ایک ستار تھا جس کا نام مکی یا موسیٰ بن ظفر تھا۔ قبیلہ بنی سامری کا فرد تھا اس لیے اس کو سامری کہتے تھے۔ کنواری لڑکی سے پیدا یعنی حرامی تھا۔ اس کی ماں شرم سے اسے پیرائی خار میں چھوڑ آئی تھی۔ رب تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے اس کی پرورش کرائی مگر جوان ہو کر رہا کافر اور جاؤ گرا۔ وہ سونے کے کام میں بڑی مہارت رکھتا تھا۔ منافقت میں ایمان لایا تھا۔ اس کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کی گھوڑی کے سموں کے نیچے کی خاک تھی جو کہ فرعونوں کے دریا میں ڈوبنے کے وقت دریا نے قلعہ سے اٹھا لیا تھا۔ جب بنی اسرائیل فرعونی لشکر سے نجات پا کر

دریاے قلزم سے نکلے تو راستے میں انھوں نے ایک قوم کو گائے پوجتے دیکھا اور موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہمارے لیے بھی پروردگار کی صورت بنانا کہ اسے سامنے رکھ کر جہنم ہات کر لیں جس سے ہمارا دشمنان نہ بنے۔ موسیٰ علیہ السلام نے انھیں ڈانٹ دیا تھا۔ سامری نے پتہ لگایا تھا کہ فرعونوں کی صحبت کی وجہ سے بنی اسرائیل میں بت پرستی کا مادہ موجود ہے۔ اگر ان کو بہکایا جائے تو وہ آسانی سے گمراہ ہو جائیں گے۔ بنی اسرائیل نے نذر مانی تھی کہ اگر ہم کو رب تعالیٰ نے فرعون کے چنگل سے نجات دی تو ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ جب انھیں نجات مل گئی اور فرعونوں کی بلاست کے بعد وہ ہر کی طرف لوٹے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انھیں وہ نذر یاد دلوائی۔ انھوں نے کہا: ہمیں دل و جان سے یہ بات منظور ہے لیکن ہمیں رب کے احکام کی خبر نہیں ہم اطاعت کیسے کریں؟ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا تب ان سے فرمایا گیا کہ تم کو ہر طور پر آنا اور وہاں چالیس دن عککاف اور عبادت کرنا تب تم سے بلا واسطہ حکم بھی کیا جائے گا اور تمہیں تو رات بھی دی جائے گی۔ لہذا موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے تیس دن کا وعدہ فرما کر کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر پہلی ذی القعدہ سے عککاف شروع کیا۔ پہلے تیس دن طور سینا میں قیام کا حکم تھا۔ جب آپ یہ میعاد پوری کر چکے اور تیس روز سے رکھ چکے اور بارگاہ الہی میں تو رات بیٹے حاضر ہونے لگے تو اس خیال سے کہ میں نے بہت دن سے مسواک نہیں کی ہے شاید منہ میں بدبو ہو مسواک کر لی۔ لہذا حکم ہوا: اے موسیٰ تم نے اپنے منہ سے وہ خوشبو نکال لی جو ہمیں مشک سے بھی زیادہ پسند ہے۔ لہذا دس روزے اور رکھو تا کہ تمہارے منہ میں پھر وہی خوشبو پیدا ہو جائے۔ ادھر تیس دن گزرتے ہی اسرائیلیوں میں کھلی بچ گئی۔ انھوں نے حضرت بارون علیہ السلام سے پوچھا کہ ان زیورات کا کیا کریں۔ آپ نے فرمایا: ایک ٹڑھے میں ڈال کر جل دو اور اس کی راکھ زمین میں دفن کر دو۔ ادھر سامری نے ان لوگوں سے کہا: موسیٰ علیہ السلام تمہاری ہی طرح کے بشر ہیں صرف جادوئی عصا کی وجہ سے یہ کرب دکھاتے ہیں اور تم سے بڑھ گئے ہیں۔ تم وہ سارا سونا میرے حوالے کر دو میں تمہارے لیے اس سے بھی عجیب تر جواہر بنا دوں

جس سے تمہیں موسیٰ کی ضرورت باقی نہ رہے۔ یہ بھی کہا کہ موسیٰ وفات پا گئے ہیں اور زندہ ہوتے تو اب تک آئے ہوتے۔ اسرائیلیوں نے سارا سامنا سامری کے حوالے کر دیا۔ اس نے جو ہرات اور یا قوت اٹھ نکال لیے اور سونا گلا کے ایک نہایت خوب صورت بچھڑا بنایا اور جو ہرات و یا قوت کو اس کے ناک کان آنکھ زانو اور قدموں پر نہایت قرینے سے جڑ دیا جس سے وہ اور بھی دل کش ہو گیا۔ اور جبرئیل علیہ السلام کی گھوڑی کے سموں کے نیچے کی کاک اس بچھڑے کے منہ میں ڈال دی جس سے اس میں حرکت پیدا ہو گئی۔ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ اس کی ناک میں دوسرا رخ رکھے تھے جن سے ہو کر ہوا اُترتی تھی اور اس سے آواز پیدا ہوتی تھی۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ آواز خاک کی تاثیر سے پیدا ہوئی تھی۔ قرآن فرماتا ہے کہ خود سامری بو امیں نے جبرئیل کے آثار سے منہی بھر خاک لے لی وہ بچھڑے میں ڈال دی اس نے اسرائیلیوں سے کہا دیکھو خدا اس بچھڑے میں سا گیا ہے۔ موسیٰ اسے طور پہاڑ پر ڈھونڈھ رہے ہیں اور یہ ہمارے پاس آ گیا ہے۔ اسرائیلی اس بہکاوے میں آئے۔ سامری نے یک بڑے سے نیسے میں یہ بچھڑا کھڑا کیا اور اس کے آس پاس بڑے شاندار فرش بچھائے اور نیسے کے سامنے نو بہت اور چنٹ بجوائی گیت گانے شروع کیے۔ اسرائیلی مرد اور عورت وہاں جمع ہوئے۔ کوئی اس کی عبادت کرنے لگا کوئی اس کے سامنے مادھی کا کرہ بٹھ گیا۔ سوائے حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے بارہ ہزار ساتھیوں کے باقی سارے اسرائیلی اس میں مبتلا ہو گئے۔ ان کے تین گروہ بن گئے: ایک وہ جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی دوسرے وہ جو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ دین کی تبلیغ میں مشغول ہوئے اور لوگوں کو بچھڑے کی پوجا سے روکتے رہے تیسرے وہ جو خاموش رہے۔ نہ پوجا کی اور نہ انکار کیا۔ پہلا اور تیسرا گروہ عتاب میں آ گیا اور دوسرا گروہ سلامت رہا۔ ادھر موسیٰ علیہ السلام کو دسویں ذی الحجہ دو پہر کے وقت توراۃ عطا ہوئی اور رب تعالیٰ نے انہیں خبر دی کہ تمہارے پیچھے تمہاری قوم غفلت میں پڑ گئی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام یہ سن کر بہت غمگین ہوئے اور وہاں سے بہت جلد واپس آئے اور اپنی قوم کا حال دیکھ کر جلال میں آئے۔ غصے میں تورات شریف کی تختیاں آپ کے ہاتھ سے

گرمیں یا گمراہیوں اور اپنے بڑے بھائی کو مارنے لگے کہ تم نے بنی اسرائیل کو شرک کیوں کرنے دیا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی سرکشی اور اپنی معذوری کا یہ فرمائی کہ میں نے ان کو بہت روکا مگر یہ نہ مانے۔ تو رات شریف کے کل سات حصے تھے۔ گرنے سے چھ نہا تب ہوئے اور ایک حصے میں ضروری مسائل تھوہ باقی رہ گیا۔ وہی بنی اسرائیل کو مد۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے باز پرس کی کہ تم نے یہ کیا کیا؟ انھوں نے کہا ہمیں سامری نے بہکایا۔ آپ نے بنی اسرائیل کو تو پہ کا حکم دیا۔ اور سامری کو بد دعا دی اور بچھڑے کو جلا کر اس کی راکھ دریا میں ڈال دی۔ کچھ اسرائیلیوں کو بچھڑے سے ایسی محبت ہو گئی تھی کہ انھوں نے تبرک کے طور پر دریا کا پانی چھپ کر پیا جس میں یہ راکھ چھنکی تھی۔ جس سے ان کے ہونٹ کالے پڑ گئے اور پیٹ پھول گئے اور ان کی توہ قبول نہ ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱۰)۔ سامری نے جو بچھڑا بنایا تھا اس کا نام بہوت تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

(۳۱۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں۔ ان بکریوں کی تعداد بارہ ہزار بتائی جاتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑا پونے والے بنی اسرائیلیوں سے فرمایا: تم ظالم ہو چکے ہو لہذا تو پہ کرو اور اپنی جانوں کو قتل کے لیے پیش کر دو۔ انھوں نے کہا: ہمارے حکم پر راضی ہیں۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: مجرم بننا تمھارا اور بتاؤ وہ اور خود کے باہر آ جائیں اور اپنے دروازوں پر دروازے نہ بنو جائیں اور اپنے سرزائوں پر رکھیں اور تمکواریں گردنوں پر لیں نہ کوئی اپنا دروازہ بند کھولے نہ تڑپے نہ ہات پاؤں مارے۔ اگر کسی نے آنکھ کھول کر بھی قاصد کی طرف دیکھا یا اس کی تمکواریں اپنے ہات یا پاؤں پر روکا تو اس کی توہ قبول نہ ہوگی۔ جب یہ سب لوگ راضی ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا: ان بارہ ہزار آدمیوں کو حکم دو جو بچھڑے کی پوجا سے محفوظ رہے تھے کہ انکی تمکواریں لے کر ان بندھے ہوئے آدمیوں کے پاس جائیں اور انھیں قتل کرنا شروع کریں۔ چنانچہ اس پر فوراً عمل کیا گیا۔ آپ نے ایک اونچی جگہ کھڑے ہو کر آواز دی: اے مجرم

اسرئیلو اتھارے بھائی لکواریں لے کر شمعیں قتل کرنے آ رہے ہیں۔ اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔ جب قاتل مجرموں کے پاس پہنچے تو محبت کی وجہ سے ان کے ہاتھ اٹھے۔ موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا ان میں ہمارے بھائی بھی تھے بیٹے پوتے نواسے ہیں ان پر ہمارے ہاتھ نہیں اٹھتے۔ تب ان پر ایک سیاہ اور چھائیلا جس سے سارے میدان میں اندھیرا ہو گیا اور کوئی کسی کو نہ دیکھ سکا۔ حکم ہوا جاؤ اب قتل کرو۔ چنانچہ ایک دن میں اور کچھ رویتوں میں ہے کہ تین دن میں ستر ہزار آدمی قتل ہو گئے۔ تب بنی اسرائیل کے بچے اور عورتیں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر شور کرنے لگیں کہ اے موسیٰ ہمارے مدد سے رحم کی درخواست کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ننگے سر عاجزی کرتے ہوئے میدان میں گئے اور عرض کیا: اے مولیٰ اسرائیلی بلاک ہوئے جا رہے ہیں۔ اسب رحم فرما۔ تب وہ سیاہ دھواں اٹھ گیا اور حکم آیا کہ اب قتل بند کرو۔ سب کی توبہ قبول ہوئی، سب کو جنت دیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱۳) بنی اسرائیل پر چوتھائی مال کی زکوٰۃ واجب تھی یعنی روپے میں چار آنے۔ ان کے رات کے چھپے ہوئے گناہ ستر دروازے پر لکھے جاتے تھے جس سے وہ سخت رونا ہوا کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱۴) جب ستر ہزار بنی اسرائیلی کفار سے میں قتل ہو چکے تو موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا حکم ہوا کہ تم بچے ہوئے لوگوں کو لے کر اس گناہ کی محفرت کے لیے کوہ طور پر حاضر ہو اور وہاں یہ لوگ اپنی قوم کی طرف سے معافی چاہیں کیونکہ یہ وہ جنگاں بنے جہاں موسیٰ رب سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ جنگاں کی برکت سے توبہ جلد قبول ہوگی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ان میں سے ستر بہترین آدمی چنے۔ جب یہ لوگ کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے تب انھوں نے عرض کی: اے موسیٰ ہمیں رب کا کلام سنو اور آپ نے دعا فرمائی۔ رب نے قبول کر لی۔ جب کوہ طور پر پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم سب لوگ نہاد دھوڑا پنے گناہوں سے توبہ کرو تیس تین روزے رکھو اور تسبیح و ذکر میں لگے رہو۔ جب آپ پہاڑ پر پہنچے تو ان لوگوں کو نیچے کھڑ کیا اور خود اوپر تشریف لے گئے۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک نورانی ستون تنید بادل کے رنگ کا نمودار ہوا

اور ہستہ آہستہ پھیلتا گیا یہاں تک کہ سارے پہاڑ کو اس نے پھیر لیا اور موسیٰ علیہ السلام اس میں گھر گئے۔ پھر رب نے ان سے کلام فرمایا۔ یہ لوگ نیچے کھڑے ہوئے کلام الہی میں رہے تھے انھوں نے عرض کیا کہ ساری بات چیت صرف موسیٰ سے ہو رہی ہے ہم پر بھی نرم کیا جائے اور کوئی بات ہم سے بھی خطاب کر کے فرمائی جائے۔ یکایک نور کی تجلی کوندی اور پھر ان کے کانوں میں ایک آواز آئی: ہم اللہ ہیں ہمارے سوا کوئی معبود نہیں ہم مکہ والے ہیں ہم تمہیں مصر سے نکال لیں گے تم ہماری ہی عبادت فرماؤ اور کسی کو نہ پوجنا۔ جب یہ ہادل صاف ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام نیچے تشریف لائے تب آپ نے پوچھا: کہو رب کا کلام تم نے سنا؟ وہ بولے: سنا تو مگر کیا خبر کون بول رہا تھا۔ کیا خبر ہم نے رب کو دیکھا۔ یہ صرف آپ فرماتے ہیں کہ بولنے والا رب تھا ہم کو تو یقین نہیں آتا۔ آپہدب کو صاف صاف شکل و صورت میں دکھا دیں تو ہم مان لیں گے۔ تب ان پر آسمانی آگ سخت آواز کے ساتھ آئی جس سے وہ سب مردہ ہو گئے۔ ایک دن رات مردہ رہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: موسیٰ ہی اسرائیل کو کیا جو ب دوں گا؟ وہ کہیں گے تم نے ستر ہزار آدمی تو یہاں قتل کر دیے اور اتنے آدمی باہر لے جا کر نہ معلوم کس طرح ہدک کر دیے۔ موسیٰ میری بدنامی ہوگی۔ میں تو ان کو اپنا گواہ بنا کر لیا تھا۔ یہ کیا ہو گیا۔ خدا یا تو انھیں زندہ فرما دے۔ ان کی دعا سے یہ تمام لوگ زندہ ہو گئے اور موسیٰ علیہ السلام ان سب کو لے کر واپس تشریف لائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱۵) جب موسیٰ علیہ السلام ان ستر آدمیوں کو زندہ کر کے مصر میں لے گئے تو سارے بنی اسرائیلیوں کو حکم الہی پہنچایا کہ مصر سے روانہ ہو ترشام کی طرف چلو کیونکہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا دفن ہے اور وہیں بیت المقدس بھی ہے جس پر ایک ظلم اور سختی برقرار ہے اللہ نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ان سے جہاد کر کے اس ملک سے انھیں نکال دو اور وہیں آباد ہو جاؤ جیسے کہ تم نے مصر کو فرعونوں سے پاک کر دیا۔ اس حکم میں راز یہ تھا کہ بنی اسرائیل مصر میں فرعون کے عیش و آرام دیکھ چکے تھے اور اب سارے مصر کے مالک ہو چکے تھے۔ اندیشہ تھا کہ یہ بھی فرعونوں کی طرح عیش و آرام میں پڑ کر اللہ کی عبادت بھول جائیں گے۔

ادھر فرعون کہا کرتا تھا کہ موبی اور ہارون صرف یہ چاہتے ہیں کہ مجھے مصر سے نکال کر بنی اسرائیل کو یہاں کا مالک بنائیں۔ اب اگر اسرائیلی وہاں رہتے تو دوسرے لوگ کہتے کہ فرعون کا خیال صحیح تھا صرف ملک گیری کے خیال سے یہ سب کیا گیا۔ اس سے حکم دیا گیا کہ اس جگہ کو چھوڑ دو اور فی سبیل اللہ جہاد کر کے شام کی مقدس زمین کو دین کے دشمنوں سے خالی کر دو۔ بنی اسرائیل مصر کی زمین سے بہت راضی تھے کیونکہ یہ علاقہ بنا محنت اور مشقت کے ہاتھ لگایا تھا اس لیے انھیں یہاں سے نکلنا بہت خراب لگا۔ چار دنا چار دنا تو ہوئے مگر بات بات پر موسیٰ مایہ اسلام سے شکایت کرتے تھے اور زبان درازی کر کے انھیں بہت تنگ کرتے تھے۔ جب مصر اور شام کے بیچ کے بے آب و دانہ اور سخت گرم میدان میں پہنچے جس کا نام تیبہ ہے اور انھیں خبر تھی کہ جس علاقہ قوم سے ہم جنگ کرنے جا رہے ہیں وہ سخت جنگجو اور بہادر سپاہیوں کے جسم تقریباً سات گز کے ہیں تو جنگ سے ہمت ہار بیٹھے اور موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اپنے رب کے ساتھ ان سے جنگ کریں ہم تو یہیں رہیں گے۔ اللہ نے ان کو چالیس سال کے لیے قید کر دیا۔ یہ تیبہ کا میدان صرف بارہ کوس میں تھا لیکن وہ اس میں ہی حیرت و پریشان پھرے اور یہاں سے نہ نکل سکے۔ اسی لیے اس کو تیبہ کہتے ہیں جس کے معنی ہیں حیرانی۔ اب ان کا انتقام یہ کیا گیا کہ دن میں ہلکا بادل ان پر سایہ کیے رہتا اور انھیں گرمی سے محفوظ رکھتا اور اندھیری رات میں ایک نوری ستون اترتا تھا جس کی روشنی میں اپنا کام کرتے تھے۔ سورج نکلنے سے پہلے نہایت لذیذ مٹوہ برس جاتا تھا یعنی من جس سے ہر شخص کو روزانہ ایک صاع یعنی تقریباً چار میر ملا تھا جو کہ ان کو دن بھر کے لیے کافی ہوتا تھا۔ جمعہ کے دن دو گنا برتا تھا کہ سنیچر کے دن بھی کام آئے۔ یہ لوگ محاس سے گھبرائے اور حسین چیز کی فرمائش کی۔ چنانچہ روزانہ عصر کے بعد ان کے لیے نفیس کپڑوں کا انتظام کیا گیا یعنی سلوی لیکن اس میں ایک پابندی یہ تھی کہ روز کا روز کھا لوکل کے لیے جمع نہ کرو۔ بنی اسرائیل نے کھانے کی ہوس میں ذخیرہ اندوزی شروع کر دی جس کا انجام یہ ہوا کہ کباب سڑنے لگے اور ان کی بو سے لوگوں کو تکلیف ہونے لگی اور اس کا آنا بند ہو گیا۔ اس زمانے میں اسرائیلیوں

کے کندہاں بڑھتے تھے اور نہ ناخن تاکہ حجامت کی ضرورت نہ پڑے اور نہ کپڑے میسے ہوتے نہ پھٹتے کہ دھو بی یا درزی کی ضرورت پڑے۔ جو بچے پیدا ہوتے تھے ان کے جسم پر قدرتی لباس ہوتا تھا جو کھال کی طرح جسم کے ساتھ ساتھ بڑھتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶) جس پتھر سے بنی اسرائیل کو پانی کے چشمے عطا کیے گئے یہ وہی پتھر تھا جو موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے بھاگتا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ آپ سے کسی تھیلے میں سنبھالی کر رکھیں اس سے معجزات ظاہر ہوں گے۔ کچھ نے فرمایا کہ یہ کوہ طور کا پتھر تھا۔ کچھ فرماتے ہیں کہ یہ پتھر بھی عصا کی طرح جنتی تھا جس کو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے ساتھ جنت سے لے گئے تھے اور نبیوں میں منتقل ہوتا ہوا شعیب علیہ السلام تک پہنچا تھا اور انھوں نے عصا کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو یہ پتھر بھی عنایت فرمایا تھا۔ یہ پتھر سنگ مرمر تھا۔ ادیب ابن مندہ کا قول ہے کہ اس سے عام پتھر مرمر ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام جس پتھر پر اپنا عصا دارتے اسی سے پانی جاری ہو جاتا تھا۔ تفسیر حازمی میں ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے پتھر میں بارہ پوٹیس ماریں اور ہر پوٹ سے ایک چشمہ جاری ہوا۔ ہر جگہ عورتوں کا سا پستان نکلا ہر ہو جاتا جس سے پہلے عرق سا آتا تھا پھر بوند بوند نکلتی پھر دھار بندھ جاتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷) یہود لفظ ہود سے بنا ہے جس کے معنی ہیں تو پہ کرنا ز جو غ کرنا۔ کیونکہ انھوں نے بچھڑے کی پوجا سے بے مشل اور سخت توبہ کی تھی اس لیے انھیں یہودی کہا گیا۔ یا یہ لفظ یہود کی نسبت سے ہے۔ یہود حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ یا ہود کے معنی ہیں جہنم اور حرمت کرنا۔ چونکہ یہ لوگ تو رات شریف بہت جوش سے مل جل کر جھوم جھوم کر پڑھتے تھے اس لیے اس کا نام یہود ہوا۔ یا ہود کے معنی تہرہ بھری کرنا مخبری کرنا۔ یہ بادشاہ اوقت کو نبیوں کی خبر دے کر انھیں قتل کراتے تھے اس لیے یہ غضب ناک لقب ملا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸) طور سریانی کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ہرا بھرا پہاڑ۔ اب یہ سلف اس پہاڑ کے لیے خاص ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے ہم کلام ہوتے تھے۔ (تفسیر

(نعیمی)

(۳۱۹) بنی اسرائیل میں ایک نیک آدمی تھا جس کا ایک چھوٹا سا بیٹا تھا اس نے ایک بچھیا بڑی محبت سے پالی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس بچھیا کو لے کر جنگل میں پہنچا اور دعا کی: اے مولیٰ! یہ گائے تیرے پر دُر تارہوں۔ جب میرا بیٹا جوان ہو جائے تو اسے لے لے۔ وہ تو سر گیا مگر اس کی گائے جنگل میں اور اس کا بیٹا ماں کے پاس پرورش پا رہا۔ یہ لڑکا نہایت سعادت مند اور فرماں بردار تھا۔ ایک روز اس کی ماں نے کہا: تیرے باپ نے فلاں جنگل میں ایک بچھیا خدا کے نام پر رکھ چھوڑی ہے جو کہ اب جوان ہو گئی ہوگی۔ اس میں یہاں مثال ہیں۔ جا اور اسے پکڑ لا۔ لڑکا آیا اور ماں کی بتائی ہوئی نشانوں سے پہچان کر اسے پکڑ لیا۔ ماں نے کہا: اسے بازار میں لے جا کر تین اشرفیوں میں بیچ دے مگر جب سودا ہو تو مجھ سے اجازت لینا۔ یہ لڑکا گائے کو بازار میں لایا۔ ایک فرشتہ خریدار کی صورت میں آیا اور قیمت پوچھی۔ لڑکے نے کہا: تین اشرفیاں۔ مگر والدہ کی اجازت شرط ہے۔ فرشتہ بولا: چھ اشرفیاں سے لے کر والدہ سے مت پوچھ۔ لڑکا بولا: ماں سے پوچھے بنا نہیں بچوں گا۔ لڑکا اپنی ماں کے پاس آیا اور اسے سارا واقعہ سنایا۔ ماں نے کہا کہ باچھ میں بیچ دے مگر سود ہونے پر مجھ سے پوچھ لینا۔ لڑکا بازار آیا۔ وہی فرشتہ پھر ملا۔ کہنے لگا بارہ اشرفیاں لے لے مگر ماں سے نہ پوچھ۔ لڑکا نہ مانا۔ گھر آ کر ماں سے یہ ماجرا سنایا۔ وہ بڑی غلغلہ مچائی کہ شاید کوئی فرشتہ ہے جو تیری آزمائش کے لیے اترتا ہے اب اگر ملے تو اس سے پوچھ لینا کہ ہم گائے بیچیں یا نہ بیچیں۔ لڑکے نے یہی کیا۔ فرشتے نے جواب دیا کہ اپنی ماں سے کہنا اس کو ابھی روکے رہو بہت جلد بنی اسرائیل کو اس کی ضرورت پڑے گی۔ مولیٰ علیہ السلام اسے خریدنے آئیں تو اس کی قیمت یہ مقرر کرنا کہ اس کی کھال کوسو نے سے بھر دیا جائے۔ لڑکا گائے کو گھر سے لے آیا۔ پھر یوں ہوا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عاتیل نامی بڑا مال دار تھا اور ولد تھا۔ اس کے چچا نزد بھائی نے میراث کے لالچ میں اسے قتل کر کے دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا اور صبح کے وقت خود اس کے خون کا مدعی بن کر مدعی علیہ السلام کی بارگاہ میں آیا اور اس بستی

دسوں پر خون کا دعویٰ کر کے جان کا بدلہ لینا چاہا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس مسئلہ انوں سے پوچھا انھوں نے صاف انکار کر دیا اور وہاں کے لوگوں نے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقت ظاہر فرمائے۔ آپ نے دعا کی تب وحی الہی آئی جس کا مضمون آپ نے ان لوگوں کو سنایا کہ رب کا حکم ہے کہ کوئی گائے ذبح کر کے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا مرنے والے پر مار دوس جس سے وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتا دے گا۔ یہ بات ان کی سمجھ میں نہ آئی۔ وہ کہنے لگے کہ آپ ہم سے مذاق کر رہے ہیں کہ ہر تو کہتے ہیں کہ قاتل کا پتہ لگائیے اور آپ کہتے ہیں گائے ذبح کرو۔ اس جواب کا ہمارے سوال سے کیا تعلق؟ اسرائیلیوں کو بہت حیرت تھی۔ اس لیے وہ سمجھے کہ ہر گائے میں مردہ زندہ کرنے کی تاثیر نہیں ہے۔ یہ تو کوئی خاص گائے ہوگی۔ اس لیے وہ گائے کی نشانوں کے بارے میں پوچھنے لگے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: رب فرما رہا ہے کہ گائے سے کوئی خاص گائے مردہ نہیں ہے بلکہ دودھ والی ایسی عام گائے مراد ہے۔ حکم میں تو کوئی مقرر نہ تھی۔ جو چاہتے ذبح کر لیتے مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں یقینی ہے کہ گائے نہ تو بوڑھی ہے نہ بالکل جوان۔ بے کار نہیں ہے کام کاج کے لائق ہے۔ یہی اسرائیل کی تسلی نہ ہوئی۔ انھوں نے پھر موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ اپنے رب سے پوچھو کہ ہمیں اس کا رنگ بتا دے۔ تب وحی آئی کہ وہ پیلے رنگ کی ہے۔ حضرت دھب بن منبہ فرماتے ہیں ایسی تیز چلی کہ گویا اس میں سے سورج کی کرنیں نکل رہی ہوں۔ اسی لیے اس گائے کا نام مذہبہ تھی یعنی خوب صورت سنہری۔ بنی اسرائیل کو گائے کی عمر اور رنگت بیان کرنے کے بعد بھی اطمینان نہ ہوا۔ اب اس کی دوسری خاصیتیں پوچھنے کے لیے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اپنے رب سے پوچھو کہ وہ ہمیں بتا دے کہ اس عمر رنگت اور جنس والی بہت سی گایوں میں سے کون سی ذبح کریں۔ اس قسم کی گائے بھی ہم پر مشتبہ ہے کیونکہ ایسی سینکڑوں گائیں موجود ہیں اور زندہ کرنے کی تاثیر ہر ایک میں نہیں ہو سکتی۔ اسے موسیٰ ہم نے کے لیے یہ سوالات نہیں کر رہے ہیں۔ اگر اللہ نے چاہا تو اس گائے کا پتہ لگا ہی لیں گے اور اسے ذبح کریں گے۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: رب فرماتا ہے کہ وہ نہ تو ایسی گری

پڑی گائے ہے جو مل جوتی یا کھیت کو پانی دیتی ہو اور نہ اس میں کسی طرح کا عیب ہے۔ سارے عیبوں سے پاک ہے اور اس کا جسم بے داغ ہے۔ جب وہ بولے: ہاں اب آپ نے پوری بات بتائی ہے۔ پھر وہ تلاش کرتے ہوئے اس لڑکے کے پاس پہنچے جس کے پاس یہی گائے تھی۔ حالانکہ اس زمانے میں گائے کی قیمت تین دینار تھی مگر لڑکے نے فرشتے کے سکھ نے پر یہ قیمت طے کی کہ اس کا چمڑا سونے سے بھر دیا جائے اور مویٰ ملیہ اسلام کی ضمانت پر گائے بنی اسرائیل کے حوالے کی۔ خیال رہے کہ اس سوال جواب کے سلسلے میں بنی اسرائیل کو کافی عرصہ لگ گیا۔ پھر ایسی گائے کی تلاش میں بہت وقت گزرا۔ اس وقت تک مقتول کو دفن نہیں کیا گیا۔ آخر بنی اسرائیل نے بڑی جیلہ جت کے بعد گائے کو ذبح کیا اور رب کے حکم سے گائے کے گوشت کا ایک حصہ ایش پرمارا۔ مقتول نے زندہ ہو کر پناہ کا اہل بتا دیا اور وہ قاتل میراث سے بھی محروم ہوا اور قصاص میں قتل بھی کیا گیا۔ (نزہۃ القاری)

(۳۲۰) حضرت سلیمان ملیہ اسلام کے زمانے میں جنات سے عمارتیں بنوائے کنوئیں اور نہریں کھدوائے عمدہ خوش اور قلعے بنوائے کام لیا جاتا تھا۔ اسی طرح شیطان اور انسان ملے جلے رہتے تھے۔ چونکہ جنات کی طاقت انسان سے زیادہ بنی اس لیے وہ انسانوں کو عجیب عجیب کرتب دکھا کر انھیں خیران کر دیتے تھے۔ انسان اس سے بچتے کہ تم یہ عجیب کام "خڑکیسے کر لیتے ہو تو وہ کہتے کہ فلاں منتر اور فلاں نوٹ کے کہدو رہے۔ وہ لوگ ان منتروں اور نوٹوں کو جن میں شیطانوں کا فریہ اور شرکانہ باتیں ہوتی تھیں سیکھ لیتے بلکہ لکھ جیتے تھے۔ اور جب انسان یہ منتر پڑھتے تو وہ پردہ شیطان کوئی عجیب کام کر دیتے تھے جس سے انسان کو یقین ہو جائے کہ یہ منتر بڑی تاثیر والے ہیں۔ یہاں تک کہ ان منتروں کی کتابیں تیار ہو گئیں۔ ہوتے ہوتے حضرت سلیمان ملیہ اسلام کو خبر لگی۔ آپ نے اپنے وزیر آصف بن برخیا کو حکم دیا کہ شیطانوں کو جمع کر کے انھیں انسانوں سے ملاقات کرنے سے روکے اور وہ تمام کتابیں صندوق میں بھر کر اپنے تخت کے نیچے دفن کرادیں اور حکم دیا کہ جو کوئی منتر یا جادو کرے گا اسے سخت سزا دی جائے گی۔ آپ کی وفات کے بعد شیطان یہود کے پاس نسانی شکل میں

آیا اور پورا: تھمیں کچھ خبر بھی ہے کہ حضرت سلیمان کو اتنی بڑی بادشاہت کس طرح ملی۔ صرف اس جادو سے ملی جس کی کتابیں ان کے تحت کے نیچے دفن ہیں۔ اگر تم بھی ان کتابوں پر عمل کرو تو انہیں کی طرح بادشاہ بن جاؤ گے۔ پھر کیا تھا۔ یہود دواڑے اور زمین کھود کر کتابوں کا صندوق نکالے۔ ان میں لکھے ہوئے منتروں پر عمل شروع کیا۔ چونکہ شیطان چاہتے تھے کہ انسان ہماری پوجا کریں۔ ان منتروں میں بت پرستی شرط تھی۔ شیطانوں سے دوا لگنے کے الفاظ جب یہود پڑھتے تو شیطان چپکے سے ان کا کام کر دیتے۔ دھیرے دھیرے تقریباً ساری قوم یہود نے تورات کو چھوڑ دیا اور ان وایات باتوں میں پھنس گئے اور ان میں یہ مشہور ہو گیا کہ سلیمان علیہ السلام بادشاہ نہ تھے صرف ایک جادوگر تھے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ پاک تک یہی مشہور رہا۔ قرآن عظیم سے حضرت سلیمان علیہ السلام پر سے یہ اتہام دور فرمایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو تورات کی تختیاں ملیں تو وہ اٹھائے سکے۔ حق تعالیٰ نے ایک آیت کو اٹھانے کے لیے ایک ایک فرشتہ مقرر کیا۔ وہ بھی نہ اٹھا سکے۔ پھر ایک ایک حرف کے لیے ایک ایک فرشتہ بھیجا۔ اس سے بھی نہ اٹھا سکا۔ جب اس کتاب کی عظمت ظاہر ہوئی تب اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہلکا کر دیا گیا اور وہ اٹھا کر بنی اسرائیل کے پاس لائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۲) عیسیٰ علیہ السلام کا اسم شریف یسوع ہے جس کے معنی ہیں مہارک۔ اسی سے عیسیٰ بنا۔ یہ لفظ عیسیٰ بھی عبرانی ہے اور ان دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۳) مریم کے لفظی معنی ہیں خادمہ اور خادمہ۔ چونکہ ان کی والدہ نے انہیں بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا اور آپ بچپن ہی سے بڑی عبادت گزار تھیں اس لیے ان کا نام مریم ہوا۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن کریم نے سات جگہ نبیائے کرم کے ساتھ ساتھ ان کا ذکر فرمایا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۴) مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیچ چار ہزار بیغیر گزرے ہیں جن میں بڑے بڑے پیغمبر حضرت یوشعؑ حضرت

ایسے حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت موسیٰ، حضرت ارمیا، حضرت یونس، حضرت عزیر، حضرت حزقیل، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت شمعون علیہم السلام ہیں۔ یہ سب حضرات تورات شریف کے احکامات کی تبلیغ کرتے تھے اور ان کی ایک ہی شریعت تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۵) حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء (سائیلیکا) کی بیماری تھی۔ آپ نے نذر مانی کہ اے اللہ اگر مجھے اس بیماری سے نجات ملے تو میں اپنی من پسند غذا یعنی اونٹ کا گوشت اور دودھ اپنے اوپر حرام کر لوں گا۔ رب تعالیٰ نے آپ کو شفا عطا فرمائی تو آپ نے منت پوری کرنے کے لیے یہ دونوں ہی چیزیں حرام فرمالیں۔ آپ کی وجہ سے آپ کی اولاد پر بھی یہ دونوں چیزیں حرام ہو گئیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۶) سیدنا ابراہیم علیہ السلام ۳ مارچ ۱۸۰۰ء کو بنو ماحور کے بیٹے ہیں۔ آپ کا نام برہیم اور لقب ابوالسلیمان ہے۔ آپ کا نسب یہ ہے: ابراہیم بن ۳ مارچ بن ماحور بن ساروغ بن رعو بن تالغ بن عابر بن شالح بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن مالک بن متوشلح بن اوریس بن یارو بن مہرئیل بن قلیان بن انوش بن شیت بن دہلیا سلام۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۷) انبیاء کے جمع ہونے کے تین مواقع ہیں: دو ہو چکے تیسرا ہونے والا ہے۔ پہلا اجتماع یثاقی کے دن ہوا جب اللہ تعالیٰ نے سارے رسولوں کو جمع کر کے اپنے محبوب ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا جہد و جہان لیا تھا۔ دوسرا اجتماع معراج کی رات بیت المقدس میں ہوا جب سارے نبیوں نے مل کر حضور انور ﷺ کے پیچھے نماز و کی۔ تیسرا اجتماع وہ ہے جو قیامت کے دن ہوگا۔ یہ اجتماع کافروں کے خلاف گواہی دینے کے لیے کیا جائے گا۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ کے حجۃ الوداع کے موقع پر نبیوں کا اجتماع ہوا ہے مگر سارے نبیوں کا نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۸) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے یحییٰ دسترخون کے لیے بہت اصرار کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مات کا لباس پہنا اور درود دعا مانگی: اے اللہ

ہمارے پائے والے! ہمارے اوپر آسمان سے دسترخوان اتار جو ہمارے لیے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی ہر تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ چنانچہ سرخ رنگ کا دسترخوان بادلوں کے ساتھ دھیرے دھیرے نیچے اتر آیا۔ تک کہ لوگوں کے سچ رکھا گیا۔ پہلے بیمار فقیر مبروص اور کوڑھ والے سریش اور پانچ برائے گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "بسم اللہ" کے کھاؤ۔ یہ تمہارے لیے مبارک ہے اور انکار کرنے والوں کے لیے بلا ہے۔ پہلے دس سات بڑا تیس سو آدمیوں نے کھایا۔ تمام بیمار تندرست ہوئے اور سارے فقیر مالی دار ہوئے۔ یہ دسترخوان چالیس دن لگا تا یہ ایک دن "زکریٰ" کے "تار" پھر حضرت روت اللہ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اب اس سے صرف فقیر کھا نہیں کوئی مال دار نہ کھائے۔ جب یہ اعلان ہوا تو مال دار ناراض ہوئے اور بولے کہ یہ مھفل جاو ہے۔ یہ انکار کرنے والے تین سو تیس آدمی تھے۔ یہ لوگ رات کو اپنے بال بچوں میں ہالک ٹھیک سوئے مگر صبح اٹھے تو سو رہے راستوں پر بھاگے بھاگے پھرتے تھے۔ گندک اور غد غلت کھاتے تھے۔ جب لوگوں نے ان کا یہ حال دیکھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھاگے بھاگے آئے بہت روئے۔ یہ سو بھی آپ کے چاروں طرف جمع ہوئے اور راتے جاتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انھیں نام نام پکارتے تھے۔ وہ جواب میں سر ہلاتے تھے مگر کچھ کہہ نہیں سکتے تھے۔ تین دن نہایت ذلت اور خواری سے جیسے چوتھے دن ہلاک ہوئے۔ اس میں کوئی عورت یا بچہ نہ تھا۔ سب مرد تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۹) اللہ تعالیٰ نے اپنے چار بندوں کے لیے چار عیدیں مقرر فرمائیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عید بہشتی کا دن کہ کفار اپنی عید منانے گئے تھے آپ نے یہاں اپنی عید منائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عید جاوگروں سے مقابلے کا دن تھا۔ فرعونوں نے اپنی منائی چاہی مگر عید منائی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مومن مسافروں نے۔ تیسری عید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جب ان کی دعا سے آسمان سے دسترخوان نازل ہوا۔ چوتھی عید حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی عید۔ یہ تین عیدیں ہیں۔ وہ عیدیں سال بھر کی یعنی عید الفطر اور عید الفصحی

ایک عید ہر ملت کی یعنی جمعہ۔ مومن جنت میں بھی یہ فتنے والی عید منایا کریں گے کہ ہر فتنے میں ایک بار اللہ کا یہ ارہوا کرے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۳۰) نبیوں کے معجزے تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو نبی کی ذات کے ساتھ لازم ہوتے ہیں کبھی ان سے الگ نہیں ہوتے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن یا حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی یا ہمارے حضور ﷺ کے جسم شریف کا بے سایہ اور خوشبو دار ہونا۔ دوسرے معجزے وہ جو نبیوں کے اختیار میں ہوتے ہیں جب چاہیں دکھا دیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو آپ کے پھینکنے پر سانپ بن جاتا تھا یا یہ بیضا جو بغل میں ہات دینے سے چمکتا تھا یا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردے زندہ کرنا یا تار جھمکے کر دینا۔ تیسری قسم کے معجزے وہ جن میں نبی کے اختیار کو دخل نہیں رہتا جب چاہے ظاہر فرما دے۔ ہاں ان کی دعا سے یہ معجزے ظاہر ہوتے ہیں جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے دسترخون آیا اور انور علیہ السلام کی دعا سے کچھ ایتیں بارلہاں آئیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۳۱) ابن منذر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سلیمان ابن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب نمرود کی آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر گزاری ہوئی تو آپ کا چچا تزر بوزانیہ میری برکت سے گلزار ہوئی ہے۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ ایک شعلہ اس پر پڑا اور وہ وہیں راکھ کا میر ہو گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۳۲) نمرود بن کھان ساری دنیا کا بادشاہ تھا۔ اس کا پایہ تخت بابل شہر تھا جو بغداد شریف و رکوفہ کے درمیان واقع ہے۔ اب اسے بے بی لہون کہتے ہیں اور یہ ویران پڑا ہوا ہے۔ نمرود پہلا بادشاہ ہے جس نے تاج پہنا اور لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دی۔ اس کے دربار میں بہت سے کابین اور جیوتشی رہتے تھے۔ ایک رات نمرود نے خواب دیکھا کہ ایک ستارہ آسمان پر چمکا اور اس کی چمک سے سورج کی روشنی بھی مانت پڑ گئی۔ وہ اس خواب سے گھبرا گیا۔ جیوتشیوں سے تعبیر پوچھی۔ انھوں نے کہا: تیرے شہر میں اس سال ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری بدکت اور تیرے ملک کی بربادی کا سبب ہوگا۔ نمرود نے یہ سنتے ہی کہا کہ اس بچے کو

زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ میرے عاقلہ میں جتنی حاملہ عورتیں ہیں اس پر نظر رکھی جائے اور ٹرنڈز کا پیدا ہوا تو فوراً قتل کر دیا جائے۔ اور آج سے ایک سال تک ہمارے علاقے میں کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس نہ جائے۔ اس حکم کے وقت یا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ متی یا اونی بنت نمر حاملہ تھیں اور نمرود کی مقرر کردہ دانیوں نے جب آپ کی جانچ کی تو انھیں مل کا پتہ ہی نہ چلا کیونکہ آپ بہت کم سن تھیں اور آفریقہ تک آپ کا مل ظاہر نہ ہو سکا۔ یا اتفاقاً کسی تدبیر سے تاریخ ان کے پاس پہنچے اور وہ حاملہ ہو گئیں۔ جب زوجگی کا وقت قریب آیا تو آپ پہاڑوں کے بیچ ایک غار میں چلی گئیں۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ آپ اس غار کے منہ پر پتھر رکھ کر اور بیٹے کو اللہ کے ہر دور کے چلی آئیں۔ دوسرے دن جا کر دیکھا تو آپ اپنی انگلیاں چوس رہے ہیں جن سے ۱۱ دھڑا اور شہد نکل رہا ہے۔ آپ بہت خوش ہوئیں۔ پھر دور انداز میں ملاتے باقیں اور بیٹے کو دیکھا آئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک ماہ میں اتنا بڑھتے جتنا دوسرے بچے ایک سال میں۔ آپ پندرہ ۱۵ کے ہوئے تو پندرہ سال کے علوم ہوئے تھے۔ آپ نے اس عمر شریف میں اپنی والدہ سے پوچھا کہ میرے رب (مرئی) کون ہے؟ والدہ نے کہا: تمہارے والد۔ پوچھا میری طرح تم بھی کھانے پینے کی حاجت رکھتی ہو۔ انسانی ضرورتیں تمہارے ساتھ تھیں ہوتی ہیں۔ تمہارا رب کون ہے؟ فرمایا: تمہارے والد۔ آپ نے پوچھا کہ اباجان بھی حاجت مند ہیں انھیں بھی مرئی چاہیے۔ ان کا رب کون ہے؟ کہا: نمرود۔ (تاریخ نمرود کے دربار میں ملزم تھے) پوچھا: نمرود بھی تو ہم لوگوں کی طرح ہزاروں حاجتیں رکھنے والا انسان ہے۔ اس کا رب کون ہے؟ والدہ نے کہا: چپ رہو۔ پھر تاریخ سے ہوئیں: جس فرزند کا نمرود کو خوف ہے وہ تمہارے بھی بیٹا ہے۔ اس نے آج مجھ سے یہ حکیمانہ سوال کیا ہے کہ میں تو کیا ہماری ساری قوم جواب نہیں دے سکتی۔ تاریخ بہت خوش ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کئی سال تک اس غار میں چھپے ہوئے پرورش پاتے رہے۔ سات برس کی عمر میں غار سے باہر تشریف لائے اور اپنی قوم کو ہدایت کی تبلیغ فرمائی۔ (تفسیر سلویٰ روت البیان روت العانی وغیرہ)

(۳۳۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا آزریت ساز بھی تھا اور بت پرست بھی۔ وہ طرح طرح کے بت بنا کر بیچتا تھا۔ جناب خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک بار اس کے بت کو ہات میں اٹھایا اور بازار لے جا کر انسان کیا: کون خریدتا ہے؟ وہ چیز جو صرف نقصان ہی دیتی ہے نفع بالکل نہیں دیتی۔ اگر کسی کو اپنی دنیا اور دین دونوں برباد کرنے ہوں تو اسے خرید لو۔ اس احسان پر کسی نے نہیں خریدا۔ آپ ان بتوں کو لے کر شہر پر تشریف لے گئے اور ان کے منہ کو پانی میں ڈبو کر بوسے: اے بتو! پانی پی لو۔ یہ سب کام قوم کے سامنے کیے۔ اس پر آزر اور قوم کے لوگ جل گئے۔ کہنے لگے: ابراہیم اگر تم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو یہ تم کو بہت نقصان پہنچائیں گے۔ قرآن کی طاقت سے بے خبر ہو۔ یہ بت ہمارے دادا کے معبود ہیں ان کی مدد سے دنیا قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد سے بنا کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو سب دیا: اللہ تعالیٰ مجھے پہلے ہی ہدایت دے چکا ہے۔ کان کھول کر سن لو کہ میں تمھارے بتوں، تمھارے نمروں، تمھاری قوت اور طاقت سے بالکل نہیں ڈرتا۔ تم سب مل کر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میرے رب کا علم ہر چیز کو گھیرے ہے۔ میرا رب ہی مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو پہنچا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (خازن روح المعانی)

(۳۳۴) حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو بیس سال کی ہو چکی تھی اور آپ کی بی بی صاحبہ بوڑھی ہونے کے علاوہ بانجھ بھی تھیں۔ (روح المعانی)

(۳۳۵) اسحاق عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں عربی میں ضحاک یعنی ہنس کھٹکھٹوش و خرم شادمان۔ (روح المعانی)

(۳۳۶) حضرت اسحاق علیہ السلام کی عمر ایک سو اسی سال کی ہوئی۔ (روح المعانی)

(۳۳۷) حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر ایک سو ستائیس سال کی ہوئی۔ (روح المعانی)

(۳۳۸) حضرت نوح علیہ السلام کا نام عبد الغفار بن لکک ابن متوخل بن ادریس علیہ السلام ہے۔ آپ کی وادت حضرت آدم علیہ السلام سے گیارہ سو برس بعد ہوئی۔ آپ نے اپنی قوم کو نوسو پچاس برس تبلیغ فرمائی۔ طوفان کے بعد آپ ساٹھ سال زندہ رہے۔ آپ کے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیچ ٹھیک بھگ بڑا سال کا فاصلہ ہے۔ (تفسیر ساوی)

(۳۳۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار ایک سو برس بعد پیدا ہوئے۔ (تفسیر ساوی)

(۳۴۰) حضرت زکریا علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد ماجد ہیں۔ آپ کا اسم شریف زکریا بن اذن بن برکیا ہے۔ آپ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ اور آپ کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام دونوں شہید کیے گئے۔ حضرت یحییٰ ایک دن پہلے اور حضرت زکریا ایک دن بعد۔ (فاری زون العافی)

(۳۴۱) حضرت یسع علیہ السلام کے حالات زندگی اور جائے وادت کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا ہے۔ صرف اتنی بات یقینی ہے کہ آپ یسع بن قلوب بن عور ہیں۔ یسع عجی نام ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ یسع سے بنا ہے۔ (روح البیان)

(۳۴۲) حضرت یونس علیہ السلام بھی ان نبیوں میں سے ہیں جن کا نسب اور زمانہ اور پورے حالات زندگی میں معلوم ہو سکے صرف اتنا معلوم ہے کہ آپ یونس بن متلی ہیں۔ متلی آپ کے والد کا نام ہے یا والدہ کا۔ کچھ نے فرمایا ہے کہ آپ شعیب علیہ السلام کے نامزد متلی نامی ہم عصر ہیں۔ موصول کے علاقہ غینو اہستی کے نبی تھے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ (روح البیان، قصص الانبیاء وغیرہ)

(۳۴۳) حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بچے تھے۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے آپ مقام سدوم کے نبی بنائے گئے آپ کی قوم سے وطعت یعنی توہمے باری صحتی سے دنیا کی کی شروعات ہوئی۔ (روح البیان، قصص الانبیاء)

(۳۴۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کرنے کے لیے فرعون نے اپنی سلطنت

کے بڑے بڑے جادوگر بلوائے تھے۔ ان کی گفتی میں اختلاف ہے۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ستر ہزار تھے۔ محمد بن کعب کا کہنا ہے کہ اسی ہزار تھے۔ کچھ نے بارہ ہزار کہا ہے۔ ان کے چار سردار تھے: صابور غازی، دوزخ، خطاط اور مصفی۔ (تفسیر فیہمی)

(۳۴۵) فرعون نے فرعونوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چار معجزے دیکھے: عصا پر

بیضاء سخت قدموں اور پھلوں میں کمی۔ مگر وہ ایمان نہ لائے بلکہ سرکشی سے موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے ہمیں اپنے جادو کے قابو میں کرنے کے لیے کرب نہ دکھائیں۔ ہم اپنے دین میں ایسے کچے ہیں کہ آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اسے رب فرعون سخت سرکش باغی دشمن بنے اس کی قوم نے بد عبادی کی ہے۔ تو ان پر ایسے عذاب بھیج جو ان کے لیے سزا ہوں اور میری قوم کے لیے نصیحت اور بعد والوں کے لیے عبرت۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔ سب سے پہلے فرعونوں پر پانی کا عذاب (طوفان) آیا جو فرعونوں کے گھروں میں تقریباً آدھی کے قدم کے برابر بھر گیا۔ کھیتوں باغوں میں پانی ہی پانی کھڑا ہو گیا۔ ہر چھوٹے بڑے فرعون کے گلے گلے پہنچ گیا۔ ہفتے سے ہفتے تک رہا۔ کوئی فرعون بچ نہ سکا۔ جو بینہ یا نیند میں جھونکا کھا کر گرا وہ ڈوب گیا۔ اسرائیلیوں کے گھر محفوظ رہے۔ "فرعون اور اس کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام کی بہت خوشامد کی ایمان لانے اور بنی اسرائیل کو "زدی دینے کا وعدہ کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی جس سے طوفان دور ہوا۔ لہذا کی شان کہ پانی خشک ہونے کے بعد ان کے باغوں میں پھل اور کھیتوں میں دانے پہلے سے کہیں زیادہ پیدا ہوئے۔ اس پر وہ بولے کہ یہ عذاب نہ تھا بلکہ ایک رحمت تھی جس نے ہمارے کھیتوں اور باغوں میں کھاد کا کام دیا۔ ہم تو ایمان نہیں لاتے۔ ایک ماہ یا ایک سال یا کچھ کم یا زیادہ عرصہ وہ لوگ آرام سے رہے پھر ان پر مٹیوں کا عذاب بھیج گیا۔ پہلے مٹیوں پر بادلوں کی طرح چھا گئیں۔ دھوپ ختم ہوئی۔ پھر سارے صحر اور آس پاس کے علاقے پر گریں تو ایک بڑا اونچا فرش لگ گیا۔ کھیتیاں باغ مکانوں کے کواڑ بلکہ مکانوں کی چھتیں فرعونوں

کے کپڑے ان کے سارے سامان یہاں تک کہ کواڑوں کی کیمیں تک کھائیں۔ مگر ہی اسرائیلی ان سے بالکل محفوظ رہے۔ آخر کار فرعونی لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پھر عاجزی کرنے آئے۔ ایمان اور تقویٰ اپنانے اور ظلمت مٹانے کا وعدہ کیا۔ موسیٰ علیہ السلام مہنگل میں تشریف لے گئے۔ عصا شریف سے چاروں طرف اشارہ کیا۔ ٹڈیاں فوراً ہوا میں پھٹ گئیں۔ جس سے آئی تھیں وہیں چلی گئیں۔ سارا علاقہ صاف ہو گیا۔ جب فرعون اپنے کھیتوں اور باغوں میں پہنچے تو دیکھا کہ کچھ دانے اور پھل باقی تھے۔ بولے یہ پھل اور دانے ہم کو کافی ہیں۔ ہم یہاں نہیں رہتے۔ پہلے سے بھی زیادہ سرکش اور بد عمل ہو گئے۔ یہ عذاب بھی سات دن تک رہا۔ ایک ماہ یا ایک سال یا کچھ کم یا زیادہ آرام سے رہتے پھر رب تعالیٰ نے ان پر جواں کا عذاب بھیجا تو بر حال ہو گیا۔ اس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام ایک ریت کے ٹیٹ پر گئے اور وہاں اپنا عصا مار تو ریت کے ذرے جو اُس کی شکل میں بدل گئے اور فرعونوں میں پھیل گئے۔ ان کے کھیت باغ کھال ہال سب چاٹ گئے۔ آخر فرعونی کرتا جھاز تا تو دو چار رہے جو کس جھڑ پڑتیں اور پھر اتنی کی اتنی ہی۔ فرعونوں کے سر 'موٹھیں' بھنویں ہات پاؤں کے بال تک چاٹ گئیں۔ کھانا پکاتے تو دہنگی جو اُس سے بھر جاتی۔ آنا جو اُس سے پر ہو جاتا۔ یہ عذاب بھی سات دن تک رہا۔ مگر اسرائیلی محفوظ رہے۔ آخر کار فرعونی چنے چائے روئے ٹڑ گئے۔ ایمان اور تقویٰ کا وعدہ کیا۔ آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رحم آ گیا اور آپ نے دعا فرمائی۔ فرعونوں کو اس عذاب سے نجات ملی۔ نجات پاتے ہی بولے واقعی موسیٰ بڑے جادوگر ہیں کہ انھوں نے لقمی سے ریت کے ذرے کو جوں بنا دیا۔ ایمان نہ لائے اور پہلے سے بھی زیادہ خبیث بن گئے۔ ایک ماہ یا ایک سال آرام سے گزارا پھر ان پر مینڈکوں کا عذاب اترنا۔ ان کے کھیتوں سنوں کھانے چنے کی چیزوں میں مینڈک ہی مینڈک تھے۔ جہاں فرعونی بیٹھا اس کے چاروں طرف ایک ایک گڑاؤ نچے مینڈک ہوتے۔ بات کرنے کے لیے منہ کھولتا تو مینڈک اس کے منہ میں داخل ہو جاتا۔ کھانے کے لیے منہ کھولتا تو لقمہ چبھے مینڈک پہلے منہ میں پہنچ جاتا۔ بکلی بانڈیوں پانی سے بھرے گھڑوں میں مینڈک ہی مینڈک تھے۔ آخر کار

فرعونی روتے پینتے موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بولے: ہمارے موسیٰ اس بات کو ہم مرنے۔ دعا کرو کہ یہ عذاب دور ہو۔ آپ نے دعا کی تو رب نے ایک غیبی ہوا بھیجی جس نے سارے مینڈکوں کو دریا میں پھینک دیا۔ عذاب دور ہوتے ہی وہ لوگ پھر اپنے وعدے سے پھرتے۔ پہلے سے بھی زیادہ سرکشی پر اتر آئے۔ ایک ماہ یا ایک سال بعد آخری عذاب خون کا آیا۔ یہ پچھلے عذابوں سے بھی زیادہ سخت تھا۔ پہلے دریا کے نیل کا پانی تازہ فہش خون بنا پھر کنوؤں، گھروں، لونبوں، گلاس وغیرہ کا پانی خون بنا پھر بانڈی کا شور بہ خون۔ اب فرعون پیاسے مرنے لگے۔ درختوں کے پتے چبائے تاکہ ان کے رس سے پیاس بجھے مگر ان سے بھی خون نکلا۔ اسرائیلی اس عذاب سے بھی محفوظ رہے۔ فرعون نے حکم دیا کہ ایک رکابی میں قبطی اور اسرائیلی ایک ساتھ کھا مکھائیں۔ تو یہ حالت ہوئی کہ قبطی کی جانب خون اور اسرائیلی کی طرف شور بہ۔ پھر فرعون نے حکم دیا کہ اسرائیلی اپنے منہ میں پانی اور شور بہ لے کر قبطی کے منہ میں اس کی کلی کر دے۔ تب یہ ہوا کہ اسرائیلی کے منہ میں پانی اور شور بہ رہتا اور قبطی کے منہ میں خونچہ ہی خون ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے قبطیوں کو اتنا ذلیل کیا کہ ان کے منہ میں اسرائیلیوں سے کلی تک آراویں۔ اس سے پہلے تو اسرائیلیوں کے ساتھ کھانا تو کیا ان کو اپنے ساتھ بٹھانا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے۔ مگر تھے بد نصیب پانچ عذابوں کے بعد بھی ان کی آنکھیں نہ کھلیں۔ بہت عرصے بعد اس قوم کو دریا نے قلمزم میں ڈبو دیا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۴۶) یہود کو حکم دیا گیا تھا کہ جمعہ کو اپنی عبادتوں کے لیے خاص کر لیں اور اس دن کوئی دنیاوی کام نہ کریں۔ انھوں نے جمعہ کے بدلے سچھر کو اس کام کے لیے چنا تو اس کا نام یوم السبت رکھا گیا یعنی یہود کے تمام دینی اور دنیاوی بھائیوں سے سٹ جائے گا دن۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۴۷) اللہ تعالیٰ نے نسل آدم سے اپنے رب ہونے کا جو اقرار ازل میں سنا تھا اس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ عہد و پیمان عرفات پہاڑ سے ملے ہوئے نعمان میدان میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہو جانے

کے بعد لیا گیا۔ کچھ نے فرمایا سرانہ یہ مقام میں جہاں آدم علیہ السلام اتارے گئے تھے۔ امام کلی کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ اور طائف کے بیچ۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ جنت میں یہ گیا آپ کے زمین پر آنے سے پہلے۔ (امام قطب الدین شعرانی)

(۳۳۸) فرعون کی بیوی حضرت آسیہ مومن خاتون تھیں۔ یہی وہ نیک بخت خاتون ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تابوت میں دیکھ کر انہیں ہندو سے نکلوایا اور ان کی پرورش کی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بیاد و گردن پر غالب آئے تو اس پر ایمان لے آئیں۔ جب فرعون کو معلوم ہوا تو اس نے ان کے دونوں بات پاؤں میں کیلیں ٹھونک کر دھوپ میں ڈال دیا اور ایک بھاری چٹان ان کے اوپر رکھنے کا حکم دیا۔ جب لوگ چٹان سے رن کے قریب آئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی: اے اللہ میرے لیے جنت میں ایک محل بنا۔ ان کی دعا قبول ہوئی اور انہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا جنتی گھر دکھا دیا جو نید موسیٰ کا تھا۔ پھر ان کی روح کو اللہ تعالیٰ نے نکال لیا۔ جب ان پر چٹان ڈالی گئی تو یہ زندہ نہیں تھیں اس لیے انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ (نزہۃ القاری)

(۳۳۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک یہودی سفر کر رہا تھا۔ آپ کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ آپ نے یہودی کے سپرد کردین اور خود کسی کام کے لیے تشریف لے گئے۔ واپس وٹ کر روٹیاں مانگیں۔ اس نے دو حاضر تھیں کیونکہ ایک چوپا کر کھا چکا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ تیسری روٹی کہاں گئی؟ اس نے کہا: آپ نے مجھے دو ہی روٹیاں دی تھیں۔ ہر چند کوشش کی مگر اس نے اقرار نہ کیا اور بے شمار جھوٹی قسمیں کھاٹیاں۔ آپ کچھ دور چلے گئے تھے کہ سونے کی تین اینٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ان میں ایک ریشمیری اور ایک میری اور ایک روٹی کھانے والے کی۔ تب وہ بولا کہ حضرت روٹی میں نے ہی کھائی تھی۔ آپ وہ تین اینٹیں اس کے حوالے کر کے چل دیے۔ وہ ان کی حفاظت کے واسطے دھیں بیٹھ گیا۔ تین چوروں نے اسے تھیرا اور ہلاک کر دیا۔ ان میں سے دو اس کی نگرانی کے لیے بیٹھ گئے اور ایک چور کو باز رکھا مالا نے بھیج دیا۔ اس کے پیچھے ان دونوں نے مشورہ کیا کہ جب تیسرا

”دلی بازار سے لوٹے تو اسے قتل کر دیا کہ اس کا حصہ بھی آپس میں بانٹ سکیں۔ اس تیسرے نے خود تو کھالیا اور ان دونوں کے کھانے میں زہر ملا دیا تا کہ سارا سونا اس کے ہات آئے۔ جب لوگ اتوان دونوں نے اسے ختم کر دیا۔ پھر خود بھی زہر ملا کھانا کھا کر مرتے۔ دوسرے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے گزرے تو دیکھا کہ سونا ویسا ہی پڑا ہوا ہے اور اس کے پاس چار آدلی ہمیشہ کی تیند سو رہے ہیں۔ (تفسیر روت البیان)

(۳۵۰) حضرت اور یس علیہ السلام تک لوگ عام طور سے مومن ہی رہے تا کہ چہ قاتل گمراہ ہوا اور کچھ لوگ اسکے ساتھی بن گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں کفر بہت پھیل چکا تھا اور آپ ان کی اصلاح کے لیے بھیجے گئے تھے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ ہی پہلے نبی ہیں جو کافروں کی ہدایت کے لیے آئے تھے۔ اگلے وغیرہ مومنوں ہی کو ہدایت پر رکھنے کے لیے آئے تھے۔ پھر طوفان نوح میں سارے کافر ڈوب دیے گئے صرف کشتی والے مسلمان رہے اور اب پھر دنیا میں اسلام ہی رو گیا۔ ہو علیہ السلام تک یہی حالت رہی پھر یہ حال رہا کہ کوئی پیغمبر تشریف لے کر ہدایت فرماتا اور اس کے پردہ فرمانے کے بعد پھر کفر پھیل جاتا۔ پھر دوسرے پیغمبر آ کر اصلاح کر دیتے۔ مومن علیہ السلام پہلے صاحب شریعت پیغمبر ہوئے جن کے بہت عرصہ تک لوگ ہدایت پر قائم رہے اور دوسرے بڑے بڑے پیغمبر بھی آتے رہے۔ پھر لوگوں نے ان کی کتابوں میں بھی ملاوٹ کر دی اور ان کی تعلیمات بگاڑ دیں۔ یہاں تک کہ دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت بن کر ہمارے آقا ﷺ خاتم النبیین کی حیثیت سے تشریف لائے۔ ان کی شریعت نے ساری شریعتوں کو مٹا دیا۔ (تفسیر روت المعانی)

(۳۵۱) حضرت مومن علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام ان کے بعد حضرت کاسب بن لوقتا علیہ السلام ان کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام پیغمبر ہوئے۔ یہ حضرات اپنے اپنے زمانے میں تو رات شریف کے احکام جاری فرماتے اور یہود کی اصلاح کرتے تھے۔ حزقیل ابن یوزی علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کا حال بہت خراب ہو گیا۔ انھوں نے حکم

کھلا بت پرستی شروع کر دی۔ تب حضرت الیاس ابن ہسی ابن فخاص ابن اعزاز ابن ہاروس علیہم السلام نبی بن کر تشریف لائے۔ انھوں نے بنی اسرائیل کی اصلاح کی حد بھر کوشش کی۔ ان کے بعد حضرت یسع علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ حضرت یسع کے بعد بنی اسرائیل کی مافرمائی حد سے تجاوز کر گئی اور میوں کا آنا بھی بند ہو گیا۔ بنی اسرائیل پر فرعون کی طرح جاہلوت بادشاہ مسلط ہو گیا جو کہ عظیم ابن مادی اور اسے ایک نہایت ظالم بادشاہ تھا اور قوم یسوع نے قبطیوں کی طرح بنی اسرائیل پر ظلم ڈھانے شروع کیے کہ ان کے شہر چھین لیے ان کے آدمیوں کو گرفتار کیا اور ان پر بہت سختیوں شروع کر دیں۔ یہ بالوتی وگ مصر اور فلسطین کے مع سند و کتاب پر رہتے تھے۔ بنی اسرائیل میں اس وقت نبیوں کے خاندان میں سے صرف ایک بی بی ہتی تھیں جو حمل سے تھیں۔ بنی اسرائیل دعا کرتے تھے کہ خداوند ان کے بطن سے کوئی نبی پیدا فرما دے جن سے ہمارا بگڑا ہوا حال سنبھل جائے۔ چنانچہ ان کے پیٹ سے اشموئیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ عبرانی زبان میں اشمو کا مطلب بے سن لی اور ایل اللہ کا نام ہے۔ ان کی والدہ بیٹی کی بہت دعائیں مانگتی تھیں جب یہ پیدا ہوئے تو کہا: اشموئیل یعنی رب نے میری سن لی۔ جب حضرت اشموئیل بڑے ہوئے تو انھیں بیت المقدس میں ایک عام کے گھر دیا گیا۔ انھوں نے انھیں اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا اور آپ سے بہت محبت کرنے لگے۔ جب آپ ہائے ہوئے تو ایک رات عالم کے پاس آرام کر رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس عالم کی آواز میں پکارا: یا اشموئیل۔ آپ جھٹ پٹ اٹھے اور شیخ سے بولے: اے بابا جان کیونے؟ کیوں بلایا ہے؟ شیخ نے خیال کیا کہ اگر میں جہدوں کہ میں نے جس سے بدیا تو ذرا جائیں گے۔ اس لیے کہا: جا جا کر سو جاؤ۔ یہ پھر سوئے۔ پھر وہی آواز سنی اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ کیا ارشاد ہے۔ فرمایا: جا جا کر سو جاؤ۔ اگر ہم بلائیں تو نہیں ہوتا۔ آپ جا کر سوئے۔ تیسری بار حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہو کر آپ کے سامنے آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنایا ہے۔ اپنی قوم کے پاس جانیے اور اللہ کے حکام سن تک پہنچائیے۔ چنانچہ آپ اپنی قوم کے پاس آئے۔ بنی اسرائیل چونکہ پیغمبروں کے قتل کرنے

اور سخت مافرمائی کے سادوی ہو چکے تھے انھیں جھٹلانے لگے ہو رہے آپ اتنی صدی نبی بن گئے؟ اچھا اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے واسطے کوئی بادشاہ مقرر کر دیجیے جس کی قیادت میں ہر جہاد کر سکیں۔ خیال رہے کہ اس زمانے میں نبیوں کا فتویٰ ہوتا تھا اور بادشاہ اسے جاری کرتے تھے۔ گویا خلق کے حاکم سلطان اور سلطان کے حاکم نبی ہوتے تھے۔ بنی اسرائیل کے عرض کرنے پر حضرت اشمونیل علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی کہ مہوتی بن پر کوئی بادشاہ مقرر کر دے۔ تو انھیں ایک لاشعی عطا ہوئی اور فرمایا گیا کہ اس سے اسرائیلیوں کو ناپو۔ جس کا قد اس کے برابر ہو وہی بادشاہ ہے۔ اس کے علاوہ بیت المقدس میں سے ایک شیشی تیل بھرو اور کاگ کر رکھو۔ جس شخص کے داخل ہونے پر تیل جوش مارے اور کاگ کھل جائے وہی بادشاہ ہے۔ اسی نشانی سے سب کو آزمایا گیا۔ کوئی پورا نہ اترا۔ طاوت کے والد چڑھے کی تجارت کرتے تھے۔ کچھ نے کہا ہے کہ وہ پانی پلاتے تھے۔ اتفاق سے ان کا گدھا کھو گیا تھا۔ انھوں نے طاوت اور اپنے غلام کو تلاش کرنے کے لیے بھیجا۔ راستے میں حضرت اشمونیل کا مکان پڑا۔ غلام نے طاوت سے کہا: آؤ ان نبی سے چلیں ہمارا گدھا کہاں ہے کیونکہ پیغمبر پر کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ یہ دونوں اندر پہنچے اور اپنے گدھے کے بارے میں عرض کرنے لگے کہ چانک تیل نے جوش مارا اور شیشی کا کاگ دور جا پڑا۔ آپ نے ان دونوں کو عصا سے ناپا۔ طاوت کا قد عصا کے برابر نکلا۔ تو آپ نے وہ تیل ان کے سر پر ملا اور فرمایا: اے طاوت میں تمہیں اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کا باڈ شاہ بنانا ہوں۔ جاؤ شکر تیار کر کے قوم کو اللہ کا مقبلہ کرو۔ انھوں نے عرض کیا کہ میں شاہی خاندان سے نہیں ہوں۔ میری قوم اور پیشے کی مناسبت سے بنی اسرائیل مجھے اچھی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔ فرمایا: تم رب کے انتخاب میں چکے ہو۔ عرض کیا: نشانی کیا ہے۔ فرمایا: نشانی یہ ہے کہ تم جا کر دیکھو کہ تمہارے گدھے بناؤ عوڈٹھکھر پہنچ گئے ہیں۔ پھر آپ نے ان کی سلطنت کا بنی اسرائیل میں اعلان فرمایا جس پر بنی اسرائیل نے کافی دوا دی اور رب کی مافرمائی پر اتر آئے۔ (روح البیان روت المعالی)

(۳۵۲) در منثور میں ہے کہ طاوت کا نام شاول ابن قیس ابن اشال ابن ضرام ابن

یہ رب ابن افاہہ ابن انس ابن یامین ابن یعقوب علیہ السلام ابن اسحاق علیہ السلام ابن ابراہیم علیہ السلام ہے۔ لہذا قہو نے کی وجہ سے ان کا لقب طاووت تھا۔

(۳۵۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت سارہ کے بطن سے تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے دو ہزار ساٹھ سال پہلے پیدا ہوئے اور حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک ہزار آٹھ سو اسی سال پہلے وفات پائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۵۴) حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے پیدا ہوئے اور ایک ہزار آٹھ سو پچاس سال پہلے وفات پائی۔ آپ کا دوسرا نام اسرائیل تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۵۵) نوح ابن مکمل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جد اویں مشہور نبی ہیں۔ تو رات میں جو نسب نامہ درج ہے اس کے اعتبار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی گیارہویں پشت میں ہیں۔ آپ کا وطن وہی تھا جو تاریخ کے اس ابتدائی دور میں نسل انسانی کا وطن تھا یعنی عراق کا دجلہ اور فرات کا دو آب۔ آپ کا زمانہ تک پہنچ حضرت مسیح علیہ السلام سے دو ہزار نو سو اڑتالیس سال پہلے سے لے کر ایک ہزار آٹھ سو نوے سال پہلے تک سمجھا گیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۵۶) طوفان نوح کا تھین سال حضرت مسیح علیہ السلام سے تین ہزار دو سو سال پہلے ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۵۷) کشتی نوح کوئی چھوٹی موٹی ڈونگیا یا ناؤ نہیں تھی۔ آثار قدیمہ کے ماہرین کا خیال ہے کہ یہ فاسلابڑا جہاز تھا۔ اوپر نیچے تین درجوں کا۔ اس کی چٹائش تو رات میں اس طہرت بیون ہوئی ہے۔ لمبائی تین سو بات چوڑائی پچاس بات اور اونچائی تیس بات۔ گویا تنابڑا مسافر جہاز تھا جو برطانیہ اور امریکہ کے بیچ عام طور سے چلتے ہیں۔ تو رات کی روایت کے مطابق یہ جہاز ڈیڑھ سو دن یا پانچ ماہ تک چلتا رہا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۵۸) حضرت ہود علیہ السلام سامی نسل کے قدیم ترین پیغمبروں میں سے ہیں۔

عرب آپ سے بخوبی واقف تھے۔ جنوبی عرب میں آج بھی قبر بنی ہود کے نام سے ایک مقام عقیدت مندوں کا مرکز اور زیارت گاہ ہے جس کا ذکر انگریز سیاح برابر کرتے ہیں۔ کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ آپ ہی کا نام تورات میں غیر کر کے آیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۵۹) ماد ایک قدیم عرب قوم کا نام ہے جو جنوبی عرب میں تباہی و راس کی سرحدیں مشرق میں خلیج فارس کے شمال سے مغرب میں بحر قلزم کے جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں گو یہ آج کے یمن، عمان وغیرہ سب اس میں شامل تھے اور ان کا پایہ تخت یعنی شہر حضرموت تھا۔ قوم کا نام اپنے مورث اعلیٰ کے نام پر ہے۔ اپنے زمانے کی سب سے زیادہ مہذب قوم تھی۔ اپنے لمبے لمبے سفروں کے لیے مشہور تھی۔ جسمانی حیثیت سے بڑے بے قد والے اور چوڑے چکے جسم والے لوگ تھے۔ (ترغیٰ نسائی، جلالین)

(۳۶۰) قوم ثمود کا نام اپنے مورث اعلیٰ کے نام پر ہے اور مشہور نسب نامہ یہ ہے: ثمود بن حشر بن عرم بن سام بن نوح علیہ السلام۔ عادی جس طرح جنوبی اور مشرقی عرب کے ملک تھے، ثمود اس کے مقابل مغربی اور شمالی عرب پر قابض تھے۔ ان کی راجدھانی کا نام بحر تھا۔ یہ شہر حجاز سے شام جانے والے قدیم راستے پر واقع تھا۔ اب اس شہر کو مدین صاعہ کہتے ہیں۔ یہ شمالی عرب کی ایک زبردست قوم تھی۔ عمارتیں بنانے میں عادی کی طرح اس کو بھی کمال حاصل تھا۔ پہاڑوں کو کاٹ کر مکان بنانا، پتھروں کی عمارتیں اور مقبرے تیار کرنا اس قوم کا خاص پیشہ تھا۔ یہ یادگاریں اب تک باقی ہیں۔ ان پر ارامی و ثمودی خط میں کتنے ہی کتبے منقوش ہیں۔ (جلالین وغیرہ)

(۳۶۱) حضور انور ﷺ قوم ثمود کی بستی پر گزرے تو صحابہ کرام کو حکم دیا کہ یہاں سے جہد نکل جاؤ اور وہاں کے کنوئیں کا پانی استعمال نہ کرو۔ جن حضرات نے اس کنوئیں کے پانی سے آنا گوندھ لیا تھا وہ آنا پھینک دیا۔ حاجیوں کو اب بھی حکم ہے کہ منی جاتے ہوئے جب اصحاب قبل کی بلاست کی جگہ سے گزریں تو وہاں تیزی سے گزر جائیں کہ وہ عذاب کی جگہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶۲) اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی معجزے کی درخواست قبول کر کے ایک اونٹنی عجیب طریقے سے پیدا کر دی تھی اور خیمہ کو حکم دیدیا تھا کہ کوئی اسے پیئزے نہیں۔ یہ زادی سے گھومتی پھرے گی اور جس وقت کوئی اسے نقصان پہنچائے گا بس وہی گھری عذاب کی ہوگی۔ انگریز مترجم ریل نے فرنگی سیاحوں کے مشاہدات کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس پہاڑ سے وہ اونٹنی برآمد ہوئی تھی اس میں اب بھی ایک شکاف سا ٹھنڈ کا موجود ہے اور جزیرہ نما سے سینا میں جبل مونی کے قریب ناقہ التبی کا نقش قدم آج بھی زیارت گاہ خلائق ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶۳) کوہ جوادی کوہستان اراکات کی اس چوٹی کا نام ہے جو جبل دہام کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ اس جوار میں کردوں کی زبان پر آج تک یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ کشتی نوح یہیں آکر کی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶۴) حضرت یوسف علیہ السلام کا زمانہ ایک مضبوط قول کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک ہزار نو سو دس سے ایک ہزار آٹھ سو سال پہلے تک تھا۔ مقام ولادت اور مسکن فلسطین کے علاقے میں بہرہ دون کی وادی تھی جسے اب اٹھیل کہتے ہیں۔ اور جویر و شلم سے اٹھارہ میل جنوب مغرب میں واقع ہے۔ ولادت حضرت یعقوب علیہ السلام کی سب سے چھٹی بیوی راحیل کے بطن سے ہوئی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶۵) اصحاب کہف کے غار پر ایک برنجی تختی لگا دی گئی تھی جس پر ان کے نام نسب اور مختصر حالات درج تھے اور اسی مناسبت سے یہ اصحاب اربعہ بھی کہلے۔ رقیہ کا مطلب کتبہ یا لون مزار ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶۶) اصحاب کہف کے مسکن یا وطن کے بارے میں کچھ کا قول ہے کہ شہر فسوس تھا جس کے کنڈر پر موجودہ شہر ایا سلوک قائم ہے۔ سرنا سے چھتیس میل دور سمندر سے کل چھ میل کے فاصلے پر ایشیائے کوچک میں واقع ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶۷) اصحاب کہف کے بارے میں تفسیر کی کتابوں میں زیادہ تفصیل نہیں

ہے۔ کہتے ہیں کہ روی شہنشاہ ڈی سیس یا دقیا نوس اپنے مذہب میں بہت بڑھ چڑھ کر تھا۔ مسیحی مذہب یا نیا اسی کے زمانے میں روم کی سلطنت میں پھیل رہا تھا۔ اس نے توحید میں ایمان رکھنے والے عیسائیوں پر سختیاں کرنی شروع کر دیں۔ اس سے تنگ آ کر کچھ شریف نو جوان اس شہر سے نکل کھڑے ہوئے اور قریب کے ایک پہاڑی غار میں پناہ لی۔ وہاں ان پر نیند چھ گئی اور وہ کچھ اوپر تین سو سال تک سوتے رہے اور جب ایک معجزاتی طوفان سے جاگے تو خود روی حکومت کا مذہب شرک سے مسیحیت میں بدل چکا تھا۔ حافظ بن کثیر نے پناہ گاہ خیاں یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ قصہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ظہور سے پہلے کا اور یہودیت کا ہے۔ ہمارے زمانے کے بھی کچھ معطلین نے بنی اسرائیل کی حکایتوں سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ قصہ حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک سو اسی سال پہلے کا ہے جب ملک شام کے ظالم بادشاہ ایشیو کس چہرم نے بیت المقدس کوڑھا کر اس کی جگہ میس دیوتا کے مندر کی بنیاد ڈال تھی اور مکملی خاندان کے پانچ یا سات بہادر نوجوان پہاڑ کے غار میں پناہ گزین ہو کر رات کو حق میں شہید ہو گئے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶۸) حضرت لوط علیہ السلام بن ہاران بن تارح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے۔ آپ نے جس ملک کو اپنا وطن بنایا تھا وہ شرق یروں یعنی شام کا جنوبی علاقہ تھا جو دریائے یردن کے کنارے پاس ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶۹) حضرت شعیب علیہ السلام کا نام تورات میں کہیں تیرا آیا ہے اور کہیں صاحب۔ ہماری تفسیروں میں نسب نامہ یوں درج ہے: شعیب بن میکیل بن شجر بن مدین بن ابرہیم علیہ السلام۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۰) مدین شہر بحر احمر کے ساحل عرب پر واقع تھا، کوہ طور کے جنوب شرق میں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک زوجہ پاک بی بی قطورہ تھیں انھیں کے بطن سے ایک صاحب زادے مدین نامی تھے۔ شہر آباد ہوا اور قدیم دستور کے مطابق انھی فرزند کے نام سے موسوم ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱-۳) حضرت عزیر علیہ السلام کو تورات میں عزا کیا گیا ہے۔ آپ کی ولادت نابھ چار سو تھو دن قبل مسیح ہوئی تھی۔ یہود کے مذہبی نوشتوں میں زیادہ تر کاتب کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ بحمت نصر بادشاہ (متوفی پانچ سو اکتھ قبل مسیح) کے حملے اور کامل تباہی اور بربادی کے بعد تورات کے نسخے یہود کے پاس سے بالکل نابھ ہوئے تو حضرت عزیر علیہ السلام نے تورات کو نئے سرے سے اپنی یادداشت سے لکھ دیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲-۳) حضرت یونس علیہ السلام کا نام تورات میں جو ناو یا پوناہ آیا ہے۔ ان کا زمانہ آٹھویں صدی قبل مسیح کے بیچ کا ہے۔ ان کا ہم عصر اسرائیلی بادشاہ یربہم تھا جس کا زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام سے سات سو اکیاسی سال سے سات سو اکتالیس سال پہلے تک کا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام مینو اشیر کے رہنے والے تھے جو اپنے زمانے میں میریا کی طاقتور سلطنت کی راجدھانی تھا اور آج عراق میں جہاں سوسل ہے اس کے مقابل اہلہ ندی کے دائیں کنارے پر واقع ہے۔ اس وقت شیر کا رہنما ہوا کرتا تھا۔ اس کی قدامت کا اندازہ اس سے ظاہر ہے کہ اس کا ذکر مہورانی کی تحریروں میں ملتا ہے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام سے دو ہزار دو سو پچاس سال پہلے تک۔ (تفسیر نعیمی)

(۳-۳) یاجوج ماجوج بظاہر منگولی قبیلے کے تھے جو پہاڑوں کی دوسری طرف آباد تھے۔ اور کبھی کبھی موقع پا کر یلغار کر دیتے تھے۔ ترکوں کے بیچ قصے آتے تھے۔ یاجوج لفظ آج سے بنا بتایا جاتا ہے جس کے معنی آگ کے شعلہ مارنے اور پانی کے موجیں مارنے کے ہیں۔ ان کے یہ نام ان کی شورش کی شدت کے سبب پڑے۔ کچھ نے انھیں عجی نام بھی کہا ہے۔ کچھ کا کہنا ہے کہ ماجوج قوم کا نہیں مقام کا نام ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ماجوج یا فٹ بن نوح کی نسل سے ہے۔ عام طور پر ان لوگوں کی سکونت ایشیائے کوچک اور ارمینیا میں سمجھی گئی ہے اور کچھ نے کہا ہے کہ یہ بھی قومیں ہیں جو سمیریا کہلاتی ہیں۔ قرآنی شروں سے تو ہمیں اتنا پتہ چلتا ہے کہ یہ کوئی شورہ پشت اور شورش پسند پہاڑی قبیلے تھے۔ جو بادیاں ان کی زمر میں تھیں انھوں نے دو اقرنین سے عرض کی کہ ہم سخت پریشان ہیں۔ کیسے تو ہم چندہ مراہم سر

دیں اور آپ ہمارے اور ان کے بیچ ایسی دیوار کھڑی کر دیں جسے توڑ کر یہ حملہ نہ کر سکیں۔
 ذواتِ قرینیں نے لوگوں کی اس درخواست کے جواب میں کہا: مال اور خزانہ تو میرے پاس خود
 ہی کافی ہے۔ مجھے تمہارے مال کی ضرورت نہیں البتہ تمہاری پیروں سے میری مدد کرو۔ مجھے
 مزدوروں اور کاریگروں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ سامانِ جمع ہو گیا اور دیوار کی تعمیر شروع ہو
 گئی۔ مہموم ایسا ہوتا ہے کہ بنیادیں وغیرہ تو پتھر سے بھری گئی ہوں گی اور اوپر سے اس درے کو
 وہ بے کی چادروں کے دروازے سے بند کیا گیا ہوگا۔ صدیوں بعد سیاحوں کے مشاہدے میں
 ایک کھنڈی دیوار در بند کے مقام پر نظر آئی اور اس کا نام سنہ سکندری ہی مشہور تھا اور وہ پچھلے
 باب میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ در بند وہ نہیں جو بحرِ قزوین کے شرقی ساحل پر وسطِ ایشیا کے شرقی
 حصے میں ضلعِ حصار میں واقع ہے، بخارا سے کوئی ڈیڑھ سو میل جنوب مشرق میں۔ اس کا ذکر
 مشہور یورپی سیاح مارکو پولو نے اپنے سفر نامے میں بھی کیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۳) حضرت زکریا علیہ السلام کی رسالت کی گواہی صرف قرآن مجید دیتا ہے۔
 یہود اور عیسائی دونوں ان کی رسالت کے منکر ہیں۔ عیسائیوں کے یہاں ان کی حیثیت پیکل
 بیت مقدس کے ایک بزرگ بھادر اور خادم کی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۵) حضرت ادریس علیہ السلام وہی نبی ہیں جن کا نام تورات میں حزقیا
 ہے۔ یہ قابیل کے بڑے بیٹے تھے یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے پوتے۔ کچھ مؤرخین نے
 ان کا زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام سے تین ہزار دو سو چوراسی سال سے تین ہزار سترہ سال پہلے
 تک کا متعین کیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۶) حضرت زکریا علیہ السلام کی بی بی کا نام حضرت اسمعٰیلتھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۷) حضرت ایوب علیہ السلام اسرائیلی تھے ان کا بی بی اسمعٰیلتھا۔ حضرت
 ابراہیم علیہ السلام سے پانچویں پشت میں حضرت اسحاق علیہ السلام کے بڑے بیٹے حضرت
 یعقوب کے بڑے بھائی عیسیٰ کی اولاد میں تھے۔ اوز کی سر زمین کے باشندے تھے۔ یہ
 عرب کے شمال مغرب میں فلسطین کی شرقی سرحد کے قریب کا ملک تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸-۳) حضرت ذوالکفل علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے تھے تو رات میں آپ کا نام حزقیل نبی آیا ہے۔ اسیر یا کاجہ دار بخت نصر جب یروشلم پر شدید حملہ کر کے ہزاروں اسرائیلیوں کو حضرت مسیح علیہ السلام سے پانچ سو ستانوے سال پہلے اپنے ساتھ لے گیا تو اس میں حضرت ذوالکفل بھی شامل تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹-۳) ملک سباعرب کے جنوب مغربی علاقے کو کہتے ہیں۔ تقریباً وہی ملک جہاں آج یمن، حضرموت، عمیر واقع ہیں۔ اپنے زمانے میں یہ بزاز، رخیز اور مال دار ملک رہا ہے۔ یہاں کی ملکہ کا نام بلقیس تھی۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ اس ملک میں سو سے اوپر دیوی دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی۔ ان کا سب سے بڑا معبود سورج دیوتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۰-۳) ہامان کسی شخص کا نام نہیں بلکہ سرکاری لقب تھا۔ مصر کے ایک دیوتا کا نام آمن تھا۔ اس کے بڑے پجاری کے اختیارات بادشاہ سے کچھ ہی کم ہوتے تھے۔ عجیب کہ اس بڑے پجاری کا سرکاری لقب عربی لفظ میں ہامان ہی ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۱-۳) قارون اسرائیلی تھا قبضی نہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دادا کی داد میں تھا اور آپ کا قرینی عزیز تھا۔ تو رات میں قرن نام آیا ہے۔ اور نسب نامہ یوں ہے: قرن ابن اذہار بن قنات بن یسیر بن فایس بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام۔ فایس پرچا سر موسیٰ علیہ السلام بن عمران کا بھی نسب نامہ مل جاتا ہے۔ فایس بن لاوی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا امجد تھے اسی طرح قارون کے بھی تھے۔ اس رشتے سے قارون آپ کے سنگے چچا کا بیٹا ٹھہرتا ہے۔ تو رات میں ہے کہ اس کو اصل حسد اور دشمنی حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ اسرائیلیوں کی ایک چھوٹی سی کنزلی 'کوئی' ماڑھے بارہ سو لوگوں کی اس کے ساتھ تھی۔ وہ اتنا بڑا سرمایہ کار اور مہاجرین تھا کہ ایک مستقل مملکت اس کے یہاں کئی برادروں کا ہی تھا۔ مختلف تہہ خانوں، پور دروازوں، کمروں، الماریوں، ان کے مختلف حانوں، تنجوروں، صندوں، لچکوں کی کھچیوں کی تعداد دیشترہوں میں تھی۔ یہودی روایت کے مطابق یہ کھچیاں تین سو پنچروں پر لہ رہ چکی تھیں۔ (مزید انتقاری)

(۳۸۲) حضرت اتمان ایک مقبول اور بزرگی والے بندے تھے۔ جاہلیت کے کلام میں ایک نہیں اس نام کے تین تین لوگوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں سے اتمان ثانی کا لقب اتمان حکیم مشہور ہے۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہم عصر تھے۔ ملک حبشہ کے رہنے والے تھے اور ایک زردشہ غلام تھے۔ (ارض القرآن جلد ایک صفحہ ایک سواں) محمد بن اسحاق کا قول ہے کہ ان کا نسب یہ ہے: اتمان بن باعود بن ناحوہ بن تارح۔ وہب کا قول ہے کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ مقاتل نے کہا کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کی خالہ کے بیٹے تھے۔ امام واقدی نے کہا کہ آپ بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔ مشہور ہے کہ آپ ایک بزرگ سال زندہ رہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا۔ کچھ بزرگ ان کی نبوت کے بھی قائل ہیں لیکن جمہور کا مسلک یہی ہے کہ نبی نہ تھے صرف حکیم تھے۔ یونان کی تاریخ میں ایک حکیم اسیپ کا ذکر آیا ہے (چھ سوائس سے پانچ سو چونسٹھ قبل مسیح) ان کے کچھ عمارت حضرت اتمان سے ملنے جتے ہیں۔ ہماری روایتوں میں آتا ہے کہ آپ ملک لوبیا (لبریا) یا سوڈان کے ایک سیاہ فام غلام تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۳۸۳) سہ مارب ایک مشہور تاریخی بند ہے جو پہاڑوں کے پانی کے ذخیرے کے لیے بنایا گیا تھا۔ مارب ملک سبا کی راجدہ تھی۔ موجودہ شہر صنعاء سے کوئی ساٹھ میل مشرق میں اور سمندر کی سطح سے کوئی تیس ہزار نو سو فٹ اونچائی پر۔ قوم سبا ایک مہذب قوم تھی اس کا یہ کئی میل کا لمبا چوڑا بند سبا کے انجینئروں کے فن کا بہترین نمونہ تھا۔ یہ عظیم الشان بند ظہور اسلام سے کچھ پہلے تقریباً پانچ سو بیالیس عیسوی میں ٹوٹا ہے۔ اس کی تباہ کاریوں کے نشان صدیوں تک قائم رہے۔ لمبائی میں بیڑہ سو فٹ اور چوڑائی میں پچاس فٹ تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸۴) حضرت الیاس علیہ السلام ایک مشہور اسرائیلی نبی نزرے ہیں۔ تورات میں اس کا نام ایلیاہ آیا ہے۔ آپ بادشاہ ایسب کے ہم عصر ہوئے ہیں جو شان مملکت کا تاجدار تھا۔ اس کا زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام سے آٹھ سو چھترے آٹھ سو چونسٹھ سال پہلے تک ہوا ہے۔ یہودی عقیدہ ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کو حضرت اوریس علیہ السلام کی طرح آسمان پر

زمرہ اٹھایا گیا۔ حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم فلسطین کے مغربی وسطی علاقے میں آباد تھی۔ اور وہاں بعل کی پوجا زور و شور سے جاری تھی۔ دراصل بعل پرستی کی شروعات ہیبت کی کسی بیوی سے منسوب کی جاتی ہے۔ کچھ روایتوں میں ہے کہ بعل کسی دیوتا کا نام نہیں بلکہ سب سے بڑی دیوی کا نام تھا۔ حضرت الیاس علیہ السلام کے نام کا ایک اور تلفظ ال یا سین بھی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸۵) جس طرح مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون تھا اسی طرح جنوبی عرب کی سلطنت یمن کے بادشاہوں کا لقب تیج تھا۔ یہ اپنے وقت کے بڑے عظیم نشان اور عزت والے کمراں تھے۔ ان کی سلطنت کی سرحدیں لاؤہ حمیر، حضرموت اور سارے علاقہ سبا کے شمال میں شان عرب تک اور مغرب میں افریقہ تک پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ خاندان کوئی ڈھائی سو سال تک حکمران رہا اور ان کے دمانے کا اندازہ ظہور اسلام سے سات صدیوں پہلے کا لگایا گیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸۶) حضرت جبوتی ایک نبی تھے جو نبی حضرت دانیال علیہ السلام کے ہم عصر تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸۷) نمرود کے زمانے میں تانبے کی ایک بچ تھی۔ جس وقت کوئی جاسوس یا چور اس شہر میں داخل ہوتا تو اس بچے سے آواز بھٹی جس سے وہ پکڑا جاتا۔ ایک نفاذ تھا کہ جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جاتی تو اس میں چوب مارنا نفاذ اس چیز کا پتہ بتا دیتا۔ ایک آئینہ تھا جس سے غائب آدمی کا حال معلوم ہو جاتا تھا۔ جب کبھی اس آئینے میں دیکھا جاتا تو غائب آدمی اس کا شہر اور اس کے رہنے کی جگہ اس میں نمودار ہو جاتی۔ نمرود کے دورے پر ایک درخت تھا جس کے سائے میں درباری لوگ بیٹھے تھے جوں جوں آدمی بڑھتے جاتے اس کا سایہ پھیلتا جاتا تھا۔ ایک اکھ آدمی تک اس کا سایہ پھیلتا رہتا تھا۔ اگر ایک ماٹھ سے ایک آدمی بھی زیادہ ہو جاتا تو سارے آدمی دھوپ میں آ جاتے تھے۔ ایک حوض تھا جس سے مقدموں کا فیصلہ ہوتا تھا۔ مدعی اور مدعا علیہ باری باری اس میں گھستے جو چاہتا اس کے ناف کے نیچے

پانی بہت اور جو جھوٹا ہوتا اس میں غوطہ کھا جاتا تھا۔ اگر فوراً تو یہ کر لیتا تو بچ جاتا تھا ورنہ ہنگامہ ہو جاتا تھا۔ اس طرح کے ظلمات کے بل پر ضرور دے خدا کی کا دعویٰ کیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸۸) وہب ابن منہ کہتے ہیں کہ کعب معظمہ میں صرف دو میوں کے مزارات

ہیں۔ عظیمہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا اور مغربہ میں حضرت شعیب علیہ السلام کا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کا مزار سنگ اسود کے مقابل ہے (نزہۃ القاری) فقیر برکاتی جب مقامات مقدسہ کی زیارت کو گیا تھا تو جاردن کے عمان شہر میں حضرت شعیب علیہ السلام کے مزار کی زیارت کی۔ آپ کا مزار کوئی آٹھ میٹر لمبا ہے۔ اس وقت (سن انیس سو ننانوے عیسوی) روضہ مبارکہ کی تعمیر نو کا کام چل رہا تھا۔

(۳۸۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام نامی دو لفظوں سے مل رہا ہے: مو کے معنی

ہیں پانی اور سا کے معنی ہیں ساگوں کی کڑی کا صندوق۔ چونکہ آپ کو فرعون کی بی بی حضرت "سیہ" نے ایک بچے ہوئے صندوق سے پایا تھا اس لیے آپ کا نام انھوں نے موسیٰ رکھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹۰) مصر کے بادشاہ کو پہلے عزیز کہتے تھے پھر اسے فرعون کہا جانے لگا۔ جیسے فارس

کے بادشاہ کو کسریٰ زوم کے بادشاہ کو قیصر چمن کے بادشاہ کو خاقان یمن کے بادشاہ کو تنج العرب کے بادشاہ کو قیل اور حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی۔ (روح البیان)

(۳۹۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ کے حکم سے اپنے عصا ز زمین پر ڈالا

تو وہ اتنی بات لہا سانپ بن گیا۔ وہ پہلے تنگ کا تھا۔ اپنی دم پر کھڑا ہو گیا اور فرعون کی طرف پکا۔ فرعون ہو خارج کرتا ہوا بھاگا۔ اس دن اسے چار سو گوز آئے۔ پھر دو بچے وقت تک فرعون کو دستوں کی پیاری رہی۔ اس سے پہلے اسے چالیس دن میں ایک بار پاقانہ کی حاجت ہوتی تھی۔ یوں میں اتنی بھگدڑ مچی کہ پچیس ہزار فرعون کی کچے گئے۔ فرعون چیخا: اے موسیٰ مجھے بچاؤ میں تم پر ایمان لاؤں گا بنی اسرائیل کو آزاد کروں گا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا کو

پکڑ کر اٹھایا تو وہ ویسی ہی لٹختی تھی۔ (تفسیر ساویٰ خازن روح المعانی وغیرہ)

(۳۹۲) جس میدان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعونؑ کا مقابلہ ہوا۔

میدان ایک ایک لکھا ایک میل چوڑا تھا۔ جو دو توروں نے اپنے رسوں ہاتھوں کو کاٹے رنگ سے رنگ دیا تھا۔ ان میں کسی ترکیب سے پارہ بھر دیا تھا جو ٹری پا کر حرکت کرنے لگا۔ اس سے یہ سب داڑتے ہوئے سانپ اور اثر دے محسوس ہونے لگے۔ فرعونؑ جا دو تریس سو اونٹ بھر کر ہنس لائیں انہیں بٹے، رسیاں وغیرہ لائے تھیں جو سانپ محسوس ہو رہے تھے۔ یہ مقابلہ سکندرؑ یہاں ہوا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹۳) فرعونؑ کی سولی کا طریقہ یہ تھا کہ مجرم کو کسی درخت سے باندھ دیتا تھا یہاں

تک کہ وہ سوکھ سوکھ کر مر جاتا تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں ہار جانے پر انھیں سجدہ کرنے والے بادو توروں کو مجبور کے درختوں پر سولی دی۔ (تفسیر کبیرؒ مہدوی)

(۳۹۴) ابن جریر نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث کی کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں ہارنے کے بعد جب فرعونؑ کے بادو توروں نے سجدے میں گر کر اپنے ایمان کا اعلان کیا تو چھ لاکھ تائبی ایمان لے گئے۔ (تفسیر روح المعانیؒ خازن ساویٰ وغیرہ)

(۳۹۵) فرعونؑ خود ستاروں کو پوجتا تھا یہ سمجھ کر کہ زمین کا معبود میں ہوں اور آسمان

کے معبود یہ ستارے ہیں۔ دونوں کو بھی حکم دیتا تھا کہ مجھے بھی پوجو اور ان ستاروں کو بھی۔ فرعونؑ گائے کی پوجا بھی کرتا تھا۔ اس نے مصر سے دور والوں کے لیے اپنے نام کے چھوٹے بڑے بت بنادے تھے اور مصریوں کو حکم دیتا تھا کہ روزانہ خود مجھے پوجو، بت کے لوگوں سے کہتا تھا کہ تم روزانہ میرے پاس نہیں پہنچ سکتے ہو تو میرے نام کے بتوں کو پوجو۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹۶) طاعون اور چیچک پہلے فرعونؑ پر ہی آئی۔ اس سے پہلے دنیا والے اسے

جانتے بھی نہ تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بار بار دیدار الہی کی تمنا کرنے پر اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر اپنی تجلی ظاہر فرمائی۔ پہاڑ پھٹ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ آپ ایک دن بے ہوش رہے۔ جمعرات کو بے ہوشی طاری ہوئی جس کو ہوش آیا۔ کچھ نے فرمایا ایک ہفتہ غشی رہی یعنی دوسرے جمعہ کو ہوش آیا۔ (روح البیان)

(۳۹۸) جب موسیٰ علیہ السلام سے اللہ کے کلام کا وقت آیا تو آپ نے غسل کیا بہترین لباس پہنا رب العالمین نے سات سات کوس ارد گرد میں اندھیرا کر دیا۔ اس علاقے سے شیطان نور کیزے مکوڑوں کو نکال دیا گیا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنے والے فرشتوں کو بھی آپ سے الگ کر دیا گیا۔ آپ پر آسمان کے دروازے کھول دیے گئے۔ آپ نے سب مل جل کر فرمایا۔ عرش کو دیکھا لو تو پر قلم کے چلنے کی آواز سنی پھر رب سے ہم کلامی کی۔ (روح البیان خزائن العرفان وغیرہ)

(۳۹۹) ترمذی اور تہققی نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے تیس دن میں موسیٰ علیہ السلام سے ایک لاکھ چالیس ہزار رکعت فرمائے۔ فرمایا: اے موسیٰ زہد و تقویٰ سے بہتر انسان کا کوئی عمل نہیں۔ اے موسیٰ مجھ سے قریب کرنے والی چیز حرام سے بچنا ہے۔ اے موسیٰ بہترین عبادت میرے خوف سے رونا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب اے مخلوق کے مالک اے قیامت کے مالک اے دلچسپ والے کرام ان لوگوں کو کیا جزا ملے گی۔ فرمایا: اے موسیٰ زاہدوں کے لیے میری جنت حال ہے۔ حرام سے پرہیز کرنے والوں کے لیے بے حساب بخشش ہے میرے خوف سے رونے والوں کے لیے میں خود ہوں ان کا رفیق اہل۔ (روح المعانی)

(۴۰۰) جب موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے کلام فرمایا تو اس وقت آپ اپنی جہ پھینے ہوئے تھے جس میں بن کی جگہ بول کے کانٹے تھے کمر پر پٹکا تھا طور کی ایک چٹاں سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اس کلام کے بعد جو کوئی موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ انور کو دیکھتا تھا وہ بے ہوش ہو جاتا تھا۔ چنانچہ پھر آپ نے وفات تک اپنے چہرہ اقدس کو نقاب سے چھپائے

رکھا۔ ایک دن آپ کی بی بی نے عرض کیا کہ میں آپ کے دیدار سے محروم ہوں۔ آپ نے جنا نقاب اٹھایا تو آپ کے چہرہ اقدس سے سورج کی سی کرنیں نکلیں جن کی تاب بی بی صاحبہ خدا سمیں آنکھوں پر ہات رکھ لیا اور بولیں دعا کریں کہ میں جنت میں بھی آپ ہی کی بیوی رہوں۔ فرمایا "اس کی آرزو بنے تو میرے بعد کسی سے نکاح نہ کرنا کہ عورت اپنے غری فائدہ کے ساتھ رہے گی۔" (روح البیان)

(۴۰۱) یعنی علیہ السلام جب قیامت کے قریب دنیا میں تشریف لائیں گے تو نہ کسی مام کے عقیدہ ہوں گے نہ کسی شیخ کے مرید یعنی نہ جتنی شافعی ہوں گے نہ قادری چشتی وغیرہ بلکہ خود مطلق مجتہد ہوں گے مگر آپ کو قرآن اور حدیث کا علم کسی استاد سے حاصل نہ ہوگا بلکہ خود اللہ کے سکھائے سے ماہم ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۰۲) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سات سال کی عمر میں اس غار سے باہر آئے جہاں آپ کی والدہ تھی تو شام کا وقت تھا۔ اپنی قوم کو دیکھا کہ وہ زمینی بتوں اور آسمانی چاند ستاروں کی پوجا کرتی ہے۔ آپ نے چاند سورج ستاروں کے رب ہونے کی تکذیب کرتے ہوئے نہایت حکیمانہ کلام قوم سے فرمایا۔ جب رات اندھیری ہوئی اور ہر وہ مشتری تارہ چمکنے لگا تو آپ نے ان لوگوں سے پوچھا: کیا یہ میرا رب ہے؟ قوم نے یا تو ہاں کہا یا چپ رہی۔ تھوڑی دیر میں جب یہ تارہ ڈوب گیا تو پوچھا کہ وہ رب کہاں گیا؟ جو حرکت کرے جس پر انقلاب آئیں جو ازلے بدلے جو اپنے پیاریوں کو چھوڑ کر غائب ہو جائے میں اس کی عبادت سے سخت نفرت کرتا ہوں۔ وہ رب کیسے ہو سکتا ہے۔ قوم بالکل خاموش رہی۔ وہ پندرہویں یا سولہویں چاند کی رات تھی۔ تھوڑی دیر میں تقریباً چاند کُل آیا۔ آپ نے قوم سے پوچھا کہ کیا یہ میرا رب ہے؟ قوم بالکل خاموش رہی۔ جب چاند بھی ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر اللہ کا فضل نہ ہو ہوتا اور اس نے مجھے ایمان کی ہدایت نہ دی ہوتی میں بھی گمراہ قوم میں سے ہو جاتا اور تمھاری طرح اس کی روشنی سے دھوکا کھا کر اسے خدا مان لیتا مگر میرے رب نے میری دشگیری کی اس لیے میں اس دلدل میں نہ پھنسا۔ پھر جب صبح کو پوری چٹک دمک کے ساتھ

سورج نکلے تو پھر اسی قوم سے آپ نے کہا: کیا یہ میرا رب ہے؟ یہ نورانی بھی ہے اور چاند تاروں سے بڑا بھی۔ مگر جب شام کو سورج بھی قلا بازی کھاتا ہو اذوب گیا تو آپ نے اعلان فرمایا: اے قوم! وہ الو! گواہ رہنا کہ میں تمہارے شرک و کفر سے اور تمہارے ان معبودوں سے بری اور بے زار ہوں اور رہوں گا۔ میں دنیا میں دھوکہ کھانے نہیں آیا بلکہ دنیا کو دھوکے سے نکالنے کے لیے آیا ہوں۔ اے قوم! یہ دیکھو کہ یہ چیزیں کسی اور کے قبضہ اور قدرت میں ہیں۔ اس پر الگ الگ حالت وارد ہو رہے ہیں اور یہ سب اس کی دلیل ہیں کہ یہ عباد ہیں معبود نہیں۔ رب وہ ہے جس کے قبضے میں یہ سب ہیں۔ (تفسیر ساوی روح البیان، خزائن وغیرہ)

(۴۰۳) امام احمد رضا محدث بریلوی سے کسی نے پوچھا کیا ایساں و خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا سیدنا ایساں علیہ السلام نبی مرسل ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک ایساں مرسلین میں سے ہیں۔ اور سیدنا خضر علیہ السلام بھی جمہور کے نزدیک نبی ہیں اور ان کو خاص طور سے علم غیب عطا ہوا ہے۔ رب تعالیٰ کا فرماں ہے: ہم نے سے اپنا علم مدنی عطا فرمایا۔ یہ دونوں حضرات ان چار انبیاء میں ہیں جن کی وفات ابھی واقع نہیں ہوئی ہے۔ دو آسمان پر زندہ اٹھالیے گئے سیدنا اور تیسویں سیدنا عیسیٰ علیہما السلام اور یہ دونوں زمین پر تشریف فرما ہیں۔ دریا سیدنا خضر علیہ السلام کے متعلق ہے اور خشکی سیدنا ایساں علیہ السلام کے۔ دونوں صا مہن ہر سال حج کو تشریف لاتے ہیں۔ بعد حج آب مذمہ شریف پیتے ہیں کہ وہی سال بھر تک ان کے کھانے پینے کو کفالت کرتا ہے۔ دونوں صاحب اور تمام انبیاء و کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام آپس میں بھائی ہیں۔ (مسند امام غنبل جلد دوم و فتاویٰ رضویہ جلد چھمیس)

(۴۰۴) جب نمرود کی سرکشی بہت بڑھ گئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا: الہی یہ طعون ما فرمان تیرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو سے ہلاک کر دے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا: اے نبی محترم! آپ کی دعا قبول ہوئی۔ دھرم روڈ نے ساٹھ لاکھ زرہ پوشوں کا لشکر تیار کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ پیغام بھیجا۔ اگر تمہارا خدا طاقتور ہے تو اس سے کہہ دو کہ مجھ سے میری بادشاہت چھین لے لیکن اس

کے لیے اسے اپنی فوج بھیجی ہوگی۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اسے لہذا تیری مخلوقات میں چھڑاؤ، ضعیف اور ہر جانور کی خوراک ہے میں اسے مانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فیصل کی دعا قبول فرمائی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ چھڑوں کو چھوڑ دیں۔ فرشتوں نے عرض کیا: الہی کتنے چھڑ چھوڑنے ہیں؟ حکم ہوا: صرف ساٹھ لاکھ چھڑ دے تاکہ ہر چھڑ کے حصے میں نمرود کا ایک ایک سوار آ جائے۔ فرشتوں نے کوہ کاف میں جا کر چھڑوں کے سوراخ میں سے ایک سوراخ کھول دیا جس سے چھڑوں کی فوج بادل کی طرح نمرود کی فوج پر چھا گئی۔ ہر سوار کے سر پر ایک چھڑ بیٹھ گیا اور چند لمحوں میں اس کا بھیجی اور گوشت پوست سب پٹ کر گیا۔ ان چھڑوں کا ایک سردار بھی تھا اس نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا: الہی نمرود ملعون کو میرے حوالے کر دے۔ چھڑوں کا سردار آیا اور نمرود کے زانو پر بیٹھ گیا۔ اسے دیکھ کر نمرود کی بیوی کہنے لگی: کیا اسی طرح کے جانور ہمارے لشکر کو کھائے؟ پھر نمرود نے اس چھڑ کو پکڑنے کی کوشش کی۔ وہ نمرود کی ٹانگ میں تھس گیا اور اس کا مغز کھانے لگا۔ نمرود کے نوکر کمزری سے اس کے دماغ پر چوڑیاں مارنے لگے۔ جب ضرب پڑتی تو چھڑ رک جاتا اور پھر اپنا کام شروع کر دیتا۔ پھر چالیس دن بعد اللہ حکم سے وہ چھڑ نمرود کے دماغ سے نکل آیا اور اسی وقت نمرود کی موت ہوئی۔ (ماہنامہ حدی انبیائے کرام نمبر)

(۳۰۵) حضرت نوح علیہ السلام عراق میں رہتے تھے۔ آپ کی قوم پانی کے طوفان سے ہلاک کی گئی۔ قوم یہود حضرت ہود علیہ السلام کی قوم بنے جو کن کے علاقے احناف میں آباد تھی۔ یہ قوم سخت آدمی سے ہلاک کی گئی۔ قوم ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کہتے ہیں۔ قوم ثمود یمن کے علاقہ میں مقام حجر میں آباد تھی۔ نبی علیہ السلام صحابہ کرام کے ساتھ جب اس علاقہ سے گزرے تو آپ نے وہاں کے کنوئیں کا پانی استعمال کرنے اور وہاں ٹھہرنے سے منع فرما دیا کہ وہ جگہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اترنے کی تھی۔ یہ قوم چچ پھر زلزلے سے ہلاک ہوئی۔ قوم برہہم سے مراد نمرود اور اس کے ماننے والے ہیں جو بغداد اور کوفہ کے بیچ بائبل شہر میں رہتے تھے۔ نمرود خود ایک لشکر سے چھڑ سے اور اس کی قوم مکانوں کی چھتوں میں دبا کر ہلاک کی

گئی۔ اصحاب مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو کہتے ہیں جو مدین کے علاقہ میں راقی تھی۔ اس قوم کا نام بھی مدین تھا کیونکہ یہ مدین ابن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تھی۔ یہ قوم بھی ”گ“ سے ہلاک کی گئی۔ موفقات سے وہ چار یا پانچ بستیاں مراد ہیں جن میں حضرت لوط علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ ان بستیوں کا تختہ الٹ دیا گیا اور ان پر پتھر برسائے گئے اس لیے انھیں موفقات یعنی ایسی ہوتی بستیاں کہتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان)

(۳۰۶) حضرت یوسف علیہ السلام کی نعش مبارک کئی سو برس کے بعد مصر سے بیت المقدس پہنچی گئی۔ اب آپ کا مزار مبارک حضرت یعقوب علیہ السلام کی آغوش میں ہی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰۷) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قہپڑ سے ملک الموت کی ایک نگہ جاتی رہی تو وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے رب تو نے مجھے اس کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ سے کہو کہ ایک بتل کی کھال پر ہات پھیریں جس قدر ہاؤں پر ان کا ہات لگے گا ہر بال کے بدلے ایک سال عطا ہوگا۔ چنانچہ ملک الموت پھر جناب کلیم اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیغام پہنچایا۔ آپ نے فرمایا پھر کیا ہوگا۔ عرض کیا پھر موت۔ فرمایا تو ابھی سہی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰۸) جب نمرود کی مافرمائی حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کی قوم پر چھروں کا عذاب بھیجا۔ چھروں کی زیادتی کا یہ حال تھا کہ ان سے سورٹ چھپ گیا۔ زمین پر دھوپ نہیں آتی تھی۔ چھروں نے ان کے خون چوس لیے گوشت چاٹ لیا۔ نمرود کو چھوڑ کر ہاتی سب کی ہڈیاں باقی رہ گئیں۔ نمرود دیکھتا تھا پر کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ پھر ایک لنگڑا چھرا اس کی ناک کی ذریعہ دماغ میں گھس گیا اور چار سو سال تک اس کا بھیجا کا تار ہا۔ نمرود اپنے سر پر ہتھوڑے برسواتا۔ اوپر سے جب ہتھوڑوں کی دھمک پہنچتی تو چھرا کاٹنا چھوڑ دیتا۔ دن رات نمرود کے سر پر جوتے اور ہتھوڑے پڑتے رہے۔ اب اس کے دربار کا ادب یہ تھا کہ جو بھی آئے اس کے سر پر جوتا رسید کرے۔ اس سے پہلے چار سو سال بہت آرام سے حکومت کی اور

چار سو سال پہنچا رہا پھر نہایت ذلت کے ساتھ مرا۔ اس کی عمر آٹھ سو برس سے کچھ زیادہ ہوئی۔
(تفسیر خازن)

(۴۰۹) بیت المقدس میں ہی اسرائیلی آباد تھے۔ جب ان کی مافرا نیاں حد سے بڑھیں اور انھوں نے اپنے وقت کی ہدایت پر عمل نہ کیا تو یحییٰ علیہ السلام سے کوئی چھ سو برس پہلے بخت نصر بانی نے بیت المقدس پر سخت حملہ کیا۔ اس کے ساتھ چھ لاکھ جہندے تھے اور ہر جہندے کے ساتھ بے شمار فوج۔ اس نے بیت المقدس کو یران کر ڈالا۔ تور مت شریف کے نسخے ہلا ڈالے۔ بنی اسرائیل کے تین حصے کیے۔ ایک ٹروہ کو قتل کر ڈالا دوسرے کو بہت ذلت اور خواری کے ساتھ سام میں رکھا تیسرے کو قید کیا۔ اس قیدی ٹروہ کی تعداد دس لاکھ تھی۔ ان قیدیوں کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ انھی قیدیوں میں حضرت عزیر اور حضرت دانیال جیسا سام بھی تھے جو اس وقت بچے تھے۔ (تفسیر روح البیان) جب بہت عرصہ بعد ان لوگوں میں سے کچھ لوگ قید سے چھوٹے تو حضرت عزیر علیہ السلام بیت المقدس پر ٹرے جو سوقت اجڑا پڑا تھا۔ آپ تمام شہر میں گھومے کوئی آدمی نہ ملا مگر وہاں کے باخاطر طرح طرح کے میوؤں سے مدد ہوئے تھے جن کا کھانے والا کوئی نہ تھا۔ آپ نے کچھ انگور اور انجیر تو زکھائے اور کچھ انگوروں کا رس نکال کر پیا اور کچھ انگور اور انجیریں توشہ دان میں رکھ لیں۔ آبادی کی سرحد سے باہر نکل کر بڑی حسرت بھری نگاہیوں سے دیکھ کر پوچھے: رب تعالیٰ اسے کیسے آباد کرے گا اور اب یہاں رونق کیسے ہوگی؟ اللہ کی مرضی جیسی تھی کہ آپ کو اپنی قدرت دکھائے۔ آپ نے اپنے گدھے کو وہاں باندھ دیا۔ انجیر اور انگور کا توشہ دان اپنے سر باندھے اور انگور کا شیرہ دوسری طرف رکھ کر خود آرام کے لیے لیٹ گئے۔ جیسے ہی نیند آئی اور سوتے ہی میں جان نکال لی تھی۔ گدھا بھی مر گیا۔ یہ اقصیٰ صبح کے وقت ہوا۔ رب تعالیٰ نے بخت نصر یا شاہ کنعرو کی طرح پچھر سے ہلاک فرما دیا۔ باقی اسرائیلیوں کو آزادی مل گئی۔ ستر برس کے بعد حق تعالیٰ نے فارس کے بادشاہوں میں سے کسی کو مسلط کیا جو اپنی فوجیں لے کر بیت المقدس پہنچا اور اسے پہلے سے بھی بہتر طریقے پر آباد کیا۔ کھڑے ہوئے بنی اسرائیل پھر سے وہاں آ کر آباد ہوئے اور تین

سال کے عرصہ میں یہ لوگ بہت بڑھ گئے۔ حق تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کے جسم مبارک کو ایسا غائب فرمادیا تھا کہ نہ کسی انسان نے دیکھا نہ کسی جانور نے۔ جب آپ کی وفات کو سو سال پورے ہوئے تب آپ کو زندہ کیا گیا۔ جب آپ کی آنکھ کھلی تو آپ نے اپنے سارے بدن کو بے جان پایا۔ پھر آپ کے دیکھتے دیکھتے سارا جسم زندہ ہو گیا۔ یہ اقد شام کے وقت ہو۔ تب رب نے چچھا کہ تم کتنی دیر یہاں رہے؟ آپ نے خیال فرمایا کہ یہ وہی دن ہے جب میں لیٹا تھا تو اندازے سے فرمادیا کہ ایک دن بلکہ اس سے بھی کچھ کم۔ رب نے فرمایا: نہیں تم پورے سو سال ٹھہرے رہے۔ اب ہماری قدرت کا نظارہ کرو کہ اتنی مدت میں جہد بگڑنے والی غذا اور شراب تو نہ بگڑی بلکہ ایسی ہے جیسے ابھی تیار ہوئی ہے۔ جبکہ تمہارا گدھا گل سڑا کر برابر ہو گیا سارے اعضا بکھر گئے۔ نید ہڈیاں چمک رہی ہیں۔ اب دیکھو ہم مردے کیسے زندہ کرتے ہیں۔ ایک غیبی آواز آئی: اے گلی ہوئی بڈیو! جمع ہو کر گوشت پوست کا لباس پہن دو۔ فوراً ہی ہڈیاں درست ہو کر تمام جسم تیار ہو گیا۔ دوسری آواز آئی: زندہ ہو جاؤ۔ فوراً گدھا زندہ ہو کر رینگنے لگا۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے اللہ کی قدرت کا نظارہ کیا۔ پھر آپ گدھے پر سوار ہو کر بادی کی طرف چلے۔ دیکھ کہ وہ ویران شہر کافی رونق والا ہو گیا ہے۔ آپ کی عمر وہی چالیس سال کی تھی جو سوتے وقت تھی۔ شہریوں میں سے کوئی آپ کو پہچانتا نہ تھا۔ آپ اندازے سے اپنے مکان پر پہنچے۔ ایک اندھی بڑھیا ملی جس کے پاؤں رہ گئے تھے۔ وہ آپ کی مونڈی تھی اور اس نے آپ کو دیکھا تھا۔ اس کی عمر اس وقت ایک سو بیس برس کی تھی کہ آپ کی وفات کے وقت وہ بیس سال کی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا: کیا یہ عزیر کا مکان ہے؟ وہ بولی: ہاں۔ اور تم کون ہو جو برسوں بعد عزیر کو پوچھ رہے ہو؟ انھیں تو غم ہوئے ایک صدی ہو چکی ہے۔ آپ نے فرمایا: میں ہی عزیر ہوں۔ اس نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سو برس مردہ رکھ کر پھر زندہ کیا۔ اس نے کہا: حضرت عزیر کی دعائیں رب کی بارگاہ میں قبول ہوتی تھیں۔ اگر آپ عزیر میں تو دعا کریں کہ اللہ میری مینائی لوٹا دے تاکہ میں دیکھ سکوں۔ آپ نے دعا کی تو اس کی آنکھیں لوٹ آئیں۔ آپ نے اس کا بات چکر فر فرمایا: خدا کے حکم سے اٹھ۔

یہ کہنا تھا کہ اس کے بات پاؤں درست ہو گئے۔ وہ دیکھ کر پچھن گئی اور کہنے لگی: آپ واقعی عزیر ہیں اور آپ کا ہات پکڑ کر بنی اسرائیل کی ایک مجلس میں لے گئی جہاں حضرت عزیر کے بیٹے جن کی عمر ایک سو اٹھارہ سال تھی اور آپ کے نوے سال کے بڑھے چڑھتے بھی موجود تھے۔ بڑھیا چار کر بولی: مبارک ہو عزیر آئے۔ سب نے کہا تو جھوٹی ہے۔ وہ بولی میں وہی اندھی لون لنگڑی بڑھیا ہوں۔ دیکھ لو ان کی دعا سے ابھی ہو گئی۔ لوگ اٹھ کر حضرت عزیر کی زیارت کرنے لگے۔ حضرت کے بیٹے نے کہا: میرے والد کے دونوں کندھوں کے بیچ ایک نشان تھا۔ کھول کر دیکھا تو وہ نشان موجود تھا۔ لوگوں نے کہا: عزیر کو تورات شریف زبانی یاد تھی آج کل اس کا کوئی نسخہ موجود نہیں ہے۔ اگر آپ عزیر ہیں تو تورات سنائیے۔ آپ نے تورات سنائی ہی نہیں بلکہ لکھوا بھی دی۔ ان لوگوں میں سے ایک ہوا کہ میں نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے والد سے سنا تھا کہ بخت نصر کے ہاتوں گرفتار ہونے کے بعد میرے دادا نے ایک جگہ تورات دفن کر دی تھی۔ اس کا پتہ مجھے معلوم ہے۔ چلو آج تلاش کریں۔ کھدائی کرنے پر وہ تسخّل گیا۔ اس نسخے سے حضرت عزیر کی لکھوائی ہوئی تورات کو مل گیا تو ایک ایک لفظ صحیح نکلا۔ تب سب کو یقین ہوا کہ وہ عزیر علیہ السلام ہی ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان خازن ذوق البیان)

(۴۱۰) ایک بار حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمسدر کے کنارے زمرے۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں ایک مردار پڑا ہے۔ جب ہمسدر جوش مار کر اس تک پہنچتا ہے تو چھپیاں اس کا گوشت لو جاتی ہیں اور جب ہمسدر اتر جاتا ہے تو کبھی چوپائے اسے کھاتے ہیں کبھی چڑیاں۔ آپ نے خیال فرمایا کہ ایک مردار کتنے مینوں میں پہنچا۔ اس کا گوشت پوست قیامت کے دن کیسے جمع ہوگا اور یہ کس طرح زندہ کیا جائے گا۔ تب بارگاہ الہی میں عرض کی: مولیٰ مجھے مردے دوبارہ زندہ کیے جانے کی کیفیت دکھا دے۔ رب نے فرمایا: کیا تم اس پر ایمان نہ لائے؟ عرض کیا: ایمان تو لایا مگر چاہتا ہوں کہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ تب رشد ہوا اچھا تم چار چار سالے ہو اور انھیں پال پوس کر اپنے سے خوب بدلو تاکہ تمہیں ان کی اور انھیں

تھہری خوب پیچان ہو جائے۔ پھر انھیں ذبح کر کے ان کے پر ہڈی اور ہال وغیرہ کا خوب قیمہ کر ڈالو۔ پھر ان کے کئی حصے کر کے کسی پہاڑی میدان میں کچھ پہاڑوں پر ان کا ایک ایک حصہ رکھ دو اور میدان میں کھڑے ہو کر انھیں آواز دو۔ وہ فوراً زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے مہر سرخ، بوتر یا گدھ اور کوءے کو ذبح کر کے ان کے گوشت کا قیمہ کر کے سب کے کھڑے ملا جلا کر چار یا سات یا دس پہاڑوں پر ایک ایک حصہ رکھ دو اور ان سب کے سر اپنے پاس رکھ لیے۔ پھر بکار انا سے چنے یومیر سے پاس اللہ کے حکم سے آ جاؤ۔ یہ فرماتے ہی ہر ہر جانور کے حصے الگ الگ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے یہاں تک کہ خون کا ہر قطرہ دوسرے قطرے سے ملا۔ اور ہر پر اڑ کر دوسرے پر سے جڑ گیا اور ہر ہڈی اڑ کر دوسری ہڈی تک اور گوشت کا ہر تھڑا دوسرے تھڑے تک پہنچا یہاں تک کہ فضا میں چاروں چنے یوں کے جسم بن کر دوڑتے ہوئے آپ کی طرف آئے اور اپنے سروں سے مل کر پورے پرندے بن گئے۔ (تفسیر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)

(۴۱) ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک دن کے عبادت میں فرمائے جن کا نام حضرت شمعون رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ ان کی عبادت گزارئی اپنی مثال آپ تھی۔ ہزار مہینے تک روزے رکھتے رات بھر خدا کی عبادت اور نماز میں مشغول رہتے اور دن کے وقت ہتھیار باندھ کر خدا کی راہ میں جب دگرتے غریب لوگوں کی حمایت کرتے، مشرکوں اور کافروں کی سرکوبی کرتے اور ان کے مال کو غریبوں میں تقسیم کر دیتے۔ جسمانی طاقت کا یہ حال تھا کہ لوہے کی بھاری زنجیریں عورتوں کی چوڑیوں کی طرح ان کے ہاتھ سے ٹوٹ کر گر جاتی تھیں۔ کفار نے جب یہ دیکھا کہ حضرت شمعون پر کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا تو انھوں نے آپ کی بیوی کو ساتھ لے کر آپ کی کوشش کی اور ان سے کہا کہ اگر تم اپنے شوہر کو فیند کی حالت میں مشہو طریقوں سے جکڑ کر باندھ دو اور پھر صبح کو ہمارے حوالے کر دو تو اس کے بدلے تمہیں بہت سامان اور انعام دیا جائے گا۔ بیوی دولت کے لالچ میں آ گئی اور اپنے بہادر اور پکے دیندار شوہر کو عبادت میں مشہو طریقوں سے باندھ دیا۔ صبح کو حضرت شمعون نے پوچھا کہ مجھے کس

نے باندھ رہے تو بیوی نے بات بتاتے ہوئے کہا: دراصل میں آپ کی طاقت کا اندازہ کرتا چاہتی تھی۔ بات آئی گئی ہوئی۔ چند دنوں کے بعد پھر موقع پا کر اس نے اپنے سہرے کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ بیدار ہوتے ہی حضرت شمعون نے ایک سی جھٹکے میں زنجیریں توڑ ڈالیں اور اپنی بیوی سے پوچھا: یہ کس نے کیا؟ بیوی نے دوبارہ بات بتائی مگر بولی: میں چہرہ آپ کی طاقت آزمائی تھی کہ آپ پر لوہے کی زنجیروں کا اثر ہوتا ہے یا نہیں۔ حضرت شمعون نے کہا: مجھ پر دنیا کی کوئی چیز اثر نہیں کر سکتی۔ اللہ نے میری طاقت میرے دلوں میں رکھی ہے۔ ”خیر کار بیوی کو راز معلوم ہو گیا۔ ایک رات اس نے حضرت شمعون کو ن کے باغوں کے ساتھ باندھ دیا۔ آپ نے کھولنے کی بہت کوشش کی مگر ازادی نہ ملی۔ اپنی بیوی نے اس حالت میں آپ کو ایک ستون میں باندھ کر آپ کی ناک اور کان کاٹ ڈالے اور آنکھیں بھی نکال دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وحی کی اس توجہ کا بدلہ لیا اور ان دوگوں کو زمین میں دھنسا دیا اور دھوکہ دینے والی بیوی پر قبر کی بجلی گری اور وہ خاک ہو گئی۔ صحابہ کرم حضرت شمعون کی تکلیف اور آپ کی بندگی اور ہزار سیسے تک جہاد فی سبیل اللہ کا حال سن کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! ہم تو کسی بھی طرح حضرت شمعون کی عبادت و ریاضت کا ثواب اور اجر حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری عمریں اتنی ہی نہیں ہیں۔ صحابہ کرم کی اس حسرت نگیز آرزو پر اللہ تعالیٰ نے شب قدر جیسی بابرکت رات عطا فرمائی اور اس رات کی عبادت حضرت شمعون کی ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر قرار دی گئی۔ (احکام الصیام دار المعکاف)

(۴۱۴) حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مافی کا نام فافوز تھا۔ ان کی دو بیٹیاں تھیں ایک حضرت حند دوسری ایشیاغ یا ایشاع۔ حند حضرت عمران کے نکاح میں آئیں اور ایشیاغ حضرت ذکریا علیہ السلام کے نکاح میں آئیں۔ (تفسیر نعیمی تہذیبہ القاری)

(۴۱۵) حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تسمان پر اٹھائے جانے سے چھ ماہ پہلے شہید کیے گئے۔ میدوس نامی یہودی نے آپ کو شہید کیا۔ (روح المعانی، خاتون)

(تفسیر کبیر)

(۴۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مرد سے زندہ کیے۔ (۱) کا زرجوب کا دوست

تھا۔ جب وہ بیمار ہوا تو اس کی بہن نے آپ کو خبر بھیجی کہ تمہارے دوست موت کے قریب ہیں۔

آپ تین دن بعد وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ دوست کو مرے ہوئے آج تیسرا دن ہے۔ آپ نے

اس کی بہن سے کہا کہ ہمیں اس کی قبر پر لے چلو۔ وہ گئی۔ آپ نے رب تعالیٰ سے دعا کی۔

وہ اللہ کے حکم سے اور آپ کے فرمانے سے زندہ ہو کر ایک مدت تک جی رہا اور اس کی اولاد

بھی ہوئی۔ (۲) ایک بڑھیا کے بیٹے کو بھی آپ نے دوبارہ زندگی عطا کی۔ بڑھیا اپنے بیٹے

کے جنازے پر رو رہی تھی۔ آپ کو رحم آیا اور رب تعالیٰ سے دعا کی وہ اپنے جنازے پر ہی اٹھ

کر بیٹھ گیا اور ٹھہرنے والوں کی گردن پر سے اتر آ۔ عرصے تک زندہ رہا۔ صاحب دل بھی

ہو۔ (۳) آپ نے تنگی کے ایک محرر کی مینی کو زندہ فرمایا۔ یہ محرر حاکم کی طرف سے لوگوں

سے ٹیکس یا سرناما تھا۔ اس کی بیٹی مر گئی۔ ایک دن آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ وہ زندہ ہو

گئی۔ عرصے تک زندہ رہی اور اولاد بھی ہوئی۔ (۴) حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے حضرت

سام کو زندہ کیا جو چار ہزار چھ سو برس پہلے وفات پا چکے تھے۔ کچھ لکڑیوں نے شبہ کیا کہ شاید یہ

مردے جو زندہ کیے گئے مرے نہ ہوں گے بلکہ انھیں سکتہ ہو گیا ہو گا۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ

السلام ایک پرانی قبر پر طشرب لے گئے۔ وہ قبر حضرت سام ابن نوح علیہ السلام کی تھی۔ رب

تعالیٰ نے آپ کی دعا سے حضرت سام کو زندہ کیا۔ دوبارہ زندہ ہو کر انھوں نے بتایا کہ انھوں

نے قبر میں ایک آواز سنی کوئی بے ربا تھا رونے اللہ عیسیٰ کا حکم مانو۔ وہ خوف سے اٹھ کھڑے

ہوئے سمجھے کہ قیامت قائم ہو گئی۔ اس دشت سے ان کا آدھا سر نئید ہو گیا حالانکہ حضرت نوح

علیہ السلام کے زمانے کے لوگ جوڑھے نہیں ہوتے تھے۔ حضرت سام اٹھ کر پوچھنے لگے:

کیا قیامت آگئی؟ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: نہیں بلکہ میں نے تمہیں اسم عظیم سے زندہ کیا۔

انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ مجھے پھر واپس بھیج دیا جائے اور ب مسرت کی

تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ اسی وقت ان کا انتقال ہو گیا۔ (روح المعانی خازن)

(۴۱۵) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو تبلیغ فرمائی تو انھوں نے آپ کے مقابلے سے عاجز ہو کر آپ کی شان میں بکواس کرنی آپ کی والدہ ماجدہ کو بہت لبانی اور آپ کو تکلیفیں دینی شروع کر دیں۔ ایک دن آپ شہر میں گھوم رہے تھے کہ شہر کے لوگوں نے آپ کو بہت پریشان کیا۔ تب آپ نے بارگاہ الہی میں عرض کی: مولیٰ اب صبر کا پیرا بھر چکا۔ ابن سب کو سوز بنا دے۔ آپ کے منہ سے نکلا، عی تھا کہ وہ سب سوز ہی دوئے۔ لوگوں پر اس واقعہ کی حیرت طاری ہو گئی۔ کسی نے اس وقت کے یہودی بادشاہ کو خبر دی کہ عیسیٰ کی دعا اتنی زبردست ہوتی ہے کہ انھوں اتنے لوگوں کو سوز بنا دیا۔ تو بھی ان کا مخالف ہے۔ اپنی خیر منا۔ کبھی ان کی بد دعا سے تیرا بھی بچی جا نہ ہو جائے۔ اس نے کہا، کیا کیا جائے؟ ایک ہی حل ہے وہ یہ کہ انھیں کسی طرح ہدایت کر دیا جائے تاکہ ان کی بد دعا کا اثر جاتا رہے۔ چنانچہ ایک شخص تینیا نوس کو اس کام کے لیے چنا گیا۔ تینیا نوس ایک منافق آدمی تھا اور چھپواں یہودیوں سے ملا ہوا تھا۔ جب یہ واقعہ ہونے والا تھا تب عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ آج صبح سے پہلے ایک شخص مجھے تھوڑے سے درم کے بدلے بچا لے گا۔ چنانچہ تینیا نوس کو یہودی کی طرف سے تیس درم یعنی ستر ہمسات روپے دینے کا وعدہ کیا گیا۔ اس شرط پر کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو چانک شہید کر دے یا کر دے۔ چنانچہ تینیا نوس یہودیوں کی ایک جماعت لے کر اندھیری رات میں عیسیٰ علیہ السلام کے مکان پر گیا۔ ان سب کو گھر کے آس پاس کھڑا کر کے خود اندر داخل ہو گیا۔ دیکھتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اچانک کھڑکی کے ذریعے اس حجرے سے نکل کر آسمان پر تشریف لے گئے۔ یہ خبر ان رہ گیا۔ باہر کے یہودی سمجھے کہ شاید تینیا نوس عیسیٰ علیہ السلام سے جنگ کر رہا ہے۔ سبہ حوالی نے تینیا نوس کو عیسیٰ علیہ السلام کا ہر شکل بنا دیا۔ اب یہ باہر آیا۔ اس کے نکتے ہی ان یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے شبہ میں پکڑ لیا۔ یہ لاکھ بچا چاہا کہ میں تمھارا ساتھی ہوں۔ مگر کسی نے ایک نہ سنی۔ بولے: اے عیسیٰ تو نے ہمارے آدمی کو قتل کر دیا اب ہمیں دھوکا دینا چاہتا ہے۔ یہ جہنم کے سلی پرچہ حادیا۔ (تفسیر خازن تفسیر روح المعانی)

(۳۱۶) جب حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ خبر پہنچی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی تو آپ ایک عورت ساتھ صلیب پر پہنچیں اور اس لنگی ہوئی لاش کے سامنے بیٹھ کر زار زار رونے لگیں۔ کئی روز تک برابر یہاں آئیں اور روتیں۔ ساتویں دن عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا حکم ہوا: جاؤ اور اپنی ماں کو تسلی دو۔ لہذا آپ پہاڑ پر رات کے وقت اترے۔ سارا پہاڑ نور سے جھمکا اٹھا۔ آپ نے اپنی والدہ اور حواریوں کو بلایا۔ بی بی مریم آپ سے لپٹ گئیں اور رونے لگیں اور بولیں: اے عیسیٰ تم کہاں تھے۔ فرمایا میں خیریت سے ہوں جس کو سولی دی گئی ہے وہ دوسرا شخص ہے۔ تم صبر کرو۔ پھر آپ نے اپنے حواریوں کو احکامات کی تبلیغ کی ہدایت فرمائی اور صلیب کے پسماندہ مقام پر مقرر کیے۔ یہ سارا کام تقسیم کر کے آپ چلنے لگے تو حضرت مریم نے کہا کہاں جاتے ہو۔ فرمایا: رب تعالیٰ کے پاس۔ بولیں: کب ملو گے؟ فرمایا: قیامت کے دن۔ پھر نکلا ہوں سے غائب ہوئے۔ (خازن روح المعانی)

(۳۱۷) حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا تیرہ سال کی عمر میں حاکمہ ہوئیں اور بیت المقدس میں بیت اللحم کے علاقے میں ایک جنگل میں کھجور کے درخت کے نیچے جو بالکل سوکھا تھا، عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت بی بی مریم کا ہات تئیں سے وہ درخت پھر سے ہرا بھر اہو گیا۔ (خازن)

(۳۱۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سکندر کے ہاتوں بائبل فتح کیے جانے کے پینسٹھ سال بعد پیدا ہوئے۔ تیس سال کی عمر میں آپ پر وحی آئی اور پینتیس سال کی عمر میں رمضان شریف کی ستائیسویں شب یعنی لیلۃ القدر میں آپ آسمان پر تشریف لے گئے۔ آپ کی والدہ صاحبہ آپ کے بعد چھ سال زندہ رہیں۔ (تفسیر خازن)

(۳۱۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ایک ہی طرح کے لوگ نہ تھے۔ ان میں کوئی دھوبی تھا، کوئی رنگدیز، کوئی چمبیر، کوئی بادشاہ۔ ان کی تعداد بارہ تھی۔ (خازن)

(۳۲۰) حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رنگدیز کا ہنر سکھانے ایک رنگدیز کے پاس بھیجا۔ ایک دن وہ رنگدیز کسی کام سے باہر جا رہا تھا۔ اس

سے آپ کو بلا کر کہا: دوکان ہمیں کچھ لوگوں کے کپڑی اور جگتے کے لیے آئے ہیں۔ ان پر میں نے نشان لگا دیے ہیں۔ جس کپڑے پر جیسا نشان لگا ہے ویسا ہی رنگ دینا۔ دیکھو اب برتنوں میں رنگ گھلے ہوئے رکھے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہ کپڑے ایک ہی برتن میں ڈال دیے۔ جب وہ نگرین لوٹ کر آیا تو یہ دیکھ کر سر ہیٹ لیا کہ سارے کپڑے ایک ہی برتن میں پڑے ہیں۔ یوں: تم نے سب کپڑے ایک ہی رنگ میں رنگ دیے؟ فرمایا: جالہ کا [اس نے رنگاں۔ وہ گیا اور جب کپڑے نکالے تو ہر کپڑے کا رنگ اس پر لے نشان کے مطابق پایا۔ آپ نے فرمایا یہ تو کپڑے ہیں۔ مجھے تو رب نے انسانوں کو رنگنے کی قوت دی ہے۔ یہ دیکھ کر وہ رنگ ریز اور اس کے ساتھی ایمان لے آئے۔ (تفسیر روح المعانی)

(۳۲۱) محمد ابن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد یہودیوں نے حواریوں کو بہت ستایا اور انھیں بہت دکھ دیے۔ یہ خبر کسی طرح روم کے بادشاہ دواؤد ابن وزہ کو پہنچی کہ شام میں ایک بزرگ پیدا ہوئے تھے انھوں نے نبوت کا دعویٰ فرمایا تھا۔ انھیں تو ان یہودیوں نے مولیٰ دیدی اور اب ان کے جانشینوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دے رہے ہیں۔ دواؤد نے یہودیوں کے بادشاہ سے سفارش کر کے ان حواریوں کو اپنے ملک روم میں بلا لیا اور ان سے عیسیٰ علیہ السلام کے حقائق سن کر ان کے ہات پر بیعت کی پھر بنی اسرائیل پر حملہ کر کے ان کا قتل عام کیا۔ چالیس سال بعد طیطوس جانشین ہوا۔ اس نے بیت المقدس پر حملہ کر کے وہاں کے تمام یہودیوں کو غارت کیا۔ شہر کو بالکل ویران کر دیا۔ کچھ یہودی طیطوس کے ہاتوں مارے گئے اور کچھ جان بچ کر ہرگئے جن میں دو قبیلے بنی قریظہ اور بنی نضیر حجاز میں آباد ہوئے جو مسلمانوں میں ہاتوں سے یہ منورہ سے نکالے گئے کچھ مارے گئے۔ (تفسیر کبیر روح المعانی وغیرہ)

(۳۲۲) ذوالقرنین دو ہیں۔ دونوں کا نام سکندر ہے۔ ایک سکندر یونانی جس کا وزیر ارسطو تھا۔ یہ شریک تھا۔ دوسرا سکندر مومن جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ اس کا نام عہد افتد بن غیاث بن معد تھا۔ یہ نیک بندے تھے یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے ان کو نبی بھی کہا

ہے۔ ان کے وزیر خضر تھے۔ انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رمانہ پایا ہے۔ اور ان سے ملاقات بھی کی ہے بلکہ ارزقی نے ذکر کیا ہے کہ انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کعبے کا حواف بھی کیا ہے۔ یہ سکندر رومی سے پہلے گزرے ہیں انھوں نے ہی سرد سکندری بنوائی تھی۔ (نزہۃ القاری)

(۳۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یا جون، یا جون، روز نہ اس بندھ کی دیوار کھودتے ہیں جس کے پیچھے انھیں قید کیا گیا ہے۔ جب آ رہا ہو تو کھوڑ رہ جاتا ہے تو کہتے ہیں کل اسے ہم پورا کر لیں گے۔ مگر جب دوسرے دن جاتے ہیں تو دیوار پہلے جیسی ملتی ہے۔ پھر شام تک کھودتے ہیں جب کھوڑا سا باقی رہ جاتا ہے تو یہ بہہ رہ جھوڑ دیتے ہیں کہ کل آ کر رہا کر لیں گے۔ مگر جب دوسری صبح پہنچتے ہیں تو پھر دیوار برابر ملتی ہے۔ مام مقابل اپنی تفسیر میں ذکر کرتے ہیں کہ یہی چکر چلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ ان میں ایک مسلمان پیدا ہوگا۔ اس کے ساتھ جب دیوار کھودنے جائیں گے تو وہ کہے گا بسم اللہ کہہ کر کھودو۔ وہ کھودنے جائیں گے یہاں تک کہ اندر کے چٹلکے کے برابر دیوار رہ جائے گی اور سورج کی چمک نظر آئے گی۔ اب مسلمان کہے گا بسم اللہ کل ان شاء اللہ لوٹیں گے اور اسے کھودیں گے۔ اب جبکہ دوسرے دن آئیں گے تو جتنا کھود چکے تھے اتنا کھدایا ہو جائے گا پھر کھوڑی دیر میں نقب آ رہا کر لیں گے اور اس کے بعد اس میں سے نکلیں گے۔ (نزہۃ القاری)

(۳۲۴) شمود سام بن فون کے پر پوتے کا کام بننا انھیں کی قوم کو قوم شمود کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ وادی قرم میں سمندر کے کنارے اور شام کے آس پاس بستے تھے۔ ان کی عمریں بہت ہوتی تھیں۔ پیرازون کو کھود کر اپنے لیے مکان بناتے تھے۔ ان کی بستی کا دوسرا حجر بھی ہے۔ جب ان میں کفر ورگناہوں کی کثرت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی ہدایت کے لیے بھیجا۔ قوم شمود کا ایک لوہے کا بت تھا جس میں شیطان سال میں ایک بار گھستا اور ان سے کلام کرتا۔ حضرت صالح علیہ السلام کے والد اس بت کے مجاور تھے۔ ایک بار انھیں غیرت آئی اور اس بت کو توڑنے کا ارادہ فرمایا تو بت کے اندر سے شیطان چیخا۔ قوم دوڑی

ہوئی آئی اور انھیں مار کر خار میں پھینک دیا۔ ان کی بیوی برسوں تک ان کی جدائی پر روتی رہیں پھر ایک فرشتہ آیا اور انھیں بتایا کہ تمہارے شوہر فلاں خار میں ہیں۔ یہ وہاں گئیں تو انھیں مرادہ پایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں زعمہ کر دیا۔ اس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ان کی قوم نے ان سے نشانی طلب کی تو نشانی کے طور پر انھیں ایک اونٹنی دی گئی جو ایک چٹان پھٹنے سے برآمد ہوتی تھی۔ یہ اونٹنی اتنی بڑی تھی کہ اس کا صرف سینک سا جودہاٹ کا تھا۔ یہ اس قوم کے پینے کا جتنا پانی تھا سب پی جاتی تھی۔ اس لیے باری مقرر کر دی گئی۔ ایک دن یہ پانی چٹق تھی اور دوسرے دن بستی والے۔ اس سے قوم پریشان ہوئی۔ انھوں نے اس کی کوٹھیں کاٹ ڈالیں۔ اس پر عذاب آیا۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے ایک چٹھی ماری اور یہ سب مر گئے (نزہۃ القاری)

(۴۲۵) قوم ثمود کے جس شخص نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کوٹھیں کاٹی انھیں اس کا نام قہار ابن سالف تھا۔ اس کا رنگ سرخ تھا۔ اسی کو امر منود کہتے ہیں۔ یہ سرخ زرد رنگ نیلی آنکھوں والا بیٹا ازہمی کا بونا تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۴۲۶) حضرت ایوب علیہ السلام بہت مال دار تھے۔ آپ کے پانچ سو بیلکوب کی جوڑی تھی جن کی دیکھ بھال کے لیے پانچ سو غلام تھے۔ ہر غلام کی ایک بیوی اور ضرورتوں کے لیے مال تھا۔ آپ کے تیرہ بیٹے تھے۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح بڑے مہمان نواز تھے۔ بیواؤں کی کفالت کرتے ضرورت مند مسافروں کی مدد فرماتے اور تب تک کسی کو کھانا نہیں کھولتے تھے خود نہیں کھاتے تھے۔ ایک دن اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا: تو نے میرے بندے ایوب کو کیسا پایا؟ وہ بولا: سوئی تو نے اسے ہر طرف کی خوشحالی دے رکھی ہے مگر وہ تیرا فرمان بردار ہے تو کیا تعجب ہے۔ سوئی تو مجھے اس پر تسلط دیدے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جھوٹ دیدی۔ شیطان نے سب سے پہلے حضرت ایوب علیہ السلام کا مکان ڈھا دیا جس میں آپ کے سارے بیٹے دب کر مر گئے۔ شیطان بھاگتا ہوا حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس گیا۔ دیکھا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ بولا: اے ایوب تم یہاں رب کی عبادت کر رہے ہو

اور وہاں اسی رب نے تمہارے بیٹوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ آپ نے نماز پوری کی اور کہا: رب کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اولاد کے فتنے سے نجات دلائی۔ شیطان وہاں سے پلٹا اور اس درتپ کے سارے مویشی جانور مار ڈالے۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس گیا۔ آپ ویسے ہی نماز پڑھ رہے تھے۔ شیطان نے کہا: ایوب! یہی رب کی عبادت کر رہے ہو جس نے تمہارے سارے مویشی ختم کر ڈالے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے نماز پوری کر کے کہا: رب کا شکر ہے کہ اس نے مجھے دنیا کے مال سے نجات دیدی۔ شیطان نے اس ہار آپ کے سارے ہفت ساری جائیداد ختم کر دی اور آپ کے پاس گیا۔ دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ بولے: اے ایوب! تم یہاں نماز میں لگے ہوئے ہو اور تمہارے خدا نے تمہاری ساری جائیداد کا صفایا کر دیا۔ آپ نے نماز پوری کر کے کہا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے جائیداد سے بھی بے نیاز کر دیا۔ شیطان چڑ گیا۔ نماز کی حالت میں ہی اس نے حضرت ایوب علیہ السلام کی ناک میں پھونک ماری جس سے آپ کے پورے بدن میں آگے پڑ گئے۔ پھر ان چھانوں میں کھجی پیدا ہوئی۔ ناخنوں سے انھیں کھجاتے یہاں تک کہ ناخن بھی تر گئے۔ پھر مونے ناک سے کھجانے لگے۔ اس سے بھی چھین خندا تو خیمکرے اور پتھروں سے کھجانے لگے۔ یہاں تک کہ سارا گوشت گل گیا اور صرف ہڈیاں اور پٹھے باقی رہ گئے۔ پھر اللہ کا حکم یوں ہوا کہ ان زخموں میں میں کیزے پڑ گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ بارہ ہزار جوڑے کیزے پیدا ہوئے تھے۔ ایک کیزا دوسرے کیزے کو کھانے لگا۔ زخموں نے بو آنے لگی۔ بستی والوں نے بستی سے باہر ایک گھوڑے پر سے جا کر ڈال دیا اور سب لوگوں نے آپ سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ آپ کی خدمت کو ایک بی بی رحمت بنت فرقا نیم ابن یوسف ہی آپ کے پاس رہ گئیں۔ انھوں نے ایک دن حضرت ایوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ سے ہزیت لیے دعا کیجیے۔ فرمایا کہ: سائش کی مدت کتنی تھی۔ انھوں نے کہا: اسی سال۔ فرمایا: مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میری آزمائش کی مدت آزمائش سے کم ہو۔ ایک بار شیطان ان کی بی بی کے پاس آیا اور ایک بکری کا بچہ دے کر کہا کہ: سے ایوب کو دیدو اور کہو کہ میرے نام پر ذبح کر دیں تو اچھے ہو جائیں گے۔ بی بی

صاحب نے جا کر حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا تو انھیں جلال آگیا فرمایا: تو مجھے بڑا دک کرنا چاہتی ہے۔ اے اللہ نے مجھے اس مصیبت سے نجات دی تو مجھے سو کوڑے ماروں گا۔ تو مجھے حکم دیتی ہے کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کروں۔ آپ نے انھیں بھی بھگا دیا۔ اور کیسے رہ گئے۔ ادھر کیزے ختم ہوتے ہوتے دو روئے۔ ان میں سے ایک نے آپ کے دل پر منہ مارا ایک نے آپ کی زبان پر۔ تب آپ نے دعا فرمائی: اے رب مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے یہ دعا اس لیے نہیں مانگی تھی کہ آپ کے بات سے صبر کا دامن چھوٹ گیا تھا۔ بلکہ جب ایک کیزے نے آپ کی زبان پر منہ مارا اور دوسرے نے آپ کے دل پر تو آپ کو فکر ہوئی کہ زبان ذر لہی کا ذریعہ ہے اور دل فکر الہی کا۔ جب یہ نہ رہیں گے تو بندگی کا حق کیسے ادا ہو گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو صبرین کے زمرے سے نہیں نکالا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور انھیں حکم دیا کہ اپنا پاؤں زمین پر مارو تھیں ٹھنڈے پانی کا شمشہ ملے گا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے پاؤں مارا تو ایک چشمہ ظاہر ہوا۔ حکم دیا گیا اس سے غسل کرو۔ آپ نے غسل کیا تو ظہری بدن کی ساری بیماریاں دور ہو گئیں۔ پھر آپ چالیس قدم سے پھر حکم ہوا کہ زمین پر پاؤں مارو۔ پھر ایک بیٹھے اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ ظاہر ہوا۔ اب حکم ہوا کہ اس کا پانی پیو۔ آپ نے پیا تو اندر کی ساری بیماریاں دور ہو گئیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کا سارا مال دو گنا کر کے لوٹا دیا اور تمام اولاد کو زندہ فرما دیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ انھوں نے آتے ہی آپ سے کہا کہ زمین پر پاؤں مارے۔ آپ نے پاؤں زمین پر مارا جس سے دونوں کیزے بدن میں سے نکل کر نیچے گر پڑے۔ ان میں سے ایک دریا میں چا گیا جس سے دریائی حقوق پیدا ہوئی اور دوسرا چیز پر چڑھ گیا جس سے ریشم کا کیزا نکلا۔ (ترجمہ القاری)

(۳۶) سلوی ایک دریائی پرندے کا نام ہے جس کا قد چھوٹے مرغی کی برابر ہوتا

ہے۔ اس کا گوشت بہت ہی مزیدار اور جلد بہنم ہونے والا ہے۔ یہ بادل کی رُج سن کر مرجاتا ہے۔ اس کا پکاتہ چیز یا کی ہیت کی طرح ہوتا ہے۔ اس کا پٹا سرگی کے لیے مفید ہے اور اس کا خون کان کے درد کو دور کرتا ہے۔ اس کے کھانے سے دل نرم ہوتا ہے۔ یہ پرندہ مصر اور حبشہ کے علاقہ میں کھاری سمندر کے پاس زیادہ پایا جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۲۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب رب تبارک و تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے میرے رب مجھے دکھا دے کہ تو مردے کو کس طرح زندہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ چار چیزیں پکڑ کر انھیں اپنے سے مانوس کر لو پھر قیہ قیہ کر کے پہاڑ پر رکھ دو اور پھر انھیں "وازد" تو فوراً وہ دوڑی چلی آئیں گی۔ مجاہد کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سور مرغ کوے اور کبوتر کو لیا تھا۔ کچھ مانا کہتے ہیں کہ سبز چغی اور کاکا اور سفید کبوتر اور ل مرغ تھا۔ (تحفۃ لواطنین)

(۴۲۹) روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر رمضان کی پہلی رات کو صحیفے اترے اور اس کے سات سو برس بعد چھ رمضان کو تو رات اور تو رات کے پانچ سو برس بعد بارہ رمضان کو زبور اور زبور کے بارہ سو سال کے بعد انھارہ رمضان کو انجیل نازل ہوئی اور انجیل کے چھ سو برس بعد سداں کے بعد ستائیس برس کے بعد قرآن کریم نازل ہوا۔ (کتاب الخبوء)

(۴۳۰) جالوت اتنا لمبا تھا کہ اس کی پرچھائیں ایک میل تک جاتی تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳۱) کسری ایران کے بادشاہ کا لقب تھا۔ حضور ﷺ نے جس بادشاہ کو زندہ بھیجا تھا اس کا نام کسری پرویز ہر مزین نوشیروان تھا۔ اسے خسرو پرویز بھی کہتے تھے۔ اس نے نامہ مبارک پھاڑ ڈالا۔ اس پر حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ وہ بھی پھاڑ ڈالا جائے۔ کسری کو اس کے بیٹے شیرویہ نے مار ڈالا اور خود تخت پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد دو تین اور بادشاہ ایران تخت بہت بیٹھے مگر بد نظمی بڑھتی گئی۔ آخر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دور میں سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایران فتح کیا اور مار مال و دولت جھین لیا۔ شاہ ایران

یزدجر کی شہزادیوں کو قید کر کے مدینہ منورہ پہنچ دیا۔ انھیں میں سے ایک شہزادہ نوٹھیں جن کی شادی سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳۲) بائبل عریق میں ایک بستی کا نام ہے جہاں کا جادو اور شرب مشہور ہے۔ کبھی پورے ملائے کو بائبل جہدیتے ہیں۔ اسے سرود نے بسایا تھا۔ اس نے یہاں ایک محل بنوایا تھا جو پانچ ہزار ہات اونچا تھا۔ اس نے یہ محل اس لیے بنوایا تھا تاکہ آسمان پر جا کر آسمان والوں سے بڑ کر ان کی حکومت بھی لے لوں۔ اللہ عزوجل نے یہ محل ڈھلایا۔ کہتے ہیں کہ یہاں رہنے والوں کی زبان سریانی تھی مگر ایک رات سوئے تو اللہ کی قدرت سے یہ لوگ ایک زبان بولنے لگے۔ ہر شخص اپنی زبان میں مل جل کر رہتا تھا اس لیے اس کا نام بابلی پڑ گیا یعنی جہاں سوائے لوگ۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳۳) اللہ تعالیٰ نے ابوالابیاء حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: میں مکہ کا خاندان ہوں اس کعبہ بننے والے میرے پڑوسی میں اور خانہ کعبہ کی زیارت کرنے والے اور وہاں تک پہنچنے والے میرے مہمان میں اور وہ میری عنایت اور حمایت کے سائے میں ہیں۔ اور میری حفاظت اور رعایت میں ہیں اور زمین اور آسمان والوں سے اسے معمور کر دوں گا اور جماعتوں کے بعد جماعتیں بکھرے ہوئے اور منی سے اسے ہال لیے لے کر آتی ہوئی دہلی آواز سے نکلیں کہتی ہوئی آنکھوں سے آنسو بہاتی آئیں گی اور جو بھی نہ کعبہ کی زیارت کو آئے گا اس کی منزل بیت اللہ کی زیارت اور میری خوشنودی اور رضا کے سوا کچھ نہ ہوگا کیونکہ میں ہی گھر کا مالک ہوں۔ گویا ایسا ہوگا کہ اس نے میری ہی زیارت کی۔ وہ میرا مہمان ہوگا اور میرے کرم کےائق اور مستحق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کو عزت دوں گا اور محروم نہ چھوڑ دوں گا۔ اس خانہ کعبہ کا انتظام تیرے بیٹوں میں سے اس نبی کے حوالے کروں گا جسے ابراہیم کہیں گے۔ اس کے ذریعے خانہ کعبہ کی بنیادوں کو اونچا کر دوں گا اور اس کے ہات سے اسے تعمیر کروں گا اور اس کے لیے زم زم کا چشمہ نکالوں گا اور اس کی حرمت اس کی میراث میں دوں گا اور اس کے شاعر یعنی مقدس نشانوں کو اس کے ہات سے آشکارہ کر دوں گا۔ پھر ابراہیم کے

بعد ہر زمانے میں لوگ اسے آباد رکھیں گے اور اس کی طرف مقصد اور ارادہ رکھیں گے یہاں تک کہ نبوت یہ نبوت تیرے بیٹوں میں سے اس نبی تک پہنچے گی جسے محمد کہیں گے۔ وہ نبوت کے سسے کو ختم کرنے والے ہوں گے اور اس نبی کو میں اس گھر کے رہنے والوں کا نظام کرنے والوں متولیوں اور حبیوں میں بزرگ اور برتر بناؤں گا۔ جو بھی مجھے تلاش کرنے والا اور مجھے چاہنے والا ہو سے لازم ہے کہ وہ اس جماعت کے ساتھ ہو جن کے بال دھوس سے اٹے ہوئے ہیں اور جو خدا کے حضور اپنی منتوں اور نذر روں کو پورا کرتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳۴) حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو خط ملکہ سبا کو لکھا تھا وہ بسم اللہ سے شروع کیا

تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں توبہ کے لیے خودکشی جانتی تھی مگر سلام

میں حرام۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والے لوگوں کے لیے

جب عمرو کی مملکت میں زندگی بسر کرنی دو بھر ہوئی تو آپ نے اپنے وطن سے ہجرت کرنے کا

فیصلہ کر لیا۔ آپ کی پہلی منزل حیران تھی۔ وہاں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد مصر کی طرف کوچ

کیا۔ مصر میں اس وقت فرعونوں کے پہلے خاندان کا ایک فرعون حکومت کرتا تھا۔ اس لکھو جب

ابراہیم علیہ السلام کی بی بی حضرت سارہ کے حسن و جمال کے بارے میں معلوم ہوا تو اس کی

نیت خراب ہو گئی اور اس نے حضرت سارہ کو اپنے محل میں غلب کیا اور تنہائی میں برے

ارادے سے ان کی طرف بات بڑھایا۔ فوراً ہی اس کا بات سنا۔ اس نے حضرت سارہ سے کہا

کہ وہ اللہ سے دعا کریں کہ اس کا مات ٹھیک ہو جائے پھر کبھی وہ ایسی حرست نہیں کرے گا۔

حضرت سارہ نے دعا کی: اے اللہ اگر یہ سچا ہے تو اس کے بات کو ٹھیک کر دے۔ اسی وقت

فرعون کا مات بڑھ گیا۔ اس نے حضرت سارہ کی خدمت میں حضرت ہاجرہ کو پیش کر دیا۔

حضرت سارہ نے بدیہ کے طور پر حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر

دیا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ لونڈی تھیں۔ حقیقت

یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ کنیز نہ تھیں بلکہ قبطی قوم کے بادشاہ کی بیٹی تھیں۔ قاضی محمد سیدس منصور کی تحقیقی یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھیں۔ جب اس نے حضرت مارہ کی رحمت کو دیکھا تو کہا کہ میری بیٹی کا اس گھر میں خادمہ ہو کر رہنا دوسرے گھر میں مالکہ ہو کر رہنے سے بہتر ہے۔
(ضیاء النبی جلد اول)

(۴۳۷) سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی پہلی شادی بنی جرہم کی ایک خاتون سے ہوئی جسے آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرمان کے مطابق طلاق دیدی۔ دوسری خاتون جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نکاح میں آئیں وہ بھی قبیلہ بنی جرہم کی تھیں ان کا نام اسیدہ بنت مزار بن عمرو الجرمی تھا۔ ان سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہوئے اور ایک بیٹی۔ آپ نے وفات کے وقت اپنے بھائی حضرت اسحاق علیہ السلام کو وصیت کی کہ ان کی بیٹی کی شادی اپنے بیٹے عیسو سے کر دیں۔ (تاریخ طبری)

(۴۳۸) جس شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام کو تکلیف پہنچائی تھی اس کا نام نئیوت تھا۔ (ابن ابی حاتم)

(۴۳۹) حضرت سلیمان علیہ السلام جب جنایت کی حالت میں ہوتے یا رفع حاجت کو جاتے تو اپنی انگلی جس پر اسم اعظم تھا اپنی سب سے زیادہ بھروسے والی بیوی حضرت جرادیہ کے پاس رکھواتے۔ (تفسیر ابن کثیر)

(۴۴۰) جس چوٹی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو دیکھ کر اپنی ساتھی چوٹیوں کو اپنے اپنے جوں میں چلے جانے کا مشورہ دیا تھا اس کا نام تاحیہ تھا۔ وہ نگری تھی۔ (شان حبیب الرحمن خزائن اہرقاں)

(۴۴۱) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہی اسرائیل کو خطبہ دیا۔ پوچھا گیا کہ کون سب سے زیادہ علم والا ہے؟ فرمایا: میں اس میں کہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عتاب فرمایا کہ انھوں نے یہ کیوں نہیں کہا کہ تقدس سے زیادہ جانتے والا ہے۔ اللہ نے ان کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ

وہاں رہتا ہے جہاں دوسندروں کا سنگم ہے۔ وہ قمر سے زیادہ علم والا ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا: اے رب ان سے ملاقات کس طرح ہو۔ فرمایا گیا: ایک مچھلی نوٹری میں رہے جو جہاں یہ مچھلی غائب ہو جائے وہیں وہ ہوں گے۔ حضرت موسیٰ چلے۔ ان کے ساتھ ان کے خاص خادم حضرت یوشع بن نون بھی چلے۔ دونوں نے ایک مچھلی نوٹری میں رکھ لی۔ جب ایک چٹان کے پاس پہنچے جس کے نیچے گیلی زمین تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس چٹان کے سائے میں سوئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس چٹان کے نیچے آب حیات کا چشمہ تھا۔ اس کا پانی جس مردے پر پڑتا تھا وہ زندہ ہو جاتا۔ کسی طرح اس مچھلی پر اس کا پانی پڑ گیا اور وہ زندہ ہوئی اور تپ کر سمندر میں چلی گئی اور سمندر میں جہاں ڈوبی وہیں گولی سرنگ بن گئی۔ حضرت یوشع یہ منظر دیکھ رہے تھے مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جگانے نہیں۔ وہ چاہے بید رہوں گے تو بتا دوں گا۔ مگر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جاگے تو انھیں یاد نہ رہا۔ گے چل کر جب حضرت موسیٰ نے بھوک کی شدت سے کہا نا طلب کیا تو حضرت یوشع کو مچھلی یاد آئی اور انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مچھلی کے سمندر میں کود جانے کی بات بتائی۔ مسلم شریف میں ہے کہ دونوں بوت کر اس چٹان کے پاس آئے۔ حضرت یوشع نے وہ جگہ بتائی جہاں مچھلی غائب ہوئی تھی۔ تفسیر میں ہے کہ دونوں نے مچھلی کے غائب ہونے کی جگہ کو دیکھا کہ ایک حلق کی طرح ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک صاحب بیچوں بیچ سمندر کے پانی کے اوپر ایک بزرگ فرش پر اس طرح کھڑے اوڑھے ہیں کہ چادر کا ایک کنارہ سر کے نیچے اور دوسرا پاؤں تلے ہے۔ مسلم میں ہے کہ چپت سوئے تھے۔ ابن حاتم کی روایت میں ہے کہ اون کا جبہ پہنے ہوئے تھے اور اون کا ہنسی مبل تھا۔ ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ یہ دونوں اس سرانخ میں تشریف لے گئے جو مچھلی بناتی ہوئی تھی۔ پانی جمر زرخیز ہو گیا تھا۔ اندر جزیرہ البحر میں پہلے تو دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام بیچوں بیچ سمندر میں سبز فرش پر کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو سلام کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا تمھاری اس زمین میں سلام کہاں سے۔ جواب دیا میں موسیٰ ہوں۔ پوچھا: بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ فرمایا: ناں۔ حضرت

حضرت علیہ السلام نے پوچھا: آپ کس لیے تشریف لائے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اس لیے آیا ہوں کہ آپ مجھے انب و اچھی باتوں میں سے کچھ سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی ہیں۔ اس پر حضرت حضرت علیہ السلام نے عرض کیا: کیا آپ کے لیے یہ کافی نہیں کہ تورات آپ کے پاس ہے آپ پر وحی آتی ہے۔ اے موسیٰ میرے پاس کچھ ایسے علوم ہیں کہ ان سب کا بھنا آپ کے راقی نہیں اور آپ کے پاس کچھ ایسے علوم ہیں جن کا جاننا میرے راقی نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ میں آپ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کروں گا۔ اس کے بعد یہ دونوں دریا کے کنارے پہنچ چلے۔ ان کے پاس کشتی نہ تھی۔ پھر ایک کشتی ان کے قریب آئی۔ ان اپنی حاتمہ کی روایت کے مطابق حضرت حضرت علیہ السلام نے کشتی والے سے کہا کہ اور سواروں نے جو کرایہ دیا ہے، اس کا دو گنا دیں گے۔ کشتی کے سواروں نے مالک سے کہا اس خوفناک جگہ یہ لوگ میں کہیں چور نہ ہوں۔ کشتی کے مالک نے کہا میں ان لوگوں کے چوروں پر نور دیکھ رہا ہوں۔ پھر اس نے بتا کر ایسے ایسے ان حضرات کو سوار کر دیا۔ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھی اور ایک دو چوٹی سمندر میں مارکی۔ اس پر حضرت حضرت علیہ السلام نے کہا: میرے اور تمہارے علم کی نسبت اللہ کے علم کے ساتھ وہی ہے جو اس چڑیا کی ایک چوٹی کی سمندر سے ہے۔ پھر حضرت حضرت علیہ السلام نے ایک کھڑکی سے گاٹ کر کشتی کا تختہ اکھاڑ دیا اور اس میں کیل لٹوٹک دی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس میں ایک کپڑا بھر دیا اور ایک کونے میں تشریف لے گئے اور سوچنے لگے کہ اس شخص کے ساتھ رو کر کیا بتاؤں گا؟ اپنی اسرائیل میں تھا انھیں صبح و شام اللہ کی کتاب سناتا تھا، حکم دیتا تھا، وہ مان لیتے تھے۔ حضرت حضرت علیہ السلام نے کہا: آپ کے جی میں کیا ہے کہیے تو بتاؤں؟ فرمایا: بتاؤ۔ حضرت حضرت علیہ السلام نے سب بتا دیا۔ کشتی سے اتر کر یہ لوگ سمندر کے کنارے جا رہے تھے کہ دیکھا اس بچے کھیل رہے ہیں۔ ان میں جو سب سے یادہ خوب صورت اور ذہین بچہ تھا اے حضرت حضرت علیہ السلام نے پکڑ لیا اور مار ڈالا۔ اس کا نام بخاری شریف میں جیسور آیا ہے اور ایک قول کے مطابق اس کا نام جیسون تھا۔ ایک

روایت میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بڑا پتھر لے کر اس بچے کے سر پر دے مارا۔ یہ بڑ کا بڑا شریعت تھا۔ ہر دم فساد مچائے رہتا۔ ماں باپ کو ستا مارتا۔ راتوں کو چوری کرتا صبح کو جب شکایت آتی ماں باپ جھوٹی قسمیں کھاتے کہ یہ بات بھر کہیں نہیں گیا ہمارے ساتھ سو یا تھا۔ اس کے بعد وہ ایک بستی میں پہنچے جس کا نام اظہا کہ تھا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے۔ یہاں یہ حضرات سورج ڈوبنے کے بعد پہنچے۔ بستی والوں نے انہیں مہمان بنانے سے انکار کر دیا۔ قریب میں کوئی ایسی بستی نہ تھی جہاں یہ جاتے۔ جاڑے کی رات تھی۔ ان حضرات نے اسی بستی میں ایک ایسی دیوار پاکی جو گرا چکی تھی۔ ان حضرات نے اسی دیوار کے پیچھے قیام کیا۔ یہ دیوار اتنی جھکی ہوئی تھی کہ بستی والے اس سے بچ کر چلتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جب دیکھا کہ دیوار خطرناک ہے تو اسے ہاتھ لگا کر سیدھا کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ستون لگا کر سیدھا کر دیا۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کرتا ہے چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا یہ میری اور آپ کی جدائی ہے۔ محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ میں نے کشتی اس لیے توڑی کہ کشتی والے غریب تھے۔ ان کی روزی اسی کشتی پر منحصر تھی۔ وہی میں ایک ایسے ظالم بادشاہ پر گزرا ہوتا جو ہر گھج اور سلامت کشتی چھین لیتا تھا اور ٹوٹی پھوٹی کو چھوڑ دیتا تھا۔ میں نے کشتی میں توڑ پھوڑ کر دی تاکہ یہ کشتی ان غریبوں کے پاس رہے۔ چنانچہ وہی میں جب یہ کشتی اس ظالم بادشاہ کی سرحد میں داخل ہوئی تو اس نے آکر کشتی کو دیکھا اور اس کو خستہ حالت میں دیکھ کر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے تختہ فٹ کر لیا۔ یہ ظالم اندلس میں رہتا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے بتایا کہ بچے کا معاملہ یہ تھا کہ اس کی سرشت میں کفر تھا۔ اس کے ماں باپ مومن تھے۔ اس بات کا ذکر تھا کہ کہیں اس کافر بچے کی محبت میں وہ بھی کافر نہ ہو جائیں۔ اس لیے ہمیں نے اسے مار ڈالا۔ قرآن مجید میں ہے کہ ہم نے یہ چاہا کہ اس بچے کے بدلے ان لوگوں کو کوئی نیک اور ائق اولاد عطا فرمائی جائے۔ بخاری شریف میں ہے کہ اس بچے کے بدلے ماں باپ کو ایک لڑکی عطا ہوئی۔ حمل میں ہے کہ اس لڑکی کا نکاح ایک نبی

سے ہوا جس سے اور نبی پیدا ہوئے۔ کچھ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ثَمُوح بنِ نَحْس کی نسل سے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ستر نبی ان خاتون کی نسل سے ہوئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس بچے کا کندھا چیر کر دل نکال کر دکھایا۔ اس پر کھتا تھا کافر ہے کبھی ایمان قبول نہیں کرے گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار کے بارے میں بتایا کہ وہ دیوار دو تہیم بچوں کی تھی۔ اس کے نیچے خزانہ دفن تھا۔ اگر دیوار ابھی گر پڑتی تو گاؤں والے گاؤں و سارے خزانہ لے جاتے اور یہ بچے محروم رہ جاتے۔ ان کی ساتویں پشت میں ان کے دادا کا شیخ نیک پاک بزرگ شخص تھان کی برکت سے اللہ کو یہ منظور ہوا کہ یہ خزانہ انھیں بچوں کو ملے۔ اس لیے میں نے وہ دیوار درست کر دی تاکہ بڑے ہو کر یتیم بچے اس خزانے کو حاصل کر لیں۔ (نزہۃ القاری)

(۴۴۲) حضرت حزقیل علیہ السلام نے ایک بنی اسرائیل کو اللہ کے حکم سے جہاد میں جانے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے مرنے کے خوف سے جہاد کو قبول نہیں کیا۔ اللہ کے غضب سن پر طعون نازل ہوا جس سے اس کی بہت سے لوگ مر گئے اور کافی لوگ ڈر کر نکل بھاگے۔ جب سڑکوں پر چلے گئے تو وہاں ایک بھیانک آواز آئی کہ سب کے سب مر گئے۔ اتنے مردے ہوئے کہ انھیں شیر میں لے کر دفن کرنا ممکن نہ تھا۔ تب ایک چار دیواری کھینچی کر سب مردوں کو وہاں رکھ دیا۔ سورج کی گرمی سے سب مردے سڑ گئے۔ وہ سب بن مذہب کی روایت کے مطابق اسی بزار آدمی مرے تھے۔ حضرت حزقیل علیہ السلام سات دن دن کے اعتکاف کے بعد جب باہر نکلے تو دیکھا کہ گیوشت چوست سب گل گیا صرف بڑیاں رو گئیں۔ دل میں رحم آیا۔ عرض کیا: الہی تو نے میری قوم کو بلا کر کیا۔ انھیں پھر سے زندہ کر دے۔ آواز آئی: اے حزقیل یہ کلگ و با کے ڈر سے بھاگے تھے اور میری قدرت پر بھروسہ چھوڑ دیا تھا اس لیے میں نے انھیں مار ڈالا۔ حضرت حزقیل علیہ السلام کے کہنے سے اللہ تعالیٰ نے پھر انھیں زندہ کیا۔ کہتے ہیں کہ ان کے بدن سے اور ان کی نسل کے بدن سے جب پیہر نکلتا تھا تو مردے کی ہوتی تھی۔ حضرت حزقیل علیہ السلام یہاں سے ہجرت کر کے بابل میں جا بسے اور وہیں وصل ہو اور و جد اور کوفہ کے بیچ دفن ہوئے۔ (قصص الانبیاء)

(۴۴۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد سات سو برس تک کوئی نبی اسرائیل پر نہیں بھیجا گیا۔ صرف ملتا تھا جو انھیں اللہ کی راہ بتاتے تھے مگر ان کوئی سنتا نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو حکیم دو کہ اللہ کو پوچھیں اور بتوں کو چھوڑ دیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی طرف بلایا مگر وہ لوگ ایمان نہیں لائے بلکہ آپ کو مار ڈالنے پر آمادہ ہو گئے۔ اس شہر کا بادشاہ طینغر بن ظفیانوس تھا۔ اس کے کچے پاس بارہ ہزار غلام تھے شہر خزانہ اور بڑا بھاری لشکر تھا۔ سات سو برس سے ان میں کوئی آدمی نہیں مرا تھا۔ وہ بادشاہ بھی حضرت خضر علیہ السلام کی دشمنی پر اتر آیا اور اپنے آدمیوں کو آپ کی بدست کا حکم دیا۔ تب اللہ نے ان پر موت بھیجی اور ہزاروں آدمی مر گئے۔ بادشاہ نے موت کے ڈر سے اپنی حفاظت کا کڑ بندوبست کیا مگر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ایک دن اس کی جان نکال دی۔ اللہ نے اس کے علاقے کے سارے دریا اور چشمے کا سب پانی سکھا دیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا: اگر تم خدا سے وعدہ لا کر ایک پر ایمان لے آؤ تو اس عذاب سے چھٹکار پا سکتے ہو۔ بنی اسرائیل نے سخت غصے کے عالم میں حضرت خضر علیہ السلام کی جان لینے کا راہ کیا مگر آپ ان کے گھر سے نکل گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے واسطے ایک سانپ بھیجا۔ اس شہر کی لمبائی چوڑائی چھتیس کوس کی تھی۔ اس سانپ نے ایک ساتھ چاروں طرف سے اس شہر کو لپیٹ لیا اور ان لوگوں کو دبا شروع کیا۔ سو کچے چشموں سے دھواں نکلتا شروع ہوا جس سے اکثر لوگ ہلاک ہو گئے۔ اس عذاب کے کچھ روز بعد حضرت خضر علیہ السلام نے دنیا سے کوچ فرمایا۔ (قصص الانبیاء)

(۴۴۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے فرمایا کہ تجھ پر تیرے مال کا ہر رواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں پوری زکوٰۃ دوں گا لیکن گھر جا کر حساب لگایا تو یہ بہت بڑی رقم ہو تھی لہذا اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کی ہر بات مانتے رہو۔ بولو کیا کہتے ہو۔ انھوں نے کہا: آپ ہمارے بڑے ہیں جو چاہے حکم

دیں۔ اس نے ان سے کہا: فلائی آوارہ عورت کے پاس جاؤ اور اسے اس بات پر تیار کرو کہ موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائے۔ اس کے بعد وہ جتنا مال چاہے لے لے۔ قارون نے اس عورت کو ہزار اشرفیوں کا اور دوسرے بہت سے وعدے کر کے اس بات پر تیار کر لیا۔ دوسرے دن قارون نے بنی اسرائیل کو جمع کیا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کہ بنی اسرائیل آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ چل کر انھیں قہیقت کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی جماعت میں تشریف لے گئے اور یہ تقریر فرمائی کہ اے بنی اسرائیل جو چوری کرے گا اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے جو کسی پرزنا کی تہمت لگائے گا اس کی سزا اتنی کوڑے ہیں۔ اور اگر کوئی کسی کے ساتھ زنا کرے گا اگر وہ سنوارا ہے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے اور اگر سدا دہن شدہ ہے تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر جائے۔ یہ سنتے ہی قارون کھڑا ہو گیا اور کہا کیا یہ حکم سب کے لیے ہے چاہے حضور ہی کیوں نہ ہوں؟ فرمایا: یہ حکم سب کے لیے ہے اگرچہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔ اب قارون نے کہا: بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ آپ نے لداں بد چلن عورت کے ساتھ ہر اکام کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ہاں۔ جب وہ حاضر ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے بنی اسرائیل کے لیے دریا پھاڑا اور اس میں راستے بنائے اور تورات نازل فرمائی۔ سچ جی بتاؤ۔ اللہ کے نبی کا رعب ایسا پر اکدہ عورت ڈر گئی اور اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ قارون کے پیسے کے لالچ میں، آکر وہ یہاں آئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام روتے ہوئے مسجد میں گر گئے اور عرض کرنے لگے: یا رب میں تیرا رسول ہوں تو قارون پر غضب نازل فرما۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی میں نے زمین کو آپ کا کہنا ماننے کا حکم دیا ہے آپ جو چاہتے حکم دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا: جو قارون کا ساتھی ہو وہ اس کے ساتھ رہے اور جو میرا ساتھی ہو وہ میرے پاس آجائے۔ اس ارشاد پر سوائے دو شخصوں کے سب قارون سے الگ ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ قارون کو پکڑ۔ آپ کی بات ختم ہوتے ہی وہ تینوں گھنٹوں تک زمین میں دھنس گئے۔ پھر آپ نے زمین سے فرمایا اور

پکڑے۔ تو وہ کمر تک دھنس گئے۔ آپ بھی فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ ہوگے گردنوں تک دھنس گئے۔ قارون نے رشتے داری کا بہت واسطہ دیا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جلال کم نہ ہو۔ قارون اور اس کے ساتھی زمین میں دھنستے چلے گئے یہاں تک کہ وہ بالکل دھنس گئے اور زمین برابر ہوئی۔ قادیسی رضی اللہ عنہ نے کہا: قیامت تک وہ اسی طرح دھنستے چلے جائیں گے۔ بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ موسیٰ نے قارون کو اس لیے زمین میں دھنسا دیا تاکہ اس کے سامنے مکان اور مال پر قبضہ کر سکیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جلال آیا تو آپ نے اس کے مکان اس کے خزانوں وغیرہ کو بھی زمین میں دھنسا دیا۔ (نزہۃ القاری)

(۴۴۵) ابن احق نے روایت کی ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کو لے کر چلنے کا حکم دیا تو یہ بھی فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت ہمراہ لیتے جانا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ فجر کے وقت تمہیں گے مگر یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ مہرک تابوت کہاں ہے۔ ادھر فجر طلوع ہونے کے قریب ہوئی مگر تابوت کا پتہ نہیں چا تو اللہ عزوجل سے دعا فرمائی کہ طلوع فجر کو موخر فرما دے یہاں تک کہ تابوت کو حاصل کر لیا۔ (نزہۃ القاری)

(۴۴۶) ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ میں نے موسیٰ کا کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آئیہ کریمہ زکوٰۃ حاکمی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: حضرت سیدنا علیہ السلام نے جہاد کا ارادہ فرمایا۔ اس کے لیے گھوڑوں کا معائنہ فرما رہے تھے کہ سورج ڈوب گیا تو سورج پر جو فرشتے مڑکل جہا انھیں حکم دیا: زکوٰۃ حاکمی یعنی سورج کو لوٹاؤ۔ فرشتوں نے سورج کو لوٹا لیا یہاں تک کہ انھوں نے عصر پڑھ لی۔ (فتح الباری جلد سادس)

چوتھا باب: آیا عواجد اور اہل بیت رسول

(۱) دہلیہ اسلام سے حضور ﷺ تک کل اکیاون حضرات حضور ﷺ کے نسب میں

آتے ہیں جن میں تمیں میں اختلاف ہے باقی انکس متفق علیہ ہیں۔ ان میں چھ حضرات نبی ہیں۔ تفسیر روح البیان میں حضور ﷺ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام حضرت شیث اتوش قینان صلا کیل یرو حضرت ادریس علیہ السلام متوح ملک حضرت نوح علیہ السلام سام ارفخشذ شالخ عابر قانح ارفخو شالخ اناخوز تارح حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام قیدار حمل ثابت سلمان علیشجب مغرب جمیسع بیسع راب۔ ان حضرات میں اختلاف ہے۔ متفق علیہام یہاں سے شروع ہوتے ہیں بعد ازاں معد نزار مغر الیہ سدر کہ خزیمہ کثانہ نصر مالک قبر غالب موئی کعب مرزہ کلاب مقصی عبد مناف ہاشم عبد المطلب عبد المداور محمد رسول اللہ ﷺ۔ (نزہۃ القاری)

(۲) حضور ﷺ کے دادا سردار عبد المطلب مستجاب الدعوات شخص تھے۔ چنے دسترخوان سے قصد پرندوں اور جانوروں کے لیے کھانا بچا لیتے تھے اور پہاڑوں پر ڈاس آتے تھے۔ اسی بنا پر انھیں مطعم الطیر یعنی چرندوں کو کھلانے والا اور فیاض یعنی حد سے زیادہ بخشنے والا کہا جاتا تھا۔ وہ قریش کے ہاکمال اور فعال سردار تھے۔ ایک سو بیس سال عمر نزاری۔ غری عمر میں بتوں کی پوجا بھی چھوڑ دی تھی اور ایک اللہ کی عبادت کرنے لگے تھے۔ سردار عبد المطلب وقعیل کے چھ سال بعد فوت ہوئے۔ (الطبری جلد دوم)

(۳) حضرت عبد المطلب کے جسم پاک سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی۔ جب قریش کو کوئی حادثہ پیش آتا تھا تو وہ حضرت عبد المطلب کو کوہ شیبہ پر لے جاتے اور ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے اور وہ دعا قبول ہوتی۔ (ضیاء النبی جلد ایک)

(۴) خانہ کعبہ پر جب ابرہہ نے چڑھائی کی تو اس کے شر سے نجات کی دعا حضرت عبد المطلب نے عاجز میں مانگی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۵) حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب کی آواز چھ میل تک جاتی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۶) حضور اقدس ﷺ اور ام المومنین خدیجہ الکبریٰ کے نکاح کا خطبہ ابو طالب نے

پڑھا تھا۔ (بخاری شریف)

(۷) ام اسو مین حضرت خدیجہ الکبریٰ نے ہجرت سے تین سال پہلے پینسٹھ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی کیونکہ اس وقت تک یہ نماز فرض ہی نہیں ہوئی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۸) سرکارِ علیہ السلام کی مقدس ازواج میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔ (بخاری)

(۹) عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون حضرت خدیجہ الکبریٰ تھیں۔ (بخاری شریف)

(۱۰) حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز ایک چکل، ایک رنگی ہوئی کھان، ایک تکیہ جس میں روئی کی جگہ بھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے، ایک گھٹیوں کی تسبیح، ایک "بلورہ" اور ایک پیارہ تھا۔ آپ خود ایک معمولی کملی پہنے ہوئے تھیں جس میں بارہ ہونڈ تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱) حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شیخ نہیں ہوا۔ جب حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے، عصر کے بعد بی بی صاحبہ نے اپنے نقاس سے طہارت فرما کر مغرب کی نماز ادا فرمائی۔ اسی لیے آپ کا نام مزہراء ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) حضور ﷺ کنکات سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصویر دکھائی گئی تھی کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں۔ (بخاری شریف)

(۱۳) رسول اللہ ﷺ کی پیاری بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیزہ مار کر شہید کرنے والا شخص ہبار بن الاسود تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴) حضور ﷺ کو اللہ ماجد حضرت عبداللہ اور حضرت ابوطالب دونوں کے بھائی تھے۔ دونوں فاطمہ بنت عمرو بن عائد کے بطن سے تولد ہوئے تھے۔ (خیاء النبی جلد دوم)

(۱۵) حضور ﷺ کی عمر مبارک جب آٹھ سال ہوئی تو آپ کے دادا حضرت عبد

امطلب کی وفات ہوئی۔ آپ کی عمر اس وقت ۴۳ برس اور دوسری روایت کے مطابق ۲۹ سال کی تھی۔ آپ کو جنوں میں اپنے جدِ اعلیٰ قصی کی قبر کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کی وفات پر کئی دنوں تک مکہ کے بازار بند رہے۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۶) حضور ﷺ کے چچا کی کنیت ابو طالب تھی۔ ان کا نام عبد مناف تھا۔ روافض کا یہ کہنا کہ آپ کا نام عمران تھا اور قرآن کی آیت: **إِنَّا أَنشَأْنَاهُ قَدَمًا وَنُوحًا ۖ وَالْأَنزَالِہِمْ ذَوَا عَظْمٍ عَلَىٰ الْعَصْنِ**۔ (سورہ آل عمران: ۳۳) میں آل عمران سے مراد آل بنی طالب ہے سراسر باطل ہے۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۷) ابو طالب کے تجارتی سفر میں یسری کے جس عیسائی راہب نے حضور ﷺ کو دیکھ کر آپ سے سوالات کیے تھے اس کا نام جبرئیل تھ لیکن بحیری کے نام سے مشہور تھا۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۸) ایمان لانے میں سب سے سہولت دے جانے اور ہر حصے پر نبی کریم ﷺ کی دجوئی اور رحمت افزائی کرتے رہنے کا صلہ بارگاہِ خداوندی سے حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ کو یہ ملکہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو سرورِ انبیاء ﷺ کے پاس بھیجا جب حضور ﷺ غار حرا میں تشریف فرما تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ عرض کی: یا رسول اللہ اپنے رب کی طرف سے اور میری طرف سے حضرت خدیجہ کو سلام پہنچائیے ورنہ انھیں خوشخبری دیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت میں موتیوں کا ریتا ہو ایک محل مخصوص کیا ہے جس میں کوئی شہرت ہوگا اور نہ کوئی کوفت۔ حضرت ام المومنین نے جواب دیا اللہ تعالیٰ ہی سلام ہے ساری سلامتیاں اسی سے ہیں۔ جبرئیل پر سلام ہو اور یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں۔ (السیرۃ النبیہ فی ذیضان جلد اول)

(۹) سرورِ عالم ﷺ کے تحت جگر حضرت ابراہیم نے ماہ ربیع الاول میں دس ہجری میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر سولہ ماہ تھی۔ رحمتِ عالم ﷺ نے انھیں جنتِ بقیع میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ ان پر خود نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں پڑھیں اور جب ان کو دفن کر دیا

گیا تو پھر ایک مشک پانی کی اس پر چھڑکی۔ یہ پہلی قبر ہے جس پر پانی چھڑکا گیا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۲۰) طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رحمت کائنات ﷺ نے ایک روز فرمایا کہ میں رات کو جنت میں گیا وہاں میں نے جعفر بن ابی طالب کو فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کئے ہوئے دو بازوؤں کے بدے انھیں دو پر عطا فرمائے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جعفر جبریل اور میکائیل کے ساتھ تھے۔ (السیرۃ النبیہ احمد بن ذنی و حلیان جلد ۲)

(۲۱) حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حرم نبوی میں آنے والی پہلی خاتون سودہ بنت زمعہ تھیں۔ ان کا پہلا نکاح چچا کے بیٹے سکران بن عمرو سے ہوا تھا۔ سکران نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ ایک دن حضرت سودہ نے اپنی گود میں چاند اترتے دیکھا۔ اس کی تعبیر کی صورت میں آپ کو ام المومنین بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہشادہ رندین کی طرف دو ہجرتوں کا اعزاز حاصل ہوا۔ (سیرت رسول عربی)

(۲۲) سردار عہد مطلب کے والد اور رسول اللہ ﷺ کے پردادا کو سب سے پہلے یہ خیال پیدا ہوا کہ اس بین الاقوامی تجارت میں حصہ لیا جائے جو عرب کے راستے بلاذ شرق اور شام و مصر کے درمیان ہوتی تھی۔ دوسرے عربی قافلوں کی بہ نسبت قریش کو یہ سہولت حاصل تھی کہ راستے کے تمام قبائل بیت اللہ کے خدام ہونے کی حیثیت سے ان کا احترام کرتے تھے۔ چنانچہ ہاشم نے تجارت کی اسکیم بنائی اور اس میں اپنے تینوں بھائیوں کو بھی شامل کر لیا۔ شام کے غسانی بادشاہ سے ہاشم نے حبش کے بادشاہ سے عہد شمس نے یمنی امراء سے مطلب نے اور عرق و فارس کی حکومتوں سے نوفل نے تجارتی مراعات حاصل کیں۔ جو روایط انھوں نے اس پاس کے قبائل اور ریاستوں سے قائم کیے تھے ان کی بنا پر انھیں اصحاب ایداف بھی کہا جاتا تھا یعنی الفت پیدا کرنے والے۔ ان بین الاقوامی تعلقات کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ عراق سے یہ لوگ دوسرے لفظ لے کر آئے جو بعد میں قرآن مجید لکھنے کے لیے استعمال

ہوا۔ (اطلس قرآن)

(۲۳) رسول اللہ ﷺ کے بیسویں پشت کے دادا حضرت عدنان چھٹی صدی قبل مسیح میں بخت نصر کے ہر عمر تھے۔ یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے کعبہ کو چمڑے کا غلاف پہنایا۔ (اطلس سیرت النبی)

(۲۴) رسول اللہ ﷺ کے ایک اور جد معد تھے جو بخت نصر کے دور میں بارہ سال کے تھے۔ بخت نصر نے جب عرب پر حملہ کیا تو اس نے معد کو قتل کر دیا مگر اس کے شجر میں شامل ایک نبی کے یہ بے پر چھوڑ دیا کہ اس کی اولاد میں نبوت ہوگی۔ (اطلس سیرت النبی)

(۲۵) نبی کریم ﷺ کے اجداد میں سے ایک مدر کہ تھے۔ ان کا اصل نام عمرو بتایا جاتا ہے۔ مدر کہ کے معنی ہیں پالینے والا۔ ایک سفر میں انہوں نے جنگلی خرگوشوں سے ڈر کر بھاگے ہوئے کشدہ ہونٹ پالے تھے۔ (اطلس سیرت النبی)

(۲۶) نبی کریم ﷺ کے ایک جد تھے نضر۔ ان کے چہرے کی تروتازگی اور خوب صورتی کے باعث ان کا نام پڑا۔ (اطلس سیرت النبی)

(۲۷) قریش ایک سمندری حیوان (دھیل) کا نام ہے جو تمام سمندری حیوانات پر غالب رہتا ہے۔ یوں قوت و طاقت کے وصف کی بنا پر اس قبیلہ کا نام قریش (طاقتور) پڑ گیا۔ قریش نبی کریم ﷺ کے ایک جد نضر کا لقب تھا۔ ان کی کنیت ابو غالب تھی۔ (اطلس سیرت النبی)

(۲۸) رسول اللہ ﷺ کے دادا کعب کی عزت عرب میں اتنی تھی کہ ان کی وفات سے برسوں کا تعین کیا جانے لگا اور یہ سلسلہ عام انشیل تک جاری رہا۔ ایک قول کے مطابق کعب ہی نے یوم عروہ کا نام بدل کر جمود رکھا تھا۔ ان کا زمانہ نبی کریم ﷺ سے پانچ سو ساٹھ برس پہلے تھا۔ انہوں نے خطبہ میں سب سے پہلے انابعد کا استعمال شروع کیا۔ ان کے بیٹے عدی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جد امجد تھے۔ (اطلس سیرت النبی)

(۲۹) رسال اکرم ﷺ کے ایک جد کلاب تھے۔ یہ شکار کے بہت شائقین تھے۔

شکاری کتوں کے ساتھ کسی حلاقہ سے گزرتے تو لوگ کہتے بخلہء کلاب ابن مرہ۔ (یہ ابن مرہ کے کہتے ہیں) اس طرح ابن مرہ کا نام ہی کلاب پڑ گیا۔ یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے سونے سے راستہ دکھواریں کعبہ کے اندر رکھیں۔ (اطلس ہیرت لٹری)

(۳۰) کلاب کے بیٹے قُصی کا اصل نام زید تھا۔ یہ شیر خوار تھے جب والد زُررے اور ان کی ماں فاطمہ بنت سعد نے ربیعہ بن حرام قضاہی سے بیاہ کر لیا جو انھیں شام لے گئے۔ یوں زید اپنے اصل گھر سے دور ہونے کے جب قُصی کہا لائے یعنی دور ہونے والا۔ بڑے ہوئے تو اس ربیعہ سے جھگڑا ہوا اور ان سے غریب المد یار ہونے کا طعن بن رقصی نے والدہ سے اپنی بد پیت کے بارے میں پوچھا اور پھر ان کی اجازت سے مکہ چلے آئے۔ بطحا پر قابض بنو نضامہ میں خنی نامی خاتون سے ان کی شادی ہوئی۔ ان کے خسر حلیل بن خبشہ کی وفات پر ان کے بیٹے ابو نھش بن محزش نے کعبہ کی تولیت قُصی کے ہاتھ بیچ دی۔ قُصی نے تولیت کعبہ ملنے پر مکہ میں دارالندوہ قائم کیا جہاں قریش جلسہ یا جنگ کی تیاری کرتے۔ قافلے بھی یہیں سے روانہ ہوتے۔ نکات وغیرہ کی رسوم بھی وہیں ادا ہوتیں۔ اس کے علاوہ حاجیوں کو پانی پلانے اور حاجیوں کے کھانے پینے کا اہتمام کرنے کے مناسب تفویض کیے۔ ان کے ایما پر قریش نے کھانے پینے کے انتظام کے لیے ایک سالانہ رقم مقرر کی تھی۔ قُصی نے چرمی حوش بنوائے جن میں حاجیوں کے لیے پانی بھر دیا جاتا تھا۔ حجاج کے لیے پانی باہر سے لایا جاتا اور اس میں کھجور کا شیرہ اور انگور ٹپوڑ کر اسے خوش ذائقہ بنایا جاتا۔ مشر حرام بھی انہی کی ایجاد ہے جس پر حج کے دنوں میں چراغ جلاتے تھے۔ (اطلس ہیرت لٹری)

(۳۱) قُصی کے بعد قریش کی ریاست عبد مناف نے حاصل کی۔ ان کا اصل نام مغیرہ اور لقب عبد مناف تھا بعد میں قُصی نے عبد مناف بن کنانہ سے مشابہت کے باعث اس کا لقب بدل کر عبد مناف کر دیا۔ انھوں نے قُصی کی بنا کردہ عمارتیں کھلی کر انہیں۔ عبد مناف کے بھائی عبد العزی کے بیٹے اسد تھے جن کی پوتی خدیجہ بنت خویلد سے نبی ﷺ کی شادی ہوئی تھی۔ (اطلس ہیرت لٹری)

(۳۲) عبد مناف کے بیٹوں میں سب سے بااثر تھے ہاشم۔ ان کا نام عمر و اسحاق تھا اور کنیت ابو الفضلہ۔ وہ شہیدِ قحط کے سال میں قحطین آئے وہاں سے آٹا اونٹوں پر مدد آرمکد لائے اس کی روٹیاں پکوائیں پھر ان کا چور اپنا کر شہید تیار کیا اور مکہ والوں کو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اس لیے ان کا لقب ہاشم پڑ گیا۔ ایک بار ہاشم تجارت کے لیے شام روانہ ہوئے راستے میں یثرب کے میلہ میں ایک حسین عورت سلمی نامی سے ملاقات ہوئی جو بنو نجار سے تھی۔ دونوں کی شادی ہوئی۔ شادی کے بعد شام چلے گئے اور غزوہ (فاحطین) میں ان کا انتقال ہو گیا وہیں دفن ہوئے۔ یہی سے ان کا بیٹا شیبہ پیدا ہوا جس نے آٹھ برس یثرب میں پرورش پائی پھر ہاشم کے بھائی مطلب بچتے کو مکہ لے آئے۔ (اطلس سیرت النبی)

(۳۳) چونکہ شیبہ کی پرورش ان کے چچا مطلب نے کی تھی اس لیے ان کا نام عبد المطلب یعنی مطلب کا غلام مشہور ہو گیا۔ ان کا سب سے نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ چار ہزمزم جو ایک مدت پہلے ریت سے اٹ کر گم ہو گیا تھا انھوں نے اس کا پتہ لگایا اور کھدوا کر نئے سرے سے جاری کیا۔ انھوں نے سنت مانی تھی کہ دس بیٹوں کو اپنے سامنے جو ان رکھ دیں گے تو ایک جیسا اللہ کی راہ میں قربان کر دیں گے۔ یہ آرزو پوری ہوئی تو دس بیٹوں کو لے کر کعبہ آئے اور پہجاری سے قرعہ ڈالنے کو کہا۔ اتفاق سے قرعہ عبد اللہ کے نام پر نکلا۔ عبد اللہ کی بہنیں رونے لگیں کہ ان کے بدلے دس اونٹ قربان کر دیے جائیں۔ دوبارہ قرعہ ڈالا گیا مگر پھر عبد اللہ کا نام نکلا۔ مطلب نے اب دس کی جگہ بیس اونٹ کر دیے یہاں تک کہ تعداد بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹ ہو گئی تب اونٹوں پر قرعہ آیا۔ یوں سو اونٹ قربان کرنے پر عبد اللہ بچ گئے۔ یہ واقعہ کی روایت ہے۔ عبد المطلب کی کنیت ابو حارث اور ابو اہلی تھا تھی۔ یہ بڑے خوب صورت اطویل قامت دانشور اور فصاحت بلاغت میں مشہور تھے۔ وہ ملت ابراہیمی کے مطابق ایک اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ رمضان کا پورا مہینہ جبل حرا پر عبادت میں گزارتے تھے۔ غرباء و مساکین یہاں تک کہ وحشی جانوروں اور پرندوں کو کھانا کھلاتے۔ شراب نوشی محرم عورتوں سے نکاح اور لڑکیوں کو زکوٰۃ و دیگر گور کرنے سے سخت نفرت رکھتے تھے۔ حطیم میں ان کے بیٹھنے کے لیے غالیچ

بچھڑ رہتا تھا جس پر کوئی دوسرا نہیں بیٹھتا تھا۔ (اطلس سیرت النبی)

(۳۴) عبدالمطلب کے بارہ بیٹوں میں سے پانچ نے اسلام یا کفر کی خصوصیت کے

باعث شہرت پائی۔ وہ تھے: ابولہب، ابوطالب، عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور

حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔ عبدالمطلب کے دوسرے بیٹوں کے نام ضرار، قثم، زبیر، مقوم،

حارثہ الکلبہ اور افیدہ اق تھے۔ (اطلس سیرت النبی)

(۳۵) عبد شمس ہاشم کے جڑواں بھائی تھے یہ جب پیدا ہوئے تو ایک کی انگلی

دوسرے کے پہلو سے جڑی ہوئی تھی جسے کاٹ کر الگ کیا گیا۔ (اطلس سیرت النبی)

(۳۶) رسول اللہ ﷺ کے چچاؤں میں سے صرف حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہما کو اسلام لانے کا شرف حاصل ہوا اور پھوپھیوں میں سے ہاں تھاق حضرت صفیہ

شرف باسلام ہوئیں۔ یہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ تھیں۔ بمبئی عمر پائی۔ (اطلس

سیرت النبی)

(۳۷) حضور ﷺ کی سب آخری اولاد حضرت ابراہیم تھے۔ ذی النجمن آٹھ ہجری

عادیہ مقام پر جہاں ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رہتی تھیں پیدا ہوئے۔ ابو

رائع نے جب ان کی ولادت کی خبر رسول اللہ ﷺ کو سنائی تو آپ نے اس کے صلے میں

ایک غلام عطا کیا۔ ساتویں دن عقیقہ ہوا۔ آپ نے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرت

کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر نام رکھا۔ حضرت ابراہیم نے اپنی دائی ام سیف کے

گھر پر ہی انتقال کیا۔ چھوٹی سی چار پائی پر جنازہ اٹھایا گیا۔ حضور ﷺ نے خود نماز جنازہ

پڑھائی۔ فضل بن عباس اور اسلمہ نے قبر میں اتارا۔ حضور ﷺ قبر کے کنارے کھڑے ہوئے

تھے۔ قبر پر پانی چھڑکا گیا اور اس پر ایک بچہ ناکم کر دی گئی۔ صحیح حدیثوں میں حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم سترہ یا اٹھارہ ماورندہ رہے۔ (تذکرہ

القاری)

(۳۸) اہل بیت کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی قسم اہل بیت۔ ان میں تیرہ

نفر ہیں، نواز واج مطہر است اور چار صاحب زادیاں۔ دوسری قسم داخل اہل بیت۔ یہ تین نفر ہیں، سیدنا ابو علی مرتضیٰ سیدنا امام حسن مجتبیٰ اور سیدنا امام حسین شہید کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ تیسری قسم اہل حق اہل بیت یعنی وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے ناپاک یوں اور گناہوں سے کلی طور پر پاک کر دیا اور ان کو مال تقویٰ اور پاکیزگی عطا فرمائی ہے چاہے وہ سادات ہوں یا سادات کے، وہ جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (سبع سائل شریف)

(۳۹) رسول اللہ کی آل دو قسم کی ہے: ایک نبی جیسے حضرت جعفر اور عقیل بن ابی طالب کی اولاد اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور حضرت حارث بن عہد المصنوب اور علی مرتضیٰ ورتبہ کی اولاد رضی اللہ عنہم۔ دوسری سبھی کہ برحق مسلمان رسول اللہ ﷺ کی آل میں شامل ہے۔ (سبع سائل شریف)

(۴۰) رسول اللہ ﷺ خود اپنی پیاری بی بی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کو خوش کرنے کی خاطر اور صحابہ کو تعلیم دینے کی غرض سے دوڑ میں مقابلہ کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۱) حضور ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین یہ دونوں عرش کی تلواریں ہیں۔ رضی اللہ عنہما۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۲) جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضور ﷺ اس کا بوسہ لیتے اور فرماتے: ایسے کو کہا جس پر میں نے ہنادینا قربان کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اڑتالیس سال زندہ رہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۴) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ اس کا نام رمدہ تھا۔ انھیں کو حضور ﷺ نے کربلا کی خاک دی تھی جو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت مرغ ہوئی تھی۔ وصال کے وقت چودہویں سال کی عمر تھی۔ حضرت ابو

ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازے کی نماز پڑھائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ ان سے تین سو مضر حدیثیں مروی ہیں۔ (تذیبہ القاری)

(۳۵) پردے کے حکم کی آیت حضور ﷺ کے حضرت ام سلمہ سے نکاح کے بعد نازل ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶) وقعة الفک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان لگانے والا ملعون عہد اللہ بن ابی قحط۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷) حضرت بی بی فاطمہ ازہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فاتحہ کا کھانا مرد بھی کھا سکتے ہیں شریعت میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

(۳۸) حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ ان کی گود میں رسول اللہ ﷺ کے بدن پاک کا ایک ٹکڑا ملا تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ فاطمہ کے لڑکا پیدا ہوگا اور تم اسے دودھ پلاؤ گی۔ ایسا ہی ہوا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت ام الفضل نے انھیں دودھ پلایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹) حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت موالا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرزند تھے۔ حضرت علی اپنے دور خلافت میں محمد بن حنفیہ کفون کا سہ سالار بنا کر آٹھ جنگوں میں بھیجتے تھے۔ کسی نے محمد بن حنفیہ سے کہا: تمہارے والد علی حسن یا حسین کو کسی بڑائی پر نہیں بھیجتے تھی کو ہمیشہ موت کے منہ میں جھونک دیتے ہیں۔ محمد بن حنفیہ نے فرمایا: حسن اور حسین میرے والد کی تکمیل ہیں اور میں ان کا بازو۔ آنکھ کا کام اٹک ہے اور بازو کا اٹک۔ حضرت محمد حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام خولہ بنت مہر ہے اور حنفیہ کہلاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مدہ کے مشہور قبیلے بنی حنیفہ کی چشمہ چراغ تھیں۔ حضرت محمد بن حنفیہ کی کنیت ابو القاسم ہے۔ حضور ﷺ نے موالا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ان کی بشارت دی تھی اور اپنا نام نامی اور کنیت بھی عطا کی تھی۔ رافضیوں کا ایک فرقہ کسی سامیہ ہے جو انھیں امام برحق مانتا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ وہ زندہ ہیں اور جیل رضوی میں اپنے چالیس مخلص اصحاب کے ساتھ چھپے ہوئے

ہیں اور یہی وہ عہد کی ہیں جن کا دنیا کو انتظار ہے۔ (گلدستہ طریقت تفسیر نعیمی)

(۵۰) حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبر میں اتارتے وقت حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوش غم میں قبر سے کہا: اے قبر! تجھے کچھ خبر بھی ہے؟ یہ مٹی ہیں رسول اللہ ﷺ یہ بیوی ہیں علی مرتضیٰ کی یہ ماں ہیں حسن اور حسین کی یہ فاطمہ زہرا ہیں جنت کی بی بیوں کی سردار۔ قبر سے آواز آئی: ب اے ابو ذر قبر حسب نسب بیان کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں تو نیک اعمال کا ذکر کرو یہاں تو وہی آرام پائے گا جس کے اعمال نیک ہوں جس کا دل مسلمان ہو۔ (مشکوٰۃ انوار گلدستہ طریقت)

(۵۱) حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے سگے چچا ہیں۔ اسام پہلے اچکے تھے۔ بدر میں مجبوراً کفار کے ساتھ آئے تھے۔ اپنی ہجرت کے دن اسام صفا ہر کیا۔ پاپا خری مہاجر ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۲) ابوطالب حضور ﷺ کی حقانیت کے قائل تھے۔ انھوں نے حضور ﷺ کی بڑی خدمت کی ہے۔ ان کے ایمان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ چونکہ انھوں نے زبان سے کلمہ نہیں پڑھا تھا اس لیے شرعاً انھیں مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۳) حضرت سہلی علی مرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ وہ جب انکریم کی نو بیویاں ہوئیں۔ سیدہ فاطمہ زہرا ام المومنین، ملی بنت ام سلوٰۃ، اسماء بنت عمیس، عاتقہ بنت عمار، خولہ بنت جعفر، صہبہ بنت ربیعہ، ام سعید بنت عمرو و محیا بنت اہل قیس۔ ان بی بیوں سے بارہ بیٹے اور نو بیٹیاں ہوئیں جن میں حضرات حسین، سیدہ زینب، سیدہ ام کلثوم حضرت فاطمہ زہرا سے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۴) حضرت عائشہ صدیقہ فاضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گنبد خضریٰ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن ہونے کے بعد پروے کے ساتھ جاتی تھیں اور فریادی تھیں۔ میں عمر سے حیا کرتی ہوں۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۵) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے رادر کے پناہ دیا

بنالیا تھا۔ آپ حضور ﷺ کے بڑے چہیتے تھے یہاں تک کہ آپ کا شمار اہل بیت میں ہوتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۶) رسول اللہ ﷺ نے حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہاتھی دانت کے ننگن پہنائے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۷) حضرت آمنہ خاتون کو بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ میں حمل ٹھہرا کہ حضرت عہد اللہ شیٹ نوں کو کنکر پارس مار کے آئے اور بی بی آمنہ کے ساتھ سوئے۔ مگر درحقیقت وہ رجب کا مہینہ تھا جسے کفر نے اس سال ذی الحجہ قرار دے کر حج کر لیا تھا۔ اس حساب سے ربیع الاول تک نو ماہ ہوتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۸) حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کا مہر پانچ سو درہم تھا جو آج کے حساب سے تقریباً ساڑھے چار ہزار روپے ہوتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۹) حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو شقال یعنی ڈیڑھ سٹونہ یا اٹھارہ سو گرم چاندی تھا جس کی قیمت آج کے بمقارے تقریباً بیاسی ہزار سات سو روپے ہوتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۰) نبی کریم ﷺ زوجہ محترمہ بی بی خدیجہ الکبریٰ کی طرف سے ن کے بچوں کے بعد قربانی کراتے تھے اور اس کا گوشت بی بی صاحبہ کی کھلیوں کو بھیجتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۱) حضور ﷺ نے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ستر بار نماز جنازہ پڑھی کہ ہر شہید کے جنازے کے ساتھ ان پر نماز پڑھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۲) شہید کربلا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت شعبان سن چار ہجری کی پانچویں تاریخ منگل کے دن مدینہ منورہ میں ہوئی۔ کچھ نے شعبان سن تیس ہجری کی تیسری تاریخ بدھ کا دن بھی لکھا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۳) جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ مہینے کے پیدا ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ

اسلام کے سوا اللہ کے کسی خاصہ بندے کو یہ شرف نہیں ملا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۴) سرکارِ شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر رات ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اس بات کو آپ کے فرزند سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۵) سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تمام عمر میں پچیس حج ادا کیے اور سب پیدل۔ (مقتل امام ابو حق اسفرائی)

(۶۶) جناب امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیس بیٹوں میں سے سارے بیٹے کربلا کی جنگ میں شریک تھے ان میں سے پانچ نے میدانِ جنگ میں شہادت پائی۔ (مقتل امام ابو حق اسفرائی)

(۶۷) مہر کہ کربلا میں حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید پید کی فوجوں کا تناسب علی الترتیب بہتر اور تیس ہزار تھا۔ (مقتل)

(۶۸) سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کا نام میمون تھا اور وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں میں سب سے اچھا تھا۔ امام عالی مقام کی شکادت کے بعد فرات میں ڈوب کر مر گیا۔ (مقتل)

(۶۹) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاعر عینی بن حکم اور دروازے کے نگہبیل سعد حمیری تھے۔ (مقتل)

(۷۰) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت دنِ محرم بروز جمعہ من کسختہ ہجری نصف النہار کے بعد ہوئی۔ شہادت کے وقت عمر شریف پچھن برس پانچ ماہ پانچ دن تھی۔ (مقتل)

(۷۱) ابوہب کی اونٹنی ثویبہ نے حضور ﷺ کے علاوہ آپ کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ (تذکرۃ الفقہاری)

(۷۲) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعہ کربلا کے وقت چوبیس

سال کے تھے۔ مشہور ہے کہ ایران کے آخری تاجدار یزدجرد کی بیٹی حضرت شہر بانو کے بطن سے ہیں۔ (مقتل امام ابو حق اسفرائینی)

(۴۳) اہل سنت کے علماء محققین جیسے امام جلال الدین سیوطی، علامہ ابن حجر مکی، امام قرطبی، حافظ شمس الدین دمشقی، قاضی ابو بکر عربی مالکی، شیخ عبد الحق مہر، حدیث دہلوی، مولانا عبد الحق مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا یہی عقیدہ اور قول ہے کہ حضور ﷺ کے ماں باپ دونوں یقیناً بلاشبہ مومن ہیں۔ امام قرطبی نے اپنی کتاب تذکرہ میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ جب حجۃ الوداع میں ہر لوگوں کو ساتھ لے کر چلے اور حجون کی گھاٹی پر نزرے تو رنج اور غم میں ڈوبے ہوئے رونے لگے اور حضور ﷺ کو روکا دیکھ کر میں بھی رونے لگی۔ پھر حضور ﷺ اپنی اونٹنی سے اتر پڑے اور کچھ دیر بعد میرے پاس واپس تشریف لائے تو خوش خوش مسکراتے ہوئے تشریف لائے۔ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کیا بات ہے کہ آپ رنج اور غم میں ڈوبے ہوئے اونٹنی سے ترے اور واپس لوٹے تو خوش خوش مسکراتے ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: میں اپنی ماں حضرت آمنہ کی قبر کی زیارت کے لیے گیا تھا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ انھیں زندہ فرما دے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ فرما دیا اور وہ ایمان سے نکلیں۔ (مدارک استرطیل جلد دوم)

(۴۴) امیر المومنین حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا علی مرتضیٰ مرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو پانچ بار زہر دیا گیا مگر اثر نہ کیا۔ چھٹی بار کے زہر نے آپ کے جگر کو نکلنے لگے مڑے رو دیا۔ (سبع سنائل شریف)

(۴۵) ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ اپنے ماں باپ کی قبروں کے پاس بہت روئے اور ایک خشک درخت زمین میں بودیا اور فرمایا اگر یہ درخت ہر ہو گیا تو یہ اس بات کی نشانی ہوگی کہ ان دونوں کا ایمان لانا ممکن ہے۔ چنانچہ وہ درخت ہرا ہو گیا۔ پھر حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے وہ دونوں اپنی قبروں سے نکل کر اسلام لائے اور پھر اپنی بیٹی

قبروں میں چسپے کے (سیرت المصطفیٰ)

(۶۔) ایک دن حضور ﷺ نے دیکھا کہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رہی ہیں۔ آپ نے روکنے کا سبب پوچھا۔ انھوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے یہ کہا ہے کہ ہم دونوں تم سے بارگاہ رسالت میں زیادہ عزت و رتبہ کیونکہ ہمارا خاندان حضور ﷺ سے ملتا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: اے صفیہ! تم نے ان دونوں سے یہ کیوں نہ جہد کیا کہ تم دونوں مجھ سے بیکتر کیسے ہو سکتی ہو جب کہ ہمارا خون علیہ اسلام میرے باپ اور حضرت مومن علیہ السلام میرے چچا میں دو محمد رسول اللہ میرے شوہر ہیں۔ (زر کافی۔ جلد سوم)

(۷۔) جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربلا کی آخری نماز جو فجر تلے ادا ہوئی وہ خاص کچے میں رکھوں نمازوں سے افضل ہے۔ (مقتل امام ابو اسحاق اسفرائینی)

(۸۔) حضرت مومن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبہ انکر پہناتے ہیں: حسن سینے سے لے کر سر تک رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ مشابہ ہیں اور حسین نیچے کے بدن میں حضور ﷺ سے ملت ہیں۔ (مقتل امام ابو اسحاق اسفرائینی)

(۹۔) رسول پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں نعمتیں دے کر پرورش کرتا ہے اور اس محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے بھی۔ (تفسیر نفیسی)

(۱۰۔) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا حلقہ پکڑے بہد ہے تھے: میں نے حضور اقدس ﷺ سنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ میرے اہل بیت کی مثال یہی ہے جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی۔ جو شخص اس میں سارہ ہو گیا وہ ڈوبے سے بچ گیا اور جو رہ گیا وہ ڈوب گیا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۱۔) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم کو خواب میں تین بار دیکھا۔ تم کو ایک ریشم کے ٹکڑے میں رکھ کر ایک فرشتہ آیا

کرتا اور کہتا کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں۔ میں دل میں کہتا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو پورا ہو کر رہے گا۔ (بخاری شریف)

(۸۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اچھی عورتوں میں سے مریم بنت عمران کافی ہیں اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور سیدہ فاطمہ کی بیوی۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۳) حضرت مویٰ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۴) حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چال ڈھال میں اپنے والد مکرّم رسول اللہ ﷺ سے شاپتھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسکینوں سے بہت محبت تھی۔ آپ انہی کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور انھی سے بات چیت کیا کرتے تھے۔ رسول پاک ﷺ نے اس وجہ سے آپ کی کنیت ابو المساکین رکھی تھی۔ (اسوہ صحابہ)

(۸۶) حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کہتے ہیں رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے سات نجیب محافظت کرنے والے ہوتے ہیں۔ مجھے چودہ دیے گئے ہیں۔ ہم نے عرض کیا: یہ رسول اللہ وہ کون کون لوگ ہیں؟ فرمایا: میں اور میرے دونوں بیٹے حسن اور حسین اور جعفر اور حمزہ اور ابو بکر اور عمر اور مصعب بن عمیر اور بلال اور سلمان اور عبد اللہ ابن مسعود درہم درہم اور مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (جمعین۔ سیرت رسول عربی)

(۸۷) حضرت عبد مناف حضور ﷺ کے چوتھے دادا تھے ان کا اصل نام مغیرہ تھا۔ ان کی پیشانی میں نور جھلکتا تھا اس لیے انھیں قمر الہیاء یعنی وادی مکہ کا چاند کہا جاتا تھا۔ (ضیاء النبی)

(۸۸) رسول اللہ ﷺ کے پردادا حضرت ہاشم کا اصل نام عمر تھا اور رتبے کی بندی

کے سبب انھیں عمر و اعلیٰ بھی کہتے تھے۔ (ضیاء النبی)

(۸۹) حضرت عبدالمطلب کی کئی بیویاں تھیں ان میں خزاعہ کے ایک بڑے گھرانے کی دو بیویاں تھیں۔ ان کے بطن سے ابولہب پیدا ہوا۔ اس کا اصل نام عبدالعزیٰ تھا۔ وہ بہت خوب صورت تھا اس لیے اس کی کنیت ابولہب رکھی گئی تھی۔ ایک اور امیر گھرانے کی خاتون بتیلہ حضرت عبدالمطلب کے نکاح میں آئیں۔ یہ اس قدر دولت مند تھیں کہ انھوں نے بیت الاحرام پر ریشم کا غلاف چڑھایا تھا۔ ان کے بطن سے حضرت عباس پیدا ہوئے۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ عباس شریف و انش مند و بیت اور رب و الے آدمی تھے۔ بتیلہ ہی کے بطن سے حضرت عباس کے بھائی ضرار اور قم پیدا ہوئے۔ بنو ہرا کے قبیلے کی لڑکی ہالہ سے بھی حضرت عبدالمطلب نے شادی کی۔ اس سے حضرت حمزہ المقوم مغیرہ اور ایک بیٹی سفیہ پیدا ہوئیں۔ عبدالمطلب کی ایک بی بی سفیہ ان سے فیداق پیدا ہوئے اور ایک بی بی فاطمہ کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ ابو طالب زبیر اور پانچ بیٹیاں عاتکہ امیرہ بڑہ بیضاء اور عروہ پیدا ہوئیں۔ عبدالمطلب کی ایک بی بی سفیہ سے عمارت پیدا ہوئے۔ یہ سب سے بڑے بیٹے تھے اور عبدالمطلب کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ (ضیاء النبی)

(۹۰) رسول اللہ ﷺ کے دادا ہاشم کی اقبال مندی سے ان کے بھتیجے سفیہ عبداللہ کو حسد ہو گیا تھا۔ اس نے عرب کے رواج کے مطابق مجلس قائم کر کے مفاخرت کرنی کا بیج دیدیا۔ مجلس قائم ہوئی اور ثالث نے ہاشم کی برتری کا فیصلہ دیدیا۔ امیہ کو وعدے کے مطابق جدا وطنی قبول کرنی پڑی اور جرمانے میں دو اونٹ دینے پڑے۔ اس سے ہو ہاشم اور ہو امیہ میں عداوت کی بنیاد پڑی۔ (ضیاء النبی)

(۹۱) حضرت عبدالمطلب کے ہاں وقت سے پہلے سفیہ ہوئے تھے اس لیے دوسرے یعنی خضاب ستم لگاتے تھے عربوں میں یہ پہلے شخص تھے جنھوں نے دوسرے ستم کیا۔ (ضیاء النبی)

(۹۲) امیہ و سفیہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام امیرہ تھا جو

حضرت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ آپ کا پہلا نکاح رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے حضرت ذیہ بن حارث سے ہوا تھا۔ ذی القعدہ سن پانچ ہجری میں ان سے طلاق کے بعد آپ حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ اس وقت ان کی عمر اڑتیس سال کی تھی۔ پردے کے حکم اور آیت آپ کے ویسے کی دعوت کے موقع پر نازل ہوئی۔ آپ نے تہن برس کی عمر میں سن بیس ہجری میں انتقال فرمایا۔ (ضیاء النبی)

(۹۳) رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سب سے پہلے حضرت قاسم پیدا ہوئے (غالباً ظہور نبوت سے گیارہ سال پہلے)۔ جس طرح یہ سب سے پہلے پیدا ہوئے تھے اسی طرح کم سنی میں سب سے پہلا انتقال بھی کیا۔ حضور ﷺ کی کنیت ابوالقاسم بھی سے منسوب ہے۔ (ضیاء النبی)

(۹۴) حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ہجرت کے دوسرے سال تک یہی کا شانہ قدس میں رہیں۔ سن دو ہجری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رخصت ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں پھر ہجرت کے تیسرے یا چوتھے سال حضرت ام سلمہ حضرت حفصہؓ حضرت زینب بنت خزیمہ خدمت مبارکہ میں آئیں۔ پانچویں سال ہجرت میں حضرت زینب بنت جحش چھٹے سال میں حضرت جویریہ ساتویں سال ہجرت میں حضرت صفیہ اور حضرت میمونہ اور حضرت ام حبیبہ سے عقد فرمایا۔ ہجرت کے ساتویں سال نواز واج مطہرات کٹھا ہوئیں۔ (سیرت رسول عربی)

(۹۵) حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں مشہور ہے کہ ان کا نام فاختہ تھا۔ ایک قون ہے کہ فاطمہ تھ۔ تیسرا قول یہ ہے کہ ہند تھ۔ یہ حضرت علیؓ رحمہ اللہ و جبہ الکریم کی محفقت بہن تھیں۔ اسلام کے ظہور سے پہلے حضور ﷺ نے ان سے نکاح کا قیام ابوطالب کو دیا اور دوسری طرف بحیرہ بن عمرو نے بھی قیام دیا۔ ابوطالب نے بحیرہ سے اس کی شادی کر دی۔ اس پر حضور قدس ﷺ نے ناگواری کا اظہار فرمایا تو ابوطالب نے یہ معذرت کی کہ تم نے ان سے یہ رشتہ طے کر لیا تھا۔ فتح مکہ کے دن ام ہانی ایمان لائیں۔ بحیرہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ وہ

خیر ان بھگ گیا وہیں کفر پر اس کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے پھر ام ہانی کو نکاح کا بیغام دیا تو انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں مصیبت زدہ ہوں۔ آپ سے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں محبت کرتی رہی ہوں۔ آپ مجھے میری آنکھ اور کان سے زیادہ محبوب ہیں مگر دیکھ نیچے یہ ایک بچہ ابھی کتنا چھوٹا ہے اور یہ ایک دو دھ پیتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں بیوی کا حق ادا نہیں کر پاؤں گی۔ جب ان کے دونوں بچے بڑے ہوئے تو خود ام ہانی نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اب نہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ماراں فرمائی ہے: اے نبی! ہم نے تمہارے لیے حلال فرمایا تمہاری وہ بیویاں جن کو تم مہر دے چکے ہو اور تمہاری کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غیرت میں دیں اور تمہارے بچے کی بنیاں اور پھوپھیاں کی بنیاں اور ماموؤں کی بنیاں اور خاؤں کی بنیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی (سورہ احزاب۔ آیت پچاس) چونکہ ام ہانی نے ہجرت میں کی تھی اس لیے وہ ازواج مطہرات میں شامل نہ ہو سکیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۶) حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور قدس ﷺ کے چچ تھے۔ حضور نور ﷺ سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام شیلہ یا ثلثہ تھا۔ یہ ہی عمر کی تھیں۔ حضرت عباس کم سن میں ایک بار غائب ہوئے تھے تو ان کی ماں نے منت مانی تھی کہ اگر میرا بچہ مل جائے تو میں کبے پر پردہ چڑھاؤں گی۔ جب یہ مل گئے تو انھوں نے ریٹھی پر پردہ چڑھایا۔ حضرت عباس جا بیٹھے اور اسلام دونوں میں عزت اور اکرام ہوا۔ تھے۔ حانیوں کو پانی پلا، ماور مسجد حرام کی خدمت بھی گئے پیر تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۷) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر سادات اہل بیت اور اہل بیت تابعین میں ہیں۔ امام زہری نے فرمایا کہ کسی قریشی کو ان سے انصاف نہیں دیکھا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے دور خلافت میں سن چھتیس ہجری میں پیدا ہوئے اور سن چور نوے ہجری میں اٹھاون سال کی عمر یا کر مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ جنت البقیع میں اپنے تانا سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دادی صاحبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں دفن

ہیں۔ سداطین عثمانیہ نے اہل بیت کے تمام مزارات پر ایک عالی شان قبہ بنوا دیا تھا جو قبہ عباس کے نام سے مشہور تھا۔ ابن سعود نجدی نے قبہ کو ڈھا دیا اور تمام مزارات کو زمین کے برابر کر دیا۔ واقعہ کربلا کے وقت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی عمر شریف چوبیس سال کی تھی۔ بیماری کی وجہ سے نئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۸) ابو طالب پر لعنت ہرگز جائز نہیں اس لیے کہ ان کے کفر پر مرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوت میں ان کے ایمان پر موت کی روایت نقل کی ہے۔ اس کے علاوہ روت البیان میں ایک جگہ ان کے مرنے کے بعد زندہ ہونا اور ایمان لانا ثابت کیا گیا ہے۔ فرض کریں کہ ان کی موت کفر پر ہوئی تب بھی چونکہ ہمارے قادموا علیہ کی انھوں نے بہت خدمت اور معاونت کی اور حضور ﷺ کو بھی ان سے بہت محبت تھی اس لیے انھیں برا کہنا حضور ﷺ کی یہ اکاسب ہوگا۔ ان کا ذکر خیر سے ہی کرنا چاہیے یا پھر فاسوشد بہا چاہیے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۹) رسول اللہ ﷺ غزوہ بنی مصلط سے مدینہ منورہ واپس تشریف لارہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمراہ تھیں۔ آپ کی سواری کا اونٹ لگ تھا۔ اس پر ہودج تھا۔ آپ ہودج میں بیٹھ جاتیں حال ہودج اٹھا کر اونٹ بہت باندھ دیتے۔ آپ ہلکی پھلکی تھیں عمر شریف بھی کم تھی۔ ایک روز اتفاق سے ایک منزل پر آپ کو ہودج سے باہر دیر نے کی طرف جانے کی ضرورت پیش آئی۔ واپس آئیں تو قافلہ کو قہر چکا تھا۔ ہودج پر پردت پڑے ہوئے تھے۔ حمالوں کا خیال بھی ادھر نہ گیا کہ آپ موجود نہیں ہیں۔ اب جب آپ نہیں تو سخت افسوس کیا لیکن آپ نے خیال کیا کہ آگے چل کر جب میری تلاش ہوگی اور میں نہ ملوں گی تو کوئی ڈھونڈنے بہر حال یہاں آئے گا۔ رات کو چادر لپیٹ کر آپ وہیں بیٹھ گئیں اور آپ کو نیند نہ آئی۔ ایک صبا ہی حضرت صفوان تھے جن کی ڈیوٹی یہ تھی کہ قافلے سے کچھ فاصلے پر بیچھے بیچھے چائیں، گرمی پڑی چیز کی اور بھولے بھٹکے کی خبر گیری کے لیے۔ وہ جب صبح سویرے وہاں پہنچے تو دیکھا کوئی سہا رہا ہے۔ آپ قریب آئے اور پہچان لیا اور بے اختیار پکار

اٹھے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آواز سے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھیں مل گئی۔ منہ ڈھانپ لیا۔ حضرت صفوان نے اپنا اونٹ قریب لاکر بٹھا دیا۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا پردے کے ساتھ سوار ہوئیں۔ انھوں نے اونٹ کی ٹکلیں تھامے قافلے میں جا کھٹک لادیا۔ بات کچھ بھی نہ تھی مگر مدینہ منافقوں کا گھاٹ تھا۔ ان کے سردار عبداللہ بن ابی کویک شگوفہ ہات آگیا۔ اس نے اپنی خیانت سے خوب خوب باتیں پھیلائیں۔ اس کے ساتھی بھی پیدا ہوئے۔ ایک ماہ بعد سورہ نور میں حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برائی کی آیتیں نازل ہوئیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۵) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خود حضرت زینب کے بھائی ابو احمد جحش نے پڑھایا۔ چار سو درہم کا مہر خود سرکار نے رکھا۔ ویسے کی دعوت بڑے پیمانے پر ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اور کسی بی بی صاحبہ کا ولیمہ اس پیمانے پر اور اتنا اہم نہیں کیا۔ (ضیاء النبی)

(۱۰۶) بولہب کے معنی ہیں شعول کا باپ۔ یہ کنیت قریس کے ایک سردار عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب کی تھی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا چچا تھا اور چونکہ اس کے چہرے کا رنگ بہت ہی سرخ تھا اس کی آتش رخساری کی وجہ سے لوگ اسے ابولہب کہتے تھے۔ کچھ محققین نے تصحیح کی کہ قرآن میں جو ابولہب آیا ہے وہ کنیت کے طور پر نہیں بلکہ پیش خبری کے طور پر آیا ہے کہ اس شخص کا انجام جہنمی ہوتا ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۰۷) حضرت عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جو محنت کیا کرتے تھے۔ یعنی ہر سال ۵۰ رمضان میں کوہ حرا میں جا کر اللہ کے ذکر اور فکر میں گہوشتہ نشین رہا کرتے۔ (ضیاء النبی)

(۱۰۸) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اہل بیت رسول اللہ کی تعریف میں یوں فرمایا ہے: اے اہل بیت رسول تمہاری محبت قرآن کی وجہ سے فرض ہے۔ تمہاری شان کے لیے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہیں بھیجا اس کی نماز قبول نہ ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۹) حضور ﷺ کی بعثت اقدس سے تین ماہ پہلے یہ شعر ایک پتھر پر لکھا ہوا

ما:

شفاعة جلد يوم الحساب

الرجوع امة قتلت حسناً

یعنی کیا حسین کے قاتل یہ امید رکھتے ہیں کہ قیامت کے دن اس کے مانا جانے والے کی شفاعت پائیں گے؟ یہی شعر روم کے ایک کلیسا میں لکھا ہوا پایا گیا مگر لکھنے والا معلوم نہ ہو۔ (قصص، نبیاء)

(۱۰۵) سرکار علیہ السلام کی ازواج مطہرات میں سے چھ خاندان قریش کے اونچے گھرانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ تھیں: حضرت خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد، حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق، حضرت صفیہ بنت عمر فاروق، ام حبیبہ بنت ابوسفیان، ام سلمہ بنت ابوامیہ، سودہ بنت زمعہ۔ چار ازواج کاندان قریش سے نہیں تھیں بلکہ عرب کے دوسرے قبیلوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ تھیں: حضرت زینب بن جحش، میمونہ بنت حارث، زینب بنت خزیمہ جو ام اسلمین کہلاتی ہیں، حضرت جویریہ بنت حارث اور ایک بی بی سفیہ بنے جی عرب نسل کی نہ تھیں بلکہ خاندان بنی اسرائیل کی ایک شریف نسب واپنی زادی تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم یہ خطیچہ میں جو آپ کے پاس ایک برتن لے کر آ رہی ہیں جس میں کھانا ہے۔ جب یہ آپ کے پاس آ جائے تو آپ ان سے ان کے رب کا اور میرا سلام پہنچا دیں اور ان کو یہ خوشخبری سنا دیں کہ جنت میں ان کے لیے موتی کا ایک گھر بنایا جائے جس میں نہ کوئی شور ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔ (بخاری جلد اول)

(۱۰۷) ایک بار جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہت زیادہ تعریف سنی تو انھیں غیرت آگئی اور انھوں نے کہہ دیا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بی بی عطا فرمادی ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: نہیں! خدا کی قسم خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی۔ جب سب لوگوں نے

میرے ساتھ کفر کیا اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائی اور جب سب لوگ مجھے جھٹل رہے تھے اس وقت انھوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کو تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا مال دیدیا اور انھی کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اور دعوتِ فرعی کی۔ (زرقاتی، جلد سوم)

(۱۰۸) امام طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی میں جنت کا انگوٹھا دیا۔ (زرقاتی، جلد سوم)

(۱۰۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت سودہ نے ایک خوب دیکھا کہ حضور ﷺ پیدل چلتے ہوئے ان کی طرف تشریف لائے اور ان کی گردن پر پناہ مقدس پاؤں رکھ دیا۔ جب حضرت سودہ نے اپنا خواب اپنے شوہر سکران بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا تو انھوں نے کہا اگر تیرا یہ خواب سچا ہے تو میں یقیناً جہدی مر جاؤں گا اور حضور ﷺ تجھ سے نکاح فرمائیں گے۔ دوسری رات حضرت سودہ نے یہ خواب دیکھا کہ ایک چاندنوٹ کرن کے بیٹے پر آکر ہے۔ اس خواب کی تعبیر ان کے شوہر نے یہ دی کہ اب میں بہت جلد اس دنیا سے چلا جاؤں گا اور تم میرے بعد رسول اللہ ﷺ سے نکاح کرو گی۔ یہاں ہی ہوا کہ اسی دن حضرت سکران بیمار پڑے اور کچھ دن بعد انتقال فرمایا۔ (زرقاتی، جلد سوم)

(۱۱۰) ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت سخی اور فیاض بنی تھیں۔ ایک بار میرا مومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درہموں سے بھرا ہوا ایک تھیلان کی خدمت میں بھجوایا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لانے والے نے بتایا کہ درہم ہیں۔ آپ نے فرمایا: بھلا، درہم بھجوروں کے تھیلے میں بھیجے جاتے ہیں؟ یہ کہا اور اٹھا کر اسی وقت ان تمام درہموں کو مدینے کے فقیروں اور مسکینوں پر تقسیم کر دیا۔ (تزیۃ القاری)

(۱۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام مہروما تھا۔ حضرت صدیقہ چھ برس کی تھیں جب حضور ﷺ نے احسانِ نبوت کے دس سال ماہ شوال

میں ہجرت سے تین سال پہلے آپ سے نکاح فرمایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۲) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ کسی بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی

نہیں اترتی مگر عائشہ جب میرے ساتھ بستر نبوت پر سوتی رہتی ہیں تو اس حالت میں بھی مجھ پر اللہ کی وحی ترقی رہتی ہے۔ (بخاری جلد اول)

(۱۱۳) امام ابو نعیم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے دو ہزار دو

سودس حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان میں سے ایک سو چوبیس حدیثیں ایسی ہیں جو بخاری اور مسلم دونوں کتابوں میں ہیں اور بیون حدیثیں ایسی ہیں جو صرف بخاری شریف میں ہیں اور زستھ حدیثیں ایسی ہیں جن کو صرف امام مسلم نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے۔ باقی حدیثیں دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔ (زہد القاری)

(۱۱۴) حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے تمام

ازواج مطہرات پر ایسی دس فضیلتیں حاصل ہیں جو دوسری ازواج کو حاصل نہیں ہوئیں: (۱)

حضور ﷺ نے میرے سوا کسی دوسری کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ (۲) میرے ۱۲

ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس کے ماں باپ دونوں مہاجر ہوں۔ (۳)

اللہ تعالیٰ نے میری براءت اور پاک دامنی کا بیان آسمان سے قرآن میں نازل فرمایا۔ (۴)

نکاح سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک ریشمی کپڑے میں میری صورت لے کر حضور

ﷺ کو دکھلا دی تھی اور آپ تین راتیں مجھے خواب میں دیکھتے رہے۔ (۵) میں اور حضور ﷺ

ایک ہی برتن میں سے پانی لے کر غسل کیا کرتے تھے۔ یہ شرف کسی اور بی بی کو حاصل نہیں

ہوا۔ (۶) حضور اقدس ﷺ تہجد کی نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے سوتی رہتی تھی۔ (۷)

میں حضور ﷺ کے ساتھ ایک لحاف میں سوتی تھی اور آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوا کرتی تھی۔

(۸) وفات قدس کے وقت میں حضور ﷺ کو اپنی گود میں لیے بیٹھی تھی اور آپ کا سر مبارک

میرے سینے اور حلق کے صحیح تھا۔ اسی حالت میں حضور کا وصال ہوا۔ (۹) حضور ﷺ نے میری

باری کے دن وفات پائی۔ (۱۰) حضور اقدس ﷺ کی قبر شریف خاص میرے گھر میں بنی۔

(تفسیر نعیمی)

(۱۵) ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور والدہ حضرت زینب بنت مطلقون تھیں جو ایک مشہور صحابیہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سن تین ہجری میں حضرت حفصہ سے نکاح فرمایا۔ ان کے حزان میں کچھ سختی تھی اسی لیے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر وقت اسی فکر میں رہتے تھے کہ کہیں ان کی سخت کلامی سے حضور ﷺ کی دل آزاری نہ ہو جائے۔ اسی لیے آپ بار بار اپنی بیٹی کو سمجھاتے رہتے تھے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ساٹھ حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے پانچ حدیثیں بخاری شریف میں مذکور ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶) ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سن چار ہجری میں اپنے پہلے شوہر حضرت ابوسلمہ عبد اللہ بن اسد کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ آپ نے حضور ﷺ سے تین سو اربعہ حدیثیں روایت کی ہیں۔ چوراسی حدیثیں کی عمر پانچ سو نوادہ میں روایت پائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷) اسحاق و متین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصل نام سلمہ ہے۔ ان کے والد ابوسفیان جب کفر کی حالت میں تھے اور صلح حدیبیہ کی تجدید کے لیے مدینہ آئے تو سب تکلف ان کے مکان میں جا کر بستر نبوت پر بیٹھ گئے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے باپ کی ذمہ داری پر واہنہ کی اور یہ کہہ کر اپنے باپ اور مکہ کے اس مشہور سردار کو بستر سے اٹھا دیا کہ یہ بستر نبوت ہے میں یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتی کہ ایک ناپاک مشرک اس پاک بستر پر بیٹھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیسٹھ حدیثیں رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں جن میں سے دو حدیثیں بخاری شریف اور مسلم دونوں کتابوں میں موجود ہیں۔ ایک حدیث وہ ہے جس کو تنباہ سلم نے روایت کیا ہے۔ آپ کی وفات سن چوہیس ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں امہات المومنین کے حظیرے میں دفن ہوئیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۹) ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رسول اللہ ﷺ کی بیوی بھی حضرت میسرہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں نکاح کا پیغام بھیجا تو آپ اس قدر خوش ہوئیں کہ ہزار پورا تار رسول اللہ ﷺ کی اس خادمہ کو انعام میں دیدیا جو یہ خوشخبری مائی تھی اور خود سجدے میں گر گئیں اور اس نعمت کے شکرانے کے طور پر دو ماہ لگا تار روزہ دار رہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے نکاح پر جتنی بڑی دعوت دلیمہ فرمائی اتنی بڑی دعوت ازواج مطہرات میں سے کسی کے نکاح کے موقع پر نہیں فرمائی۔ (زبہ القاری)

(۱۲۰) ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی فضیلت عطا فرمائی ہے جو ازواج مطہرات میں سے کسی کو بھی نہیں نصیب ہوئی کیونکہ تمام ازواج مطہرات کا نکاح تو ان کے باپ دادا نے حضور ﷺ کے ساتھ کیا لیکن میرا نکاح حضور ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کر دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے گیارہ صد شیش روایت کی ہیں جن میں سے دو صد شیش بخاری اور مسلم دونوں کتابوں میں ہیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تین سال کی عمر میں من میں یا کیس ہجری میں دنیا سے رخصت ہوئیں اور مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۱) ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زمانہ شبابیت میں چونکہ غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلایا کرتی تھیں اس لیے آپ کا لقب ام المسکین (مسکینوں کی ماں) ہے۔ من تین ہجری میں حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ نکاح کے بعد صرف دو یا تین ماہ زندہ رہیں اور بقیہ الاخرین چار ہجری میں وفات پائی۔ (زرقاتی جلد سوم)

(۱۲۲) ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام پہلے بڑھتا لیکن حضور ﷺ نے ان کا نام بدل کر میمونہ (برکت دینے والی) رکھ دیا۔ (زبہ القاری)

(۱۲۳) ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ہند بنت عوف تھیں ان کے بارے میں عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ دامادوں کے اعتبار سے روئے زمین پر کوئی بڑھپا ان سے زیادہ خوش نصیب نہیں ہوئی کیونکہ ان کے دامادوں میں رسول اللہ ﷺ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی بزرگ ہستیوں شامل ہیں۔ (زر قافی جلد سوم)

(۱۲۴) ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کل چھتر حدیثیں مروی ہیں جن میں سے سات بخاری اور مسلم دونوں کتابوں میں ہیں اور ایک حدیث صرف بخاری میں ہے اور ایک حدیث صرف مسلم میں ہے۔ (تزیین القاری)

(۱۲۵) ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبیلہ بنی مصطلق کے سردار عظیم حارث بن ضرار کی بیٹی ہیں۔ غزوہ بدر مسیح میں قیدی بن کر آئی تھیں اور کنیز کی حیثیت سے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آئیں۔ حضرت ثابت نے یہ لکھ کر دیدیا کہ تم اتنی رقم مجھے دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ آپ حضور ﷺ کی درگاہ میں حاضر ہوئیں اور ماں امداد کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے ان کی ساری رقم اپنے پاس سے ادا کر کے انہیں آزاد کر دیا اور پھر آپ سے نکاح فرمایا۔ جب اسلامی شکر میں یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جویریہ سے نکاح فرمایا تو تمام مجاہدین ایک زبان ہو کر کہنے لگے کہ جس خاندان میں ہمارے آقا ﷺ نے نکاح فرمایا اس خاندان کا کوئی فرد لونڈی یا غلام نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ اس خاندان کے جتنے غلام اور کنیرین مجاہدین اسلام کے قبضے میں تھے سب کے سب آزاد کر دیے گئے۔ (تفسیر نفیس)

(۱۲۶) ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سات حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے دو بخاری شریف میں اور دو مسلم شریف میں ہیں۔ آپ نے پچیس سو سال کی عمر پانچ سو پچاس ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ (زر قافی جلد سوم)

(۱۲۷) ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصلی نام زینب تھا۔ یہ یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر کے بڑے سردار حنی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ یہ خاندان بنی اسرائیل میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ نے دس

حدیثیں رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں جن میں سے ایک حدیث بخاری شریف اور مسلم دونوں کتابوں میں ہے۔ ساتھ برس کی عمر میں سن پچاس یا باون ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ (زرکانی جلد سوم، اربع النبؤۃ جلد دوم)

(۲۸) حرم رسولی ﷺ میں اگرچہ ازواج مطہرات ایک وقت صرف نو تھیں مگر وہ بائیس یا بھی تھیں ایک حضرت ماریہ قبطیہ دوسری ریحانہ۔ (نزہۃ القاری)

(۱۲۹) ایک بار ازواج مطہرات نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ سرکار آپ کی وفات کے بعد پہلے کون سی بیوی صاحب حضور سے بیٹیں گی؟ فرمایا: لمبے باتوں والی۔ سب نے اپنے ہاتھ مارتے تو بی بی سودہ کے ہاتھ لمبے تھے۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے مراد اخلاص تھی۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد تمام ازواج میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلی وفات پائی۔ وہ سخاوت میں سب سے ممتاز تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۰) مکہ مکرمہ سے قریب ہار دیکل کے قاصدے پر ایک جگہ کا نام ہے صرف۔ اس جگہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اسی جگہ حضور ﷺ نے احرام کی حالت میں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح فرمایا تھا اور پھر مکہ سے وہ وہی کے بعد اسی جگہ اپنی قربت بخشی اور بیسویں سن اکبر و ان یا ترقین ہجری میں اس کا وصال ہوا اور بیسویں دفن ہیں۔ آپ حضرت بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ننی تھیں۔ (نزہۃ القاری)

(۱۳۱) رسول اللہ ﷺ کی اکیسویں پشت کے دادا حضرت عدنان پہلے شخص ہیں جنہوں نے کعبہ کو غلاف پہنا یا تھا۔ آپ کا یہ نام اس لیے مشہور ہوا کہ یہ عدنان سے بنا ہے جس کے معنی ہیں قائم اور باقی رہنا۔ کیونکہ شیطانوں جنوں اور انسانوں سے ان کو محفوظ رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کے لیے فرشتے مقرر کر دیے تھے۔ (السیرۃ النبویہ)

(۱۳۲) اللہ تعالیٰ نے جب بخت نصر کو عرب پر مسلط کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ارمیاہیہ اسم کو حکم دیا کہ وہ حضور ﷺ کے بیسویں پشت کے دادا حضرت معاذ بن عدنان کو برقی پر سوار کرا کے نکال لے جائیں تاکہ انھیں کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیاہیہ

اسلام کو بتایا کہ میں محد کی پشت سے ایک نئی پیدا کرنے والا ہوں جس کے ذریعے میں رسولوں کے سلسلے کو ختم کر دوں گا۔ حضرت ارمیہ علیہ السلام اللہ کے حکم سے محد کو اپنے ساتھ شام لے گئے جہاں حضرت محد نے بنی اسرائیل کے حج پرورش پائی اور بخت نصر کی موت کے بعد جب نقشہ آیا تو آپ کے حرم واپس آئے۔ (اسیر و اہلبویہ)

(۱۳۳) رسول اللہ ﷺ کے اٹھارویں پشت کے دادا حضرت مضر چار بھائی تھے: مضر ربیعہ، یاد اور انمار۔ ایک باریکی بات پر ان میں کچھ اختلاف ہو گیا۔ باپ کی وصیت کے مطابق وہ خیران روانہ ہوئے تاکہ افغانیہ میں سے فیضہ لرائیں۔ سفر کے دوران مضر نے گھاس دیکھی جس کو سی اونٹ نے چرا تھا۔ کہنے لگے جس اونٹ نے اس گھاس کو چرا ہے وہ کاٹا ہے۔ ربیعہ نے کہا وہ نکلڑا ہے۔ یاد بولے وہ دم کتا بھی ہے۔ انمار نے کہا وہ بھاگا ہوا ہے۔ تھوڑی دور چلے گئے کہ انھیں ایک شخص ملا جس نے کبادہ سر پر اٹھ رکھا تھا۔ اس نے اونٹ کے دہرے میں پوچھا۔ مضر نے کہا: کیا وہ کاٹا ہے؟ وہ بولا: ہاں۔ ربیعہ نے پوچھا: کیا وہ نکلڑا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ یاد نے کہا: کیا وہ دم کتا ہے؟ وہ بولا: ہاں۔ انمار نے پوچھا: کیا وہ بھاگا ہوا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ بتا دیمیر اونٹ کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: قسم سے ہم نے اسے دیکھا تک نہیں۔ بدو نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دیکھے بتا اس کے تمام نشان قرآن بتا دے؟ وہ بدو بھی ان لوگوں کے ساتھ چل پڑا کہ افغانیہ اپنا فیضہ لرائے۔ جب یہ لوگ افغانیہ کے پاس پہنچے تو سب سے پہلے اونٹ کے مالک نے اپنا دعویٰ پیش کیا کہ ان لوگوں نے میرا اونٹ دیکھا ہے لیکن مجھے بتاتے نہیں۔ کہتے ہیں ہم نے دیکھا ہی نہیں افغانیہ ان سے پوچھا: اگر آپ لوگوں نے اونٹ کو نہیں دیکھا تو اس کی نشانیاں کیسے بتا دیں؟ مضر نے کہا: میں نے جب گھاس کو دیکھا جسے اونٹ نے چرا ہے تو وہ ایک طرف سے چری ہوئی تھی اور دوسری طرف سے جوڑ کی توں لہہا رہی تھی۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ کاٹا ہے۔ جو دیکھا وہ چر لیا اور دوسری طرف جو گھاس اس نے نہیں دیکھی چھوڑ دی۔ ربیعہ نے کہا: اس کے ایک پاؤں کے نشان بہت صاف تھے اور دوسرے پاؤں کے ادھورے تھے میں نے جان لیا کہ وہ نکلڑا ہے۔ یاد نے کہا: میں

نے دیکھا کہ اس کی بیگنیاں صحیح سالم ہیں تو میں نے سمجھ لیا کہ اس کی دم کٹی ہوئی ہے ورنہ اس کی بیگنیاں نوئی ہوئی ہوتیں۔ انمار نے کہا: میں نے دیکھا کہ اس نے گنجان گھاس چرنے کے لیے منہ ڈار بنے لیکن اسے ادھورا چھوڑ کر آگے نکل گیا ہے۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ بھگا ہوا ہے۔ اس لیے وہ اطمینان سے گھاس نہیں چر رہا ہے۔ یہ سن کے جرہی نے اونٹ کے مالک سے کہا: جاؤ اور اپنا اونٹ تلاش کرو۔ ان کے پاس تمہارا اونٹ نہیں ہے۔ پھر اس نے چچھا آپ کون ہیں اور یہاں کیوں آئے ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ ہرزار بن معد کے بیٹے ہیں اور اپنے فیصے کے لیے آپ کے پاس آئے ہیں۔ اس نے کہا: بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ اتنے ذہین ہوتے ہوئے میرے پاس آئے ہیں۔ پھر اس نے ان کی ایک شاندار دعوت کی۔ "خرمیں شراب پیش کی۔ کھانے پینے سے فارغ ہوئے تو مسٹر نے کہا: یہی بہترین شرب عمر بھر میں کبھی نہیں پی۔ کاش اس کے انگور کی بیل قبر پر نہ ہوتی۔ ربیعہ نے کہا: ایسا لذیذ گوشت آج تک نہیں کھایا کاش اس بکری کی پرورش کتیا کے دودھ سے نہ کی گئی ہوتی۔ پوئلے کہا: آج تک ایسا آدمی نہیں دیکھا کاش اس کی نسبت غیر باپ کی طرف نہ کی گئی ہوتی۔ انمار نے کہا: میں نے آج تک ایسی گفتگو نہیں سنی جو ہمارے مقصد کے لیے مفید ہو۔ جرہی نے ان کی باتیں سنیں اور حیرت میں پڑ کر رہ گیا۔ وہ اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا: سچ بتاؤ میں کس کا بیٹا ہوں؟ اس نے بتایا: میں ایک سردار کے نکاح میں تھی وہ لاؤ لد تھا۔ میں نے مناسب نہ سمجھ کر وہ دودھ مر جائے۔ چنانچہ میں نے ایک شخص سے برا کام کیا جس سے تو پیدا ہوا۔ اس نے اپنے باورچی سے شرب کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے تیرے باپ کی قبر پر انگور کی ایک بیل لگائی تھی اس کے انگوروں سے یہ شراب تیار کی گئی۔ اس نے اپنے چہرے سے گوشت کے بارے میں پوچھا اس نے بتایا کہ بکری نے بچہ جنا اور مر گئی۔ میں نے اس کے میمنے کی پرورش کتیا کے دودھ سے کی۔ جرہی ان کی ذہانت دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پھر اس نے دعویٰ سنا اور فیصلہ دیا۔ اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے جد کو حسن و جمال کے ساتھ ساتھ ذہانت کا کمال بھی عطا کیا تھا۔ (تاریخ طبری جلد دوم)

(۱۳۴) حضرت الیاس یا ال یاس حضور ﷺ کی سرحدوں پشت کے دادا تھے۔ اہل عرب انھیں سید اسیر کہتے تھے۔ سب سے پہلے قرانی کا باپ نور نے ربیت اللہ شریف جانے والے ہوئے۔ حدیث شریف میں ہے: الیاس کو برا بھلا مت کہو وہ مومن تھے۔ عرب و لوں میں ان کی مثال ایسی تھی جیسے لقمان حکیم اپنی قوم میں۔ (اسیرِ پلانیہ)

(۱۳۵) حضور ﷺ کی سولہویں پشت کے دادا حضرت مدرک کا اصلی نام عمرو تھا۔ (اسیرِ پلانیہ)

(۱۳۶) حضور ﷺ کی پندرہویں پشت کے دادا حضرت خزیمہ یا خزیمہ تھے۔ ان کی والدہ کا نام سلمی بنت سلم تھا۔ (اسیرِ پلانیہ)

(۱۳۷) حضور ﷺ کی چودھویں پشت کے دادا کا نام حضرت کنانہ تھا۔ ان کی والدہ ہند بنت عمرو بن قیس تھیں۔ کچھ نے لکھا ہے کہ آپ کی والدہ عوانہ بنت سعد بن قیس تھیں۔ (اسیرِ پلانیہ)

(۱۳۸) حضور ﷺ کی تیرہویں پشت کے دادا حضرت نضر تھے۔ ان کا نام قیس تھا۔ اپنے چہرے کی دھمک اور حسن و جمال کی وجہ سے نضر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ان کی والدہ بکامہ مرزہ تھا۔ (اسیرِ پلانیہ)

(۱۳۹) حضور نبی کریم ﷺ کی بارہویں پشت کے دادا کا نام حضرت مالک تھا۔ ان کی والدہ عاتکہ تھیں۔ کچھ نے عکرمہ بھی لکھا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ عاتکہ نام اور عکرمہ لقب تھا۔ (اسیرِ پلانیہ)

(۱۴۰) نضر بن کنانہ کی اولاد کثریش کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ نضر وگوں کی ضرورتوں کے بارے میں ان سے پوچھا کرتے اور ان ضرورتوں کو پورا بھی کرتے تھے۔ اس لیے انھیں قریش کہا گیا۔ کثریش سے بنا ہے یعنی پوچھ گچھ کرنا۔ (اسیرِ پلانیہ)

(۱۴۱) حضور ﷺ کی گیارہویں پشت کے دادا کا نام فہر بن مالک تھا۔ ان کی والدہ جندہ بنت عامر بن حارث بن مرزہ تھیں۔ کچھ روایتوں میں ان کثریش کہا گیا ہے۔ قریش

ایک سمندری جانور (وکیل) کا نام ہے جو بہت ہی طاقتور ہوتا ہے اور سمندری جانوروں کو کھا ڈالتا ہے۔ یہ تمام جانوروں پر ہمیشہ غالب ہی رہتا ہے کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ چونکہ فہر بن مالک اپنی تجارت اور بے پناہ طاقت کی بنا پر عرب کے تمام قبیلوں پر غالب تھے اس لیے عرب والے انھیں قریش پکارنے لگے۔ (زرکانی علی الموہب تاریخ طبری)

(۱۳۲) حضور ﷺ کی دسویں پشت کے دادا کا نام غالب تھا۔ ان کی کنیت ابو نعیم تھی

ان کے دو بیٹے تھے ایک کا نام لوئی تھا دوسرے کا نعیم۔ (ضیاء النبی جلد اول)

(۱۳۳) نبی کریم ﷺ کی نویں پشت کے دادا کا نام لوئی تھا۔ ان کی والدہ کا نام خاتکہ

بنت مخدہ بن نصر بن کنانہ تھا۔ لوئی کو اللہ تعالیٰ نے حلم اور صلہ کی خوبیوں سے نوازا تھا۔ (ضیاء النبی)

(۱۳۴) رسول اللہ ﷺ کی آٹھویں پشت کے دادا حضرت کعب کی شخصیت بڑی

ممتاز تھی۔ وہ ہر جمعہ کو اپنے قبیلہ قریش کو جمع کرتے اور انھیں خطاب فرماتے۔ کعب کی وفات اور حضور ﷺ کی بعثت کے بیچ پانچ سو ساٹھ برس کا عرصہ ہے۔ عربوں نے اپنی تاریخ کی شروعات ان کی وفات کے دن سے کی۔ ابراہیم کی ہمارے سال تک یہی سن استعمال کرتے رہے۔ حضرت کعب پر جا کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب حضور ﷺ کے ساتھ مل جاتا ہے۔ (اکمال۔ ابن اثیر)

(۱۳۵) نبی کریم ﷺ کی ساتویں پشت کے دادا حضرت مرہ تھے۔ ان کی کنیت ابو

دیکدہ تھی۔ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھٹے دادا ہیں۔ (ضیاء النبی جلد اول)

(۱۳۶) حضور ﷺ کی چھٹی پشت کے دادا کا نام کلاب تھا۔ ان کی کنیت ابو زہرا اور

نام حکیم ہے۔ کچھ روایتوں میں عروہ آتا ہے۔ یہ کتبوں کے ساتھ کثرت سے شکار کرتے تھے اس لیے ان کا لقب کلاب ہو گیا۔ یہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ کے تیسرے دادا تھے۔ مشہور یہ ہے کہ عربی مہینوں کے موجودہ نام بھی نے تجویز کیے تھے۔ (ضیاء النبی جلد اول)

(۱۳۷) رسول اللہ ﷺ کی پانچویں پشت کے دادا حضرت قصی تھے۔ ان کا نام زید

تھا۔ یہ چار سو عیسوی کے آس پاس پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت ابو مغیرہ تھی۔ چونکہ آپ کا بچپن اپنے وطن سے دور گزرا تھا اس لیے آپ کا لقب قصی یعنی دور رہنے والا مشہور ہو گیا۔ (طبقات ابن سعد جلد اول)

(۱۳۸) حضور ﷺ کی پوتھی پشت کے دادا عبد مناف تھے۔ ان کا نام مغیرہ تھا۔ یہ بہت حسین و جمیل تھے جس کی وجہ سے انھیں بطحا کا چاند کہا جاتا تھا۔ (تبیاء النبی جلد اول)

(۱۳۹) حضور ﷺ کی تیسری پشت کے دادا ہاشم تھے۔ ان کا نام عمرو بن عبد مناف تھا۔ جب پیدا ہوئے تو ان کے پاؤں کا انگوٹھا ان کے بھائی عبد شمس کے سر سے چپکا ہوا تھا جسے الگ کرنے کے لیے تیز دھار دار آلہ استعمال کیا گیا۔ ایک بار زبردست قحط کی وجہ سے مکہ میں فاسقے تک نہ بہت پہنچ سکی۔ لوگوں کو کئی کئی دن تک کھانا نہ ملا۔ ہاشم مکہ سے شام گئے اور وہاں سے کافور وغیرہ خرید کر اور حج کے دنوں میں لے آئے۔ انہوں نے انہوں کے ساتھ مکہ واپس آئے۔ روئیاں پکائی گئیں۔ اونٹ پر اونٹ ڈال کر لیے گئے۔ سائن میں روئیاں چور کر کے ڈال گئیں اور شہر پر بنایا گیا۔ سب کی دعوت کی گئی۔ اس وجہ سے آپ کو ہاشم کہا جانے لگا۔ حتیٰ روئیاں تو ذکر شور بے میں ملانے والی۔ آپ بچپن سال کی عمر میں اپنے تجارتی کاررواں کو لے کر شام کے علاقہ میں گئے وہیں بیمار ہوئے اور وفات پائی۔ آپ کا مزار غزہ شہر میں ہے۔ (تبیاء النبی جلد اول)

(۱۵۰) حدیث شریف میں ہے کہ ابو لہب کو دو شنبہ کے دن عذاب ہلکا ہوتا ہے اور اسے انگلی چوسنے سے پانی ملتا ہے کیونکہ اس نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی وصیت کی خوش خبری سنانے والی اپنی عورت کو اپنی انگلی کے اشارے سے آزاد کیا تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۵۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے ابو طالب کو آگ میں پایا تو انھیں وہاں سے نکال کر آگ کے ظہیرے میں کر دیا جہاں آگ کی گرمی تو بے عجز تھی۔ سزا میں یہی حضور ﷺ کی خدمت کے صلہ میں ملی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۵۲) ہمارے حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ اپنے والد حضرت عبد

امطلب کے سب سے اڈ لے بیٹے تھے۔ ملک شام کے یہودی کچھ نشانوں سے پہچان گئے تھے کہ نبیؐ خراڑوں کے والد ماجد بھی ہیں چنانچہ ان یہودیوں نے حضرت عبد اللہ کو مار ڈالنے کی کئی بار کوشش کی۔ ایک دن حضرت عبد اللہ شکار کے لیے جنگل میں تشریف لے گئے۔ یہودیوں کی ایک بہت بڑی جماعت بھی ہتھیار وغیرہ لے کر اس نیت سے جنگل میں گئی کہ حضرت عبد اللہ کو قتل کر دیں مگر اللہ کی حفاظت نے اس بار بھی انھیں بچا لیا۔ غیب سے کچھ ایسے سوار چٹک ظاہر ہوئے جو اس دنیا سے الگ ہی نکلتے تھے۔ ان سواروں نے کر یہودیوں کو مار بھگایا اور حضرت عبد اللہ کو حفاظت سے ان کے گھر پہنچا دیا۔ وہب بن مناف بھی اس دن جنگل میں تھے اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا تھا۔ اس لیے انھیں حضرت عبد اللہ سے بے انتہا عقیدت اور محبت پیدا ہوئی۔ انھوں نے گھر آ کر یہ پکارا وہ کر یہ کہ میں اپنی بیٹی آمنہ کا نکاح عبد اللہ ہی سے کروں گا۔ اپنی اس خواہش کو کچھ دوستوں کے ذریعے حضرت عبد المطلب تک پہنچا دیا۔ حضرت عبد المطلب نے اس رشتے کو خوشی خوشی منظور کر لیا۔

(زرقانی و مدارج النبوة)

(۱۵۳) حافظ آبرو کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جناب امیر المومنین حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند رہ بٹے تھے۔ حسن مثنیٰ، زید، عمر، حسین، عبد اللہ، عبد الرحمن، عبید اللہ، اسماعیل، محمد، یحییٰ، جعفر، طحطاہ، حمزہ، ابو بکر اور قاسم۔ پانچ بیٹیاں تھیں۔ ام حسن زینب، ام عبد اللہ، سلمہ اور فاطمہ۔ (تقصیر النبوة)

(۱۵۴) حضرات حسین یعنی سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں آیات مبارکہ آیات مودت اور آیات نہ رانزل ہوئیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۵) ایمان لانے میں سب سے پہلے کرنے اور ہر مرحلے میں نبی کریم ﷺ کا حوصلہ بڑھانے اور ہمت افزائی کرتے رہنے کا صلہ بارگاہ رب العزت سے حضرت سیدتنا فاطمہ بیگم الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل امین کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا جب حضور ﷺ نماز میں تشریف فرما تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے سر عرض

کی۔ یارسول اللہ! اپنے رب کی جانب سے نبی بنی خدا کو سلام پہنچائیے اور انھیں خوشخبری دیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ان کے لیے موتیوں کا بنا ہوا ایک محل مخصوص کر رکھا ہے جس میں کوئی شورش ہوگا اور نہ کوئی کوفت۔ اسے اہل مومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو ب دیا: اللہ تعالیٰ ہی سلام ہے۔ ساری سلامتیاں ہی سے ہیں۔ جبرئیل پر سلام ہو اور یارسول اللہ! آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ پر۔ (اسیرِ ولایت: یہ از زنی و حیات جلد ایک)

(۱۵۶) رسول اللہ ﷺ کے تحت جگر حضرت ابراہیم نے ماہِ ربیع الاول سن دس ہجری میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر سولہ ماہ تھی۔ رحمت عالم ﷺ نے انھیں جنت البقیع میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ ان پر خود نماز جنازہ پڑھائی۔ اور چار گمبیریں کہیں۔ جب انھیں دفن کر دیا گیا تو ایک مشک پانی منکا کر ان کی قبر پر چھڑکا۔ یہ پہلی قبر تھی جس پر پانی پھنکا گیا۔ (نصیب النبی جلد چہارم)

(۱۵۷) طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رحمت کائنات ﷺ نے ایک روز فرمایا: میں رات کو جنت میں گیا وہاں پر جعفر بن ابی طالب کوفرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کھٹے ہوئے بازوؤں کے بدے انھیں دو پر عطا فرمائے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جعفر جبرئیل اور میکائیل کے ساتھ اڑ رہے تھے۔ (اسیرِ ولایت جلد دو)

(۱۵۸) سردارِ عہدِ مطلب کے والد اور حضور ﷺ کے پردادا کو سب سے پہلے یہ خیال پیدا ہوا کہ اس میں اقوامی تجارت میں حصہ لیا جائے جو عرب کے رستے شرق کے شہروں اور شام و مصر کے درمیان ہوتی تھی۔ دوسرے عربی قافلوں کی یہ نسبت قریش کو یہ سہولت حاصل تھی کہ راستے کے سارے قبیلہ بیت اللہ کے خدام ہونے کی حیثیت سے ان کا احترام کرتے تھے۔ چنانچہ ہاشم نے تجارت کی اسکیم بنائی اور اس میں اپنے تینوں بھائیوں کو بھی شامل کر لیا۔ شام کو غسانی یا دثناوے سے ہاشم نے حبش کے بادشاہ سے عہد شمس نے یعنی امراء سے مطلب نے اور عراق و فارس کی حکومتوں سے نوفل نے تجارتی سہولتیں حاصل کیں۔ جو

رشتے نبیوں نے قبیلوں اور آس پاس کی ریاستوں سے قائم کیے تھے ان کی بنا پر انھیں اصحاب ایداف بھی کہا جاتا تھا۔ یعنی الفت پیدا کرنے والے۔ ان بین الاقوامی تعلقات کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہو کہ عراق سے یہ لوگ وہ رسم الخط بھی لائے جو بعد میں قرآن مجید لکھنے کے لیے استعمال ہوا۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۵۹) رسول اللہ ﷺ کے بیسویں پشت کے دادا حضرت عدناں چھٹی صدی قبل مسیح کے بخت نصر کے ہم عصر تھے۔ یہ پہلا شخص تھے جنھوں نے کعبے کو چڑے کا غلاف پہنایا۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۰) رسول اللہ ﷺ کے ایک اور جد معد تھے جو بخت نصر کے دور میں بارہ سال کے تھے۔ بخت نصر نے جب عرب پر حملہ کیا تو اس نے معد کو قتل کرنا چاہا مگر اس کے شکر میں شامل ایک نبی کے یہ کہنے پر چھوڑ دیا کہ اس کی اولاد میں نبوت ہوگی۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۱) نبی کریم ﷺ کے اجداد میں ایک مدر کہ تھے۔ مدر کہ کے معنی ہیں پانی پینے والا۔ ایک سفر میں انھوں نے جنگلی خرگوشوں کے ڈر سے بھاگے ہوئے اپنے گم شدہ اونٹ پا لیے تھے۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۲) رسول اللہ ﷺ کے ایک جد تھے نصر۔ ان کے چہرے کی تروتازگی اور خوب صورتی کے باعث ان کا یہ نام پڑا۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۳) قریش ایک سمندری میوان (ڈھیل) کا نام ہے جو تمام سمندری جانوروں پر غالب رہتا ہے۔ یوں قوت اور طاقت کی خوبی کی وجہ سے اس قبیلے کا نام قریش (طاقتور) پڑ گیا۔ قریش نبی کریم ﷺ کے ایک جد فیر کا لقب تھا ان کی کنیت ابو غالب تھی۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۴) رسول اللہ ﷺ کے ایک دادا کعب کی عزت عرب میں اتنی تھی کہ اس کی وفات سے برسوں کا تعین کیا جانے لگا اور یہ سلسلہ عام النیل (مکہ پر باغیوں کے شکر کی چڑھائی کے سال) تک چلا۔ ایک قول کے مطابق کعب نے ہی یوم عروبہ کا نام بدل کر جمعہ رکھا

تھے۔ سکا زمانہ نبی کریم ﷺ سے پانچ سو ساٹھ سال پہلے تھا۔ انھوں نے ہی خطبے میں سب سے پہلے اہل بعد کہا شروع کیا۔ ان کے بیٹے عدی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جدا ہند تھے۔ (اطلس ہیرقانی)

(۶۵) رسول اکرم ﷺ کے ایک جد کا اب تھا۔ یہ شکار کے بہت شوقین تھے۔ شکاری کتوں کے ساتھ سی ملاتے۔ بے نڈرتے تو لوگ کہتے بھڑکھٹ بن مرہ (یہ کلاب ابن مرہ کہتے ہیں)۔ اس طرح ابن مرہ کا نام ہی کلاب پڑ گیا۔ یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے سونے سے آراستہ دو کواریں کبے کے اندر رکھیں۔ (اطلس ہیرقانی)

(۶۶) کلاب کے بیٹے قصی کا اصل نام زید تھا۔ وہ شیر خوار تھے جب ان کے والد گذر گئے اور ان کی ماں فاطمہ بنت سعد نے ربیعہ بن حرام قرظی سے بیاہ کر لیا جو انھیں شام سے لائے۔ یوں زید اپنے اصل گھر سے دور ہونے کے سبب قصی کہلانے یعنی دور ہونے والا۔ بڑے ہوئے تو آل ربیعہ سے تھمز ابو اور ان سے غریب اللہ یا ربیعہ بنی بے گھر ہار ہونے کا طعن من کر قصی نے اپنی ماں سے اپنی ولدیت کے بارے میں پوچھا۔ اور پھر ان کی جدت سے مکہ مکرمہ چلائے۔ بطحا پر قابض بنو خصاصہ میں بیہ نام کی خاتون سے ان کی شادی ہوئی۔ ان کے خسر بلیل بن خبیہ کی وفات پر ان کے بیٹے ابو غسان مہزش نے کبے کی تولیت قصی کے ہاتھ بیچ دی۔ کبے کی تولیت ملنے پر قصی نے مکہ میں دارالندوہ قائم کیا جہاں قریش جسے یہ جنگ کی تیاری کرتے۔ قافلے بھی سبیں سے روانہ ہوتے۔ نکاح وغیرہ کی رسمیں بھی وہیں ادا کی جاتیں تھیں۔ اس کے علاوہ حابیوں کو پانی پلانے اور ان کے کھانے پینے کا اہتمام کرنے کے منصب عطا کیے۔ ان کے سبب پر قریش نے کھانے پینے کے انتظام کے لیے ایک سالہ رتم مقرر کی تھی۔ قصی نے چمڑے کے خوش بنوائے جن میں حابیوں کے لیے پانی بھردیا جاتا تھا۔ حجاج کے لیے پانی باہر سے لایا جاتا اور اس میں کھجور کا شیرہ اور انگور ٹھنڈ کر کے خوش ذائقہ بنایا جاتا۔ مشعر حرام بھی انہی کی ایجاد ہے جس پر حج کے دنوں میں چراغ جلائے جاتے تھے۔ (اطلس ہیرقانی)

(۱۶۷) قصی کے بعد قریش کی ریاست عبد مناف نے حاصل کی۔ ان کا اصل نام مغیرہ

اور لقب عبد مناف تھا۔ بعد میں قصی نے عبد مناف بن کنانہ سے مشابہت کے باعث ان کا لقب بدل کر عبد مناف کر دیا تھا۔ انھوں نے قصی کی شروع کی ہوئی عمارتیں مکمل کرائیں۔ عبد مناف کے بھائی عبد العزی کے بیٹے اسد تھے جن کی پوتی خدیجہ بنت خویلد سے نبی کریم ﷺ کی شادی ہوئی تھی۔ (طلحہ سیرۃ النبی)

(۱۶۸) عبد مناف کے بیٹوں میں سب سے بااثر تھے ہاشم۔ ان کا نام عمرو اعلیٰ تھا اور

کنیت بو نضہ۔ ایک بار ہاشم تجارت کے لیے شام روانہ ہوئے۔ راستے میں یثرب کے میلے میں ایک حسین عورت سے ملاقات ہوئی جس کا نام سلمیٰ تھا جو بنو نجار سے تھی۔ دونوں کی شادی ہو گئی۔ شادی کے بعد شام چلے گئے اور غزوہ (فلسطین) میں ان کا وصال ہو گیا وہیں دفن ہوئے۔ سلمیٰ سے ان کا بیٹا شیبہ پیدا ہوا جس نے آٹھ برس یثرب میں پرورش پائی پھر ہاشم کے بھائی مطلبؓ کو مکہ لائے۔ (طلحہ سیرۃ النبی)

(۱۶۹) چونکہ شیبہ کی پرورش ان کے چچا مطلب نے کی تھی اس لیے ان کا نام عبد

المطلب یعنی مطلب کا غلام مشہور پڑ گیا۔ ان کا سب سے نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ زمزم کا کنوؤں جو ایک مدت پہلے ریت سے اٹ کر گم ہو گیا تھا اس کا پتہ لگایا اور اسے کھدوا کر نئے سرے سے جاری کیا۔ انھوں نے منت مانی تھی کہ دس بیٹوں کو اپنے سامنے جو ان دیکھ میں گئے تو ایک بیٹا اللہ کی راہ میں قربان کر دیں گے۔ یہ آرزو پوری ہوئی تو دس بیٹوں کو بے رحم کعبہ میں سے دھکیل دیا۔ سب سے بڑا عدوانے کو کہا۔ اتفاق سے قرعہ عبد اللہ کے نام پر نکلا۔ عبد اللہ کی بہنیں رد نے لگیں اور کہنے لگیں ان کے بڑے دس اونٹ قربان کر دیے جائیں۔ دو بار قرعہ ڈالا گیا مگر پھر عبد اللہ کا نام نکلا۔ مطلب نے اب دس اونٹ کی جگہ بیس اونٹ کر دیے یہاں تک کہ تعداد بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹ ہو گئی تب اونٹوں کے نام پر قرعہ نکلا۔ یوں سو اونٹ قربان کرنے پر عبد اللہ بچ گئے۔ یہ واقعہ کی روایت ہے۔ عبد المطلب کی کنیت ابو حارث اور ابو لہی تھی۔ یہ بڑے خوب صورت تھے۔ لمبے قد والے، عمتل میں تیز اور فصاحت و بلاغت

میں مشہور تھے۔ وہ طہ ابراہیمی کے مطابق ایک خدائے واحد کی عبادت کرتے تھے۔
رمضان کا پورا مہینہ جس حرا پر عبادت میں گزارتے۔ غریبوں مسکینوں یہاں تک کہ وحشی
جانوروں اور چڑیوں کو کھانا کھلاتے۔ شراب نوشی محرم عورتوں سے نکاح اور بیٹیوں کو جیتے جی
زمین میں گاڑنے سے سخت نفرت کرتے تھے۔ حطیم میں ان کے جیتنے کے لیے عایچہ بچھا رہتا
تھا جس پر کوئی دوسرا نہیں بیٹھتا تھا۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۰) عبدالمطلب کے بارہ بیٹوں میں سے پانچ نے اسلام یا کفر کی خصوصیت کے
باعث شہرت پائی۔ وہ تھے: ابوطالب، عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عبدالمطلب کے دوسرے بیٹوں کے نام ضرار، قثم، زبیر،
مقننہ، حارث، عبد الکعبہ اور نفیعہ اق تھے۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۱) عہد شمس ہاشم کے چڑواں بھائی تھے۔ یہ جب پیدا ہوئے تو ایک کی انگلی
دوسرے کے پہلو سے جڑی ہوئی تھی جسے کٹ کر الگ کیا گیا۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۲) ازواج مطہرات امہات المؤمنین ہیں امہات المؤمنات نہیں۔ حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں عمر مردوں کی ماں ہوں عورتوں کی نہیں ہوں۔
(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم)

(۱۳) ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخلاق کی تہی پاکیزہ تھیں کہ ایک
بار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: سو اے سودہ کے کسی عورت کو دیکھ کر میرے دل
میں خواہش نہ پیدا ہوئی کہ اس کے جسم میں میری روت ہوتی۔ (ازواج مطہرات۔ شکلیں
ارحمن نقذی مصباحی)

(۱۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حقہ مبارک رسول اللہ ﷺ سے
ہجرت کے ایک سال پہلے مکہ مکرمہ میں ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر چھ سال تھی۔ آپ کی رخصتی
ہجرت کے بعد سن دو ہجری میں ہوئی۔ اس وقت آپ نو سال کی تھیں۔ (ازواج
مطہرات۔ شکلیں ارحمن نقذی مصباحی)

پانچواں باب: خلفائے راشدین

(۱) خلیفہ اور بادشاہ زندہ لوگوں کے سامنے ظاہر چاہیے۔ مردہ یا چھپے ہوئے کی بادشاہت یا خلیفہت درست نہیں کیونکہ ملکی انتظام اور خلافت کا مقصد اس سے حاصل نہیں ہوتا۔ جب موسیٰ علیہ السلام متواتر لینے کوہ طور پر گئے اور ماضی طور پر اپنے ملک سے غائب اور لوگوں کی نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو جناب ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے گئے۔ اگر غائب کی خلیفہت اور سلطنت درست ہوتی تو آپ خلیفہ کیوں مقرر کرتے۔ ہمارے حضور ﷺ کی اتنی ہیں مگر آپ کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ لہذا بارہویں امام حضرت مہدی کو نائب خلیفہ ماننا اصول کے حساب سے غلط ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲) ایک صحابی رسول نے ثانی الشہین از صفاتی الغار والی آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ سارے صحابہ کی صحابیت سے انکار پر کفر لازم نہیں آتا مگر ایک صحابی یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار کرنے والا قرآن عظیم کا انکار کرنے والا ٹھہرتا ہے اور اس سے کفر لازم آتا ہے۔

(۳) آزادوں جو انوں میں سب سے پہلے ایمان لائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محروماتوں میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بزرگوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلاموں میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آزاد شدہ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (بخاری شریف)

(۴) سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عبد الرحمن ابن ماجہ مروی نے ایک عورت قحط کے عیش میں گرفتار ہو کر اسی کے کہنے پر شہید کیا۔ سیدنا مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے کی نماز امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ (نزہۃ القاری)

(۵) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رات خواب دیکھا کہ چاند مکہ میں ترا ہے اور تمام گھروں میں اس کی روشنی پھیل گئی ہے اور اس کا ایک ایک ٹکڑا ہر گھر میں گرا ہے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ چاند کے ٹکڑے ہوئے ٹکڑے کجا ہو گئے اور وہ کھال چاندان کی

گود میں آگیا۔ اہل کتاب کے کسی عالم نے اس خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ وہ نبی جس کی آمد کے ہر منتظر میں اور جس کے ظہور کی گھڑی بالکل قریب آگئی ہے وہ ظاہر ہوگا اور آپ اس کی طاعت و پیروی کریں گے اور اس کی اطاعت کی برکت سے آپ سارے جہاں میں سعید ترین شخص ہوں گے۔ (ضیاء الیقین جلد دوم)

(۶) حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ شان ہے کہ انھیں افضل البشر بعد الانبیاء کہا گیا ہے یعنی نبیوں کے بعد سب سے افضل انسان۔ (تفسیر نعیمی)

(۷) مہاجرین اور انصار میں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی صحابی ایسا نہیں ہے کہ خود اور ان کے والدین اور بیٹے دنیاں سب کے سب مسلمان ہوں۔ (مدارک)

(۸) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ایام جاہلیت میں عہد انکبوت تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کا نام عہد اللہ رکھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اس لیے جنتی یعنی جہنم کے عذاب سے آزاد مشہور ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰) سن ذہجری میں جناب سرور کائنات ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر اہل بیت بنائے اور انھیں سو آدمیوں کا قائد حج کے لیے روانہ کیا تھا۔ اسلام میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلا امیر حج ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱) نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: میں کسی کو نہیں جانتا جو میرے نزدیک رفاقت میں احسانات کے اعتبار سے ابو بکر سے افضل ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلیہ بننے کے بعد بھی تجارت کرتے تھے۔ آپ روزانہ کپڑے کی چادریں کندھے پر اٹھا کر بازار جاتے اور معمولی آدمیوں کی طرح فروخت کر کے نذر سر کرتے۔ بعد میں خلافت کا کام بڑھ جانے کی وجہ سے تجارت ترک کر دی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳) مولیٰ بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ کے بعد سب

”دیسوں میں جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میری محبت اور ابو بکر و عمر سے دشمنی کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتی۔“ (تفسیر نعیمی)

(۱۴) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں

ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا درجہ وہی تھا جو اس وقت ہے یعنی روضہ انور میں سب سے زیادہ قریب حاصل ہے۔“ (تفسیر نعیمی)

(۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سو بیالیس احادیث مروی

ہیں۔“ (تفسیر نعیمی)

(۱۶) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ ابو بکر و عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہما ہر دو عادل امام تھے۔ ہمدان کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دشمن سے بے زار ہیں۔“ (تفسیر نعیمی)

(۱۷) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر جب سیدنا مولا علی کرم اللہ

تعالیٰ وجہہ الکریم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: انا نندوا لہ وانا الیہ راجعون۔ پھر آپ کے مکان پر آنے اور فرمایا: ”ج خلقت نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔“ (تفسیر نعیمی)

(۸) جس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا اس

وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم کی پونجی تھی جو آپ نے اسلام کے لیے وقف کر دی۔ ظہور اسلام سے بے رحمت تک پچیس ہزار خرچ ہو چکا تھا باقی پانچ ہزار درہم کی پونجی ہجرت کے وقت تھوڑے بڑے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹) حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو آسمان پر ناپسند کرتا ہے کہ ابو بکر کوئی خطا

کرے۔“ (تفسیر نعیمی)

(۲۰) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اللہ کی نصرت اور رسول کی رفاقت

حاصل تھی اس کے بدلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام عمر کی نیکیاں دینے کو تیار تھے۔“ (تفسیر

(نہی)

(۲۱) ایک بار حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ ابو بکر کو قیامت کے دن میرے ہی درجہ میں جگہ دینا۔ (تفسیر نہی)

(۲۲) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے کس روز وصال فرمایا؟ انھوں نے فرمایا: دو شنبہ کے دن۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے بھی امید ہے کہ میں بھی اسی روز وفات پاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے دو شنبہ کے دن انتقال فرمایا۔ (ابو بکر لیسوی، اہل السنہ و الجہد و الفکر)

(۲۳) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو برس تین ماہ گیارہ دن تخت خلافت پر بیٹھ کر افرورہ رہ کر بائیس چار سو اسی تیرہ ہجری کو تیرہ سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ (تفسیر نہی)

(۲۴) حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کو نہیں جانتا وہ گناہ گار ہے۔ (تفسیر نہی)

(۲۵) حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے چار وزیر بتائے گئے ہیں۔ دو آسمان و ارض میں، دو زمین و آسمان میں۔ آسمان و ارض میں حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام اور زمین و ارض میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (تفسیر نہی)

(۲۶) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں مرزہ بن کعب پر پہنچ کر حضور نبی کریم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۲۷) جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں سترہ تہذیبوں کی امامت کی۔ (تفسیر نہی)

(۲۸) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ کے قاضی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس وقت معاملات کی صفائی کا یہ عالم تھا کہ ایک سال کے عرصہ میں ایک بھی مقدمہ پیش نہیں ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عام انسانوں کے لیے ایک عالم تجلی فرمائے گا اور ایک تجلی خاص طور پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے فرمائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰) رسول خدا ﷺ نے فرمایا سوائے نبی کے کسی دوسرے ایسے نبی پر قیام طلع و غروب نہیں ہوا جو ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے افضل ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی سب سے پہلا کلمہ طیبہ کے ذکر کا طریقہ باطن کی صفائی کے لیے تعلیم کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی اسلام میں سب سے پہلا جتہا دکیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۳) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گورے چنے اور دبے پتلے تھے۔ کسی قدر کمر جھکی ہوئی تھی۔ کھنکھاس ڈرا اندر سنی ہوئی ہال ٹھنکریا لے پیشانی اونچی قدموزوں اور انگلیوں کے جوڑ گوشت سبزی تھے۔ آپ بہت کم بات کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۴) رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنتیوں کی جہالت کا سردار بتایا اور جنت کے سب دروازوں سے ان کی پکار اور بلاؤں کی خوشخبری دی اور یہ بھی فرمایا: میری امت میں سب سے پہلا ابو بکر جنت میں داخل ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۵) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: میں نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے ایک ابو بکر کو چھوڑ کر کہ ان کے احسانات کا بدلہ قیامت میں اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ مبارک باب المسجد کے سامنے رکھ کر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجہ انکرام نے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا اور عرض کیا:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ابو بکر حاضر ہیں۔ بندہ دروازہ خود بخود کھل گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرمہ گاہ سے واز آئی۔ محبوب کو محبوب سے ملا دو۔ اس تجارت کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں تدفین اس طرح عمل میں آئی کہ آپ کا سر مبارک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینہ اطہر کے با مقابل رکھا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷) صحابہ کے شیخین حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد شین کے شیخین حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم فقہاء کے شیخین، امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور منطق کے شیخین بوعلی سینہ اور فارابی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عملی طور پر اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنا خلیفہ مقرر فرما دیا تھا کہ مکہ کی فتح کے بعد آپ کو حج میں اپنی طرف سے کچھ عادات کرنے بھیجا اور اپنی وفات کے قریب آپ کو مصطفیٰ پر کھڑا کیا، امام بتایا اور یہ جہد نام بتایا کہ جس جماعت میں ابو بکر ہوں اس میں کسی کو امام بننے کا حق نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نصیب صحابی ہیں کہ آپ کی چار پشت تک صحابیت ہے۔ ماں باپ صحابی، خود صحابی، بیٹے صحابی پوتے نواسے صحابی۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۰) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر معرفت حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شریعت حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طریقت اور حضرت سیدنا سواہل کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر حقیقت غالب تھی۔ (روح البیان)

(۴۱) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز پر ابو بکر اور عمر جمع ہو جائیں یعنی متفق اترائے ہو، ہم تو میں اس کی مخالفت کبھی نہ کروں گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۲) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رات ہوتی تو بچے پاؤں پر دے مارتے اور کہتے آج تو کہاں کہاں گیا تھا؟ (تفسیر نعیمی)

(۴۳) ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جماعت فوت ہوئی۔ اس پر آپ نے چھوہارے کا ایک قیمتی باغ خیرات کر دیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۴) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بار عشاء کی نماز ادا کرنا شروع ہوئی۔ صبح کو اس کے کنارے میں دو غلام آزاد کیے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۵) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت میں تین سو قلعے کافروں کے فتح کیے۔ آپ کی خلافت کے زمانے میں چھتیس ہزار شیر اور تھبے مفتوح ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶) چار بکھیروں کے ساتھ باجماعت جنازے کی نماز کی شروعات سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷) خائفے راشدین میں سب سے پہلے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین بنائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھتیجے بھر کے اہلکار ایک کتاب میں لکھ کر رکھ دیا کرتے تھے اور ہر جمعہ کو اپنے نفس سے حساب لیتے تھے۔ آنسوؤں کی اثرات نے آپ کے رخساروں پر دوسیا نشان ڈال دیے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ عبادت اور ریاضت میں کھل جانے کی نمائش کر رہا ہے تو آپ نے اسے ایک کوڑا سید کیا اور فرمایا: اللہ تیرا برا کرے ہمارے مدین کو مردہ بنا کر پیش مت کر۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے برابر اپنی قبر کی جگہ مخصوص کر رکھی تھی لیکن سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے درخواست کی تو انھوں نے جنت کا یہ تختہ انھیں دیدیا۔ (بخاری)

(۴۱) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانہ کعبہ پر ہاتھیوں کے شکر کی چڑھائی کے تیرہ برس بعد پیدا ہوئے۔ انیسالیس مردوں کے بعد حضور ﷺ کی دعا سے من چھ ہوئی میں ایمان لائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۲) جو یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات کے قریب مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

(نعمی)

(۵۹) حضرت عبداللہ بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھ کر فرمایا یہ میری آنکھیں اور کان ہیں۔
(تفسیر نعمی)

(۶۰) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا ایک تر ازو آسمان سے اتر اس میں حضور کو اور ابو بکر کو لا گیا تو حضور ﷺ بھاری نکلے۔ پھر ابو بکر اور عمر کو تو لا گیا تو ابو بکر بھاری نکلے۔ پھر عمر اور عثمان کو لا گیا تو عمر بھاری نکلے۔ اس کے بعد تر ازو اٹھالی گئی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ سجدہ ہو گئے اور فرمایا اس سے مراد نبی کی جانشینی ہے پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عطا فرمائے گا۔ (تفسیر نعمی)

(۶۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک ہار چاندنی رات تھی اور

حضور ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں؟ فرمایا: ہاں عمر کی نیکیوں۔ میں نے عرض کیا: ابو بکر کی نیکیوں کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا: عمر کی تمام نیکیاں ابو بکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ (تفسیر نعمی)

(۶۲) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہو گا اور میرے رفیق جنت میں عثمان ہوں گے۔ (تفسیر نعمی)

(۶۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ رسول مقبول ﷺ کی

حیات مبارکہ میں اس ترتیب سے کہا کرتے تھے۔ ابو بکر، عمر، عثمان۔ (تفسیر نعمی)

(۶۴) حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سودان دقشیر نے شہید کیا۔

(تفسیر نعمی)

(۶۵) پچھلی امتوں میں یہ عزت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی کو

حاصل نہیں ہوئی کہ بغیر کی دو بنیاں ایک امتی کے نکاح میں آئی ہوں۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۶) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام ہر ات چاہتے ہو اور ایک رکعت میں پورا

قرآن شریف تم ریتے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۷) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ شان ہے کہ جس بات سے رسول اللہ

ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اس سے زندہ گی بھر شرمگاہ کو نہ چھو۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۸) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے بھی

شراب کو ہاتھ نہیں لگایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۹) اسلام قبول کرنے کے بعد خری دم تک ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنے کا سیدنا

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول رہا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۰) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی عروہ کے

فرزند ہیں جو حضرت عبداللہ کے ساتھ جزاں پیدا ہوئی تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۱) سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اس قدر دولت کی

فراوانی تھی کہ ایک لونڈی اپنے وزن کے برابر قیمت پر ایک گھوڑا ایک لاکھ درہم میں اور

ایک کھجور کا درخت ایک ہزار درہم میں بکتا تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۷۲) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ایران کا خری بادشاہ یزدجرد

مارا گیا۔ (نزہۃ القاری)

(۷۳) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خوب صورت بچے کو دیکھا تو فرمایا:

اس کی تھوڑی کے ٹڑھے میں کانک لگا دو نظر کی تیزی کم ہو کر اثر ظاہر نہیں ہوگا۔ (مکملہ

طریقت)

(۷۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک بار رسول اللہ ﷺ سیدنا صدیق

اکبر سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ احد پھاڑ پر چڑھے۔ پھاڑ

مرو نے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھاڑ پر لات مار کر فرمایا: ٹھہر جا اے احد! تجھ پر ایک نبی

ایک صدیق اور ایک شہید ہی تو ہیں۔ (بخاری شریف)

(۷۵) حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریمؓ سے فرمایا تم قربت رکھنے میں مجھ سے ایسے ہی ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے مگر فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (اور ہارون پیغمبر تھے) (لحدیث)

(۷۶) حضرت عمر ابن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نسب میں علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور علیؓ ہر مومن کا دوست ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۷) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: جس کا میں دوست ہوں اس کا دوست علیؓ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۸) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علیؓ سے منافق کو محبت نہ ہوگی اور مومن علیؓ سے بغض نہیں کرے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۹) حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجہ الکریم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی۔ (اشرف المصابیح: علامہ یوسف بن اسماعیل مہبانی)

(۸۰) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قد سب سے بڑا تھا۔ ان کے چار انگلی ہمارے ایک ایک ہانشت کے برابر تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سب سے زیادہ نرم دل اور رحم والے دو بکر ہیں اور اللہ کے حکم کی تعمیل میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں اور کامل حیا والے عثمان ہیں اور سب سے بڑھ کر فرض شناس زید بن ثابت ہیں اور سب سے زیادہ حلال اور حرام کو جانتے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر امت کا ایک یمن ہوتا ہے میری امت کے امین ابو سعیدہ ابن جراح ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(تفسیر نعیمی)

(۸۲) حضرت - نذیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی۔ - نذیر کہتے ہیں: میں نے حساب لگایا تو پورے تیس سال خلافت رہی۔ - دو سال حضرت صدیق اکبر کی دس سال حضرت فاروق اعظم کی بارہ سال حضرت عثمان غنی کی اور چھ سال مولا علی کی۔ - ضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۳) خلفائے راشدین اور دوسرے تمام صحابہ ہمیشہ سر منڈواستہ رہے۔ (تفسیر

(نعیمی)

(۸۴) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک سرخ رنگ کے سرخ نے آپ کے بدن میں دو تین ٹھونس ماریں۔ آپ نے یہ خواب جمعہ میں بیان کر دیا۔ اس خواب کی تفسیر یہ بیان کی گئی کہ کوئی کافر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرے گا۔ چنانچہ جمعہ کے دن یہ خواب بیان کیا گیا اور بدھ کے دن صبح کی نماز میں آپ زخمی کیے گئے۔ فیروز نامی ایک آتش پرست شرک غلام نے آپ کو دو دھاروں خنجر سے زخمی کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ انھیں فیروز نامی ایک آتش پرست نے زخمی کیا ہے تو آپ نے فرمایا: الہی تیرا شکر ہے کہ میری موت کسی کلمہ گو کے ہاتوں نہیں ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۵) بکان کے وقت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی عمر شریف کیس برس پانچ

۱۰ اور سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر شریف چند روزہ سال ساڑھے پانچ ماہ تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۶) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارا سال اللہ ﷺ کے ساتھ

ایک جگہ اترے۔ یہ وادی فہم کے نام سے مشہور تھی۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کے جمع ہو جانے کا اعلان کیا گیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ حضور ﷺ نے نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ پھر حضور ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا۔ میں اپنی چادر کھینچ کر اس درخت پر سایہ کیے ہوئے تھا جس کے نیچے

رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو نہیں جانتے؟ کیا تم اس بات کی شہادت نہیں دیتے کہ میں ہر مومن سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں؟ سب نے عرض کی: حضور نے بجا فرمایا۔ تب رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: جس کا میں مددگار اور دوست ہوں علی مرتضیٰ بھی اس کے مددگار اور دوست ہیں۔ اے اللہ جو ان کو دوست بناتا ہے اسے تو بھی پناہ دوست بنا اور جو ان سے دشمنی کرتا ہے ان سے تو بھی دشمنی کر۔ (اسیرۃ المنہدیہ ابن کثیر)

(۸۰) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایک کلرک ایک کافر رکھ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یہ کیا؟ عرض کیا کہ اس شہر میں کوئی پڑھ لکھا مسلمان نہیں اس لیے مجبور کافر کو رکھنا پڑا۔ آپ نے فرمایا: اچھا اگر یہ مر جائے تو کیا کرو گے؟ عرض کیا: پھر کوئی اور بند و بست کر لوں گا۔ فرمایا: دو بند و بست بھی کر لو۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۸) ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ رہے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ عمر ہیں جو تشریف لارہے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ہاں۔ پھر فرمایا: جبریل! کیا آسمان والے بھی عمر کو پہچانتے ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس خدا کے برتر کی قسم جس نے آپ کو حقوق کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے عمر آسمان پر زمین کے مقابلے زیادہ مشہور ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل! عمر کے کچھ فضائل بیان کرو۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر میں تو علیہ السلام کی عمر لے کر آپ کے دربار و عمر فاروق کے فضائل بیان کرنا چاہوں تو پورے بیان نہ کر سکوں گا۔ جب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ محسوس میں تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر! میں رسول بنا کر نہ بھیجا گیا ہوتا تو اب نہ تم وغیرہ ہوتے۔ (مجمع سنابل شریف)

(۸۹) حضرت عمر بن عبد العزیز بن مرہ ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفائے راشدین میں

سے ایک ہیں۔ من اکسٹھ ہجری میں حلو ان مصر کے ایک شیر میں اسی ساں پیدا ہوئے جس سال سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔ آپ کا لقب فتح بھی ہے جس کے معنی ہیں چہرے یا سر کے زخم والا۔ بچپن میں گھوڑے سے پیشانی پر مار دیا تھا اسی کا نشان رہ گیا تھا۔ آپ وید بن عبدالملک کے زمانے میں سات سال مدینہ طیبہ کے والی رہے۔ اسی زمانے میں مسجد نبوی کی توسیع کی۔ ازواج مطہرات کے حجروں کو مسجد میں داخل کیا۔ جسکی سے روندا قدس بھی مسجد کے اندر آ گیا۔ چالیس سال کی عمر میں جب من ایک سو ایک ہجری میں اصحاب فرمایا۔ دیر سمعان میں حلب کے مقام پر دفن ہوئے۔ (تذکرۃ القاری)

(۹۰) رسول اللہ ﷺ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راز پر چستے تھے: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! ایمان کیا چیز ہے؟ رسول اللہ ﷺ انھیں ان کے درجے سے بڑھ کر ایمان بتا دیتے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و زانہ خود کو اسی درجے پر پہنچا دیتے اور پھر سوال کرتے اور رسول اللہ ﷺ ان کے ایمان سے بڑھ کر دوسرا مقام بتا دیتے۔ اسی طرح روز حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان بڑھتا گیا اور اس مرتبے پر پہنچا کہ حضور ﷺ نے فرما دیا: اگر ابو بکر کا ایمان میری امت کے ایمانوں کے ساتھ تول جائے تو ان کا ایمان وزنی ٹھہرے۔ (صحیح سنن شریف)

(۹۱) مولیٰ کریم اللہ وجہ الکریم کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں: جب میرا یہ بچہ پیدا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اس کا نام علی رکھا اور اس کے منہ میں اپنا اصحاب دین ڈال اور اپنی زبان مہارک اس مولود مسعود کو چوسنے کے لیے اس کے منہ میں ڈالی جسے یہ بچہ ہر دستہ باہر اس تک کہ سو گیا۔ (السیرۃ النبویہ فی دستان جلد اول)

(۹۲) حضرت سیدنا علی کریم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم فرمایا کرتے کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کا لقب الصدیق آسمان سے نازل فرمایا ہے۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۹۳) رحمت عالم ﷺ جب اپنی حیات ظاہری کے آخری ایام گزار رہے تھے تو ایک

روز حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ کی خدمت سے باہر آئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشورہ دیا کہ آپ اس وقت خلافت کے بارے میں بارگاہ نبوی میں عرض کریں تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ حضور ﷺ کے بعد منصب خلافت پر کون فائز ہوگا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جواب دیا: میں ہرگز حضور ﷺ سے اس بارے میں نہیں پوچھوں گا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں خلافت کا مطالبہ کروں اور حضور ﷺ مجھے اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں تو پھر ہمیشہ کے لیے ہم اس منصب سے محروم کر دیے جائیں گے۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۹۴) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رشا ذریٰ من کنت مولاً فعلی مولاً (میں جس کا دوست اور مددگار ہوں علی مرتضیٰ بھی اس کے دوست اور مددگار ہیں) سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی امامت و خلافت کے لیے نص ہے؟ آپ نے فرمایا اگر یہ نص ہوتی اور اس سے سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی امامت و خلافت کو ثابت کرنا مقصود ہوتا تو حضور نبی کریم ﷺ وضاحت و نصاحت سے یوں فرماتے: اے لوگو میرے بعد یہ (علی مرتضیٰ) تمھارے والی ہوں گے اور میرے بعد یہ تمھارے امور کے ناظم ہوں گے ان کا حکم سنا اور ان کی اطاعت بجا آنا۔ بخدا اگر رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنا خلیفہ بنایا ہوتا اور آپ نے اس کا مطالبہ کرنے سے جتناب کیا ہوتا تو یہ حضرت علی کی سب سے بڑی غلطی ہوتی۔ (امیر مصلحیہ جلد ۲)

(۹۵) حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گئے کھڑا کیا اور سب لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ اس وقت میں وہاں حاضر تھا غائب نہیں تھا۔ میں محنت نہ بتا رہا تھا اگر مجھے حضور ﷺ آگے کھڑا کرنا چاہتے تو حضور ﷺ مجھے کھڑا کر دیتے لیکن ایسا نہیں کیا۔ اس لیے جس بستی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا ہم اس کو اپنی دنیا کے لیے بھی پسند کرتے ہیں۔ (اسد الغابہ علامہ ابن شیر)

(۹۶) امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درویشی کا یہ عام تھا کہ وفات کے دن گھر میں کفن کے لیے پیسہ نہیں۔ پہنے ہوئے کپڑے دھو کر اس میں کفن دیا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۷) فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گورے چٹے اور از قد اور نیم شیم ڈی تھے۔ بائیں بات سے بھی دائیں بات ہی کی طرح کام لے سکتے تھے۔ روزتے ہوئے گھوڑے پر اچک کر بیٹھ جاتے۔ ابن سعد کے مطابق زمانہ جاہلیت میں عکاظ کے میلے میں کشتی بھیڑا کرتے تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں اپنا باب نشین مقرر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن حیرہ ہجری سے سن تھیس ہجری تک ایسے عمدہ طریقہ سے حکومت کی کہ ایک افسانوی کردار محسوس ہونے لگے۔ ان سے پہلے یا بعد میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ پہلے خلیفہ تھے جو امیر المومنین کہلائے۔ آپ نے باقاعدہ فوج کا شعبہ قائم کیا، لوہیوں کی تختہ ہیں مقرر کیں اور چھاؤنیاں بسائیں۔ ابو لؤلؤ فیروز فارسی نے سائیکس ڈی انچہ کو انھیں مسہد میں زہر میں بچھے مخمر سے زخمی کر دیا اور چند روز بعد یزید حرمن جو بیس ہجری کو زخموں کی تاب نہ آ کر آپ شہید ہوئے۔ خلافت فاروقی میں بائیس لاکھ رطل مکمل پر محیط علاقے اور ملک سلطنت اسلامیہ میں شامل ہوئے۔ ایک مغربی مؤرخ نے لکھا ہے: اگر ایک اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوتا تو روئے زمین پر اسلام ہی کا پرچم بلند ہوتا نظر آتا۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۹۸) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حرم شریف میں بند آواز سے قرآن شریف کی تلاوت شروع کی تو کافروں نے آپ کو اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے اسی غشی کی حالت میں آپ کو اٹھا کر گھر لایا گیا اور کئی پہر گزرنے کے بعد آپ کو ہوش آیا۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۹۹) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقت رحلت فرمایا: اے عائشہ! دکھو یہ تو وہ اونٹنی ہے جس کا ہم نے دودھ پیا اور یہ ہے وہ بچہ جس میں کھانا تیار کرتے تھے اور یہ وہ چادر ہے جو ہم اوڑھنا کرتے تھے ان تینوں چیزوں سے ہم اس وقت فائدہ اٹھا رہے تھے

جب ہر مسلمانوں کے سامنے تھے۔ لہذا جب میں مریاؤں تو یہ عمر کو دیکھ کر دینا۔ چنانچہ جب آپ وفات پا چکے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ تینوں چیزیں حضرت فاروق اعظم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیں۔ آپ نے فرمایا: اے ابو بکر! آپ پر خدا کی رحمت ہو! آپ نے اپنے بعد آنے والے کو تمہارا دینے کا سامان کر دیا۔ (کبیر)

(۱۰۰) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ بنو امیہ کے ایک معزز رکن تھے۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوشش سے وہ مشرف ہا سلام ہوئے تو ان کا چچا ان کو کچے چمڑے میں لپیٹ کر اور اسے رسی میں باندھ کر دھوپ میں ڈال دیا کرتا تھا۔ کچے چمڑے کی بدبو اور اس پر عرب کی دھوپ۔ آپ حضرت عثمان کی تکلیف کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۱۰۱) غزوہ تبوک کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے اغنیاء اور امیہ ثروت کو جہاد کے لیے مالی اعانت دینے کا حکم دیا تو سب سے پہلے جو صحابی اللہ کی راہ میں اپنی عمر بھر کا اندوختہ پیش کرنے کے لیے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ کے گھر میں جو سرمایہ تھا وہ سب ایک گھنڑی میں باندھا اس میں چار ہزار درہم کے علاوہ اور بھی چیزیں تھیں۔ یہ سب کچھ لاکر اپنے آقا ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ نبی رحمت ﷺ نے دریافت کیا: تم نے اپنے گھر والوں کے لیے بھی کچھ چھوڑا؟ عرض کیا: میں اپنے گھر میں ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ (سبل الہدی جلد ۵)

(۱۰۲) حضرت امام احمد بن حنبل اور امام بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان کی آستین میں دس ہزار دینار تھے وہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی جھولی میں پٹ دیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے شکر اسلام کے تیسرے حصہ یعنی دس ہزار مجاہدین کے لیے سواری کے جانور اسلحہ زبرجیں اور دیگر ضروریات

جہاد میں کہیں۔ (تاریخ انجلیس جلد ۲، السیرۃ النبیہ احمد بن زنی و حاتم جلد ۲، سیل بہدی عدد ۵)

(۱۰۳) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لیے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۴) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت رکوع کی حالت میں چاندی کا چھند رکھنا میں دینے کی جو بات مشہور ہے وہ محض اختراع ہے۔ مولانا علی پر بھی رکوع فرض ہی نہیں ہوئی۔ آپ کی زندگی منطقی اور فاقوں میں تیزی۔ (سیرت مولیٰ عربی)

(۱۰۵) حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد سے فرمایا: جب میرا بیٹا علی پیدا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اس کا نام علی رکھا اور اس کے منہ میں چٹا عجب دہن ڈالا اور اپنی زبان مبارک اس مولود مسعود کو چومنے کے لیے اس کے منہ میں ڈال جس سے وہ بچہ چوستار پایاں تک کہ سوتا۔ (السیرۃ النبیہ جلد اول)

(۱۰۶) خلفائے راشدین اور اماموں کے سلسلے کے خاتم امامہ ہدیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سید اکبر سید امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۷) جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے صرف بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہی غسل دیا۔ اس پر صحابہ نے اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے علی! فاطمہ تمھاری دنیا اور آخرت میں بیوی ہیں سو میرا نکاح ان کی وفات سے تو باقی نہیں۔ یہ مولیٰ علی کی خصوصیت تھی۔ آپ نے اپنی اور کسی بی بی کو غسل نہیں دیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۸) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب تراب ہے یعنی پٹ پٹ چٹ رحمد کرنے والا شیر۔ (خازن روح المعانی تفسیر کبیر)

(۱۰۹)۔ اہل حق نے اس خیال سے کہ خارجی مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مزار پاک کی بے حرمتی نہ کریں ان کی قبر اطہر پوشیدہ کر دی۔ چنانچہ ایک مدت تک کسی کو پتہ ہی نہ

چاہے کہ قبر شریف کہاں ہے؟ ایک بار بارون رشید شکار کو جنگل میں گیا۔ کتوں کو ہرنوں پر چھوڑا۔ تھو کتوں نے ہرنوں پر حملہ کیا اور تھہرنا کتوں سے ڈر کے بھاگے۔ بارون رشید کو سخت تعجب ہو۔ ایک بوڑھے سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے؟ وہ بولا: ہم بزرگوں سے سنتے آئے ہیں کہ اس جنگل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے۔ جب بادشاہ نے یہ سنا تو تحقیق کر کے وہاں روئے نہوا دیا۔ چنانچہ اب اس مقام کو نجف اشرف کہتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰) حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد ماجد ﷺ کے وصال کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں اور جب تک دنیا میں رہیں بالکل نہیں سنیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱) حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں مشہور ہے کہ جب لڑائی میں آپ کے تیر ٹب جاتے تو انھیں نکالنے کا کامناز کی حالت میں کیا جاتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا: تم مجھ سے قرابت رکھنے میں ایسے ہو جیسے ہارون علیہ السلام مولیٰ علیہ السلام کے واسطے تھے مگر فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (اور ہارون پیغمبر تھے)۔ (اللہ بیٹ)

(۱۳) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نسب میں علی مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور علی ہر مومن کے دوست ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کا میں دوست ہوں اس کا دوست علی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵) رسول خدا ﷺ نے فرمایا میں حکمت کا مکان ہوں اور علی اس مکان کا دروازہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ نبی سے منافق کو محبت نہ ہوگی اور مومن علی سے بغض نہیں کرے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱) رافضی فرقہ حضرت مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زمانے میں عہدِ لہٰن سبا کی شرارت اور بیگاہے کے سبب پیدا ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۸) حضور اقدس ﷺ کی دعا کی برکت سے حضرت مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم گرمیوں میں جاڑے کے کپڑے اور جاڑے میں گرمیوں کے کپڑے پہنتے تھے اور گرمی سردی کی کچھ تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹) حضرت مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم دوڑ گانے میں بہت تیز تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۰) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں مسجد میں آنے کی اجازت تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) ساداتِ زید یہ کے امام حضرت زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبِ زادے اور امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوتیلے بھائی تھے۔ کثرتِ تلاوت کی وجہ سے حلیفِ اقرآن اور بہت زیادہ وقت مسجد میں گزارنے کے جب استوائیہ مسجد (مسجد کاستوں) آپ کے لقب ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھ بھی تقریباً ہی سب کچھ پیش آیا جو آپ کے جدِ بزرگوار سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اہل کوفہ نے ہشام بن عبد الملک کے زمانے میں حکومتِ وقت کے خلاف بغاوت کی قیادت کے لیے آپ کو بلایا اور مین وقت پر آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ انھوں نے آپ کے سامنے یہ شرط رکھی تھی کہ آپ پہلے شیخین کرام یعنی حضرت صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بے زاری اور حمزہؓ کا اظہار کریں تب ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ آپ نے اس نامعقول شرط کو ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ کے ساتھ تین سو آدمی رہ گئے۔ تین دن تک کوفہ میں جنگ جاری رہی۔ ایک تیر آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا اور دماغ تک پہنچ گیا۔ ایک پوشیدہ جگہ تیر نکالنے کی کوشش کے دوران آپ کی روتھ قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ دشمن کے خوف سے آپ کو ایک پوشیدہ جگہ دفن کر دیا گیا۔ ایک جہنمت نے

انعام کے لالچ میں مجبوری کر دی۔ اللہ نکالی گئی اور سرکات کرہ سام کے پاس دمشق پہنچ دیا گیا۔ اللہ کو ننگا کر کے ایک عرصہ تک سالی پر لٹکائے رکھا گیا۔ پھر سالی سے اتار کر جرد دیا گیا اور خاک ہوا میں اڑا دی گئی۔ حضرت زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چار صاحبزادے سید محی، سید حسین، سید محمد اور سید عیسیٰ موصلاً اشبال تھے۔ سید عیسیٰ (ابتدائی نام: عسارہ بن زید) یہی سادت واسطی و رسادت پارہاوغیرہم کے مورث اعلیٰ تھے۔ (اہل سنت کی آواز اکابر مارہرہ حصہ دوم)

(۱۲۲) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلا میں ہنوف طمرہ میں سے بچ جانے والے واحد مرد تھے جو اپنی بیماری کی وجہ سے جنگ میں حصہ نہیں لے سکے تھے۔ ثمرت عبادت کی وجہ سے زین العابدین اور سید تجاد کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ آپ کے گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ ان میں سب سے بڑے امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے جانشین ہوئے۔ (اہل سنت کی آواز اکابر مارہرہ حصہ دوم)

چھٹا باب: صحابہ کرام صحابیات تابعین

(۱) سرور عالم ﷺ نے اپنے صحابہ کو بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل فرمایا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں جس نے ان کی اقتدا کی اس نے ہدایت پائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳) اہل سنت و جماعت کے نزدیک یوں تو سارے صحابہ کرام بزرگی والے ہیں پھر بھی اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ خلفائے راشدین تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ ان کے بعد ازواج مطہرات ان کے بعد وہ صحابہ جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی ان کے بعد وہ صحابہ جنہوں نے بعد میں ہجرت کی ان کے بعد بدر میں شریک ہونے والے صحابہ ان کے بعد جو غزوہ پہلے ہوا ہے اس میں شریک ہونے والے صحابہ ان صحابہ سے افضل ہیں جو اس کے بعد والی لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ (اسوہ صحابہ)

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن حضرت اسماء کو حضور ﷺ نے

ذات العظیمین (یعنی دو کمر بند والی) کے لقب سے نوازا تھا۔ کیونکہ جب ہجرت کی رات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حضرت امرومان نے حضور ﷺ کے سفر ہجرت کے لیے توشہ دان تیار کیا تو اس میں زنجیر نہ ہونے کی وجہ سے فکر ہوئی۔ حضرت سمانے ایک کونے میں جا کر اپنا کمر بند کھینچ کر بیچ میں سے دو ٹکڑے کیے ایک سے اپنی کمر بندھی اور دوسرے سے توشہ دان باندھ دیا۔ (بخاری شریف)

(۵) سرور عالم ﷺ نے جن صحابی کو سب سے پہلا مبلغ اسلام بنا کر مدینہ منورہ روانہ فرمایا وہ تھے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۶) انصار مدینہ کی جو جماعت سب سے پہلے اسلام کے دھڑے میں داخل ہوئی اس میں قبیلہ خزرج کے چھ انصار اسعد بن زریرہ، عوف بن غفران، نافع بن مالک، عبد اللہ بن عقیلہ و عتبہ بن عامر اور جابر بن عبد اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے۔ یہی بیعت عقبہ اولیٰ اسلام کی ترقی اور شاعت کا سنگ میل ثابت ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷) ادرقہ بن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاشبہ صحابی رسول تھے۔ انھوں نے حضور قدس ﷺ کو دیکھ بھی اور آپ کی تصدیق بھی کی اور آپ پر ایمان بھی لائے اور زمانہ دعوت بھی پایا اور آخر دم تک اپنے ایمان پر قائم رہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸) مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی تھی۔ یہ بڑے طاقتور پہلوان تھے۔ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چھپ کر آتے تھے۔ جو لوگ مسلمان ہونے کی وجہ سے کافروں کی قید میں رہتے تھے انھیں حضرت مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قید خانے سے نکال رہتے تھے۔ (مکملہ سطر بیعت)

(۹) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اقدس کے بعد دمشق چلے گئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰) حضرت سعید بن نبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیت اللہ شریف کے اندر ایک رات میں قرآن شریف کیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام رمضان تو ہر تین رات میں ایک ختم قرآن کرتے مگر آخری دس دن میں ہر رات میں ایک قرآن پورا کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار نماز میں آیت زیر محلّ نظروں ذالِقَةُ الْحُمُوتِ بار بار پڑھ رہے تھے۔ غیب سے آواز آئی: اے جنید تمہارے بار بار یہی آیت پڑھنے سے چار سو کن جن مر چکے ہیں جنہوں نے ہیبت الہی میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا۔ اب اور کتنوں کو مارو گے؟ آگے پڑھو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳) جھوٹے دعویدار نبوت اسود خضی نے حضرت عبداللہ بن ثوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی نبوت کا اقرار سردانا چاہا۔ پروانہ شمع رسالت کے انکار پر دقتی آگ میں ڈلو دیا۔ آگ ان کا ہاں بھی بیکانہ ترپائی۔ جب دودھ یہ منورہ میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کا شکر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہمیشہ میں نے اسی موت میں دیکھ لیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ سے پہلے یمن لائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالک بن انصر کے بیٹے میں۔ آپ کی کنیت بوجزہ ہے۔ آپ کی والدہ کا نام ام سلیم ہے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت آپ کی عمر دس برس تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کے زمانے میں بصرہ منتقل ہوئے تاکہ وہاں کے لوگوں کو دین کی باتیں سکھائیں۔ بصرہ کے صحابہ میں سب کے آخر میں بن اکیانوفے بھری میں وصال ہوا۔ آپ کی عمر ایک سو تین سال کی ہوئی۔ آپ کا ہتھکڑ بیٹے اور بیٹیاں ہوئیں۔ (خطیب تبریزی)

(۱۶) حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی نضج کے ایک شخص امیہ بن خلف کے پالے ہوئے غلاموں میں سے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ بن خلف کو اپنا ایک غلام دے کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کرایا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق غزوہ موآبہ میں سن آنحضرت بھری میں ہوئی اور اس غزوہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب بھی شہید ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸) حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ رمضان میں دو ہجری میں کفر و اسلام کے بیچ جب بدر کے مقام پر پہلی جنگ ہوئی تو وہ اس میں شریک ہوئے اور شجاعت کے ساتھ جو ہر دکھائے کہ شجاعت بھی آفرین ہے انھی۔ اسی طرح جب شول سن تین ہجری میں غزوہ احد پیش آیا تو دوسرے جاں نثاران رسول کے ساتھ چنی جان پہنچ کر رکھ کر جہاد میں پارتی پامردی سے حصہ لیا لیکن ایک زہر لیے تیر سے ان کا بازو زخمی ہو گیا۔ علاج سے وقتی طور پر صحت بحال ہوئی لیکن کچھ دن بعد زخم بھر ہوا ڈوٹا۔ اسی تکلیف سے جہادی آخری سن چار ہجری میں شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت ام سلمہ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں اور امہ المؤمنین کا منصب حاصل کیا۔ (مسلم شریف)

(۱۹) حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وفات پائے اور رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو ان کے گھر تشریف لائے۔ ابو سلمہ کی آنکھیں کھلی رہ گئیں تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے بند کیں اور فرمایا: جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو اس کے ساتھ بسمارت بھی ختم ہو جاتی ہے اس لیے کھلی رہ جانے والی آنکھوں کو بند کر دیا کرو۔ (ترمذی)

(۲۰) حضرت ابویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر رات ایک عبادت کے لیے مخصوص کر لی تھی۔ کسی رات ایک رکوع میں صبح کر دیتے۔ کسی رات ایک سجدے میں صبح ہو جاتی۔ لوگوں نے عرض کیا: اے ابویس آپ تو اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ ایک ہی حالت میں اتنی بڑی بڑی راتیں گزار دیتے ہیں۔ فرمایا: راتیں بڑی بڑی کہاں ہیں۔ کاش کہ ازل سے اب تک ایک ہی رات ہوتی تاکہ اسے میں ایک ہی سجدے میں گزار دیتا۔ (مسند سنابل شریف)

(۲۱) رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت میں سے دو مخصوص کے پیچھے نماز پڑھی۔ ایک

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(تفسیر نعیمی)

(۲۲) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ اصحاب حدیبیہ چورہ
سوتھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳) صحابہ کرام میں سے دخیہ نامی ایک صحابی بہت حسین و جمیل تھے۔ حضرت
جبریل علیہ السلام ان کی صورت مجسم ہو کر آیا کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور ﷺ کے مشہور خادم ہیں
وہ برس کی عمر سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے نصیبن اور
مسوک کے محافظ تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶) حضرت عقبہ بن عامرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر میں حضور ﷺ کا ٹھکانا کرتے
تھے بعد میں مصر کے والی ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۷) حضرت اسحاق بن ثریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا اونٹ ہانکتے تھے۔
(تفسیر نعیمی)

(۲۸) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے مہمان داری کے افسر تھے۔
راشن کی تقسیم بھی انھی کے سپرد تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹) رسول اللہ ﷺ کی وہ انگوٹھی جس میں مہر تھی حضرت معتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
تجویل میں رہتی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰) حضرت خواجہ حسن بھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بیٹے
تھے۔ آپ نے اس کو مشین اسم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱) حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ خود رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی
اور نماز میں تو تکبیریں کہیں۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول! آپ نے اس نماز میں تو تکبیریں کیوں

کہیں تو آپ نے فرمایا: ابو سلمہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے۔ (مسلم شریف)

(۳۲) تمام اہمبات المؤمنین میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے آخر میں اس دنیا سے رخصت ہوئیں آپ کی وفات کے بارے میں مؤرخین کے درمیان مختلف کہیں پائی جاتی ہیں۔ علامہ ابن سعد نے اپنی طبقات میں سال وفات انسؓ ہجری بیان کیا ہے۔ شبلی نعمانی انسؓ ہجری درج کرتے ہیں۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ اس کے بیسویں سال اور عمر نے انھیں مکہ میں ۱۳۱ء وفات کے وقت عمر چوراسی سال کی تھی۔ (مسلم شریف)

(۳۳) حضرت ابولدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی بیوی نے عرض کیا: کیا بات ہے آپ اس طرح مال طلب نہیں کرتے جس طرح فلاں شخص طلب کرتا ہے؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ بے شک تمھارے سامنے دشوار گزار گھاٹی ہے (یعنی حساب کی گھاٹی) جو مجھ و اے اس سے نہ گذر سکیں گے، ہذا میں اس گھاٹی کے لیے ہلکا پھلکا رہنما پتہ بتا ہوں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۳۴) حضرت خواجہ حسن بھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سو تیس صیہ کرم کی مصافحت کی ہے ان میں سے ستر صحابہ پر والے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۵) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سجدہ کرتے تو اس قدر لہا اور بے حرکت ہوتا تھا کہ چیزیاں آکر کمر پر بیٹھ جاتی تھیں۔ کبھی اتنا لہا رکوع کرتے کہ صبح تک رکوع میں ہی رہتے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اسلام میں سب سے پہلی شہادت ان کی ہوئی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷) حضرت خیاب بن امارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال سینتیس برس کی عمر میں ہوا اور کوفہ میں سب سے پہلے صحابی یہی دفن ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸) حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار احد میں ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار انھیں حطا کی جو ان کے پاس رہی بعد میں دوسو دینار میں فروخت ہوئی۔
(تفسیر نعیمی)

(۳۹) ہجرت کے بعد اسلام میں سب سے پہلی ولادت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ (بخاری شریف)

(۴۰) سب سے پہلے خود رسول اللہ ﷺ نے جس درس گاہ کا افتتاح کیا وہ مدینہ منورہ کا ایک مکتب تھا جس میں سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ معلم مقرر ہوئے۔ (بخاری شریف)

(۴۱) خواجہ حسن بھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوسو ستر برس تک سوائے حاجت انسانی کے باطل نہیں ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۲) حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس برس تک رات دن کے کسی لمحے میں اپنے پاؤں نہیں پھیلانے۔ (سبع سنائل شریف)

(۴۳) مسجد نبوی میں چراغ کی شروعات حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدام فتح کرنے کی۔ سرور عالم ﷺ نے اس کا نامیدل کمرسراج رکھ دیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۴) حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی غزوہ احد سے پہلے کی رات میں ہوئی تھی۔ صبح کو اٹھے تو غسل جنابت کی حاجت تھی۔ غسل کے لیے آدھا سر ہی دھویا تھا کہ جہاد کی پکار کانوں میں پڑی۔ فوراً اسی حالت میں وہ جنگ کو چل پڑے۔ احد کے میدان میں انھیں شہداء بن اوسود نے شہید کر دیا۔ حضرت حنظلہ کی نعش مبارک کوفہ شہر میں غسل دیا۔ اسی لیے انھیں غ سل لہوا تک کہتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۵) عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دیدی۔ ان کے مبارک نام یہ ہیں: حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت موالا علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت

عبد الرحمن بن عوف، حضرت ابو سعید بن جراح اور حضرت سعد بن زید رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (سیدنا ثلثہ شریف)

(۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بی بی اور خادمہ نے نماز کے لیے رات کے تین حصے کر لیے تھے۔ ان میں سے جب ایک نماز سے غافل ہو جاتا تو دوسرے کو نماز کے لیے جگا دیتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴) حضرت عدى بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب کے مشہور اور جانے مانے صحابی و تمطائی کے بیٹے تھے۔ یہ اور ان کا چچا قبیلہ عیسائی تھا۔ سن سات ہجری میں یہاں لائے۔ ان سے چچا سلیمہ نہیں مروی ہیں۔ (تذکرۃ القاری)

(۴۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابوایوب انصاریؓ حضرت عبادہ بن صامتؓ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت زید بن ثابتؓ حضرت سالمؓ حضرت ابوہریرہؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے خود نبوی اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں پورا قرآن زبانی یاد کر لیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۹) حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔ ان کی گواہی کو رسول اللہ ﷺ نے دو شہادتوں کے برابر قرار دیا تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۵۰) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ مدائن کے گورنر تھے پھر بھی چٹائی بن کر اپنی روزی حاصل کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۱) اب تک صرف سترہ صحابہ اور نو تابعین کے ہمارے میں یقین سے معلوم ہو سکا ہے کہ ان کے ہمارے قدم خلافت راشدہ میں ہندوستان آچکے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۲) ہندوستان کے ایک راجہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں منی کے گھر سے
میں سو نچھ کلہ یہ بھیجا جسے آپ نے گھر سے گھر کے صحابہ کو کھلایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۳) مشہور قول کے مطابق صحابہ کا زمانہ سن ایک سو بیس ہجری یا اس سے کچھ کم یا زیادہ میں حضرت ابوالطفیل عامر بن واصلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حصال پر پور ہو گیا۔ اس کے

بعد ستر اسی سال تک تابعین کا دور رہا پھر پچاس برس تک تبع تابعین کا رہا۔ تک بھگ دو سو بیس ہجری میں تبع تابعین کا دور ختم ہو گیا۔ اس کے بعد وہ سب شروع ہو گیا جو حدیث میں فرمایا: تمھارے بعد کچھ لوگ ہوں گے جو خیانت کریں گے امانت دار نہ ہوں گے گو ہی دیں گے حالانکہ وہ گودہ بنائے گئے ہوں گے منہ مانیں گے مگر پوری نہیں کریں گے۔ ان میں سونا پاٹا ظاہر ہو گا۔ (مسلم نسائی)

(۵۴) مکہ مکرمہ میں سب سے آخری صحابی حضرت ابو طفیل عامر بن دھلمہ مدینہ منورہ میں حضرت جابر بن عبد اللہؓ عمرہ میں حضرت انس بن مالک کوفہ میں حضرت عہد اللہ بن ابی عوف شام میں حضرت انس بن عمر و افریقہ میں حضرت رافع بن ثابت اور ہادیہ میں حضرت سلمہ بن اکوع رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ سب صحابہ کے آخر میں فوت ہوئے ہیں اور ان میں سب سے آخر میں حضرت عامر بن دھلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال ہوا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۵) تابعی وہ مسلمان ہے جس نے کسی صحابی رسول ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو۔ سب سے آخری تابعی حضرت خلف بن خلیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جن کا وصال سن یک سو کیوس ہجری میں ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۶) نبوت کا دعویٰ کرنے والے مسلمان کذاب کو وحشی نے قتل کیا۔ ان کا قول ہے کہ میں نے حالت کفر میں اسلام کے سب سے بہادر یعنی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا اور مسلمان ہو کر اسلام کے سب سے بڑے دشمن مسلمان کذاب کو شہید کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۷) سرور کونین ﷺ نے نجاشی احمد بادشاہ کی غائبانہ نماز جنازہ مسجد نمازہ میں پڑھی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۸) کاتب وحی حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار رو رہے تھے کہ ان کے قریب سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ہوا۔ پوچھا کیا بات ہے؟ انھوں نے بتایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔ حضور ﷺ جنت اور دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں تو یہاں محسوس ہوتا ہے گویا ہمارے سامنے ہیں اور جب وہاں سے لوٹ کر اپنے پاس

بچوں میں آتے ہیں تو بہت کچھ قبول جاتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرا بھی یہی حال ہے۔ چلو رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں۔ دونوں حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرگندشت ستائی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری بارگاہ سے اٹھتے وقت جو تمہاری حالت ہوتی ہے اگر ان پر ہمیشہ رہو تو مجلسوں، جمعوں، راستوں میں فرشتے تم سے مصافحہ کرتے مگر اے حنفیہ یہ وقت وقت کی بات ہے۔ (ترمذی)

(۵۹) حضرت عمرو بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ بارہ سال کی عمر میں باغ ہوئے تھے۔ ان کے فرزند حضرت عبد اللہ ان سے صرف بارہ سال چھوٹے تھے۔ (زبہ القاری)

(۶۰) حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا لقب جبر عرب رکھا تھا۔ (زبہ القاری)

(۶۱) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حضرت ام حرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں۔ قبرص کی جنگ میں آپ اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھیں۔ قبرص کی فتح کے بعد وہاں ہی ان کی ساری کے لیے ٹھہرایا گیا۔ سو اسی وقت تم پرزین اور وصال ہو گیا۔ ان کا مزار مبارک قبرص میں ہے۔ وہاں کے لوگ ان کی مزار کی تعظیم کرتے ہیں اور ان کے وسیلے سے ہارٹھ کی دعا مانگتے ہیں۔ (زبہ القاری)

(۶۲) نجاشی اممہ بادشاہ بن چہ جبری میں اسلام کے دائرے میں آئے تھے سطانوں میں اسلام قبول کرنے والے پہلے بادشاہ تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۳) حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا کے اسلام کے سب سے پہلے درویش کہے جاتے ہیں۔ ان کا اصل نام مہندہ بن یثمدہ ہے۔ کچھ نے ان کا نام حریر نکھا ہے۔ خود فرماتے تھے میں چوتھا یا پانچواں مسلمان ہوں۔ غزوہ تبوک کے شروع میں شریک نہ ہوئے بعد میں، کیلے چلے۔ راستے میں اونٹ مر گیا۔ اپنا سامان دے ہوئے بالکل اکیس اس

وقت سرکار ﷺ کی خدمت میں پہنچے آپ جو کہ میں ہی قیام فرماتے تھے۔ انھیں اکیلے آتا دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ ابو ذر پر رحم فرمائے، تنہا آیا ہے تنہائی میں مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ مدینہ منورہ سے تین منزل کے فاصلے پر عراق کی طرف ایک چھوٹے سے گاؤں میں جا کر رہیں۔ وہیں آپ اکیلے رہتے رہے وہیں تنہائی میں وصال فرمایا۔ اتفاق سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچ گئے۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنازے کی نماز پڑھائی اور وہیں دفن کیا۔ سن بیس ہجری میں وصال ہوا آپ نے دوسوا کیا بنی حدیثیں روایت کی ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۶۴) رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجتہاد کی اجازت عطا فرمائی تھی جب انھیں یمن کا گورنر بنا کر بھیج رہے تھے۔ ان سے پوچھا: اے معاذ! فیصلہ کیسے کرو گے؟ عرض کیا: اللہ کی کتاب سے۔ فرمایا: اس میں نہ پاؤ تو؟ عرض کیا: اللہ کے رسول کی سنت سے۔ فرمایا: اس میں بھی نہ ملے تو؟ عرض کیا: پورے غور و فکر کے بعد اپنی رائے سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے رسول کے بھیجے ہوئے شخص کو اچھائی کی توفیق دی۔ (نزہۃ القاری)

(۶۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔ کچھ کا قول ہے کہ آپ چھٹے مسلمان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جب نعلین مبارک اتارتے تو یہ نعلیں اپنی آستین میں رکھ لیتے۔ اس لیے انھیں صاحب نعلین کہا جاتا ہے۔ بہت دہے پتے آدی تھے۔ قد بھی بہت چھوٹا تھا۔ لہذا دی بیٹھے ہوتے اور یہ کھڑے ہوتے تو برابر کی رہتے۔ (نزہۃ القاری)

(۶۶) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عید اللہ ہے۔ آپ یمن کے مدینے والے تھے۔ ہجرت سے پہلے مکہ میں حاضر ہو کر ایمان لائے اور حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ آخر عمر میں مکہ میں رہنے لگے تھے۔ وہیں ترستھ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ آپ نے تین سو حدیثیں روایت کیں۔ (نزہۃ القاری)

(۶۷) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب فارس اسلام لایا۔ ابن بھی ہے۔ آپ کا نام مالک اور کنیت ابو اسحاق ہے۔ آپ اسلام قبول کرنے والوں میں پانچویں یا ساتویں آدمی ہیں۔ سب سے پہلے اللہ کی راہ میں انھوں نے تیر چار یا تھ اور سب سے پہلے انھوں نے اسلام کے دشمن کو جہنم رسید کیا تھا۔ عشرہ مبشرہ میں سب کے بعد آپ کا احوال ہوا آپ نے دو سو تیرہ شیش روایت کہیں۔ (ترتیب القاری)

(۶۸) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں ابو جہل نے شہید کر دیا۔ یہ اسلام کی پہلی شہید ہونے والی خاتون ہیں۔ (ترتیب القاری)

(۶۹) حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم سن صحابہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت پانچ برس کے تھے۔ ان کو یہ شرف حاصل تھا کہ حضور ﷺ نے ان کے منہ میں کلمہ فرمائی تھی۔ (تفسیر نمبر ۱)

(۷۰) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی رسول ہیں جن سے بھیڑیے نے کلام کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی نشاندہی کی تھی۔ ہو دیا کہ انھوں نے ایک بھیڑیے کو دیکھا کہ وہ ایک ہرن کو پکڑے ہوئے ہے۔ انھوں نے بھیڑیے کا پیچھا کیا اور اس سے ہرن چھین لیا۔ اس پر بھیڑیے نے کہا: تجھے خرابی ہو۔ اللہ نے تجھے رزق دیا تو نے چھین لیا، نکلہ وہ تیرا مال نہیں ہے۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: یہ کتنی عجیب بات ہے کہ بھیڑیا باتیں کر رہا ہے۔ اس پر بھیڑیے نے کہا: اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ کھجوروں میں اللہ کے رسول ہیں جو تم کو عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور تم بتوں کو پوجنے پر اڑے ہوئے ہو۔ یہ سن کر سلمہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ (ترتیب القاری)

(۷۱) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ عالی مرتبت صحابی ہیں جنھیں ہجرت کی شروعات سے ایک ماہ تک سرکارِ دو عالم ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ ان کا تعلق قبیلہ بنی نہار سے تھا جس میں حضور ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی نہال تھی۔ (تفسیر

(نعمی)

(۲۲) حضرت سلمان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ فارس (ایران) کے شہر اصفہان کے مضافات میں باحن بستی کے رہنے والے تھے۔ دین کی تلاش میں پھرتے تھے۔ چودہ جگہ فروخت ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ پہنچ گئے۔ ساڑھے تین سو سال کی عمر پائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تابعی اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ کچھ مؤرخین نے لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے آپ ﷺ کے حضور ﷺ کی خوبیوں میں تو آپ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ (تفسیر نعمی)

(۲۳) سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بی بی حضرت لہابہ بنت حارث ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد سب سے پہلے عورتوں میں ایمان لائیں۔ عبد اللہ بن عباس اور فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے شہزادوں کی ماں ہیں۔ (تفسیر نعمی)

(۲۴) حضرت معاذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کو جہنم سید کیا۔ اس وقت حضرت معاذ کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ (تفسیر نعمی)

(۲۵) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابی ہوں کہ جو یہ نکاح کا سہا سیر جو خیرات کرنا تمہارے پہاڑ بھر س؟ خیرات کرنے سے افضل ہے۔ (مسلم بخاری شریف)

(۲۶) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر کسی ضرورت سے کچھ شہیدوں کی قبریں کھولنے اور ان کے جسم کسی اور جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان شہیدوں کو نکالا تو ان کے جسم تروتازہ تھے یہاں تک کہ ایک شہید کی انگلی میں پھاڑا لٹ گیا تو اس سے خون جاری ہو گیا۔ (تفسیر نعمی)

(۲۷) حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی کوئی چیز جمع نہیں فرمائی۔ کسی نے پوچھا: آپ اپنی اولاد کے لیے کیا چھوڑیں گے؟ فرمایا: میری اولاد نیک ہوئی تو رب تعالیٰ ان کا وارث ہے اور اگر وہ مجرم ہوئے تو میں مجرموں کا مددگار کیوں ہوں؟ (تفسیر

(کبیر)

(۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی کونسی اپنا خلیفہ بناتے تو کسے بتاتے؟ فرمایا: ابو بکر کو۔ پوچھا گیا: ان کے بعد؟ فرمایا: عمر کو۔ پوچھا گیا: ان کے بعد؟ فرمایا: ابوجبیدہ بن جراح کو۔ (تفسیر نعیمی)

(۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اسلام لانے میں تیس سو دی ہوں۔ جس روز میں مسلمان ہوا اس سے پہلے کوئی مسلمان نہیں ہو تھا اور اسی دن مجھ سے پہلے دو شخص مسلمان ہوئے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰) حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: تمہارے باپ کو اللہ جنت کی سلیبوں سے سیراب کرے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی بی بی ہوں کو ایک باغ دیا تھا جو چالیس ہزار میں فروخت کیا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱) حضرت ابوجبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا میں دو قبیلہ کا اچھا جوان ہے اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) ہر روز اگلے صبحا پہ میں سے سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت ابو

اسید بن مالک بن رافع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۱۳) حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام نامہ ہے۔ آپ زید انصاری خزر جی کے بیٹے تھے۔ قسطنطنیہ کی تفصیل کے نیچے دفن کیے گئے۔ اگر بارش نہیں ہوتی ہے تو لوگ ان کے مزار پر حاضر ہو کر دعا کرتے ہیں تو بارش ہوتی ہے۔ ان سے ڈیڑھ سو حدیثیں مروی ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۱۴) حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترسٹھ سال کی عمر میں دمشق میں باب الصغیر کے قریب وفات پائی وہیں دفن ہوئے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۵) حضرت تمیم داری نصرانی تھے۔ سن نو ہجری میں ایمان لائے۔ ایک رکعت میں کلام اللہ ختم کیا کرتے تھے۔ کبھی کبھار ایک آیت کو صبح تک بار بار پڑھتے رہتے تھے۔

ایک رات سوتے روئے تہجد کے لیے آنکھ نہ کھلی۔ اس کے عوض ایک سال تک رات کا سونا ترک کر دیا۔ ساری رات عبادت کرتے رہتے تھے۔ یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے مسجد نبوی میں سب سے پہلے چراغ روشن کیا تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۸۶) حضرت حنان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدو الے صحابیوں میں سے تمام شاعروں میں بڑے شاعر تھے۔ آپ کی عمر ایک سو بیس سال کی ہوئی۔ سناٹھ سال جاہلیت کے زمانے میں نزرے اور سناٹھ سال اسلام کے زمانے میں۔ (نزہۃ القاری)

(۸۷) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نفع سے یا سروں۔ یہ طائف کے رہنے والے تھے اور حارث بن کلدہ کے غلام۔ جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا گھیراؤ کیا تو یہ اعلان کیا کہ جو غلام میرے پاس آجائے گا وہ آزاد ہے تو یہ چرخی کے ذریعے فصیل سے اترے۔ چرخی کو عربی میں بکرہ کہتے ہیں۔ اسی لیے حضور ﷺ نے ان کی کنیت ابو بکر رکھی۔ انھیں "زدی تو ملنی مگر اللہ کے محبوب ﷺ کی غلامی میں وہ مزہ آیا کہ عمر بھر خدمت میں ہی رہے۔ سن باون ہجری میں وفات پائی۔ ان سے ایک سو تیس حدیثیں مروی ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۸۸) حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: حق تعالیٰ قیامت کے دن ستر ہزار فرشتے اوپس قرنی کی شکل و صورت پر پیدا کرے گا کہ ان میں اوپس رہے۔ حق تعالیٰ کے سوا کوئی نہ پہچن سکے کہ اوپس کون ہے۔ (تفسیر قمی)

(۸۹) اصحاب صفہ کے پاس کبھی دو کپڑے جمع نہیں ہوئے۔ کرتا بنے تو تہیہ بند نہیں۔ مسجد نبوی میں جھکے جھکے داخل ہوتے تھے تاکہ ستر نہ کھلنے پائے۔ (نزہۃ القاری)

(۹۰) حضرت طلحہ ابن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ جنگ اہد میں رسول اللہ ﷺ کی ڈھال بنے اور چوبیس زخم کھائے۔ آپ کے جسم پر کل پچتر زخم تھے جو الگ الگ غزروں میں کھائے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۹۱) امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت نائلہ بنت فرائصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلند پایہ خطیبہ اور مستجاب اللہ عالیہ اللہ درخا توں تھیں۔ سیدنا عثمان غنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہا انھیں اپنی دوسری بیگمات سے بڑھ کر چاہتے تھے۔ حضرت نائلہ کا خاندان کوفہ کے قریب ساواو نامی بستی میں رہتا تھا۔ حضرت عثمان سے نکاح کے بعد جب مدینہ منورہ آئیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آنا جانا شروع ہوا اور ان سے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جس وقت بلوانیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جہنم کا حملہ کیا تو حضرت نائلہ نے اپنے شہر کے بچاؤ کی حد بھر کوشش کی جس میں آپ کے ہات کی انگلیاں سن گئیں۔ رسول اللہ ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر پہلے ہی دے چکے تھے۔ غیب دہاں نبی کی بات سچ ہو کر رہی۔ (ابن عساکر)

(۹۲) حضرت ابو العاص بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بھائی کے بیٹے کی بہن ہالہ بنت خویلد کے فرزندہ تھے۔ یہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ ان کا نام مقسم بتایا جاتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے بعثت سے قبل اپنی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کا نکاح فرمایا تھا۔ پھر میں شرمین کے ساتھ تھے۔ گرفتار ہوئے۔ حضرت زینب نے فد یہ دے کر چھڑا دیا۔ فد یہ میں وہ ہار بھیجا جسے حضرت خدیجہ الکبریٰ نے انھیں جہیز میں دیا تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: یہ زینب کے پاس ہاں کی نشانی ہے اسے وہاں کر دو تو بہتر ہے۔ صحابہ کرام نے وہاں کر دیا۔ حضور نے ان سے وعدہ لیا تھا کہ مکہ پہنچ کر زینب کو بھیج دینا۔ انھوں نے اس وعدے کو نبھایا۔ سیدہ زینب مدینہ آگئیں اور ابو العاص مکہ ہی میں رہے۔ دوبارہ گرفتار ہو کر آئے تو سیدہ زینب نے انھیں پناہ دی اور انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کی بطن سے ایک صاحبزادی حضرت امہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔ انھیں گوجہو میں لے کر حضور ﷺ نزدک لے گئے۔ حضرت امہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا۔ ایک اور صاحبزادہ سے بھی پیدا ہوئے جن کا نام علی تھا۔ مشہور یہ ہے کہ حضرت ابو العاص کا وصال بنی ہاشم میں ہوا۔ (تذکرۃ القاری)

(۹۳) جنگ جمل کے دوران عین معرکہ کا رزار میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الکریم اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آمنا سامنا ہو گیا۔ حضرت علی نے حضرت زبیر سے کہا: یا ذر ویک مرتبہ تم اور تمہارا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے تم سے پوچھا تھا: کیا تم علی سے محبت کرتے ہو؟ تم نے عرض کیا تھا: ہاں یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا تھا: ایک دن تم علی سے لڑو گے اور تم ظالم ہو گے۔ یہ سنتے ہی حضرت زبیر نے تلو رنیاں میں رکھ لی اور میدان جنگ سے جدا ہو کر بھرہ جاتے ہوئے وادی سہل کے ایک گاؤں سفوان میں پہنچ کر نماز پڑھنے لگے۔ عمرو بن جرموز تمہی نے پیچھے سے آ کر پشت مبارک میں نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ عمرو ان کی تلوار لے کر حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں نے زبیر کو قتل کر دیا۔ حضرت علی نے فرمایا: یہ تلوار مدت دراز تک رسول اللہ ﷺ سے مصائب و مہمات پہنچاتی رہی۔ ابن مسفیہ کے قاتل کو جہنم کی بشارت ہو۔ یہ سن کر بن جرموز نے کہا: اے علی آپ کی ذات بھی عجیب ہے آپ کا دوست بھی جہنمی اور دشمن بھی۔ اس وقت حضرت زبیر وہیں دفن کر دیے گئے بعد میں نقش مبارک بھر دلائی گئی۔ بھرہ میں آپ کا مزار پاک زیارت گاہ خدائے حق ہے۔ (زبیرہ القاری)

(۹۴) حضور اقدس ﷺ کی صاحب زادی حضرت رقیہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں تھیں اور غزوہ بدر کے موقع پر بہت بیمار ہو گئے۔ ان کی تیمارداری کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم ہوا کہ گھر پر ہی رہو تو کوغزوہ میں شرکت کا ثواب بھی ملے گا اور مال خیمت میں حصہ بھی۔ حضور اقدس ﷺ جب بدر سے مدینہ طیبہ پہنچے تو وہ دفن بھی ہو چکی تھیں۔ فتح کی بشارت ملے کر جب زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ پہنچے تو دفنائی جا رہی تھیں۔ جس صبح کو ان کا وصال ہوا اسی دن حضور ﷺ بدر سے ہوئے تھے۔ (مدارج النبوة)

(۹۵) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا رسول اللہ ﷺ ہجرہ میں خیمت تقسیم فرما رہے تھے اسی اثنا ایک شخص نے کہا: انصاف کر۔ فرمایا: میں خیر سے محروم ہوں اگر انصاف نہ کروں۔ یہ گستاخ اس انحرار ج و انحر و بھرہ تھا۔ اس کا نام جرموز بن زبیر

تھ۔ یہ حیدر کا باشندہ آل سعود کا ہم قبیلہ بنی نعیم کا فرد و نجدی بھی تھ۔ نیروان میں مارا گیا جس کے مقتول بن کے بارے میں خود حضور ﷺ نے فرمایا تھ کہ بدترین خلق ہوں گے۔ مگر افسوس ہے کہ دیوبندی اسے صحابی مانتے ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۹۶) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ کی والدہ حضرت سیدہ ابوحنیفہ بن مغیرہ کی کنیز تھیں۔ اس نے انھیں ابو جہل کے حوالے کر دیا۔ ابو جہل نے پہلے تو سیدہ کو درغدنے کی بہت کوشش کی مگر جب وہ سختی مومنہ اپنے ایمان پر پناہ کی طرح جمی رہیں تو مکہ کے ایک چوراہے پر تراشٹیوں کے ایک جھوم میں اس نے آپ کے اندام نہانی پر نیزہ مارا اور وہ ٹش کھانگڑیں اور وفات پانئیں۔ تحریک اسلام میں سب سے پہلی شہید ہونے والی بیٹی خاتون تھیں۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۹۷) حضرت بلال حبشی کو ان کا آقا امیہ بہت اذیتیں دیتا تھا۔ ایک دن اس نے انھیں سلکتی ریت پر نثار کھا تھا اور آپ کے سینہ پر بھاری چٹان رکھی ہوئی تھی۔ وہاں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ہوا۔ انھوں نے امیہ سے کہا اس مسکین کے بارے میں تم اللہ سے نہیں ڈرتے سب تک اس بیکس پر قلم کرتے رہو گے؟ امیہ ہوا: اے بوکر تو نے ہی اسے خراب کیا ہے۔ اگر تمہیں اس سے اتنی ہی ہمدردی ہے تو اسے چھڑا کیوں نہیں لیتے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا: میرے پاس ایک حبشی غلام قسطنس ہے جو اس سے مضبوط اور توانا ہے۔ تیرا ہم مذہب ہے وہ تو لے لے اور بلال مجھے دے دے۔ امیہ اس سادے پر راضی ہو گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلال کو لے کر اپنے آقا ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کی یا رسول اللہ آپ کے روئے زیبا کے صدقہ میں میں نے بلال کو آزد کر دیا۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۹۸) حضرت بلال کی والدہ حمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کو بھی س جرم میں ان کا کافر مالک طرح طرح کی سزائیں دیتا تھا اور اذیتیں پہنچاتا تھا۔ انھیں بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فریاد کران کے سنگدل آقا کے چنگل سے

رہائی درائی۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۹۹) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عامر بن فہرہ کو ان کے شرک مانگ سے رہائی درائی۔ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ قابل اعتماد غلام ہیں کہ جب حضور ﷺ نے ہجرت کے سفر میں غار ثور میں قیام فرمایا تو یہ یہود نے رشام کو غار کے قریب پہنچ جاتے اور دو دو دو کر پیش کیا کرتے تھے۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۱۰۰) غزوہ تبوک کی مالی امداد کے لیے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو وقیع چاندی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دی۔ اور بقیہ سارا مال دھا آدھا بانٹ دیا اور ایک نصف جہاد کے اخراجات پورا کرنے کے لیے حاضر کر دیا۔ سرکار ﷺ نے انھیں برکت کی دعا دی جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے آپ کے مال میں اتنی برکت دی کہ آپ نے چار ہزار درہم ایک مرتبہ خرچ کیے۔ پھر ایک موقع پر چالیس ہزار دینار خرچ کیے۔ پھر ایک موقع پر پانچ سو گھوڑے راہِ خدا میں پیش کیے۔ پھر ایک موقع پر پانچ سو اونٹ اللہ کی راہ میں دیے۔ آپ نے سن چودہ ہجری میں ستاون سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ ان کے مال سے پچاس ہزار دینار اللہ کی راہ میں خرچ کیے جائیں اور ہر بدری کو جو اس وقت زندہ تھا چار سو دینار دینے کی وصیت کی۔ ان بدریوں کی تعداد اس وقت ایک سو تھی۔ ایک ہزار گھوڑے محابدین کو میا کر نے کی وصیت کی۔ ان وصیتوں کی ادائیگی کے بعد اتنا سونا چھوڑا کہ کلبازوں سے کاٹا گیا۔ آپ نے چار ہزار چھوڑیں۔ آپ کی ایک بیوی نے میراث میں اپنے حصے کے بدلے میں اسی ہزار دینار وصول کیے۔ (سند اغنیہ فی معرفۃ الصحابہ عزالدین ابوالحسن علی محمد بن محمد عبدالمکریم ابن الاثیر جلد ۲)

(۱۰۱) حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک شرک کی کنیز تھیں۔ جب مسلمان ہو گئیں تو ان کے بے رحم مانگ نے ان پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ یہاں تک کہ ان کی مینائی چلی گئی۔ ایک روز ابو جہل نے اس پاکباز خاتون کو طعنہ دیتے ہوئے کہا: ات و عزری نے تیری نکلیوں کو اندھا کر دیا ہے۔ انھوں نے صیحت جواب دیا: ہرگز نہیں۔ بخدا امانت و عزری نے نفع

پہنچا سکتے ہیں اور نہ ضرر۔ یہ تو آسانی حکم ہے اور میرا رب اس چیز پر قادر ہے کہ میری بیٹائی بونا دے۔ جب صبح ہوئی تو ان کی بیٹائی لوٹ آئی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں اور ان کی ایک بڑی کو خرید کر آزاد کر دیا۔ (خیاہ النبی جلد دوم)

(۱۰۲) ام عثیمس ہوز ہرہ خاندان کی کنیز تھیں۔ اسود بن عبد یغوث انھیں طرط طرٹ کا عذاب دیا کرتا تھا۔ ان کو بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید کر آزاد کر دیا۔ (خیاہ النبی جلد دوم)

(۱۰۳) اسد یہ اور ان کی بیٹی وئید بن مغیرہ کی لونڈیاں تھیں۔ انھیں بھی اللہ تعالیٰ نے نفعت یمان سے مال مال کر دیا تھا پھر یہ ایک عورت کی ملکیت میں چلی گئی تھیں۔ وہ عورت انھیں طرط طرٹ کی اذیتیں دیتی تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں خرید کر اسی وقت آزاد کر دیا۔ (خیاہ النبی جلد دوم)

(۱۰۴) عامر بن فیرہ کی بہن لطیفہ حضرت عمر کی لونڈی تھی جو مسلمان ہوئی تھی۔ اسامہ نے اسے سپہ عمر بن خطاب کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بغض و عناد کے جوہر یا موج زن تھیں کی وجہ سے ان بے چاری لونڈیوں کو وہ خوب پینتے تھے۔ اتنا پینتے کہ تھک جاتے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لطیفہ کو بھی خرید کر اور اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا۔ (خیاہ النبی جلد دوم)

(۱۰۵) حضرت خباب بن الارت آزاد ماں باپ کے آزاد فرزند تھے۔ کسی نے زمانہ جاہلیت میں انھیں پکڑ لیا اور اپنا اسیر بنالیا اور کسی منڈی میں لے جا کر فروخت کر دیا۔ اہم انہار نے انھیں خرید لیا۔ بہن ثریٰ اس کا پیشہ تھا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کو ان سے الفت تھی۔ حضور ﷺ اکثر ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس محبت کی برکت سے آپ شرفِ ہاسام ہوئے۔ ان کی مالکہ لوہے کا ایک ٹکڑا بھٹی میں گرم کرتی اور چھٹے سے اٹھا کر خباب کے سر پر رکھ دیتی۔ ایک روز خباب نے اپنے آقا ﷺ کی خدمت میں اپنی اس تکلیف کے بارے میں گزارش کی۔ حضور نے دعا کی اے اللہ تو خباب کی مدد فرما۔ دعا کی دیر تھی کہ اس طامہ کے سر

میں درد اٹھا اور وہ کتے کی طرح بھونکنے لگی۔ اب اس کے لیے حضرت خبابؓ لوہے کا ٹکڑا گرم کرتے پھر اسے اس کے سر پر رکھتے تب اسے کچھ آفاقہ محسوس ہوتا۔ (غیا، انہی جلد دوم)

(۱۰۶) یزید بن زکاتہ قبیلہ قریش میں سب سے زیادہ طاقتور اور کشتی کے فن کے بڑے ماہر تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے یکے بعد دیگرے تین بار کشتی لڑی۔ شرط یہ لگائی تھی کہ اگر آپ مجھے رالیں تو میں آپ کو سو بکریاں دوں گا۔ حضور ﷺ نے انہیں تینوں بار ہچکاڑ دیا۔ جب وہ تیسری بار چاروں شانے پست زمین پر آ گئے تو سب نے لگے: یا محمد آج تک کسی نے میری پشت زمین سے نہیں لگائی۔ آج میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کی چھاتی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی بکریاں انہیں لوٹا دیں۔ (سیرت ابن کثیر جلد دوم ۸)

(۱۰۷) از دشمنوۃ عرب کے نامور قبیلوں میں سے ایک قبیلہ تھا۔ اس قبیلہ کا ایک رئیس ضاد زیدی مکہ مکرمہ آیا۔ یہ ان مریضوں کو دم کیا کرتا تھا جنہیں آسیب یا جنات کی تکلیف ہوتی تھی۔ مکہ کے کچھ احمقوں نے اسے حضور ﷺ کے بارے میں بتایا کہ انہیں آسیب کی تکلیف ہے۔ اس نے دل میں طے کر لیا کہ اگر میری محمد سے ملاقات ہوئی تو میں ضرور اسے دم کروں گا۔ یک روز حضور ﷺ کو حرم کے صحن میں بیٹھ دیکھا۔ وہ پاس جا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا میرے پاس آسیب کا بڑا تجربہ دم ہے کیا آپ کی مرضی ہے کہ میں آپ کو دم کروں۔ اس کی یہ بات سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: ضاد یہ کلمات طیبات سن کر بے خود ہو گیا اور عرض کی ایک بار پھر یہ ارشاد دہرائیے۔ نبی برحق ﷺ نے تین بار یہ کلمات دہرائے۔ انہیں سننے کے بعد ضاد نے کہا: میں نے کانوں اور یادوں کے اقوال سنے ہیں شعراء سے اشعار سنے ہیں لیکن میں نے آپ کے اس کلمات کی مثال کوئی کلام نہیں سنا۔ بات آگے بڑھائی تاکہ میں آپ کے ہات پر اسلام کی بیعت کروں۔ سرکار ﷺ نے دست مبارک بڑھایا۔ اس نے بیعت کر لی۔ پھر سرکار ﷺ نے فرمایا یہ بیعت صرف تمہاری طرف سے نہیں بلکہ تمہاری قوم کی طرف سے بھی ہے۔ اس نے کہا بے شک یہ بیعت میری قوم کی طرف سے بھی قبول

فرمائیں۔ (سیرت النبیہ مصنفہ بر بان الدین النہلی جلد اول)

(۱۰۸) حضور ﷺ من دس ہجری میں جب حجۃ الوداع کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو میسرہ نے آپ سے ملاقات کی۔ یہ حضرت ہابی خدیجہ الکبریٰ کا دہی نکاح ہے جو تجارتی سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ حضور ﷺ نے میسرہ کو پیچھا کیا۔ میسرہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس دن سے آپ کی جدائی کا شدت سے خواہشمند تھا جب حضور نے ہماری قیام گاہ پر منی کے میدان میں اپنی اونٹنی بھائی تھی۔ آج میں بڑی تاخیر سے اسلام آئے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ پھر میسرہ شرف باسلام ہوئے اور عمر بھر احکام الہی کو حسن و خوبی سے انجام دیتے رہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میسرہ کا بڑا احترام کرتے تھے۔ (سیرت ابن کثیر جلد دوم)

(۱۰۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ انصار سے محبت کرتا ہے اور جو مجھ سے بغض رکھتا ہے وہ انصار سے بغض رکھتا ہے۔ کوئی منافق ان سے محبت نہیں کر سکتا اور کوئی مومن ان سے بغض نہیں رکھ سکتا۔ جو ان سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہے۔ جو ان سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہے۔ لوگ اس چادر کی مانند ہیں جو اوپر اوڑھی جاتی ہے اور انصار اس کپڑے کی طرح ہیں جو جسم کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ اگر سارے لوگ ایک راہ پر چل نکلیں اور انصار دوسری راہ پر تو میں انصار کی راہ پر چلوں گا۔ (رواہ الامام احمد)

(۱۱۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انصار میرے دوست ہیں میرے دینی بھائی ہیں اور دشمنوں کے مقابلے میں میرے دست و پاویں ہیں۔ (رواہ الدیلمی فی مسند القرویین)

(۱۱) حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مجھے کفار قریش نے حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضور ﷺ کو دیکھتے ہی میرے دل میں اسلام آکر گیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو اب کبھی ان کے پاس واپس نہ جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں

معاہدے میں غداري نہیں کرنا اور نہ سفیروں کو قید کر سکتا ہوں۔ تم اس وقت تو واپس جاؤ پھر اگر تمہارے دل میں یہی جذبہ باقی رہے تو واپس آ جانا۔ غرض اس وقت تو میں وہیں ہو گیا۔ اس کے بعد دوبارہ آ کر سلام لایا۔ (ابوداؤد)

(۱۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت سعد بن معاذ کی وفات پر ستر بزار ایسے فرشتے زمین پر اترے جو آج تک کبھی زمین پر نہیں اترے تھے۔ (ابن کثیر السیرۃ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۱)

(۱۳) حضرت عبادہ بن صامت بن قیس انصاری خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو الوہید تھی۔ وہ عقبہ اولی و ثانیہ میں حاضر ہوئے۔ وہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں صدقات پر عامل مقرر کیا۔ حضرت عبادہ نے نبی ﷺ کے دور میں قرآن جمع کیا تھا۔ وہ اہل مکہ کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ بن چوتیس ہجری میں مدینہ میں فوت ہوئے۔ (اسد الغابہ جلد ۳)

(۱۴) حضرت اسعد بن زرارہ کی کنیت ابو امامہ تھی وہ انصار میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ آپ سب سے پہلے فرد ہیں جنہوں نے مدینہ میں جمعہ پڑھایا۔ آپ شواہد پہلی ہجری میں بدر سے پہلے فوت ہوئے۔ (اسد الغابہ جلد ایک)

(۱۵) حضرت مصعب بن عمیر کا شجر و نسب پانچویں پشت میں نبی ﷺ سے ج ملتا ہے۔ انھوں نے دو بار حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ غزوہ بدر میں مصعب کے پاس مہاجرین کا علم تھا۔ غزوہ احد کے دوسرے مرحلے میں وہ ان چودہ جانبازوں میں شامل تھے جو نبی ﷺ کے گرد حصار بنا کر آپ کی حفاظت کر رہے تھے۔ ان کے باتوں میں اسلام کا علم تھا۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۶) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حافظ قرآن تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ ان سے سڈیڑھ احادیث منسوب ہیں جن میں سے پانچ متفق علیہ ہیں۔ استنبوہ (قطنینہ) میں ان کی قبر ہے اور ان کے نام سے منسوب مسجد جامع ابو یوسف کہلاتی ہے۔ (ارو)

دائرہ معارف اسلامیہ جلد ایک

(۱۱) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور آپ سلمان الخیر کے لقب سے مشہور تھے۔ ماجہ وزہد اور علماء اور الفضل صحابہ میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ ان سے ان کا نسب پوچھا جاتا تو فرماتے: میں سلمان بن اسلام ہوں۔ (اُطلس سیرت نبوی)

(۱۱۸) اسلام کے پہلے تیر انداز حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان کا تعلق قریش کے قبیلہ بوزہرہ سے تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ بھی اسی قبیلہ کی تھیں اور حضرت سعد کے والد کی چچا زویہ بن تھیں۔ حضرت سعد نے تقریباً سترہ سال کی عمر میں پہلی وحی کے نزول کے ساتویں دن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترغیب سے اسلام قبول کیا تھا۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق وہ اپنے آپ کو **فُلُکُ الْاِسْلَام** یعنی اسلام کا تیسرا مسلمان کہتے تھے۔ آپ نے ہر واحد سے لے کر خندق خیبر فتح مکہ حنین و طائف وغیرہ تمام غزوات میں شرکت کی۔ فتح مکہ کے دن رسول اکرم ﷺ نے آپ کو مہاجرین کے تین جہنڈوں میں کا ایک جہنڈا عطا فرمایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ بعض اوقات انھیں پیدار اور شہادت سے ماموں پکارتے تھے۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ سن یکہین ہجری میں وفات پائی۔ (عشرہ مبشرہ معننہ شیر ساجد)

(۱۱۹) سرور مالمہ ﷺ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اولاد کی دعا دی تو ان کا گھر اولاد سے بھر گیا۔ اس کی وفات کے وقت ان کی اولاد کی اولاد سے بھی زیادہ تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۰) حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گئے ماموں تھے۔ آپ ماجنا تھے اور اسلام کے شروع شروع میں

ایمان لانے والوں میں سے تھے۔ ایک ہزار انھوں نے قریش کے رئیسوں کی موجودگی میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ پوچھا جس پر سرکار ﷺ نے ناگواری ظاہر کی۔ اس پر سورہ جس کی ابتدائی آیتیں مازل ہوئیں۔ نبی اکرم ﷺ ابن ام مکتوم کے گھر پہنچے اور انھیں اپنی مجلس میں دیکھ کر ان کا اکرام کیا۔ ہجرت مدینہ کے بعد آپ نے انھیں ان دنوں دیتے پر مامور کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے کئی مواقع پر مدینہ سے باہر جاتے ہوئے انھیں شہر میں اپنا جانشین اور امام مقرر فرمایا۔ بنو مکتوم نے جنگ کا دسیہ میں شہادت پائی۔ (خیر البشر ﷺ کے چاہیں جا سنا رمضان سبھا تھی)

(۲۱) حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری اور بنو سلمہ کے حلیف تھے یہ ان افراد میں شامل تھے جنھوں نے بنو سلمہ کا ریت توڑا۔ انھوں نے سفیان بن خالد خذلی کو جو رسول اللہ ﷺ کے خلاف فوج جمع کر رہا تھا جہنم رسید کیا اور اس کا سراپے ساتھ لے آئے تاکہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش آریں۔ سفیان کے ساتھیوں نے ان کا پیچھا کیا۔ یہ ایک غار میں داخل ہوئے تو کھڑی نے اس کے باہر جالا بن دیا۔ دشمن لوٹ گئے۔ حضرت عبداللہ بن انیس مدینہ پہنچے اور رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سنائی۔ نبی اکرم ﷺ نے انھیں ایک اونٹنی عطا کی اور فرمایا: تم جنت میں اس کے ساتھ نیک لگاؤ گے۔ جب عبداللہ بن انیس کا آخری وقت آیا تو انھوں نے وصیت کی کہ یہ اونٹنی ان کے ساتھ ہی دفن کی جائے۔ (طبقات ابن سعد جلد دوم)

(۱۲۲) عکاشہ بن محسن اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور بہت بڑا کارنامہ انجام دیا۔ ان کی تلوار نوٹ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی ٹہنی دیدی جو عکاشہ کے ہاتھ میں چمکتی ہوئی فوارہ کی تلوار بن گئی جس کے ساتھ انھوں نے لڑائی لڑی۔ یہ تلوار ان کے ساتھ رہی اور اسی کے ساتھ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کی تمام جنگوں میں شریک ہوئے یہاں تک کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں طلیحہ اسدی کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ اس تلوار کا نام عون یعنی مدد تھا۔ عکاشہ بن محسن کو رسول اللہ ﷺ نے بغیر حساب جنت میں داخل کی خوشخبری سنائی تھی۔ (اسد الغابہ جلد چار)

(۱۲۳) حضرت ابوسعیدہ بن جراح شروء کے ایمان لانے والے اصحاب بدر عشرہ مبشرہ اور بیعت رضوان میں شامل خوش نصیبوں میں سے ہیں۔ ان کا اصل نام عامر بن عبداللہ بن جراح تھا۔ انھوں نے دربار رسالت سے امین الامت کا خطاب پایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ

عندہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انھوں نے فتوحات شام میں اسلامی شکروں کی قیادت کی۔ سن اٹھارہ ہجری میں طاعون عمواس میں وفات پائی۔ (رحمت دارین کے شہیدانی مصنفہ سبب با شعی)

(۱۲۴) حضرت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت کے بہت بڑے مشہور شاعر تھے۔ وہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے اور صحابی کا درجہ حاصل کیا۔ حضور ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی: اللہ کرے تیرا منہ کبھی نہ بگڑے۔ روایت ہے کہ ان کا ایک دانت بھی نہ ٹوٹا۔ اگر کبھی کوئی دانت نکل بھی جاتا تو پھر فوراً ہی نیا دانت اس سے زیادہ چمک دار پیدا ہو جاتا۔ ان کے دانت موتیوں کی ٹڑی کی طرح خوب صورت تھے۔ وہ یک سوئس سال زندہ رہے مگر ان کا کوئی دانت نہ ٹوٹا اور نہ ہی دانتوں کی لمبیدگی ختم ہوئی نہ اس کا منہ کبھی بگڑا۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۲۵) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقر و فاقہ کی حالت میں مدینہ منورہ میں اپنے دن گزار رہے تھے۔ مکہ میں امیر باپ کے بیٹے تھے۔ بڑے ٹھٹھا ہاٹ سے زندگی گزارتی تھی۔ ہجرت کر کے مدینہ آنے کے بعد ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ باپ نے اسے مقبول کرنے کی سزا کے طور پر گھر سے نکال دیا۔ اس لیے کسی طرح کا ساز و سامان یا مال و زر نہیں تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی: اے اللہ! عہد الرحمن کی روزی میں برکت دے۔ اس مقدس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان پر ہفتی رشتوں اور رزق کے دروازے کھول دیے۔ وہ خود فرماتے تھے: اگر میں پتھر کو بھی ہات میں اٹھا لیتا تو اس کے نیچے سے مجھے خالص سونا مل جاتا تھا۔ بات میں مٹی لیتا تو وہ بھی سونا بن جاتی تھی۔ وہ بے حد مال و زر صدقات و خیرات میں خرچ کرتے تھے۔ ہر روز تیس غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے تھے۔ مہتممین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن ان سے فرمایا: اے عائشہ! میں نے روایا میں عہد الرحمن کو جنت میں دیکھا ہے کہ وہ بچہ کی طرح خراماں خراماں جنت میں چل رہا ہے۔ اس بشارت عظمیٰ کو سن کر حضرت عبد

ارمین بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے اسی وقت اپنی تجارت کا جو قافلہ تھا وہ مع ماں و اسباب راہ خدا میں صدقہ کر دیا۔ اس قافلہ میں سات سو اونٹ تھے جن پر ہر طرح کا سامان تجارت لدا ہوا تھا جس کی مالیت لاکھوں درہم تھی۔ اونٹوں سمیت ان پر جو کچھ ہوا تھا راہ خدا میں لانا کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۶) حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار شروع شروع کے مسلمانوں میں ہوتا ہے۔ ہجرت نبوی کے بعد ہونے والے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے مطابق عمرے کی ادائیگی کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو حضرت بشیر اس مسلمان دستے کے سالار تھے جو آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے ساتھ گیا تھا لیکن مکہ معظمہ میں داخل نہیں ہوا تھا۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد انصار میں سے حضرت بشیر بن سعد پہلے فرد تھے جنہوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کا فیصلہ کیا۔ حضرت بشیر نے سن بارہ ہجری میں عین اتمر کے مقام پر رحلت فرمائی۔ وہ ان معدودے چند اصحاب میں سے تھے جو لکھنا جانتے تھے۔ وہ حضرت نعمان کے والد تھے۔ (ابن ہشام ابن سعد طبری)

(۲۷) حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: جب زبیر نے مجھ سے شادی کی تو ان کے پاس نہ کوئی مال تھا نہ خادم اور بس ایک آب بردار اونٹ تھا یا ایک گھوڑا۔ میں ہی ان کے گھوڑے کو چارہ دیتی اور اس کی خوراک کا انتظام کرتی اور اس کی دیکھ بھال کرتی اور ان کے چرس (بڑے ڈول) میں مائے نکاتی اور میں ہی آٹا بھی گوندھتی تھی لیکن ردائی اچھی نہیں پکاسکتی تھی اس لیے چند مخلص انصاری عورتیں جو میری پڑوسن تھیں میری ردائی پکا دیا کرتی تھیں۔ حضور ﷺ نے زبیر کو ایک قطعہ زمین عطا فرمایا تھا جو دو تہائی فرسخ (دو میل) کے فاصلے پر تھا۔ میں وہاں سے اپنے سر پر گھٹیوں کا گنھراٹھا کر لاتی تھی۔ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ میں گنھراسر پر بارہی تھی کہ حضور ﷺ چند صحابہ کرام کے ساتھ راستے میں ملے اور پناہ اونٹ بنی نے لگے تاکہ مجھے بھی اپنے پیچھے سوار کر لیں لیکن مجھے زبیر کی غیرت کا خیال آ گیا اور

مجھے شرم دامن گیر ہوئی۔ حضور ﷺ نے میری اس غیرت و حیا کو محسوس فرمایا اور روانہ ہو گئے۔ میں زبیر کے پاس آئی اور سارا واقعہ بیان کیا۔ زبیر نے کہا تمہارا اپنے سر پر گھڑی لاؤ اور آنا حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھنے سے زیادہ شاق ہے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے پاس ایک خادم بھیج دیا اور مجھے گھوڑے کی دیکھ بھال سے فرصت مل گئی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۲۸) نبی کریم ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نصیبین پاک میں دو تسمے تھیں اور ایک تسمہ لگانے والے پہلے شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۱۲۹) رسول اللہ ﷺ کے غلام "نہینہ" پر شیر نے حملہ کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ: اے ام السائب (شیر) میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں۔ تو وہ شیر پالتو کتے کی طرح ڈمبہ سر پہ کتے کے "گے" کے چلنے لگا۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے بعد عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پہلے ہیں جنہوں نے نبی نبی کے ساتھ ہجرت کی ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۳۱) حضرت عبداللہ و انہما دین کا قدیم نام عبد اعزیٰ تھا۔ مدینہ میں منزل دو منزل کے فاصلے پر کسی گاؤں میں رتے تھے۔ لڑکپن میں اسلام کی آواز کانوں میں پڑی۔ ہندو پر چچا کا قبضہ تھا۔ دیدار رسول ﷺ کا شوق عبد اللہ کو بے چین کیے جا رہا تھا۔ چچا سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی مگر چچا نے خوب مارا اور بنگا کر کے گھر سے نکال دیا۔ اسی حالت میں ماں کے پاس آئے۔ ماں نے سہل دیا جس کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے ستر چوٹی کی اور ایک بدن پر ڈال لیا۔ اسی حالت میں مدینہ پہنچے۔ بیعت اسلام اور شہادت کا شوق ظاہر کیا۔ اس دن سے ان کا نام عبد اللہ اور لقب ذو النجاویں (سہل کے دو ٹکڑوں والا) رکھ گیا۔ یہ اصحاب صحنہ میں شامل ہوئے۔ تبوک کے سفر میں عبد اللہ بھی مجاہدین میں شامل تھے۔ آپ نے حضور اکرم ﷺ سے شہادت حاصل ہونے کی دعا کی درخواست کی۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں راستے میں ہی موت آجائے تب بھی تم شہیدوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ شکر رواۃ ہوا۔ راستے میں ہی عید اللہ کو تیر بخارا آیا جس سے انھوں نے وفات پائی۔ وفات کے وقت حضور انور ﷺ سرہانے موجود تھے۔ کچھ روایتوں میں آیا ہے کہ عبد اللہ کے کفن کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی مبارک چادر عنایت فرمائی۔ بزرگ صحابہ نے قبر کھودی۔ قبر تیار ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ خود قبر میں اترے اور تھوڑی دیر کے لیے بیٹ گئے۔ پھر اٹھ کر کہا: لاؤ اپنے بھائی کو۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس مبارک اور سراپا ناز کے لاشے کو سہارا دے کر اتارا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عبد اللہ عام مردوں جیسا نہیں ہے اسے دھیرے دھیرے اوپ سے اتارو۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہات میں مشعل لیے کھڑے تھے اس لیے کہ تدفین رات کے وقت محل میں آئی تھی حضور اکرم ﷺ نے انھیں اپنی گود میں لے کر اتارا۔ زمین پر لٹا کر ماتھے پر بوسہ دیا اور فرمایا: آج شام تک مرنے والے سے میں راضی رہا ہوں الہی تو بھی راضی رہنا۔ (اسیرۃ المسلمین)۔ (ابن کثیر)

(۳۲) صحابہ کرام کی تعداد حیات نبوی کے آخری سال حجۃ الوداع میں تقریباً ایک لاکھ تھی۔ ان میں گیا رو ہزار آدمی ایسے تھے جن کے نام و نشان آج تحریری صورت میں تاریخ کے صفحات میں اس لیے موجود ہیں کہ یہ لوگ وہ ہیں جن میں ہر ایک نے حضور ﷺ کے اقوال، افعال اور واقعات میں سے کچھ نہ کچھ حصہ دوسروں تک پہنچایا ہے۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۳) شام میں وفات پانے والے آخری صحابی حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ انھوں نے سن چھیالیس ہجری میں وفات پائی۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۴) مصر میں وفات پانے والے آخری صحابی حضرت عید اللہ ابو حارث بن جزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ سن چھیالیس ہجری میں وفات پائی۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۵) حضرت عبد اللہ بن ابی عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔ آپ کی وفات کا سال سن ستائیس ہجری ہے۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۶) مدینہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی السائب بن یرید رضی

اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے سن اکیانوے ہجری میں وفات پائی۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۷) ہمرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ تھے ان کا سال وفات سن تیرانوے ہجری ہے۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۸) ورقہ بن نوفل ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے چچا زاد بھائی تھے۔ کہتے

ہیں کہ ورقہ حضور ﷺ کی دعوت شروع ہونے سے پہلے رحلت کر گئے تھے۔ واقعہ کا خیال

ہے کہ وہ زندہ رہے اور ملک شام سے لوٹے وقت راستے میں شہید ہوئے۔ ایک حدیث میں

ہے کہ میں نے ورقہ کو بیشت میں دیکھا۔ نہ یہ ریشمی کپڑے پہنے ہوئے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان

لے گئے تھے۔ (تزیۃ القاری)

(۱۳۹) مشہور ہے کہ عرب کے چالیس چار ہیں: حضرت امیر معاویہؓ حضرت عمرؓ ابن

عاصؓ حضرت مغیرہؓ اور زیادؓ ابیہ۔ (تزیۃ القاری)

(۱۴۰) حضرت عمرو بن امیہؓ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انھیں طلسم ہوش رہا جیسی خرافات

سے بھری کتابوں میں عمرو عیار کہا گیا ہے عرب کے مشہور بہادروں میں سے تھے۔ یہ غزا بدر

اور حد میں شرکوں کے ساتھ تھے مگر غزوہ احد کے اخیر میں جب مشرکین واپس ہو رہے تھے

تب ان کے دل میں اسلام چمکا اور یہ ایمان لے آئے۔ سن چھ ہجری میں حبشہ کے بادشاہ

نبوشی کے نام پر اسلام کی دعوت لے کر گئے تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

خداقت کے دور میں سن ساٹھ ہجری میں وصال فرمایا۔ ان سے بیس حدیثیں مروی ہیں۔ (تزیۃ

القاری)

(۱۴۱) حضرت جرہد بن زراہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدنی صحابی ہیں۔ یہ اصحاب

صفہ میں سے تھے۔ ان کے پاس حضور ﷺ بیٹھے بھی ہیں۔ ایک بار یہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھا

رہے تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھا۔ انھوں نے عرض کیا: اس

میں تکلیف ہے۔ حضور ﷺ نے ان کے ہاتھ پر دم فرمایا پھر اس بات میں زندگی بھر کوئی

تکلیف نہ ہوئی۔ یزید کے تسلط کے زمانے میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ (نزہۃ القاری)
 (۴۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مہاجرت کفر میں عید الفتنس اور سہ ماہ میں
 عبد الرحمن ابن صفحہ بن خبیر کے سال ایمان لائے۔ چار سال سفر اور حضر میں نبی کریم ﷺ
 کے ساتھ سائے کی طرح رہے۔ آپ کو بلی بہت پیاری تھی۔ ایک بار آستین میں بلی پیے ہوئے
 تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم ابو ہریرہ یعنی بلیوں والے ہو۔ اس دن سے یہی لقب آپ کی
 پہچان بن گیا۔ مدینہ منورہ میں سن بیستیس ہجری میں وفات پائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔
 ایک قول کے مطابق آپ کی مزار دمشق میں ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۴۳) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تب و تحری رہے ہیں۔ آپ ان چھ صحابہ
 میں سے ہیں جو حضور اقدس ﷺ کے زمانہ پاک میں قرآن پاک کے حافظ تھے۔ حضور ﷺ
 نے آپ کی کنیت ابو المنذر رکھی تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو طفیل حضور
 ﷺ آپ کو سپرد نصار اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المسلمین کہتے تھے۔ خلافت فاروقی میں
 سن کیا نوے ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (نزہۃ القاری)

(۴۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا مانگتے: اے نبی مجھے سن ساتھ ہجری کے
 فتنوں اور لوٹنوں کی حکومت سے بچاؤ میں رکھنا۔ چنانچہ سن ساٹھ میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کی وفات ہوئی اور یزید پلید تخت پر بیٹھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا اس طرح
 قبول ہوئی کہ یزید پلید کے تسلط سے ایک سال پہلے انتقال فرمایا۔ (نزہۃ القاری)

(۴۵) حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ام خالد ابن زید ہے۔ انصاری
 اور خزرجی ہیں۔ بیعت عقبہ میں موجود تھے۔ تمام غزووں میں حضور انور ﷺ کے ساتھ رہے۔
 سرکار ﷺ نے ہجرت کے دن سب سے پہلے انہی کے گھر قیام فرمایا۔ صحابہ میں اختلاف کے
 وقت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے۔ یزید
 بن معاویہ کی کمان میں روم پر جو جہاد ہوئے ان میں آپ خازنہ شان سے شامل تھے۔
 قسطنطنیہ پر حملے کے وقت بیمار ہو گئے۔ وصیت کی کہ اس جہاد میں میری میت اپنے ساتھ رکھنا

اور جب قسطنطنیہ فتح ہو جائے تو مجاہدین کے قدموں کے نیچے مجھے دفن کر دینا۔ چنانچہ آپ قسطنطنیہ کی فسیل کے نیچے دفن ہیں۔ آپ کی قبر مبارک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام حادثہ بن ربیعہ یا بن نعمان ہے۔ بیت عقبہ اور تمام غزوات میں شامل رہے۔ بدر یا احد میں آپ کی ”نکھ کال پڑی تھی۔ حضور ﷺ نے اسی جگہ ٹکا کر اپنا اعقاب و بمن لگا دیا تو وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن ہوئی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں شریک بھائی ہیں ستر سال کی عمر میں من چان بھری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۳۷) حضور انور ﷺ کے ایک صحابی تھے حلب اس کا نام یزید یا سہامہ ابن عدی تھے۔ ان کے سر پر بال نہ تھے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے سر پر پھیرا فوراً ہاں گئے۔ اس لیے آپ کا لقب حلب ہوا یعنی بالوں والا۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۸) حضرت خاریج بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی قرشی مدوی ہیں۔ بڑے بہادر جنگجو مجاہد ہیں۔ قریش کے سواروں میں آپ کو ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا۔ ایک بار حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تین ہزار سواروں کی کمک مانگی تو آپ نے تین مخلص بھیجے: حضرت خارجہ، حضرت زبیر بن عواہ اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ آپ بن چالیس بھری میں خوارج کے ہاتوں حضرت عمرو بن عاص کے دھوکہ میں قتل ہوئے کہ خوارج نے امیر معاویہؓ کو ماریں دیں اور عمرو بن عاص کے قتل کی سازش رکھی تھی تو معاویہؓ نے امیر معاویہؓ کو روک دیا۔ عمرو بن عاص کے دھوکے میں حضرت خارجہ شہید کر دیے تھے اور امیر معاویہؓ بچ گئے۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۹) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آخری مرض میں حضرت علیؓ کو ماریں دیں اور وصیت فرمائی: اے علیؓ! جب میری وفات ہو جائے تو مجھے پے ہاتوں سے غسل دینا کیونکہ تم نے ان ہاتوں سے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا ہے۔ پھر مجھے

میرے پر سنے پیڑوں میں کفن دے کر اس حجرہ شریف کے سامنے رکھ دینا جس میں حضور
اکرم ﷺ کی مزار اقدس ہے۔ پھر اگر بنا سکیں گے قفل خود بخود کھل جائے تو نذر فدا کر دینا
ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں لے جا کر دفن کرنا۔ (سیرۃ الصالحین)

(۱۵۰) ایک صحابی نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے زمانے میں ایک پہاڑ کے غار میں
گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ حضور ﷺ نے چند روز بعد صحابہ کرام سے پوچھا کہ وہ کیوں غیر حاضر
ہیں۔ وہ لوگوں نے واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: انھیں بلا لاؤ۔ جب وہ حاضر ہوئے تو ان
سے گوشہ نشینی کا سبب پوچھا۔ انھوں نے عرض کیا کہ لوگوں کی صحبت عبادت میں خلل ڈالتی ہے۔
حضور ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی صحبت میں رہ کر مشقتیں برداشت کرنا سا جھڑپ کی تہائی کی
عبادت سے افضل ہے۔ (تفسیر عزیزی)

(۵۱) ایک بار حضور ﷺ نے صحابہ کرام کی جماعت میں وعظ فرمایا جس میں
قیامت، دوزخ اور عذاب الہی کا ذکر تفصیل سے فرمایا۔ حضرات صحابہ کرام کے دلوں پر بہت
اثر ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں دس صحابہ جمع
ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عہد اللہ بن مسعود، حضرت بوذر
غفاری، حضرت موالا بن حذیفہ، حضرت عبد اللہ ابن عمر، حضرت مقداد بن سواد، حضرت
سہیل فارسی، حضرت معقل ابن مقرر اور خود حضرت عثمان ابن مظعون صاحبِ خاندان۔ ان
بزرگوں نے دنیا ترک کر دینے کا عہد کیا اور وعدہ کیا کہ ہم ہمیشہ دن میں روزہ رکھیں گے اور
رات کو نو فل ادا کریں گے، بستروں پر نہ سہیں گے، گوشت چربی وغیرہ کھانے نہ
کھائیں گے، عورتوں سے نکاح نہ کریں گے اور جو شادی شدہ ہیں وہ اپنی بیویوں کے پاس نہ
جائیں گے، ناٹ پھینکیں گے، خانہ بدوش ہو کر زمین میں مسافروں کی سی زندگی بسر کریں گے۔
صحابہ نے یہاں تک کہا کہ ہم انھیں ہو جائیں گے تاکہ عورتوں کے لُٹ ہی نہ رہیں کیونکہ
گناہوں کی جزا دنیا ہے۔ نہ دنیا سے تعلق رکھیں گے نہ گناہ ہوں گے۔ یہ خبر حضور ﷺ کو
پہنچی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ حضرت عثمان ابن مظعون کے گھر تشریف لے گئے مگر وہاں کسی کو نہ

پایا۔ آپ نے حضرت عثمان کی بی بی ام کلیم سے پوچھا کہ کیا یہ خبر سچ ہے کہ ان لوگوں نے یہ عہد و بیان کیے ہیں۔ ام کلیم نے نہایت حکیمانہ انداز میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! اگر عثمان نے حضور کو یہ خبر دی ہے تو سچ ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت عثمان خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا۔ انھوں نے اقرار کیا اور عرض کیا: ہم نے خبر کی نیت سے یہ ارادہ کیا ہے تاکہ کتابوں سے بچے رہیں اور اللہ کے غضب کے حقدار نہ بنیں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: جسے رب نے دنیا چھوڑ دینے کا حکم نہیں دیا ہے۔ روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو رات کو سو بھی، نوافل بھی پڑھو۔ میں تمہیں عیسائیت کی تعلیم دینے نہیں آیا۔ دیکھو میں نے کتان بھی کیا گوشت بھی کھا یا دنیا کے معاملات بھی ادا کرتا ہوں۔ یہ میری سنت ہے۔ جو میری سنت سے منہ موڑے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ تم پر اپنی جان کا بھی حق ہے اور اپنے بیوی بچوں کا بھی۔ (تفسیر کبیر، روح المعانی، روح البیان، خازن سادہ)

(۱۵۲) ایک بار اقرع بن حابس حمصی اور حنیفہ ابن مسین فزاری وغیرہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے حضور ﷺ کو حضرت بلالؓ حضرت صہیبؓ حضرت عمارؓ اور حضرت نہابؓ وغیرہم فقرائے صحابہ کے پاس بیٹھے دیکھ اور ان سے باتیں کرتے ہوئے پایا۔ ان کی مناسی کا یہ عالم تھا کہ ان میں سے اکثر کے پاس بدن پر صرف ایک کپڑا تھا۔ ان لوگوں نے انھیں حقارت سے دیکھا اور حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو ان فقیروں کے ساتھ بیٹھنے میں شرم آتی ہے۔ لوگ ہمیں ان کے ساتھ بیٹھا دیکھیں گے تو ہمیں کیا کہیں گے۔ آپ ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیجیے تو ہم آپ کے بیٹھا کریں۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کی درخواست رد کر دی تب حضور ﷺ کی تائید میں آیت کریمہ تری: اور نہ نکالو ان لوگوں کو جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح و شام اور انکی رضا چاہتے ہیں۔ تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں۔ پھر تم انھیں یاد کرو تو یہ کام انصاف سے دور ہے۔ اس پر وہ کفار ہو گئے: اچھا آپ انھیں نکالیں نہیں بلکہ ایک وقت ہمارے لیے خاص

فرمادیں جس میں صرف ہم لوگ آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کا وعظ سنا کریں کوئی فقیر غریب اس وقت وہاں نہ ہوا کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمدرد سے عرض کیا کہ حضور اس میں ہرج نہیں بھی ان میں گھمنڈ اور امانیت ہے ہوسکتا ہے کہ حضور کی صحبت سے یہ ایمان قبول کریں اور بعد میں ان کے دل سے یہ گھمنڈ نکل جائے۔ دین کی تبلیغ کے لیے یہ منظور کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔ حضور انور ﷺ نے قبول فرمایا۔ یہ کفار بولے: حضور ہمیں اس وعدے کی تحریر دیدی جائے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کاغذ قلم اور دو اساتے رکھنے کے لیے حاضر ہوئے مگر جب قرآن کی مذکورہ آیت اتری تو حضور ﷺ نے وہ کاغذ وغیرہ پھکوا دیے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس ہمدرد سے توبہ کی۔ پھر حضور ﷺ کا دستور یہ رہا کہ حضور ﷺ جب تک باہر رہتے ہم حضور ﷺ کے بالکل قریب بیٹھتے اور حضور ﷺ ہم سے فرمایا کرتے کہ میری زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہے۔ (راوی بیان تفسیر خازن)

(۱۵۳) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بہت بڑے تاجر تھے۔ آپ ایک بار ملک شام گئے تو وہاں ایک خواب دیکھا کہ چاند اور سورج آسمان سے نیچے اتر آئے ہیں اور دونوں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں داخل ہو گئے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا اور اپنی چادر مبارک اوپر ڈال دی۔ صبح آپ جاگے تو اس عجیب و غریب خواب کی تعبیر پوچھنے ایک راہب کے پاس گئے۔ اس راہب نے سارا خواب سن کر پوچھا: آپ کا نام کیا ہے؟ اور کون سے قبیلے کے ہیں؟ فرمایا: میرا نام ابو بکر ہے مکہ کا رہنے والا ہوں اور بنی ہاشم سے ہوں۔ راہب نے پوچھا: آپ کام کیا کرتے ہیں؟ فرمایا: تجارت کرتا ہوں۔ راہب نے کہا: مبارک ہو مکہ سے اور قبیلہ بنی ہاشم سے نبی آخر الزماں کا ظہور ہونے والا ہے۔ اگر یہ پاک نبی نہ ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کو پیدا نہ کرتا اور ساری کائنات بھی ظاہر نہ ہوتی۔ در تمام نبی رسال بھی پیدا نہ ہوتے۔ وہ نبی پاک رسولوں کے سردار ہوں گے اور سب انھیں محمد الٰہ من

کے نام سے یاد کریں گے۔ اسے ابو بکر! اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ قرآن کے دین میں داخل ہو گئے اور ان کے اولین وزیر ہو گئے اور ان کے خلیفہ ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تعبیر سن کر بڑے متاثر ہوئے اور دل پر رقت طاری ہوئی اور حضور ﷺ سے مدد قات کا شوق غالب ہوا۔ فوراً آپ ملک الہس آئے۔ حضور ﷺ کو دیکھ کر دس باغ باغ ہو گیا۔ حضور ﷺ بھی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ابو بکر حلدی کلمہ پڑھا اور میرے دین میں جاؤ۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: حضور کیا میں معجزہ دیکھ سکتا ہوں؟ حضور ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: ملک شام میں جو خواب دیکھ کر آئے ہو اور راہب نے جو تعبیر بتائی تھی وہ میرا معجزہ ہی تو ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً کلمہ پڑھ کر ایمان لے آئے۔ (نزہۃ الہاس)

(۱۵۴) حضرت سلیمان بن صدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی خزامہ کے فرد ہیں۔ ان کا نام جاہلیت کے زمانے میں یہاں تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے بدل کر سلیمان رکھ دیا۔ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے کوفہ بسایا جانے لگا تو پہلے پہل جو لوگ کوفہ میں آباد ہوئے ان میں یہ بھی تھے۔ بنی خزامہ کے محلے میں اپنا گھر بنایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکریم سے خاص محبت کرتے تھے۔ صفین کی خونیں جنگ میں یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ جوشن کواخوں نے ہی مارا تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ کر کوفہ جانے والوں میں یہ بھی تھے مگر عین موقع پر گھر بیٹھ رہے۔ شہادت کے بعد احساس ہوا۔ بپ بچھٹائے۔ مگر کیا ہوتا ہے۔ پھر یہ اور مصیب بن حمید نے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا بد۔ لینے کی تحریک چائی اور اپنا نام تو امین رکھا اور حضرت سلیمان کو میر بنا کر چار ہزار کا لشکر جمع کیا اور ابن زیاد کے مقابلے کے لیے نکلے۔ یہ قصہ پہلی ربیع الآخر میں ہینسہ ہجری کا ہے۔ ادھر سے ابن زیاد نے اپنا لشکر بھیجا۔ عین اترامی مقام پر مقابلہ ہوا۔ سلیمان بن صدر اور مصیب دونوں مارے گئے۔ ان کے سر وہاں بھیجے گئے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر تیرہ برس تھی۔ انھیں یزید بن حسین بن نمیر نے تیرے شہید کیا تھا۔ (تفسیر خازن)

(۱۵۵) رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن بشر مازنی سے فرمایا تھا کہ تم ایک

قرن جیو گے تو وہ پورے سو سال جیے۔ (تفسیر خازن)

(۱۵۶) مسجد نبوی کے پاس ایک صفہ (چبوترہ) تھا جہاں چار پانچ سو مہاجر و انصار رہتے

تھے جن کے پاس نہ گھر تھا نہ دنیاوی سامان نہ کوئی کاروبار۔ ہمیشہ مسجد میں حاضر رہنا دن میں

روزہ اور قرآن مجید کی تلاوت اور رات میں شب بیداری۔ ہر جہاد میں اسلامی شکر کے ساتھ جانا

ان کا کام تھا۔ انھیں اصحاب صفہ کہتے ہیں یعنی چبوترے پر رہنے والے۔ تنان حضرات کی شادی

ہوئی تھی نہ نکاح یہاں کنبہ اور قبیلہ تھا۔ غربت کا یہ حال تھا کہ ان میں سے کٹر کے پاس ستر

ڈھانپنے کے لیے پور کپڑا بھی نہ تھا۔ ایک بار حضور ﷺ ان کے پاس تشریف فرما ہوئے۔

ان کی سخت فقر کی اور بھوک کی شدت دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے چبوترے والو! میری مت

میں جو تمھاری طرح صابر و شاکر اور پرہیزگار ہو گا قیامت میں وہ میرا رفیق ہو گا۔ پھر فرمایا:

اے لوگو! ایک وقت وہ آنے والا ہے جب تمھارے سامنے دسترخوان پر غذاؤں کے پیالوں

کے پیالے رکھے جائیں گے۔ انھوں نے عرض کیا: یا حبیب اللہ! اس دن ہم بڑے ہی خیر

میں ہوں گے۔ فرمایا، بلکہ خیر میں آنے ہی ہو۔ (تفسیر کبیر، خزائن العرفان)

(۱۵۷) حضرت طاہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ائمہ اربعین میں سے ہیں۔ آپ کا نام مذکور ان

والد کا نام کیسا م ہے۔ طاہر اس لقب ہے۔ آپ قرآن مجید بہت عمدہ پڑھتے تھے۔ سن پندرہ ہجری

میں مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا۔ (زینۃ القاری)

(۱۵۸) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند امام محمد بن باقر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ تیس صفر سن ستاون ہجری کو پیدا ہوئے۔ کر بلا کے اچھ کے وقت چار یا پانچ سال

کے تھے۔ آپ کا وصال تیس سال ہوا جہاں سے جنازہ مبارک مدینہ منورہ لایا گیا اور جنت البقیع

میں اپنے والد حضرت امام زین العابدین اور واد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے

پاس دفن ہوئے۔ (وفیات الاعیان)

(۱۵۹) حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی ہیں جن کا کوفہ میں سب سے

آخر میں انتقال ہوا۔ آپ کا مہتمم ہے والد کا مہارث ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۶۰) حضرت عمرو بن خریت رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھوٹی عمر کے صحابیوں میں سے ہیں۔ حضور ﷺ کی وفات اقدس کے وقت بارہ سال کے تھے۔ ان کے سر پر حضور ﷺ نے دست مبارک پھیرا تھا اور برکت کی دعا فرمائی تھی۔ آپ نے کوفہ کی سکونت اختیار کر لی تھی۔ وہاں کے دلی بنائے گئے۔ سن پچاسی ہجری میں وفات پائی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۶۱) حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی دوسروں کے برابر تھی۔ واقعہ یوں ہوا کہ نبی ﷺ نے ایک دیہاتی عرب سواد ابن حارث سے ایک گھوڑا خریدا اور اس سے کہا کہ میرے پیچھے آؤ گا کہ گھوڑے کی قیمت ادا کروں۔ نبی ﷺ تیزی سے آگے بڑھ گئے اور سواد پیچھے رہ گیا۔ اسی سچ کچھ لوگوں نے سواد سے کہا کہ اگر کے گھوڑے کی قیمت بڑھادی۔ اب سواد نے حضور کو آواز دی کہ اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیں ورنہ میں اسے بیچ دوں گا۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور سواد ابن حارث سے فرمایا: کیا تو یہ گھوڑا مجھے بیچ نہیں چکا ہے؟ اس نے کہا: خدا کی قسم میں نے آپ کے ہاتھ نہیں بچھا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یقیناً تو میرے ہاتھ بیچ چکا ہے۔ سواد یہی کہتا رہا: گو وہ لاؤ گا اور لاؤ۔ جو مسکن آتا اس سے یہی کہتا، تیرے لیے فراموش ہو یہ نبی تہ اور بلاشبہ سچ ہی بولیں گے۔ مگر گوئی کوئی نہ دیتا۔ یہاں تک کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انھوں نے سواد سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو یہ گھوڑا بیچ چکا ہے۔ اب نبی ﷺ نے خزیمہ سے پوچھا: تم کیسے گواہی دے رہے ہو۔ انھوں نے عرض کیا: آپ کو سچا جاننے کی بنیاد پر۔ اس پر نبی ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی دوسروں کے برابر کر دی اور فرمایا کہ جس کے حق میں خزیمہ گواہی دیں یا جس کے خلاف گواہی دیں وہ کافی ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

(۶۲) حضرت ابی بن کعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھتے تھے کہ حضور ﷺ نے انھیں پکارا۔ انھوں نے جلدی جلدی نماز تم کر کے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں جواب دینے اور حاضر ہونے میں کس چیز نے روکا؟ عرض کیا: حضور میں نماز

میں تھ۔ سرکارِ عظیمؐ نے فرمایا: کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ اللہ اور رسول کے بدلانے پر حاضر ہو؟ عرض کیا ناں۔ اب آگے ایسا نہیں ہوگا۔ (خزانة العرفان، خازنِ اترمدی شریف)

(۱۶۳) حدیث شریف میں یہاں تک آتا ہے کہ حضور انور ﷺ نے ایک صیہبی کے دروازے پر آؤ زدی۔ وہ اپنی بیوی سے مشغول تھے۔ بنا فراغت اس طرح اٹھ کر حاضر ہو گئے۔ فرمایا: شاید ہم نے تمہیں جلدی بنا دیا۔ عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: تمہ پر غسل واجب ہو گیا۔ (سلطنتِ مصطفیٰ)

(۱۶۴) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بہت سی عبادتیں میسر ہوئیں جو ہمیں نہیں ہوئیں جیسے حضور ﷺ کا یہ ار حضور ﷺ کی خدمت حضور ﷺ کے پکارنے بدلنے پر حاضری حضور ﷺ سے رہا رکنا داب۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۵) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول خدا ﷺ کے بعد مکہ میں اونچی آواز سے قرآن کی تلاوت کی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۶۶) حضرت خواجہ بھیر بھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر دن اور رات میں دو بار قرآن کریم تم کرتے تھے۔ سترہ برس کی عمر سے آخر عمر تک آپ کھڑو قضاے انسانی کے سوا نہ ٹوٹا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۶۷) سنی کے عاشق مجنوں حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا شریک بھائی تھے۔ انہیں قیس بھی پکارا جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۸) مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: الحمد للہ! پچاس برس میں امام کے مایہ و میں نے کسی کی پیٹھ نہیں دیکھی۔ حضرت نے چاہیں حج کیے۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نے پچاس برس تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۶۹) حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پندرہ روز میں ایک بار کھانا کھاتے تھے اور رمضان میں ایک لقمہ البتہ سخت پر عمل کرنے کی نیت سے روزانہ صرف

پانی سے دور رکھتے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۷۱) حضرت ابراہیم و ہمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رمضان میں نہ دن میں سوتے تھے نہ رات میں۔ (نزہۃ القاری)

(۱۷۲) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیس سال روکھی روٹی پر رزق کبھی سانس نہ کھایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۳) حضرت ابراہیم و ہمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چودہ سال سلوک کر کے کہتے کو پہنچے تھے۔ کہتے تھے کہ اگر لوگ کہنے کی یہ اوقدہ سوں سے نئے میں میں آنکھوں سے جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر ہر قدم پر دو رکعت نماز ادا کرتے اور ایک قدم چلتے۔ اس طرح چودہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۴) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارہ سال کے عرصہ میں مکہ معظمہ پہنچے تھے۔ ہر قدم پر دو رکعت نماز ادا کرتے اور کہتے: یہ دلہیز دنیا کے بادشاہوں کی نہیں کہ ایک دم وہاں آگس پڑیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۵) حضرت ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چراغ حرم کہا جاتا تھا۔ بے دھماں تک مکہ عرصہ میں بچا اور رہے۔ رات کے شروع سے آخر تک نماز ادا کرتے اور یک قرآن ختم کرتے۔ طواف کعبہ میں آپ نے بارہ ہزار ختم کیے ہیں اور تیس سال تک مکہ معظمہ میں تاجران کے نیچے بیٹھے تھے اور اس عرصہ میں ہر رات دن میں ایک بار طہارت تازہ کرتے اور تیس سال میں کبھی سوئے نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۶) حضرت ابوبکر خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے حالی بہت بزرگ تھے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ آپ زمین جو تھنے کے لیے دیلوں کو بانہ دھتے جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو آپ نماز میں مشغول ہو جاتے تو وہ بیل خود بخود آپ کے نماز سے فارغ ہونے تک مل بھیرتے رہتے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۷) سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد انچاس ہیں ستائیس بیٹے اور ہادی

بیٹیاں۔ (بیچہ ۱۱۳۱)

(۱۷۱) فتح اُمین میں ہے اول قطب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے قطب حضرت غوث اعظم اور خاتمے کے قطب حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (تحفۃ ادا عظیمین)

(۱۷۸) حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان پر جب دنیا کا ذکر کرتا تو آپ وضو فرماتے اور اگر جنت کا ذکر آ جاتا تو غسل فرماتے۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا: یہ دنیا محدث ہے لہذا اس کا ذکر حدیث ہوا اور حدیث سے وضو کرنا چاہیے۔ جنت فوہشات کے پورا ہونے کی جگہ ہے تو اس کا ذکر جنابت ہوا اور جنابت سے غسل کرنا زہمی ہے۔ (سبع سنائل شریف)

(۱۷۹) ایک بار حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک سیب ہاتھ میں لیا اور فرمایا: کتنا لطیف ہے! آواز آئی: اے بایزید! شرم نہیں آتی کہ ہمارا نام سیب کو دیتے ہو۔ چالیس روز آپ کو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم یاد نہ آیا۔ قسم کھائی کہ باقی عمر بسطام کا میوہ نہ کھاؤں گا۔ (سبع سنائل شریف)

(۱۸۰) حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے: چار چیزیں تم مجھ سے قبول کرو پھر جو بھی مجھ سے چاہو مل جائے گا۔ ایک: کہہ دو: کم سونا! تین: کم بولنا اور چار: کم آنا جانا۔ (سبع سنائل شریف)

(۱۸۱) ایک رات حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام کا امتحان لینے ان کے گھروں پر تشریف لائے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوب اونچی آواز سے قرآن شریف پڑھتے ہوئے پایا۔ صبح کو جب بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو اس کی وجہ پوچھی۔ انھوں نے عرض کیا: میں سوتوں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا اور اپنے رب کو نارہا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی قبر شریف کے پاس ایسے کھڑے ہوتے تھے جیسے نمازی نماز میں۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۸۳) حضرت ابو اسحاق بن ابراہیم بن منصور مدنی کے رہنے والے تھے۔ یہ ایک شہزادے تھے۔ ایک روز شکار کو نکلے۔ لومزی یا خرگوش کا پیچھا کیا۔ وہ ابھی اسی تلاش میں تھے کہ پکارنے والے نے پکارا: اے ابراہیم کیا تو اسی لیے پیدا کیا گیا ہے؟ یہ سن کر گھوڑے سے اتر پڑے۔ راستے میں اپنے باپ کا ایک چرواہا انھوں نے اس کا چوہہ لے کر پکھنایا اور اسے اپنا گھوڑا اور ساز و سامان دے دیا اور جنگل میں نکل گئے۔ پھر مکہ مکرمہ آئے اور وہاں حضرت سفیان ثوری اور حضرت فضیل بن عیاض کی صحبت میں رہے۔ پھر شام آئے اور وہیں سن ایک سو ترسٹھ ہجری میں وفات پائی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۸۴) حضرت ابراہیم اوہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ہات کی کٹائی سے روزی حاصل کرتے تھے جیسے کہ فسل کی کٹائی اور باغوں کی رکھوائی وغیرہ۔ جنگل میں انھیں ایک شخص ملا جس نے انھیں اسم اعظم سکھایا۔ انھوں نے اسم اعظم پڑھ کر دعا کی تو حضرت خضر علیہ السلام کا دیدار نصیب ہوا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے انھیں بتایا کہ دو دو دہائیہ السلام تھے انھوں نے اسم اعظم سنا یا تھا۔ (مجمع سائل شریف)

(۱۸۵) حضرت ابو مخنف مہروف بن فیروز کوفی (وفات سن دو سو ہجری) کی ہر دعا قبول ہوتی تھی۔ لوگ ان کی قبر شریف کے دیلے سے شفا پاتے تھے آپ حضرت علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زاد کردہ غلام تھے۔ (مجمع سائل شریف)

(۱۸۶) حضرت ابو الحسن سہری بن مفلح السقطی حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاوند استاد تھے۔ اور حضرت معروف کوفی کے شاگرد۔ انھوں نے فرمایا: تیس سال سے استغفار میں صرف اس بات سے اللہ کی معافی چاہ رہا ہوں کہ ایک بار میں نے الحمد للہ کہا تھا۔ جب پوچھا گیا کہ کیوں؟ تو فرمایا کہ خدا میں آگ لگ گئی تھی ایک آدمی ملا اس نے کہا تمھاری دوکان بچ گئی۔ اس پر میں نے الحمد للہ کہا۔ لہذا اب میں اسی لفظ کے کہنے پر تیس سال سے مادم ہوں اس لیے کہ میں نے مصیبت میں جس میں مسلمان پھنسے تھے۔ پے لفس کے بے بھائی چاہی۔ (مجمع سائل شریف)

(۸) حضرت ابو عبد الرحمن حاتم بن الوان کو حاتم اصم یعنی بہرہ حاتم کہتے ہیں۔ یہ در

اصل بہرہ سے نہ تھے۔ ایک بار ایک عورت ان سے ایک مسئلہ پوچھنے آئی۔ اتفاق سے اس کا گوز نکل گیا۔ اس سے وہ شرمندہ ہوئی۔ حاتم نے کہا اور اونچی آواز میں کہو۔ ایسا ظاہر کیا کہ جیسے وہ بہرہ ہوں۔ اس سے وہ عورت بہت خوش ہوئی اور کبھی کلاپ نے گوز کی آواز نہیں سنی۔ اسی وجہ سے انھیں اصم یعنی بہرہ کہا جانے لگا۔ (مسئد سائل شریف)

(۱۸۸) کہا جاتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی کئی سال اپنے منہ میں پتھر ڈال دیتے تھے تاکہ کم کلام نہ بنیں۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۸۹) تمام صحابہ میں یہ شرف حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے کہ ان کا نام صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں آیا ہے اور اسی بنیاد پر کچھ صحابہ نے حضرت زید کو افضل النبی قرار دیا ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹۰) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے میں موت کو پسند کرتا ہوں اپنے رب سے ملاقات کے لیے بیماری پسند کرتا ہوں خطائیں منانے کے لیے اور فقیری پسند کرتا ہوں تواضع اور انکساری پیدا کرنے کے لیے۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۹۱) کسی نے حضرت ایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کی وفات کے بعد خوب میں دیکھا۔ پوچھا قبر میں مگر تکبر کے ساتھ کیا تیزی؟ فرمایا: مجھ سے جب نصوں نے پوچھا تیرا رب کون ہے؟ میں نے کہا: رب سے پوچھو۔ اگر وہ مجھے اپنا بندہ کہے تو مجھے کافی ہے۔ ورنہ ہزار بار اسے رب کہے جاؤں بے کار ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۲) حضرت شیخ سعودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے شیخ کا ایک واقعہ یوں نقل فرمایا: مجھے یاد ہے کہ میرے شیخ ایک رات دوزخ کے خوف سے بالکل نہ سہے۔ صبح کے وقت میں نے انھیں یہ کہتے سنا: کاش میرا جسم استیلا ہو جاتا کہ ساری دوزخ مجھ سے ہی بھر جاتی تاکہ دوسروں کو دہان سے رہائی مل جاتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۳) تفسیر کبیر شریف میں بسم اللہ کے ماتحت ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی ایک انگلی عطا فرمائی اور فرمایا: اس پر کسی نقاش سے لا الہ الا اللہ لکھو لاؤ۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقاش کے پاس گئے اور فرمایا: اس پر لکھ دے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ نقاش نے یہی لکھ دیا۔ جب وہ انگلی بارگاہ رسالت میں پیش کی تو اس پر لکھا تھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو کر صدیق۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا نام میں نے بڑھایا تھا۔ میں نے نہیں چاہا کہ آپ کے اور آپ کے نام میں جدا ہو جائے یعنی رب کا ذکر ہو اور آپ کا ذکر نہ ہو۔ لیکن اپنا نام میں نے نہیں بڑھایا۔ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صدیق اکبر کا نام میں نے لکھا ہے کیونکہ صدیق اس سے انہی نہ ہوئے گا آپ کا نام اللہ کے نام سے جدا ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہ ہو کہ صدیق کا نام آپ کے نام سے الگ ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۳) حضرت حلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت حارث بن عہد العزیٰ بنی رسول اللہ ﷺ کے دشمنی باپ جب کہ عمرہ میں تشریف لائے تو قریش نے کہا: کچھ سنا ہے تمہارا بیٹا کہتا ہے کہ لوگوں کو کھڑکھڑا کر پھر جینا ہوگا۔ حضرت حارث نے آپ سے کہا: بیٹا یہ کیا کہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ دن آیا تو میں آپ کا ہات پکڑ کر بتا دوں گا کہ جو کچھ میں کہتا تھا وہ سچ تھا۔ حضرت حارث فوراً مسلمان ہوئے اور ان پر ان جملوں کا اثر زندگی بھر رہا۔ کہا کرتے تھے کہ میرا بیٹا ہات پکڑے گا تو جنت میں پہنچا کر جی چھوڑے گا۔ (اسوہ ص ۲)

(۹۵) مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر سال دو بار مکہ مکرمہ حاضر ہوتے۔ ایک بار حج کے لیے ایک بار عمرہ کے لیے۔ دو رات میں پورا قرآن مجید ختم فرما لیتے۔ آپ کے گھر میں ایک مرغ تھا جس کی آواز پر رات میں اٹھ بیٹھتے۔ ایک رات میں مرغ کسی وجہ سے بول نہ سکا۔ آپ کی آنکھ نہ کھلی۔ فجر کی نماز قضا ہوئی۔ نماز قضا ہونے کی تکلیف پر مرنے کے بارے میں آپ کی زبان سے یہ نکل گیا: اسے کیا ہو گیا تھا کہ آج نہیں بولا؟ اللہ اس کی آواز ختم کر دے۔ وہ مرغ پھر زندگی بھر نہیں بول سکا۔ یہ دیکھ کر اللہ ماجدہ نے کسی کے لیے بددعا کرنے سے منع فرمایا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹۶) رسول اللہ ﷺ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ کبھی کبھی اپنے ساتھ سواری پر بھی بٹھالیتے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام مشکل معاملات میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ چوتیس سال کی عمر میں سن سترہ یا اٹھارہ ہجری میں وصال فرمایا۔ آپ نے ایک سو ستادین حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے بیس حدیثیں بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں میں ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۹۷) مشہور تابعی حضرت ابراہیم تمیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت عمدہ وعظ فرماتے تھے۔ بنامزنا نہ ظالم حجاج بن یوسف ثقفی نے حضرت ابراہیم تمیمی کی گرفتاری کا حکم دیا۔ سپاہی ہر نامہ ہونے کی وجہ سے غلطی سے انھیں پکڑ لے گئے اور جیل میں ڈال دیا۔ کچھ دگوں نے کہا: آپ کو غلطی سے پکڑا گیا ہے آپ اپنی اصلیت ظاہر کر دیں۔ فرمایا: مجھے پسند نہیں کہ اپنے کو بچاؤں اور ایک بے گناہ سزا پائے۔ اسی قید کی حالت میں سن بانوے ہجری میں وصال فرمایا۔ آپ ایک ماہ تک کھانا نہیں کھاتے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۹۸) ایک بار حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحب زادی ابوہریرہ کی رضیہ تھیں۔ جنی حضور ﷺ کے نکاح میں آنے کے پہلے ان کے پہلے شہر سے پیدا تھیں وہ حضور ﷺ کے پاس تشریف لائیں۔ حضور ﷺ غسل فرما کر تشریف ہی لائے تھے۔ آپ نے ان کے چہرے پر پانی کی ٹھیںٹھیں ماریں۔ اس کی برکت سے ان کے چہرے پر وہ حسن اور جمال نکلا ہوا جو کبھی نہ ملا۔ شباب کا عالم ہمیشہ برقرار رہا۔ (مدارج النبوة)

(۱۹۹) حضرت ابراہیم بن ادھر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل حج کو بارہ تھے۔ ایک اونٹنی سوار دیہاتی نے پوچھا: آپ کہاں جاتے ہیں۔ فرمایا: بیت اللہ شریف۔ اس نے کہا: آپ دیوانے معلوم ہوتے ہیں۔ اتنا لمبا سفر! آپ کے پاس سواری ہے نہ شہد شاید آپ کو موت سے جا رہی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الرحمۃ نے فرمایا: تیرے پاس ایک سواری ہے؟ میں بہت سی سواریاں رکھتا ہوں لیکن وہ تجھے دکھائی نہیں دیتی۔ عرض کیا وہ کون سی سواریاں

ہیں۔ فرمایا: جب مجھ پر کوئی بلا آتی ہے تو صبر کے گھوڑے پر سواری کرتا ہوں۔ جب نشت پاتا ہوں تو شکر کی سواری پر سوار ہو جاتا ہوں۔ جب کوئی رب کی قضا آتی ہے تو رضا پر سوار ہوتا ہوں۔ جب نفس کسی طرف بلاتا ہے تو اپنی عمر پر بے اعتمادی کے گھوڑے پر سواری کرتا ہوں۔ دیہاتی جو: بے شک آپ سوار ہیں میں یہ دل ہوں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۰) حضرت خنساء بنت خدام رحمۃ اللہ علیہا عرب کی ایک حسین و جمیل خاتون تھیں جن کی خوب صورتی اپنی مثال آپ تھی لیکن جب ان پر عشق الہی کا پرتو پڑا تو پھر ان کی عبادتوں اور شب بیداریوں کا یہ حال ہو گیا کہ انھوں نے مسلسل چالیس سال تک روزے رکھے جس کی وجہ سے ان کی جلد ہڈیوں سے چمک سنی۔ خشیت موٹی میں تنار نہیں کہہ سکتے جاتی رہیں اور اپنے پروردگار کو مٹانے کے لیے انھوں نے اتنا سہا سہا قیام کیا کہ ان کے پاؤں کھڑے ہونے کے قابل نہ رہے۔ حضرت طاؤس بنانی اور وہب بن جبہ رحمۃ اللہ علیہما جیسے جلیل القدر ائمہ اسلام کی نگاہوں میں خنساء بنت خدام کی شب بیداریوں کی بڑی قدر تھی۔ (سنن الصلوٰۃ جلد اول)

(۲۰۱) حضرت ابوالمہجرح رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں محمد بن منکدر اور ثابت بنانی ایک رات ریحانہ مجنونہ کے پاس گئے تو ہم نے دیکھا کہ ابتدائے شب میں کھڑی ہوئیں اور ذکر الہی میں صبح کر دی۔ انھیں جنون کی حد تک عشق الہی تھا اسی لیے ان کا لقب مجنونہ پڑ گیا۔ (روضہ الریاضین)

(۲۰۲) حضرت مدینہ بنت ابوطارق رحمۃ اللہ علیہا کا شمار مشہور عابدات میں ہوتا تھا۔ حضرت عامر بن ملیک بحرانی ایک کنیز سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک رات منیدہ بنت ابوطارق کے یہاں شب ہاش ہوئی تو اس نے دیکھا کہ قیام نیل میں انھوں نے اس آیت کی تکرار کرتے کرتے صبح کر دی: وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَآلَكُمْ نُفْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ وَلِيُكَلِّمَ مَنْ يَشَاءُ مِنْهُمْ بِأَلْسِنَةٍ رِّجَالٍ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَكْفُرُونَ (سورہ آل عمران تیسرا کوٹ) آیت ایک سو ایک) یعنی اور تم (اب) کس طرح کفر کرو گے حالانکہ تم وہ خوش نصیب ہو کہ تم

پر اللہ کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں اور تم میں (خود) اللہ کے رسول (ﷺ) موجود ہیں اور جو شخص اللہ (کی رسی) کو مضبوط پکڑ لیتا ہے تو اسے ضرور سیدھی راہ کی طرف ہدایت دی جاتی ہے۔ (صفۃ الصفۃ)

(۲۰۳) حضرت حبیبہؓ وید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اپنے وقت کی عظیم عابدہ اور مجاہدہ تھیں۔ جب وہ عیش کی نماز پڑھ لیتیں تو اپنے مکان کی چھت پر چڑھ جاتیں اور اپنے جسم کے رد و آہٹ کرنا اور دوپٹے کس کے عبادت میں مشغول ہو جاتیں۔ جب فجر ہو جاتی تو کہتیں: اے اللہ! یہ رات رخصت ہوئی ہے اور دن نکلا آیا ہے مجھے فیضِ معلوم کہ میری عبادت تو نے قبول کی ہے یا نہیں۔ تیری عزت کی قسم! جب تک تو مجھ کو زندہ رکھے گا میرا یہی معمول رہے گا۔ میں کبھی تیرے نہیں چھوڑاں گی۔ (احیاء علوم الدین)

(۲۰۴) مشہور زمانہ بزرگ حضرت حبیبہؓ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی زوجہ محترمہ حضرت عمرہؓ اپنے وقت کی بڑی عابدہ و زاہدہ ہوئی تھیں۔ ایک رات وہ نماز میں مشغول تھیں اور ان کے شوہر بھی تنگ سو رہے تھے۔ وقتِ سحر قریب آ گیا اور وہ یوں ہی سوئے رہے۔ تو حضرت عمرہؓ نے انھیں بیدار کیا اور کہا: میرے سر میں آٹھ گھنٹے دیکھیے کاروانِ شب کو قیامت چکا ہے سپیدہ سحر نمودار ہونے کو ہے آپ کے سامنے ایک لباس سفر ہے اور زانو اور اوچکھ بھی نہیں۔ صلیب کے قافلے ہمارے سامنے رخصت ہوئے اور ہمیں پڑے کے پڑے سجدہ کئے۔ (فتاویٰ اسلام سول و جواب جلد اول)

(۲۰۵) حضرت عجلہ عمیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا رات بھر عبادت کرتی تھیں حالانکہ انھوں نے معذرت تھیں مگر جب سحر کا وقت ہوتا تو رد و کرا اپنے رب سے کہتیں: اے میرے رب میں تجھی سے مانگتی ہوں تیرے خیر سے نہیں مانگتی مجھے علین میں مقربین کا درجہ عطا کر اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل کر۔ یہ دعا مانگ کر سجدے میں گر جاتیں یہاں تک کہ ان کے سجدے میں گرنے کی آواز آس پاس سنی جاتی پھر وہ سجدے ہی میں صبح کی نماز تک دعا مانگتی رہتیں اور روتی رہتیں۔ (احیاء علوم الدین)

(۲۰۶) حضرت خواں فرماتے ہیں کہ یہ مشہور عابدہ رحلہ کے یہاں تھے۔ انھوں نے اتنے روزے رکھے تھے کہ ان کی رگت سیاہ پڑ گئی تھی اور اس قدر آنسو بہائے تھے کہ آنکھوں سے محروم ہو گئی تھیں اور اس قدر نمازیں پڑھی تھیں کہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئی تھیں۔ (نفس مصدر جلد چہارم)

ساتواں باب: فرشتے اور جنات

(۱) فرشتے تمام حقوق سے نوحہ صمد یادہ ہیں اگرچہ زمین پر بھی رہتے ہیں مگر ان کا اصل مرکز آسمان ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲) صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اصول اسلام چار ہیں: حیات، علم، قدرت اور ارادہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حیات کے مظہر ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام علم اور قول کے مظہر ہیں اسی لیے انھیں روح القدس اور روح الامین کہا جاتا ہے اور وہ حامل وحی ہیں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام ارادے کے مظہر ہیں جس میں وجود شامل ہے اس لیے وہ رزق پر مقرر ہیں اور عزرائیل علیہ السلام قدرت کے مظہر ہیں اسی لیے وہ جابر اور متکبرین کو موت دے کر ذیل کرتے ہیں۔ (روح البیان)

(۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ عزت بخشی ہے کہ ان کی دونوں آنکھوں کے سامنے پورا قرآن لکھ دیا گیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴) سیدہ مرتضیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ روح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر بزار مرتب ہر سر میں ستر بزار چہرے ہیں ہر چہرے میں ستر بزار منہ ہیں اور ہر منہ

میں ستر ہزار زبانیں ہیں ہر زبان میں ستر ہزار لغتیں ہیں۔ وہ ان سب لغتوں میں کہ ایک، کھ
اڑ سٹھ ہزار ستر جگہ مہاسنگھ ہوئے اللہ عزوجل کی تسبیح کرتا ہے ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے
کہ قیامت تک فرشتوں کے ساتھ پرواز کرے گا۔ (نزہۃ المجالس)

(۵) ثعلبی نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ
فرماتے ہیں کہ روت ایک عظیم فرشتہ ہے آسمان زمین پہاڑوں اور فرشتوں سب سے بڑا۔
اس کا مقام چوتھا آسمان ہے۔ ہر روز وہ بارہ ہزار تسبیحیں کہتا ہے ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا
ہوتا ہے۔ یہ روح نامی فرشتہ قیامت کے دن اکیلے ایک صف ہوگا اور باقی فرشتوں کی ایک
صف (تفسیر نعیمی)

(۶) بعد ایک فرشتہ ہے جو میعبہ برسانے کی خدمت پر مقرر ہے اس کے ہاتھ میں
ایک گگ کا کوزا ہے جسے برق کہتے ہیں وہ اس کوزے سے بادلوں کو ہانکتا ہے۔ بجلی کا چمکنا
اسی سے مراد ہے۔ (تحدۃ الواظنین)

(۷) حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اڑان کا یہ عالم ہے کہ وہ پروں کے کھونے اور
انہیں سیٹرنے میں تین ہزار برس کا راستہ طے ہو جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸) اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں کہ خوف الہی سے ان کا رواں رہا لڑتا ہے۔ ان
میں سے جس فرشتے کی نگاہ سے جو آنسو ٹپکتا ہے وہ گرتے گرتے فرشتہ ہو جاتا ہے کہ کھڑ ہو کر
رب اعزت کی تسبیح کرتا ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۹) جبرئیل عبرانی لفظ ہے۔ جبر کے معنی عبد اور ایل معنی اللہ۔ جبرئیل کے معنی
ہوئے عبد اللہ۔ ان کا اصلی نام عبد الجلیل اور کنیت ابوالفتح ہے۔ انبیائے کرام کے پاس اللہ کا
پیغام لانے کی خدمت انھی کے ذمہ تھی۔ اس کے علاوہ اور بھی خدمات انہی مہ دیتے تھے اور
اب بھی دیتے ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۱۰) فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت نہ کھاتے پیتے ہیں نہ نکاح کرتے ہیں ورنہ ان میں
بچے پیدا ہوتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱) اگر کوئی جنتی حور اپنی چٹنگلی اندھیری رات میں دنیا کے اندر دکھ دے تو سہاری دنیا روشن ہو جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر چوبیس ہزار بار نازل ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام پر بارہ بار حضرت ادریس علیہ السلام پر چار بار حضرت نوح علیہ السلام پر پچاس بار حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بیالیس بار حضرت ایوب علیہ السلام پر تیس بار حضرت یعقوب علیہ السلام پر چار بار حضرت موسیٰ علیہ السلام پر چار سو بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دس بار۔ (رقائق جلد اول)

(۱۳) ملک الموت کا ایک قدم ٹپ صراط پر دوسرا جنت کے تحت پر ہے۔ ن کا جسم اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دریاؤں کا پانی ان کے سر پر ڈالا جائے تو یک ہوند بھی زمین پر نہ گرے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عرش اٹھانے والے چار فرشتے ہیں۔ ہر فرشتے کے چار منہ ہیں۔ ان کے قدم ساتویں زمین کے نیچے اس ہتھکڑ پر نکلے ہوئے ہیں جو پانچ سو برس کا دلہن کا ہے۔ (رسالت شریعہ)

(۱۵) اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو نہایت خوبصورت پیدا کیا ہے۔ ان کے ایک لکھ چودہ ہزار پر ہیں جن میں طاؤس کے رنگ کے دو ہزار پر ہیں۔ جب آپ کوئی پر کھولتے ہیں تو آسمان و زمین سب ڈھلک جاتا ہے۔ آپ کے دائیں بازو پر جنت حور جنت کے محل مختلف طبقے اور خادمہ وغیرہ کی صورتیں بنی ہوئی ہیں اور بائیں بازو پر دوزخ اس کے سانپ بجھوڑے جہنم کے مضافوں کی صورتیں بنی ہوئی ہیں۔ (زہرۃ الارض)

(۱۶) حضور اقدس ﷺ نبوت کے شروع کے زمانے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس کی اصلی صورت میں دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے اس لیے حضرت جبرئیل کو آدمی کی صورت میں بھیجا جانے لگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷) حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام خیروم بتایا جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حوروں کا چہرہ سفید سرخ سمیرا زرد چار رنگ سے اور بدن زعفران، مشک اور کافور سے بال بونگوں سے پاؤں کی انگلیوں سے سے کر گھٹنوں تک خوشبودار زعفران سے گھٹنے سے سینے تک عنبر سے سینے سے سر تک کافور سے بنایا ہے۔ ایک ایک کے سینے پر اللہ کا اور حور کے خاتمہ کا نام لکھا ہے۔ (دقائق اخبار)

(۱۹) حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم دے رکھا ہے کہ صبح و شام عرش سنبھالنے والے فرشتوں کو سلام کر لیا کریں۔ یہ اس لیے کہ ان کو دوسرے فرشتوں پر بزرگی حاصل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰) دوزخ کے انیس فرشتے سوکل ہیں جنہیں ذبانیہ کہا جاتا ہے۔ یہ پاؤں سے ہاتھ کا کام لے سکتے ہیں۔ ایک ایک فرشتہ دس ہزار کافروں کو ایک ہاتھ میں دس ہزار کو دوسرے ہاتھ میں دس ہزار کو ایک پاؤں میں دس ہزار کو دوسرے پاؤں میں سے کر دوزخ میں ڈال سکتا ہے۔ زبانہ کے سردار مالک ہیں جو دوزخ کے داروغہ مقرر ہیں۔ (دقائق اخبار)

(۲۱) عرش ٹھانے والے فرشتوں کا قبلہ عرش اعظم اور ملائکہ برود کا قبلہ کرسی اور ملائکہ سفر کا قبلہ بیت المعمور ہے۔ (تفسیر کبیر)

(۲۲) فرشتے اگر انسانی شکل میں آئیں تو مرد کی شکل میں آتے ہیں عورت کی شکل میں نہیں آتے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳) سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو نہایت خوبصورت پیدا کیا ہے۔ ان کو چھ سو پروے ہیں۔ ایک ایک پر میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مشرق اور مغرب میں۔ جبرئیل علیہ السلام نے جب اپنی بیعت پر نظر ڈالی تو یہ کہا کہ الہی تو نے مجھ سے اچھی صورت بھی کسی کو دی ہے؟ جواب ملا کہ نہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے شکرانے کے دو نفل پڑھے اور ہر رکعت میں بیس ہزار برس کھڑے رہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرئیل! تو نے عبادت کا حق ادا کر دیا۔ ایسی عبادت

کوئی نہیں کر سکتا مگر آخری زمانے میں میرے حبیب اور نبی محمد ﷺ مبعوث ہوں گے اور اس کی امت نہایت مانتواں ہوگی۔ وہ لوگ تھوڑی سی دیر میں بھول چوک کے ساتھ دور کہتیں پڑھیں گے اور اپنی فکر میں غرق اور گناہوں میں ڈوبے ہوں گے۔ مجھے اپنے عزت و جدوں کی قسم میں ان کی نماز کو تیری نماز سے زیادہ پسند کروں گا کیونکہ وہ میرے حکم سے نماز پڑھیں گے اور تو نے اپنی خوشی سے پڑھی ہے۔ (تحفہ الاولیاء عظیم)

(۳۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر شیطان بنی آدم کے دلوں کو نہ گھیرتا تو وہ آسمان کے فرشتوں کو دیکھ لیتے۔ (سبع سنائل شریف)

(۲۵) اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے اس کا سر آدھی کا سا ہے۔ اس کے ستر ہزار بازو ہیں اور ہر بازو پر فرشتوں کی ایک ایک جماعت ہے۔ اس کے دیکھیں رخسار پر سورہ اخلاص اور بائیں پر کلمہ شہادت اور پیشانی پر سورہ فاتحہ لکھی ہوئی ہے۔ اس کے سامنے فرشتوں کی ستر ہزار صفیں ہیں جو سورہ فاتحہ پڑھا کرتے ہیں اور جب وہ ایک نعبہ ایک نعتیں کہتے ہیں تو سجدے میں گر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اپنے سر اٹھاؤ! میں تم سے خوش ہوں۔ پھر وہ درخواست کرتے ہیں کہ امت محمدیہ میں سے جو کوئی فاتحہ پڑھے اسے رب اس سے بھی راضی رہے۔ خدا نے ذوالجلال فرماتا ہے: اچھا گواہ رہو میں ان سے راضی رہوں گا۔ (تحفہ الاولیاء عظیم)

(۳۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صور کے فرشتے حضرت اسرائیل علیہ السلام کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا، اس کے دائیں طرف جبرئیل علیہ السلام، بائیں طرف میکائیل علیہ السلام ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اجازت ملی ہے کہ عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کی عظمت کی حالت بیان کروں۔ اس کے کانوں کی نوے سو منہوں تک کی دوری سات سو برس کے راستے کے برابر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸) فرشتے نور سے بنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں

اختیار کریں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹) صلصال کی ایک فرشتہ ہے جس کے تین بازو ہیں ایک مشرق میں ایک

مغرب میں اور ایک حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ انور پر۔ وہ اس لیے کہ جب کوئی ہندہ درود

شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر عرض کرتا ہے: یا رسول اللہ!

فداں ابن فداں نے آپ ہند درود بھیجا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس درود کو نور کی روشنائی سے

نور کے کاغذ پر لکھو اور ہمیں پیش کرو۔ قیامت میں ہم اس کاغذ کو میزان میں رکھیں گے تاکہ وہ

جنتی ہو جائے۔ (سبع سنابل شریف)

(۳۰) شیطان کی ذریت کی مختلف جماعتیں ہیں۔ ان کے نام اور کام الگ الگ

ہیں۔ چنانچہ وضو میں بیگانے والی جماعت کا نام ولہبان ہے اور نماز میں اور غد نے والی

جماعت کا نام مغرب ہے۔ (تحفۃ الاولیاء عظیمین)

(۳۱) رعد اس فرشتے کا نام ہے جو بادلوں پر مقرر ہے اور صاعقہ اس کے کوزے کا نام

ہے جس سے وہ ہوا کو ہلاتا ہے۔ کبھی اس کوزے کی آواز سنی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رعد فرشتہ اس وقت تسبیح کرتا ہے یہ آواز اس تسبیح کی ہوتی ہے۔

اس کی آواز پر سارے فرشتے تسبیح میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ہم کو بھی اس وقت سارے کام بند

کر کے اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔ (تحفۃ الاولیاء عظیمین)

(۳۲) جبرئیل اور میکائیل جیسا اسلام کا نام عبد اللہ ہے اور اسرائیل جیسا اس کا نام

عبد الرحمن ہے۔ (تحفۃ الاولیاء عظیمین)

(۳۳) ایک ہار رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تمھاری

عمر کتنی ہے؟ عرض کیا: یہ تو مجھے خبر نہیں۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ ایک تار استر ہزار برس بعد نکلتا

ہے۔ میں نے اسے بہتر ہزار بار نکلتے دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ تار ہمارا ہی نور ہے۔

(تفسیر روح البیان)

(۳۴) شیطان کی ایک ران میں نر کی علامت ہے اور دوسری میں مادہ کی۔ خود

اپنے سے وٹلی کرتا ہے اور خود حاملہ ہو جاتا ہے اور خود بچہ پڑھتا ہے۔ (تحفہ المومنین)

(۳۵) شیطان شطن سے بنا ہے جس کے معنی میں فساد اور فریب۔ لغت کے مطابق ہر

فساد دہی اور فریب کو شیطان کہا جاتا ہے۔ شریعت میں ایسے کو شیطان کہتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶) تفسیر ساوی میں ہے کہ ساری دنیا حضرت ملک الموت کے دو گھنٹوں کے بیچ

ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷) فرشتے دو طرفہ کے ہیں ایک وہ جن کا کام عبادت الہی کرنا ہے جنہیں مقررین

کہتے ہیں۔ دوسرے وہ جن کے ذمے دنیا کے انتظامات ہیں جنہیں مدبرین امر کہتے ہیں۔ یہ

مدبرات مرد و طرفہ کے ہیں: ایک وہ جو اللہ کی رحمت لاتے ہیں جنہیں روحانیہ کہا جاتا ہے۔

دوسرے وہ جو اللہ کا عذاب لاتے ہیں جنہیں کرہی ن کہا جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸) انسان کے مرتے وقت تین طرفہ کے فرشتے آتے ہیں۔ ملک الموت

عزرائیل علیہ السلام جان نکالنے کے لیے سات فرشتے ان کی مدد کرنے کے لیے ہوتے ہیں جن

تک نظر جائے وہاں تک فرشتے بشارت دینے کے لیے یا ڈرانے کے لیے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹) تفسیر عزیزی نے ابن جریر اور ابن ابی حاتم وغیرہ کے حوالے سے بیان کیا ہے

کہ حضرت دریس علیہ السلام کے زمانے میں انسان بہت بد عمل ہوئے۔ فرشتوں نے اللہ

تعالیٰ کی پارگاہ میں عرض کیا کہ مولا انسان بہت بد کردار ہے۔ خیال رہے کہ حضرت آدم علیہ

السلام کی پیدائش سے پہلے فرشتوں نے خلافت کے لیے اپنا حق بتایا تھا۔ اب ان کا مقصد یہ

اظہار کرنا تھا کہ اس خلافت کے قابل نہیں ہے اسے معزول کیا جائے یا کم سے کم یہ غیض ہے

اور وزیر ہم تا کہ اس کے بگڑے ہوئے کام سنبھال لیا کریں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: اسے غصہ

اور شہوت دی گئی ہے جس سے وہ گناہ کرتا ہے۔ اگر یہ چیزیں تمہیں ہیں تو تم بھی گناہ کرنے لگو

گے۔ فرشتے بولے: مولائے کریم! ہم تو گناہ کے پاس بھی نہ جائیں گے چاہے کتنا ہی غصہ اور

شہوت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا، چھاتمہ اپنی جماعت میں سے اہل درجے کے پرہیزگار فرشتوں

کو چھانٹ لو۔ ہم انھیں غصہ اور شہوت دیدہ دیتے ہیں پھر امتحان ہو جائے گا۔ چنانچہ ہاروت اور ماروت جو بڑے ہی عبادت گزار فرشتے تھے چپے چپے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں غصہ اور شہوت دے کر باطل شہر میں اتار دیا اور فرمایا کہ تم قاضی بن کر لوگوں کا فیصلہ کیا کرو اور اسم اعظم کے ذریعے روزانہ شام کو آسمان پر آ جایا کرو۔ یہ دونوں ایک ماہ تک ایسے ہی تے جاتے رہے۔ اتنے عرصے میں ان کے عدل و انصاف کی شہرت ہو گئی اور بہت مقدّمے ان کے پاس لگے۔ ایک روز ایک بہت خوب صورت عورت آئی جس کا نام زہرہ تھا۔ یہ ملک فارس کی رہنے والی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ اس کا نام پیدائش سے تھا اور زہرہ مقب۔ اس عورت نے اپنے شوہر کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔ ہاروت ماروت اسے دیکھتے ہی فریفتہ ہوئے اور اس سے برے کام کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے کہا کہ میرا دین اور بے اور تمہارا اور۔ یہ اختلاف ہمارے ملن میں آ رہا ہے۔ دوسرے میرا شوہر بہت غیرت والا ہے اگر اسے خبر ہوئی تو مجھے قتل کر دے گا۔ لہذا پہلے تو تم میرے بت کو سجدہ کر کے میرے دین میں آؤ پھر میرے شوہر کو قتل کرو پھر میں تمہاری اور تم میرے۔ انھوں نے انکار کیا۔ وہ چلی گئی۔ مگر ان کے دلوں میں عشق کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ آخر اسے پیغام بھیجا کہ ہم تیرے گھر آچاہے ہیں۔ وہ بولی: میرے سر آنکھوں پر۔ یہ دونوں اس کے گھر پہنچے۔ اس نے اپنے آپ کو خوب سجایا سنوارا اور ان سے بولی: آپ مجھے اسم اعظم سکھادیں یا بتوں کو سجدہ کریں یا میرے شوہر کو قتل کریں یا شراب پی لیں۔ انھوں نے سوچا کہ اسم اعظم اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے ہے اس کو ظاہر کرنا ظلم ہے بت پرستی کرنا شرک ہے اور قتل بندوں کے حق کی خلاف ورزی۔ لہذا شراب پی لیں۔ چنانچہ انھوں نے شراب پی لی۔ جب شراب پی کر مست ہوئے تو اس نے ان سے بتوں کو سجدہ بھی کر لیا ان کے ہاتھوں شوہر کو قتل بھی کر لیا اور اسم اعظم بھی لیکھ لیا۔ وہ تو اسم اعظم پڑھ کر صورت بدل کر آسمان پر پہنچ گئی۔ حق تعالیٰ نے اس کی روح کو زہرہ ستارے سے جوڑ دیا اور اس کی شکل زہرہ ستارے کی طرح ہو گئی۔ جب ہاروت ماروت کا شہ تر تو یہ اسم اعظم بھول چکے تھے اور اپنے کیے پر نادم تھے۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ انسان

میری قفل سے دور رہتا ہے۔ یہ دونوں شام کو حاضر بارگاہ ہوتے تھے پھر بھی ثبوت سے مقلوب ہو کر سب کچھ کر بیٹھے۔ اگر انسانوں سے گناہ سرزد ہوں تو کیا تعجب ہے۔ تمام فرشتوں نے اپنی خط کا اعتراف کیا اور زمین والوں پر لعن طعن کرنے کی جگہ ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنے لگے۔ پھر باروت ماروت حضرت اورئیس علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور شفاعت کے طلب ہوئے۔ آپ نے ان کے حق میں مغفرت کی دعا کی۔ بہت روز کے بعد اللہ تعالیٰ کا حکم آیا کہ ان کو اختیار دیجیے کہ یہ یا تو دنیاوی عذاب قبول کریں یا آخرت کا۔ حضرت اورئیس علیہ السلام نے انھیں اللہ کا حکم پہنچایا۔ انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی دنیا کا عذاب فانی اور آخرت کا عذاب ابد الابد تک باقی ہے۔ ہم کو دنیاوی عذاب قبول ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ ان دونوں گنہگاروں کی زنجیروں میں جکڑ کر بائبل کے کنوئیں میں دندھاں کا دیہ بنائے۔ اس کنوئیں میں آگ بھڑک رہی ہے اور یہ نلکے ہوئے ہیں اور فرشتے باری باری کوڑے مارتے ہیں۔ سخت پیاس کی وجہ سے ان کی زبانیں باہر نکلی ہوئی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۰) فرشتوں کی تخلیق مشکل کے دن ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۱) ابلیس کا پڑا چاہلہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو اور حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اپنی ملاقات کا حال بیان کر کے درخواست کی کہ حضور ﷺ اسے کچھ قرآن تعلیم فرمائیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اسے سورہ واقعہ، سورہ صافات، سورہ نیا، سورہ کوثر، سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس سکھا دی۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ جنت میں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۲) جب کسی کی موت آتی ہے تو فرشتوں کی ایک جماعت رگوں میں داخل ہو کر اس کی روح کو پاؤں سے لے کر گھٹنوں تک کھینچتی ہے۔ پھر یہ جماعت چلی جاتی ہے اور دوسری جماعت جان کو گھٹنوں سے پیٹ تک کھینچتی آتی ہے۔ اس کے بعد تیسری جماعت پیٹ سے سینے تک اور چوتھی جماعت سینے سے حلق تک جان نکال لیتی ہے۔ اس وقت موت کی حالت شروع ہو جاتی ہے۔ اگر مرنے والا مومن ہے تو جبرئیل علیہ السلام اپنا دایاں بازو کھول

دیتے ہیں۔ یہ شخص جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ کر اس پر عاشق ہو جاتا ہے۔ ماں باپ اور اولاد کی طرف نہیں دیکھتا۔ اگر میت منافق ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام بایاں باز دکھوتے ہیں۔ یہ شخص جہنم میں اپنا ٹھکانا دیکھ کر دہشت کے مارے ماں باپ یا اولاد کی طرف نہیں دیکھتا۔
”بکھیں بچہ کی پھٹی روہ جاتی ہیں۔ (زہرہ لاریا ش)

(۴۳) حضرت جبریل علیہ السلام ہر روز حوض کوثر میں ایک غوطہ کھا کر پر جھاڑتے ہیں ہر بوند سے ایک فرشتہ بنتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۴) حضرت جبریل علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں دس بار حاضر ہوئے تین بار بچپن میں اور سات بار بڑے ہونے کے بعد۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۵) جن کے معنی میں چھپی ہوئی حقوق۔ چونکہ جنات انسان کی نظروں سے چھپے رہتے ہیں اس لیے انھیں جن کہا جاتا ہے۔ انس کے معنی ہیں ظاہر ہونا۔ چونکہ انسان ظاہر حقوق ہے ظاہری زمین پر رہتی ہے اس لیے اسے انس کہتے ہیں۔ (مہید المہمان من مکانہ الشیطان مصنفہ صوفی شبیر احمد صاحب احمد آبادی)

(۴۶) اہل درویشی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو تین قسم کا پیدا کیا ہے۔ ایک قسم سانپ، بچھو اور حشرات الارض ہے اور ایک قسم ہوا کی بہر کی صورت میں اور ایک قسم ہیں کہ ان پر حساب اور عذاب ہے۔ (زرکانی)

(۴۷) یوسف بن عبد اللہ محمد قرطبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل کلام اور اہل زبان کے نزدیک جنات کے کئی درجات ہیں۔ جب یہ صرف جنات کا لفظ بولیں تو اس سے صرف جن ہی مراد ہوگا۔ اگر وہ اس جن کا ذکر کریں گے جو انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں تو آمر کا لفظ ذکر کریں گے اور آمر کی جمع امار ہے۔ اگر سامنے آ جانے والے جنات مراد ہیں گے تو ارواح کا لفظ استعمال کریں گے۔ اگر شریر اور سرکش ہوں گے تو انھیں شیطان بولتے ہیں اور اگر اس سے بھی آگے نکلے ہوئے ہوں اور معاملہ بہت ہی خطرناک ہو تو اسے عفریت بولتے ہیں۔ (مہید المہمان)

(۳۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم کی تین قسمیں ہیں: ایک قسم ہے کہ ن کے بازو ہیں جن سے وہ ہوا میں اڑتے ہیں۔ ایک قسم سانپ اور کتے ہیں اور ایک قسم کہ تر تے ہیں اور کوق کرتے ہیں۔ (حبیدہ المبلغان)

(۳۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ کتے جنات کی ایک قسم ہیں اور یہ ضعیف قسم کے جنات ہیں۔ چنانچہ جس کے پاس کھانے کے وقت تباہ ہو جائے تو اسے کچھڑال دے یا اسے ہٹا دے۔ (حبیدہ المبلغان)

(۵۰) جنوں اور شیطانوں کی دنیا انسانوں کی دنیا سے بہت بڑی ہے۔ روایت میں ہے کہ انسان جنوں کا سواں حصہ ہیں۔ (فاسی)

(۵۱) حضور سید عالم ﷺ نے بل میں پیشاب کرنے کو منع فرمایا ہے۔ لوگوں نے حضرت تہ روضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بل میں پیشاب کرنے سے کیوں منع فرمایا؟ فرمایا کہا جاتا ہے کہ سوراخ جنات کے رہنے کی جگہیں ہیں۔ (بوداد زبائی) مستدرک بیہقی

(۵۲) حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا میں نے آسمانوں میں ایک ایسا فرشتہ دیکھا جو ثمت نشین تھا اور ستر بزرگ فرشتے صف بائیں صف اس کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس کی ہر سانس سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔ ابھی ابھی میں نے اس فرشتے کو نوٹے ہوئے پروں کے ساتھ کوہ قاف میں روتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا: تم اللہ تعالیٰ کے حضور میری سفارش کرو۔ میں نے پوچھا: تیرا جزم کیا ہے؟ اس نے کہا: معرۃ کی رات جب محمد ﷺ کی ساری نوزی تو میں تخت پر بیٹھا رہا۔ تعظیم کے لیے کھڑا نہیں ہوا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس جگہ اس عذاب میں مبتلا کر دیا ہے۔ جبریل امین علیہ السلام نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رو رو کر اس کی سفارش کی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: تم اس سے کہو کہ وہ محمد ﷺ پر درود بھیجے۔ چنانچہ اس فرشتے نے آپ پر درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی س

غرض کو معاف کر دیا اور اسے تنے پر بھی عطا فرمادینے۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۵۳) ایک روایت میں ہے کہ شیطان کو جہنم میں سخت عذاب دے کر پوچھا جائے

گا، تو نے عذاب کو کیسا پایا؟ جواب دے گا: بہت سخت۔ اس سے کہا جائے گا آدم ریاض جنت میں ہیں جا کر انھیں سجدہ کر لے اور پچھلے برے کاموں پر معذرت تاکہ تیری معافی ہو جائے۔ مگر شیطان سجدہ کرنے سے انکار کر دے گا۔ پھر اس پر عام جہنمیوں کے مقد بلے ستر ہزار گنازیادہ عذاب بھیجا جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک، کھ سال بعد شیطان کو گگ سے نکال کر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دے گا مگر وہ برابر انکار کرتا رہے گا سے بار بار جہنم میں ڈالا جائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۵۴) شیطان کا نام پہلے آسمان پر عاہس دوسرے پرزادہ تیسرے پر عارف چوتھے

پرانی پانچویں پر مقلی چھٹے پر مزازل اور لون محفوظ پراپلیس تھا۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۵۵) شیطان صورت شکل کے حساب سے بہت ہی حسین تھا مگر جب اس نے

حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے حکم ربانی سے منہ موڑا اس کی صورت بگاڑ دی گئی۔ سور کی طرح لٹکا ہوا، سر اونٹ کے سر کی طرح، سینہ بڑے اوٹ کے کوہان جیسا اس کے پیچ بندر جیسا منہ، نگھیں کھڑی، نتھنے حجام کے کوزے جیسے کھلے ہوئے، ہونٹ نیل کے ہونٹوں کی طرح نکلے ہوئے، دانت سور کی طرح باہر نکلے ہوئے اور داڑھی میں صرف سات بار۔ اسی صورت میں اسے جنت سے نیچے پھینک دیا گیا۔ (تحفۃ الواعظین)

(۵۶) شیطان نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا: تیرا اس ذات کے

بارے میں کیا خیال ہے جس نے مجھے جیسا چاہا پیدا کیا اور جو چاہا مجھ سے کرایا؟ اس کے بعد وہ مجھے چاہے تو جنت میں بھیج دے اور چاہے تو جہنم میں ڈال دے۔ کیا یہ کرنے والا عادل ہے یا ظالم؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دیر رک کر جواب دیا: اے شخص اگر اس نے تجھے تیری مرضی کے مطابق پیدا کیا تو واقعی تو مظلوم ہے اور اگر تجھے اپنے ارادہ قدرت کے تحت پیدا کیا تو پھر اس کی مرضی ہے جو کرے۔ شیطان شرم سے پانی پانی ہو گیا اور کہنے لگا: یہی وہاں

کر کے میں ستر بزار عابدوں کو گمراہی کے غار میں گھسیل چکا ہوں۔ (مکالمۃ القلوب)

(۵۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک بار شیطان کو دیکھا کہ بہت پسندے اٹھائے ہوئے ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ شیطان نے جواب دیا: یہ وہ پسندے میں جس سے میں انسان کو پھانستا ہوں۔ آپ نے پوچھا: کبھی مجھ پر بھی تو نے پسند اڑایا ہے؟ شیطان نے کہا: آپ جب پیٹ بھر کے کھا لیتے ہیں تو میں آپ کو ذکر اور نماز میں سست کر دیتا ہوں۔ آپ نے پوچھا: اور کچھ؟ کہا: ہاں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قسم کھائی کہ آئندہ کبھی پیٹ نہ بھر کھانا نہیں کھائیں گے۔ شیطان نے بھی قسم کھائی: میں بھی آئندہ کسی مسلمان کو نصیحت نہیں کروں گا۔ (تحفۃ الاولیاء غفرلہ)

(۵۸) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیطان ذکر کی مجلسوں میں گھومتا رہتا ہے اور اس کو شش میں رہتا ہے کہ ذکر کرنے والوں کی جماعت کو تھوڑے دے مگر جب اس میں کامیاب نہیں ہوتا تو اس مجلس میں جاتا ہے جس میں لوگ دنیا کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں۔ شیطان ان میں پھوٹ ڈال دیتا ہے جس سے کہ وہ آپس میں لڑنے جھگڑنے لگتے ہیں۔ اللہ کا ذکر کرنے والے جب اس اوگوں کو لڑتے ہوئے دیکھتے ہیں تو بیچ میں پڑ کر انہیں لڑنے جھگڑنے سے روک دیتے ہیں۔ شیطان کا مقصد مل ہو جانا ہے یعنی وہ اللہ کا ذکر کرنے والوں کی جماعت کو منتشر کر دیتا ہے۔ (نسیم الفکر فی بیان الذکر مصنفہ علامہ صوفی شہیر احمد چشتی)

(۵۹) قرآن مجید میں ایک سو اٹھارہ جگہ جنات اور ملائکہ کا ذکر ہے۔ (تہذیب اہل ہدایت)

(۶۰) شیطان ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ٹر رہا دیکھا کہ آپ جاگ رہے ہیں اور ایک پتھر کو ٹکیر بنائے بیٹھے ہیں۔ شیطان نے آپ سے کہا: آپ کا تو دعویٰ تھا کہ دنیا سے کچھ نہیں چاہیے پھر یہ پتھر جو دنیا سے تعلق رکھتا ہے اس کا ٹکیر کیوں بنا رکھا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھ بیٹھے اور پتھر اٹھا کر پھینک دیا اور فرمایا: دنیا سمیت یہ بھی تیرا ہے۔ (ابن عساکر)

(۶۱) اللہ تعالیٰ نے سب جانداروں کے منہ میں زبان دی ہے مگر کھجلی کو نہیں دی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور نافرمانی اور سرکشی کے جرم میں شیطان کو لعنتی قرار دے کر بگڑی ہوئی صورت کے ساتھ زمین پر پھینک دیا تو وہ سمندر پر گیا۔ اسے سب سے پہلے کھجلی نظر آئی جسے اس نے حضرت آدم کی تخلیق کا قصہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ وہ کھجلی اور رتی کے جانوروں کا شکار کرے گا۔ تو کھجلی نے تمام دریائی مخلوق تک حضرت آدم علیہ السلام کی کہانی پہنچا دی۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے زبان جیسی نعمت سے محروم رکھا۔ (تختہ الواعظین)

(۶۲) عہد اواحہ بن مثنیٰ نے عجائب القصاص میں جنات کے بارے میں لکھا ہے: جنات کی پیدائش کا واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ایک آگ پیدا فرمائی تھی۔ اس آگ میں نور بھی تھا اور ظلمت بھی۔ نور سے فرشتے پیدا کیے اور دھوئیں سے دیو (شیاطین) اور آگ سے جنات کو پیدا کیا۔ چونکہ فرشتے نور سے پیدا ہوئے تھے وہ اپنی فطرت کے حساب سے اللہ کی طاعت میں مصروف ہوئے۔ دیو (شیاطین) چونکہ ظلمت سے پیدا ہوئے تھے اس لیے وہ کفر، ناشکری، حسرت اور سرکشی میں پڑ گئے۔ جنات کے مادے میں چونکہ ظلمت اور نور دونوں چیزیں شامل تھیں اس لیے ان میں سے کچھ ایمان کے نور سے شرف ہوئے اور کچھ حکم الہی سے کفر و گمراہی میں مبتلا ہوئے۔ (تبہید المہملان)

(۶۳) قاضی مجید الدین حنبلی نے حضرت وہب بن منہ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مارسموم پیدا کی۔ یہ وہ آگ تھی جس میں دھواں نہ تھا۔ اس آگ سے اللہ تعالیٰ نے جن کو پیدا فرمایا۔ اس کا ذکر قرآن مجید کی آیت وَالْجَانُّ عَنفَلْنَهُمْ قبل من نار السموم (سورہ حجر: ۷۲) میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جان سے ایک عظیم مخلوق پیدا فرمائی جس کا نام مارج رکھا اور اس کے لیے ایک بیوی مرجہ نام کی پیدا کی۔ اس جوڑے سے جنات کی نسل بڑھی اور ان کے بہت سے قبیلے پیدا ہوئے۔ (تبہید المہملان)

(۶۴) قرآن مجید میں ہے وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ قَبْلَ نَارِ (سورہ ص: ۷۵) (اور

جنت کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: جنات کو پہلے اور ہرے شعلے سے پیدا کیا گیا جو آگ کے بھڑکنے کے وقت اس کی ٹپ پڑتا ہے۔ (تہذیب المہفان)

(۶۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ لوگ آگ جس سے جنات پیدا کیے گئے دوزخ کی آگ کا سرواں حصہ ہے اور یہ دنیا کی آگ لو کی آگ کا سرواں حصہ ہے۔ (تہذیب المہفان)

(۶۶) حضرت ابوالفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہر کار علیہ السلام نے فرمایا جنات کی تین قسمیں ہیں: ایک قسم کے پر ہیں جن سے وہ ہوا میں اڑتے ہیں اور ایک قسم سانپ اور کتے ہیں اور ایک قسم احر سے احر منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ (ابن ابی حاتمہ طبرانی)

(۶۷) حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے سو اڑھ برس پہلے اللہ تعالیٰ نے جنات کو پیدا کر کے زمین پر آباؤ کیا تھا۔ (تحفۃ الواعظین)

(۶۸) حضرت ارباب بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جنات کی نسل بڑھنے کا یہ عالم تھا کہ ایک حمل سے ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ جب کئی گنتی ستر ہزار ہوئی اور یہاں شادی کا سلسلہ جاری رہا پھر ان کی اولاد کی کوئی حد حساب نہ رہا۔ انہیں نے خواہان کی ایک لڑکی سے شادی کر لی۔ اس کے بھی بہت سی اولاد ہوئیں۔ جب جن جنوں کی نسل کے لیے دنیا میں رہنے کی جگہ نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے جان کو تو ہوا میں رہنے کے لیے مقام عطا فرمایا اور انہیں اور اس کی اولاد کو پہلے آسمان میں رہنے کی جگہ دی۔ اور ان دونوں کو اپنی طاعت اور عبادت کا حکم دیا۔ اب چونکہ زمین خالی ہو چکی تھی زمین پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کوئی نہ رہا تھا تو آسمان اپنی بلندی اور رہنے والوں کی نسبت زمین پر فخر کرنے لگا۔ (تحفۃ الواعظین)

(۶۹) حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات میں سب سے پہلے جس نبی کو ہدایت کے لیے بھیجا ان کا نام عامر بن عمیر بن ماعق بن مارد بن لجان

تھو۔ جنات نے انھیں قتل کر دیا۔ ان کے بعد صامق بن ماعق بن مارو بن لجان کو بھیجی۔ وہ بھی جنات کے ہاتوں شہید ہو گئے۔ حضرت احبار کہتے ہیں جنوں کی سرکشی اور بد رورائی کو دیکھتے ہوئے حق تعالیٰ نے آٹھ سو نئی آٹھ سو سال میں جیسے۔ ہر سال ایک نبی آتا تھا اور جنات اسے قتل کرتے رہے۔ (مہد المغان)

(۱۰) رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ کالے کتے کا نازی کے سامنے سے گزرنا نماز توڑ دیتا ہے۔ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا: لالہ اور سفید کتے کے مقابلے میں کالے کتے نے کیا جرم کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اس لیے کہ کالا کتا شیطان ہے۔ (صحیح مسلم سنن ابوداؤد ابن ماجہ وغیرہ)

(۱۱) حضرت شیخ عبدالوہاب شمرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ جنات دنیا میں انسانی نظروں سے چھپے ہوئے رہتے ہیں مگر جنت میں انسانوں کے ساتھ مل جل رہے ہیں گے اور ایک دوسرے کو نظر یا کریں گے۔ (مہد المغان)

(۱۲) عرش اٹھانے والے فرشتوں کے بارے میں ہے کہ ایک کان کی نو سے دوسرے کان کی نو تک دو سو برس کی دوری ہے اور ایک روایت میں سات سو برس ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳) اعمال لکھنے والے فرشتے صرف انسانوں پر ہی مقرر ہیں دوسری مخلوق پر نہیں۔ محافظ فرشتے بھی صرف انسانوں پر ہی مقرر ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴) اعمال لکھنے والے فرشتے دو ہیں انھیں کرنا کاتبین کہا جاتا ہے۔ ایک نیکی لکھنے والا جو ہمارے دائیں طرف رہتا ہے۔ دوسرا اٹناہ لکھنے والا جو ہمارے بائیں طرف رہتا ہے۔ ان دو کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں۔ یہ فرشتے ہم پر بالغ ہونے کے وقت سے موت تک رہتے ہیں۔ دیوانگی بے ہوشی اور سونے کی حالت میں انگ رہتے ہیں کیونکہ ان وقتوں میں اعمال پر سزا یا جزا نہیں۔ نیکی فوراً لکھی جاتی ہے مگر بدی کرنے پر دائیں طرف کا فرشتہ بائیں طرف کے فرشتے سے کہتا ہے: ابھی نہ لکھ شاید یہ شخص توبہ کر لے۔ اگر بندہ توبہ نہیں کرتا

تب وہ بڑی بھی جاتی ہے۔ پھر یہ فرشتہ اسے منانے کے لیے تیار رہتا ہے کہ اب تو بہ کرے تو مہ
دوں۔ (تفسیر کبیر)

(۵) کرنا کاتین صرف ظاہری اعمال اور زبانی بات چیت ہی تحریر کرتے ہیں۔
نیت دل کے ارادے، خیالات، عشق رسول، خوف خدا، ان کی تحریر نہیں ہوتی۔ اس کا تعلق براہ
راست اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے ہے۔ (تفسیر کبیر)

(۶) اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لیے کچھ محافظ فرشتے مقرر کیے ہیں جن کی تعداد
اسکھ یا ترسٹھ ہے۔ ایک فرشتہ ہمارے اندر کی حفاظت کرتا ہے اور باقی فرشتے ہمارے باہر
کی۔ ان کی بھی ڈیوٹی بدلتی رہتی ہے۔ یہ حفاظت کرنے والے فرشتے کبھی انسان سے الگ
نہیں ہوتے۔ جب نطفہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اس وقت سے ایک فرشتہ اس کی نگرانی
کرتا ہے۔ بچہ کے صحیح سلامت پیدا ہوتے ہی دوسرے فرشتے اسے اپنی حفاظت میں لے
لیتے ہیں اور یہ حفاظت مرتے دم تک رہتی ہے۔ (تفسیر کبیر)

(۷) حفاظت کرنے والے فرشتے اور جن اور موت دینے والے فرشتے اور جنہیں
کزدائین کہتے ہیں۔ یعنی کرب اور تکلیف پہنچانے والے۔ حفاظت کرنے والے فرشتوں کو
روحانیین کہا جاتا ہے کیونکہ وہ روح کو راحت دیتے ہیں۔ (تفسیر کبیر روح المعانی)

(۸) موت دینے والے جان نکالنے والے فرشتے چودہ ہیں۔ سات رحمت کے جو
مومن کی جان نکالتے ہیں اور سات عذاب کے جو کافر کی جان نکالتے ہیں۔ ان کے سردار
حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں۔ جب دم حلق میں آ جاتا ہے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام
نکال لیتے ہیں۔ پھر یہ نکالی ہوئی جان ان رحمت یا عذاب کے فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی
ہے جو اس روح کو لینے آئے ہوئے ہوتے ہیں اور میت کی حد نظر تک موجود ہوتے ہیں۔
(تفسیر روح البیان)

(۹) تمام روئے زمین ملک الموت کے سامنے ایسی ہے جیسے ہمارے سامنے
تھیں۔ وہ جہاں سے چاہیں روح نکال لیں۔ انہیں تمام عالم کی ایک ساتھ روح نکالنے میں

کوئی دشواری نہیں۔ (تفسیر کبیر زروح المعانی، خازن زروح البیان وغیرہ)

(۸۰) حضرت ملک الموت ہر گھر میں روزانہ دو بار جاتے ہیں۔ (خازن)

(۸) جانوروں کے جان نکالنے کا ڈھنگ اور بے اور جنات کی جان نکالنے کا ڈھنگ

اور۔ یہاں تک کہ جب فرشتوں کی موت آئے گی تو وہ صرف صور کی آواز سے وفات پا جائیں گے۔ ان کے لیے جان نکالنے والے فرشتے مقرر نہیں۔ (تحفۃ الملوک عظیمین)

تھوں باب: قیامت میں تشریف

(۱) مفسرین کرام کا قول ہے کہ قیامت کا دن صرف حساب کے لیے نہیں اس دن اور

کام بھی ہوں گے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے تمام بندوں کا حساب بہت تھوڑے وقت میں ہو جائے گا چار گھنٹے یا اس سے بھی کم وقت میں اور دن بے چارے بڑا سال کا۔ باقی وقت میں حضور ﷺ کی شان کا ظہار ہو گا۔ (تفسیر جمعی)

(۲) قیامت میں حضور ﷺ کا حساب ہو گا نہ اعمال تو لے جائیں گے بلکہ حضور ﷺ

کے کچھ خدوم بنا حساب کتاب جنت میں جائیں گے۔ آداب المریدین کی شریعت میں لکھا ہے کہ ایک روز حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ستر ہزار ایسے ہیں جن کا حساب کتاب نہیں وہ بے حساب جنتی ہیں۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی انہی میں کر دیجیے۔ فرمایا کر دیا۔ (صحیح سنن شریف)

(۳) امام دارمی اپنی سنن میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے

ہیں کہ مالک جنت حضور ﷺ فرماتے ہیں: میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ اٹھ جائیں گے اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے اور میں ان کا خطیب

ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے اور میں ان کا شیخ ہوں جب وہ محبوس ہوں گے اور میں خوش خبری دینے والے ہوں جب وہ ناامید ہوں گے۔ عزت اور کتھیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہیں اور وہ اللہ بھی اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ (داری)

(۳) ابن عبد ربہ کتاب بجة الجالس میں روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: روز قیامت صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائے گا پھر ایک فرشتہ آکر اس کے پہلے زینے پر کھڑ ہوگا اور نہ ان سے گناہے کر وہ مسلمان جس نے مجھے پیچھا کیا اس نے پیچھا کیا اور جس نے نہ پیچھا کیا تو میں مالک داروغہ دو رخ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کھجیوں محمد ﷺ کو دے دوں اور محمد ﷺ کا حکم ہے کہ ابو بکر صدیق کے سپرد کر دوں۔ ہاں ہاں گوہ ہو جاؤ۔ پھر ایک فرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑے ہو کر پکارے گا: اے کر وہ مسلمان جس نے مجھے پیچھا کیا اس نے جاؤ اور جس نے نہ جاؤ تو میں رضوان داروغہ ہست ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کھجیوں محمد ﷺ کو دے دوں اور محمد ﷺ کا حکم ہے کہ ابو بکر کے سپرد کر دوں۔ ہاں ہاں گوہ ہو جاؤ ہاں ہاں گوہ ہو جاؤ۔

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع اموی کی شرقی جانب اللہ مینار کے پاس نزول فرمائیں گے۔ دو کپڑے رنگے ہوئے پہنے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوں گے۔ جب اپنا سر جھکائیں گے بالوں سے پانی نکلے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو موسیٰ جبر نے نکلیں گے۔ (ابوداؤد بخاری شریف، مسلم وغیرہ)

(۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پر اللہ تعالیٰ یا جوئے ماجوئے پر نعت نامی ایک کیزا بھیجے گا جو ان کے تختوں میں تھس جائے گا۔ کسب مرے پڑے ہوں گے۔ (تفسیر نفیسی)

(۷) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر بیستیس سال دنیا میں قیام فرمائیں گے۔ اس عرصہ میں وہ نکاح کریں گے اور ان کے ۱۱ اولاد ہوگی پھر وفات پا کر میرے مقبرے میں دفن کیے جائیں گے۔ ان کی قبر ابو بکر اور عمر کی قبروں کے بیچ ہوگی۔ (تفسیر نفیسی)

(۸) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کے دن دوزخ کو ساتویں زمین کے نیچے سے اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کے چاروں طرف فرشتوں کی ستریں ہوں گی۔ ہر صف کی تعداد انسان اور جن کی تعداد سے ستر ہزار ستر بار زیادہ ہو گی۔ فرشتے اس کی لگا میں کھینچتے ہوں گے۔ جہنم کے چار پاؤں ہوں گے ایک سے دوسرے پاؤں میں ایک لاکھ برس کا فاصلہ ہوگا اور تیس ہزار برس ہوں گے ہر سر میں تیس ہزار منہ ہر منہ میں تیس ہزار دانت ہر دانت میں ہزار بار کوہ احد سے بڑا اور ہر منہ میں دو ہونٹ ہر ہونٹ کا عرض دنیا کے برابر ہوگا۔ ہر ہونٹ میں لوہے کی ایک زنجیر ہر زنجیر میں ستر ہزار حلقے ہوں گے ہر حلقے کو بہت سے فرشتے تھامے ہوں گے۔ اس حالت میں جہنم کو عرش کے بائیں جانب رکھیں گے۔ (دقائق الانہار)

(۹) جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ملک حجاز میں ایک آگ نکلے گی کہ اس کی روشنی سے شہر بھرہ کی پہاڑیاں روشن ہوں گی۔ سوچو سوچوں ہجری میں مدینہ منورہ کے متصل ایک آگ بطور شیر کے زمین سے نکلی ایک مدت تک رہی پھر غائب ہو گئی۔ (سیرت رسول عربی)

(۱۰) ابن ابی شیبہ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دوزخی ایک دن میں ستر ہزار بار جلایا جائے گا اور جب اس کا چمرا گل سڑ کر پڑے گا تو وہ پھر ویسا ہی کر دیا جائے گا۔ (درمنثور)

(۱۱) روایتوں میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بی بی مریم اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ سوس اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں گی۔ (گلدر نہ طریقت)

(۱۲) حدیث میں ہے کہ میثاق ازل کا عہد نامہ سنگ اسود میں محفوظ ہے۔ سنگ سود خانہ کعبہ میں نصب ہے۔ کل قیامت کے دن یہ پتھر اس طرح آئے گا کہ اس کے آنکھیں زبان مند غیر دہب کچھ ہوگا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت والوں کی پہلی خوراک مچھلی کا بھر ہوگا کہ

اس کے کہاب جنتیوں کو کھلائے جائیں گے۔ (مکملہ سطر بوقت)

(۱۴) مرنے کے بعد مسلمان کی روح مرتبہ کے مطابق ایک لگ جگہوں پر رہتی ہے۔ کچھ کی قبر پر کچھ کی چاہ زمزم میں کچھ کی آسمان اور زمین کے بیچ کچھ کی پہلے دوسرے اور ساتویں آسمان تک کچھ کی آسمانوں سے بھی بلند اور کچھ کی روحیں عرش کے نیچے قدیلوں میں اور کچھ کی اہل علیین میں۔ (تخلیوا عظمین)

(۱۵) کافروں کی روحیں کچھ کی مرگھٹ یا قبر پر کچھ کی چاہ برہوت میں جو زمین میں ایک تالہ ہے کچھ کی پہلی دوسری اور ساتویں زمین تک کچھ کی اس کے بھی نیچے جہنم میں۔ (تخلیوا عظمین)

(۱۶) دجس کی پیشانی پر خذ اکافر لکھا ہوگا اور اس کی ایک کچھ کافی ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷) قیامت کے قریب ایک دھواں شرق سے مغرب تک چاہیں دن تک چھپا رہے گا۔ اس کے اثر سے مومن پرز کام کی حیثیت طاری ہوگی اور کافروں کو نشہ چڑھ جائے گا۔ ان کے ناک کان اور منہ سے دھواں نکلے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸) راجہ الارض مکہ مکرمہ میں صبا پیازی کے پاس سے نکلے گا۔ اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر ہوگی جس سے مومن کی پیشانی پر خذ اکافر کے ماتھے پر خذ اکافر کی مہر لگائے گا میرتہ رسول عربی)

(۱۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام کی جامع اموی کے منارے کے قریب نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ (بخاری شریف)

(۲۰) روز محشر کچھ لوگ بتابات پاؤں کے قبروں سے نکلیں گے۔ یہ پڑوسی کو ستانے والے ہوں گے۔ (بخاری شریف)

(۲۱) کچھ لوگ سڑکی صورت میں انھیں گے۔ یہ نمازوں میں سستی کرنے والے ہوں گے۔ (بخاری شریف)

(۲۲) کچھ لوگ قبر سے خون تھوکتے ہوئے انھیں گے یہ لوگ خرید و فروخت میں

جھوٹ بڑھانے والے ہوں گے۔ (بخاری شریف)

(۲۳) کچھ لوگ قبروں سے سوچے پھولے ہوئے انھیں گے یہ اللہ سے نہ ڈرنے

والے ہوں گے جو انسانوں کے ڈر سے گناہوں کو چھپایا کرتے تھے اور اسی حالت میں مر گئے۔ (بخاری شریف)

(۲۴) کچھ لوگ گندی اور گاسے ہوئے ٹکڑیوں سے یہ جھوٹی گواہی دینے والے ہوں

گے۔ (بخاری شریف)

(۲۵) کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کے منہ میں زبان نہ ہوگی اور منہ سے پیپ اور خون

جاری ہوگا۔ یہ لوگ کبھی گواہی چھپانے والے لوگ ہوں گے۔ (بخاری شریف)

(۲۶) کچھ لوگ سر جھکائے قبروں سے ٹھیکس گے اور ان کے پاؤں سر پر ہوں گے۔

یہ وہ لوگ ہوں گے جو زنا کرتے کرتے بنا تو بہ کیے مر گئے تھے۔ (بخاری شریف)

(۲۷) کچھ لوگ قبر سے کوزہ اسی ہو کر انھیں گے۔ یہ ماں باپ کے مافروان

لوگ ہوں گے۔ (بخاری شریف)

(۲۸) کچھ لوگ اس طرح انھیں گے کہ ان کے منہ کالے نکلیں سرخ اور پیپ میں

مگ بھری ہوئی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو زبردستی سے ناحق قیدیوں کا مال کھا جیا کرتے

تھے۔ (بخاری شریف)

(۲۹) ایسے لوگ قبروں سے انھیں گے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح

چمکتے ہوں گے۔ یہ لوگ ٹپا صراط سے کوندنی بجلی کی طرح نذر جائیں گے۔ یہ لوگ نیک عمل

کرنے والے گناہوں سے بچنے والے نماز کی حفاظت کرنے والے اور توبہ کے بعد مرنے

والے لوگ ہوں گے۔ (بخاری شریف)

(۳۰) کچھ لوگ اس حالت میں انھیں گے کہ ان کا دل بھی اندھا ہوگا اور نکلیں بھی۔

دانت نکل کے سینک کے برابر ہوں گے ہونٹ سینے پر اور زبان پیٹ یا ران پر پڑی ہوگی۔

یہ شراب پینے والے لوگ ہوں گے۔ (بخاری شریف)

(۳۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ میں سو دکھانے والے سے زیادہ کسی پر

عذاب نہ ہوگا۔ (بخاری شریف)

(۳۲) رسول خدا ﷺ نے قیامت کی جو نشانیاں بیان فرمائیں ان میں بازاروں کا

مند ہاڑش کی کمی، سود خواری، حرامی بچوں کی کثرت، دولت مندوں کی تخفیم، مسجدوں میں فاسقوں

کا شور و غل اور بروس کا اہل حق پر غلبہ شامل ہے۔ (بخاری شریف)

(۳۳) جب تک چار چیزوں کا سوال نہ ہو چکے گا، بندہ خدا کے سامنے کھڑا نہ ہوگا: پہلا

عمر کا کہ کس چیز میں فنا کی؟ دوسرا جسم کا کہ کس مشغلہ میں بوڑھا کیا؟ تیسرا اہم کا کہ پڑھ لکھ کر کیا

کمال کیا؟ اور چوتھا مال کا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ (طریقہ محمدیہ)

(۳۴) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میری امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ

علم اور فقہاء سے نفرت کرنے لگیں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اس کو تین طرح کی بدائیں میں

ترتیب کرے گا۔ پہلی، کمائیوں میں برکت نہ ہوگی۔ دوسری ان پر اللہ تعالیٰ ظالم حکمران مسلط

فرمادے گا اور تیسری دنیا سے بے ایمان انھیں گے۔ (مکاشفۃ الاسرار)

(۳۵) رسول خدا ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو

جماعتوں میں جنگ عظیم رہنا نہ ہو جائے حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو اور قیامت اس

وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک تقریباً تیس جھوٹے دجال دنیا میں نہ چلیں جن میں ہر

ایک یہ کہتا ہوگا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۳۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت اپنے شوہر کو اپنی زبان سے تکلیف دے

گی، قیامت کے دن اس کی زبان ستر بات کی ہو کر کدی کے پیچھے لگ جائے گی۔ (تحفۃ

الواعظین)

(۳۷) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے

ہیں کہ جو عورت اپنے شوہر کو اپنی زبان درازی کے سبب ستائے گی وہ اللہ کی لعنت اس کے

غضب اور تمام فرشتوں کی حسرت اور آرمیوں کی پشیمانی میں گرفتار رہیں گے۔ (تحتہ الواعظین)

(۳۸) تین شخص دوزخ کی تہہ میں ڈالے جائیں گے: پہلا شرک دوسرا پڑوسی کی

بیوی سے رونا کرنے والا اور تیسرا ماں باپ کا فرمان۔ (مکملہ سطر یقت)

(۳۹) وہاں لعین شام اور عرق کے درمیان سے نکلے گا۔ چالیس دن رہے گا پہلے

دن ایک سال کا ہوگا دوسرا دن ایک ماہ کا تیسرا ایک ہفتے کا باقی دن جیسے ہوتے ہیں اسی قدر۔ (سیرتہ سوری)

(۴۰) غیب داں نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک جانور حریف نامی جو

بچھوکی لسل سے ہے جہنم سے نکلے گا۔ اس کی لمبائی آسمان اور زمین کے فاصلے کے برابر ہوگی اور چوڑائی مشرق سے مغرب تک ہوگی۔ حضرت جبریل علیہ السلام پوچھیں گے: حریف کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ جواب دے گا: محشر کے میدان کی طرف۔ جبریل علیہ السلام پوچھیں گے: تجھے کس کی تلاش ہے؟ وہ کہے گا: پانچ طرف کے آدمیوں کی۔ ایک بے نمازی دوسرا کوا آتہ دینے والا تیسرا ماں باپ کا فرمان چوتھا شرابی اور پانچواں مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے والا۔ (زبدہ کالوا عظیمین)

(۴۱) آخرت میں حقہ کا حساب ہے۔ ایک ایک حقہ وہاں اسی اسی برس کا ہوگا۔

ایک ایک برس تین سو ساٹھ دن اور ایک دن چھاس ہزار برس کے برابر ہوگا۔ اس طرح ایک حقہ حساب میں ایک سو چالیس کروڑ برس کا ہوتا ہے۔ (مکملہ سطر یقت)

(۴۲) حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اسلام کا نقطہ نامہ رد جائے گا اور دین کی نقطہ رسم اور قرآن کا نقطہ درس باقی رہ جائے گا۔ مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر حقیقت میں اللہ کے ذکر سے خالی ہوں گی۔ اس زمانے کے علماء سب سے زیادہ شریر ہوں گے۔ فتنے انہی سے نکل کر انہی کی طرف سلاٹ جائیں گے اور یہ قیامت کی نشانیاں ہیں۔ (زبدہ کالوا عظیمین)

(۴۳) محشر کے دن تمام مخلوقات بیت المقدس کے متصل ایک مقام پر جمع ہوں گی

جس کا سہارا ہے۔ (مگر سیدہ یقت)

(۴۴) کچھ روایتوں میں ہے کہ عرصہ قیامت میں ایک سو بیس سفینیں ہوں گی۔ ہر صف کی لمبائی چالیس ہزار برس اور چوڑائی بیس ہزار برس کی ہوگی۔ ان میں مومنوں کی تین سفینیں ہوں گی اور باقی کافروں کی۔ (تحفۃ الاولیاء عظیمین)

(۴۵) روایت میں ہے کہ لوگ قبروں سے اٹھ کر چالیس برس تک اپنی اپنی جگہ کھڑے رہیں گے۔ ہاں کھانا پینا بولنا بیٹھنا کچھ ہوگا۔ (تحفۃ الاولیاء عظیمین)

(۴۶) حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو قبروں سے اٹھائے گا تو فرشتے مومنین کی قبروں پر آکر ان کے سروں کی مٹی پونچھیں گے اور سجدے میں جو اعضاء زمین پر لگتے ہیں ان کے مادہ و جسم کی مٹی جواز دیں گے۔ پیشانیوں سے مٹی کا اثر زائل نہ ہوگا۔ اس وقت نہ اہوگی۔ اے فرشتو! یہ قبر کی مٹی نہیں ہے بلکہ سجدوں کی ہے۔ ان کو چھوڑ دو تاکہ ٹپا صراط سے گزر کر جنت میں داخل ہو جائیں اور دیکھنے والے سمجھ لیں کہ یہ میرے نواسہ اور بندے ہیں۔ (تحفۃ الاولیاء عظیمین)

(۴۷) سفارشی کی تلاش کے وقت انبیائے کرام ایک جگہ نہ ہوں گے۔ ایک ایک مقامات پر ہوں گے۔ ایک ہزار سال تک لوگ انھیں ڈھونڈتے پھریں گے۔ ایک ہزار سال کے بعد حضور ﷺ کا پتہ چلے گا تب حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں شفاعت طلب کرتے ہوئے اپنی درخواست پیش کریں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۸) قیامت کے دن خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرام کے مختلف جہنم سے ہوں گے۔ مومن اس جہنم کے نیچے رہیں گے۔ چنانچہ صدیقین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جہنم سے تلے، مالکین فاروقی جہنم سے تلے، تمام بنی داتا لوگ عثمانی جہنم سے تلے، تمام شہید حیدری جہنم سے تلے، فقہاء حضرت معاذ بن جبل کے جہنم سے تلے، تمام زبدین حضرت ابوذر غفاری کے پرچم تلے، تمام قہر اوسائین حضرت ابوالدرداء کے جہنم سے تلے، ہر قاری ابی بن کعب کے پرچم کے سائے میں، تمام میمون حضرت بلال کے جہنم سے تلے

اور تمام مظلومین سیدنا امام حسین کے پرچم تلے جمع ہوں گے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (تفسیر روح البیان)

(۴۹) قیمت کے دن سارے مومن اور کافر ایک ہی جگہ جمع ہوں گے۔ پھر چھانٹ کر دی جائے گی۔ مومن عرش کے دائیں طرف اور کافر بائیں طرف رکھے جائیں گے۔ (تحتفظوا عنین)

(۵۰) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امت مصطفیٰ ﷺ میں ہمیشہ تین سو ولی رہیں گے جن کے دل آدم علیہ السلام کے قلب پاک کی طرح ہوں گے۔ اور چالیس قلب مومنی علیہ السلام پر سات قلب ابراہیم علیہ السلام پر پانچ قلب جبرائیل علیہ السلام پر تین قلب میکائیل علیہ السلام پر اور ایک قلب اسرائیل علیہ السلام پر۔ جب اس ایک کی وفات ہوگی تو ان تین میں سے ایک یہاں قائم ہو جائے گا اور پانچوں میں سے ایک ان تین میں اور سات میں سے ایک ان پانچ میں اور چالیس میں سے ایک ان تین سو میں داخل ہو کر یہ نعمتی پوری رکھیں گے۔ دن کے ٹھیل بدائیں دفع ہوتی رہیں گی۔ (مرقاۃ)

(۵۱) روح البیان میں ہے کہ امت مصطفیٰ ﷺ میں چالیس ابدال سات امین تین خلفاء اور ایک قطب عالم ہوگا۔ (تحتفظوا عنین)

(۵۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا: جنتیوں کی کل ایک سو بیس سفیں ہوں گی جن میں سے اسی سفیں میری امت کی اور باقی چالیس سفیں دوسری امتوں کی ہوں گی۔ (ترمذی)

(۵۳) انسان کی زندگی تین ہیں: (۱) دنیوی زندگی جو پیدائش اور قبر کے بیچ ہے۔ (۲) برزخی زندگی جو مرنے سے پھر اٹھنے کے جانے تک ہے۔ (۳) برزخی زندگی جو پھر اٹھنے کے جانے سے ابد الابد تک ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۴) دوزخ کی آگ نہ تو مومن کے دل پر اثر کرے گی اور نہ اس کے اعضاء

پہ جو جہد سے کی حالت میں زمین پر گتے ہیں۔ (تحفۃ الوداعین)

(۵۵) مومن کے گناہوں کا حساب پھپھوایا جائے گا۔ ذلت اور رسوائی کافروں کے لیے مخصوص ہے۔ (تحفۃ الوداعین)

(۵۶) کافروں کے نادان دیوانے جو کچھ بھی فوت ہوئے وہ دور رخ میں نہیں ڈالے جائیں گے۔ (تحفۃ الوداعین)

(۵۷) کچھ جانور جنت میں جائیں گے جیسے حضور ﷺ کی اذنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شجر اصحاب کعبہ کا ستاؤہ بھی جزا کے لیے نہیں بلکہ ان بزرگوں کے ساتھ رہنے اور خدمت کے صلے میں۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۸) مومن جنات کی جزا یہ ہے کہ وہ دور رخ سے جگ جائیں۔ وہ مٹی رد ہے جائیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۹) ایک بزرگ کا قول ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور کے پانچ سو برس بعد قیامت قائم ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۰) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے قریب) فتنے تمہارے سامنے اس طرح پیش کیے جائیں گے جس طرح چٹائی کا ایک ایک تنکا (کر کے تمہارے سامنے ڈال دیا جائے) یعنی ایک کے بعد ایک ہوتے رہیں گے۔ اس زمانے میں لوگ دو طرح کے ہوں گے ایک وہ جن کے دل نپید پتھر کی طرح نپید ہوں گے اور دوسرے وہ جن کے دل مٹی کے کالے کوڑے کی طرح ہوں گے جس کو اوندھا کر دیا جائے۔ انھیں اچھائی کی تمیز نہ رہے گی۔ بری بات کو برائے سمجھیں گے بلکہ جو چیز ان کی خواہش کے مطابق ہوگی اسی کی پیروی کو اچھا خیال کریں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب علم اٹھایا جائے گا اور طرح طرح کے فتنے ظاہر ہوں گے۔ بغل اور حرج کی کثرت ہوگی۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! حرج کیا چیز ہے؟ فرمایا: قتل کرنا یعنی قتل کثرت سے

شروع ہو جائیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب قاتل کے قتل کرنے اور مقتول کے قتل ہونے کی وجہ معلوم نہ ہوگی اس وقت دنیا فنا ہوگی۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر اس کی کیا صورت ہوگی؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: قاتل اور مقتول دونوں روزخ میں ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۳) حضرت ثعبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے میری امت پر گمراہ کرنے والے اماموں کا خوف ہے اور یہ بھی خوف ہے کہ جب میری امت میں تلو راٹھدئی توقیہ مت تک پھر نیچے نہیں ہوسکتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: خدا کی قسم یا تو میرے ہمراہی بھوسے یا جو لے میں جان ڈالتے ہیں۔ حضور ﷺ نے دنیا کے اختتام تک تین سو فتنوں تک کا ذکر ہمارے سامنے بیان فرمایا تھا۔ اگر ان فتنوں میں کسی فتنہ پر درخص کا ذکر آیا تو حضور ﷺ نے اس کے قلم ہمراہیوں اور اس کے ماں باپ کا نام بتا دیا اور قبیحہ کا بھی پتہ بتا دیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوسکتی جب تک علم نہ اٹھالیا جائے اور جب تک تم میں ماں کی اتنی کثرت نہ ہو جائے کہ صدقہ دینے والے کو صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے اور اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک لوگ اونچی عمارتیں نہ بنانے لگیں اور آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرے تو یہ کہے افسوس اس شخص کی جگہ میں ہوتا اور جب تک قیامت نہیں آئے گی کہ سورج مغرب سے نہ نکلے اور جب مغرب سے سورج نکلے گا اور لوگ اس کی یہ حالت دیکھیں گے تو ایمان لائیں گے لیکن یہ وقت ایسا ہوگا کہ کسی ذات کو ایمان لانا مفید نہ ہوگا بشرطیکہ پہلے سے ایمان نہ لائے ہوں اور ایمان کی حالت میں کسی بھلائی کو حاصل نہ کیا ہو۔ لیکن پھر قیامت اتنی حدی قائم ہو جائے گی کہ دو شخصوں نے کپڑا اکھولا ہوگا لیکن وہ اس کپڑے کو فروخت نہ کر سکیں گے نہ تہہ نہ

سکئیں گے کہ قیامت ہو جائے گی اور کسی نے اونٹنی کا دودھ دودھ دیا ہوگا لیکن وہ اس کو پی نہ سکے گا کہ قیامت ہو جائے گی اور کوئی شخص جانوروں کے خوش کو لپٹا ہوگا لیکن جانور کو پانی نہ پلے پائے گا کہ قیامت آجائے گی۔ کسی شخص نے منہ میں ڈالنے کو تھما دیا ہوگا لیکن وہ نہ کھا سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۶) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ایک چڑسے سے جیسے میں آ رہا تھا۔ ارشاد فرمایا: قیامت سے پہلے چھ چیزیں شمار کر لینا: ایک میری وفات پھر بیت المقدس کی فتح پھر لوگوں میں ایسی وبا کا پھیل جانا جیسے بکر یوں میں پھیل جاتی ہے پھر ماں کا اس اثر سے ہونا کہ اگر کسی شخص کو سودینا بھی دیے جائیں تو وہ اس سے ناخوش ہوگا پھر ایسے فتنے کا واقع ہونا جس سے عرب کا کوئی گھر خالی نہ رہے گا پھر ترلوگوں میں اور روپیوں میں مسخ ہوگی۔ جس وقت وہ تمھارے پاس عذر کے واسطے آئیں گے تو انہی نشانوں (چھندوں) کے نیچے ہوں گے ہر نشان کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ علم اٹھایا جائے گا جہالت بہت کثرت سے ہوگی زنا اور شراب نوشی کی بہتات ہوگی مردم اور عورتیں زیادہ ہوں گی یہاں تک کہ بچاس عورتوں کی حفاظت کرنے والا ایک مرد ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک فرات نہر میں سے سونے کا پہاڑ نہ اُٹھ جائے اور اس خزانے پر آپس میں قتل و غارتگری نہ شروع ہو جائے یہاں تک کہ سو آدمیوں میں سے ایک ہی باقی رہے اور ان میں سے ہر ایک شخص کا خیال ہیکے میں حق پر ہوں میں ہی حق پر ہوں۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور سرور کونین ﷺ نے فرمایا:

قیمت اس وقت قائم ہوگی جب زمانہ چھوٹا ہو جائے گا یعنی ایک سال ایک ماہ کے برابر اور مہینہ ایک ہفتے کی طرح اور ایک ہفتہ ایک دن کی طرح اور ایک دن ایک گھنٹی کی طرح اور ایک گھنٹی سگ بھرنے کی طرح ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تقیست کے ماں کو دولت خیالی کیا جانے لگے اور امانت کو تقیست شمار کیا جانے لگے اور رکوع کو تہجر زمانہ تصور کیا جائے اور علم کو دنیا کے واسطے حاصل کیا جائے اور مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرنے لگے اور ماں کی مافرمائی اور اپنے دوست سے خلوص اور باپ سے دوری اور مسجدوں میں خوب زور سے آڑیں ٹکٹنا شروع ہو جائیں اور قوم کے سردار فاسق ہو جائیں اور ذیل شخص چودھری بن جائے اور تاقی گمانے اور شراب کی کثرت ہو اور اس امت کے آخری لوگ بزرگوں کو برا بھلا کہیں تو اس وقت ایک سرخ رنگ کی آندھی اور زلزلے اور زمین کے اندر دھنسنے اور صورتوں کے بگڑنے اور پتھر برسنے اور اس کے علاوہ بہت سی نشانیوں کے ایک کے بعد ایک ظاہر ہونے کا انتظار کرنا کیونکہ پھر یہ نشانیاں ایسے واقع ہوں گی جیسے کوئی لڑی ٹوٹ جائے اور اس کے دانے لگا تار گرنے لگیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلی جو نشانی قیامت کی ہوگی وہ مغرب سے سورج کا اٹھنا ہے پھر چاشت کے وقت دابہ الارض کا اٹھنا۔ اور جو نشانی پہلے ہوتی جاسے گی اس کی بہن بھی اس کے پیچھے قریب ہوتی جائے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: تم کو معلوم ہے کہ جب سورج چھپ جاتا ہے تو کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: عرش کے قریب جا کر سجدہ کرتا ہے اور پھر طلوع ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے اور اس کو اجازت دے دی جاتی ہے۔ بہت جلد ایسا وقت آنے والا ہے کہ سجدہ کرے اور سجدہ قبول نہ ہو اجازت کا خواہاں ہو اور اجازت نہ دی جائے بلکہ حکم ہو کہ جا جس سے تو آیا ہے دھر

ہی پٹ جہ۔ بعد اسورج مغرب کی سمت سے نکلے گا۔ اسی کے پارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
 وَالشَّمْسُ تَرْجُو مُسْتَقَرًّا مَّوَدًّا: آفتاب کا استقرار عرش کے نیچے ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: دو جاں
 ایک نکلے گا۔ اس کے بال مختار یا لے ہیں اس کے ہمراہ آگ ہے اور باغ ہے۔
 جو آگ ہے وہ حقیقت میں جنت ہے اور جو باغ ہے وہ حقیقت میں آگ ہے۔ (تحفۃ
 الراغبین)

(۴) رسول اللہ ﷺ نے ایک بار دجال کا ذکر کرتے ہوئے صحابہ کرام کو ہدایت
 فرمائی کہ تم میں سے جس شخص کو دجال کا زمانہ ملے تو سورہ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھ کر
 پھوٹے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال شام اور عراق کے ایک راستے میں سے
 نکلے گا۔ وہ دائیں ہائیں فساد کرتا پھر۔ گا۔ اسے اللہ کے بندو ائمہ ثابت قدم رہنا۔ صحابہ کرام
 نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ زمین میں کب تک رہے گا؟ رشاد فرمایا:
 چالیس روز تک۔ ایک دن ایک سال کا ہوگا اور ایک روز ایک ماہ کا اور ایک دن ایک
 لمحے کا اور باقی دن اپنے معمولی طریقے پر ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جو دن
 ایک سال کے برابر ہوگا اس میں ہمیں ایک وقت کی نماز کافی ہوگی؟ فرمایا: نہیں۔ اس میں
 اندازہ کر کے پڑھنا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کا زمین میں چلنا پھرنا کس صورت میں ہوگا؟
 حضور ﷺ نے فرمایا: اس بارش کی طرح جسے ہوا اڑا کر لاتی ہے۔ وہ یک قوم کے پاس
 جا کر اس کو اپنی عبادت کی طرف بلائے گا۔ یہ لوگ اس کے قول پر ایمان لے آئیں گے۔ تب
 وہ آسمان سے کہے گا کہ پانی برسا۔ وہ پانی برسانے گا۔ اور زمین اس کے حکم سے ہرزہ اگانے
 گی۔ اس وقت اس کے مونس خوش مونسے تازے کو کھیں بھرے ہوئے مونسے مونسے تھن
 لے جو تر آئیں گے۔ پھر وہ ایک قوم کے پاس آئے گا لیکن وہ لوگ اس کی باتوں کو اس
 کے منہ پر ہار دیں گے۔ وہ وہاں سے واپس چلا آئے گا۔ لیکن یہ لوگ صبح تک منہ کی حالت

میں ہو جائیں گے۔ وہاں ایک ویرانے میں آ کر بے گناہ اپنے خزانے نکالے۔ وہ اپنے خزانے نکال دے گا۔ یہ خزانے اس کے پیچھے پیچھے شہد کی مکھوں کی طرح چھیں گے۔ وہ پھر ایک ایسے شخص کو بھانے گا جو جوہنی میں بھرا ہوگا۔ اس کو تلواریں مار کر دو کترے کر دے گا۔ پھر اسے آواز دے گا۔ وہ شخص ہنستا ہوا اس کے پاس آئے گا۔ اس وقت اس کے چہرے پر بہت رونق ہوگی۔ غرض یہ کہ ایسے کام کرنا پھرے گا کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کو روانہ فرمائے گا۔ وہ دمشق کے شرقی جانب کے - قید منارے پر زرد رنگ کے پڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کاندھوں ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹرتے ہوں گے۔ جس وقت سر جھکائیں گے تو پسینہ کی طرح ان کے سر سے پانی نچکے گا اور جب وہ سر اٹھائیں گے تو موتی اور چاندی کے دانوں کی طرح وہ قطرے گریں گے۔ جس کا نر کون کی سانس پنیے گی وہ فوراً مر جائے گا۔ ان کی سانس وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی۔ وہ آ کر وہاں کو تلاش کرتے کرتے باب کے قریب پھیریں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایسی قوم آئے گی جسے اللہ تعالیٰ نے وہاں کے فتنے سے محفوظ رکھا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قوم کے چہروں پر شفقت سے ہاتھ پھیریں گے اور ان کے سامنے جنت کے درجوں کا بیاں فرمائیں گے۔ یہ لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ کی طرف سے حضرت عیسیٰ کو وحی ہوگی کہ میں اپنے پیسے بندوں کو نکالتا ہوں جن سے لڑائی کی کسی شخص کو طاقت نہیں۔ لہذا تم میرے ان بندوں کو لے کر وہ طور پر محفوظ ہو جاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمراہیوں کو لے کر وہ طور پر محصور ہو جائیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ یا جوت ماجوت کو باہر نکالے گا اور وہ ہر مقام سے دوڑ پڑیں گے۔ ان کے دل گروہ کا گزر رہے یا سنے طبری پر ہوگا۔ یہ اس کا تمام پانی پی کر خشک کر دیں گے۔ پھر اس مقام پر دوسرے گروہ آئیں گے اور کچھ دیکھ کر کہیں گے کہ شاید اس جگہ پر پہلے کبھی پانی تھا۔ یہ بہہ کر آگے کو روانہ ہو جائیں گے اور جبل احمر کے قریب پہنچیں گے۔ یہ بیت المقدس کا پہاڑ ہے اور پھر آپس میں کہیں گے کہ جو لوگ زمین پر آباد تھے انھیں تو ہم نے فنا کر دیا اب ہمیں چاہیے کہ

آسمان والوں کو بھی نکل کر ڈالیں۔ لہذا وہ اپنے تیروں کو آسمان کی طرف پھینکیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں دکھانے کے لیے وہ تیرخون میں رنگ دے گا۔ اس پورے عرصے میں عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی طور میں محصور رہیں گے یہاں تک کہ ایک بکری کی سری بھی ان کے واسطے سواشر فیوں سے زیادہ بہتر ثابت ہوگی۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ یا جوت یا جوت کی قوم پر بیماری مسلط فرمائے گا جو گردن میں پیدا ہوگی اور صبح کے وقت سب ایسے مرے ہوئے ہوں گے جیسے ایک دی مر جائے۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی فوج کے ساتھ کوہ طور سے نیچے تشریف لائیں گے۔ اس وقت ان کو اشت بھرز میں بھی بدبو اور چربی سے خانی نہیں ملے گی۔ جب وہ اپنے ساتھیوں سمیت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعا سے ایسی چیزیاں روانہ کرے گا جن کی گردنیں بھتی اونٹوں کی طرح ہوں گی۔ یہ چیزیاں لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا پھینک دیں گی۔ مسلمان ان کے تیر کمان سات برس تک استعمال کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش نازل فرمائے گا کہ سنی کا کوئی مکان اور ان کا ٹیمہ بچے بناندرہ سکے گا۔ وہ بارش زمین کو سینے کی طرح صاف کر دے گی۔ اس وقت زمین کو حکم ہوگا کہ اپنی برکتیں ظاہر کر دے اور جو پھل تجھ میں موجود ہوں سب اگا دے۔ وہ وقت ایسی برست کا ہوگا کہ ایک امام کو پوری جماعت کھائے گی اور اس کے چٹکے کے سائے میں رہ سکیں گے۔ اسی طرح دودھ میں بھی بڑی برست ہوگی چنانچہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک بڑی جماعت کو کافی ہوگا اور ایک بکری کا دودھ یک چھوٹی جماعت کو۔ یہ لوگ ایسی حالت میں بسر کرتے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی پاکیزہ ہوا مبعوث فرمائے گا کہ وہ ہر مومن کی بغل میں پھنکے ان کی روہیں قبض کرے گی اور شریر لوگ رہ جائیں گے جو عورتوں سے ایسی صحبت کریں گے جیسی گدھے کرتے ہیں۔ انھی لوگوں پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جب وہاں نکلے گا تو ایک مومن اس کی طرف متوجہ ہوگا۔ پہلے اس شخص سے وہاں کے کچھ

تھیابہند محافل کی ملاقات ہوگی۔ وہ اس شخص سے پوچھیں گے کہاں کا ارادہ ہے؟ یہ کہے گا: اس شخص کے پاس جا رہا ہوں جس کے خروج کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ وہ کہیں گے: ہمارے رب پر ایمان کیوں نہیں لے آتے؟ یہ کہے گا: میرا رب پوشیدہ ہے جو میں اس خبیث پریمان لوں؟ دجال کے مخالفین یہ سن کر آپس میں کہیں گے: اسے قتل کر ڈالو۔ دوسرے آپس میں کہیں گے: کیا تمہارے خدا نے یہ نہیں کہا ہے کہ ہماری اجازت کے بنا کسی کو قتل نہ کرنا۔ وہ لوگ اس مومن کو دجال کے پاس لائیں گے۔ جب وہ مومن دجال کو دیکھے گا تو کہے گا یہی دجال ہے جس کی خبر رسول پاک ﷺ نے دی تھی۔ دجال اسے زخمی کرنے کا حکم دے گا۔ اسے زخمی کر دیا جائے گا۔ پھر دجال کہے گا اس کو مارو۔ تب اسے لٹا کر ماریں گے۔ دجال کہے گا: اب بھی تو مجھ پر ایمان نہیں لائے گا؟ وہ کہے گا: تو مسیح مذاب ہے۔ دجال حکم دے گا: اسے مارے۔ چیر ڈالو۔ اس وقت اسے آڑے سے چیر ڈالا جائے گا اور دو ٹکڑے کر دیے جائیں گے۔ دجال ان دونوں ٹکڑوں کے بیچ سے گزرے گا اور کہے گا: اٹھ جا۔ وہ سپرد حاکم ہو جائے گا۔ دجال کہے گا: اب بھی تو مجھ پر ایمان نہیں لائے گا؟ وہ کہے گا: اب تو مجھے تیرے دجال ہونے کا اور بھی پکا یقین ہو گیا ہے۔ راوی نے کہا ہے: پھر وہ مومن کہے گا: تو گواہ میرے بعد یہ کسی کے ساتھ ایسا کام نہیں کر سکے گا۔ اس وقت دجال اس مومن کو ذبح کرنے کے ارادے سے آئے گا تو اس کی گردن تانبے کی طرح ہو جائے گی اور اس کو کسی طرح اس مومن کو ذبح کرنے کی قدرت نہ ہوگی تب دجال اس کے بات پاؤں پکڑو کر اسے آگ میں پھینک دے گا۔ لوگ تو خیر کریں گے کہ اسے آگ میں پھینکا ہے لیکن حقیقت میں وہ جنت میں ڈال جائے گا۔ مہدیوں اکرم علیہ السلام نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا شہید شمار کیا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۔) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم نور مجسم علیہ السلام نے فرمایا:

دجال کے ہمراہ اصفہان کے ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ ان کا لباس ریشمی چادرؤں کا ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۰) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مہینے میں مسیح دجال کا خوف داخل نہ ہوگا۔ اس وقت مہینے کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے پہرہ دیتے ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: دجال ایک نیک گندھے پر نکلے گا جس کے کندھوں کے بیچ ستر ہات کا فاصلہ ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو اتنا پسینہ آئے گا کہ زمین پر ستر ہات کھڑا ہو جائے گا اور کام کی طرح لوگوں کے ہونٹوں تک پہنچ جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں تو موت کو ایک مینڈھے کی صورت میں لے کر دوزخ کر دیا جائے گا۔ پھر ایک ٹھکڑا آواز دے گا: اے جنت والو اب موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو اب موت نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۲) حشر کے دن نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی اونٹنی عسہا پر سوار ہوں گی اور خود رسول اکرم ﷺ براق پر تشریف لے جائیں گے کہ اس روز سب نبی رسولوں سے انکے خاص آپ کو ہی عطا ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا ایک خواب ہے اس کی تعبیر مرنے کے بعد معلوم ہوگی۔ (مکملہ سیرت)

(۸۴) سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا: میرا رب میرے غلاموں کے لیے پناہ صراط کی راہ کہ ہندوہ بزرگ کی ہے اتنی مختصر کر دے گا کہ پلک جھپکتے زرد جائیں گے یا جیسے بجلی کووند گئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۵) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر بچے کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے

وہ بنایا گیا ہے یہاں تک کہ اسی میں دفن کیا جائے۔ میں اور ابو بکر اور عمر ایک مٹی سے بنے ہیں اسی میں دفن ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۶) حضور ﷺ نے فرمایا کہ حشر کا دن کہ پچاس ہزار سال کا ہے میرے غلاموں

کے لیے اس سے کم دیر میں گزر جائے گا جتنی دیر میں دور کست فرض پڑھتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۷) سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے میری امت کی عمریں

کم نہیں تاکہ نیا کی رکاریوں سے جلد خلاصی پا جائیں۔ گناہ کم ہوں اور ہمیشہ بنی خدائی نعمتوں تک جلد پہنچیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۸) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی جان اولاد مال اور خادموں کو بددعا نہ دیا کرو

کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بددعا اللہ کے کسی ایسے خاص وقت میں واقع ہو جائے جو قبولیت کا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۹) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: قیامت میں چار طرح کی

گواہیاں ہوں گی: ایک فرشتوں کی دوسری بیوں رسولوں کی تیسری امت محمدیہ کی اور چوتھی آدمی کے اپنے اعضاء کی۔ (تفسیر کبیر)

(۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو

”دیوبوں میں لگائی بھجائی کرے گا“ اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں آگ مسلط کر دے گا جو قیامت تک جہنم میں رہے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۱) سرور عالم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے عمر بھر میں ایک بار غیبت کی ہوگی اللہ

تعالیٰ اسے طرہ طرہ کے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ ایک خدا کی رحمت سے دور رہے گا۔

دوسرے فرشتے اس سے دور رہیں گے۔ تیسرے جان مشکل سے نکلے گی۔ چوتھے دوزخ سے

قریب ہو جائے گا۔ پانچویں جنت سے دور ہو جائے گا۔ چھٹے قبر کا عذاب سخت ہوگا۔ ساتویں

عس ناپود ہو جائیں گے۔ آٹھویں رسول اللہ ﷺ کی روح کو اس سے ایذا ہوگی۔ نویں اس

پر خد کا غصہ ہوگا۔ دہویں قیامت کے دن جب نماز تو لے جائیں گے اس وقت وہ مفسس رہ

جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۲) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: نخیست کرنے والے نکتہ چینی کرنے والے ادھر کی ادھر گانے والے نیکیوں میں عیب تلاش کرنے والے قیامت کے دن کتوں کی صورت میں اٹھیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسی کھڑکیاں ہیں جن کا باہری حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت رکھنے والوں، اللہ تعالیٰ کے لیے باہر مٹنے چلنے والوں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہیں۔ (طہرانی)

(۹۴) رسول خدا ﷺ نے فرمایا: لوگوں کا حال یہ ہو جائے کہ وہ ظالم کو دیکھیں اور اس کا ہات نہ پکڑ سکیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو ان پر عذاب بھیجے دیر نہیں لگتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۵) حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تین طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن ان سے پتہ نہ چلے گا۔ ایک خود ہوگا جس نے میری قسم کھا کر کسی کو زبان دی اور پھر وعدے سے سہم گیا۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد شخص کو بیچ کر اس کی قیمت وصول کی اور تیسرا وہ جس نے کسی مزدور کو اجرت پر بلایا اور اس سے پورا کام لینے کے بعد بھی اس کی اجرت نہیں دی۔ (بخاری شریف)

(۹۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم میں ان لوگوں کی خبر نہ دوں جو قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب ہوں گے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ارشاد فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں جو نرم عادتوں والے ہیں جو غفلت رکھتے ہیں اور اذیت کھاتے ہیں اور مہربانی کرتا، محبت کرتا، بہادری دکھاتا، شہم پوشی کرتا، عیب چھپاتا، دوسرے کی خطا سے دور تر کرتا، صبر کرتا، راضی رہتا، بٹاشا شستہ بردباری، تواضع، خیر خواہی، شفقت، کرم، خواہش مردی، شہرت دوستی، آہستگی، مغفوتی، اتناہ سے دور تر، سخاوت، جو دوونفا، حیا، تکلف، کشتہ روئی، جھمکن، دکا، زحم، جو دوسروں کو دے اسے حقیر جاننا اور دوسروں سے ملے اسے بڑ سمجھنا، ان

کی حالتوں میں داخل ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۷) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے میں اپنے بندے کے لیے دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا۔ میں خوف دیتا ہوں تو قیامت کے دن امن میں رکھوں گا اور دنیا میں امن دیتا ہوں تو قیامت کے دن خوف میں مبتلا کروں گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۸) کچھ علماء کا قول ہے کہ عذابِ روح پر ہوتا ہے بدن پر نہیں۔ کچھ اس کے برعکس کہتے ہیں۔ کچھ کی رائے یہ ہے کہ عذاب کا تعلق روح اور بدن دونوں سے ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ اللہ اس پر قادر ہے کہ میت میں اس قدر حیات کا مادہ پیدا کر دے کہ وہ الم اور پیش کا مزہ چکھ سکے اور اس کے بدن میں وہ روح نہ ڈالے جسے دوبارہ نکالنا پڑے۔ کچھ علماء کا کہنا ہے کہ سوالِ روح سے ہوتا ہے جسم سے نہیں۔ کچھ کا خیال ہے کہ میت کے بدن میں وہ روح ڈالی جاتی ہے جو دنیا میں تھی اور اسے اٹھ کر سوال کیا جاتا ہے۔ کچھ کا قول ہے کہ فقط سینے تک روح ڈالی جاتی ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ روح کفن اور جسم کے بیچ رہتی ہے۔ اہل علم کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ ”دی قبر کے عذاب کا اقرار کرے لیکن اس کی کیفیت معلوم کرنے کی کوشش نہ کرے۔“ (نزہۃ القاری)

(۹۹) رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں: قبروں سے اٹھتے وقت تین فرقوں سے فرشتے مصافحہ کریں گے: ایک شہید، دوسرے رمضان میں عبادت کرنے والے تیسرے عرفہ کے دن روزہ رکھنے والے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۰) حدیث میں ہے کہ دس آدمیوں کو زمین نہیں کھاتی: نبی کو نازی کو عالم کو شہید کو قرآن کے حادثہ کو مؤذن کو نفاس میں مرنے والی عورت کو مظلوم کو مقتول کو اور جمعہ کے دن یا رات میں مرنے والے کو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۱) حدیث شریف میں ہے کہ جب دوزخی دوزخ میں جا چکیں گے تو شیطان کے لیے آگ کا منبر بچھا جائے گا آگ کے کپڑے پہنائے جائیں گے آگ کا تاج سر پر رکھا جائے گا آگ کی بیڑیاں ڈالی جائیں گی پھر حکم ہوگا کہ اس منبر پر چڑھ کر دوزخیوں کو خطاب

کرے۔ چنانچہ شیطان منبر پر چڑھ کر دوزخیوں کو پکارے گا۔ تمام دوزخی آوازیں اس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ شیطان خطبہ پڑھے گا: اے کافرو اور منافقو اللہ تعالیٰ نے تم سے پناہ دے دیا تھا کہ پہلے تم سب مردے پھر زندہ ہو کر محشر کے میدان میں جاؤ گے۔ پھر حساب کتاب ہوگا پھر ایک فرقہ جنتی ہوگا ایک دوزخی۔ تمہیں گمان تھا کہ ہم ہمیشہ دنیا ہی میں رہیں گے۔ مجھے تم پر حکومت حاصل نہ تھی فقط دوسو سال آتا تھا۔ تم میرے کہنے میں آئے۔ یہ سنو میرا نہیں تمہارا ہے۔ مجھے برا مت کہو اپنے آپ کو برا کہو۔ تم نے خالق کل یعنی اللہ عزوجل کی عبادت نہ کی۔ آج نہ میں تم کو عذاب الہی سے بچا سکتا ہوں اور نہ تم مجھ کو۔ میں آج تم سے بےزار ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ٹھکرایا ہوا ہوں۔ دوزخی یہ خطبہ سن کر شیطان پر لعنت بھیجیں گے اور فرشتے آگ کے نیزے مار مار کر اسے منبر پر سے اتار دیں گے اور دوزخ میں کر دیں گے۔ اس کے بعد شیطان اپنی جماعت کے ساتھ ہمیشہ مثل السافلین میں رہے گا اور فرشتے نہ کریں گے کہ اب نہ تم کو موت ہے نہ راحت۔ ابہ الا بادتک دوزخ میں ہی پڑے رہو۔

(تفسیر نفیسی)

(۱۰۲) حشر کے دن رب تبارک و تعالیٰ نہ افرمائے گا کہ شیطان ملعون کہاں ہے؟ چنانچہ شیطان حاضر ہو کر عرض کرے گا کہ الہی تو تو حاکم اور عادل ہے۔ میرے شکریوں، مؤذنوں، قاریوں، مصاحبوں، وزیروں، فقہیوں، فرائضیوں، تاجروں، نقارچیوں، حاشیہ نویسوں کو میرے حوالے کر دے۔ حکم ہوگا: اے ذلیل! تیرا شکریہ کیا؟ عرض کرے گا: جریں و گم میرے شکری، خوش آواز میرے مؤذن، گوینے میرے قاری، بدن کو گودنے اور گودوانے والے میرے مصاحب، مصیبت زدوں پر بٹنے والے اور مرے کے کھانے چھنے والے میرے فقیر، نشہ کی چیزیں کھانے پینے والے اور زکوٰۃ نہ دینے والے میرے فرائضی، ساری بیعت والے میرے تاجر، دف اور طبلہ بجانے والے میرے نقارچی، شراب کے لیے انگور کی کھیتی کرنے والے میرے حاشیہ بردار ہیں۔ اس کے بعد ایک اڑدبا نکلے گا جس کی گردن ستر برس کی رہ جتنی نہیں ہوگی اور وہ ان سب کو جمع کر کے دوزخ کی آگ کی طرف بنگادے گا۔ (تفسیر

(نعمی)

(۱۰۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے ہیں جن کے بیٹھنے کو قیامت کے دن منبر بچھا یا جائے گا۔ ان کے چہرے نورانی ہوں گے جب کہ وہ پیغمبروں اور شہیدوں میں سے نہ ہوں گے۔ مگر پیغمبر اور شہید ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 'وہ کون لوگ ہیں؟' فرمایا خدا کے واسطے دوستی رکھنے اور خدا کے واسطے ملاقات کرنے والے خدا کے یہ ہمارے بیٹھے بیٹھے والے۔ (تفسیر نعمی)

(۱۰۳) بڑے دجال کی ایک آنکھ اور ایک ہلک بالکل نہ ہوگی بلکہ وہ جگہ بالکل ہموار ہوگی۔ اس کی پیشانی کے بچوں بچ کا فرنگسا ہوگا جسے صرف ایمان والے پڑھ سکیں گے۔ (تفسیر نعمی)

(۱۰۵) حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سات 'تھو' یا نو سال ہوگی۔ اس کے بعد آپ کا وصال ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازے کی نماز پڑھائیں گے۔ (تفسیر نعمی)

(۱۰۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد قبیلہ قحطان میں سے ایک شخص چہا نامی یمن کہہ بنے وے آپ کے خلیفہ ہوں گے۔ (تفسیر نعمی)

(۱۰۷) دلتہ از رش صند پرازی سے نکلے گا۔ یہ عجیب شکل کا جانور ہوگا۔ چہرے میں 'دی' سے 'گردن' میں اونٹ سے 'دم' میں نکل سے 'سرینا' میں ہرن سے 'سیٹھ' میں بارہ شگھے سے 'ہاتوں' میں بندر سے اور کانوں میں ہاتھی سے ملتا جلتا ہوگا۔ اس کے ایک ہات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگلی ہوگی۔ (تفسیر نعمی)

(۱۰۸) قیامت کے قریب جہشکے کافروں کا غلبہ ہوگا۔ وہ نانہ کعبہ کو ڈھا دیں گے 'خج' موقوف ہو جائے گا قرآن مجید دلوں نہ بانوں اور کاغذوں سے اٹھ جائے گا۔ (تفسیر نعمی)

(۱۰۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نزول کے بعد امت محمدیہ کی تعظیم کی جہت سے

امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰) مہمائی کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر پہنچے گی وہاں تک سانس بھی پہنچے گی اور جس کافر تک پہنچے گی وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱) جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت ان کی تمام اولاد میں سے سوائے حضور ﷺ کے کسی اور کے نام پر نہ ہوگی۔ چنانچہ انھیں ابو محمد کہا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) حضرت موالی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: آخر زمانے میں ایک قوم ظاہر ہوگی جو ہمارے رُود کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے گی حالانکہ وہ ہمارے رُود میں نہ ہوں گے۔ ان کا ایک برالقب ہوگا۔ لوگ انھیں رافضی کہیں گے جب قرآن سے ملو تو انھیں قتل کر ڈالنا اس لیے کہ وہ شرک ہیں۔ (سبع سنائل شریف)

(۱۳) بستان فقیہ ابواللیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں ایک قوم ہوگی جس کو رافضی کہا جائے گا۔ وہ لوگ حقیقی اسلام چھوڑ دیں گے البتہ زمان سے نام اسلام کا یس گے۔ پس تم لوگ انھیں قتل کر ڈالنا اس لیے کہ وہ شرک ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہر ان رشید نے ان لوگوں کو اسی حدیث شریف کے ماتحت قتل کرایا۔ (سبع سنائل شریف)

(۱۴) امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ترکل قیامت کے روز یہ فرمان ہوگا ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کی تمام امت کو بہشت میں بھیجیں گے اور ایک شخص کو دوزخ میں تو میں ڈالتا ہوں کہ کہیں وہ ایک شخص میں ہی نہ ہوں۔ (سبع سنائل شریف)

(۱۵) موالی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ قیامت قریب ہے اور اس سے بھی قریب موت۔ واجب توبہ ہے اور گناہ سے دور رہنا اس سے بھی زیادہ واجب۔ عجیب دنیا ہے اور دنیا کا طالب اس سے بھی عجیب۔ قبر میں داخل ہونا مشکل ہے مگر اس سے بھی مشکل ہے قبر میں بننا تو شے کے جانا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶) رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: بہت جلد ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان جب اپنے گھر کو دے گا تو اس کے جوتے اور کوزا بتائے گا کہ تمہارے گھر سے جانے کے بعد گھر

والوں نے کیا کیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۷) حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن مومن کے ترازو میں سب سے وزنی چیز اس کی خوش اخلاقی ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸) قبر کا حساب ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کے زمانے سے شروع ہو۔ پچھلی امتوں میں نہ تھا۔ نہ ان سے اپنے نبی کی پہچان کرائی جاتی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹) علماء دنیا کا عویذ ہیں۔ ملا کے اٹھنے سے اسلام اٹھ جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دنیا میں دو کام نہ ہوئیں۔ غنیمت پر خوش نہ رہے اور میراث کی صحیح تقسیم نہ ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱) روایت ہے کہ قیامت زمین و آسمان میں قائم ہوگی مگر اس دن وہ زمین یہ نہ ہوگی بلکہ۔ نپید چاندی کی سی ہوگی اور روشنی تجلیات الہی کی ہوگی نہ کہ چاند سورج کی۔ سرے بندوں کا حساب نہ ہوگا۔ کچھ بندے بنا حساب کتاب ہی بخشے جائیں گے۔ جن کا حساب ہوگا انہی کے اعمال کا وزن ہوگا۔ جن کا حساب نہیں ہوگا ان کے اعمال کا وزن بھی نہیں۔ (روح البیان)

(۲۲) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: تین فصوص سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا نہ ان کی طرف رحمت کی نظر فرمائے گا نہ انہیں معافی دی جائے گی بلکہ ان کے لیے بڑا سخت عذاب ہے۔ یہ لوگ بڑے نقصان اور خسارے میں گرنے والے ہیں۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: فخر سے اپنا لباس لٹکا کر چلنے والا احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: قیامت کندن لوگوں سے پہلے قتل کا حساب لیا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کی عمر ساٹھ سال سے ستر سال تک رہے گی اور اس سے زیادہ عمر والے آدمی بہت کم ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۵) حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کے قلیں ورق پر راضی رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے قلیں عیاں پر راضی ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت جلد فرات نہر میں سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا۔ جو شخص اس وقت میں موجود ہو اسے خزانے میں سے کچھ حصہ ملے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۷) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کے ثبوت کا ہزار برس تک دوزخ کی آگ میں جل کر پکاریں گے: یا اللہ۔ پھر ہزار برس کے بعد نہ کریں گے: یا قیوم۔ پھر ہزار برس کے بعد کہیں گے: یا رحمن۔ پھر ہزار برس کے بعد چلائیں گے: یا رحیم۔ پھر ہزار برس بعد پکاریں گے: یا منان۔ پھر ہزار برس بعد آواز دیں گے: یا منان۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا: اے جبریل! دوزخ کی آگ نے امت محمدیہ کے گنہگاروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ وہ عرض کریں گے: الہی تو مجھے باتوں کو جانتا ہے تو ان کے حال سے واقف دیتا ہے۔ میرے کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جبریل! جاؤ اور دیکھو کہ ان کا کیا حال ہے؟ اب ہمارے رحم کا وقت آیا ہے۔ رب جلیل کا حکم سنئے ہی حضرت جبریل علیہ السلام دوزخ کے دروازہ مالک کے پاس جائیں گے۔ مالک ان کی تعظیم کو انھیں گے اور پوچھیں گے: اے جبریل! میں قبر کی جگہ پر آپ کیوں آئے۔ آپکی صورت رحم کی ہے اور میری صورت قہر کی۔ جبریل علیہ السلام کہیں گے: بھلا تم نے امت محمدیہ کے گنہگاروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ وہ جواب دیں گے: ان کا تو بہت برا حال ہے اور وہ تنگ مکان میں ہیں۔ آگ ان کی بڈیوں تک کو کھا رہی ہے گوشت پوست کچھ بھی باقی نہیں رکھا۔ لیکن منہ اور دل سلامت رکھا ہے کہ اس میں ایمان تھا۔ پھر حضرت

جبرئیل علیہ السلام کہیں گے: مالک! میرے سامنے سے پردے ہٹا دو کہ میں ان کا حال دیکھ سکوں۔ پھر حجاب دور ہوگا۔ جبرئیل علیہ السلام دوزخیوں کو دیکھیں گے کہ برا حال ہے۔ جس وقت دوزخی جبرئیل علیہ السلام کو دیکھیں گے تو سب کہیں گے: سبحان اللہ کیا اچھی صورت کا فرشتہ آیا ہے۔ یہ فرشتہ ہمیں عذاب نہیں کرے گا۔ پھر دوزخی مالک سے پوچھیں گے: یہ خوب صورت فرشتہ کون ہے؟ مالک کہیں گے: کہ یہ جبرئیل امین ہیں۔ محمد ﷺ پر یہی وحی آتے تھے۔ اب تمہاری خلاصی کے دن آئے ہیں۔ دوزخی جس وقت محمد ﷺ کا نام نانی نہیں گئے تو پکاریں گے: یا محمد! پھر سب روتے ہوئے کہیں گے: اے جبرئیل ہمارا اسلام محمد ﷺ تک پہنچا دو اور ہمارے اس برے حال سے انھیں آگاہ کر دو کہ یا رسول اللہ! آپ ہمیں بھول گئے اور ہمیں دوزخ میں چھوڑ دیا۔ ہم کئی سال دوزخ میں ملے۔ یہ حال سنتے ہی جبرئیل علیہ السلام بارگاہ الہی میں حاضر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے جبرئیل! تو نے کس طرح محمد کی امت کا حال دیکھا؟ عرض کریں گے: یا رب! تو ان کے حال سے بخوبی واقف ہے۔ وہ تنگ مکان میں ہیں۔ سارا بدن ان کا آگ کا ہو گیا ہے۔ پھر پوچھیں گے: تمہارے امت محمد یہ نے کچھ سوا بھی کیا؟ عرض کریں گے: ہاں اے رب! امت محمد یہ نے کہا ہے کہ ہمارا اسلام محمد ﷺ تک پہنچا دو اور ہمارے حال کی خبر دیدو۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم کرے گا: جاو محمد ﷺ کو امت کے حال کی خبر دیدو۔ جبرئیل علیہ السلام یہ سنتے ہی نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ روایت ہے کہ اس دن حضور ﷺ جنت کے درخت طوبی کے تحت پر موتی کے نیسے میں بیٹھے ہوں گے اور اس نیسے کے چار ہزار دروازے سنہرے ہوں گے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام رو کر عرض کریں گے: یا رسول اللہ! میں آپ کی گتہ گار امت کو دوزخ میں جلتا ہوا دیکھ آیا ہوں۔ کبیرہ گناہ کر کے مر گئے تھے اس لیے دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہیں۔ آپ کو سب نے سو م کہا ہے اور آپ کا نام لے کر فریاد کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے ہاتھ رو کر کہیں گے: بیکار امتی! جی! اے میری امت میں حاضر ہوں۔ پھر حضرت عرش معلیٰ کے نیچے تشریف لائیں گے اور سارے پیغمبر اور آپ کی امت کے متقی لوگ پشت مبارک کی طرف کھڑے ہوں گے۔ پھر

اللہ تعالیٰ کی اتنی حمد و ثناء بیان کریں گے کہ ایسی حمد و ثناء بھی نہ کی ہوگی۔ پھر حضور ﷺ حمد و ثناء کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑیں گے۔ کچھ کہتے ہیں کہ سات دن سجدے میں رہیں گے۔ کچھ کہتے ہیں کہ چودہ دن رہیں گے۔ پھر حق سبحانہ تعالیٰ فرمائے گا: اے حبیب امراء اور ہم سے سوال کرو۔ جو مانگو گے قبول کیا جائے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ روتے ہوئے عرض کریں گے: الہی میری امت کے لوگ دوزخ میں جل گئے ہیں اور اپنی سزا کو پہنچ گئے ہیں۔ الہی تو انھیں دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل فرما۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تمھاری شفاعت قبول فرمائی۔ اب جاؤ اور ان کو میرا سلام پہنچاؤ اور دوزخ سے ان آسمانوں کو نکال دو۔ انھوں نے سچے دل سے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا ہو۔ پھر جناب رسوں مقبول ﷺ پیغمبروں اور متقیوں کے ساتھ دوزخ کی طرف جائیں گے۔ جس وقت مالک حضور ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھیں گے اس وقت تعظیم کے لیے منبر سے نیچے اتر آئیں گے۔ حضرت علیؓ پوچھیں گے: اے مالک میری امت کا کیا حال ہے؟ عرض کریں گے: یا رسول اللہ! برا حال ہے۔ وہ لوگ تنگ مکان میں عذاب میں مبتلا ہیں۔ پھر حضور ﷺ مالک سے دروازہ کھولیں گے۔ سارے دوزخی آپ کو دیکھ کر چلا آئیں گے: یا رسول اللہ! آگ نے ہمارے بدن کے گوشت اور ہڈیوں کو خوب جلا دیا۔ کچھ لوگ کہیں گے: ہم زانو تک جل گئے۔ کوئی پکارے گا: یا رسول اللہ! ہمیں دوزخ نے اس قدر جلا دیا کہ ہماری تمام ہڈیاں آگ کی ہو گئیں۔ کوئی پکارے گا: یا نبی اللہ! ہم بیٹے تک جل گئے۔ کوئی بولے گا: ہم سر سے پاؤں تک جل گئے۔ یا رسول اللہ! آپ ہمیں بھول گئے۔ تب حضور ﷺ سب کو دوزخ سے نکالیں گے جن کا بدن کوئلے کی طرح کالا ہوگا۔ پھر آپ سب کو لے جا کر ایک درخت کے نیچے کھڑا کر دیں گے۔ اس وقت درخت کی جڑ سے نہر حیات جاری ہوگی۔ اس میں سب کو غسل دیں گے۔ جس وقت وہ دوگ نہر حیات سے نہا کر باہر نکلیں گے تو ان کا بدن جو دھوئیں رست کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا لیکن پیشانی پر لکھا ہوگا: ہم جہنمی قوم ہیں۔ انھیں اللہ تعالیٰ نے سزا دی ہے۔ پھر سب بہشت میں داخل ہوں گے۔ جنت کے لوگ انھیں دیکھ کر رہیں میں جہنم

آئیں گے شاید اللہ تعالیٰ نے انھیں دوزخ سے نکالا ہے کیونکہ ان کی پیشانیوں پر لکھا ہے کہ جہنمی قوم ہیں۔ جہنم سے آزاد کیے گئے ہیں۔ تو یہ خطاب انھیں برا معلوم ہوگا۔ عرض کریں گے الہی جس طرح تو نے ہمیں دوزخ سے آزاد کیا ہے اسی طرح ہمیں اس خطاب سے بھی آزاد کرو۔ اللہ تعالیٰ اس نکتے کو ان کی پیشانی سے دور فرمائے گا۔ پھر کوئی نہ کہے گا کہ یہ لوگ دوزخ سے آئے ہیں۔ جس وقت کافر دیکھیں گے کہ مسلمانوں کی یہ قوم دوزخ سے نکل کر بہشت میں آئی تو سب لوگ بول انھیں گے: اے کاش کہ ہم بھی ایمان دار مسلمان ہوتے تو ہم بھی اسی طرح دوزخ سے نکل کر بہشت میں جاتے اور اس طرح ہمیشہ کے لیے دوزخ میں نہ رہتے۔ (نزہۃ المجالس)

(۱۲۸) حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی مرد و عورتیں ہمیشہ ہنستیں سار کے جوان رہیں گے۔ ان کا قد آدم طیبہ اسلام کی طرح ساتھ ہات کا ہوگا۔ بنا داڑھی کے ہوں گے۔ سب کی آنکھیں سرگئیں ہوں گی۔ ہر ایک کے جسم پر ستر جوڑے ہوں گے ہر جوڑے کا رنگ الگ ہوگا اور وہ جوڑے ایسے شفاف ہوں گے کہ ان کا سب رنگ اوپر سے نظر آئے گا۔ روزِ ندان کا حسن و جمال بڑھے گا۔ نہ کبھی بوڑھے ہوں گے نہ دلچسپ تھے کمزور اور نہ کبھی ان کے کپڑے میلے ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۹) فقہائے کرام کا کہنا ہے کہ نو مسلم اور پرانے مسلمان ایمان میں برابر ہیں۔ سب کا حشر یک ساتھ ہی ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ گواہ شریعت کے احکام لوگوں تک پہنچاتے رہو۔ جب لوگوں کا یہ حال ہو جائے کہ بخل کی پیروی کرنے لگیں ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرے دنیا کی فکر میں پڑ کر آخرت کو بھول جائے تو تم اپنی فکر کرنا۔ لوگوں کی فکر چھوڑ دینا۔ ایک زمانہ ایسا آ رہا ہے جب کہ ایمان پر قائم رہنا ہات میں آگ سینے سے بھی زیادہ دشوار ہو جائے گا۔ جو اس زمانے میں صبر کرے سے بچاؤں مومنوں کا ثواب ملے گا۔ کسی نے پوچھا کہ اس زمانے کے بچاؤ کا یا آخرت کے بچاؤ کا؟

فرمایا: سچ کل کے پچاس یعنی پچاس صحابہ کرام کا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۱) حضور اکرم ﷺ نے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا: ایسا نہ

ہو کہ قیامت کے دن دوسرے لوگ ایمان ساتھ لائیں اور تم زنا سب۔ (صحیح سنن شریف)

(۱۳۲) مفسرین کرام کا قول ہے کہ قیامت میں صورتیں بار پھونکا جائے گا۔ پہلی بار میں

تمام مخلوق گھبر جائے گی انھیں اپنی موت کا یقین ہو جائے گا۔ دوسری بار میں تمام زندہ فناء ہو

جائے گی۔ تیسری بار میں تمام چیزیں پیدا کی جائیں گی۔ (تفسیر ابن کثیر) مگر اکثر مفسرین

فرماتے ہیں کہ صورت دو بار پھونکا جائے گا۔ پہلی بار میں پہلے تمام مخلوق گھبر جائے گی پھر فناء ہو

جائے گی۔ دوسری بار میں زندہ ہوگی۔ صورت کے دونوں بار پھونکے جانے کے بعد چالیس سال کا

فاصلہ ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۳) انسان کے چار مقامات ہیں: (۱) عالم ارواح۔ (۲) دنیا۔ (۳) برزخ اور

محشر اور (۴) جنت و دوزخ۔ ان چار زندگیوں میں دوسرے نہر کی زندگی یعنی دنیا کی زندگی

اعمال کرنے کی ہے باقی تین زندگیوں میں اعمال نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۴) قیامت کے دن سارے انسان اپنی قبروں سے آفتن میں ملبوس انھیں کے

پھر ننگے پاؤں ننگے بدن بے خند میدان محشر یعنی شام کی زمین تک جائیں گے۔ مگر اس دن

ایست الہی کا یہ عالم ہوگا کہ کوئی کسی کی طرف نہ دیکھ سکے گا۔ سب کی نظریں آسمان کی طرف اٹھ

ہوں گی گویا جنت الہی لوگوں کا پردہ ہوگی مگر مومنوں کی یہ عریانی یعنی ننگا ہونا رضی ہوگا۔ محشر

میں پہنچنے پر ان کے جسموں پر قدرتی طور پر لباس آجائے گا۔ کافر لوگ دوزخ میں کچھ تو ننگے

ہوں گے اور کچھ کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۵) سلامی شفاعت میں چار شرطیں ہیں جس کے علاوہ شفاعت ماننا کفر اور بے

دینی ہے۔ (۱) شیعہ حاکم کا زاماعت نہ ہونا اس کی برابر ہونا اس سے بڑا۔ (۲) شیعہ حاکم کا

اجنبی یا دشمن نہ ہو بلکہ حاکم کے دربار میں اس کی عزت ہو یا محبت۔ (۳) وہ جرم جس کی معافی

کی شفاعت ہو وہ بخشش کے کلامی ہو۔ (۴) شفاعت قانون کے ماتحت نہ ہو کیونکہ وہ وکالت ہے

بلکہ قانون کے علاوہ غنودہ کریم کی درخواست کے طور پر ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶) کافر کے چار دشمن ہیں: مال، اہل، اولاد اور دوست۔ یہ سب چیزیں اسے

مرتے ہی چھوڑ دیتی ہیں۔ مومن کے چار دوست ہیں: کلمہ شہادت، نماز، روزہ اور اللہ کا ذکر۔ یہ سب چیزیں مومن کے ساتھ قبر میں اور حشر میں رہتی ہیں اور اس کی شفاعت بھی کریں گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷) صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ قیامت دو طرح کی ہے: جسمانی اور روحانی۔

جسمانی قیامت تین طرح کی ہے: قیامت صغریٰ یعنی چھوٹی قیامت۔ یہ ہر شخص کی اپنی موت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو مر گیا اس کی قیامت تو آگئی۔ دوسری قیامت وسطیٰ یعنی سارے انسانوں کی موت یا عالم کی فنا۔ یہ صور کے بھلے بار پھونکے جانے پر ہوگی۔ قیامت کبریٰ یعنی بڑی قیامت سارے مردوں کا اٹھنا اور سزا و جزا کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔ یہ صور کے دوسری بار پھونکے جانے پر ہوگی۔ قیامت روحانی کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ انسانی نفس فی اللہ ہو کر باقی باندھ دجائے۔ جسمانی قیامت میں نیکی کرنے والوں کو جنت ملے گی مگر روحانی قیامت میں نیکی کرنے والوں کو دنیا ہی میں جنت و ارباب مل جاتا ہے۔ وہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی جنت میں رہتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸) رب تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل سے امت محمدیہ کو کچھ خصوصیات عطا کی ہیں:

(۱) وہ امت سب سے پچھلی ہے تاکہ اگلی امتوں کی طرح اس کی بدنامی اور رسوائی نہ ہو اور اس کے عیب نہ نکلیں۔ نزشتہ امتوں کے عیوب قرآن کریم نے بیان کیے جس سے وہ قیامت تک کے لیے بدنام ہو گئیں۔ ہمارے بعد کوئی آسمانی کتاب نہیں آئے گی اور یوں ہمارے عیوب چھپے رہیں گے۔ (۲) خدا کے فضل سے یہ امت یہود کی تفریط اور عیسائیوں کی افراط سے پاک ہے۔ اس کے عقائد اور اعمال اوسط ہیں۔ (۳) یہ امت سب سے پچھلی ہے تاکہ سب کی گواہی دے سکے کیونکہ گواہی ہمیشہ وقوع کے بعد ہوتی ہے نہ کہ پہلے۔ (۴) ان شاء اللہ اس میں ہمیشہ صلہ اور اولیاء رہیں گے۔ پچھلی امتوں کی طرح سب گمراہ نہ ہو جائیں گے۔ (۵) ان کے جسم

شریعت سے اور ان کے قلب طریقت اور معرفت سے منور رہیں گے۔ (۶) ان کی زبان حق کا قلم ہے۔ جس چیز کو یہ اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی اور جس کو برا کہیں وہ بری۔ (۷) یہ امت سارے نبیوں کی گواہ اور ظاہر ہے کہ گواہی کو بڑا ایسا راز ہوتا ہے۔ لہذا امت محمدیہ سارے پیغمبروں کی محبوب امت۔ (۸) سب لوگ مسلمانوں کے حاجت مند ہیں مسلمان کسی قوم کا محتاج نہیں۔ اسی لیے دنیاوی حکومتیں اسلام سے قوانین لیتی ہیں اور کفار قرآن سے فائدہ اٹھاتے ہیں (۹) اسی امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح دین کے بددگار ہیں۔ انھی میں سے مفسرین محمد ثنیٰ نقیہ ہوئے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ (۱۰) اسی امت میں قیامت تک اولیاء، غوث، قطب اور ابدال ہوتے رہیں گے۔ (۱۱) اسی امت کے نبی کی سوانح عمریاں بے شمار نکلیں گی۔ قرآن کریم کی بے شمار تفسیریں ہر زبان میں ہوں گی۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک ایک واقعہ حدیثی شکل میں دنیا کے سامنے موجود ہے۔ کسی نبی کی امت کو یہ غریب میسر نہیں ہوئی۔ (۱۲) آخرت میں بھی یہ امت تمام امتوں سے افضل اور بہتر ہوگی کہ تمام جنتیوں کی کل ایک ٹاٹیل صفیں ہوں گی جن میں اسی صفیں اس امت کی اور بقیہ صفیں دیگر امتوں کی۔ (۱۳) امت محمدیہ کے گناہوں کا حساب چھپوں ہوگا اور نیکیوں کا حساب سب کے سامنے۔ (۱۴) امت محمدیہ کے لیے حوض کوثر کی نہر میدان محشر میں آئے گی۔ (۱۵) پہلا امت محمدیہ ہی جنت میں داخل ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۹) حضرت زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن علی ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ تین طرح کے کھانے میں تکلف کا قیامت میں حساب نہ ہوگا: (۱) مہمان کے واسطے اگرچہ خود بھی اس میں سے کھائے۔ (۲) سحری اور افطار کے لیے اگرچہ خود ہی روزہ دار ہو۔ (۳) بیمار کے لیے جب کہ وہ لذیذ غذا سے رغبت نہ کرتا ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۰) حدیث شریف میں ہے کہ دجال کے ظہور کا پہلا دن ایک سال جتنا لمبا ہوگا۔ دوسرا ایک ماہ جتنا۔ صحابہ کرام نے پوچھا: اس دن نمازوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا حساب لگاتار پڑھنا۔ چونکہ وہ دن ایک سال کا ہے لہذا روزے بھی رکھے جائیں گے کیونکہ نماز کی طرح

روزے بھی فرض ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴) حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: دنیا میں لوگوں کے سردار

ختمی ہوتے ہیں آخرت میں لوگوں کے سردار متعین ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۲) امت محمدیہ کے مشہور مرتبے تین ہیں: اول صحابہ دوسرے تابعین تیسرے

تابع تابعین۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث سے چوتھ مرتبہ بھی معلوم ہوتا ہے جس کو اتباع تابع کہتے ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔ مطلب یہ کہ ان تینوں یا چار مراتب کے بعد جس طرح شروع زمانے میں دین صدق اور یقین میں جو رہا اظہار تھا اس کے بعد کذب جھوٹ اور فتنہ انعام ہو جائے گا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۴۳) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جنت میں جو چشمہ

جاری ہوتا ہے اور جس کا نام سلسبیل ہے اس سے دو نہریں پھوٹی ہیں ایک کا نام کوثر ہے اور دوسری کا نام نہر رحمت ہے۔ یہ وہ نہر رحمت ہے کہ جب گنہگار جرم کی سزا بھگتے کے بعد یہ شفاعت سے روزخ میں سے چلے بھنے سیاہ تپلیں گے پھر وہ اس نہر میں نہا نہیں گے اور وہ اسی وقت تروتازہ ہو جائیں گے۔ (تحفۃ الاولیاء عظمین)

(۱۴۴) رسول اللہ ﷺ نے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا: اے

علی! تم نہیں جانتے کہ میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جو قیامت کے دن خطبہ دے گا۔ میں عرش کی دائیں طرف اس کے سائے میں کھڑا ہوں گا اور مجھے خلیفہ پہنایا جائے گا۔ جان لو کہ میری امت سب سے پہلی امت ہوگی جس کا قیامت کے دن حساب کیا جائے گا۔ اس کے بعد میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم وہ پہلا شخص ہو کہ تمہیں بلا یا جائے گا اور تمہیں لوگوں کا جھنڈا سپرد کیا جائے گا جس کا نام لواء الحمد ہے کیونکہ آدم اور تمام مخلوق کسی سائے کی تلاش میں ہوگی وہاں میرے جھنڈے کا سایہ ہوگا اور میرے لوائے مبارک کی درازی سو بہ سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔ اس کا شان یا قوت اہم رکاوٹ اور اس کا قبضہ نید چاندی کا اور اس کا ڈنڈا ہبزمرد رید کا ہوگا۔ اس کی زلفیں تین نور کی ہوں گی۔ ایک زلف مشرق میں دوسری مغرب میں اور تیسری

دنیا کے بچ ہو گئی اور ان میں تین سطرین تحریر ہوں گی ایک پر بسم اللہ دوسرے الحمد للہ رب العالمین اور تیسرے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو گا۔ اور ہر سطر کی درازتی ہزار سال کے برابر ہوگی اور اس کی پہنائی بھی ہزار سال کے برابر ہو جائے گی۔ اسے میں تمھارے چہرہ دیکھوں گا اور حسن تمھارے دیکھوں اور حسین تمھارے بائیں طرف کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ تم میرے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیچ عرش کے سائے میں کھڑے ہو گے اور تمہیں جنت کا جوڑ پہنایا جائے گا۔ (طبرانی)

(۱۳۵) حضرت عہد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے مقدمہ محمود کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: وہ مقدمہ شفاعت ہے اور عرش کی دائیں طرف اس جگہ حضور ﷺ کا کھڑا ہونا ہے جہاں آپ کے ہر کوئی کھڑا ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم کی پشت پر صراط بچھائی جائے گی اور اس پر سے گزرنے والوں میں اب سے پہلے تھیں اور میری امت ہوگی۔ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ صراط کی مسافت پندرہ ہزار سال کے برابر ہے پانچ ہزار چھ ہائی میں پانچ ہزار سال اور پانچ ہزار ہزار ہزار۔ (تفسیر بھی)

(۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ جو بہت صدقہ دے گا وہ صراط پر سے گزر جائے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جس کا گھر مسجد بنے حق تعالیٰ اس کا ناما من بندہ اسے صراط پر سے رحمت کے ساتھ نزار دے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۸) حدیث شریف میں ہے کہ جنت عرش کے دائیں طرف رکھی جائے گی اور جہنم بائیں طرف۔ اس کے بعد میزوں لائی جائے گی اور نیکیوں کے پلڑے کو جنت کے مقابل اور بدیوں کے پلڑے کو جہنم کے مقابل رکھا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۹) تقریبی فرماتے ہیں کہ صراط پر سے کوئی بندہ اس وقت تک نہ گزر پائے گا جب تک اس سے سات مرحلوں میں سواہل نہ پوچھ لیے جائیں۔ پہلے مرحلے پر کلمہ شہادت ۱۔ ۱۔ ۱۔ اللہ محمد رسول اللہ یر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اگر بندہ خلاص کے ساتھ ایمان

لایا ہے تو نذر جائے گا۔ اس کے بعد دوسرے مرحلے پر نماز کے بارے میں سوال ہوگا۔ اگر بندے نے ہتھام کے ساتھ ادا کی ہے تو نذر جائے گا۔ تیسرے مرحلے میں ماہ رمضان کے روزے سے چوتھے مرحلے میں زکوٰۃ سے پنجویں مرحلے میں حج و عمرہ سے چھٹے مرحلے میں لوگوں پر ظلم اور زیادتی پر یعنی بندوں کے حقوق کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ یہ مرحلہ سب سے زیادہ دشوار اور سخت ہے۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ بالفرض اگر اس کے پاس ستر بیویں کے برابر اجر اور ثواب ہے اور آدھے دانے کے برابر بندوں کا حق باقی ہے تو وہ اس وقت تک نہ نذرے گا جب تک کہ اس کو ادا کر کے بندے کو راضی نہ کر لے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۰) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحب میزان ہوں گے اور وہی اس دن اعمال کا وزن کریں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۱) سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ ایمان مدینہ میں سنت کر اس طرف آجائے گا جیسے کوئی سانپ اپنے منہ میں سمٹ کر بیٹھتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۲) قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے۔ اس عرصہ میں بہت کام ہوں گے۔ پہلے پہل خیرنی پھر پریشانی پھر شیعہ کی تلاش پھر تمامہ اعمال کی تقسیم پھر مقدمات کی تحقیق اور گواہیوں وغیرہ۔ سب سے آخر میں فیصلے۔ پھر ہر ایک کو اس کے ٹھکانے پر پہنچانا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۳) قیامت کے سوال جواب عوام سے ان کے اعمال کے بارے میں ہوں گے اور حضرات انبیائے کرام سے ان کی امت کے بارے میں۔ کچھ ملامتیں ہوں گی کہ قبر کا حساب حضرات انبیائے کرام سے بھی ہوگا مگر ان کا اپنا نہیں بلکہ ان کی امت کا کہ انھوں نے آپ سے کیا معاملہ کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۴) محشر کے دن حساب دو طرح کا ہوگا: ایک حساب سیر یعنی اعمال دکھا کر بخش دینا۔ دوسرا حساب مناقشہ کہ اعمال دکھا کر یہ پوچھنا کہ تو نے یہ گناہ کیوں کیے تھے جس سے یہ سوال ہو گیا وہ بد کہ ہو جائے گا جس سے حساب سیر ہو وہ نجات پا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۵) سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے قریب سہائی اور زمین عذاب بھی نازل ہوں گے۔ صورتوں کی تبدیلی زمین میں دھنسا ہو گا۔ (خازن)
(۱۵۶) ملّا فرماتے ہیں ہر تیس سال میں طوفان نوٹ کا عبور کہیں نہ کہیں ہوتا رہے گا مگر ہلکا۔ (روح البیان)

(۱۵۷) شفاعت تین طرح کی ہوگی۔ درجے اونچے کرنے کے لیے گناہوں کی معافی کے لیے اور میدان محشر سے نجات دلانے کے لیے۔ پہلی شفاعت بے گناہوں کے لیے ہے دوسری صرف گنہگار مسلمانوں کے لیے اور تیسری شفاعت کا فائدہ کافر بھی حاصل کر میں گے۔ حدیث میں ہے کہ سنت کا چھوڑنے والا شفاعت سے محروم ہے۔ اس سے پہلی شفاعت مراد ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ میری شفاعت کبیرہ گناہ والوں کے لیے بھی ہوگی۔ اس سے دوسری شفاعت مراد ہے۔ (ثانی کتاب الصلوٰۃ)

(۱۵۸) کچھ گناہ گاروں کو تو یہاں عذاب شفاعت پہنچ جائے گی۔ کچھ کے عذاب کی مدت میں کمی ہو جائے گی۔ اور کچھ گنہگار اپنی پوری سزا بچت کر شفاعت پائیں گے کچھ جنت میں پہنچ کر شفاعت کی بدولت اونچے درجے پائیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۹) بوداؤ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت مرحومہ نے اس پر آخرت کا عذاب نہیں۔ ان کا عذاب دنیا ہی میں ہے: فتنے اُڑنے لے آؤں گے قتل خون وغیرہ کی صورت میں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۰) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے کچھ امتی یک نولے کی شفاعت کریں گے کچھ پوری جماعتوں کی۔ (ترمذی)

(۱۶۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے میرے رب نے وعدہ کر لیا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار شخص بنا حساب کتاب جنت میں جائیں گے جن میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار اس کے طفلی ہوں گے۔ (ترمذی)

(۱۶۲) جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: ہر میری امت کا حال سید صاحب چادر دست

رہے گا یہاں تک کہ بنو امیہ میں سے پہلا وہ شخص ہوگا جو امت کے کاموں میں روکاوٹ ڈالے گا۔ اس کا نام زید ہوگا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی بات سچ ہو کر رہی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۳) قیامت میں غلاموں اور نوکروں کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہماری عبادت سے تمہیں کس چیز نے روکا تھا؟ وہ کہیں گے: الہی تو نے ہمیں کسی کا تابع دار بنایا تھا اس لیے ہم سے تیری عبادت نہ ہو سکی۔ تب یوسف علیہ السلام کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا: یوسف بھی تو تابع دار تھے۔ ان سے تو عبادت ہوئی تھی۔ کیوں نہ ہوئی؟ ان سے کچھ جوان نہ بن پڑے گا۔ پھر مال داروں کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا: تم نے ہماری عبادت کیوں نہ کی؟ وہ کہیں گے: الہی تو نے ہمیں کثرت سے مال دیا تھا۔ مال کے دھندوں اور اس کے گھمبند میں ہم سے تیری عبادت نہ ہو سکی۔ حکم ہوگا سلیمان علیہ السلام کو، پڑ جائے گا۔ پھر کہا جائے گا کہ یہ بھی تو مال دار تھے ان سے عبادت ہوئی تھی۔ کیوں نہ ہوئی؟ کچھ جواب نہ بن پڑے گا۔ پھر بیماروں کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا: تم نے ہماری عبادت کیوں نہ کی؟ وہ کہیں گے: الہی تو نے ہمیں بیماری میں مبتلا کیا تھا اس لیے ہم سے تیری عبادت نہ ہو سکی۔ تب ایوب علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہم نے انھیں اتنی شدید بیماری میں مبتلا کیا تھا اس کے باوجود انھوں نے ہماری عبادت کی تھی۔ کیوں نہ ہوئی؟ ان سے کوئی جواب نہ بن پڑے گا۔ (مکملہ سترہ طریقت)

(۱۶۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے پہلے شہید کا حساب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سامنے اپنی دنیوی نعمتیں ظاہر کر کے فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں میں کس طرح عمل کیا۔ وہ عرض کرے گا کہ میں تیری راہ میں جہاد کر کے شہید ہو گیا۔ ارسا ہوگا تو جھوٹ بولتا ہے۔ بلکہ تو نے یہ اس لیے کیا کہ لوگ تجھے شیع اور بہادر خیال کریں اور تیرے خیال کے مطابق یہ بات ہوئی۔ پھر اس کو سر کے بل جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اب اس شخص کا حساب ہوگا جس نے دین کا علم حاصل کر کے لوگوں کو تعلیم کیا ہوگا۔ اسے حساب کے لیے بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمتیں ظاہر فرما

یگا۔ وہ اس نعمتوں کو پہچان لے گا۔ اس وقت ارشاد ہوگا: تو نے ان نعمتوں میں کس طرح تصرف کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے علم حاصل کر کے دوسروں کو تقسیم کیا۔ تیری رضامندی کے لیے قرآن کی تقسیم دی۔ فرمان ہوگا: تو بھی جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے یہ اس لیے کیا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قاری خیال کریں۔ پھر اسے سر کے بل دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ تیسرے اس شخص کا حساب ہوگا جسے اللہ نے تو غری عطا فرمائی اور ہر طرح کے مال سے نواز۔ اس کے سامنے اس کا سارا مال ایسا جائے گا جسے وہ پہچان جائے گا۔ ارشاد ہوگا: تو نے اس میں کس طرح تصرف کیا؟ وہ عرض کرے گا: جو بات میں نے تیری رضامندی کی دیکھی اس میں خرچ کیا اور کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ فرمان ہوگا: تو بھی جھوٹا ہے۔ تو نے یہ اس لیے کیا تھا کہ لوگ تجھے خجی اور بخشش کرنے والا کہیں اور لوگوں نے کہا بھی۔ لہذا اسے بھی سر کے بل دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (تختناوا عظیم)

نواں باب: آسمانی کتابیں ذکر الہی اور دعا

(۱) حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زبور عطا فرمائی۔ زبور کے معنی پارے اور نکھرے کے ہیں۔ یہ کتاب دراصل تورات کی تکمیل کے لیے نازل ہوئی تھی جلد اس کا ایک حصہ یا نکھر شمار ہوتی تھی۔ اس میں حمد و ثناء آسمانی عہدیت و عجز اور پند و نصائح کے مضامین اور بشارتیں اور وعش گونیاں بھی تھیں۔ (اطلس القرآن)

(۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بئس حزان سے اللہ کی پناہ مانگو۔ لوگوں نے پوچھا: یا

رسول اللہ ﷺ بڑا بڑا حزن کیا چیز ہے؟ فرمایا: جہنم کا ایک طبقہ ہے جس سے خود دوزخ ہر روز سو بار بندہ مانگتی ہے۔ پوچھا گیا: اس میں کون جانے گا؟ فرمایا: ریا کار قزائی۔ (ترمذی)

(۳) حضرت یحییٰ ابن مریم علیہ السلام کہا کرتے تھے: ذرا لمبی سے خلی ہو کر زیادہ باتیں نہ بناؤ ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ سخت دل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے۔ لیکن تم اس حقیقت کو سمجھتے نہیں اور لوگوں کے گناہوں کو اس طرح نہ دیکھو گویا کہ تم رب ہو بلکہ اپنے گناہوں پر اس طرح نظر رکھو کہ جیسے تم بندے ہو۔ انسان آزمائشوں میں بھی پڑتا ہے اور عافیت بھی حاصل کرتا ہے لہذا آزمائش والوں پر رحم کرو اور عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر دا کرو۔ (رذین)

(۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنت کے باغوں سے میر ہونا چاہتا ہے وہ اللہ کو بہت یاد کرے۔ (الحدیث)

(۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کے لیے دسترخوان بچھ دیا جاتا ہے پھر جب تک اس کی مغفرت نہیں ہو جاتی وہ اٹھایا نہیں جاتا۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ نعمت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟ فرمایا: اس طرح کہ جب دسترخوان بچھے تو بسم اللہ کہے اور جب اٹھے تو الحمد للہ کہے۔ (ترمذی)

(۶) ایک مرتبہ حضور سید عالم ﷺ خانہ کعبہ میں تشریف فرما تھے۔ کسی نے کہا کہ فلاں آدمی کا نقصان ہو گیا ہے۔ سمندر کی طغیانی نے اس کے مال کو ضائع کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنگل ہو یا سمندر کسی جگہ بھی مال ضائع ہوتا ہے تو وہ زکوٰۃ ادا کرنے کی صورت میں ہوتا ہے۔ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر کے مال کی حفاظت کیا کرو۔ اپنے پیاروں کی بیماری صدقہ سے دور کرو اور آفتوں کو دعاؤں سے دور کیا کرو کیونکہ عاں بلا کو بھی زائل کر دیتی ہے جو نازل ہوگئی اور اس آفت کو بھی روک دیتی ہے جو ابھی نازل نہیں ہوئی ہو۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو امر قابلِ اہتمام خدا کے ذکر کے ساتھ شروع نہ کیا

جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ ابو داؤد)

(۸) حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو سونے کے قلم اور چاندی کے کاغذ دے رکھے ہیں۔ یہ صرف اس درود کے نکلنے پر مقرر ہیں جو مجھ پر اور میرے اہل بیت پر بھیجا جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی میرے ولی سے عداوت کرے تو اس کو میری طرف سے اعدان جہنم ہے۔ میرا بندہ میرا مقرب کسی اور عمل سے جو مجھے پسند ہو اتنا حاصل نہیں کرتا جتنا کہ اس عمل سے جو میں نے اس پر فرض کیا۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اب اگر وہ مجھ سے سول کرے گا تو میں اسے دوں گا اور اگر میری پناہ میں آنا چاہے گا تو میں اپنی پناہ میں لے لوں گا اور تجھے کسی کام کے کرنے میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مومن کی روت قبض کرنے میں کہ اسے موت پسند نہیں ہوتی حالانکہ میں اس کی ناپسندیدگی کو ناپسند کرتا ہوں۔ (بخاری شریف جلد دوم ریاض الصالحین)

(۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم ﷺ سے بسم اللہ کے بارے میں پوچھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ایک نام ہے اور یہ نام اللہ تعالیٰ کے اسم عظم سے اس قدر قریب ہے جیسے آنکھ کی نقیدہ اور سیاہی میں قرب ہے۔ (ابن حاتم و ابن مرددہ)

(۱۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو ان کی والدہ نے معظم کے پیر دیکھا۔ معظم نے حضرت مسیح علیہ السلام سے کہا: نکھو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے پوچھا: بسم اللہ کیا ہے؟ معظم نے کہا: مجھے علم نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اب سے مراد بہاء الہی ہے اس

سے سنا دینی اور مے مملکت الہی یعنی سب کا معبود مالک ہے۔ (ابن جریر و ابن مردویہ)
 (۱۲) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ سرور عالم ﷺ نے رشا و فرمایا: مجھ پر یہی آیت نازل ہوئی ہے جو سوائے سلیمان علیہ السلام کے کسی پیغمبر پر نازل نہیں ہوئی۔ اور وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ (ابن ماجہ)

(۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حاشین عرش کو پیدا فرمایا اور انھیں عرش کو اٹھانے کا حکم دیا مگر وہ اٹھانہ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر فرشتہ کے ساتھ سات آسمانوں کے فرشتوں کے برابر فرشتے پیدا کیے پھر انھیں عرش اٹھانے کا حکم دیا مگر وہ نہ اٹھ سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہر فرشتہ کے ساتھ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے فرشتوں کے برابر فرشتے پیدا کیے اور انھیں عرش اٹھانے کا حکم دیا مگر وہ بھی نہ اٹھ سکے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لا حول و لا قوۃ الا باللہ کہو۔ جب انھوں نے یہ کہا تو عرش اٹھ گیا مگر ان کے قدم ساتویں زمین میں ہوا پر جم گئے۔ جب انھوں نے محسوس کیا کہ ہمارے قدم ہوا پر ہیں اور نیچے کوئی ٹھوس چیز موجود نہیں ہے تو انھوں نے عرش الہی کو مضبوطی سے تھم لیا اور لا حول و لا قوۃ الا باللہ پڑھنے میں محو ہوئے تاکہ وہ انتہائی پستیوں پر سے گرنے سے محفوظ رہیں۔ اب وہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور عرش الہی انھیں تھامے ہوئے ہے بلکہ اس تمام کونقدرت الہی سنبھالے ہوئے ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۱۴) حضرت ابو الخیر اسحاق عراوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب عہد فاروقی میں مسلمانوں نے فارس پر جہاد کیا تو شیر کرخ کے قریب فارسی سپاہ کا جنرل زومہ راقی ہاتھیوں کی فوج سے ترمق بلے میں آیا۔ ان خوں خوار ہاتھیوں کے منظم پرے دیکھ کر قریب تھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے اور لشکر کی تمام صفیں منتشر ہو جائیں مسلمانوں کے امیر لشکر محمد بن قاسم پریشان ہوئے۔ مختلف تدبیریں کیں کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر چند بار آواز سے پڑھا: لا حول و لا قوۃ الا باللہ اعلیٰ العظیم۔ اللہ عزوجل نے اس کلمہ کو مسلمانوں کے لیے ایک قلعہ بنا دیا کہ ہاتھی جو مسلمانوں پر چڑھے چلے آ رہے تھے یکا یک رک گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت

گرمی اور پیاس مسلط کر دی جس کی وجہ سے پریشان ہو کر وہ پانی کی طرف دوڑنے لگے۔ کھل پاؤں نے ہر طرف سے روکنا چاہا مگر وہ ان کے قابو سے باہر تھے۔ اس وقت اسلامی لشکر نے آگے بڑھ کر حملہ کیا اور فتح حاصل کی۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۵) حضرت حبیب ابن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی دشمن کے مقابلہ پر جاتے تو کلمہ ارحم و اقوا ادا لے پڑتا بہت پسند کرتے تھے۔ ایک بار انھوں نے ایک قاعدہ کا میسرہ کرنا چاہا اور یہ کلمہ شریف پڑھا تو ردی قاعدہ چھوڑ کر بھاگ گئے پھر مسلمانوں نے اس کا رد کیا تو قاعدہ کی دو اڑیں شق ہو گئیں اور مسلمان فوج اندر داخل ہوئی۔ (الفرج بعد البیہ روضۃ حضرت امام ابو بکر ابن ابی الدنیا)

(۱۶) روایت ہے کہ جو شخص صبح و شام سات مرتبہ **لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ** پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام عزائم کو پورا کر دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے دنیا و آخرت کے تمام کام پورے ہو جاتے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب مولفہ امام محمد نزاری قدس سرہ)

(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ بلند مرتبہ فرشتے ہیں جو زمین میں چلتے پھرتے ذکر کی مجلسیں تلاش کرتے ہیں پھر جب کوئی مجلس یاد کر کی محفل پالیتے ہیں تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں یہاں تک کہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ جب مجلس ختم ہو جاتی ہے تو وہ آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے: تم لوگ کہاں سے آ رہے ہو؟ تو وہ جواب دیتے ہیں: باری تعالیٰ! ہم تیرے ایسے بندوں کے پاس سے آ رہے ہیں جو تیری تسبیح و تحمید کرتے ہیں انگیریں پڑھتے ہیں اور اللہ! اللہ کہتے ہیں اور تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ پوچھتا ہے: وہ مجھ سے کیا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں: تجھ سے تیری جنت کا سوال کرتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انھوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: نہیں اے رب! اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: وہ کس

چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: تیری دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا انھوں نے میری دوزخ کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: نہیں اے معبود! اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: پھر ان کا کیا حال ہوگا اگر وہ میری آگ کو دیکھیں۔ وہ جواب دیتے ہیں: وہ تجھ سے استغفار کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے: میں نے انھیں بخش دیا اور ان کے سوا انوں کو پورا کر دیا اور جس چیز سے پناہ مانگتے ہیں اس سے انھیں پناہ دیدی۔ فرشتے کہتے ہیں: ہمارے رب! ان میں ایک خطا کار آدمی بھی ہے جو راہ گزر رہا تھا کہ ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اللہ فرماتا ہے: اسے بھی بخش دیا۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کا بد نشین نام کا نہیں ہوتا۔ (مسلم شریف)

(۱۸) امام شافعی اور امام عبد الرزاق وغیرہ نے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھ پر ایک آسمانی کتاب نازل ہوئی تھی۔ ان کے ایک بادشاہ نے شراب پی کر اپنی بہن کے ساتھ زنا کر لیا۔ جب صبح ہوئی تو لالچی لوگوں کو بد اثر خوب مال دیا اور کہا: حضرت آدم اپنے بیٹوں کا نکاح اپنی بیٹیوں سے کرتے تھے اگر میں نے ایسا کر لیا تو کیا گناہ کیا۔ ان خوشامدوں نے اسے تسلیم کر لیا۔ اس کی نحوست کی وجہ سے وہ کتاب اٹھائی اور ان کے ذہنوں سے محو ہوئی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹) کون سا ذکر افضل ہے اس میں مختلف روایتیں ہیں۔ بعض میں ہے کہ افضل ذکر کلمہ طیبہ ہے کہ اس سے دل کی صفائی ہے۔ بعض میں ہے کہ تلاوت قرآن کہ اس میں ایک حرف پر دس نیکیاں ہیں۔ بعض میں ہے کہ افضل ذکر توبہ و استغفار ہے کہ اس میں بل و اس سے نجات اور رزق میں برکت ہے۔ بعض میں ہے کہ افضل ذکر درود شریف ہے اور بعض میں ہے کہ افضل ذکر یہ ہے: سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم کہ اس سے قیامت میں میزوں بھر جائے گی۔ (بخاری شریف)

(۲۰) مصیبت کے وقت اللہ ضرور پڑھنی چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ چرخ گل ہونے انھیں کا قسمہ ٹوٹ جانے اور بات میں پھانس لگ جانے پر بھی نالہ

پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بھی مصیبت ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ حضور یہ تو معمولی مصیبتیں ہیں۔ فرمایا کبھی معمولی بات بھی بڑی ہو جاتی ہے۔ (در مشورۃ تفسیر عزیز کی ذخیرہ)

(۲۱) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب پرانی مصیبت یاد آئے تب بھی امان اللہ پڑھنے سے صبر کا ثواب پائے گا۔ (احمد بیہقی)

(۲۲) جس میں چار باتیں ہوں اس کا گھر جنت میں ہے: ایک یہ کہ ہر کام میں رب

سے التماس کرے۔ دوسرے یہ کہ مصیبت پر امان اللہ پڑھے۔ تیسرے یہ کہ نعت پر الحمد للہ پڑھے۔

چوتھے یہ کہ گناہ پر استغفر اللہ پڑھے۔ (بیہقی)

(۲۳) مشہور معروف درود تاج حضرت خواجہ سید ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

حضور اکرم ﷺ کی جناب میں زیارت کے وقت پیش کیا تھا۔

(۲۴) حدیث شریف میں ہے کہ مومن کے ساتھ پانچ فرشتے رہتے ہیں ایک وہ جس جو

نیکیاں لکھتا ہے ایک ہاتھ جو برائیاں لکھتا ہے ایک سامنے جو بھائیوں کی تلقین کرتا ہے

ایک پیچھے جو گمراہیوں کو دفع کرتا ہے ایک پیشانی کے پاس جو درود و سلام لکھ کر نبی

کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ (تحفہ الاولیاء)

(۲۵) حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے اس کے

نامہ اعمال میں سے چار ہزار گناہ ساتھ ہو جاتے ہیں۔ (تحفہ الاولیاء)

(۲۶) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو جماعت کسی مجلس سے مجھ پر درود پڑھے بنا اللہ

کھڑی ہوئی وہ گویا کسی مردار جانور کی سڑی ہوئی لاش کے پاس سے ابھی ہے۔ (تذیبہ لقاری)

(۲۷) ابراہیم غنوی ایک فقیہ کے شاگرد تھے۔ لوگوں نے ان کے مرنے کے بعد

خواب میں انہیں دیکھا کہ مجوسیوں کی نوپائی بہن رکھی ہے۔ لوگوں نے پوچھا تو فقیہ نے جواب

دیا کہ جب مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا نام مبارک آتا تو میں درود شریف نہیں پڑھتا تھا اس کی

نحوت سے معرفت اور ایمان سلب کر لیا گیا۔ (صحیح سنن شریف معتمد میر عبد الواحد دہلوی)

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲۸) اصلاً مکمل ایک فرشتہ ہے جس کے تین بازو ہیں ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک روضہ رسول ﷺ پر۔ وہ اس لیے کہ کوئی بندہ درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر عرض کرتا ہے: یا رسول اللہ فلاں ابن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس درود کو نور کی روشنائی سے نور کے کاغذ پر لکھو اور ہمیں پیش کرو۔ قیامت میں ہم اس کاغذ کو میزان میں رکھیں گے تاکہ وہ جنتی ہو جائے۔ (تحفۃ الاولیاء)

(۲۹) جو کوئی روضہ پاک رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر ایک بار: ان الله وملتکھه یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ پڑھا اور ستر بار صلی اللہ علیک یا سیدنا محمد کہے تو فرشتہ جواب دیتا ہے صلی اللہ علیک یا فلاں اور یہ بھی کہتا ہے کہ سب تیری کوئی حاجت نہیں رکھے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صحیفے رمضان المبارک کی پہلی یا تین تاریخ کو عطا ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱) حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور انجیل یا بارہ رمضان المبارک کو ملی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات چھ رمضان کو عطا ہوئی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل مقدس بارہ یا تیرہ رمضان کو دی گئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۴) تورات شریف میں ایک ہزار سورتیں تھیں اور ہر سورت میں ایک ہزار

سمتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس کتاب کو کون پڑھ سکے گا اور کون حفظ کر سکے گا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس سے اعلیٰ شان والی کتاب نبی کریم ﷺ پر اتاروں گا لیکن ان کی امت کے بچوں تک کو یاد ہوگی۔ (تحفۃ الاولیاء)

(۳۵) رب تعالیٰ نے سات چیزوں کو ترجیح فرمایا ہے: اپنی ذات کو قرآن کو موسیٰ علیہ

السلام کو نیک اعمال کے ثواب کو عرش کو جبرائیل علیہ السلام کو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس خط کو جو بلقیس کے پاس گیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶) تورات شریف میں ہمارے حضور ﷺ کا مبارک حیدہ درج تھا کہ نبی آخر الزماں خوب صورت چمکریا لے بالوں والے سر نیکیں آنکھوں والے بچ کے قد والے ہیں۔ یہودیوں نے مناکریوں لکھ دیا، وہ بہت لمبے قد والے ہیں، آنکھیں نیکی اور نیلی اور ہاں اچھے ہوتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷) زیور کا مطلب ہے نکلی ہوئی کتاب۔ اس میں ڈیزے سو سو درج تھیں جن میں شریعت کے احکام بہت تھوڑے سے تھے حکمت اور نصیحتیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد وغیرہ زیادہ تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸) ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم صحیفے رمضان کی پہلی رات کو تورات شریف رمضان کی چھٹی رات کو انجیل مقدس تیرہویں رات کو اور قرآن مجید چوبیس رمضان کو ترا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹) سب سے پہلے سبحان اللہ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرش الہی کی عظمت کا دیکھ کر کہا تھا۔ (روح البیان)

(۴۰) سب سے پہلے الحمد للہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا جب ان میں روح پھونکی گئی۔ (روح البیان)

(۴۱) سب سے پہلے لا الہ الا اللہ نوٹ علیہ السلام نے کہا طوفان کو دیکھ کر۔ (روح البیان)

(۴۲) سب سے پہلے اللہ اکبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ندیہ دےنے کی صورت دیکھ کر۔ (روح البیان)

(۴۳) پہلی آسمانی کتابیں معجزہ تھیں صرف قرآن شریف آسمانی کتاب بھی ہے اور معجزہ بھی۔ (نزہۃ القاری)

(۴۴) حضرت کعب انبار فرماتے ہیں کہ تورات میں سب سے پہلی آیت وہی ہے جو سورہ النعم کی پہلی آیت ہے: (ترجمہ کنز الایمان) سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور

زمین بنائے اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی اس پر کافروں کو اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ (خزائن العرفان)

(۳۵) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جن تختیوں پر تورات لکھی گئی تھی وہ کمزری کی تھیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ بہترین زبرجد کی تھیں۔ حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سرخ یا قوت کی تھیں۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ زمرہ کی تھیں۔ کچھ ساء کا کہنا ہے کہ بیری کی کمزری کی تھیں۔ وہب کہتے ہیں کہ تھمر کی تھیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ سات تھیں۔ وہب فرماتے ہیں کہ کل دس تھیں۔ مقاتل کہتے ہیں کہ کل نو تھیں۔ ربیع بن انس کہتے ہیں کہ جب تورات اترتی ہے تو ستر اونٹوں کا وزن تھیں۔ (خزائن الرواح المعانی وغیرہ)

(۳۶) تورات شریف صرف چار صاحبوں نے حفظ کی: حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت یوشع بن نون علیہ السلام حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت جیسی علیہ السلام۔ (خزائن الرواح المعانی)

(۳۷) عام مفسرین کا قول ہے کہ جن تختیوں پر تورات شریف اترتی ان کی لمبائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدم کے برابر یعنی دس بات تھی۔ (رواح البیان خزائن وغیرہ)

(۳۸) قرآن عظیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ لمبائی کا ذکر نہیں ہے۔ (سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر)

(۳۹) سہانی صحیفے کل ایک سو چار نازل ہوئے۔ دس صحیفے حضرت آدم علیہ السلام پر پڑے پچاس حضرت شیث علیہ السلام پر تیس حضرت ادریس علیہ السلام پر دس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر زیور حضرت داؤد علیہ السلام پر تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن مقدس ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔ (تفسیر ابن کثیر)

(۵۰) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب بازار میں کسی کو قرآن مجید بیچتے

دیکھتے تو فرماتے کاش میری زندگی میں کوئی حاتم پیدا ہو جو قرآن بیچنے والے کے ہات کٹوا لے۔ بعد میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، محمد ابن حنفیہؓ، امام محمد باقرؓ اور امام جعفر صادقؓ یہاں تک کہ جو حسن بصریؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قرآن شریف کی فروخت کے جواز کا فتویٰ دیا۔
(تفسیر نعیمی)

(۵) حضرت امام فخر الدین رازیؒ نے صرف اٹھ سو سے زائد ہزار مسطکے لکائے ہیں۔
ایک بزرگ نے ہم اللہ کی نیک بھگ چار لاکھ تریس کی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)
(۵۲) قرآن عظیم کا نزول انجیل کے چھ سو سال بعد ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۳) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہر چیز کا ایک سردار ہوتا ہے پس انسانوں کے سردار آدم ہیں اور آدم کی اولاد کا سردار میں ہوں اور روم کے سردار صہیب ہیں فارس کے سردار سلمان ہیں حبش کے سردار بلال میں اور درختوں کا سردار ہیری کا درخت چڑیوں کا سردار گدھ مہینوں کا سردار رمضان دن کا سردار جمعہ کلاسوں میں عربی میں قرآن اور قرآن میں سورہ بقرہ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(۵۴) قرآن کریم کی بارہ سو سے زیادہ تفسیریں لکھی جا چکی ہیں۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں)

(۵۵) صرف اردو میں قرآن مجید کے ترجموں کی تعداد اس وقت تین سو سے اوپر ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں)

(۵۶) لاطینی زبان میں کلام پاک کا ترجمہ سب سے پہلے ۱۵۱۳ عیسوی میں سوئزر لینڈ سے چھپا۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں)

(۵۷) جرمن میں قرآن پاک کا ترجمہ سب سے پہلے مشہور جرمن مصمم اور پروفیسر فریڈرک کے ہائی مارٹن لوتھر کنگ نے کیا۔ اس ترجمہ سے متاثر ہو کر ہی اس نے سبکی مذہب میں پیدا ہوئی خریوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں)

(۵۸) ڈچ (ولندیزی) زبان میں سب سے پہلا ترجمہ عربی القرآن کے نام سے

۳۹۱ عیسوی میں جیمبرگ سے شائع ہوا۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں)

(۵۹) کلام اللہ کا سب سے پہلا ترجمہ ۱۹۷۱ عیسوی میں سینٹ پیٹرز برگ میں

چھپا۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں)

(۶۰) فارسی میں قرآن مجید کا سب سے پہلا ترجمہ غالباً وہی ہے جو شیخ سعدی شیرازی

(وفات: ۹۶۰ قی) نے کیا۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں)

(۶۱) قرآن شریف کا پہلا ترجمہ پونٹس ادب کی زبان میں شائع ہوا تھا۔ یہ صرف آخری

پارے کا ترجمہ تھا۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں)

(۶۲) کلام اللہ بانی کا سب سے پرانا ہندی ترجمہ ۱۸۸۸ عیسوی میں ایک ہندو راجا مہاروک نے کروایا تھا جو کشمیر اور پنجاب کے

علاقوں کا حکمران تھا۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں)

(۶۳) قرآن پاک میں اعراب یعنی زیریں و غیرہ غنائیں حجاج بن یوسف ثقفی نے

تکواہی تھیں۔ (نزہۃ القاری)

(۶۴) قرآن عظیم کی کل مدت نزول تقریباً ۲۲ سال دو ماہ اور چودہ دن ہے۔ (سیارہ

ذوالحجست قرآن نمبر)

(۶۵) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ وہ مستقل وحی

لکھنے پر مامور تھے اور وصال سے پہلے دو بار حضور اقدس ﷺ کو پورا قرآن سنایا۔ (نزہۃ

القاری)

(۶۶) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکاری طور پر ایک مکمل نسخہ

(مصحف) تیار کیا جس کی کتابت کی نگرانی غیرہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ہیرہ دی گئی۔ اسی مصحف سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقائص تیار کرا کے مختلف

علاقوں میں بکھوئیں۔ (سیارہ ذوالحجست قرآن نمبر)

(۶۷) تمام قرآن میں سات سو جگہ نماز کی تاکید آئی ہے۔ (سیارہ ذوالحجست قرآن نمبر)

(۶۸) کلام پاک میں ڈیڑھ سو مقامات پر خیرات کی تاکید کی گئی ہے۔ (سیارہ
ذہبست قرآن نمبر)

(۶۹) قرآن مجید میں ستر سے زیادہ جگہوں پر دعا مانگنے کی تاکید ہے۔ (سیارہ
ذہبست قرآن نمبر)

(۷۰) قرآن شریف میں نبی کریم ﷺ کو تیارہ جگہ ایسا الہی پہرہ تر خطاب کیا گیا
ہے۔ (سیارہ ذہبست قرآن نمبر)

(۷۱) حضرت علی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ قرآن عظیم میں ستر ہزار علوم
ہیں۔ (سیارہ ذہبست قرآن نمبر)

(۷۲) مہطور پر یہ مشہور ہے کہ قرآن شریف میں پانچ سو چالیس رکوع ہیں۔ حالانکہ
قرآن مجید میں کل رکوع کی تعداد پانچ سو اٹھادون ہے۔ (نظمی)

(۷۳) شروع میں قرآن کریم چوبیس کے آیتوں پر خط کوئی میں لکھا جاتا تھا۔ (سیارہ
ذہبست قرآن نمبر)

(۷۴) رسول اکرم ﷺ نے اپنے زمانہ رسالت میں قرآن عظیم کی ہر آیت اور ہر
سورت تحریر فرمائی تھی۔ (سیارہ ذہبست قرآن نمبر)

(۷۵) آخر قرآن میں بارہ جگہ امام کا لفظ آیا ہے۔ (سیارہ ذہبست قرآن نمبر)

(۷۶) سلطان محمود غزنوی کے پوتے سلطان ابراہیم غزنوی ہر سال اپنے ہات سے دو
قرآن پاک لکھتے تھے۔ ایک مدینہ منورہ بھیجتے تھے اور ایک مکہ مکرمہ۔ (سیارہ ذہبست
قرآن نمبر)

(۷۷) قرآن کریم ایک رکعت میں چار حضرات نے تم کیا ہے: حضرت سیدنا عثمان
ؓ، حضرت حمیم داریؓ، حضرت سعید بن جبیرؓ اور حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم۔ (تفسیر نظمی)

(۷۸) ایک بار امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سنی و شیعہ کی تواضع اس کی ماں داری کے

جب کی تھی۔ اس کے کفارے میں آپ نے ایک ہزار قرآن ختم کیے۔ (سیرت نعمانی)
 (۷۹) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جس جگہ وصال ہوا اس جگہ آپ نے ستر
 ہزار ختم قرآن کیے۔ (حیات امام اعظم ابوحنیفہ)

(۸۰) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں دن رات کی نمازوں میں
 سات قرآن شریف ختم کر لیتے تھے۔ (سیرت شافعی)

(۸۱) حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بیت اللہ کے
 اندر ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کیا ہے۔ (رسالہ فقیریہ)

(۸۲) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام رمضان میں ہر تین رات میں ایک ختم
 فرماتے تھے مگر آخری دس دن میں ہر رات میں ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ (اسوہ
 صحابہ)

(۸۳) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا سورہ فاتحہ جیسی سورت مازں نہیں ہوئی نہ تورات
 میں نہ انجیل میں نہ اقیہ قرآن میں۔ (ترمذی)

(۸۴) ایک روایت میں ہے کہ سورہ فاتحہ ثواب میں دو تہائی قرآن کے برابر
 ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۵) کچھ صوفیاء نے نقل کیا ہے کہ جو کچھ پچھلی کتابوں میں تھا وہ سب کا سب قرآن مجید
 میں آگیا اور جو کلام پاک میں ہے وہ سب کا سب سورہ فاتحہ میں آگیا اور جو کچھ سورہ فاتحہ میں
 ہے وہ سب کا سب اس کی بسم اللہ میں آگیا اور جو کچھ بسم اللہ میں ہے وہ اس کی با (ب) میں
 آگیا اور جو کچھ با (ب) میں ہے وہ اس کے نقطہ میں آگیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۶) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جس نے
 سورہ فاتحہ پڑھی اس نے گویا تورات، انجیل اور قرآن پڑھ لیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۷) ایک روایت میں ہے کہ انجیل کو اپنے اوپر روکنے اور سر پر خاک ڈالنے کی
 نوبت چار بار آئی ہے: پہلی بار جب کہ اس پر لعنت ہوئی دوسری جبکہ آسمان سے زمین پر ڈالا،

گیا تیسری جبکہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت ظاہر ہوئی اور چوتھے جبکہ سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۸) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عرش کے خزانے سے مجھے چار چیزیں ملی ہیں کہ اور کوئی چیز اس خزانے سے کسی کو نہیں ملی۔ سورہ فاتحہ آیہ الکرسی، سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اور سورہ بکوثر۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۹) ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص سونے کے ارادے سے بیٹے اور سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لے تو موت کے سوا ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۰) صبح کی سنت اور فرض کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم کی میم کے ساتھ الحمد للہ کا کلام دعا کر چالیس دن تک پڑھنا دنیا کی حاجتوں کے پورا ہونے کا بہترین نسخہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۱) عبد الملک بن حمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسل روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: سورہ ناثقہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۲) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب بچھو کے کانے ہوؤں پر اور عمر کے مریضوں اور پاگل دیوانوں پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرتے تھے اور حضور قدس ﷺ نے اسے سباز رکھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۳) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور قدس ﷺ نے فرمایا: جو شخص صرف اس لیے قرآن پڑھے کہ لوگوں سے کھائے وہ قیامت میں اسی حالت میں آئے گا کہ اس کا چہرہ برف جی ہوگا جس پر گوشت نہ ہوگا۔ (تبیلی)

(۹۴) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضور انور ﷺ سے نقل کیا ہے کہ قرآن کی خبر گیری کیا کرو۔ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ قرآن بہت جلد نکل جائے گا ۱۱۱ بے سینوں سے یہ نسبت اونٹ کے پانی کی سی ہے۔ (بخاری)

(۹۵) حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے سالِ ۱۱۱ میں حضور ﷺ کا یہ

ارشاد پہنچا ہے کہ جو شخص سورہ یاسین کو شروع وں میں پڑھے اس کی تمام دن کی حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔ (دارمی)

(۹۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص رات کو سورہ اقلعہ پڑھے اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ (بیہقی)

(۹۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن شریف میں ایک سورت تیس آیتوں کی ایسی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی مغفرت آراوے۔ یہ سورت تبارک الذی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۸) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک سورہ الفہم مجیدہ اور سورہ تبارک الذی نہ پڑھ لیتے تھے۔ (بخاری)

(۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو ایک بار قل هو اللہ احد پڑھے گا اس پر جنت میں داخل ہونا جائز ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۰) حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قل هو اللہ احد پڑھی اس نے گویا دو تہائی قرآن پڑھ لیا اور اس کے لیے تین ٹیکیاں لکھی جائیں گی جتنے کہ مومن اور مشرک گفتی میں ہوں گے۔ (تحفۃ الملوک)

(۱۰۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جو قل هو اللہ تیس بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سو گل بنائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شیطان کو قل یا لہما اتعروا سے زیادہ غصہ دلانے والی کوئی سورت قرآن مجید میں نہیں اتری۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۳) ایک روایت میں آیا ہے کہ سورہ یاسین کا نام منعمہ ہے کما اپنے پڑھنے والے کے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کی ضامن ہے۔ دنیا کی مصیبت دور کرتی ہے اور آخرت کی ہول سے نجات دلاتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۳) سورہ یاسین کا نام رافعہ اور خافضہ بھی ہے یعنی مومنوں کے رتبے بلند کرنے
وہ اور کافروں کو پست کرنے والی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۵) قرآن عظیم سے فال یعنی سحر و تہریک بھی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۶) سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ سورہ کوثر پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ جنت کی ہر نہر
سے پانی پلائے گا اور اس کے تمام اعمال میں یوم النحر کی قربانیوں کی گنتی کے برابر نیکیاں لکھی
جائیں گی۔ (بیضاوی شریف)

(۱۰۷) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: قل حوالہ احمد جبرئیل علیہ السلام کے بازو پر اللہ
الصدیق کھیل گیا اسلام کے بازو پر علم یدولم یولد عثمان کی پیشانی پر اللہ الصدوق کھیل گیا
کفو احمد اسرائیل علیہ السلام کے بازو پر تصاب ہے۔ (حیات اقلوب)

(۱۰۸) سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: قل حوالہ احمد ابو بکر کی پیشانی پر اللہ الصدوق کھیل گیا
پیشانی پر علم یدولم یولد عثمان کی پیشانی پر اور علم یکن۔ کفو احمد علی کی پیشانی پر تصاب ہے۔ (حیات
اقلوب)

(۱۰۹) قرآن مجید سننا تلاوت کرنے اور نقل پڑھنے سے افضل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰) تین دن سے کم میں قرآن عظیم کا تم خلاف اولیٰ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا
کہ جس نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا اس نے سمجھائی نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱) قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے زیادہ افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے
اور دیکھنا اور بات سے اس کا چھوٹا بھی اور یہ سب مبادت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) قرآن مجید کو پڑھ کر بھلا دینا آنا ہے۔ ایک روایت میں ہے جو قرآن پڑھ کر
بھول جائے قیامت کے دن وہ کوڑھی ہو کر آئے گا اور قرآن مجید میں ہے کہ اندھا ہو کر اٹھے گا۔
(تفسیر نعیمی)

(۱۳) حمام میں بلند آواز سے قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔ آہستہ آہستہ جی میں پڑھنا جائز
ہے البتہ سبحان اللہ کہنا، لا الہ الا اللہ پڑھنا مکروہ نہیں، چاہے بلند آواز سے ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لا الہ الا اللہ کا ورد دل میں ایمان اس طرح آگاتا ہے

جس طرح پانی سبز سکے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵) ایک روایت میں ہے کہ سورہ فاتحہ میں بسم اللہ کی رسم یاد کر پندرہ مہمیں ہیں۔

جب کوئی اس کی تلاوت کرتا ہے تو سب مہمیں پندرہوں کی طرح نکل بھاگتی ہیں اور عرش سے جا کر چٹ جاتی ہیں جس سے عرش بھاری ہو جاتا ہے۔ عرش اٹھانے والے فرشتے کہتے ہیں کہ الہی یہ بوجھ کیسا ہے؟ ارشاد ہوتا ہے: یہ ایک سورۃ کا ثواب ہے جس کو میرے بندے نے پڑھا ہے۔ وہ سب مہمیں بولتی ہیں کہ الہی اس کے پڑھنے والے کو کیا جزا ملے گی؟ ارشاد ہوتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال کو جا کر دیکھو۔ ہر مہم دس دس گنا گناہ مٹاتی ہے۔ وہ مہمیں عرض کرتی ہیں الہی اور بڑھا یہاں تک کہ ہر مہم کے بدلے ایک سو مہمیں گناہ مٹتے ہیں۔ پس ایک بار سورہ فاتحہ کے پڑھنے سے ایک ہزار آٹھ سو گناہ مٹتے ہیں۔ (نزہۃ المجالس)

(۱۶) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ فاتحہ کی شروعات امت ہے اور

اوسط تعظیم ہے اور آخر اللہ کی خوشنودی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷) اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے اس کا سر آدمی کا سا ہے اس

کے سر ہزار ہزار ہیں اور ہر ہزار پر فرشتوں کی ایک ایک جماعت ہے۔ اس کے دیکھیں رخسار پر سورہ اخلاص اور بائیں پر کلمہ شہادت اور پیشانی پر سورہ فاتحہ لکھی ہوئی ہے۔ اس کے سامنے فرشتوں کی سر ہزار صفیں ہیں جو سورہ فاتحہ پڑھا کرتے ہیں اور جب وہ ایک نعبہ و ایک نستعین کہتے ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اپنے سر اٹھاؤ میں تم سے خوش ہوں۔ پھر وہ درخواست کرتے ہیں کہ امت محمدیہ میں سے جو کوئی فاتحہ پڑھے اے رب تو اس سے بھی راضی رہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اچھا گواہ رہو میں ان سے بھی راضی رہوں گلا۔ (نزہۃ المجالس)

(۱۸) امام حافظ الدین محمود ابوالبرکات نسفی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ جب سورہ

فاتحہ نازل ہوئی تو اس کے ساتھ سر ہزار فرشتے بھی نازل ہوئے۔

(۱۱۹) ایک بار نبی اکرم ﷺ مسلمانوں کو کنیزیں تقسیم فرما رہے تھے۔ مولا علیؑ نرم لہہ تعالیٰ و چہد المکریم نے حضرت بی بی فاطمہؑ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: جاؤ تم بھی اپنے لیے کوئی کنیز لے آؤ۔ حضرت بی بی صاحبہ حاضر ہوئیں اور بات دکھا کر عرض کرنے لگیں: ہاں! جکی پیٹے پیٹے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ ایک کنیز مجھے بھی عنایت ہو۔ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فاطمہ میں تجھے ایسی چیز دیتا ہوں جو کنیز اور غلام سے بھی زیادہ کام دے۔ تو رات کو سوئے وقت سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۴۳ بار پڑھا تو سو رہا کر۔ (نزہۃ القاری)

(۲۰) حدیث میں ہے جو شخص اونچی آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کرے وہ کھلے عام صدقہ دینے والوں کی طرح ہے اور جو آہستہ پڑھے وہ چھپا کر صدقہ دینے والوں کی طرح ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید ایسی خوش آہنی سے پڑھتے تھے کہ جب آپ نام ہوتے تو دونوں کے رونے کی آوازیں بلند ہو جاتیں ایسے میں آپ کور کوغ کرنا پڑتا۔ (میر سیٹھانی)

(۱۲۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں اللہ ﷻ کی عادت تھی کہ جب بچھونے پر سونے کے لیے لیٹتے تو دو بات ملتے اور قل هو اللہ قل هو اللہ برب اطمین اور قل هو اللہ برب الناس پڑھ کر بات پر دم کر کے جہاں تک بات پہنچے تو مبدن مبارک پر لیٹے، سر اور منہ کی طرف سے شروع کرتے تھیں یا سات بار ویسا کر کے سو جاتے۔ اس کی وجہ سے نظریہ، جاو اور بہت سی بیماریوں سے اللہ تعالیٰ امن میں رکھتا ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۲۳) حدیث میں ہے کہ بہترین دعا الحمد للہ اور بہترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ (گلہ مستہ طریقت)

(۱۲۴) ارشاد نبویؐ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار کلمے بہت ہی پیارے ہیں ایک لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ، چار الحمد للہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۵) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی سی بات سنائیے جس سے ہمیں نفع ہو۔ آپ نے فرمایا اگر تم نیکوں کی بی زندگی، شبیدوں کی بی موت، حشر کے دن نجات، گمراہی کے دن سایہ اور گمراہی سے ہدایت چاہتے ہو تو ہمیشہ قرآن پڑھا کرو۔ یہ ضد کا کلام ہے اور شیطان سے محفوظ رہنے کا قاعدہ ہے اور میزان کا جھکا دینے والا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۶) مہینوں میں صرف رمضان کا نام قرآن میں لیا گیا۔ عورتوں میں صرف بی بی مریم کا نام قرآن میں آیا، صحابہ میں صرف حضرت زید بن حارثہ کا نام قرآن میں لیا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۷) بی عبدالمطلب کے منہ سے جب پوانا شروع کرتے تھے تو ان سب کو پہلے آیت قل الحمد لله ہدی (پارہ ۵ سورہ انف آیت ۱۱) سکھائی جاتی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۸) وہاں کے زمانے میں سورہ دخان اونچی آواز سے صبح کے وقت پڑھنے سے جہاں تک آواز جائے وہاں تک امن رہتا ہے۔ (محسن مصین شریف)

(۱۲۹) وہاں کا ایک عادت یہ بھی ہے کہ کسی نقارے یا تاشے پر سورہ جمعہ دائرے کی شکل میں لکھی جائے پھر ایک خصوصی بکرے کو ساتھ لے کر تاشہ بجاتے ہوئے شہر میں گشت کیا جائے مگر شرط یہ ہے کہ چوب نقش پر پڑے نہ کہ حروف پر۔ پھر شہر کے کنارے پر پہنچ کر ہنوز نیک کر کے اس کا گوشت خیرات کر دیا جائے یا دفن کیا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہاں سے امن ملے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۰) جس شخص پر جادہ ہو گیا ہو وہ دریا کے نیچے دھارے کے پانی سے گھڑا بھر کر لے لے اور اس پر سورہ فلق اور سورہ ناس گیارہ گیارہ بار پڑھ کر دم کرے پھر اس پانی سے نہائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ صحت ہوگی۔ مگر یہ پانی پہنچنے سے بلکہ کسی گڑھے میں گھرے ہو کر نہائے جس سے پانی وہاں جمع ہو جائے بعد میں مٹی برابر کر دے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۱) جو شخص صبح شام یہ الکرئی پڑھ کر باتوں پر دم کرے اور سارے جسم پر پھیرے

وہ بھی اس شاء اللہ تعالیٰ جاوے محفوظ رہے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۲) آیت شریفہ ایوم اکملت لکم دینکم یوم النور جمعہ کے دن نماز عصر سن دس بجری کو مقام عرفات میں نازل ہوئی۔ اس آیت کے نزول کے دن دنیا میں پانچ عیدیں جمع تھیں۔ دو عیدیں مسلمانوں کی حج اکبر اور جمعہ یہود کی عید عیسائیوں کا بڑا دن مجوس کی عید۔ تہی عیدیں نہ اس سے پہلے جمع ہوئی تھیں نہ اس کے بعد۔ (خازن وغیرہ)

(۱۳۳) حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضور انور ﷺ سے عرض کیا: فاتحہ کے لیے مین اسکی ہے جیسے کتاب کے لیے مبر یعنی جس طرح بنا مبر کے کتاب مکمل نہیں ہوتی اسی طرح مین کے بغیر سورہ فاتحہ مکمل نہیں ہوتی۔ حضرت وہب فرماتے ہیں کہ آمین میں چار حروف ہیں اور آمین کہنے والے کے لیے چار فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۴) قسم یا نورب کے نام کی کہانی جائے یا اس کی کسی مشہور صفت کی۔ ہندوستان میں قرآن کی قسم صحیح ہے کیونکہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۵) استغفار سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا بہت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) قرآن مجید کی جن آیتوں میں آیا کہ تمھارا کوئی بدکار نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمھاری بددچھوڑ دے تو تمھارا کوئی بدکار نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۷) دوسرے سے قرآن مجید پڑھو اگر سننا بھی عبادت ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید پڑھوا کر سنا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۸) جہدے کی آیت پر جہد واجب ہے، پڑھنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی۔ نماز میں ہو یا نماز سے باہر فوراً کرے یا دیر سے مگر بلا وجہ نہ نہیں کرنی چاہیے۔ کھڑے سے جہدے میں آئے اور کھڑا ہو جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۹) جہدہ تلاوت میں وضو اور رو بہ قبلہ ہونا بہت ضروری ہے مگر محین کرنا ضروری نہیں ہے کہ یہ تلاوت آیت کا جہد ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۰) بہتر یہ ہے کہ جہد کی آیت آہستہ آہستہ پڑھے تاکہ دوسروں پر جہدہ واجب نہ ہو

جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۱) اگر ایک آیت ایک جگہ بار بار تلاوت کرے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہے۔ لیکن اگر جگہ بدلتی رہے تو سجدے متعدد واجب ہوں گے یعنی ہر قرأت پر ایک سجدہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۲) آیت سجدہ اگر اتفاقاً بھی سن لے تب بھی سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۳) حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مغرب کی طرف توبہ کے لیے ایک دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی چالیس یا ستر سال کی راہ جتنی ہے۔ وہ ہمیشہ کھلا رہے گا کبھی بند نہ ہوگا یہاں تک کہ سورج مغرب سے اٹھے۔ (تخلیۃ الفلین)

(۱۳۴) سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سورہ نعام مکہ معظمہ میں ایک ہی رات میں نازل ہوئی۔ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تسبیح کرتے ہوئے آئے جن سے آسمانوں کے کنارے بھرتے حضور ﷺ سنان ربی العظیم کہتے ہوئے سجدے میں گرے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۵) قرآن مجید کی پانچ سورتوں کے شروع میں الحمد للہ ہے: سورہ فاتحہ، سورہ نعام، سورہ کہف، سورہ صافات اور سورہ طہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) جو شخص اپنی دعا میں پانچ بار بنا کہہ کر اللہ کو پکارے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۷) قرآن مجید میں قیامت کے کئی نام آئے ہیں: ساعت، قیامت، قارۃ، حالۃ، فلفظہ رافعۃ، تائمہ، سئمہ، زلزلہ، یوم الآخر، یوم موعود، یوم الآخر، یوم المیزان، یوم المیزان۔ (تفسیر سادوی)

(۱۳۸) سورہ الدلیل اللیل اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل فرمائی اور سورہ حجرات میں بھی ان کی بزرگی اور فضیلت کا ذکر فرمایا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۹) قرآن کریم کی آیت تطہیر، آیت مہلبہ، آیت مودت، آیت مذہر، صراطِ حسنیں کریمین کی شان میں نازل ہوئیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۰) قرآن کریم کا وہ حصہ جو کئی سو قوتوں پر مشتمل ہے پورے تیرہ سال تک رسوس اکرم ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ (سیارہٴ انجست قرآن نمبر)

(۱۵۱) کلمہ طیبہ میں صرف سات لفظ ہیں، تین ایک طرف اور تین دوسری طرف اور بیچ میں اسم ذات الہی اللہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۲) حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا میں نے جبرئیل امین کو یہ کہتے سنا ہے کہ دئے زمین پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے بہتر کوئی کلمہ ہے کریمیں اترے آسمان زمین، پہاڑ اور دریا درخت اور جنگل اسی کی برکت سے قائم ہیں۔ اس کا نام کلمۃ الاخلاص، کلمۃ الاسلام، کلمۃ التقرب، کلمۃ التقویٰ، کلمۃ النجات اور کلمۃ المعیاد ہے۔ اگر ایک پتے میں کلمہ رکھا جائے اور دوسرے میں تمام آسمان اور زمین تو اسی کا پلہ جھکا رہے گا۔ (زہد الاولیائین)

(۱۵۳) (فقہ ابو الیث کا قول ہے کہ نیچے کے سات کلموں کو یاد رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریف اور مغفرت کے قابل ہے۔ اس کے آٹھ اتر سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں گے معاف کر دیے جائیں گے اور اس کی موت زندگی سے بہتر ہوگی۔ وہ سات کلمے یہ ہیں:

(۱) ہر چیز کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔ (۲) ہر کام سے فارغ ہو کر الحمد للہ کہنا۔ (۳) لغو اور بے ہودہ باتوں کے بعد استغفر اللہ کہنا۔ (۴) آئندہ فعل پر ان شاء اللہ کہنا۔ (۵) کوئی مکروہ کام یا بات سامنے آنے پر لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا۔ (۶) مصیبت کے وقت لا اللہ الا یہ راجعون کہنا۔ (۷) ہونہات کلمہ شہادت زبان پر جاری رکھنا۔ (تفسیر منشی)

(۱۵۴) اللہ تعالیٰ کے بہت سے ناموں کے شروع میں میم آتی ہے جیسے منان، مالک، ملک، مقتدر، مومن، ممکن وغیرہ۔ جو اسے احمم کہہ کر پکارے تو اس نے گویا تمام ناموں سے پکارا۔ اسی لیے اکثر دعاؤں کے شروع میں احمم کہا جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۵) ذکر کے وقت انسان کے دل میں تین خوف ہونے چاہئیں: ایک گزرے

ہوئے کا کہ نہ علوم میرا ماحنتیوں کی فہرست میں دکھایا ہے یا دوزخیوں کی دوسرے موجودہ کا کہ نہ علوم یہ کر مقبول ہے کہ نہیں تیسرے آئندہ کا کہ نہ علوم میرا تمہ ایمان پر ہو گا یا نہیں۔
(تفسیر نعیمی)

(۱۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ

تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے اور یا سین کو تلاوت فرمایا۔ فرشتوں نے سنا اور کہنے لگے مبارک ہیں وہ لوگ جن پر یہ نازل ہوں گی اور مبارک ہیں وہ لوگ جن کے سینے انھیں محفوظ کریں گے اور مبارک ہیں وہ زبانیں جو انھیں پڑھیں گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین

دعائیں یقیناً مقبول ہوتی ہیں: ایک ماں کی دعا۔ دوسری مسافر کی دعا اور تیسری مظلوم کی دعا۔
(تفسیر نعیمی)

(۱۵۸) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا عبادت ہے۔

(تفسیر نعیمی)

(۱۵۹) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعا عبادت کا

مغز ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۰) اگر کسی نیک بندے یا کسی بزرگ کے لیے بخشش کی دعا کی جائے تو اس کے

درجے بلند ہوتے ہیں اور سنگار پر سے سختی اور عذاب دور ہو جاتا ہے۔ (حدیث شریف)

(۱۶۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا مردے کی حاضرت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے۔ وہ

انتظار کرتا ہے کہ اس کے ماں باپ یا بھائی یا دوست کی طرف سے اس کو دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا

کا پہنچنا اس کو دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس سے محبوب تر ہوتا ہے اور بے شک اللہ عز و جل اہل

زمین کی دعا سے قبر والوں کو پیازوں کی طرح اجیر و رحمت عطا کرتا ہے اور یہ شک زندہ کا تحفہ مردوں کی طرف بھی ہے کہ ان کے لیے بخشش کی دعا مانگی جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کی نماز جنازہ پر ایسے چالیس مسلمان کھڑے ہو جائیں جنہوں نے شرک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت میت کے حق میں قبول فرماتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۳) حضرت مالک بن نجیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کی نماز جنازہ پر مسلمانوں کی تین بیسیں ہو جائیں اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت مرحومہ ہے وہ قبر میں تنہا ہوں گے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبر سے اٹھے گی تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ غفار کی وجہ سے اسے تنہا ہوں سے پاک صاف فرما دے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۵) رسول خدا ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا: تم پر تسبیح اور جلیل درتقدیس لازم ہے اور ان کو انگلیوں کے پوروں پر پڑھا کرو کیونکہ ان سے پوچھا جائے گا تو وہ جواب دیں گے ہلہ اس کو بھول نہ جانا کہ تم کو اللہ کی رحمت نہ بھلا دے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے ان بیماریوں میں سے ادنیٰ بیماری غم ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: بحان اللہ خلق کی نماز ہے الحمد للہ شکر کا کلمہ ہے اور لا الہ الا اللہ اخلاص کا کلمہ ہے اللہ اکبر آسمان و زمین کو بھیر دینے والا چیز ہے اور جب بندہ راحول والا قوۃ الا باللہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا بندہ اسد م لایا ہے اور تمام کام میرے سپرد کر دیے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۸) نبی کریم ﷺ قرآن مجید کی ہر سورت کا تین وحی سے امگ امگ نکھو کر اسے

مکتوف فرما دیتے تھے اور یہ سارے اجزاء ایک قہیلے میں یا ایک صندوق میں ڈال دیے جاتے تھے جو مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ رکھا جاتا تھا۔ اس ستون کا ذکر بخاری شریف کتاب السنن میں موجود ہے جس کے قریب حضور ﷺ ہمیشہ نماز کے لیے قیام فرماتے تھے اور اس کا نام اسطوانۃ مصحف یعنی مصحف الاستون اور بعد میں اسطوانۃ المہاجرین مشہور ہوا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۶۹) چھوٹے سائز کے قرآن شریف اور حمائیں چھاپنا منع ہے، پر اگر چھپ چکے ہوں تو انھیں جدا کر مسمیٰ۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۰) کلمہ طیبہ میں لفظ اللہ ہی داخل ہے جس کو پڑھ کر کافر مومن بناتا ہے۔ اگر کوئی اللہ اور جن بہرے یا اس کے دوسرے ناموں سے کلمہ پڑھ لے تو مومن نہ ہو گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۱) اسم اللہ شریف کی تفسیر میں مفسرین کرام کہتے ہیں کہ دن رات میں پڑھیں گھنٹے ہیں جن میں پانچ گھنٹے نمازوں نے گھیر لیے اور باقی انیس گھنٹوں کے لیے بسم اللہ کے نہیں حروف عطا فرمائے گئے جو بسم اللہ کا ورد کرتا رہے ان شاء اللہ اس کا ہر گھنٹہ عبادت میں گنا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۲) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص زہر دیا اور کہا: ”پس اس زہر کو پی میں اگر آپ صحیح سلامت رہیں تو ہم سمجھیں گے کہ اسلام سچا دین ہے۔“ حضرت خالد نے بسم اللہ کہہ کر وہ زہر پی لیا اور اللہ کے فضل سے کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ شخص یہ دیکھ کر ایمان لائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۳) حدیث شریف میں ہے اگر انسان جماع (ہم بستری) کے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو اس حمل میں شیطان شریک ہو جاتا ہے اور بچے میں شیطانی صفتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۴) قرآن مجید کی جن پانچ سورتوں کے شروع میں الحمد للہ ہے ان میں سورہ فاتحہ

کی حد بہت ہی جاڑ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۵) رسول اکرم ﷺ نے اپنے زمانہ رسالت میں قرآن عظیم کی ہر آیت اور ہر سورت تحریر کر دی تھی۔ قرآن مجید کی تمام سورتوں کی ترتیب خود نبی کریم ﷺ نے فرمائی تھی سو اے سورہ انفال کے۔ اس سورت کو سورہ اعراف کے بعد سورہ توبہ سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے رکھا۔ نیز سورہ توبہ سے پہلے بسم اللہ نہیں لکھی۔ یہ بھی آپ کا اجتہاد تھا۔ بعض صحابہ خصوصاً حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عثمان غنی سے دو سوال کیے ایک یہ کہ سورہ اعراف اور سورہ توبہ کی آیتیں ایک سو سے زیادہ ہیں اور سورہ انفال کی آیت ایک سو سے کم، پھر آپ نے یہ چھوٹی سورت بڑی سورتوں کے بیچ میں کیوں رکھ دی؟ دوسرا سوال یہ کہ ہر سورت کے ازل میں آپ نے بسم اللہ لکھی ہے سورہ توبہ کے شروع میں کیوں نہ لکھی؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کی بہت سی وجوہ بیان کیں ان میں سے ایک وجہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مجھے اس میں اشتباہ پیدا ہو گیا تھا کہ سورہ انفال اور سورہ توبہ ایک ہی سورت ہے یا دو۔ نیز سورہ انفال کے مضامین سورہ توبہ کے مضامین سے ملتے جلتے ہیں اس لیے حضور اکرم ﷺ نے اس کی ترتیب نہیں فرمائی۔ اس وجہ سے میں نے انفال اور توبہ کو ملا دیا اور ایک ہونے اور دو ہونے کا لحاظ کرتے ہوئے نام الگ الگ رکھے مگر بیچ میں بسم اللہ نہ لکھی۔ (بخاری شریف، تفسیر روت العالی اور جلال الدین سیوطی)

(۷۶) مسلم شریف میں ہے کہ جو قوم اللہ کا ذکر کرے اسے فرشتے پڑوس سے ڈھاپ لیتے ہیں اور رحمت انھیں گھیر لیتی ہے اور انھیں سکون قلب نصیب ہوتا ہے اور اللہ فرشتوں میں اس کا ذکر فرماتا ہے۔

(۷۷) اللہ کے ذکر کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں: ایک ذکر باطن یعنی زبان سے تسبیح و تحمید و تلاوت کرنا۔ دو ذکر باہر یعنی ظاہری اور باطنی اعضا کو مجھے کام میں مشغول رکھنا اور برے کام سے روکنا۔ تین ذکر باطنان یعنی دل ہی دل میں ذکر۔ (تفسیر روت البیان)

(۷۸) کچھ علمائے کرام نے اللہ کے ذکر کی دو قسمیں بیان کی ہیں: ایک بڑا واسطہ اللہ کا

ذکر۔ دوسرا جو وسط اللہ کا ذکر بلا واسطہ اللہ کی ذات اور صفات کو یاد کرنا اور ذکر ہوا وسط اس کے پیاروں کا ذکر ہے۔ لہذا اور دوشریف اولیائے کرام کے قصے سب اللہ کا ذکر ہی تو ہیں بلکہ رب سے ڈرنے کے لیے اس کے دشمنوں کا ذکر بھی اللہ ہی کا ذکر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۹) قرآن مجید تین دن سے تم میں تم نہیں کرنا چاہیے۔ تین دن میں قرآن شریف کے تم ذکر نے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دن سورہ فاتحہ سے سورہ یونس تک دوسرے دن سورہ یونس سے سورہ لقمان تک اور تیسرے دن سورہ لقمان سے آخر تک تلاوت کریں۔ (سراج العارف فی الوصایا المعارف)

(۱۸۰) پکار چار طرح کی ہے: گنہگار کی پکار اور (نیکیوں) کی پکار (دل فگار) (خوئے دل) کی پکار اور بے فکر کی پکار۔ دل فگار کی پکار اور بے فکر کی پکار بہت سی تاثیر والی ہے۔ یہ پکار عرش عظیم کو ہر دیتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۱) حمائے کرام کے نزدیک دعا کے قبول ہونے کے لیے شرط ہے کل حلال (حلال روٹی) اور صدق مقال (سچے بول)۔ صوفیاء کے نزدیک بے ہوشم گریاں (روتی ہوئی تکلم) اور قلب بریاں (جلتا ہوا دل)۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۲) صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ دعا آسمان کے دروازے کی کنجی ہے۔ اور حلال غذا اس کنجی کے دانستے۔ (روح البیان)

(۱۸۳) کچھ وقتوں میں دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ ایک جمعہ کے دن دونوں خطبوں کے درمیان۔ دو خطبہ اور نماز کے درمیان۔ تین جمعہ کے دن سورج ڈوبنے کے وقت۔ چار بارش کے وقت۔ پانچ مرغ کے اذان دیتے وقت۔ چھ ہجرات کے آخری حصے میں۔ سات رمضان میں انظار اور سحری کے وقت۔ آٹھ قرآن پاک کے تم ہوتے وقت۔ نو اذان کے بعد۔ دس غرضیں مذکور کے بعد۔ گیارہ شب قدر میں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۴) کچھ جگہوں پر دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ بیت اللہ شریف پر بھی نظر پڑنے کے وقت طواف میں ملتزم کے پاس بیت اللہ میں زمزم کے کنویں کے پاس زمزم پیتے

وقت 'صنا و مردود پر' سعی میں مقام ابراہیم کے پیچھے عمرات 'مزدلنہ اور منی میں' تینوں حمرات کے پاس 'نبیوں کے مزارات کے پاس' اللہ کے دیوں کی قبروں کے پاس۔ (روئے البیان)

(۱۸۵) کچھ لوگوں کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے: روزہ دار کی نظار کے وقت 'عادس بادشاہ کی مظلوم انسان کی ماں باپ کی مسافر کی بیمار کی گھر پہنچنے سے پہلے حاجی کی' مسلمان کے لیے اس کے پیچھے دعا۔ (مشکوٰۃ پشریف)

(۱۸۶) تعب اجہار کا قول ہے میرے نزدیک اللہ کے خوف سے رونا اپنے وزن کے برابر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۷) حضرت مہدی علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ سب سے بڑا زہد دنیا سے الگ رہنا اور سب سے افضل تقرب ہماری حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرنا اور سب سے بہتر عبادت ہمارے خوف سے رونا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۸) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: جب خوف الہی سے آدمی کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت کے خشک پتے۔ (حیات اقلوب)

(۱۸۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر کسی کی دعا قبول ہوتی ہے شرط یہ ہے کہ وہ جلدی نہ کرے اور یوں نہ کہے کہ میں نے دعا مانگی تھی وہ قبول نہیں ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۰) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: دنیا اور اس میں جو کچھ ہے لعنت کی گئی چیز ہے مگر وہ جس کا تعلق اللہ کے کرے جہد مت کے قابل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۱) مفسرین کرام کا کہنا ہے کہ قرآن کریم جب لوح محفوظی میں تھا تو اس میں اللہ لا و معانی 'حکام' مضامین 'عرفان' ایمان سب کچھ تھا مگر سوز و گداز نہیں تھا۔ یہ صفت قرآن میں جب پیدا ہوئی جب کہ حضور ﷺ پر نازل ہوا اور حضور ﷺ نے اسے پڑھ یا۔ آپ کی زبان مبارک سے جمل کر سوز و گداز و عشق سب کچھ اس میں آ گیا۔ (تفسیر نعیمی) نظمیں کہتا ہے:

یوں تو قرآن ہے اللہ تعالیٰ کا کلام
اس سے آتی ہے کسی مشک و بن کی خوشبو

(۱۹۲) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیتیں چھ طرح کی ہیں: ایک کچھ آیتیں ہیں جن کا ظہور قرآن نازل ہونے سے پہلے ہو چکا۔ دو کچھ وہ آیتیں ہیں جن کا ظہور حضور ﷺ کے زمانے میں ہو چکا۔ تین کچھ وہ آیتیں ہیں جن کا ظہور حضور ﷺ کے بعد یعنی صحیہ پر مبنی ہے۔ چار کچھ وہ آیتیں ہیں جن کا ظہور قیامت کے قریب ہوگا۔ پانچ کچھ وہ آیتیں ہیں جن کا ظہور قیامت میں ہوگا۔ چھ کچھ وہ آیتیں ہیں جن کا ظہور قیامت کے بعد ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۳) قرآن پاک میں ۲۲ آیتیں ایسی ہیں جو تیارہ قانونی معاملات مثلاً میراث، شادی بیاہ، جہیز، طلاق، تحائف، وصیت، خرید و فروخت، ہر پرستی، اگالت اور ارتکاب جرم سے تعلق رکھتی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۴) مکہ مکرمہ میں ہندو جگہ دعا بہت مقبول ہوتی ہے: ملتزم یعنی سنگ اسود اور کعبہ کے دروازے کے درمیان 'میزابِ رحمت' یعنی کعبہ کے پرمارے کے نیچے رکن یمانی کے پاس 'صفا اور مروہ کے بیچ' سنگ اسود اور مقام ابراہیم کے پاس 'خانہ کعبہ کے اندر' منیٰ اور مزدلفہ میں 'عرفات میں' تینوں جہرات کے پاس 'زمزم کے کنوئیں پر اور زمزم پیٹے وقت۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن پڑھا کرو اس لیے کہ یہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرنے آئے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۶) حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس شخص کو قرآن کریم کی تلاوت کرنے یا ذکر کرنے یا غور و فکر کرنے اور تفسیر و ترجمہ وغیرہ کرنے کی مشغولیت نے میرا ذکر کرنے اور مجھ سے دعائیں مانگنے سے روک دیا (یعنی ذکر کرنے اور دعا مانگنے کی فرصت نہ ملی) تو میں اس شخص کو اس سے بڑھ کر دیتا ہوں جو میں دعائیں (اور حاجتیں) مانگنے والوں کو

دیتا ہوں) یعنی اس کی ساری جائیں اور سرادیں پوری کر دیتا ہوں۔ (بخاری شریف)

(۱۹۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے کلام کو اور تمام کلاموں پر ایسی ہی فضیلت

(در برتری) حاصل ہے جیسی خود اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام حقوق پر (تفسیر نعمی)

(۱۹۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قرآن سیکھو (اور اس کا علم حاصل کرو) اور اسے

پڑھو پڑھاؤ اس سے کہ قرآن کی مثال اس شخص کے حق میں جس نے قرآن سیکھا (اور اس کا

علم حاصل کیا) پھر اس کو پڑھا پڑھایا بھی اور اس پر عمل بھی کیا (خاص کر تجدید کی نماز میں پڑھا)

اسی ہے جیسے مشک سے بھری ہوئی ایک (منہ کھلی) تھیلی جس کی مہک ہر جگہ پہنچتی ہو اور اس

فحش کے حق میں جو قرآن کو سیکھتا تو ہے اور اس کا علم بھی حاصل کرتا ہے مگر (رت کو نافس

پڑا) سوتا رہتا ہے (نتیجہ میں قرآن پڑھتا ہے اور نہ اس پر عمل کرتا ہے) حالانکہ اس کے

(دل کے) اندر قرآن موجود (و محفوظ) ہے ایسی ہے جیسے ایک مشک سے بھری ہوئی تھیلی

جس کا نہ کس کر ہا نہ دھ دیا گیا ہو۔

(نزیہہ الجالس معنفہ، مہ عبد الرحمن صفوی شافعی)

(۱۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ہے مشک اللہ تعالیٰ کے نانوے نام ہیں۔ جو کوئی انھیں یاد کرے اور پڑھے اور اس پر عمل

کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (بخاری مسلم)

(۲۰۰) روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ بھی

حضرت جبریل علیہ السلام حاضر آئے اور دعائے منجہ العرش سرکار ﷺ کو تعلیم فرمائی اور اس دعا

کے بہت سے اضافے بیان کیے۔ انھوں نے فرمایا کہ اس دعائے مبارکہ کے پڑھنے والے کو

اللہ تعالیٰ تین چیزیں عنایت فرمائے گا: ایک اس کی روزی میں برکت دے گا۔ دوسرا اس کو

غیب سے روزی عطا فرمائے گا۔ تین اس کے دشمن عاجز اور ذلیل رہیں گے۔ (نزیہہ

الجالس)

(۲۰۱) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ لیے سفر میں ہے اس کا حال برا ہے سر سے

پاؤں تک خاک سے اٹا ہوا ہے دونوں بات آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے اے رب! اے رب! مگر اس کی خوراک حرام ہے اس کا پینا حرام ہے اس کا لباس حرام کا ہے حرم کی غذا پر ہٹا بڑھ رہا ہے۔ بھلا ایسے شخص کی دعا کیسے سنی جائے گی۔ (مسلم شریف)

(۲۰۲) روایت ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں اگر کم ہو جائیں گی تو حضور ارم علیہ السلام کے ایک پورے کے برابر ایک پرچہ نکال کر میزان کے پڑے پر رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے گا۔ وہ مومن کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کون ہیں؟ آپ فرمائیں گے: میں تیرا نبی ہوں اور یہ وہ درود ہے جو تو نے مجھ پر (دنیا میں) پڑھا تھا۔ میں نے تیری حاجت کے وقت اس کا اجر ادا کر دیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۳) روایت ہے کہ ایک شخص حضور ارم علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو اور عرض کی کہ دنیا میری طرف سے پیڑ پھیر کر چلی گئی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: فرشتوں کی تسبیح پڑھا کرو یعنی صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے سبحان اللہ و بحمد سبحان اللہ عظیم سو بار پڑھا کرو۔ یہ سن کر وہ شخص چپ آیا اور کچھ روز بعد آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا عطا کیا ہے کہ میرے گھر میں جلک نہ رہی۔ (مواعظ لدنیہ)

(۲۰۴) ہزرگوں نے فرمایا ہے کہ جب کوئی کام شروع کرے تو کہو: بسم اللہ۔ چھینکے تو کہو الحمد للہ۔ اللہ کے نام پر دو تو کہو فی سبیل اللہ۔ کچھ کرنے کا ارادہ ہو تو کہو ان شاء اللہ۔ کوئی اچھی خبر سنو تو کہو سی ن اللہ۔ کسی کو تکلیف میں دیکھو تو کہو یا اللہ۔ کسی کی تعریف کرنا ہو تو کہو ان شاء اللہ۔ سو کر اٹھو تو کہو لا۔ اے اللہ۔ شکر یہ ادا کرنا ہو تو کہو جزاک اللہ۔ کسی کو رخصت کر تو کہو فی امان اللہ۔ جب خوش گواہی ہو تو کہو لبک اللہ۔ جب ناگوارئی ہو تو کہو غور باللہ۔ غلط کام دیکھو تو کہو استغفر اللہ۔ جب بد درکار ہو تو کہو یا رسول اللہ۔ موت کی خبر سنو تو کہو ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

(۲۰۵) رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: دعا کے سوا کوئی چیز قص (تقصیر کے فیصلے) کو رد نہیں کر سکتی اور نیکی (اچھے کام) کے سوا کوئی چیز عمر کو بڑھا نہیں سکتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۶) رسول اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: قضا و قدر سے بچنے کی کوئی تدبیر فائدہ نہیں

دیتی۔ ہاں اللہ سے دعا مانگنا اس آفت اور مصیبت میں بھی نفع پہنچاتا ہے جو نازل ہو چکی اور اس مصیبت میں بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئی اور بے شک بلا نازل ہونے کو ہوتی ہو کہ اتنے میں دعا اس سے جالیتی ہے۔ قیامت تک ان دونوں میں کشمکش رہے گی اور نہ ان دعا کی بدولت اس بلا سے بچ سکے گا۔ (نزہۃ المجالس)

(۲۰۷) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس شخص سے عاراض ہو جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۸) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا سختیوں اور مصیبت کے وقت قبول فرمائے اسے چاہیے کہ وہ فراخی اور خوش حالی میں بھی کثرت سے دعا مانگا کرے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۹) رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے دین کا ستون ہے اور آسمان و زمین کا نور ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۰) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ "خبری بات جس پر میں دسوں اللہ ﷻ سے جدا ہوا وہ یہ ہے کہ میں نے آپ سے پوچھا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ عمل یہ ہے کہ تمہیں اس حال میں موت آئے کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے بھگی ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱) ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک آدمی کی گود میں درہم بھرے ہوں اور وہ ان کو برابر تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا آدمی برابرہ میں اللہ کا ذکر کر رہا ہو تو اللہ کا ذکر کرنے والے اس درہم تقسیم کرنے والے سے افضل اور اعلیٰ ہو گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم بیشت کے ہاتھوں میں گزر کر تو سیر ہو کر چلنا کرو جتنی اللہ کے ذکر کی نعمت خوب اچھی طرح حاصل کر لیا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بیشت کے کیا کیا میں؟ آپ نے فرمایا: ذکر کے حلقے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے دل کی وہ کونٹھریاں ہوتی ہیں ایک میں

فرشتہ رہتا ہے اور دوسری میں شیطان۔ جب وہ شخص اللہ کے ذکر میں مصروف ہو جاتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان اپنی چونچ اس کے دل میں رکھ دیتا ہے یعنی اس کے دل پر چھا جاتا ہے اور طرہ طرہ کے وسوسے لگا دیتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۴) حدیث شریف میں آیا ہے جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر سورج نکلنے تک وہیں بیٹھا ہوا اللہ کا ذکر کرتا رہا پھر دوسری نعتیں اشراق کی پڑھیں پھر مسجد سے آیا تو اس کو ایک حج اور ایک عمرے کی مانند اجر ملے گا۔ پھر حج اور عمرے کا۔ اسے سرکارِ معلیٰ نے تین بار دوہرایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۵) ایک حدیث میں آیا ہے ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو اس کا نام لے کر آواز دیتا ہے کہ اے فداں پہاڑ کیا تیرے پاس سے کوئی ایسا آدمی گزر رہا جس نے گزرے وقت اللہ کا ذکر کیا ہو۔ تو جب وہ جواب میں کہتا ہے ہاں۔ تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور اسے مہرِ شہاد دیتا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

(۲۱۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جنت والے کسی چیز پر افسوس نہ کریں گے سوائے اس گھڑی کے جو ان پر نازل ہوئی اور اس میں انھوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا۔ (کاش اس گھڑی میں بھی ہم اللہ کا ذکر کرتے اور اس کا بھی ثواب پاتے) (بخاری شریف)

(۲۱۷) ایک حدیث میں آیا ہے کہ تم اتنا کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ سمجھ لیں۔ (نزہۃ المجالس)

(۲۱۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سیدھ صحت کی نگلیوں پر پہنچ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (شمائل ترمذی)

(۲۱۹) حق تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں ہزار تو فرشتے جانتے ہیں اور ہزار اللہ کے نبی اور تین سو تورات میں ہیں اور تین سو انجیل میں اور تین سو زبور میں اور ننانوے قرآن میں اور ایک اللہ کے علم میں چھپا ہوا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کو ان تین ناموں کے ساتھ یاد کیا جو بسم اللہ

میں ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ کو ان تین بڑا ناموں کے ساتھ یاد کیا۔ (تفسیر بحر ۶۶ ج ۱)

(۲۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بسم اللہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور بسم اللہ اور اللہ کے نام کے سچ اتنی نزدیکی ہے جتنی آنکھ کی - قیدی اور سیاہی کے سچ ہے۔ (زرکافی)

(۲۲۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا کہ قیامت کے دن ایک گروہ کو بہشت میں جانے کا حکم ہوگا۔ وہ لوگ بہشت کی راہ بھول جائیں گے اور حیرت کے عالم میں کھڑے رہ جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کون گروہ ہوگا؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے کہ میرا نام ان کی مجلس میں آیا ہوتا اور یہ لوگ میرے اوپر درود بھیجتے۔ (صلوۃ ناصری)

(۲۲۲) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی جمعرات کے دن ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو بار آیہ الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص سو بار پڑھے اور مجھ پر سو بار درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اسے درجہ شعبان اور رمضان کے روزوں کا ثواب دے گا اور حج بیت اللہ کا ثواب عطا فرمائے گا اور اس کے نامہ اعمال میں ہر مومن کی ایک ایک نیکی لکھے گا۔ (صلوۃ ناصری)

(۲۲۳) آیہ الکرسی اذلی سے آخر تک کافروں اور بد مذہبوں کا رد ہے۔ خالق کا انکار کرنے والے دہریوں کا رد ہے ہوا لا اله الا هو میں شرکوں کا رد، اَلْحَيُّ الْقَيُّوم میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرنے والوں کا رد، ہُوَ اَلْغَافِرُ الشَّامِت میں مجوس کا رد ہے جو دو خدا مانتے ہیں ایک یزدان اچھائی کا خالق دوسرا اہرمز برائی کا خالق اس میں معتزلوں کی بھی پوری تردید ہوگئی جو ہر بندے کو اپنے برے اعمال کا خالق مانتے ہیں۔ مَنْ اَللّٰہِ میں جنوں کی شفاعت مانتے والوں کا رد ہے، اَلَا بِاِذْنِہِ میں معتزلہ اور عام دیوبندیوں اور ہانیوں کا رد

ہے جو شفاعت کا انکار کرتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۳) بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے

کہ حضور انور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمیں آیہ الکرسی عرش کے نیچے عنایت فرمائی گئی۔ (در منثور)

(۲۲۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت ہے کہ آیہ الکرسی چہارم

قرآن ہے۔ (مسند احمد)

(۲۲۶) جس گھر میں آیہ الکرسی پڑھی جائے اس گھر سے شیطان ایک ماہ تک اور

۷۰۰ چالیس دن تک دور رہتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

(۲۲۷) جو کوئی سوتے وقت بستر پر لیٹ کر آیہ الکرسی پڑھ لے تو اس کا اور اس کے

پڑوسی کا گھر چوری، ڈکیتی اور آگ لگنے غرض ساری ناگہانی مصیبتوں سے صبح تک محفوظ رہے

گا۔ (تفسیر کبیر)

(۲۲۸) حضرت نعمان بن شیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ

نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب نکالی تھی

اس سے دو آیتیں نازل فرمائیں جن پر سورہ بقرہ کو ختم فرمایا۔ جس گھر میں تین رتیں ان

آیتوں کو پڑھا جائے تو شیطان اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔ (ترمذی، بخاری، داری

وغیرہ)

(۲۲۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ

نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح کے وقت سورہ فہم سجدہ **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ** اور آیہ الکرسی پڑھے گا

اس کی شام تک اس کے ذریعے حفاظت کی جائے گی اور جو ان دونوں کو شام کے وقت پڑھے

گا اس کی ان کے ذریعے صبح تک حفاظت کی جائے گی۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

(۲۳۰) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد

ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی آپ اپنی امت کو فرمادیں کہ وہ الاحول والاقوۃ ابا اللہ دس

بار صبح کے وقت پڑھا کریں اور دس بار شام کو اور دس بار سونے کے وقت پڑھا کریں تو نیند

کے وقت ان سے دنیا کی منہ پشیمانی جانی گئی۔ شام کے وقت شیطان کے قریب سے دور کیے جائیں گے اور صبح کے وقت میرا سخت غصہ ختم ہو گا۔ (دلیلی)

(۲۳۱) بستان النقاہ میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص روزِ ندوس ہار اٹھو اللہ پڑھ لیا کرے تو حق تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اسے شیطان سے بچاتا ہے۔ (بستان النقاہ)

(۲۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص روزِ اندوس بار لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد ہو علی کل شیء لدیہ پڑھتا ہے اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اس کے نامہ عمل میں سونکیوں لکھی جاتی ہیں اور اس کے دس گنا دیتے ہیں اور یہ کلمہ اس کے لیے اس دن شام تک شیطان سے پناہ دیتا ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی وغیرہ)

(۲۳۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان کا سرمہ بھی ہے چٹنی بھی اور سوار بھی۔ چٹنی تو جھوٹ بولتا ہے اور سوار غصہ کرتا ہے اور سرمہ خیند کرتا ہے۔ (تہذیب المہمان)

(۲۳۴) قرآن کریم سے انسانوں کو دو فائدے حاصل ہوئے: ہدایت کرنے والے ہاتھوں سے نجات اور درجوں میں ترقی۔ ہدایت کرنے والی کل سات چیزیں ہیں: کفر، شرک، جہالت، گناہ، برے اخلاق، حجابِ صفات اور حجابِ نفس۔ درجوں کی ترقی کے آٹھ سبب ہیں: اللہ کی معرفت، توحید، علم، اطاعت، اچھے اخلاق، جذبِ حقانی، امانیت سے بچنا اور ہمت سے بقاء۔ (تفسیر نمبر)

(۲۳۵) سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں یعنی آمن الرسول سے آخر تک حضور ﷺ کو معراج میں بلا واسطہ عطا ہوئیں اور حضور ﷺ نے لامکاں میں پہنچ کر یہی دعا کہیں مانگی۔ (درمشور مشکوٰۃ)

(۲۳۶) حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور

ﷺ نے فرمایا: رب نے جن آیتوں پر سورہ بقرہ ختم فرمائی وہ عرش کا خزانہ ہیں انھیں خود بھی سیکھو اور اپنے بیوی بچوں کو بھی سکھاؤ۔ یہ صلوٰۃ ہیں قرآن ہیں یہ دعائیں ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۷) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: بڑا بے وقوف ہے وہ شخص

جو سوتے وقت سورہ بقرہ کی آخری آیتیں نہ پڑھے۔ (داری)

(۲۳۸) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے ایک بار شیطان کو

قید کر لیا۔ وہ بولا: اگر آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کو بڑا عمدہ عمل بتاؤں۔ میں نے کہا: بتا۔ وہ بولا: اگر کوئی ان سات رات کو سوتے وقت سورہ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھ لیا کرے تو ہر میں سے کوئی اس گھر میں رات بھر نہیں جاسکتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۹) بزرگوں کا کہنا ہے کہ اگر میاں بیوی میں مانتا تعالیٰ ہو تو میاں بیوی کو یہ بھی

میاں کو سورہ آل عمران کی چودھویں آیت **ذُنُّنَ لِلنَّاسِ مِمَّا حَسَنَ الْغَائِبِ** تک سات بار سات لٹچوں پر دم کر کے اول و آخر میں تین بار درود شریف پڑھ کر کھائے۔ انشاء اللہ ان میں محبت پیدا ہو جائے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۰) ہر مومن کو چاہیے کہ تباہیوں میں جا کر ایک آدھ بار کلمہ پڑھ دے تاکہ وہاں

کے پیر پودے اور پتھر اس کے ایمان کے گواہ ہو جائیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ اے اللہ

اللہ اور مستغفر کو زیادہ سے زیادہ پڑھا کرو۔ شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو سنا ہے کہ ہلاک کیا در انھوں نے مجھے اے اللہ اور استغفار سے ہلاک کیا۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ تو کچھ نہ ہوا تو میں نے ان کو نفسانی خواہشات سے ہلاک کیا اور وہ اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتے رہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۲) امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا وہ

فرماتے ہیں کہ ہمیں روایت پہنچی کہ شیطان کہتا ہے کہ میں نے امت محمدیہ کے سامنے گناہوں کو زیب و زینت کے ساتھ پیش کیا مگر ان کے استغفار نے میری کمر توڑ دی تو میں نے ان کے

پاس سے گناہ پیش کیے انھیں وہ گناہ ہی نہیں سمجھتے کہ ان سے استغفار کریں اور وہ ان کی نفسانی خواہشات ہیں کہ وہ انھیں دین سمجھ کر کرتے ہیں۔ (مکاشفۃ اقلوب)

(۲۴۳) دعائے جلیلہ اللہ تعالیٰ کے ناموں پر مشتمل ایک مشہور و معروف دعا ہے۔ بزرگوں کا کہنا ہے کہ جس شخص نے صبح کی نماز کے بعد ان ناموں کو پڑھا اس نے حضرت آدم علیہ السلام کے برابر سوچ ادا کیے اور جس شخص نے اسے ظہر کی نماز کے بعد پڑھا اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے برابر تین سوچ ادا کیے اور جس شخص نے اسے عصر کی نماز کے بعد پڑھا اس نے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے برابر پانچ سوچ ادا کیے اور جس شخص نے اس دعا کو مغرب کی نماز کے بعد پڑھا اس نے حضرت یونس علیہ السلام کے برابر سات سوچ ادا کیے اور جس شخص نے اسے عشاء کی نماز کے بعد پڑھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے برابر ہزار سوچ ادا کیے اور جس نے تہجد کی نماز کے بعد اسے پڑھا اس نے نبی کریم ﷺ کے برابر کھج سوچ ادا کیے اور ہزار قرآن تم کیے اور ہزار غلام آزاد کیے اور ہزار بھوکے پیاسوں کا پیٹ بھرا۔ (تحفۃ اکبری)

(۲۴۴) حضرت شیخ سہری قلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے شیخ جربانی کے پاس سے ہوئے ستودیکھے تو پوچھا کیا آپ ستو کے علاوہ اور کچھ نہیں کھاتے؟ انھوں نے جواب دیا: میں نے کھانا چبانے اور ستو پینے میں ستر تسمیوں کا اندازہ لگایا ہے۔ چالیس سال ہوئے میں نے روٹی کھائی ہی نہیں تاکہ ان تسمیوں کا وقت ضائع نہ ہو۔ (مکاشفۃ اقلوب)

(۲۴۵) حضرت ابو محمد الاسود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیس برس کہنے کے بعد اور رب مگر کسی نے انھیں کھاتے پیتے نہیں دیکھا اور نہ ہی وہ ایک پلہ اللہ کے ذکر سے غافل ہوئے۔ (مکاشفۃ اقلوب)

(۲۴۶) حضرت ابراہیم بن حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں میرے والد محترم کو جب فہم نہ تھی تو وہ دریا کے اندر تشریف لے جاتے اور اللہ کی تسبیح کرنے لگتے جسے سن کر مچھلیاں جمع ہوجاتیں اور وہ بھی تسبیح کرنے لگتیں۔ (مکاشفۃ اقلوب)

(۲۴۷) اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات نبی کریم ﷺ سے فرمایا: اے احمد! آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ پرہیزگار بننا پسند ہے تو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت کیجیے۔ حضور ﷺ نے عرش کی: اے اعلیٰین! دنیا سے بے رغبتی کیسے ہو؟ فرمان الہی ہوا: دنیا کے ماں سے ضرورت بھر کی کھانے پینے کی چیزیں لیجیے اور بس اکل کے لیے ذخیرہ مت کیجیے اور ہمیشہ میرا ذکر کرتے رہیے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: ہمیشہ ذکر کرنے کی عادت کس طرح حاصل ہو؟ جواب ملا: لوگوں سے الگ رہیے نماز کو اور بھوک کو اپنی غذا بنائیے۔ (مکاشفۃ اقلوب)

(۲۴۸) حدیث شریف میں آیا ہے کہ لا حول کنجی ہر بھلائی کی ہے اور دو اہم مرض اور غم اور الم کی۔ (بخاری)

(۲۴۹) سبحانک و بھمک علیٰ علمک اور چار کہتے ہیں: سبحانک و بھمک علیٰ علمک بعد قدر تک (فاسی)

(۲۵۰) رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرم میں سے مجھ پر بہت درود بھیجے گا تو وہ بہشت میں بہت بیویوں والا ہوگا۔ اس حدیث میں بیویوں سے مراد حوریں ہیں۔ عورتیں بہشت میں سولہ برس کی ہوں گی اور مرد ۳۴ برس کے۔ حور کے معنی گوری خوب صورت حسین و جمیل عورت کے ہیں۔ اگر کوئی جنتی حور اپنی چھٹکیا اندھیری رات میں دنیا کے اندر دکھ دے تو دنیا روشن اور جلی ہو جائے اور تاریکی بالکل دور ہو جائے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۲۵۱) کچھ صحابہ کرام سے روایت ہے کہ جس جگہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا ذکر کیا جاتا ہے یا ان پر درود پڑھا جاتا ہے تو اس جگہ سے ایک ایسی خوشبو اڑتی ہے کہ ساتوں آسمانوں کو پھر ذکر عرش الہی تک پہنچ جاتی ہے اور اس درود کی خوشبو اللہ تعالیٰ کی جو حقوق زمین پر ہے ان تک پہنچتی ہے مگر جن اور انسان اس خوشبو کو نہیں پاتے کیونکہ اگر وہ اس کی خوشبو پا میں تو اسی کی لذت میں رہ جائیں اور سارا کاروبار چھوڑ دیں اور جس فرشتے اور حقوق کو یہ خوشبو پہنچتی ہے تو وہ اس مجلس کے بوگوں کے لیے بے شمار استغفار کرتے ہیں اور ان کے لیے ان گنت نیکیاں لکھی

جاتی ہیں اور سب کے درجے بلند کیے جاتے ہیں۔ (نزہۃ المجالس)

(۲۵۲) ایک بزرگ اپنے مریدوں کو چلا کراتے۔ فراغت کے بعد اس کے سامنے اللہ کے تافوے نام پڑھتے پھر پوچھتے کہ اس نام پر تیرے دل کی کیفیت بدی۔ وہ جو نام بتاتا فرماتے: اسی نام کو دل میں پکارا اس کا فیض تجھے ملے گا۔ (تفسیر کبیر)

(۲۵۳) حضور ﷺ عربی ہیں تو قرآن بھی عربی۔ جب حضور ﷺ مکی تھے تو قرآنی آیتیں مکی تھیں۔ جب حضور ﷺ مدنی ہوئے تو قرآنی آیتیں بھی مدنی ہو گئیں۔ جتنا پڑھا حضور ﷺ نے نماز میں رکوع کر لیا اس حصہ کا نام رکوع ہو گیا۔ جس جگہ حضور ﷺ نے رک کر سانس لے لیا وہ جگہ آیت بن گئی۔ جس جگہ سانس توڑے ٹھہرے وہ جگہ آیت کہائی۔ قرآن مجید حضور ﷺ کا تیندو رب (تفسیر نعیمی)

(۲۵۴) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جو کوئی فرض نماز کے پیچھے یہ الکری پڑھا یا کرے تو اس میں اور جنت میں صرف موت کی آرز ہوگی کہ مرتے ہی جنت میں داخل ہو جائے اور اسے ہمیشہ پڑھتے رہنے والا صدیقوں اور عابدوں کے درجے میں لٹا جائے گا۔ (تفسیر کبیر)

(۲۵۵) جو کوئی جگہ نماز کے بعد آیہ الکری پڑھا وہ جگہ لا یؤدہ حفظہما تک پہنچے تو اپنی پانچوں انگلیوں کے پورے آنکھوں پر رکھ کر تیار ہوا یہ لفظ پڑھے پھر ایک بار دو اہل عظیم پڑھا کر اپنے چہروں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیرے تو ان شاء اللہ خاتمہ بالخیر نصیب ہو گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۶) سورہ آل عمران کا ۱۴ تورات شریف میں طہ ہے۔ (روایۃ المعانی)

(۲۵۷) سورہ آل عمران کا نام سورہ مائتہ سورہ کثر سورہ مجادلہ اور سورہ استغفار بھی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۸) حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قرآن پاک سات چیزوں کو لے کر اترتا: ممانعت، حکم، حلال، حرام، محکم،

قتلہ اور مثالیں۔ لہذا تم حلال کو حلال جانو، حرام کو حرام سمجھو، احکام پر عمل کرو اور قتلہا بہت پر ایمان لاؤ اور کہہ دو کہ رب نے جو کچھ بھیجا ہے اس پر ہمارا ایمان ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۹) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کی رات نور کا ایک شہر دیکھا جو دنیا سے ہزار گنے بڑا اور عرش الہی کے نیچے نور کی زنجیروں میں لٹکا ہوا ہے۔ اس کے لاکھ دروازے ہیں ہر دروازے میں ایک باغ ہے جس میں رحمت کا فرش بچھا ہوا ہے۔ ہر باغ میں نور کے ستر کمرے ہر کمرے میں نور کی ایک کوٹھری، ہر کوٹھری پر نور کا ایک بالا خانہ ہے ہر بالا خانہ کے چار سو دروازے ہر دروازے کا ایک کواڑ سونے کا ایک چاندی کا ہر دروازے کے سامنے نور کا ایک تخت ہر تخت پر نور کا فرش ہر فرش پر ایک حور بیتی ہے۔ اگر دنیا میں وہ اپنی ایک چھٹکی دکھا دے تو اس کی روشنی سے چاند سورج ماند ہو جائیں۔ میں نے کہا: الہی یہ کسی نبی کے لیے ہے یا صدیق کے لیے؟ جواب: یا یہ ان کے لیے ہے جو رات کی گھڑیوں اور دن کے گھنٹوں میں ذکر الہی کیا کرتے ہیں اور میں نے ان کے لیے کچھ اور زیادہ رکھ چھوڑا ہے کیونکہ میرا ہات نہایت کشادہ ہے۔ (تعبیہ الغافلین)

(۲۶۰) سارا کا قول ہے کہ سات چیزیں قبر میں روشنی کا سبب بنتی ہیں: (۱) عبادت میں اخلاص۔ (۲) ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ۔ (۳) رشتہ داروں کے ساتھ چھا سوک۔ (۴) زہدگی کوٹنا ہوں سے بچانا۔ (۵) نفسانی خواہشات سے بچنا۔ (۶) اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کرتے رہنا۔ (۷) ذکر الہی کی کثرت۔ (تعبیہ الغافلین)

(۲۶۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے نور کا ایک دریا پیدا کیا پھر وہ دریا کا ایک فرشتہ بنایا اس کا ایک پر مشرق میں دوسرا مغرب میں اس پر عرش کے اوپر اور پاؤں ساتویں زمین کے نیچے ہیں۔ وہ شعبان میں جو شخص درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو دریا میں غوطہ کھائے گا حکم دیتا ہے۔ فرشتہ غوطہ کھانے کے بعد اپنے پر جھانڈتا ہے اس سے جتنے قطرے نکلتے ہیں اللہ

توئی ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو درود پڑھنے والے کے لیے قیامت تک استغفر رب رہتا ہے۔ (زبد الاولیٰ عظیم)

(۲۶۲) درود شریف میں صلوٰۃ و سلام دونوں عرض کرنے چاہئیں کہ قرآن پاک میں دونوں کا حکم دیا گیا ہے۔ صرف صلوٰۃ یا سلام بھیجنے کی عادت ڈال لینا منع ہے۔ اسی لیے درود ابراہیمی صرف نماز کے لیے ہے کیونکہ اس میں سلام نہیں۔ سلام شہد یعنی اتحیات میں ہو چکا۔ نماز کے علاوہ درود ابراہیمی تمنا نہیں کیونکہ یہ سلام سے نکلی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۳) جس میں چار باتیں ہوں اس کا گھر جنت میں ہے: ایک یہ کہ ہر کام میں رب سے التجا کرے (دوسرے یہ کہ مصیبت میں امانہ پڑھنے قیصرے یہ کہ لغت پر الحمد للہ پڑھئے جو تجھے یہ کہنا چاہا استغفر اللہ پڑھے۔) (بیہقی)

(۲۶۴) حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ جو اٹھ کھڑے ہوتے جوتے کا تسمہ نوٹ جانے اور بات میں پچانس لگ جانے پر بھی امانہ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بھی مصیبت ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ حضور یہ تو معمولی باتیں ہیں۔ فرمایا: کبھی معمولی بات بھی بڑی ہو جاتی ہے۔ (تفسیر عزیزی اور منشور وغیرہ)

(۲۶۵) طبرانی اور بیہقی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امانہ ہماری ہی امت کو ملے۔ اس سے پہلے دیہیوں کو بھی عطا نہ ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث روایت کی کہ یحییٰ کی سترے کچھ اوپر ٹانگیں ہیں ان میں سب سے اعلیٰ لا الہ الا اللہ کا پڑھنا اور اونی تکلیف پہنچانے کی چیز کو راستے سے ہٹا دینا ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۲۶۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر یہ کلمات پڑھ کر بھونکا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام انھی کلمات سے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے لیے پادشاہی کرتے تھے: أَخُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الثَّمَنَةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَ هَامَّةٍ وَ مِنْ

کُلِّ عَنِّي لَمَّْا یعنی اے اللہ! میں ہر شیطان اور ہر لیے جاندار اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (بخاری شریف)

(۲۶۸) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رب تبارک و تعالیٰ آدھی رات کے بعد آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پھر ارشاد فرماتا ہے: ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اسے دوں اور ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں قبول کروں اور ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اسے بخش دوں۔ (سبع سنن شریف)

(۲۶۹) تفسیر روح البیان میں اعوذ باللہ کی تفسیر میں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو اس لگا کر اعوذ باللہ پڑھے تو رب تعالیٰ اس کے اور شیطان کے بیچ تین سو پردوں کی آڑ کر دیتا ہے۔

(۲۷۰) محدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ معراج میں تشریف لے گئے اور صفتوں کی سیر فرمائی تو وہاں چار نہریں دیکھیں۔ ایک پانی کی دوسری دودھ کی تیسری شراب کی اور چوتھی شہد کی۔ جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہ نہریں کہاں سے آرہی ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ مجھے اس کی خبر نہیں۔ دوسرے فرشتے نے عرض کیا: ان چاروں کا چشمہ میں دکھاتا ہوں۔ پھر وہ ایک جگہ لے گیا وہاں ایک درخت تھا جس کے نیچے ایک عمارت بنی ہوئی تھی اور دروازے پر تالہ پڑا ہوا تھا اور اس کے نیچے سے چاروں نہریں نکل رہی تھیں۔ ارشاد فرمایا: دروازہ کھولو۔ عرض کیا: اس کی چابی میرے پاس نہیں ہے بلکہ آپ کے پاس ہے۔ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضور ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر تالے کو ہات لگایا۔ دروازہ کھل گیا۔ اندر جا کر دیکھا کہ عمارت میں چار ستون ہیں اور ہر ستون پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہے اور بسم اللہ کی میم سے پانی جاری ہے۔ اللہ کی بائیں دودھ جاری ہے، رحمن کی میم سے شراب اور رحیم کی میم سے شہد۔ اندر سے آواز آئی: اے میرے محبوب! آپ کی امت میں سے جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے وہ ان چاروں کا مستحق ہوگا۔ (تفسیر روح البیان)

(۲۷۱) فرعون نے خدائی کا دعویٰ کرنے سے پہلے ایک مکان بنوایا تھا اور اس کے

ہجری دروازے پر بسم اللہ لکھی تھی۔ جب اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور موسیٰ علیہ السلام کی بات نہ مانی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے حق میں بددعا فرمائی۔ وحی آئی: اے موسیٰ! یہ ہے تو اسی قاتل کہ اسے ہلاک کر دیا جائے لیکن اس کے دروازے پر بسم اللہ لکھی ہے جس کی وجہ سے یہ عذاب سے بچا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے فرعون پر گھر میں عذاب نہ آیا بلکہ وہاں سے نکال کر دروازے پر ڈبیا گیا۔ (تفسیر کبیر)

(۲۷۲) تفسیر عزیزی میں ہے کہ جس شخص کو کوئی سخت مصیبت پیش آئے تو وہ بسم اللہ بارہ ہزار بار اس طرح پڑھے کہ ایک ہزار بسم اللہ پڑھ کر دو رکعت نفل پڑھے پھر ہر ہزار پر دو نفل پڑھتا جائے اس کے بعد دعا مانگے۔ ان ثمانیۃ اس کی دعا قبول ہوگی۔

دس باب: ہجرت مغزوات اور جہاد اسلامی

(۱) سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں شروع ہوا اور پہلی مرتبہ یوم النہیس (جمعرات) میں جمادی الاولیٰ اکہتر ہجری بارہ جولائی چھ سو اڑتیس عیسوی کو مملکت اسلام میں اس کا نفاذ ہوا۔ (نہیاء القرآن۔ جلد ۱)

(۲) ہجرت کے پانچویں سال ماہ ربیع میں مہاجرین کا پہلا قافلہ چنے پیارے وطن کو چھوڑ کر حبشہ جیسے دور افتادہ ملک کی طرف روانہ ہوا۔ یہ قافلہ بارہ مردوں اور چار خواتین پر مشتمل تھا۔ اس قافلہ کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ کی زوجہ محترمہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں۔ سرکارِ عالم ﷺ نے اسی جوڑے کے بارے میں ارشاد فرمایا: ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے بعد یہ پہلا گھرانہ ہے جس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہے۔ حضرت رقیہ کی خدمت گزار کی لیے حضرت ام ایمن بھی ساتھ گئیں۔ (نہیاء النبی، جلد دوم)

(۳) حبشہ ہجرت کرنے والے قافلے کے دوسرے مہاجرین کے نام یہ ہیں: حضرت ابوسلمہ اور اس کی زوجہ حضرت ام سلمہ، حضرت ابو حذیفہ اور اس کی زوجہ محترمہ حضرت عامر بن ابی رہیعہ اور ان کی زوجہ محترمہ لیلیٰ عدویہ۔ ان کے علاوہ حضرت عبدالرحمن بن عوف،

زبیر بن عوف، مصعب بن عمیر، عثمان بن مظعون، عقیل بن بیضاء، ابو ہریرہ بن ابی رحمہ، صائب بن عمرو، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔ (السیر والنبوینہ فی دھان جلد اول)

(۳) حبشہ کے لیے یہ مہاجرین جس بندرگاہ سے کشتی پر سوار ہوئے اس کا نام شعبہ تھ جو جدہ سے تھوڑے فاصلہ پر جنوب کی طرف واقع تھی۔ اہل مکہ حبشہ وغیرہ کے لیے بحری سفر پر ہمیں سے روانہ ہوتے تھے۔ جدہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں بندرگاہ بنایا گیا اور شعبہ کے بجائے جہاز اور کشتیاں جدہ سے روانہ ہونے لگیں۔ (معجم البلدان جلد سوم)

(۵) حبشہ کی دوسری ہجرت میں مہاجرین کی تعداد تراسی تھی جن میں ٹھارہ خواتین بھی شامل تھیں۔ اس قافلہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک تھے۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۶) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ہجرت کی رات سے زیادہ گہری نیند میں کبھی نہیں سویا یقین تھا کہ اگر آج موت آئی تو میری موت کو بھی موت آجائے گی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ نے مجھ سے یہ بلایا ہے۔ (تفسیر نصی)

(۷) ہجرت کی رات جب کافروں نے حضور ﷺ کے دولت خانے کو گھیر لیا تو نبی کریم ﷺ اپنے بستر پاک پر مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو لٹا کر خود روانہ ہوئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام ان کے سر ہانے اور حضرت میکائیل علیہ السلام پانچویں کھڑے ہو کر رہے تھے اے بو طالب کے بیٹے! مبارک ہو آج رب تم پر فخر کرتا ہے کہ تم نے اپنی جان کو اس کے محبوب کی خاطر داؤ پر لگا دیا۔ (تفسیر کبیر)

(۸) جس جنگ یا جنگی مہم میں نبی کریم ﷺ نے شرکت فرمائی اسے صلوات میں غزوہ کہتے ہیں۔ فتح مکہ سمیت غزوات کی کل تعداد اٹھائیس بنتی ہے ان میں پہلا غزوہ ابوہریرہ سن دو ہجری میں پیش آیا جبکہ آخری غزوہ جو کہ رجب سن نو ہجری کا تھا۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۹) وہ جنگی مہم جس میں نبی کریم ﷺ نے شرکت نہ کی اور وہ کسی صحابی کی قیادت میں

سر ہوئی سے سر یہ کہا جاتا ہے۔ سرایا کی نقل تعداد کعب بن اشرف اور سلام بن ابی حقیق کے قتل سمیت یحییٰ بن ان میں سے پہلا سر یہ حمزہ (سیف البحر) تھا جو رمضان من ایک ہجری میں پیش آیا جبکہ آخری سر یہ علی بن ابی طالب (یمین) تھا جو رمضان من دس ہجری میں سر ہوا۔ (طہر سیرت نبوی)

(۰) رسول اللہ ﷺ کے غزوات کی تفصیل:

نمبر شمار غزوہ تاریخ اہم جو بات

(۱) ودان (ابو ای) صفر دو ہجری رسول اللہ ﷺ کا پہلا غزوہ جس میں آپ بنفس نفیس شریک ہوئے۔ مقصد قریش کا تجارتی قافلہ روکنا تھا۔

(۲) بواطہ رضوی (ربیع الاول دو ہجری قریش کے قافلے کو روکنا۔

(۳) عقیقہ جہادی (آخر دو ہجری قریش کے قافلے کو روکنا۔

(۴) بدر اولیٰ (سفر ان) جہادی (آخر دو ہجری کرز بن جابر غمری کا پیچھا کرنا کیونکہ اس نے مدینہ منورہ کے جانور لوٹ لیے تھے۔

(۵) بدر اکبری رمضان دو ہجری قریش کے قافلے کو روکنا۔

(۶) بنو قینقاع شوال دو ہجری یہودی کی بہ عہدی اور حسد۔

(۷) بنو نضلیم شوال دو ہجری رسول اللہ ﷺ بنو سلیم اور غطفان کا زور توڑنے کے لیے آخر کار مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔

(۸) بنو قینقاع ذوالحجہ دو ہجری ابو سفیان نے بدر کا انتقام لینے کے لیے مدینہ پر چڑھائی کی تھی۔ اسے بھگانے کے لیے یہ کارروائی ہوئی۔

(۹) ذوالحجہ اول تین ہجری بنو ثعلبہ اور محارب کا زور توڑنا تاکہ وہ مدینہ پر حملہ کرنے کے قابل نہ رہیں۔

(۱۰) رجب مان جہادی (اول تین ہجری بنو سلیم کا زور توڑنا۔

(۱۱) اُردشال تین ہجری قریش کے مدینہ منورہ پر حملے کا جواب اور دفاع۔

(۱۲) ہجرۃ الاولیاء مدینہ منورہ پر اپنا تک حمدہ کا توڑ۔

(۱۳) بنو نضیر ربیع الاول چار ہجری بنو نضیر نے رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ

بنایا تھا اس لیے انھیں جلا وطن کر دیا گیا۔

(۱۴) ات ابرقاع محرم چار ہجری انمار اور اعلیٰ کی جتھابندی کا سد باب۔

(۱۵) بدر الاخرہ شعبان چار ہجری ابوسفیان کی دعوت کا جواب۔

(۱۶) ذمۃ الہجۃ ربیع الاول پانچ ہجری کچھ لوگ اکٹھے ہو کر یثرب اور مدینہ

منورہ پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔

(۱۷) ہجری سب شعبان پانچ ہجری بنو مصطلق (غزوہ کی شاخ) کو تتر بتر کرنا۔

(۱۸) خندق (احزاب) شوال پانچ ہجری قریش کی سرکردگی میں آنے والے لشکروں

کا سد باب۔

(۱۹) بنو قریظہ ذوالقعدہ پانچ ہجری بنو قریظہ کی بد عہدی اور غزوہ خندق میں عین

محاصرے کے وقت دشمنوں کی مدد۔

(۲۰) بنو لہیان ربیع الاول چھ ہجری ربیع میں صحابہ کو قتل کرنے والے بنو لہیان کی

سرکوبی۔

(۲۱) ذی قعدہ (غلبہ) ربیع الاول چھ ہجری حنیہ بن حنظلہ کی سرکوبی جس نے

مدینہ منورہ کے چاروں گٹھ لیے تھے۔

(۲۲) حذیفہ بن یشاک ذوالقعدہ چھ ہجری بیت اللہ کا عمرہ مکر قریش نے روک دیا۔

(۲۳) غیبیہ محرم سات ہجری مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے یہودی سرورہ بندی اور منصوبہ

سلائی۔

(۲۴) موتہ جمادی الاول آٹھ ہجری نبی ﷺ اس میں شریک نہیں ہوئے مگر آپ

نے تمام تفصیل بیان فرمائی گویا آپ شریک ہوں۔

(۲۵) فتح مکہ رمضان آٹھ ہجری قریش کی طرف سے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی۔

(۲۶) جن میں طائف شوال آٹھ ہجری شریفینہ کی گرد و خند کی کا جواب۔

(۲۷) تبوک (عسره) رجب نو ہجری مدینہ منورہ پر حملے کی تیاری کرنے والے رو میوں کی روک تھام۔

نوٹ: رسول اللہ ﷺ نے کوئی جنگ خود شروع نہیں کی۔ آپ کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی تھی کہ وہ بھرا انسان خون نہ بہایا جائے لیکن جب سر پر آن پڑتی تھی تو آپ اس کے لیے تیار رہتے تھے کیونکہ آپ ﷺ ہی الرحمۃ کے ساتھ ساتھ مٹی الملمہ (جنگ کے لیے تیار رہنے والے نبی) بھی تھے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۰) بعض مورخین کا خیال ہے کہ سب سے پہلا جہندہ جو سرکار ﷺ نے کسی مسلمان کما نڈر کو دیا وہ حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یا تھا۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۲) غزوہ احزاب کا دوسرا نام غزوہ خندق ہے۔ اس غزوہ کی سب سے اہم انفرادی خصوصیت یہ ہے کہ دشمنان اسلام کے بارہا نہ حملوں کی یہ آخری لڑائی تھی اس کے بعد وہ کبھی مرکز اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہ کر سکے بلکہ ہمیشہ دفاعی جنگیں لڑنے پر مجبور ہو گئے۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۳) صحیح روایت کے مطابق غزوہ خندق پانچ ہجری کے ماہ شوال میں وقوع پذیر ہوا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۴) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اسلام میں کوئی فتح حدیبیہ سے بڑی نہیں لیکن لوگوں کی عقلیں اس راز کو سمجھنے سے قاصر تھیں جو محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے رب کے درمیان تھا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر کعبہ بن عمر کو دیکھا کہ جب حضور ﷺ قربانی کے با نوروں کو قربان کر رہے تھے وہ اس جا نوروں کو پکڑ پکڑ کے حضور ﷺ کے قریب لے آتا تھا اور جب حجام نے سرہر مالہ ﷺ کا حلق کیا تو میں

نے دیکھا وہی تہیل ان موبائے مبارک کو چین رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ انہیں اپنی آنکھوں سے نگار رہا ہے۔ اس وقت مجھے تہیل کا وہ انکار یاد آگیا جو حدیبیہ کے دن اس نے کیا تھا۔ بسم اللہ شریف لکھنے سے بھی اس نے انکار کیا اور محمد رسول اللہ لکھنے سے بھی انکار کیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بات پر حمد و ثنا کی جس نے تہیل کو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ (امتاع السامع، مصنف علامہ مقرر یزدی جلد ۱)

(۱۶) غزوہ تبوک نبی مکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا آخری غزوہ ہے جو ماہ رجب سن ۹ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ اس میں مجاہدین اسلام کا مقابلہ سلطنت روم سے تھا۔ (فتاویٰ ابنی جلد چہارم)

(۱۷) سفر تبوک میں ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنے امتیوں کو ایک نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اگر کسی علاقہ میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑے تو تم اس علاقہ میں رہتے ہو تو وہاں سے نکل کر باہر نہ جاؤ اور اگر تم اس علاقہ سے باہر ہو تو اس طاعون زدہ علاقہ میں مت داخل ہو۔ (سبل اللہ کی جلد ۵)

(۱۸) حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سر پہ (قاللہ مجاہدین) میں روانہ ہونے کا حکم دیا۔ وہ دن جمعہ کا تھا۔ ان کے ساتھی روانہ ہوئے لیکن عبداللہ نے سوچا کہ میں ٹھہر کر حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کروں پھر قافلے کے ساتھ جاؤں گا۔ جب وہ حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر چکے تو حضور ﷺ نے انہیں دیکھ کر پوچھا: تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں روانہ نہیں ہوئے؟ عرض کیا: میں نے سوچا کہ حضور کے ساتھ نماز ادا کر کے پھر ان سے جاؤں گا۔ فرمایا: ساری کائنات زمین بھی تم خرقہ کرڈالو تو ان کی اس روانگی کی فضیلت کو نہ پاسکو گے۔ (ترمذی)

(۱۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: احد کے دن حضرت عبداللہ بن جحش نے مجھ سے کہا آؤ دعا کر لیں۔ دونوں ایک طرف ہوئے۔ پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ کل جب میری ملاقات کسی دشمن سے ہو تو وہ بہادر اور سخت غصے

اور ہو میں اسے تیری خاطر قتل کر کے اس کا سامان لے لوں۔ حضرت عبداللہ نے آمین کہا۔ پھر حضرت عبداللہ نے دعا کی: اے اللہ کلی میری ملاقات بہادر اور سخت غصہ والے جون سے ہو اور تیری خاطر میں اس سے لڑوں وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھے قتل کر کے میری ناک کاں کاٹ دے میں جب تیرے حضور پیش ہوں تو تُو مجھ سے پوچھے اے عبد اللہ تیری ناک اور کان کیوں کاٹے گئے؟ میں کہوں: اے اللہ تیرے اور تیرے رسول کی خاطر۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو سنے سچ کہا۔ (اطلس القرآن)

(۲۰) غزوہ واحد کے شہداء کی جب تدفین ہوئی تو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ماموں سیدنا شہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو ایک ہی قبر میں دفنایا گیا۔ حضرت عبداللہ بن جحش کی والدہ حضور ﷺ کی چو بھی امینہ تھیں۔ (اطلس القرآن)

(۲۱) ہجرت کی خبر پاتے ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلخہ سو درہم میں دو اونٹنیں خریدیں اور ان کی پرورش کرتے رہے۔ ایک کا نام قصویٰ تھا جس پر حضور نور ﷺ نے ہجرت میں سواری کی اور جو آخر تک نبی کریم ﷺ کی سواری میں رہی اور حضرت صدیق کبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں اس کی وفات ہوئی۔ حضور ﷺ کی دوسری اونٹنی علیہا تھی یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئی۔ قیامت کے دن حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہو کر محبت میں پہنچیں گی۔ (تفسیر روئے البیان)

(۲۲) ہجرت کے پہلے سال رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں مسجد قبا کی تعمیر فرمائی۔ اس مقصد کے لیے حضور ﷺ نے حضرت کلثوم بن بدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک زمین کو پسند فرمایا جہاں عمرو بن عوف خانہ ان کی کھجوریں سکھائی جاتی تھیں۔ اسی سال مسجد نبوی کی تعمیر بھی ہوئی۔ اسی سال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ سے رخصت ہو کر مدینہ منورہ آئیں۔ اسی سال اذان قائم ہوئی۔ اسی سال جب حضور ﷺ مدینہ شریف آئے تو ظہر عصر اور عشاء میں چار رکعتیں فرض ہوئیں جواب تک دو رکعتیں تھیں۔ (ذرقانی مدارج النبوة)

(۲۳) ہجرت کے دوسرے سال روزہ اور زکوٰۃ کے فرض ہونے کے احکام مارے ہوئے۔ اسی سال حضور ﷺ نے عید الفطر کی نماز جماعت کے ساتھ عید گاہ میں ادا فرمائی۔ اسی سال صدق فطر ادا کرنے کا حکم بھی جاری ہوا۔ اسی سال دس ذی الحجہ کو حضور ﷺ نے بقر عید کی نماز ادا فرمائی اور نماز کے بعد دو میندھوں کی قربانی فرمائی۔ یہی غزوہ بدر کا بھی سال ہے۔ (مواہب لدنیہ وغیرہ)

(۲۴) ہجرت کے تیسرے سال جب احد ہوئی جس میں حضور ﷺ کے پیارے چچا حضرت سیدنا حمزہ شہید ہوئے۔ اسی سال پندرہ رمضان کو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔ اسی سال حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بی بی حفصہ سے نکاح فرمایا۔ اسی سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم سے ہوا۔ اسی سال میراث کے احکام مارل ہوئے۔ اب تک شرک عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح جائز تھا مگر سن تین ہجری میں شرک عورتوں کا مسلمانوں کے ساتھ نکاح ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا۔ (سیرت المصطفیٰ زما، عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۲۵) ہجرت کے چوتھے سال حضور ﷺ کی زوجہ انور حضرت بی بی زینب بنت خزیمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی۔ اسی سال حضور ﷺ نے حضرت ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اسی سال چار شعبان کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ہوئی۔ (مدارج النبوۃ)

(۲۶) حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صرف پانچ ہی صحیحین یہی خوش نصیب ہوئی ہیں جن کی قبر میں حضور ﷺ خود اترے: (۱) حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ (۲) حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک بیٹے۔ (۳) حضرت عبد اللہ مہزنی جن کا لقب ذوالجناحین ہے۔ (۴) حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ امہرومان۔ (۵) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کفریم کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد۔ (مدارج النبوۃ)

(۲۷) ہجرت کے پانچویں سال غزوہ ذات الرقاع غزوہ دومہ الجندل واقعہ لکھ (حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائے جانے کا واقعہ) جنگ خندق اور غزوہ بنی قریظہ پیش آئے۔ اسی سال حضور ﷺ نے حضرت بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اسی سال مسلمان عورتوں پر پردہ فرض کیا گیا۔ اسی سال کی پرزہ کی تہمت لگانے کی مزا کے احکام نازل ہوئے۔ اسی سال تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اسی سال نماز خوف کا حکم نازل ہوا۔ (زرقاتی وغیرہ)

(۲۸) ہجرت کا چھٹا سال بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ کی وجہ سے مشہور ہے۔ اسی سال حضور ﷺ نے روم کے بادشاہ قیصر فارس کے بادشاہ سر کی حبشہ کے بادشاہ نباشی مصر کے بادشاہ عزیز مصر اور عرب و عجم کے دوسرے حکمرانوں کے نام اسلام کی دعوت کے خط روانہ فرمائے۔ (زرقاتی)

(۲۹) ہجرت کا ساتواں سال غزوہ خیبر کی وجہ سے مشہور ہے۔ اسی سال حضور ﷺ نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اسی سال یہودیوں کی سازش سے حضور ﷺ کو کھانے میں زہر دیا گیا۔ اسی سال حضور ﷺ نے عمرہ قضا فرمایا۔ اسی عمرہ کے سفر میں حضور ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ (بخاری شریف)

(۳۰) ہجرت کا آٹھواں سال جنگ مؤتہ فتح مکہ جنگ خیبر کی وجہ سے مشہور ہے۔ اسی سال رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اسی سال حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے افاغ پائی۔ اسی سال مسجد نبوی میں منبر شریف رکھا گیا۔ (دارج المنہج)

(۳۱) ہجرت کا نوواں سال غزوہ تبوک کی وجہ سے مشہور ہے۔ اسی سال اسلامی حکومت کے سائے میں رہنے والے غیر مسلموں کے لیے جزیہ کا حکم نازل ہوا۔ اسی سال سود کی حرمت نازل ہوئی۔ اسی سال ساعدہ سے زیادہ وفود حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ (تفسیر جلالین)

(۳۲) ہجرت کے دسویں سال کا سب سے شان دار اور اہم واقعہ حجۃ بودی ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا آخری حج تھا اور ہجرت کے بعد بھی آپ کا پہلا حج تھا۔ وہی کے سفر میں غدیر خم نامی مقام پر تاریخی خطبہ دیا جس میں مسلمانوں کو قرآن مجید اور اہل بیت کو مصبوطی سے تھامے رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری شریف)

(۳۳) ہجرت کے گیارہویں سال حضور انور ﷺ دنیا کی ظاہری آنکھوں سے روپوش ہو کر اپنے رب سے جا ملے۔ (بخاری شریف)

(۳۴) عصماء بنت مروان ایک شاعرہ تھیں جو ہوامیہ بن زید خاندان سے تھیں۔ وہ اپنی شاعری سے اسلام میں سب لگاتی اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتی تھیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اس سے قتل کی اجازت دے رکھی تھی۔ عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے سچے جاں نثار تھے۔ انھوں نے دریدہ دہن عصماء کو ٹھکانے لگانے کی ٹھان لی۔ رمضان من دو ہجری میں حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصماء بنت مروان کے پاس رات کے وقت پہنچے جب وہ ایک بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ حضرت عمیر نے بچے کو ہٹایا اور تلو راس کے سینے میں گھونپ کر کمر سے نکال دی۔ (طبقات ابن سعد)

(۳۵) طبقات ابن سعد کے مطابق سرایا کی تفصیل:

نمبر شمار شمار کا تاریخ جگہ مسلمان شرمین

(۱) حمزہ بن عبدالمطلب رمضان ایک ہجری ساحل بحر احمر میں مہاجر میں آ دی

(۲) عبیدہ بن حارث بن مطلب شوال ایک ہجری بطن دانی ساغھہ ماجرہ دوسوی

(۳) سعد بن ابی وقاص ذوالقعدہ ایک ہجری غدیر خم کے قریب خراہیں مہاجر جتالہ

قریش

(۴) عبدالقدیس بن جحش اسدی ربیع دوم ہجری داؤی نخل ہارہ مہاجر جتالہ قریش

(۵) عمیر بن عدی رمضان دو ہجری مدینہ منورہ اکیلیہ عمیر عصماء بنت مروان

(۶) سالم بن عمیر عمری شوال دو ہجری اکیلیہ سالم ابو علفک یہودی

(۷) محمد بن مسلمہ اور ابو ہریرہؓ کے ربيع الاول تین ہجری مدینہ کے مصافات پانچ مسلمان

کعب بن اشرف

(۸) زید بن حارثہ جمادی الاخر تین ہجری فردوس مسجد مبارکہ مرقاۃ مفہومان

(۹) ابو سلمہ مخزومی محرم تین ہجری قطیف ڈیرہ سوا دی ہوا سند

(۱۰) عبد اللہ بن اُمیہ محرم تین ہجری غزنہ صرف عبد اللہ بن اُمیہ بن ابی مد ہذلی

(۱۱) نذر بن عمرو سامعی صفر تین ہجری بیر معونہ ستر انصار بنو سلیم

(۱۲) حمزہ بن ابی حمزہ غنوی صفر تین ہجری ربيع دس آدمی قارہ اور غنفل

(۱۳) محمد بن مسلمہ محرم تین ہجری قرعہ تیس سوا دی بنو بکر

(۱۴) عکاش بن محسن اسدی ربيع الاول چھ ہجری قمر (ہوا سند) پچیس آدمی۔

(۱۵) محمد بن مسلمہ ربيع الاخر چھ ہجری سوا ثقبہ دس آدمی بنو ثقبہ

(۱۶) ابو ہبیدہ بن جہاش ربيع الاخر چھ ہجری دوا قصہ چالیس آدمی بن ع مہارب

(۱۷) زید بن حارثہ ربيع الاخر چھ ہجری جوم کئی صحابہ بنو سلیم

(۱۸) زید بن حارثہ جمادی الاولی چھ ہجری عیص ایک سو ستر سوا دی بنو سلیم

(۱۹) زید بن حارثہ جمادی الاخر چھ ہجری طر فہندہ آدمی بنو ثقبہ

(۲۰) زید بن حارثہ جمادی الاخر چھ ہجری حسنی پانچ سوا دی بنو جہام

(۲۱) زید بن حارثہ جب چھ ہجری وادی قری کئی صحابہ وادی قری کے یہود

(۲۲) عبد الرحمن بن عوف شعبان چھ ہجری ذومہ الحجہ لکھی صحابہ بنو کلب

(۲۳) علی بن ابی طالب شعبان چھ ہجری فدک سوا دی بنو سعد

(۲۴) زید بن حارثہ مصان چھ ہجری وادی قری کئی صحابہ بنو زہرہ

(۲۵) عبد اللہ بن حنبلہ رمضان چھ ہجری خیبر پانچ آدمی ابو رافع انصاری

(۲۶) عبد اللہ بن رواحہ شوال چھ ہجری خیبر تیس آدمی انس بن مالک بن زہرام

(۲۷) نذر بن جابر ثمری شہر اہل چھ ہجری عرب میں سوا دی عرب

(۲۸) عمرو بن امیہ شمری چھ ہجری مکہ دو آدمی ہونے لگے

(۲۹) عمر بن خطاب شعبان سات ہجری تہذیب تیس آدمی ہوا وزن

(۳۰) ابو بکر صدیق شعبان سات ہجری تہذیب تیس آدمی ہوا کتاب

(۳۱) اشیر بن سعد انصاری شعبان سات ہجری فدک تیس آدمی ہوا نوز

(۳۲) انساب بن عبد اللہ لیلیٰ رمضان سات ہجری بطن نخل ایک سو تیس آدمی ہوا نول

بنو عبد بن شعبہ

(۳۳) اشیر بن سعد انصاری شوال سات ہجری یمن و جبار تین سو آدمی ہوا غطفان

(۳۴) ابن ابی العوجاء سلمیٰ ذی الحجہ سات ہجری بنو سلیم پچاس آدمی ہوا سلیم

(۳۵) انساب بن عبد اللہ لیلیٰ صفر آٹھ ہجری کد پید و سو آدمی ہوا طوح

(۳۶) ابن عبد اللہ لیلیٰ صفر آٹھ ہجری فدک دو سو آدمی ہوا نوز

(۳۷) شجاع بن وہب اسدی ربیع الاول آٹھ ہجری سی چوبیس آدمی ہوا وزن

(۳۸) کعب بن مہر غفاری ربیع الاول آٹھ ہجری ذات الطلاع پندرہ آدمی شامی علاقہ

کے مشرک

(۳۹) زید بن حارثہ بصر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ جمادی الاولیٰ آٹھ ہجری

ہلقاء تین ہزار آدمی ایک لاکھ آدمی

(۴۰) عمرو بن عاص جمادی الاخرہ آٹھ ہجری ذات السلاسل تین سو آدمی اور تیس سو اقصاء

(۴۱) ابو عبیدہ بن جراحہ جب آٹھ ہجری قبلہ تین سو آدمی تہذیب

(۴۲) ابو قتادہ بن ربیع انصاری شعبان آٹھ ہجری خضر و پندرہ آدمی غطفان

(۴۳) ابو قتادہ بن ربیع انصاری رمضان آٹھ ہجری بطن اضم آٹھ ہجری تہذیب مکہ سے قبل

دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے

(۴۴) خالد بن ولید رمضان آٹھ ہجری بنو غلبہ تیس ہزار عربی بت گرائے کیلئے

(۴۵) عمرو بن عاص رمضان آٹھ ہجری سابع بت کی طرف کئی صحابہ بنو ہذیل

- (۴۶) سعد بن زید اعلیٰ رمضان آٹھ ہجری م شگل میں سوار منات بت گرانے کیے
- (۴۷) خالد بن ولید شوال آٹھ ہجری مکہ کے جنوب میں ساڑھے تین سو آدمی جو جذبہ
- (۴۸) طفیل بن عمرو دوسری شوال آٹھ ہجری ذوالکفین بت گرانے کیلئے
- (۴۹) ابی بنہ بن حصین زاری محرم نو ہجری بنو تمیم پچاس آدمی بنو تمیم
- (۵۰) قطب بن عامر بن حدیدہ صفر نو ہجری تباہی آدمی بنو ذکوان
- (۵۱) ضحاک کلہبی ربیع الاول نو ہجری زج لاوہ کنی صحابہ نوکلاب
- (۵۲) حاتم بن جرج رزمہ ربیع الاخر نو ہجری حدہ تین سو آدمی حبشی جماعت
- (۵۳) علی بن ابی طالب ربیع الاخر نو ہجری فلس کی طرف جو قبیلے کا بت تھا سو آدمی
- پچاس سو رنوٹے

- (۵۴) عکاشہ بن محسن سدی ربیع الاول نو ہجری حدہ اور سہ کنی صحابہ جناب
- (۵۵) خالد بن ولید ربیع الاول دس ہجری بنو عبدالمطلب
- (۵۶) علی بن ابی طالب رمضان دس ہجری یمن تین سو سوار ندج

Above matter in box

نوٹ: رسول اللہ ﷺ نے کوئی جنگ خود شروع نہیں کی۔ آپ کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی تھی کہ زور بھرا انسانی خون نہ بہایا جائے لیکن جب سر پراں پڑتی تھی تو آپ اس کے لیے تیار رہتے تھے کیونکہ آپ ﷺ ارحمہ کے ساتھ ساتھ مہی السلحہ (جنگ کے لیے تیار رہنے والے نبی) بھی تھے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱) بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ سب سے پہلا جہاد جو سرکار ﷺ نے کسی مسلمان کے نام پر کیا وہ حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا تھا۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۲) غزوہ احزاب کا دوسرا نام غزوہ خندق ہے۔ اس غزوہ کی سب سے اہم نگرانی

خصوصیت یہ ہے کہ دشمنان اسلام کے جارحانہ حملوں کی یہ آخری نڑی تھی اس کے بعد وہ کبھی مرتد اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہ کر سکے بلکہ ہمیشہ دفاعی جنگیں لڑنے پر انھیں اکتفا کرنا پڑا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۳) صحیح روایت کے مطابق غزوہ مخدق پانچ ہجری کے ماہ شوال میں وقوع پذیر

ہوا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۴) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اسلام میں کوئی فتح حدیبیہ

سے بڑی نہیں لیکن لوگوں کی عقلیں اسے از کو سمجھنے سے قاصر تھیں جو محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے رب کے درمیان تھا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر

ہیل بن عمرو کو دیکھا کہ جب حضور ﷺ قربانی کے جانور ذبح کر رہے تھے تو وہ ان جانوروں کو پکڑ پکڑ کے حضور ﷺ کے قریب لے آتا تھا اور جب حجام نے سرور عالم ﷺ کا حلق کیا تو میں نے دیکھا وہی ہیل ان موہائے مبارک کو چن رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ انھیں اپنی آنکھوں سے نگار رہا ہے۔ اس وقت مجھے ہیل کا وہ انکار یاد آ گیا جو حدیبیہ کے دن اس نے کیا تھا۔ بسم اللہ شریب لکھنے سے بھی اس نے انکار کیا اور محمد رسول اللہ لکھنے سے بھی انکار کیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بات پر حمد و ثنا کی جس نے ہیل کو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ (امتاع الایمان، مصنف علامہ مقرر یزی جلد ۱)

(۱۶) غزوہ تبوک نبی مکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا آخری غزوہ ہے جو ماہ ربیع سن ۹

ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ اس میں مجاہدین اسلام کا مقابلہ سلطنت روم سے تھا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۷) سفر تبوک میں ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنے امتیوں کو ایک نصیحت کرتے

ہوئے فرمایا: اگر کسی علاقہ میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑے اور تم اس علاقہ میں رہتے ہو تو وہاں سے نکل کر باہر نہ جاؤ اور اگر تم اس علاقہ سے باہر ہو تو اس طاعون زدہ علاقہ میں مت داخل

ہو۔ (سبل الہدی جلد ۵)

(۱۸) حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سز یہ (قائد مجاہدین) میں روانہ ہونے کا حکم دیا۔ وہ دن جمعہ کا تھا۔ ان کے ساتھی روانہ ہوئے لیکن عبداللہ نے سوچا کہ میں غمخیز حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر لوں پھر قافلے کے ساتھ جاؤں گا۔ جب وہ حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر چکے تو حضور ﷺ نے انھیں دیکھ کر پوچھا: تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں روانہ نہیں ہوئے؟ عرض کیا: میں نے سوچا کہ حضور کے ساتھ نماز دہرائے اور ان سے جاؤں گا۔ فرمایا: ساری کائنات زمین بھی تم خرقہ کرنا اوتوان کی اس روانگی کی فضیلت کو نہ پاسکو گے۔ (ترمذی)

(۱۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: احد کے دن حضرت عبداللہ بن جحش نے مجھ سے کہا آؤ دعا کر لیں۔ دونوں ایک طرف ہوئے۔ پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ کل جب میری ملاقات کسی دشمن سے ہو تو وہ بہادر اور سخت غصے والا ہو میں اسے تیری خاطر قتل کر کے اس کا سامان لے لوں۔ حضرت عبداللہ نے آمین کہا۔ پھر حضرت عبداللہ نے دعا کی: اے اللہ کل میری ملاقات بہادر اور سخت غصے والا جو ن سے ہو اور تیری خاطر میں اس سے لڑوں وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھے قتل کر کے میری ناک کان کاٹ دے میں جب تیرے حضور پیش ہوں تو تو مجھ سے پوچھے اے عبداللہ تیری ناک اور کان کیوں کاٹے گئے؟ میں کہوں: اے اللہ تیرے اور میرے رسول کی خاطر۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے سچ کہا۔ (اطلس القرآن)

(۲۰) غزوہ احد کے شہداء کی جب تدفین ہوئی تو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ماسوں سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ایک ہی قبر میں دفنایا گیا۔ حضرت عبداللہ بن جحش کی والدہ حضور ﷺ کی بیوی بھی انہیں تھیں۔ (اطلس القرآن)

(۲۱) ہجرت کی خبر پاتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ سو درہم میں دو اونٹنیاں خریدیں اور ان کی پرورش کرتے رہے۔ ایک کا نام قصویٰ تھا جس پر حضور نور

ﷺ نے ہجرت میں سواری کی اور جو آخر تک نبی کریم ﷺ کی سواری میں رہی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں اس کی وفات ہوئی۔ حضور ﷺ کی دوسری اڑنی عضبہ تھی یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئی۔ قیامت کے دن حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہو کر محشر میں پہنچیں گی۔
(تفسیر روح البیان)

(۲۲) ہجرت کے پہلے سال رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں مسجد قبا کی تعمیر فرمائی۔ اس مقصد کے لیے حضور ﷺ نے حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک زمین کو پسند فرمایا جہاں عمرو بن عوف قائد ان کی کھجوریں سکھائی جاتی تھیں۔ اسی سال مسجد نبوی کی تعمیر بھی ہوئی۔ اسی سال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ سے رخصت ہو کر مدینہ منورہ آئیں۔ اسی سال اذان قائم ہوئی۔ اسی سال جب حضور ﷺ مدینہ شریف آئے تو ظہر العصر اور عشاء میں چار رختیں فرض ہوئیں جو اب تک وہ رختیں تھیں۔ (زرقاتی مدارج النبوة)

(۲۳) ہجرت کے دوسرے سال روزہ اور زکوٰۃ کے فرض ہونے کے احکام نازل ہوئے۔ اسی سال حضور ﷺ نے عید الفطر کی نماز جماعت کے ساتھ عید گاہ میں ادا فرمائی۔ اسی سال صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم بھی جاری ہوا۔ اسی سال دس ذی الحجہ کو حضور ﷺ نے بقرعید کی نماز ادا فرمائی اور نماز کے بعد دو میندھوں کی قربانی فرمائی۔ یہی غزوہ بدر کا بھی سال ہے۔ (مواعظ لدنیہ وغیرہ)

(۲۴) ہجرت کے تیسرے سال جنگ احد ہوئی جس میں حضور ﷺ کے پیارے چچا حضرت سیدنا حمزہ شہید ہوئے۔ اسی سال پندرہ رمضان کو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔ اسی سال حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بی بی حفصہ سے نکاح فرمایا۔ اسی سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم سے ہوا۔ اسی سال میراث کے احکام نازل ہوئے۔ اب تک شرک عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح جائز تھا مگر سن تین ہجری میں شرک عورتوں کا مسلمانوں کے ساتھ نکاح

ہمیشہ کے لیے حرام نہ کیا گیا۔ (سیرت المصطفیٰ از علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۲۵) ہجرت کے چوتھے سال حضور ﷺ کی زوجہ انور حضرت بی بی زینب بنت خزدیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی۔ اسی سال حضور ﷺ نے حضرت ام المومنین بی بی م سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اسی سال چار شعبان کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ہوئی۔ (مدارج الصوفیہ)

(۲۶) حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صرف پانچ ہی مہینوں ایسی خوش نصیب ہوئی ہیں جن کی قبر میں حضور ﷺ خود اترے۔ (۱) حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک بیٹے۔ (۲) حضرت عبد اللہ مزیٰ جن کا لقب ذوالجنادین ہے۔ (۳) حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ام مروان۔ (۴) حضرت علی اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد۔ (مدارج الصوفیہ)

(۲۷) ہجرت کے پانچویں سال غزوہ ذات الرقاع غزوہ دومت الجندل و تھ لک (حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائے جانے کا واقعہ) جنگ خندق اور غزوہ بنی قریظہ پیش آئے۔ اس سال حضور ﷺ نے حضرت بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اسی سال مسلمان عورتوں پر پردہ فرض کیا گیا۔ اسی سال کی پرزائیگی تہمت لگانے کی سزا کے احکام نازل ہوئے۔ اسی سال تمیم کی آیت نازل ہوئی۔ اسی سال نماز خوف کا حکم نازل ہوا۔ (زرقاتی وغیرہ)

(۲۸) ہجرت کا چھٹا سال بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ کی وجہ سے مشہور ہے۔ اسی سال حضور ﷺ نے روم کے بادشاہ قیصر قارس کے بادشاہ سر کی حبشہ کے بادشاہ نجاشی مصر کے بادشاہ عزیز مصر اور عرب و عجم کے دوسرے حکمرانوں کے نام اسلام کی دعوت کے خط روانہ فرمائے۔ (زرقاتی)

(۲۹) ہجرت کا ساتواں سال غزوہ خیبر کی وجہ سے مشہور ہے۔ اسی سال حضور ﷺ نے

حضرت نبی بنی مقید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اسی سال یہودیوں کی سازش سے حضور ﷺ کو کھانے میں زہر دیا گیا۔ اسی سال حضور ﷺ نے عمرہ قضا اور فرمایا۔ اسی عمرہ کے سفر میں حضور ﷺ نے حضرت مسوند رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ (بخاری شریف)

(۳۰) ہجرت کا آٹھواں سال جنگ مؤتہ فتح مکہ جنگ حنین کی وجہ سے مشہور ہے۔ اسی سال رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم حضرت سارہ یہ قبیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اسی سال حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی۔ اسی سال مسجد نبوی میں منبر شریف رکھا گیا۔ (دارج النہو)

(۳۱) ہجرت کا نوواں سال غزوہ تبوک کی وجہ سے مشہور ہے۔ اسی سال اسلامی حکومت کے سائے میں رہنے والے غیر مسلموں کے لیے جزیہ کا حکم نازل ہوا۔ اسی سال سود کی حرمت نازل ہوئی۔ اسی سال ساٹھ سے زیادہ وفود حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ (تفسیر جلالین)

(۳۲) ہجرت کے دسویں سال کا سب سے شاندار اور اہم واقعہ حجۃ وداع ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا آخری حج تھا اور ہجرت کے بعد بھی آپ کا پہلا حج تھا۔ وہی کے سفر میں غدیر خم نامی مقام پر تاریخی خطبہ دیا جس میں مسلمانوں کو قرآن مجید اور اہل بیت کو منصبی سے فداء رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری شریف)

(۳۳) ہجرت کے گیارہویں سال حضور انور ﷺ دنیا کی ظاہری آنکھوں سے روپوش ہو کر اپنے رب سے جا ملے۔ (بخاری شریف)

(۳۴) عصماء بنت مروان ایک شاعرہ تھی جو بنو امیہ بن زید خاندان سے تھی۔ وہ اپنی شاعری سے اسلام میں عیب لگاتی اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتی تھی۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کی اجازت دے رکھی تھی۔ عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے سچے جاں نثار تھے۔ انھوں نے دریدہ دہن عصماء کو ٹھکانے لگانے کی ٹھان لی۔ رمضان سن دو ہجری میں حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصماء بنت مروان کے پاس رات کے وقت

پہنچے جب وہ یک پہنچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ حضرت عمیر نے بچے کو ہٹایا اور لکوار اس کے سینے میں گھونپ کر کر سکاں دی۔ (طبقات ابن سعد)

(۳۵) طبقات ابن سعد کے مطابق سرایا کی تفصیل:

نمبر شہر لشکر کا نام تاریخ جبکہ مسلمان شریکین

(۱) مزہ بن عبد المطلب رمضان ایک ہجری ساحل بحر احمر میں مہاجر تھے آدمی

(۲) عبیدہ بن حارثہ بن مطلب شوال ایک ہجری بطنہ ان کے ساتھ ہاجرہ و سوا آدمی

(۳) سعد بن ابی وقاص ذوالقعدہ ایک ہجری غدیر خم کے قریب خرا میں مہاجر تھا لہذا

قریش

(۴) عبد اللہ بن جحش اسدی ربیع دوم ہجری وادی نخل و بارہ مہاجر تھا لہذا قریش

(۵) عمیر بن عدی رمضان دوم ہجری مدینہ منورہ کیلئے مہاجر معہما بنت مروان

(۶) سالم بن عمیر عمری شوال دوم ہجری کیلئے سالم ابو عقیق یہودی

(۷) محمد بن مسلمہ اور ابو نائل ربیع الاول میں ہجری مدینہ کے مضافات پہنچے مسلمان

کعب بن اشرف

(۸) یزید بن حارثہ جمادی الاخر میں ہجری فردہ مجید سواد کا قافلہ صفوان

(۹) ابو سلمہ مخزومی محرم میں ہجری ثلث ان کے بڑے سوا آدمی بنوا سعد

(۱۰) عبد اللہ بن انیس محرم میں ہجری حران و صرف عبد اللہ بن ابی بنی مدینہ

(۱۱) منذر بن عمرو ساعدی صفر میں ہجری بیروہ سواد کا قافلہ بنو سلیم

(۱۲) مرثدہ بن ابی مرثدہ غنوی صفر میں ہجری ربیع دوم آدمی تارو اور غنفل

(۱۳) محمد بن مسلمہ محرم میں ہجری قرطام میں سواد ابو بکر

(۱۴) عکاش بن محسن اسدی ربیع الاول چھ ہجری عمر (بنو اسد) پاپی لیس آدمی۔

(۱۵) محمد بن مسلمہ ربیع الاخر چھ ہجری بنو ثعلبہ و آدمی بنو ثعلبہ

(۱۶) ابو عبیدہ بن جراح ربیع الاخر چھ ہجری ذوالقعدہ چالیس آدمی بنو عمار

- (۱۷) زید بن حارثہ بنج الاخر چھ بھری جموم کنی صحابہ بنو سلیم
- (۱۸) زید بن حارثہ بنج اولی چھ بھری عیض ایک سو سترہ ارسا ۳۷ بحر
- (۱۹) زید بن حارثہ بنج اولی الاخر چھ بھری طر قسہند روادی بنو ثعلبہ
- (۲۰) زید بن حارثہ بنج اولی الاخر چھ بھری جسمی پانچ سوادی بنو عبدہ
- (۲۱) زید بن حارثہ بنج چھ بھری وادی قری کنی صحابہ وادی قری کے یہود
- (۲۲) عبد الرحمن بن عوف شعبان چھ بھری وامتہ البندل کنی صحابہ بنو کلب
- (۲۳) علی بن ابی طالب شعبان چھ بھری فدک سوادی بن سعد
- (۲۴) زید بن حارثہ بنج مصان چھ بھری وادی قری کنی صحابہ بنو زہرہ
- (۲۵) عبد اللہ بن عتیکہ مصان چھ بھری خیمہ پانچ سوادی بنو رافع بن زہری
- (۲۶) عبد اللہ بن رواحہ شوال چھ بھری خیمہ تیس سوادی اس بن زہری
- (۲۷) کرز بن جابر بن شوال چھ بھری مرینہ تیس سوادی بنو زہری
- (۲۸) عمرو بن امیہ بن مرثیہ چھ بھری مکہ وادی بنو نضیان
- (۲۹) عمر بن خطاب شعبان سات بھری تیرہ تیس سوادی بنو زہری
- (۳۰) ابو بکر صدیق شعبان سات بھری مہذبہ تیس سوادی بنو کلب
- (۳۱) شیر بن سعد انصاری شعبان سات بھری فدک تیس سوادی بنو زہری
- (۳۲) ابن سب بن عبد اللہ بن شوال مصان سات بھری بطن نخل ایک سو تیس سوادی بنو زہری

بنو عبد بن ثعلبہ

- (۳۳) شیر بن سعد انصاری شوال سات بھری یمن و جبار تیس سوادی بنو غطفان
- (۳۴) ابن ابی العوجاء سلمیٰ ذی الحجہ سات بھری بنو سلیم پچاس سوادی بنو سلیم
- (۳۵) خطاب بن عبد اللہ بن شوال صفراء چھ بھری مدینہ و سوادی بنو ملو
- (۳۶) ابن عبد اللہ بن شوال صفراء چھ بھری فدک دو سوادی بنو زہری
- (۳۷) شجاع بن وصب اسدی ربیع الاول آٹھ بھری بنو تیس سوادی بنو زہری

(۳۸) کعب بن عمیر غفاری ربیع الاولؑ آٹھ ہجری ذات اطلاق پندرہ آدمی شامی علاقہ کے مشرک

(۳۹) زید بن حارثہ جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ جدی اولیٰ آٹھ ہجری بلقاء تین ہزار آدمی ایک لاکھ دو

(۴۰) عمرو بن عاص جدی آخر آٹھ ہجری ذات اساطیل تین سو آدمی ورتیس سو قضاہ

(۴۱) ابوسیدہ بن جراحہ جب آٹھ ہجری قبلہ تین سو آدمی نہ دینہ

(۴۲) ابو قتادہ بن ربیع انصاری شعبان آٹھ ہجری خضر ہندو آدمی نطدان

(۴۳) ابو قتادہ بن ربیع انصاری رمضان آٹھ ہجری بطن اضم آٹھ ہجری مکہ سے قبل

دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے

(۴۴) خالد بن ولید مضان آٹھ ہجری بن خلد میں سوار عربی بت گرائے گئے

(۴۵) عمرو بن عاص رمضان آٹھ ہجری سوانح بت کی طرف کئی صحابہ بنو ہذیل

(۴۶) سعد بن زید اشعلہ مضان آٹھ ہجری من قلیل میں سوار منات بت گرائے گئے

(۴۷) بنو ہذیل شوال آٹھ ہجری مکہ کے جنوب میں ساڑھے تین سو آدمی بنو ہذیلہ

(۴۸) طفیل بن عمرو دوی شوال آٹھ ہجری ذوالکفین بت گرائے گئے

(۴۹) یزید بن حصین غزالی محرم بنو ہجری بنو تمیم پچاس آدمی بنو تمیم

(۵۰) قصبہ بن عامر بن جہدہ صفر بنو ہجری تباہش آدمی بنو خثاع

(۵۱) عثاک کلابی ربیع الاول بنو ہجری ذی الحجہ کئی صحابہ بنو کلاب

(۵۲) عاتکہ بن ربیع زمرہ ربیع الثانی بنو ہجری جدہ تین سو آدمی حبشی جماعت

(۵۳) علی بن ابی طالب ربیع الثانی بنو ہجری فلس کی طرف جو قبیلے کا بت تھا سو آدمی

پچاس سو بنو طے

(۵۴) حکاکہ بن محسن اسدی ربیع الثانی بنو ہجری عذروہ اور بنی کلاب کئی صحابہ بنو کلاب

(۵۵) بنو ہذیل ربیع الاول بنو ہجری بنو کلاب کئی صحابہ بنو عبدالمطلب

(۵۶) علی بن ابی طالب رمضان دس ہجری بمکین میں سو سو اور مہرج

above matter in box

(بخوار الطہقات ابن سعد جلد دوم)

(۳۶) بنو قریظہ میں بنو عمر بن عوف کا ایک سو بیس سالہ بد طینت یہودی بو عطفک رسول اللہ ﷺ کے خلاف لوگوں کو ابھارتا اور آپ کی ججو میں شعر کہتا تھا۔ ہدیری صحابی سالم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جو غزوہ تبوک کے موقع پر حضور ﷺ سے سواری طلب کرتے تھے اور سواری نہ ملنے پر روتے ہوئے واپس جا رہے تھے۔ سالم نے نذر دہائی کہ یا تو ابو عطفک کو جہنم رسید کروں گا یا خود شبید ہو جاؤں گا۔ گرمیوں کی ایک رات انھیں خبر ہوئی کہ ابو عطفک اپنے گھر میں سو رہا ہے تو انھوں نے تلواری اور اس کے سینے پر رکھ کر دباؤ ڈالا جس سے وہ اس کے ستر سے پار ہو گئی اور وہ جہنم رسید ہو گیا۔ انھوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۳۷) ایک شخص نے آ کر سرور عالم ﷺ سے جہاد میں جانے کی اجازت چاہی۔ حضور نے پوچھا: کیا تمھارے والدین زندہ ہیں؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: پہلے ان کے ساتھ حق و باطل اور پھر جب ذکر نما۔ دوسری روایت میں ہے: ایک شخص آ کر کہنے لگا میں حضور کے پاس بیعت ہجرت کرنے آیا ہوں اور اپنے والدین کو روکا چھوڑ آیا ہوں۔ فرمایا: واپس جا کر اپنے والدین کو اسی طرح بٹساؤ جس طرح ایا ہے۔ (ما تیک)

(۳۸) جنگ یمامہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں من گیارہ ہجری کے اواخر اور من بارہ ہجری کے شروع میں مسیلمہ کذاب اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھی۔ اس جنگ میں مسیلمہ کے ساتھی چالیس ہزار تھے۔ مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت خدیج بن ابیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ انصار کا جھنڈا حضرت زید بن ثابت بن قیس کے ہاتھ میں تھا۔ یہ جنگ بہت سخت اور خون ریز ہوئی۔ کچھ دیر کے لیے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے پھر

خادمین وید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدبیر اور شجاعت کی بدولت مسلمانوں نے جہر مقدسہ کیا۔ مسلمان مارا گیا اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ اکیس ہزار بنو ضیفہ مارے گئے جو مسلمانہ کے ساتھی تھے۔ مسلمانوں کا بھی کافی نقصان ہوا۔ سازھے چار سو حفاظ صحابہ جنگ میں شہید ہوئے۔ (نزہۃ القاری)

(۳۹) واقعہ حرہ بن ترسہ ہجری میں ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ غلیل لنگہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ بن حنظلہ اور مدینہ طیبہ کے کچھ سربراہ اور وہ افراد یزید کے پاس گئے۔ وہاں انھوں نے یزید کی بدعنوانیاں دیکھیں تو مدینہ منورہ صوبہ سرحد کی ہیئت آمدی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیئت آمدی۔ اس پر یزید وید نے مسلم بن عقبہ کو جسے مسلمان مسرف بن عقبہ کہتے تھے ایک بھاری فوج کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے بھیجا۔ اس نے تین دن تک مدینہ طیبہ کو مارا اور ایسی بے رحمی کی جو ایک کھلے کافر سے بھی نہیں ہو سکتی۔ ستر سو زسا کو شہید کیا اور دس ہزار عوام کو غارتیں اور بچے جو مارے گئے وہ الگ۔ ایک ہزار سوار کی دو تیراڑوں کی عزت لوٹی گئی۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے گئے۔ تین دن تک گھوڑوں لید سے مسجد اقدس میں ناپاکی ہوتی رہی۔ تین دن تک مسجد نبوی میں نہ اذان ہوئی نہ نماز۔ (نزہۃ القاری)

(۴۰) جنگ جمل عہد اسلامی کی ایک ناخوشگوار جنگ تھی جو بنی حنیثین ہجری کے جمادی الاول یا جمادی الاخر میں ہوئی تھی۔ یہ وہ پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں کے درمیان ہوئی۔ یہ جنگ مولا سائے کائنات حضرت علیؑ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان ہوئی۔ ام المومنین ایک بہت بڑے دانٹ پر سوار بیچ میں تھیں اس لیے اسے جنگ جمل کہا جاتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حج کے لیے گئی ہوئی تھیں۔ جو لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاصرے میں شریک تھے وہی لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد بنی امیہ بھاگ

کر مکہ پہنچے۔ انھوں نے حضرت عثمان کے قصاص کے لیے انھیں آمادہ کیا حضرت زبیر بن عوام اور حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی مکہ پہنچ گئے اور حضرت عثمان کے قصاص کے نکتے پر ان کے ساتھ ہوئے۔ ام المومنین نے بصرہ کا قصد کیا۔ سفر کرتے ہوئے بصرہ کے قریب ذوالحجہ پر پہنچیں تو پوچھا اس جگہ کا نام کیا ہے؟ جب بتایا گیا کہ ذوالحجہ ہے تو اونٹ کو بٹھایا اور فرمایا: میں ذوالحجہ والی ہوں۔ مجھے لوناؤ مجھے لوناؤ۔ لوگوں نے بہت کوشش کی کہ آگے بڑھنے پر راضی ہو جائیں مگر راضی نہ ہوئیں۔ چونکہ گھنٹے تک وہیں تشریف فرما رہیں۔ پھر کسی نے اطمینان دلایا کہ یہ ذوالحجہ نہیں ہے تو آگے بڑھیں۔ ذوالحجہ کا قصہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ام المومنین سے فرمایا تھا: قرم میں سے ایک کا کیا حال ہوگا جب اس پر ذوالحجہ کے کتے بھونکیں گے؟ (مسند امام احمد) آگے بڑھ کر ام المومنین نے بصرہ کے باہر پڑاؤ ڈال دیا۔ حضرت علی کو جب اس کی اطلاع ملی تو تیس ہزار کی جمیعت لے کر مقابلہ پر فروکش ہوئے۔ رات میں دونوں فریق کے سنجیدہ ترین متین مسلح جوان اودے کوشش کر کے آپس کی لحد فہمیں دور کر دیں۔ طے ہو گیا کہ دونوں جماعتیں واپس ہو جائیں گی۔ مگر دونوں طرف فساد پسند عناصر کافی تھے۔ انھوں نے جب یہ دیکھا کہ بنا بنایا کھیل بگڑ گیا تو باہمی مشورہ کر کے صلح اندھیرے ہی آپس میں کھٹ گئے اور ام المومنین کی طرف یہ فوج اوچھپا دی کہ حضرت علی نے حملہ کر دیا پھر حضرت علی کو یہ باور آیا کہ ام المومنین نے حملہ کر دیا۔ پھر تو ہمسایان کارن پڑا۔ حضرت علی نے محسوس کیا کہ قوت کامرکز ام المومنین کی ذات ہے ان کے ان کے اونٹ کو بے کار کر دیا جائے تو جنگ کا فائدہ ہو سکتا ہے۔ انھوں نے سارا زور ہی پر لگا دیا۔ پوری جنگ ام المومنین کے ہودج کے ارد گرد سمٹ گئی۔ جو بھی اونٹ کی تکمیل پکڑتا مار ڈالا جاتا۔ کشتوں کے پستے لگ گئے۔ عاشقان رسول حرم نبوی پر پروانہ اترنا شروع ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر لڑتے لڑتے زخموں سے نڈھال ہو کر مقتومین میں گر پڑے۔ انھیں اس دن سینتیس زخم لگے تھے۔ بالآخر حضرت علی کے حامی اونٹ کی کوچیں کاٹنے میں کامیاب ہوئے۔ اور ہودج مبارک زمین بوس ہو گیا۔ حضرت علی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: اسلام عینک یا ابو۔ ام المومنین نے جواب دیا: تو عینک اسلام

پہنچی۔ حضرت علیؑ نے کہا: اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ ام المومنینؑ نے فرمایا: اور تمھاری بھی۔ پھر حضرت عثمان اور محمد بن ابوبکرؓ کو گولی خیمہ کھڑا کرنے کا حکم دیا اور ہودن مبارک کو مقتولین کے ڈھیر سے اٹھوا کر اس خیمے میں پہنچا دیا۔ پھر آخر رات میں ام المومنینؑ بھر و تشریف لے گئیں۔ آپ کو اس کا بہت درد تھا۔ روتی تھیں اور کہتی تھیں: کاش کہ آج سے میں سال پہلے مر گئی ہوتی۔ پھر حضرت علیؑ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ام المومنینؑ کے شانِ شانِ سامان سفر کے بھرہ سے رخصت کیا۔ غزوہ رجبِ خفہ کے دن ام المومنینؑ دباں سے چلیں اور مکہ معظمہ تشریف لے گئیں۔ حضرت علیؑ میلوں تک ہمراہ چلے اور حضرت علیؑ کے صاحبزادے چوہیں گھسنے رہے۔ ام المومنینؑ پر اس کا بہت خوشگوار اثر پڑا۔ حضرت علیؑ کو اعلیٰ مدیہ کلمات سے نوازا۔ اس جنگ میں دس ہزار حامیان ام المومنینؑ اور پانچ ہزار حامیان حضرت علیؑ شہید ہوئے۔ حضرت طلحہؓ کو ایک نامعلوم تیرا کر لگا اور شہید ہوئے۔ بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تیر مرد ان نے مارا تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۳۱) دو غزوات میں فرشتے نازل ہوئے ہیں ایک غزوہ بدر میں دوسرے غزوہ حنین میں۔ خندق کے موقع پر بھی فرشتے آئے تھے مگر اس وقت باقاعدہ جہاد نہیں ہو۔ (غیوہ النبی)

(۳۲) حضرت موالی علیؑ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا بدر کے میدان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں کی جماعت لے کر نبی کریم ﷺ کے دائیں طرف اترے۔ اس طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اور حضرت میکائیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ حضور انور ﷺ کے بائیں جانب اترے اس طرف میں تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۳۳) اللہ تعالیٰ نے بدر کے مجاہدین پر سات خاص عنایتیں کیں: ایک نجبی اور باقی چھ ظاہری۔ نجبی عنایت فرشتوں کا نزول تھا اور ظاہری نعمت ٹھیک جہاد کے وقت ان کے دھم پر اونگھ ماری کروینا، بارش برسا دینا، بدر کے مجاہدین کو طہارت اور پاکیزگی عطا فرمانا، شیطان

دوسرے دور کروینا ڈھارس نہ دھانا اور مجاہدوں کو نایت قدمی عطا فرمانا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳) اسلام میں سب سے پہلی ہجرت سرزمین حبشہ کی طرف ہوئی۔ (بخاری)

(۴۵) وہ مسلمان جو ہجرت کر کے حبشہ پہنچے ان بچوں کے ساتھ جو وہیں پیدا ہوئے

سبتہ بنی لوگ تھے۔ (فضیاء النبی)

(۴۶) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے

سے پہلے سلام کے لیے چھ لونڈیاں اور غلام آزاد کرائے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ساتویں تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۴۷) مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد حضور ﷺ کا پیدا ہونا جمعہ بنی سالم بن عوف

میں ودی رانہ کے بیچ واقع مسجد میں ہوا۔ (سیرت رسول عربی)

(۴۸) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غار ثور میں ایک سانپ نے ڈسا۔ حضور

قدس ﷺ کے اعاب وہن کی برکت سے فوراً آرام آیا۔ ہر سال وہ ہر اپنا اثر ظاہر کرتا۔ بارہ

سال بعد اسی سے شہادت ہوئی۔ (سیرت رسول عربی)

(۴۹) سلسلہ نبیوں کے پہلے شہید حضرت یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے آزاد کر دیا تھا۔ غزوہ بدر میں ان کے ایک تیرا کر گنا اور وہ شہید ہوئے۔ (نزہۃ

القاری)

(۵۰) جدو کا حکم ہجرت کے بعد مارل ہوا اور حب حضور اکرم ﷺ نے کافروں سے

جنگ شروع کی۔ (نزہۃ القاری)

(۵۱) مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: بدر کے روز فرشتوں کا نشان نہید

عمر سے تھے جن کے شملوں کو انھوں نے پیٹھ پر چھوڑ رکھا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے

سر پر زور دکھاتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۲) فرشتوں نے جنگ بدر کے علاوہ کسی اور غزوہ میں جنگ نہیں کی دوسری جنگوں

میں مفتی بڑھانے والوں کے طور پر شامل ہوتے تھے کسی کو مار نہیں کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۳) جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہات سے ستر کفار قتل ہوئے اور اتنے ہی قید ہوئے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۴) رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخر یا شوالِ کرم میں دو ہجری میں جنگ بدر سے فارغ ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۵) غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے اسلامی لشکر کی مدد کے لیے فرشتوں کو بھیجا۔ پہلا ایک ہزار پھر تیس ہزار پھر پانچ ہزار۔ (بخاری)

(۵۶) جنگ حد میں شہید ہونے والے مسلمانوں کی تعداد تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۷) بو جہل غزوہ بدر میں واصل جہنم ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۸) ابی بن خلف کفار قریش کا ایک سردار تھا۔ وہ پہلا اور آخری شخص تھا جو رسول اللہ ﷺ کے ہاتوں واصل جہنم ہوا۔ یہ واقعہ غزوہ جاحہ کا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۹) غزوہ خیبر میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ہاتھ سے یہود کے سات رئیس اور آدمی قتل ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۰) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلی سرداری غزوہ موتہ میں ملی تھی اور انھی سے سیف اللہ کا خطاب بھی ملا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۱) عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ ۳۱ شعبان کو جس کی شام کو شبِ برات ہوتی ہے غزوہ احد واقع ہوا اور حضور اکرم ﷺ نے دانت ٹوٹ جانے کے سبب اس دن صلوہ کھایا تھا۔ یہ شخص خطبہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۲) جنگ خندق کے موقع پر صرف چھ مسلمان شہید ہوئے اور شرکوں کے تین آدمی مارے گئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۳) فقہانے لکھا ہے ہجرت فتح مکہ سے پہلے اس لیے واجب قر ر دی گئی تھی کہ اسلام کا انکار کرنے والوں کی ایذا اور مزاحمت سے محفوظ رہ کر مسلمان حکومت الہی کے اندر رہیں اور اپنے قانون اپنے یہاں لاگو کر سکیں۔ جب لشکر اسلامی کو کافی قوت حاصل ہو گئی اور

دشمنوں کی مزاحمت کا زور نوٹ لیا تو ہجرت بھی واجب نہ رہی لیکن پھر بھی جب کہیں اور جب کبھی وہی ہجرت کے جوہ پائے جائیں گے ہجرت واجب ہو جائے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۳) صحیحہ کرام کو جہاد کا اس قدر شوق تھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ کے زمانے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک برابر جہاد میں مشغول رہے۔ (اسوہ صحابہ)

(۶۵) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: میری امت کے دو گروہ ہوں گے اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے محفوظ کر رکھا ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جو ہند میں جہاد کرے گا اور دوسرا گروہ وہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جنگ لے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۶) علمائے کرام کا خیال ہے کہ جنگ احد میں سید عالم ﷺ کا دندنا ہرک شہید ہونا سب شہیدوں کی شہادت سے افضل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۷) رجب سن دو ہجری میں غزوہ تبوک پیش آیا۔ اسی سال حج فرض ہونے پر مسلمانوں کا پہلا تین سو چالیس ہزار کا قافلہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں روانہ ہوا۔ اسی سال کافروں کو آئندہ حرم میں داخل ہونے کی ممانعت اللہ کی طرف سے صادر ہوئی۔ یہی آخری حج تھا جس میں مسلمانوں کے ساتھ کافر بھی شریک نہ رہے۔ (ضیاء النبی)

(۶۸) جنت البقیع میں سب سے پہلے سن دو ہجری میں حضرت عبداللہ بن مظعون مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ نے دفن فرمایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۹) بدر اس مشہور جنگ کا نام ہے جہاں ۱۔ رمضان سن دو ہجری کو رسول اللہ ﷺ اور مکہ کے کافروں کے بیچ مشہور جنگ ہوئی تھی۔ یہ غزوہ اسلامی فتوحات کا سنگ میل تھا۔ صحابہ کرام کے شوق کا یہ عالم تھا کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے انھیں بدر میں چلنے کے لیے پکارا اس وقت جو جیسا تھا وہی اسی نکل پڑا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کے پاس ہتھیار نہ تھے سوار یاں نہ تھیں مگر اللہ کے حبیب ﷺ کے قدموں میں نثار ہونے کا جذبہ یہ ہے جب مجاہدین میدان میں اترے تو باتوں میں کھجور کی سبکی مٹاؤں شمشیر آبدارین گھنٹوں کی کاٹ کا کافروں

کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۷۰) ایک بار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عبدالرحمن نے اسامہؓ کے بعد جنگ بدر کا ذکر کر کے کہا: آپ میری زد پر تھے مگر میں باپ کچھ رخصت دے گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بیٹے اگر تم میری زد پر ہوتے تو میں یقیناً تمہیں مار ڈالتا اس لیے کہ تم اس وقت میرے نزدیک صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہوتے۔ (اسوہ صحابہ)

(۷۱) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق حدیبیہ کے صحابہ کی گنتی چودہ تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۲) کافروں پر سب سے پہلے تیر بجھنے والے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۳) حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار احد میں ٹوٹ گئی تو حضور ﷺ نے انہیں اپنی تلوار عطا کی جو ان کے پاس رہی بعد میں دوسو دینار میں فروخت ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۴) بیر معونہ مشہور لڑائی میں ستر صحابہ کی ایک بڑی جماعت پوری کی پوری شہید ہوئی جن کو اتر کہتے ہیں اس لیے کہ سب کے سب قرآن مجید کے حافظ تھے۔ (ضیاء النبی)

(۷۵) جنگ احد میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ جراح کو قتل کیا اور جنگ بدر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو جو اس وقت تک ایمان نہیں آئے تھے مقابلے کے لیے لٹکارا اور حضرت علیؓ ترم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اہل قرابت عتبہ شیبہ اور اسید کو قتل کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے ماموں ابی ہشام کو مارا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۶) حضرت معاذ بن عفرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کو میدان بدر سے جہنم کو

بھی۔ اس وقت حضرت معاذ کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ (خیاء النبی)

(۷۷) حضور انور ﷺ کی ہجرت کے بعد اور مکہ کی فتح سے پہلے مسلمانوں کو عذر کے بنا

مکہ میں رہنا حرام ہو گیا تھا اور ہجرت فرض۔ حالانکہ وہاں کعبہ معظمہ عرفات منیٰ مقام ہر ایہم بھی کچھ موجود تھا صرف حضور اقدس ﷺ وہاں سے چلے گئے تھے۔ یہ بے نسبت کا ظہور۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۸) بدر کے دن حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بات میں کنز بن علوان بن سنی تھی

جس کا نام عمر جون تھا۔ یہ شمشیر عمر جون متعصم باللہ نے دوسو دینار میں خریدی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۹) احد میں جب حضور ﷺ کو شتر میں نے ناپاک ارادے سے گھیر لیا تو میں صیہ

ایک کے بعد ایک حضور ﷺ کے سامنے آتے رہے اور شہید ہوتے رہے کہ ہر شخص حضور ﷺ کے آگے جھک جاتا اور کہتا: میری ذات آپ پر قربان میری جان آپ کی جان پر فدا اس میں حکمِ نبوی مت میں نہ چھوڑیے گا۔ یہ کہتا اور جان نثار کر دیتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۰) اصحاب بدر میں سب سے آخر میں وفات پالے والے صحابی حضرت ابو سعید بن

مالک بن ربیعہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (اسوہ صحابہ)

(۸۱) جب بن دہجری میں نبی کریم ﷺ نے پردہ فرمایا اس وقت دس لکھ مربع

میل کھلا، قہ مسلمانوں کے ہاتوں میں آچکا تھا۔ (حدیث دفاع)

(۸۲) پہلا مقتول جس کے خون کی قیمت حضور ﷺ نے فتح مکہ کے دن ادا کی وہ جنید

بن کواع ہے جسے بنو کعب نے قتل کر دیا تھا۔ سرکار ﷺ نے اس کے خوں بہا میں سوا سو اونٹیاں دی تھیں۔ (سیرت رسول عربی)

(۸۳) ہجری تاریخ لکھنے کا رواج حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے

سے ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۴) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: سب سے افضل عمل ہے وقت پر نماز پھر ماں

باپ کے ساتھ چھاسلوک پھر خدا کی راہ میں جہاد۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۵) سب سے پہلا غزوہ اسلام غزوہ جہاد ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۶) فتح مکہ کے وقت حضور اکرم ﷺ کے آگے آگے جو علم بلند تھا وہ فہرست کا تھا۔ (ضیاء نعیمی)

(۸۷) غزوہ حموک نبی کریم ﷺ کا آخری غزوہ ہے۔ (سیرت دسویں عربی)

(۸۸) فتح مکہ کے وقت سرور عالم ﷺ نے تیار کردہ دو چھ عورتوں کا خون بائیں ہاتھ پر لیا تھا۔ جہاں پاؤں مار ڈالو۔ مردوں میں شامل تھے: عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن امیہ، حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ کا قاتل وحشی، عبداللہ بن سعد، ابن ابی سرح، اکعب بن رہیر، ہبیر بن اسود، عبداللہ بن زبیری جو اسلام لے آئے اور محفوظ رہے۔ عورتوں میں ایک ابوسفیان کی بیوی ہندہ اور حفصہ بنتہ تھیں۔ (سیرت دسویں عربی)

(۸۹) فتح مکہ کے وقت عبدالعزیٰ بن نضیل آ کر کعبے کے پردے سے پٹ گیا۔ دونوں نے حضور ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ابویں، مار ڈالو۔ چنانچہ قتل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس دن اپنے حبیب ﷺ کو حرم میں مثال کر کے کی اجازت دی تھی۔ (ضیاء نعیمی)

(۹۰) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ غزوہ بدر میں حضور اکرم ﷺ کی ڈھال بنے اور چوبیس زخم کھائے۔ آپ کے جسم پر کل ۱۲ ہتھیار تھے جو مختلف غزوات میں کھائے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۱) حضور ﷺ نے ستر گنا کبیرہ گناہے جہاں ان میں جہاد سے بھگنا بھی شامل ہے۔ (تفسیر روح البیان)

(۹۲) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک مسلمان تین کافروں سے جہاد میں بھاگا تو وہ بھگوزا نہیں ہے۔ اگر دو کافروں سے بھاگا تو بھگوز ہے۔ (خازن بیضاوی)

(۹۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: فتح مکہ کے دن جب رسول اللہ ﷺ بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہوئے تو اس روز آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ (بخاری)

(۹۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ میں ام سلمہ اور کچھ انصاری عورتوں کو ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ وہ دھنڑے مجاہدوں کو پانی پلاتیں اور رومیوں کی مرہم پٹی کیا کرتیں۔ (نزہۃ القاری)

(۹۵) حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات کیے ہیں۔ میں سوار یوں کے پیچھے ہا کرتی تھی۔ ان کے واسطے کھانا تیار کرتی تھی اور رومیوں کی دوا اور مریموں کی خدمت کرتی تھی۔ (اسوہ صحابہ)

(۹۶) کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کے باتوں قسطنطین کی فتح قیامت کے قریب ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۷) غزوہ بدر میں حضرت مقداد بن اسود اور حضرت زبیر بن عوا ام رضی اللہ تعالیٰ عنہما صرف دو ہی سوار تھے۔ (بخاری)

(۹۸) جنگ صفین کے فوجی معرکہ میں چونتالیس ہزار مسلمان ہلاک ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۹) خیبر مدینہ منورہ سے چار منزل اتر کی طرف یہودیوں کی ایک بستی تھی۔ عیادت میں سے خیبر نامی ایک شخص یہاں آ کر اتر اسی کے نام پر اس جگہ کا نام خیبر پڑ گیا۔ من سات ہجری میں فتح ہوا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ترقی دے کر شہر بنادیا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۰۰) جب مکہ کے کافر اپنے وطن سے بدر کی طرف چلے تو ابو جہل نے کعبہ شریف کا پردہ پکڑ کر دعا کی: یا رب ہمارا دین پرانا ہے اور محمد کا دین نیا۔ ان دونوں دینوں میں جو دین تجھے پیارا ہوا اسے فتح دے۔ اے میرے رب ان دونوں جماعتوں میں جو ہدایت پر ہو تو اس کی مدد کر۔ اے اللہ ہم میں اور محمد میں جو تیرا محرم ہو جو قرابت کا حق توڑنے والا ہو اسے ذلیل کر دے۔ ابو جہل مردود نے خود اپنے اوپر ہی دعا کر لی جو رب نے قبول فرمائی اور وہ نہایت ذلیل ہو کر مارا گیا۔ (روح المعانی، خازن روض البیان، مدارک تفسیر کبیر)

(۱۰۰) جنگ بدر میں کافروں کے لشکر کا کھانا بارہ آدمیوں کے ذمہ تھا جو وہ باری باری سے دیتے تھے۔ یہ تھے: ابو جہل، ابن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابن عبدالمطلب، ابن حجاج، ابو العکر، ابن ہشام، نصر ابن حارث، حکیم ابن ہزام، ابی بن خلف، زمعہ بن سوڈ، حارث ابن عامر، ابن نوفل، عباد ابن عبدالمطلب، یہ سب قریش تھے۔ ان میں ہر شخص اپنی باری پر دس اونٹ ذبح کرتا تھا اور کافروں کے لشکر کو کھانا کھاتا تھا۔ ان بارہ میں سے دو افراد عباد ابن عبدالمطلب اور حکیم ابن ہزام ایمان لائے باقی سب کافر رہے۔ (روح المعانی)

(۱۰۲) ابن ابی شیبہ نے حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ برکتیں شام کی طرف ہجرت کر جائیں گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۳) احمد نے عبد اللہ ابن حوالہ سے روایت کی کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ حضور میرے لیے شہر تجویز کریں جہاں میں رہوں۔ فرمایا: تم شام میں رہنا کہ وہ اللہ کی بہترین زمین ہے جہاں آخر میں نیک بندے پہنچ جائیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۴) جب حضور ﷺ غزوہ حنین میں صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے گئے تو راستے میں ایک درخت پر گزر رہا جس پر شرکین اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے۔ اس درخت کی پوجا کی نیت سے اس کا نام ذات انواط رکھ چھوڑا تھا۔ حضور ﷺ کے ساتھی بڑے: یا رسول اللہ! ہمارے لیے بھی کوئی ذات انواط درخت مقرر فرمادیں ان لوگوں کی طرح۔ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: سبحان اللہ! تم نے مجھ سے وہ کہا ہے جو اسرائیلیوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ کافروں کی طرح ہمارے لیے بھی کوئی معبود مقرر فرمادیجیے۔ پھر فرمایا تم لوگ یعنی مسلمان کبھی انہوں کے نقش قدم پر چلنے لگے۔ (ترمذی، حازن)

(۱۰۵) جنگ بدر کی شروعات کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ قریش کا قافلہ بوسنیہ کی قیادت میں مکہ مکرمہ سے شام تجارت کے لیے گیا جہاں اس قافلہ کو بہت نقصان ہوا۔ یہ نقصان دو گوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریوں کے لیے محفوظ کر لیا۔ یہ قافلہ مدینہ کے درستی مکہ واپس رہا تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو اس کی خبر دی اور فرمایا کہ اس میں صرف چالیس آدمی

ہیں جن میں ابوسفیانؑ عمر و ابن عاصؓ مہزم بن نوفلؓ جیسے سردار بھی ہیں۔ ان کے پاس تجارت کا مال بہت زیادہ ہے۔ صحابہ نے فوراً اس قافلہ کا راستہ روک لیا اور سارا مال چھین لینے کا ارادہ کیا۔ اس مقصد کے لیے تین سو تیرہ حضرات بہت بے درد سامانی میں مدینے سے نکلے جن میں ستر اونٹ سوار تھے اور صرف دو حضرات گھڑ سوار آٹھ کلواریں اور چھ زہریں تھیں۔ یہ حضرات ادھر سے روانہ ہوئے ادھر ابوسفیانؑ نے یا تو بھانپ لیا یا کسی جاسوس نے انھیں خبر دی کہ انھوں نے زم زم ابن عمرو غفاریؓ کو کچھ اجرت دے کر مکہ معظمہ دوڑایا کہ ابو جہل سے کہہ دے کہ جلد سے جلد اپنے اس قافلے کی مدد کو پہنچے۔ ابو جہل یہ سن کر رگ بجو ہو گیا۔ اس نے کعبے کی چھت پر مکہ والوں کو پکارا کہ تمہارا قافلہ خطرے میں ہے۔ جلد اس کی مدد کو پہنچو۔ چنانچہ نو سو پچاس جنگی بہادر سامان جنگ سے لیس ہو کر یہاں سے روانہ ہونے لگے۔ ادھر حضرت علقمہؓ عبدالمطلبؓ نے خواب دیکھا کہ ایک اونٹ سوار مقام اہلح میں آیا اور اس نے تین بار اونچی آواز میں کہا کہ اے خدا اور اپنی قتل گاہ کی طرف چلو۔ سب لوگ اس کے پاس جمع ہوئے پھر اس نے کوہ بوحیس سے ایک چٹان اٹھ کر فضا میں پھینکی۔ وہ چٹان فضا میں ہی پاش پاش ہو گئی اور اس کے ٹکڑے ہر گھر میں گرے۔ حضرت علقمہؓ نے یہ خوب اپنے بھائی حضرت عباسؓ کو سنایا۔ انھوں نے اپنے دوست ولید ابن عتبہؓ سے کہا۔ عتبہؓ نے اپنے دوست ابو جہلؓ سے کہا۔ ابو جہلؓ نے ہنس کر کہا کہ عبدالمطلبؓ کی اولاد میں اب تک تو صرف ایک مرد ہی نبی بنے اب عورتیں بھی نبی بننے چلی ہیں۔ اس نے اس خوب کو ہنسی میں اڑا دیا۔ نو سو پچاس شہسوار بہت جنگی تیاریوں سے نکلے۔ انھیں تفسیر کہتے ہیں۔ ابوسفیانؑ کا قافلہ غیر کہلاتا ہے۔ ابوسفیانؑ اور ان کے ساتھیوں کو اپنی فتح کا اتنا یقین تھا کہ اپنے ساتھ شراب کے گھڑے اور مچھنے والی عورتیں بھی لے گئے تھے کہ مسلمانوں کا نام و نشان نہ کر دینے میں جشن منائیں گے۔ ادھر ابوسفیانؑ نے مدینہ منورہ والاراستہ چھوڑ کر بحرین والاراستہ اپنایا اور اپنے قافلے کو مکہ مکرمہ پہنچا دیا۔ ابو جہلؓ کو کہلا بھیجا کہ چونکہ ہمارا قافلہ خیریت سے مکہ پہنچ گیا ہے اس لیے تم بھی واپس آ جاؤ۔ مگر ابو جہلؓ نے انکار کر کہا: بہادر لوگ جب جنگ

کے بے نکل پڑتے ہیں تو بتا کچھ کیے وہاں نہیں آتے۔ ابو سفیان تو بھی ہم سے آلو۔ ہمارے جشن میں شرکت کرو۔ چنانچہ یہ چالیس آدمی بھی ابو جہل سے جا ملے اور اب ان کی تعداد نو سو نوے ہوئی۔ اس وقت حضور ﷺ وادی دقران میں تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: غیر چاہتے ہو یا تفسیر یعنی ابو سفیان سے جنگ چاہتے ہو یا ابو جہل کی جماعت سے۔ اکثر نے عرض کی کہ ہم غیر چاہتے ہیں کیونکہ ہم جنگ کی تیاری سے مدینہ منورہ سے نہیں چلے ہیں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: غیر تو کیا اب تفسیر سے دو دہات کرنے میں۔ اس پر سب لوگوں نے عرض کی کہ حضور غیر کے پیچھے چلے تفسیر کو چھوڑ دیجیے۔ اس پر حضور ﷺ ناراض ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کے سامنے نہایت دل کش تقریر فرمائی جس سے ان لوگوں کو جوش آ گیا۔ حضرت مقداد بن عمروؓ سے ہوئے اور بولے: یا رسول اللہ! آپ کو جسوں رب جیسے دہاں چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر حضرت سعد ابن معاذؓ اٹھے اور بولے: یا رسول اللہ! اگر حضور ہم کو مندر میں کود جانے کو حکم دیں تو ہمیں کوئی عذر نہ ہوگا۔ اس پر حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: چلو اللہ پر توکل کر کے۔ یہ کفار ان شاء اللہ سخت شکست کھائیں گے۔ میں کفار کی قتل گاہ دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد ہی جنگ بدر کا قہقش آیا (تفسیر روت البیان روت المعانی تفسیر کبیر خازن ہادک وغیرہ) (۱۰۶) حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں چار قسم کی ہجرت ہوئی: پہلی حبشہ کی طرف ہجرت اولیٰ دوسری حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ تیسری مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت اور چوتھی عرب کے قبیلوں کی مدینہ کی طرف ہجرت۔ (تفسیر فیہی)

(۱۰۷) جب حضور ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں بدر کے قریب دو لوگ ملے۔ ان سے حضور ﷺ نے پوچھا کیا یہاں سے ابو سفیان کا قافلہ نزارا تھا؟ وہ بولے: نہیں رات کے وقت نزارا تھا۔ ان دونوں کو مسلمانوں نے مکہ کے کافروں کے حادثات جانتے جانتے لیے پکڑ لیے۔ ان میں ایک تو ابو رافع تھا یعنی حضرت عباس کا غلام دوسرا سلم تھا جو عقبہ ابن ابی معیط کا غلام تھا۔ صحابہ نے ابو رافع سے پوچھا: اس جنگ کے لیے مکہ سے کتنے لوگ نکلے ہیں؟

اس نے جواب دیا کہ مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے ساری طرف پھینک دیے ہیں۔ پھر ابو رافع سے پوچھا: کیا کچھ لوگ واپس بھی لوٹ گئے؟ وہ بولا: ہاں۔ جب ابوسفیان کے قافلے کے حیریت سے نکل جانے کی خبر ملی تو ابی ابن سرجی اپنے تین سوساتھیوں کے ساتھ وہیں لوٹ گیا۔ یہ شخص بنی زہرہ کا سردار تھا۔ حضور ﷺ نے اپنی کواخض کا لقب دیا کیونکہ وہ اپنی قوم سے کٹ گیا تھا۔ اتنی تحقیق کے بعد یہ حضرات بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچنے پر دیکھا کہ مکہ کے کافروں نے پہلے ہی پہنچ چکے ہیں اور انھوں نے وادی بدر کے اچھے صاف میدان میں عسکری پوزیشنیں بنائی ہیں۔ جہاں پانی نہ تھا۔ ان حضرات کو اس وقت دو دشواریاں پیش آئیں: ایک پانی کا نہ ہونا اور سخت پیاس۔ دوسرے ریت میں پاؤں دھسنے کی وجہ سے اچھی طرح چل نہ سکتا۔ اس موقع پر شیطان انسانی شکل میں ان غازیوں کے پاس آیا اور انگ انگ ایک ایک سے ملا اور بولا: تم کہتے ہو کہ تم حق پر ہو اللہ کے پیارے اور تمھارے نبی سچے ہیں۔ یہ کیسی عجیب سی بات ہے کہ اب نے تمھیں خشک اور ریتیلے علاقے میں اتارا۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ جب تم پیاس سے بے حال ہو جاؤ گے تو کافر تم کو نہایت آسانی سے ہرا دیں گے۔ تم میں سے کوئی بھی گھرواپس نہ جا پائے گا کہ تم پیاس سے ہو گے اور کافر تازہ دم۔ اس پر ان میں سے کچھ لوگوں کو سخت فکر ہوئی۔ ادھر دریائے رحمت جوش میں آیا اور خوب موسد دھار بارش ہوئی جس سے ریت جمر لڑ نہایت اچھی زمین بن گئی۔ درمیان پہاڑ نے اسی حصے میں اپنی چوڑی حوض جیسی جگہ بنائی جس میں پانی بھر گیا۔ ان لوگوں نے تالابوں کی طرح اس کا استعمال کیا۔ ادھر کافروں نے والے حصے میں پھسلن ہو گئی جس میں چٹان پھرنا دشوار ہو گیا۔ مومنوں کو اس بارش سے اتنی خوشی حاصل ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ سب کے دل مطمئن ہوئے اور یہ بارش فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۰۸) غزوہ بدر میں حضرت عباس بن عبدالمطلب کو حضرت ابوالیسر ابن عمرو سلمی نے

گرفتار کیا۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوالیسر سے پوچھا کہ تم دبلے پتے آدمی ہو اور عباس بھاری بھر کم؟ تم نے انھیں کیسے گرفتار کر لیا؟ وہ بولے کہ اس کام میں میری مدد ایسے شخص نے کی جسے

میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور اب بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔ اس کی شکل یہی ہے۔
حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری مدد فرماتے کی تھی۔ (خازن)

(۱۰۹) حضرت ابو رافع جو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں فرماتے ہیں۔
ہمارے گھر میں اسلام بھرت ہوئی سے پہلے ہی داخل ہو چکا تھا۔ حضرت عباس اپنا اسلام مکہ
کے کافروں کے ڈر سے ظاہر نہ کر سکے تھے یہاں تک کہ وہ بدر میں کافروں کے ساتھ بھی انھی
کے خوف سے چلے گئے تھے۔ ابولہب نے اپنی جگہ عباس ابن ہشام کو بھیج دیا تھا۔ مگر خود مکہ
میں بے چہن اور بے قرار تھا۔ جب بدر میں کافروں کی ہار کی خبریں پہنچیں تو اس کی بے قراری
اور بڑھ گئی۔ وہ کم زور سا آدمی تھا۔ زم زم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اپنے تیر سیدھے سر رہا تھا۔
میری مالکین ام الفضل جی حضرت عباس کی بی بی میرے پاس بیٹھی تھیں کہ ابولہب گیا۔ شور مچا
کہ بدر سے ابو سفیان ابن حارث ابن عہد اسطاب واپس آئے ہیں۔ وہ بھی ابولہب کے پاس
آئے اور سب جمع ہوئے۔ ابولہب نے ان سے پوچھا کہ تم بدر کی لڑائی کا آنکھوں دیکھا جا
سنافہ ابن حارث نے سارا واقعہ سنایا۔ اس نے کہا: ہم نے مسلمانوں کے ساتھ فہم سے
دلے چکھرے گھوڑوں پر سووار ایسے لوگ دیکھے جنہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ تسان اور
زمین کے بیچ فضا میں اترتے تھے۔ ابو رافع کہتے ہیں: یہ سن کر میرے منہ سے نکلا کہ یہ تو
آسمانی مدد تھی۔ اس پر ابولہب مجھ پر ہل پڑا اور مجھے زمین پر پٹک دیا اور میرے سینے پر
بیٹھ گیا۔ اس پر ام الفضل کو غیرت آئی کہ میرے غلام کو کیوں مار رہا ہے۔ انھوں نے ایک
گھڑی اٹھا کر ابولہب کے سر پر ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا اور بولیں: کیا ابو رافع کو اس سے
مار رہا ہے کہ اس کا مولانا عباس قید ہو گیا ہے۔ ابھی تو میں موجود ہوں۔ ابولہب نے اس سے کچھ
نہ کہا میرے سینے سے اتر کر زخمی حالت میں چلا گیا۔ پھر قدرتی طور پر اس کے پاؤں میں
ایک نہر پلا دانٹ لگا جس سے وہ ساتویں دن مر گیا۔ (تفسیر خازن)

(۱۱۰) بخاری احمد ابو داؤد ابن ماجہ اور ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا۔ وہاں ہمارے قدم کھڑ

تھے۔ ہم مدینہ منورہ گئے مگر شرم سے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں نہ آ سکے کہ ہم کس منہ سے سامنے جا سکیں۔ آخر کار جھجکتے کانپتے حاضر ہوئے۔ فجر سے پہلے کا وقت تھا۔ فرمایا: کون؟ ہم نے عرض کیا: حضور ہم ہیں بھگوزے۔ فرمایا: تم فرار یعنی بھگوزے نہیں بلکہ ملک اور حتی اپنی پناہ کے پاس آئے والے ہو۔ پھر فرمایا: میں مسلمانوں کی پناہ میں ہوں۔ (فیاء النبی)

(۱۱) صوفیائے راسخ فرماتے ہیں کہ غازی کو چاہیے کہ کافروں کے مقابلے میں دلوں پر عقیدے اور کچھ صفات لے کر جائے۔ عقیدہ یہ کہ بزدلی سے آئی موت مل نہیں جاتی۔ عقیدہ نمبر دو یہ کہ بہادری سے موت وقت سے پہلے نہیں آ جاتی۔ اس کے علاوہ غازی شیر کا سا بہادر رہے کر جائے جو مقابلے سے بھاگتا جانتا ہی نہیں۔ شیر ہمیشہ تزار بنے فرار نہیں۔ کبر میں چلنے کی طرح ہو جو ہر ایک کو اپنے مقابل کم زور جانتا ہے۔ بہادری میں گویہ کی طرح ہو جو اپنے سارے اعضاء سے لڑتی ہے۔ بھاری ہتھیار اٹھانے میں چوٹی کی طرح ہو جو اپنے سے کئی گنا زیادہ بوجھ اٹھاتی ہے۔ ثابت قدمی میں پتھر کی طرح ہو جو اپنی جگہ سے ہٹتا ہی نہیں جانتا۔ موقع کی تلاش میں مرغ کی طرح ہو وصف میں ثابت قدمی میں پورے دھیان سے نماز پڑھنے والے کی طرح ہو امیر کی اطاعت میں مقتدی نمازی کی طرح ہو جس کی ہر حرکت امام کے تابع ہوتی ہے۔ اگر یہ صفات لے کر غازی میدان میں جائے تو ان شاء اللہ فتح و ظفر ہی پائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) جو کفار مسلمانوں کی رعایا ہیں ان پر سیاسی ملکی احکام کی اطاعت کرنی۔ زہم ہے۔ مذہبی احکام میں وہ آزاد ہیں یعنی بت پرستی، شراب نوشی، سود خوری کر سکتے ہیں کہ یہ ان کے مذہبی احکام ہیں۔ مگر چوری و کینہی رشوت خوری نہیں کر سکتے کہ یہ ملکی انتظامات ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳) ایک انصاری ہارون بن منذر بن عوف ابن مالک قبیلے سے تھے۔ ان کی کنیت ابو بایہ تھی۔ اس کا گھر بار بال بچے مدینہ کے یہودی بنی قریظہ کے محلے میں رہتے تھے۔ غزوہ خندق کے بعد حضور اکرم ﷺ نے بنی قریظہ کا کبھی دن محاصرہ رکھا۔ وہ تنگ

ہے تو انھوں نے یہی تفسیر کی طرح حضور ﷺ سے صلح کرنے چاہی۔ حضور انور ﷺ نے نکار کیا اور فرمایا کہ اگر چاہو تو سحر ابن معاذ کو ہمارے ہور اپنے جج حکم بنالو۔ یہود نے کہا کہ ابو بابتہ کو ہمارے پاس بھیج دیا جائے تاکہ ہم ان سے مشورہ کر لیں۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے انھیں بنی قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ یہود نے ان سے پوچھا کہ اگر ہم ابن معاذ کو حکم بنالیں تو ہمارے بارے میں وہ کیا فیصلہ دیں گے؟ تمہارا کیا خیال ہے؟ ابو بابتہ نے اپنے حلق پر انگلی پھیری یعنی تم سب قتل کر دیے جاؤ گے۔ انھیں اپنے بال بچوں اور گھر بار کی فکر تھی کہ بنی قریظہ انھیں پریشان نہ کریں۔ مگر اشارہ کرتے ہی خیال آیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خیانت کی کہ ان کا راز ظاہر کر دیا۔ مسجد نبوی میں آئے اور ایک ستون سے اپنے کو باندھ لیا اور بولے: اب مجھے حضور ﷺ ہی کھولیں گے تو کھلوں گا ورنہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ میں نے بڑا بھاری جرم کیا ہے۔ حضور انور کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا گیا۔ فرمایا: اگر ابو بابتہ میرے پاس آج آتے تو میں ان کی معافی کی دعا کرتا۔ اب وہ براہ راست اپنے رب کے پاس حاضر ہو گئے۔ اب وہاں کے فیصلے کا انتظار کرنا چاہیے۔ ابو بابتہ سات دن بھوکے پیاسے رہے یہاں تک کہ غشی آ گئی تب ان کی توبہ قبول ہوئی۔ لوگوں نے کہا تمہاری توبہ قبول ہوئی۔ اب تم اپنے کو کھول لو۔ وہ بولے: ہرگز نہیں بلکہ مجھے حضور اکرم ﷺ اپنے ہاتھ سے کھولیں تو کھلوں گا۔ تب حضور ﷺ نے انھیں اپنے دست مبارک سے کھولا۔ جس ستون سے ابو بابتہ نے خود کو باندھا تھا اسے ستون توبہ اور استغفار کہتے ہیں۔ لوگ وہاں کھڑے ہو کر توبہ استغفار کرتے ہیں اور نوافل پڑھتے ہیں۔ اس توبہ قبول ہونے پر ابو بابتہ حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے کہ مجھ سے یہ گناہ گھر بار مال و متاع کی محبت نے کروایا۔ میں آج سے جس کار بنانا چھوڑتا ہوں اور پناہ سرائیں غریبوں مسکینوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ (خازن تفسیر کبیر)

(۱۳) جب مسلمان مکہ حرمہ سے ہجرت کر کے دوسرے علاقوں میں جاتے ہیں اور وہاں سکون سے رب کی عبادت کرنے لگتے تو مکہ کے کنارے کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی کہ یہ لوگ ہمارے بچے ستم سے کس طرح نکل گئے۔ پھر ایک حج کے موقع پر بارہ ہزار نے

مدینہ منورہ ﷺ کے دوست مبارک پر اسلام کی بیعت کی۔ دوسرے سال حج کے موقع پر ستر انصار نے بیعت کی جسے بیعت عقبہ کہتے ہیں۔ یہ خبر مکہ کے کافروں کو ملی تو وہ آگ بگول ہوئے۔ آخر کار یہ لوگ ایک دن قریش کے سردار قصی بن کلاب کے گھر میں جمع ہوئے جو بدارالندوہ بن چکا تھا یعنی کمپنی گھر۔ ان لوگوں نے عقبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوسفیان، قیس بن عدی، نضر بن حارث، ابوالخثر یا بن ہشام، زید بن اسود، حکیم بن حزام، نبہ بن حجاج اور مسید بن خلف خصوصی مہمان تھے۔ یہ لوگ بولے کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ محمد کا معاملہ ہمارے قابو سے باہر ہوتا جا رہا ہے ان کے اثرات اب دوسرے ملاقوں میں پہنچ رہے ہیں۔ ابھی یہ بات نہیں تک ہو پائی تھی کہ سفید و رومی والا ایک یوز حادروازے پر آکھڑا ہوا۔ پوچھا گیا کہ تو کون ہے اور ہماری اس خصوصی میٹنگ میں کیوں آیا ہے؟ وہ بولا: میں شیخ مجدی ہوں مجھے تمہاری اس سبھ کا یہاں آکر پتہ لگاتو میں بھی تمہیں اچھی صلاحت دینے آ گیا۔ تم کو میرے مشورے سے بہت فائدہ پہنچے گا۔ یہ لوگ بولے: آجائے آپ بھی ہماری سبھ میں شامل ہو جائیے۔ یہ شیخ مجدی ابلیس تھا جو ان میں شامل ہو گیا۔ اب بات آگے چلی۔ ابلیس سے اب تک کی بات چیت کہی گئی۔ وہ بول کہ اپنے مشورے پیش کرو۔ پہلے ابوالخثری بن ہشام بولا: مسلمانوں پر سختیوں کر کے ہمد کچھ چکے ہیں۔ کچھ کام نہ بنا۔ اب ہمیں محمد کا انتظام کرنا چاہیے۔ میرا خیال یہ ہے کہ انھیں ایک گھر میں قید کر کے دروازہ پتھروں سے نہیں دیا جائے تاکہ وہ وہاں ہدک ہو جائیں۔ اس پر شیخ مجدی بولا: یہ رائے ٹھیک نہیں ہے کیونکہ ان کی قوم بنی ہاشم انھیں زبردستی تزدراے گی اور مکہ میں خانہ جنگی چھڑ جانے کا خطرہ ہے۔ اس صورت میں محمد کو بھی فائدہ ہوگا۔ ابوالخثری کی رائے رد ہو گئی۔ اس کے بعد ابن ہشام اٹھا اور بولا کہ انھیں ایک اونٹ پر سوار کر کے مکہ سے اتنی دور نکال دو کہ وہ پھر مکہ کا رخ نہ کر سکیں اور ہمیں ان سے چھٹکارا مل جائے۔ شیخ مجدی بولا: یہ رائے بھی ٹھیک نہیں ہے کیونکہ تم دیکھتے ہو وہ کسی میٹھی زبان والے ہیں کہ اپنی باتوں سے خلق کا دل موہ بیٹے ہیں۔ جو ان کی بات سن لیتا ہے وہ انھی کا ہو جاتا ہے۔ اگر تم نے انھیں مکہ سے نکال دیا تو وہ کہیں اور جا کر وہاں کے لوگوں کو مسلمان کر لیں گے پھر ان کی مدد سے تم پر حملہ کر

دیں گے۔ تم تو اپنی بلاست کی تدبیر کر رہے ہو۔ چنانچہ یہ رائے بھی رد ہوئی۔ پھر بوجہل ٹھہرا اور بولا: میری یہ رائے ہے کہ قریش کے ہر خاندان سے کچھ نوجوان تیز تلوار لے کر ایک دم محمد پر ٹوٹ پڑیں اور انھیں قتل کر دیں۔ یہ پتہ نہ لگے کہ کون قاتل ہے۔ ہی ہاشم کا قبیلہ اتنے سارے قبیلوں سے نہڑ سکے گا۔ خوں بہا ادا کر دیں گے۔ شیخ نجدی بولے: ہاں یہ رائے اچھی ہے۔ چنانچہ یہ قرار داد منظور ہوئی اور مکہ کے کافرا سے علی جامہ پہنانے کے لیے اپنے گھر چلے گئے۔ اھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور انور ﷺ کو اس سارے واقعہ کی خبر دی اور حضور قدس ﷺ کو ہجرت کا سندیر پہنچایا۔ ایک رات قریش کے کافروں نے علی تلواریں لے کر حضور قدس ﷺ کا گھر گھیر لیا۔ حضور ﷺ نے اللہ کے حکم سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ رات میرے ستر پر سو رہو میں قر سے وعدہ کرتا ہوں کہ کفار تمہارا کچھ نہ بگاڑ پائیں گے۔ انھی قاتلوں جاادوں کی امانتیں میرے پاس ہیں ان کی امانتیں دسر کے میرے پاس نہ چلے آنا۔ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بخوشی راضی ہوئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لیا اور کافروں کے گھیرے سے نکل کر خاندور میں تشریف لے گئے۔ اھر یہ کفار حضرت علی کو حضور اقدس سمجھے ہوئے گھیراؤ کیے رہے۔ صبح صادق کے وقت جب حضرت علی ستر رسول سے اٹھے تو کفار حیران رہ گئے۔ پوچھنے لگے اے علی محمد کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا: رب جانے۔ یہ لوگ حضور ﷺ کی تلاش میں دیوانوں کی طرح چاروں طرف پھیل گئے۔ اھر حضور ﷺ اپنے رفیق حضرت صدیق کبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خاندور پہاڑ کے ایک غار میں جہوہ گر ہوئے۔ اللہ کے حکم سے غار کے دہانے پر کھڑی نے جالاٹان لیا اور ایک کہوتی نے نڈھ لے دیا۔ کچھ کافر تلاش کرتے کرتے یہاں بھی پہنچ گئے مگر جالا اور انڈے دیکھ کر اندر داخل نہ ہوئے۔ حضور انور ﷺ نے خاندور میں تین دن قیام فرمایا پھر مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ (تفسیر خازن بیضاوی، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی وغیرہ)

(۵۱) قبیلہ بن عبد الدار کا ایک شخص تھا نصر بن حارث ابن ملجم جو تجارت کے سلسلے

میں قرآنِ کریم کو فہم دیکھ رہا تھا اور وہاں فارسی والوں کو رسم اور سنند یا روغیرہم کے قصے کہتے سنتے دیکھتا رہتا تھا۔ اس نے وہ قصے یاد کر لیے اور وہاں سے ان داستانوں کی کتاب خرید کر ساتھ لایا۔ اس کے ساتھ اس نے یہودیوں اور عیسائیوں کو سجدے بخود کرتے اور عبادت کرتے دیکھا تو وہ مکہ آ کر کافروں سے بولا کہ محمد تم کو عباد اور شوقیہوں کے قصے سناتے ہیں۔ تو میں تم کو سنند یا روغیرہم کی کہانیاں سناؤں۔ وہ تم کو قرآن سناتے ہیں میں تمہیں کلیلہ رنہ کی کتاب دکھاؤں۔ وہ اپنی امت کو رکوع اور سجود کا حکم دیتے ہیں میں یہود اور نصاریٰ کو یہ کام کرتے دیکھتا ہوں اگر یہ برحق ہیں تو میں اور یہود اور نصاریٰ بھی سچائی پر ہیں۔ جب نصر ابن حارث نے یہ کہو اس کی تو حضرت عثمان بن مظعون نے اس سے کہا: اے بد نصیب اللہ سے ڈر۔ حضور نور ﷺ بالکل حق فرماتے ہیں۔ وہ سچے ہیں ان کا کلام بھی سچا نہضر ہوا: میں بھی تو سچا ہوں اور میرا کلام بھی سچا ہے۔ وہ کہتے ہیں لا الہ الا اللہ میں بھی کہتا ہوں لا الہ الا اللہ۔ میں اتنا اور کہتا ہوں کہ مد نکہ بنات اللہ یعنی فرشتے اللہ کی بنیاں ہیں۔ پھر بولا کہ الہی اگر قرآن اور محمد کے فرمان سچے ہیں تو مجھ پر اور میری قوم پر قوم لوط کی طرح آسمان سے پتھر برسا دے یا قوم صالح اور قوم ہود کی طرح کا عذاب بھیج دے۔ نصر ابن حارث وہ بد بخت زلی کافر ہے جس کے ہارے میں قرآن کریم ہیں دس سے زیادہ آیتیں نازل ہوئیں۔ غزوہ بدر میں تین مخصوص کو حضور نور نے قتل کیا: طعنه بن عدی، عقبہ بن ابی معیط اور نصر ابن حارث یعنی اس کا۔ نہ مانگا عذاب اس پر نازل ہوا۔ (تفسیر خازن)

(۱۱۶) جنگ احد کے موقع پر ابو سفیان ابن حرب نے بہت سے کافروں کو کمرے پر جنگ کے لیے تیار کیا۔ ان پر چالیس اوقیہ سونا خیرتی کیا۔ ایک اوقیہ چالیس مثقال کا ہوتا ہے اور ایک مثقال ساڑھے چار ماشے کا۔ (خازن روح المعانی)

(۱۱۷) مسلم شریف کے آخر میں حدیث ہجرت ہے جس میں روایت ہے کہ حضور نور ﷺ کے بدینہ پاک پہنچنے پر انصار بازاروں میں یا محمد رسول اللہ کے نعرے لگاتے پھرتے تھے۔

(۱۸) اللہ کی راہ میں قتل کی تین صورتیں ہیں: مرتد کا قتل، زانی کا رجم اور ظالم قاتل کا قتل۔ حضور انور ﷺ کے گستاخ کا قتل اگرچہ ہمارا بھائی برادر ہو مگر قتل کا مستحق ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹) جنت کے سوا وہ جہنم کے لیے خاص ہیں جن کے جج کے جیسے کا نام فردوس ہے یہی پر عرش الہی ہے اور اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ (تخلیۃ الہامی)۔
(۲۰) جب ہجرت کے بعد بھی مکہ الوں کی دشمنی تم نہیں ہوئی بلکہ بڑھتی ہی گئی تو عاجز ہو کر حضور نور ﷺ نے ان کے حق میں بددعا کی جس کے اثر کا ظہور یوں ہوا کہ ادھر بارش رکی اور ادھر یہ نہ (یعنی کالاف) کے ٹیکس شمارہ نے جو مسلمان ہو چکے تھے خدا بھیجا ہند کر دیا۔ تاکہ کی منڈی یہاں سے تھی۔ اب قحط پورا ہو گیا۔ یہ قحط اتنا سخت تھا کہ لوگوں نے مردار کا گوشت کھا س ہڈیوں سب کھائی شروع کر دی تھیں۔ ابو سفیان وغیرہ نے سرکار ﷺ کو تنہا بھی اور آپ کے حضور نے بھی کہ دعا کرو ایمں۔ سرکار جان رحمت ﷺ نے دعا فرمائی لیکن قرآن کی پیش گوئی کے مطابق اس فادح لہائی کے بعد بھی شرکوں نے دشمنی نہ چھوڑی بلکہ اور شدت سے مخالفت کرنے لگے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱) ۱۲ھ میں چھ ہجری کا جب مطابق، رقی ۸۲۶ عیسوی تھا اور مکہ کی حکومت پر بھی بدستور قریش کے شرکوں کا ہی قبضہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک خواب کی بنا پر کعبہ کی زیارت کرنے اور عمرے کا خیال پیدا ہوا۔ آپ تقریباً چودہ سو احرام پوش صحابہ کی جماعت کے ساتھ کعبہ کے طواف کے لیے روانہ ہوئے۔ مکہ شہر سے تین میل اتر میں ایک جگہ حدیبیہ ہے۔ ابھی قافلہ یہیں تک پہنچا تھا کہ ادھر سے مکہ کی حکومت کی طرف سے مزاحمت کی خبر ملی۔ حضور انور ﷺ نے آگے بڑھنے کی بجائے وہیں قیام فرما دیا۔ اور ایک قاصد کے ہاتھ مکہ الوں کو یہ پیام کہلا بھیجا کہ ہم ٹرنے نہیں بلکہ صرف صلح اور آشتی کے ساتھ عمرہ ادا کرنے آئے ہیں۔ جواب نہ آیا تو حضور انور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ ان کی واپسی میں دیر ہوئی اور یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضور انور ﷺ کے یہ سفیر شہید کر دیے گئے۔ سرکار

ﷺ کو حقیقت کا علم تھا مگر صحابہ ظاہری خبر سے گھبرائے اور ان میں غصے کی لہر دوڑ گئی۔ انھوں نے حضور انور ﷺ کے دست مبارک پر جہاد کی بیعت کی۔ شرکوں نے یہ سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس بھیج دیا۔ اب مکہ کے کچھ سردار بھی حضور انور ﷺ کی خدمت میں آئے اور بات چیت کے بعد ایک صلح نامہ تیار ہوا جس کی اکثر دفعات سے بظاہر مسلمانوں کی نیکی ہوتی تھی۔ اس لیے کچھ صحابہ کو درمیان میں بہت جوش بھی آ گیا مگر حضور ﷺ نے سب کو راکا اور آخر میں شرکوں کی ہی شرائط پر صلح نامہ تیار ہو گیا۔ حضور انور ﷺ اپنے جاں نثاروں کے ساتھ مکہ معظمہ تک پہنچنے سے پہلے ہی واپس آئے۔ مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ فتح خیبر بلکہ آئندہ کی تمام اسلامی فتوحات کا سنگ بنیاد یہی صلح مدینہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۲) فتح خیبر اسلامی فتوحات میں ایک اہم سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے۔ خیبر مدینہ منورہ سے سو میل کے فاصلے پر شام کے راستے میں یہود کی ایک مضبوط قلعہ گڑھی تھی اور یہیں دوست مند اور طاقتور یہودیوں کی ایک بستی بھی آباد تھی۔ اس جنگ میں کل انیس مسلمان شہید ہوئے۔ یہود کے ترانوے آدمی کام آئے اور ر میں حجاز پر ان کا سب سے مضبوط قلعہ مسخر ہو گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۳) حاطب ابن ابی بلتعابہؓ یعنی ثم کی بڑی مرتبے کے بڑے صحابی تھے۔ خود تو ہجرت کر کے مدینے آئے تھے مگر سارا خاندان مکہ میں ہی تھا۔ فتح مکہ سے ذرا پہلے اپنے خاندان و عورتوں کو خط لکھا کہ بہت جلد مکہ پر چڑھائی ہونے والی ہے۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعے خبر ہو گئی۔ آپ کے حکم سے وہ عورت پکڑ کر لائی گئی جو خط چھپا کر سے جا رہی تھی۔ حضرت حاطب نے اپنے بیان میں کہا کہ میری نیت بری تھی میں نے تو صرف یہ سمجھ کر لکھا کہ اس میں سلام کا کوئی نقصان نہیں۔ آپ کو فتح تو اللہ کے فضل سے ضرور ہو کر رہے گی ہاں میری اس اطلاع سے مکہ والے ضرور میرا احسان ماننے لگیں گے اور میرے خاندان والوں کی رعایت کریں گے کہ مجھے پر دیسی اور میرے خاندان کا مکہ والوں پر کوئی قرابت کا حق وغیرہ بھی نہیں ہے۔ حضور انور ﷺ نے ان کی نیت کی سچائی کی تصدیق کر کے فرمایا کہ تم سچے ہو

بلکہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ذاتی جوش میں اس دفعہ کو لگو کر اپنا چاہو دشمن سے مل جانے والوں اور مخبری کرنے والوں کے لیے ہے تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: یہ تو ہداری ہیں اور تمہیں معلوم ہے کہ ہمدردیوں کے خلوس اور ایمان کی جانچی خود اللہ تعالیٰ کر چکا ہے۔ حضرت صاحب پر صحابی اور پھر ہمدردی صحابی ہونے کے باوجود اتنی سخت پکڑ ہوئی اس سے ظاہر ہے کہ ساری شریعت میں حربی دشمن سے خطا و کوتاہی رکھنا یا قتل قائم رکھنا کس درجے کا شدید جرم ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۳) حدیث میں آیا ہے کہ جب تک تو پہ منقطع نہ ہوگی ہجرت بھی منقطع نہ ہوگی اور تو پہ سورج کے مغرب سے نکلنے کے بعد منقطع ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۵) حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پہ کوخروہ ذات العہد بھی کہتے ہیں۔ خطہ کا مطلب ہے پتہ بھانڈنا۔ اس لشکر کے سردار حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ تو شے کی کمی سے یہ نوبت آئی کہ درختوں کے پتے بھانڈ کر کھائے۔ سمندر کے کنارے سے یہ لشکر با رہا تھا کہ سمندر نے ایک بہت بڑی مچھلی کنارے پر پھینک دی۔ اس مچھلی کا نام عنبر ہے۔ یہ اتنی بڑی تھی کہ آدھے مہینے تک سارا لشکر اس سے پیٹ بھر رہا تھا۔ لشکر میں تین سو آدمی تھے۔ اس مچھلی کی ایک پہلی کی ہڈی حضرت ابو عبیدہ نے گھڑی کر دی تو بہت اونچا آدمی اس کے نیچے سے نکل آیا۔ اس کی آنکھ کے ڈھیلے میں منوں آنا فیر کیا جاتا تھا۔ مدینہ لوٹ کر صحابہ کرام نے حضور انور ﷺ سے اس مچھلی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق دیا کھاؤ اور اگر اس میں سے کچھ بچا ہو تو مجھے بھی دو۔ چنانچہ اس مچھلی کا کچھ گوشت حضور انور ﷺ کی خدمت قدس میں پیش کیا گیا جسے سرکار ﷺ نے تناول فرمایا۔ (سیرت سدس عربی)

(۱۲۶) حضور انور ﷺ نے صلح حدیبیہ سے وفات اقدس تک کے عرصہ میں قیدیوں کے سرداروں، علاقائی افسروں، پڑوسی بادشاہوں اور مذہبی پیشواؤں کے نام تقریباً ڈھائی سو خطوط روانہ فرمائے۔ (فضیاء النبی)

(۱۲۷) فقہ کے ماہروں نے لکھا ہے کہ جب ایک ملک میں وہ کراہین کے فرائض

پور کی طرح ادا نہ ہو سکتے ہوں اور یہ معلوم ہو کہ کوئی دوسرا ملک ہے جہاں دینی فرائض ادا ہو سکتے ہیں تو پہلے ملک سے دوسرے ملک کی طرف ہجرت واجب ہو جاتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۸) ہجرت کی رات حضور انور ﷺ ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا کے مکان کے دروازے پر برآمد ہوئے۔ ابو جہل، ابوسہب، ابوسفیان اور قریش کے دوسرے سرداروں کو دیکھا کہ وہ مکان کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں۔ آپ نے سورہ یاسین کی شروع کی آیتیں پڑھیں اور پھر زمین سے تین مٹھی مٹی اٹھ کر شاہت الوجوہ (پھر بکس ان کے منہ) پڑھتے ہوئے آپ نے سامنے دائیں بائیں کافروں پر پھینک دیں اور انھی کے حج سے چلتے ہوئے بیت اللہ شریف تشریف لے گئے۔ (ضیاء النبی)

(۱۲۹) جس وقت حضور انور ﷺ ہجرت فرما رہے تھے تو سراقہ نے سرخ انٹوں کے

انعام کے لالچ میں آپ کا پیچھا کیا مگر جب اس کی سواری اللہ کے حکم سے ریت میں دھنس گئی تو اس نے حضور ﷺ سے معافی مانگی۔ سراقہ نے عرض کیا مجھے یقین ہے کہ ایک دن آپ مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوں گے لہذا مجھے ایک امان نامہ لکھ دیجیے تاکہ آپ کی فتح کے وقت میرا گھرانہ آپ کی فتح سے محفوظ رہ سکے۔ حضور انور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امان نامہ لکھنے کا حکم دیا۔ دنیا کا یہ پہلا امان نامہ سراقہ کو ملا۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا: سراقہ میں تیرے بات میں سہری کے ٹنگن دکھ رہا ہوں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں جب روم فتح ہوا اور مسجد نبویؐ میں سہری کے زیور لارڈ اسے لئے تو خیفۃ المسلمین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کو ٹنگن دکھا فرمائے۔ اس طرح سچے نبی کا قول برسوں بعد سچ ہو کر رہا۔ (بخاری)

(۱۳۰) نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے جس وقت مدینے میں داخل ہوئے اس وقت کا

منظر یہ تھا کہ ایک اونٹ پر عبد اللہ بن اریقظ عیسائی مہر دوسرے پر عامر بن ابی مرہ (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام) تیسرے پر آگے حضور سرور عالم ﷺ اور پیچھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے۔ (سیرت رسول عربی)

(۱۳۱) بیعت رضوان ایک بڑے کاٹے دار درخت کے نیچے ہوئی تھی۔ جس کو عرب میں شروہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو ان دیکھا کر دیا۔ اگلے سال صیہ رام نے بہت تلاش کیا مگر یہ درخت کسی کو نظر نہیں آیا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ بیعت رضوان میں حضرت خضر علیہ السلام نے بھی حضور ﷺ سے بیعت کی۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۳۲) فتح مکہ کن آنحضرتؐ میں واقع ہوئی۔ (بخاری شریف)

(۱۳۳) قیمت وہ مال ہے جو جہاد میں جبراً کافروں سے چھینا جائے اور منقول مال ہو۔ زمین اور غلام اس میں نہیں آتے۔ ساری قیمت کے پانچ حصے کیے جاتے تھے۔ ایک حصہ اللہ و رسول کے نام کا باقی چار حصے مجاہدوں کے۔ پھر اللہ نام کے حصہ کے پانچ حصے کیے جاتے تھے جن میں ایک حصہ حضور ﷺ کا جسے وہ اپنی ذات اور اپنے گھروالوں پر خرچ کرتے اور دوسرا حصہ حضور ﷺ کے ان رشتہ داروں کا جو نسب اور نصرت میں ان کے قریب ہیں۔ میرہوں یا غریب۔ تیسرا حصہ عام ہتھیاروں کا۔ چوتھا حصہ عام مسکینوں کا اور پانچواں حصہ ہ گنہگاروں کا۔ (تفسیر نجفی) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضور ﷺ کی وفات شریف کے بعد حضور اور آپ کے رشتہ داروں کا حصہ دونوں قسم ہوئے۔ اب اللہ نام کے حصے کی تقسیم تین حصوں پر ہوئی: یقیناً مسکینوں اور مسافروں پر۔ ہاں ان تینوں میں حضور کے رشتہ داروں کو ترجیح دی جائے گی۔ (تفسیر احمدی روح البیان)

(۱۳۴) مسلم شریف میں حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو تیر اندازی سیکھے پھر اسے چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

(۱۳۵) ابوداؤد شریف میں حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک تیر کی برکت سے اللہ تین شخصوں کو جنت دے گا: خیر کی نیت سے تیر بنانے والا، تیر چلانے والا اور اسے مدد دینے والا۔ اس لیے تیر اندازی اور گھڑ سواری کرو۔ مجھے گھڑ سواری سے زیادہ تیر اندازی پسند ہے۔

(۱۳۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی کے بالوں سے قیمت تک خیر

بندھی ہوئی ہے۔ (بخاری مسلم)

(۱۳۷) بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم

ﷺ نے فرمایا: جو خیر کی نیت سے گھوڑا پالے تو قیامت کے دن گھوڑے کی لید اوپیشاب اس کی نیکیوں کے بدلے میں ہوں گے۔

(۳۸) نبی کریم ﷺ نے تیرہ یا سترہ رمضان میں آنحضرتؐ میں مکہ مکرمہ فتح کیا۔ مکہ

معتزلہ سے تین دن کی راہ پر طائف کے قریب ایک جگہ بنے حنین جہاں کی حضرت حبیبہ تھیں۔

وہاں کے دو قبیلے ہوازن اور ثقیف سخت سرکش تھے۔ انھوں نے آپ میں صدام کی کہ محمد

(ﷺ) کی شان و شوکت بہت بڑھتی جا رہی ہے۔ اگر یہی حال رہا تو وہ ہم پر بھی غاصب

جا میں گئے۔ اس لیے ہم دونوں قبیلے مل کر ان پر حملہ کر دیں۔ انھیں پتہ چل جائے گا کہ ہم کتنے

بہادر ہیں۔ دونوں قبیلے حملہ کی تیاری کرنے لگے۔ حضور ﷺ نے یہ حالات معلوم کر کے ان پر

حملہ کی تیاری کی۔ بارہ ہزار کی جماعت نے کرسن آنحضرتؐ کے شوال کے شروع میں مکہ مکرمہ

سے روانہ ہوئے اور دس شوال کو حنین پہنچ گئے۔ مکہ بلکہ میں ہوازن اور ثقیف دونوں قبیلے آئے۔

ہوازن کا سردار مالک ابن عوف تھا اور ثقیف کا سردار کنانہ ابن عہد تھا۔ ان دونوں قبیلوں کی

تعداد اچار ہزار تھی۔ کچھ مسلمانوں نے کہا کہ آج ہم کافروں سے تین گنا زیادہ ہیں ہم ہرگز غلوب

نہیں ہوں گے۔ یقیناً حضور ﷺ کو ان گوار ہوا کہ مسلمانوں کی نظر اپنی کثرت پر پڑی اللہ کی نصرت

پر نہ گئی۔ (مدارج النبوا) تفسیر کبیر خازن روت العالی) آخر کار کھمسان کی جنگ ہوئی۔ ہوازن

اور ثقیف بھاگ نکلے۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا۔ ان کے ساتھ مال بہت زیادہ تھا۔ مسلمان

مال غنیمت جمع کرنے اور انھیں قید کرنے میں مصروف ہوئے۔ ان دونوں قبیلوں نے پیٹ

کر زوردار حملہ کیا۔ یہ لوگ تیر چالانے میں کمال رکھتے تھے۔ ان کے تیروں کی بارش سے

مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور بھگدڑ مچ گئی۔ مگر حضور ﷺ اپنی جگہ ڈٹے رہے بلکہ آگے

بڑھتے رہے۔ آپ کے ساتھ حضرت عباس بن عبدالمطلب، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب،

جعفر بن ابوسفیان، بنی حارث، علی ابن ابی طالب، ربیعہ ابن حارث، فضل ابن عباس، امامہ بن زید

ابن ابی ہبیدہ جو حضور ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے، ابو بکر صدیقؓ نے ان میں خطاب یہ دس حضرات رہے۔ ان کے علاوہ صحابہ اور بھی تھے جو جبرپہ مگر حضور ﷺ کے ساتھ نہ تھے بلکہ اپنے اپنے سرگروہوں میں تھے۔ (تفسیر ساوی) کافروں نے حضور نور ﷺ پر ایک ساتھ حملہ کیا۔ حضور ﷺ یہ فرماتے ہوئے خچر پر سے گوار سونت کر اترے کہ میں جہوٹا نہیں ہوں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ حضور ﷺ کی یہ بے مثال شجاعت دیکھ رکھ رکائی کی طرف پھٹ گئے۔ اس وقت حضرت عباسؓ حضور ﷺ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ اور ابو سفیان بن حارث رکاب سنبھالے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے حکم دیا عباسؓ بن مسلمانوں کو پکارا کہ میں یہاں ہوں تم کہاں جا رہے ہو؟ حضرت عباسؓ کی آواز آٹھ میل تک سنی جاتی تھی۔ (تفسیر ساوی) حضرت عباسؓ نے پکار رکائی: اے سورہ بقرہ والو! اے مدینہ والو! رسول اللہ یہاں ہیں دھر!۔ سب لیک لیک کہتے ہوئے دوڑ پڑے اور حضور ﷺ کے گرد جمع ہوئے۔ حضور ﷺ نے ایک مٹھی کنکریاں کافروں کی طرف پھینکیں جو ان کی آنکھوں میں ایک ایک پڑیں۔ پھر جو مسلمانوں نے حملہ کیا تو رب تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ میں مسلمانوں کو شاندار فتح عطا فرمائی۔ اس غزوہ میں کافی مال قیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ چوبیس قیدی جن میں عورتیں سچے بہت تھے چوبیس ہزار اونٹ، بکریوں کا تو شمار ہی نہیں۔ ان قیدیوں میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ شریک بہن یعنی حضرت علیؓ کی بیٹی بھی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کا بہت احترام کیا اور انھیں بہت سامان دے کر آزاد فرما دیا۔ دوسرے قیدی بھی واپس کر دیے گئے۔ (تفسیر ساوی) پھر حضور ﷺ ہمیں سے طائف تشریف لے گئے۔ مقام حرا میں حضور ﷺ نے مال قیمت تقسیم کیا۔ ہمیں سے حضور ﷺ نے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کیا۔ اس موقع پر حضور ﷺ نے ابو سفیان بن حرب، صفوان بن امیہ، عید بن حصین، اقرع ابن حابس کو سو سو اونٹ عطا فرمائے۔ (خازن)

(۱۳۹) غزوہ حنین میں فرشتوں کا شریک ہونا ثابت ہے مگر ان کا مسلمانوں کے ساتھ مل کر کافروں سے جنگ کرنا ثابت نہیں۔ ایک قول کے مطابق ان فرشتوں کی تعداد سو اہل

بزرگ تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰) نبی کریم ﷺ فتح مکہ غزوہ حنین فتح طائف اور عمرہ چھ ارادے سے فراغت پا کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔ کچھ قیام فرمایا۔ خبر لگی کہ رومی لشکر بڑی بھاری تعداد میں شام کے شہر تبوک اور اس کے آس پاس کے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے جمع ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے چاہا کہ انہیں پیش قدمی نہ کرنے دیں بلکہ تبوک پہنچ کر وہیں ان پر جہاد کریں۔ حضور ﷺ نے اپنے اس ارادے سے مسلمانوں کو مطلع فرما دیا۔ تبوک مدینہ منورہ سے بہت دور ٹک بھگ پانچ سو میل پر تھا۔ موسم سخت گرم تھا۔ مدینہ والوں کے کھجوروں کے باغ تیار تھے اس لیے یہ جہاد منافقوں کو نامطلوبہ اور کچھ صحابہ کو خاص طور سے بہت بھاری معلوم ہوا۔ حضور ﷺ نے رجب سن نو ہجری میں تیس یا چالیس ہزار کے بھاری لشکر کے ساتھ کوچ فرما دیا۔ اس لشکر میں دس ہزار گھوڑے تھے۔ اس غزوہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار مجاہدوں کو جہاد کا سامان دیا۔ دس ہزار اشرفیاں، نو سو اونٹ، سو گھوڑے سامان کے ساتھ دیے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال جہاد میں دے ڈالا۔ اس سامان کی مالیت چار ہزار درہم تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھا مال، حضرت عہد الرحمن ابن عوف نے سو وقیعہ سونا دیا۔ حضرت عباس اور حضرت طلحہ نے بھی بھاری عطیہ دیا۔ عورتوں نے اپنے زیور تار کر کنڈر کر دیے۔ حضور ﷺ نے مدینے کے انتظام کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وجہ الکرم اور محمد بن سلمہ انصاری کو چھوڑا۔ اس لشکر میں عہد اللہ بن ابی منافق اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوا مگر مدینہ الوداع سے ہی لوٹ گیا۔ اس جہاد میں بڑا جہنم حضرت صدیق کبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا گیا دوسرا ہزار چہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔ قبیلہ اوس کا جہنم اسید بن حصیر کو خزرج کا جہنم اباباب بن مندوکہ۔ اس غزوے میں منافق تو گئے ہی نہیں کچھ مسلمان ارادہ ہی کرتے رہ گئے شریک نہ ہو سکے۔ (تفسیر ساوی غزوات العرفان روح البیان)

(۳۱) غزوہ تبوک نام غزوہ عسرت اور غزوہ فاصحہ بھی ہے کیونکہ اس موقع پر مسلمان بڑی تنگی میں تھے اور اس سے منافقوں کی بڑی فضیحت اور رسوائی ہوئی۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۳۲) بسبب حضور نبی کریم ﷺ کی تحریک پہنچے تو وہاں پانی کا ایک چشمہ تھا جس میں پانی بہت تھوڑا تھا۔ حضور ﷺ نے اس میں کئی فرمادی جس سے پانی بہت زیادہ ہو گیا۔ اسلامی لشکر اور اس کے تمام جانور سیر ہوئے۔ روم کے بادشاہ ہرقل نے حضور ﷺ کا مقابلہ نہیں کیا۔ رومی فوجیں وہیں چلی گئیں۔ جنگ کی نوبت ہی نہ آئی۔ (غزوان العرفان)

(۱۳۳) مسلمانوں نے حدیبیہ میں پڑاؤ ڈالنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ یہاں کہیں پانی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے ترش سے تیر نکال کر ایک سہلی کو دیا کہ اسے وادی کے کسی کنوئ میں ڈال دو۔ جیسے ہی ایسا کیا گیا کنوئ سے پانی جوش مار رہا اہل پڑاؤ اور سب انسان اور جانور سیراب ہوئے۔ (روح المعانی)

(۱۳۴) بسبب حضور ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہجرت کے سفر پر نکلے تو حضرت صدیق اکبر بھی حضور ﷺ کے آگے چلتے بھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا: اے ابوبکر یہ کیا؟ عرض کیا: میں ہوں اکیلا اور ستمیں ہیں چار۔ ہر سمت سے حضور پر حملے کا خطرہ ہے۔ اس لیے میں ایسا کر رہا ہوں تاکہ جدھر سے بھی حمل ہو تو پہلے مجھ پر ہو۔ آخر کار انھوں نے حضور ﷺ کو اپنے کانہ حمے پر لے لیا اور خود پنجوں کے بل اس طرح چلے کہ ہر پنجہ زمین پر رکھ کر گھمادیے تاکہ بچنے کا نشان نہ رہ جائے اور کوئی کھون نہ نکال سکے۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۳۵) ہجرت کے سفر میں جب حضور ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار ثور میں رہے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سخت پیاس آئی۔ پانی موجود نہ تھا۔ حضور قدس ﷺ نے فرمایا: جاؤ غار کے کونے میں پانی پی لو۔ یہ آئے تو وہاں پانی کا چشمہ دیکھا جس کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیریں برف سے زیادہ ٹھنڈا مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ آپ نے خوب پی بھر کر پیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ کوثر کا چشمہ تھا جو اسے ابو بکر اللہ نے تمھارے لیے یہاں بھیجا۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۳۶) ہجرت کے وقت مکہ کے کافروں کی ایک ٹولی حضور ﷺ کو ڈھونڈتے

ڈھونڈتے مارٹورنگ پہنچ گئی۔ یہ سب لائچیوں اور ٹکڑوں سے لیس تھے۔ ان میں سے ایک بولسا مار کے اندر بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اس کا نام عتقرہ ابن گرز تھا جو فتح مکہ کے دن ایمان لایا۔ مسید بن خلف بولا: یہ مخرنی کا جالاحمد کی پیدائش سے پہلے کا ہے اگر وہ اس میں داخل ہوئے ہوتے تو یہ چار ٹوٹ کر بکھر جاتا۔ پھر یہ نولی وہاں سے چلی گئی۔ ان کافروں کے چلے جانے کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر یہ لوگ ہمیں دیکھ لیتے تو ہم کہاں جاتے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: وہاں جاتے۔ یہ بہہ رخسار کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں نے دیکھا وہاں ایک سمند کا کنارہ ہے جس میں ایک کشتی ٹپی ہوئی ہے۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۳۷) غزوہ تبوک کی روانگی کے موقع پر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر میں تھے۔ جب واپس آئے تو دھوپ تیز تھی۔ دوپہر کا وقت تھا۔ اپنے باٹا میں ان کا مکان تھا۔ پٹنپے تو دیکھا کہ سایہ دار گھنے باغ میں گھر کے اندر گوشت کی ہانڈی چولہے پر بنے ہوئی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ سواری پر بیٹھے بیٹھے ہی پوچھا: جناب مصطفیٰ ﷺ کہاں ہیں؟ بی بی صاحبہ نے عرض کیا: غزوہ تبوک پر تشریف لے گئے ہیں۔ بولے: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور انور ﷺ دھوپ کے میدان میں ہوں اور میں گھنے باغ کے سائے میں۔ حضور انور ﷺ چھ گل کا گرم پانی پی رہے ہوں اور میں یہاں خمیری روٹی بھنے گوشت سے کھاؤں۔ یہ کہا اور سواری کی رکابہ جوک کی طرف پھیر دی اترے بھی نہیں۔ کچھ آگے گئے تو حضور انور ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ تھے دکھائی دیے۔ آپ بھی حضور ﷺ کے ساتھ خوش خوش واپس آئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۸) بلی بی ہندہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنے شوہر ابوسفیان کی شکایت کی کہ وہ کنبوس ہیں مجھے کافی خرچہ نہیں دیتے۔ کیا میں ان کی جیب سے ضرورت بھر کے پیسے نکال سکتی ہوں؟ حضور ﷺ نے انہیں ضرورت بھر کے پیسے نکال لینے کی اجازت دیدی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۹) غزوہ بنی غطفان کے موقع پر نبی کریم ﷺ ایک منزل میں ایک درخت

کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام بھی اس جنگل میں انگ انگ جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک غلط فہمی کا فرائیاد اور حضور ﷺ کی تلوار قبضے میں کر لی اور وہی تلوار سنتِ حضور ﷺ سے ہو کر اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ۔ یہ سنتے ہی اس کا بدن کانپا، تلوار ہات سے گر گئی۔ حضور ﷺ نے تلوار اٹھالی اور فرمایا: اب بتا دیجئے میرے ہات سے کون بچائے گا؟ وہ بولا: کوئی نہیں۔ تب حضور ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے بد نہ کیا یہ کرم دیکھ کر وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ (روح المعانی، رد المحتار، البیان وغیرہ)

(۱۵۰) غاری کو جہاد میں تین چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے اور تین چیزوں پر عمل: جہاد میں صرف مال حاصل کرنے یا ملک گیری کی نیت ہرگز نہ کرے۔ اللہ کے دین کی خدمت، مظلوم مسلمانوں کی مدد اور حمایت کی نیت ہو۔ اپنی تعداد یا اپنی قوت یا اپنے ہتھیار پر ہرگز بھروسہ نہ کرے۔ جہاد کے دوران قیمت لوٹنے کی کوشش نہ کرے۔ پہلے فتح حاصل کرے پھر سب مال قیمت اللہ کے دین سے اپنا لے۔ کرنے والے کام یہ ہیں: جہاد میں اللہ کا نام۔ فتح اور نصرت کو رب تعالیٰ کی دین جانے اس کا شکر ادا کرے، نماز ہرگز نہ چھوڑے، افر تفری کی حالت میں پیدل یا سواری پر چلتے ہوئے اٹارے سے نماز پڑھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۱) غزوہ احد کے لیے مکہ کے کافروں کا لشکر روانہ ہوا اور وہ لوگ جب بوٹائی مقام پر پہنچے جہاں نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر انور ہے تو انھوں نے چاہا کہ قبر طہر کو کھول کر حضرت آمنہ کی نعش مبارک یا ہڈیاں اپنے ساتھ لے لیں تاکہ اگر اس جنگ میں ہمارے کچھ لوگ مسلمانوں کے قیدی ہو جائیں تو ہم ان سے بہ سہولت کہ ہمارے قیدی ان ہڈیوں کے بدلے میں رہا کر دو۔ ابوسفیان نے اس رائے کو نہ مانا اور کہا: اگر تم نے یہ حرمت کی تو بنو بکر اور بنو خزاعہ جو محمد ﷺ کے حلیف ہیں تمہارے مردوں کی ساری قبریں اکھاڑ کر ہڈیاں دہر پھینک دیں گے۔ (مدارج النبوۃ)

(۱۵۲) حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد کے دن حضور اکرم ﷺ کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے ہوئے تھے اور عرض کرتے تھے: یا رسول اللہ! رب تعالیٰ میرے

جسم اور جان کو آپ کے لیے ڈھال بنا دے۔ آپ تیر اندازی میں ماہر تھے۔ حضور نور ﷺ آپ کو کمزیاں اٹھ کر دیتے جب آپ کمان میں لگاتے تو وہ کمزری تیر بن جاتی۔ حضور ﷺ نے آپ کو بھگور کی ایک شاخ دی جو آپ کے ہات میں پہنچتے ہی تلواریں ٹوٹ جاتی۔ جیسے کہ بدر کے دن حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہات میں کمزری تلوار بن گئی تھی۔ اس تلوار کا نام سحر جون تھا۔ یہ تلوار مقتسم باللہ نے دوسو دینار میں خریدی۔ (حدارح النبوة)

(۵۳) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت صہیب ابن سنان اور علی ابن یاسر اور ان کی والدہ سمیہ اور یاسر اور حضرت بلال اور حضرت خیاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم مکہ مکرمہ سے ہجرت کے ارادے سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ راستے میں تھے کہ مشرکوں نے "گھیرا۔ حضرت خیاب اور ابو ذر تو بھاگ کر نکلتے تھے۔ ان لوگوں نے حضرت یاسر کو قتل کر دیا اور حضرت سمیہ کے دونوں پاؤں دو اونٹوں کے پیروں سے باندھ کر انھیں ایک ایک سمتوں میں ہانک دیا جس سے وہ بھی شہید ہو گئیں۔ حضرت صہیب سب سے بڑے تھے اور تیر اندازی میں ماہر تھے۔ انھوں نے اپنا تیر کمان منہا ادا اور فرمانے لگے: اے قریش جب تک میرے تیر ختم نہ ہو جائیں تم میرے پاس نہیں پہنچ سکتے۔ یہ ایک تیر سے کئی آدمیوں کو ہلاک کروں گا۔ تیروں کے بعد تلوار کی باری بنے تمھاری جماعت کو کھیت کی طرح کاٹ کر رکھ دوں گا۔ میں بوڑھا آدمی ہوں میرے چلے جانے سے تمھارا کوئی نقصان نہیں اور رہنے سے تمھارا کچھ فائدہ بھی نہیں۔ اگر تم مجھے میرے آقا ﷺ کے پاس چلا جانے دو تو مکہ مکرمہ میں میرا بہت سامان فن بنے میں تمھیں اس کا پتہ بتاؤں تم جا کر سب سے لو۔ کفار اس پر راضی ہوئے۔ آپ نے اپنے مال کا پتہ دیدیا اور مدینہ پاک آئے۔ مدینہ میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا: اے صہیب! تم بڑے نفع کا سودا کر کے آئے۔ صہیب نے پوچھا: کون سا سودا؟ تب صدیق کبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا: تم جس وقت اپنا مال دے کر کافروں سے جان چھڑ رہے تھے اس وقت یہاں قرآن کی آیت اتر رہی تھی جس میں تمھاری تجارت کی تعریف ہے۔ یہ آیت سورہ بقرہ

کی آیت نمبر دو سو سات ہے۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۵۴) حضور انور ﷺ نے خزوہ اجزاب کے موقع پر جسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں، صحابہ کرام کو خندق کھودنے کا حکم دیا اور ہر دس صحابہ پر چالیس زر زمین تقسیم فرمائی جسے وہ کھودیں۔ عمرو بن عوف فرماتے ہیں کہ میں اور سلمان فارسی اور حذیفہ بن یمان اور نعمان اور چھ انصاری ایک جگہ کھدائی کر رہے تھے کہ اچانک زمین میں ایک سخت پتھر نمودار ہوا جس سے ہماری مہال بے کار ہوئی اور نہ نوتا۔ حضرت سلمان فارسی نے حضور ﷺ کی خدمت، قدس میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا کہ ایک پتھر ایسا نکلا ہے جس نے ہماری مہالیں بے کار کر دی ہیں۔ حضور ﷺ نے مہال سنبلی اور سلمان فارسی کے ساتھ خندق میں اترے۔ آپ نے اس پتھر پر چوٹ ماری تو اس سے نیدر روشنی نکلی جیسے اندھیرے گھر میں چراغ۔ سب نے تکبیر کہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے اس وقت حیرہ کے محل دکھائے گئے۔ پھر دوسری چوٹ پر اور چمک پیدا ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے شام کی زمین دکھائی گئی۔ تیسری چوٹ پر پھر روشنی ظاہر ہوئی اور پتھر ٹوٹ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے صنعا کے محل نظر آئے اور جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی کہ میری امت کی سلطنت ان سب پر ہوگی۔ مسلمانوں نے خوش ہو کر الحمد للہ کا نعرہ لگایا جس پر منافقین بننے لگے اور بولے: مسلمان دینے میں بیٹھے ہوئے حیرہ اور سری کے ملکوں کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ ان میں باہر نکل کر کفار سے لڑنے کی طاقت نہیں چھپنے کے لیے خندق کھود رہے ہیں اور حیرہ و صنعا جیسی مضبوط مملکتوں کی امید باندھ رہے ہیں۔ (خازن خزائن المعروفان)

(۱۵۵) اوس اور خزرج انصار کے دو بڑے قبیلے تھے جن میں پہلے دشمنی تھی اور سو برس تک جنگ رہی تھی۔ اسلام کے بعد ان میں دوستی اور محبت ہو گئی تھی۔ ایک دن شعبہ ابن غنم اوسی اور سعد ابن زہراء خزرجی جینے ہوئے پیار محبت کی باتیں کر رہے تھے کہ اتفاق سے حاندانی بڑھان کی باتیں چھڑ گئیں۔ ثعلبہ بولے: ہمارا اوس قبیلہ تمہارے خزرج قبیلے سے افضل ہے کیونکہ اوس میں خزیمہ ابن ثابت ہیں جن کی اکیلی کی گواہی دو کے برابر ہے اور ہمدانی میں

جناب حضرت شہید بھی ہیں جنہیں شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا اور ان کا لقب غسیل املاکہ ہوا۔ اسی اوس میں سعد ابن معاذ بھی ہیں جن کی لاش کی سولی کے بعد شہد کی مکھیوں نے حفاظت کی اور زمین نے ان کی لاش غائب کر دی۔ ہم ہی میں ایک اور سعد بھی ہیں جن کی وفات پر عرش الہی ہل گیا۔ اس سعد خزر جی بولے: ہمارے خاندان کا کیا پوچھتا۔ ہم خزر جی ہیں وہ چار اصحاب ہیں جن سے قرآن کا تم بنے یعنی ابی ابن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید۔ ہم خزر جی ہی میں سعد بن عبادہ بھی ہیں جو سارے انصار کے خطیب اور رئیس ہیں۔ اس بات حیت کا سلسلہ اتنا بڑھا کہ آپس میں ہاتھ پاکی کی نوبت آگئی۔ حضور ﷺ نے ان لوگوں میں صلح کرائی۔ تبھی وحی نازل ہوئی جس میں ارشاد ہوا کہ ان شیخیوں سے بھوکھنوی ختیر کرو اپنے اندر عمدہ عادتیں پیدا کرو صرف خاندان پر فخر ہے کار ہے۔ (تفسیر خازن)

(۱۵۶) جنگ احد ختم ہونے کے بعد اہل سفیان نے تین آوازیں دیں: کیا قوم میں محمد (ﷺ) ہیں؟ کیا قوم میں ابو بکر ہیں؟ کیا قوم میں عمر ابن خطاب ہیں؟ اور حضور ﷺ نے صحابہ سے فرما دیا: خاموش رہو۔ جب ادھر سے کوئی جواب نہیں دیا گیا تو اہل سفیان بولے: یہ تینوں قتل کر دیے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ ہا گیا۔ چٹی پڑے: اے اللہ کے دشمن! اللہ کی قسم یہ تینوں زندہ ہیں اور تیرے سینے میں کھکتے رہیں گے۔ تب اہل سفیان فخر سے گانے گئے: اے ہبل! اونچا ہو جا اے ہبل! اونچا ہو جا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جواب دو ہبل! بے چارہ کیا اونچا ہو گا۔ اونچا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اہل سفیان بولے: ہمارے پاس عزری بت ہے تمہارے پاس کچھ بھی نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جواب دو ہمارا والی اور وراثت اللہ تعالیٰ ہے تمہارا وراثت کوئی نہیں۔ تب اہل سفیان بولے: بدر کا بدلہ ہو گیا۔ ہم تم پر ابر ہوئے۔ حضرت عمر بولے: ہرگز نہیں۔ ہمارے مرنے والے جنتی ہیں تمہارے مرنے والے جہنمی پھر برابر کی کسی؟ تب رحمت الہی کا دریا جوش میں آیا اور سورہ آل عمران کی ایک سو تیسویں آیت نازل ہوئی جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید کی گئی اور مسلمانوں سے اس تکلیف

کے بدلے آئندہ فتح اور نصرت کا وعدہ کیا گیا۔ (تفسیر صاویٰ تفسیر کبیر)

گیارہواں باب: کتب حدیث محدثین منتخباً اولیاً و صوفیائی

(۱) اصول حدیث کے مطابق صحیح متبول حدیث کو کہا جاتا ہے۔ اس کے مقابل ضعیف حدیث ہوتی ہے جسے مردود کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان حسن حدیث ہوتی ہے۔ (طسیرت نبوی)

(۲) صحیح حدیث کے ساتھ مرتبہ ہیں:

(۱) سب سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ اس حدیث کو امام بخاری و مسلم دونوں بیان کریں۔

(ب) جس حدیث کو صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمائیں۔

(ج) جس حدیث کو صرف امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمائیں۔

(د) جو حدیث امام بخاری و مسلم دونوں کی شرائط پر پوری اترتی ہو مگر انھوں نے

اسے بیان نہ کیا ہو۔

(۱) جو حدیث صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے مطابق ہو مگر انھوں نے

اسے بیان نہ کیا ہو۔

(د) جو حدیث صرف امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے مطابق ہو مگر انھوں نے اسے

بیان نہ کیا ہو۔

(۱) وہ صحیح حدیث جسے امام بخاری و مسلم کے بجائے دوسرے احمد میں سے کسی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہو نیز وہ بخاری و مسلم میں سے کسی کی شرط کے مطابق نہ ہو۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۲) رسول اللہ ﷺ نے ایسے صحابہ کو جو اچھی طرح کتابت جانتے تھے حدیث لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ اسی طرح ان صحابہ کو بھی لکھنے کی اجازت عطا فرمائی جو زبان حفظ کرنے پر اچھی طرح قدرت نہیں رکھتے تھے۔ پھر کتابت حدیث عام ہوئی کیونکہ کتابت کا دور ”نیا“ اسی لیے بے شمار تابعین حضرات صحابہ کرام کے سامنے احادیث نقل کرتے تھے۔ (اطلس سیرت نبوی)

حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے کئی مجموعے تھے۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے آزاد کردہ غلام تھے ان کے پاس بھی بکثرت احادیث نکالی ہوئی موجود تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ نے صحیفہ صادقہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مدون فرمایا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کا صحیفہ دوری مدون ہوا۔ اس کا کچھ حصہ رسول اللہ ﷺ کے دوری میں مدون ہو گیا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور حکومت میں مدینہ منورہ کے علماء کو کہا: رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو تلاش کرو اور لکھو۔ مجھے خطرہ ہے کہ میں اہل علم کی رحلت سے علم مٹ ہی نہ جائے۔

حضرت ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے احادیث جمع کرنے اور لکھنے کا حکم دیا تو ہم نے کئی نسخے تیار کیے اور انہوں نے اپنی حدود مملکت میں وہ نسخے ایک ایک کر کے بھیج دیے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۳) شیخ الاسلام امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف المسند من حدیث رسول اللہ وسلم وایامہ ویتار کی جسے صحیح بخاری کہتے ہیں۔ آپ نے سن دو سو دس ہجری میں طلب حدیث کے سلسلے میں لہا سفر شروع کیا اور خراسان، عراق، مصر، شام اور دوسرے علاقوں کا سفر کیا۔ تقریباً ایک ہزار اساتذہ سے حدیث سنی اور لکھ بھگ چھ۔ کچھ حدیث جمع کیں جن میں نہایت قابل اعتماد حافظ ابن حجر کے قول کے مطابق سات ہزار تین سو ستاونے احادیث اپنی تصنیف میں درج کیں۔ مگر ارحذف کردی گئے تو دو ہزار چھ سو احادیث رہ جاتی ہیں۔ اس قسم کی اولین کتاب نکلنے والے آپ ہی ہیں۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۵) امیر حدیث میں مشہور حافظ حدیث امام ابو نعیم مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حجاز، مصر، شام اور عراق کے سفر کیے۔ آپ کی سب سے مشہور تالیف صحیح مسلم ہے۔ اس میں مگر ارحذف کر دیں تو تین ہزار تینتیس احادیث ہیں۔ پندرہ سال میں یہ تیار ہوئی۔ ان کی دو مشہور کتابیں التاریخ اور المستطاف ہیں۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۶) امام ابو داؤد و سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر از دی جھٹانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں امام حدیث تھے۔ بغداد، بصرہ اور دیگر اسلامی شہروں کے بے سفر کیے۔ ان کی مشہور کتاب سنن ابو داؤد ہے جس میں چار ہزار آٹھ سو احادیث ہیں۔ علاوہ ان آپ کی تالیفات میں المرسل اور کتاب از حدیث یادہ مشہور ہیں۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۷) امام محمد عینی بن سورہ بن موسیٰ سلمیٰ بوغی رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری کے شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ بعض اساتذہ سے مکہ میں ان کے ساتھی بھی ہیں۔ خراسان، عراق اور حجاز کے بے سفر کیے۔ حافظے میں ضرب المثل تھے۔ مشہور تالیفات الجامع الکبیر صحیح ترمذی، المشتمل المشہور التاریخ و المرسل ہیں۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۹) امام ابو عبد الرحمن احمد بن علی بن شعیب بن علی بن ستان بن بحر بن دینار بن رحمۃ اللہ علیہ قاضی اور حافظ حدیث تھے۔ کئی شہروں میں گھومے مگر بے آخر کا مصر کو وطن بنالیا۔ رحمہ

میں فوت ہوئے۔ بیت المقدس میں دفن ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ حج کرنے گئے تو مکہ مکرمہ میں وصال ہوا۔ مشہور تالیفات: السنن الکبریٰ الجتبیٰ (جسے السنن الصغریٰ بھی کہا جاتا ہے) المصنف، المختار و کون، مسند علی، مسند مالک۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۹) امام بن ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید ربیع قزوینی رحمۃ اللہ علیہ قزائین کے رہنے والے تھے۔ طلب حدیث کے لیے مصر و بغداد شام مصر حجاز اور رے کے طویل سفر کیے۔ ان کی مشہور کتاب سنن ابن ماجہ ہے۔ اس میں کل چار ہزار تین سو اکتالیس احادیث ہیں ان میں تین ہزار دو دیگر کتب خمسہ میں موجود ہیں۔ ایک ہزار تین سو اکتالیس زائد ہیں جن میں چھ سو تیرہ کی سند میں کم زوری ہے۔ نانوسے مائے قابل اعتبار ہیں۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۰) امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی داکلی رحمۃ اللہ علیہ کے باپ ماجد دمرہ کے رہنے والے تھے۔ امام صاحب بغداد میں پیدا ہوئے۔ اوائل عمر سے ہی طلب علم کے شائق تھے۔ علم کے حصول کے لیے کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام، ثقفور (سرحدی علاقہ ترکی) عراق، الجوز، عراق، ابو الزفارس، خراسان، اور جبال (ایران) کے طویل سفر کیے۔ مسند تالیف فرمائی جس میں ہنگر اور سمیت تیس ہزار احادیث ہیں۔ دیگر کتب بھی ہیں۔ حنبلی مذہب کے امام ہیں۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۱) امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن فضال بن بہرام حمیری دارمی سرقدی رحمۃ اللہ علیہ نے حجاز، شام، مصر، عراق اور خراسان میں بے شمار محدثین سے احادیث سنیں۔ انتہائی سمجھ دار صاحب علم و فضل مفسر قرآن اور فقیہ تھے۔ علم حدیث میں ان کی مشہور کتب اسناد اور الجامع الصحیح ہیں۔ جامع کوسنن درمی بھی کہا جاتا ہے۔ ایک اور کتاب التکالیفات بھی قابل ذکر ہے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۲) امام ابو عبد اللہ مالک بن انس بن مالک اصبحی حمیری رحمۃ اللہ علیہ امام دارا حجاز کے لقب سے مشہور ہیں۔ اندلس اور یمن سے ہیں۔ مالکی مسلک آپ کی طرف منسوب ہے۔ دین میں بڑے مضبوط تھے۔ مشہور کتاب مؤطا تالیف فرمائی۔ کتاب تفسیر غریب القرآن

بھی ان کی مفید تالیفات میں سے ہے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۳) انہما حادث کی ولادت و وفات ایک نظر میں:

اسم گرامی ولادت و وفات

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخارا ایک سو چورانوے ہجری خرقنگ (سرقند) دو سو پچھپن

ہجری

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور دو سو چار ہجری نیشاپور دو سو اسی ہجری

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ حستان دو سو دو ہجری بصرہ دو سو پچتر ہجری

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ترمذ دو سو نو ہجری ترمذ دو سو اسی ہجری

امام منہاجی رحمۃ اللہ علیہ نسا دو سو پندرہ ہجری القدس تین سو تین ہجری

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ قزوین دو سو نو ہجری قزوین دو سو پتر ہجری

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بغداد ایک سو چونسہ ہجری بغداد دو سو اسی ہجری

امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ سرقند ایک سو اکیاسی ہجری سرقند دو سو پچھپن ہجری

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ تیرانوے ہجری مدینہ منورہ ایک سو تاسی ہجری

(۱۴) حضرت ابان بن عثمان بن عفان رحمۃ اللہ علیہ (وفات ایک سو پانچ ہجری)

نے سب سے پہلے مغازی (جنتیں اور دیگر مہمات) کی تحریر و کتابت شروع کی۔ وہ اس کے

عادہ حدیث اور فقہ کے بھی جید عالم تھے اور وہ بہت ائمہ ہدی تھے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۵) حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ (وفات بانوے ہجری) مدینہ منورہ کے سات

فقیہا میں سے تھے۔ کبار صحابہ سے حدیث حاصل کی اور خوب بیاں کی۔ ابن ہشام اور ابن شہاب

زہری ان کے مشہور شاگرد تھے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۶) حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات ایک سو دس ہجری) اعلیٰ درجہ کے

تابعی انتہائی سچے اور معتبر راوی تھے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۷) حضرت عبد اللہ بن ابوبکر بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات ایک سو پینتیس ہجری) کو

سیرت اور تاریخ کے تمام مؤرخین نے ثقہ کہا ہے۔ مشہور مؤرخین ابن اسحاق، ابن سعد اور طبری نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۸) حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ایک سو بیس ہجری) کو محدثین نے ثقہ اور معتبر قرار دیا ہے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۹) محمد بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ محدث بھی تھے اور مؤرخ بھی۔ ان کے بارے میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے علماء کو لکھا تھا: حضرت ابن شہاب سے فائدہ اٹھاؤ۔ سنت اور گزشتہ تاریخ میں تمہارے بڑا کوئی عالم نہ پاؤ گے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۲۰) حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات ایک سو اکتالیس ہجری) اور معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ (وفات ایک سو پچاس ہجری) کا تعلق طبقہ ثابث کے مؤرخین سے ہے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۲۱) محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (وفات ایک سو باون ہجری) کو سیرت و مغازی کے تمام مؤرخین نے شیخ کی حیثیت دی ہے۔ زیاد بکائی اور ابن ہشام نے ان سے خوب علم حاصل کیا۔ ان کی کنیت عبد اللہ تھی۔ یہ عبد اللہ بن قیس کے مولیٰ تھے۔ محمد بن اسحاق پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے مغازی پر کتاب تالیف کی۔ آخری عمران کا قیام بخدا میں رہا یہاں تک کہ بخدا میں ہی ایک سو پچاس یا ایک سو اکیاون ہجری میں انتقال ہوا اور خیران کے قبرستان میں حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۲۲) محمد بن عمرو اقدی رحمۃ اللہ علیہ (وفات دوسو سات ہجری) کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہیں ضعیف ٹھہرایا ہے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۲۳) عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری ہجری (وفات دوسو اٹھارہ ہجری) نے امام محمد بن اسحاق کی کتاب سیرت ابن اسحاق ان کے دوسرے شاگرد زیاد بکائی سے نقل

کی۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۲۴) محمد بن سعد بن معین بصری زہری (وفات دوسو تیس ہجری) و اقدی کے قاتل تھے لیکن سزا سے بھی بڑھ گئے۔ نیز یہ ثقہ اور مستبرر راوی ہیں۔ ان کی سب سے بڑی کتاب طبقات زہری ہے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۲۵) حضرات محدثین فقہاء اور دیگر علمائے کرام فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا مستحب ہے جبکہ وہ موضوع نہ ہو لیکن حلال و حرام کے احکام مثلاً بیع نکاح اور طلاق وغیرہ میں حدیث صحیح یا حسن کے سوا اور کسی پر عمل درست نہیں آیا کہ اس میں احتیاط ہو مثلاً بیع یا نکاح کی کراہت میں کوئی حدیث ضعیف وارد ہو۔ (شرح مسلم۔ ابو ذر یاسینی بن شرف نووی جلد اول)

(۲۶) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: حضور ﷺ پر وحی آتی تھی اسے میں بھی لکھ کر لیتا تھا۔ جب حضور ﷺ پر وحی آتی تو آپ کو سخت تکلیف ہوتی تھی اور سوتوں کی طرح پسینہ چھوٹنے لگتا تھا۔ وحی کا سلسلہ جب منقطع ہو جاتا تو میں شانے کی ہڈی یا ٹھیکرے کے ٹکڑے مت میں حاضر ہوتا۔ حضور ﷺ نکھوٹاتے جاتے اور میں لکھتا جاتا۔ ہر قرآن کا یہ اثر ہوتا کہ لکھتے لکھتے میرا پاؤں ٹوٹتا ہوا محسوس ہونے لگتا اور میں دل میں کہتا کہ میں اب اپنے پاؤں پر کبھی چل نہ سکوں گا۔ جب میں کتابت سے فارغ ہو جاتا تو حضور ﷺ فرماتے: پڑھ کر سناؤ۔ میں پڑھتا جاتا اور جہاں کوئی لغزش رہ جاتی اسے حضور ﷺ درست فرما دیتے۔ اس کے بعد میں اسے لے کر لوگوں کے پاس آتا۔ (وسط)

(۲۷) ایک انصاری نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جب آپ کی باتیں سنا ہوں تو بڑی بھاری لگتی ہیں مگر یاد نہیں رہتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ سے مدد و یحیٰ لکھنا شروع فرمایا۔ (ترمذی)

(۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں صحابہ کرام میں مجھ سے زیادہ حدیث جانتے والا کوئی نہ تھا۔ صرف عبد اللہ بن عمر تھے کیونکہ وہ لکھ یا کرتے تھے اور میں لکھتا

تھ۔ (بخاری ترمذی)

(۲۹) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہودیوں کا رسم الخط (سریانی) سیکھنے کا حکم دے کر فرمایا: مجھے یہودی فتنی پر اعتماد نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے نصف ماہ میں زبان کی پوری پوری مہارت حاصل کر لی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے میں ہی اس زبان میں لکھتا پڑھتا۔ (بخاری شریف ابوداؤد ترمذی)

(۳۰) مرقات کا قول ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حدیث سے کبھی مارل ہوتے

تھے۔ (زبدۃ القاری)

(۳۱) حدیث لکھنے کا کام عہد رسالت میں ہی شروع ہو چکا تھا۔ حضرت عہد اللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسے تیرہ حدیثیں لکھیں۔ ان کے مجموعے کا نام مہصادقہ حدیثوں کا ایک مجموعہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترتیب دیا تھا۔ حضرت عہد اللہ بن مسعود حضرت سعد بن عبادہ حضرت ابو ہریرہ سمرہ بن جندب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دفتر کے دفتر حدیثیں لکھیں یا کھوائی تھیں۔ (بخاری طبقات ابن سعد وغیرہ)

(۳۲) حضور اقدس ﷺ نے حیات مبارکہ کے اخیر دنوں میں بہت سی حدیثوں کا ایک صحیفہ لکھوا کر حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ بھجوا یا تھا۔ (زبدۃ القاری)

(۳۳) سب سے زیادہ حدیث روایت کرنے والے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کی روایت کی ہوئی حدیثوں کی تعداد صرف پانچ ہزار تین سو چوبیس ہے۔ (زبدۃ القاری۔ جلد ایک)

(۳۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو ہزار دو سو چھیپا سی حدیثیں مروی ہیں۔ (عمدۃ القاری۔ جلد ایک)

(۳۵) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو ہزار دو سو دس حدیثیں مروی ہیں۔ (عمدۃ القاری۔ جلد ایک)

(۳۶) ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پانچ حدیثیں مروی ہیں۔ ام

امومنین حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ساتھ ساتھ امالمومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
دوسرا سٹھ امالمومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تیسرے امالمومنین حضرت میمونہ بنت
حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھتر امالمومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
تیسرا نام امومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سات امالمومنین حضرت ہفیدہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا سے دس حدیثیں مروی ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۳۷) حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ
حدیث ایک دوسرے سے بیان کرتے رہو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو جلی بھیکیں گی۔ (نزہۃ
القاری)

(۳۸) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ میرے جانشینوں پر رحمت نازل فرما۔
لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے جانشین کون ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو میرے بعد
آئیں گے میری حدیثوں کو روایت کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔ اللہ رب
اعزت اس شخص کو تو تازہ رکھے جس نے میری حدیث سنی پھر اسے یاد کیا تاکہ دوسروں تک
پہنچائے۔ (ابوداؤد کتاب العلم)

(۳۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس حدیثیں مروی
ہیں۔ (عمدة القاری۔ جلد اول)

(۴۰) حدیث کی تین قسمیں ہیں: رسول کریم ﷺ کے قول و فعل و حال اور تقریر کو
مرفوع صحابی کے قول و فعل کو مستوف اور تابعی کے قول و فعل کو موقوف کہتے ہیں۔ (نزہۃ
القاری)

(۴۱) مرقاۃ کا قول ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام حدیث سے رنج بھی نازس
ہوتے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۴۲) حدیث لکھنے کا کام عدد رسالت میں ہی شروع ہو چکا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو
بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسندوں و حدیثیں لکھیں۔ ان کے مجموعے کا نام مصنفہ تھا۔ حدیثوں

کا ایک مجموعہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ نے ترتیب دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت سعد بن عبادہ حضرت ابو ہریرہ سمروہ بن جندب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دفتر کے دفتر حدیثیں لکھیں یا لکھوائیں۔ (بخاری یا طبقات ابن سعد وغیرہ)

(۳۳) حضور اقدس ﷺ نے حیات مبارکہ کے اخیر دنوں میں بہت سی حدیثوں کا ایک صحیفہ لکھوا کر حضرت عمرو بن ہزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ بھجوایا تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۳۴) سب سے زیادہ حدیث روایت کرنے والے صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد صرف پانچ ہزار تین سو چوہتر ہے۔ (عمدۃ القاری۔ جلد ایک)

(۳۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو ہزار دو سو چھپ سی حدیثیں مروی ہیں۔ (عمدۃ القاری۔ جلد ایک)

(۳۶) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو ہزار دو سو دس حدیثیں مروی ہیں۔ (عمدۃ القاری۔ جلد ایک)

(۳۷) ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پانچ حدیثیں مروی ہیں۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ساٹھ، ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو سو اڑسٹھ، ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھ سو، ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تیار فاما، ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھ سو تیرا، ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ساٹھ، ام المومنین حضرت سفیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دس حدیثیں مروی ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۳۸) حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ حدیث ایک دوسرے سے بیان کرتے رہو اگر ایسا نہ کرو گے تو چلی جائیں گی۔ (نزہۃ القاری)

(۳۹) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اے میرے اللہ میرے جانشینوں پر رحمت نازل

فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے جانشین کون ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے، میری حدیثوں کو روایت کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔ اللہ رب العزت اس شخص کو ترمیم و تازہ رکھے جس تہیت میری حدیث سن کر اسے یاد کیا تاکہ دوسروں تک پہنچائے۔ (ابوداؤد، کتاب العلم)

(۵۰) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث مروی ہیں۔ (عمدة القاری جلد ایک)

(۵۱) محدیث کی تین قسمیں ہیں: رسول کریم ﷺ کے قول و فعل و حال اور تقریر کو فروغ صحابی کے قول و فعل کو موقوف اور تابعی کے قول و فعل کو موقوف کہتے ہیں۔ (نزیہ القاری)

(۵۲) راہبوں نے موال علی اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تحریف میں تین لاکھ کے قریب احادیث گھڑی ہیں۔ (سنن سنابل شریف)

(۵۳) یہ جو صحاح میں مشہور ہیں ان میں جامع صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن ابویوسف اور ابن ماجہ شامل ہیں۔ (نزیہ القاری)

(۵۴) علامہ کرام کا قول ہے کہ دنیا کا پتھر کی حصہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ (نزیہ القاری)

(۵۵) مطلق فقہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اسے بویا حضرت عبداللہ ابن مسعود نے سنی مائتہ سے کاہن ابراہیم غنمی نے گاہنامہ دئے جیسا ابوحنیفہ نے گوتمہا بویوسف نے روٹی پکائی امام محمد نے اور ساری دنیا ان کی روٹی کھاتی ہے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (نزیہ القاری)

(۵۶) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجہ و کرم کے پاس بہت سی حدیثیں لکھی ہوئی تھیں، انہیں آپ کو ابرہہ کے پر تلے کھتے تھے اور لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔ (نزیہ القاری)

(۵۷) ابن حدیث میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں مگر کتاب المصانع تمام کتابوں کی جامع ہے۔ اس کے مصنف حسین بن مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ آپ کی کنیت محمد ہے لقب فرخ

کیونکہ پوستان کی تجارت کرتے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۵۸) مشکوٰۃ شریف میں پانچ ہزار نو سو اچاس حدیثیں ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۵۹) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک سو چورانوے ہجری میں بخارا شہر

میں پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں آپ کو حدیث حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ بچپن میں

آپ کی آنکھیں جاتی رہیں تھیں۔ اس وجہ سے والدہ صاحبہ کو بہت طلال رہتا تھا۔ خواب میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی آنکھوں

میں روشنی عطا فرمائی۔ صبح انھیں تو دیکھا کہ بیٹے کی دونوں آنکھیں روشن ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۶۰) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہ وقت کی طرف سے تنگ ہو کر

خود ہی اپنی وفات کی دعا کی تھی۔ تہجد کو دعا کے دوسرے ہی دن وصال ہو گیا۔ (نزہۃ القاری)

(۶۱) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اٹھارہ ہزار محدثین سے حدیثیں نقل کی

ہیں۔ ایک لاکھ محدثین آپ کے شاگرد ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۶۲) حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک بار کوئی حدیث پوچھی گئی۔ آپ

نے تمام حدیث تلاش کرنے کے لیے کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ کسی نے کھجوروں کی

ایک ٹوکری برابر میں رکھ دی اور وہ ایک ایک کھجور کھاتے رہے اور حدیث ڈھونڈتے

رہے۔ صبح کو حدیث مل گئی۔ ٹوکری ختم ہو گئی۔ اسی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی۔ (نزہۃ القاری)

(۶۳) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حدیث کا علم حاصل کرنے

کے لیے دو بار مصر دو بار جزیرہ گیا۔ چار سال حجاز میں رہا کوفہ اور بغداد کتنی داریاں اس کا شمار

نہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۶۴) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میراث میں بہت سی دولت پائی تھی مگر بڑی

زہد انداز میں بسر کرتے تھے۔ چوبیس گھنٹوں میں دو تین بار ادا پر گزارہ کرتے تھے۔ کبھی صرف

سبکی کھاس پر۔ چالیس برس تک بنا شور بے کے سبکی روٹی کھائی۔ (نزہۃ القاری)

(۶۵) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیر اندازی میں بہت ماہر تھے۔ آپ کا تیر بہت

کم خط کرتا تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۶۶) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فیاضی کا یہ عالم تھا کہ کبھی کبھی تین تین سو درہم

صدقہ روپا کرتے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۶۷) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ ایک سو تیس پارے اور چار سو آیتوں کی

تلاوت کرتے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۶۸) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دفن کے بعد قبر شریف سے مشک کی خوشبو

اٹھتی تھی۔ جگ دور دور سے آکر مزار پاک کی مٹی لے جانے لگے جس سے ٹھاہا ہو گیا۔ عقیدت

مندوں نے کمزری کا ٹھہرا بنا دیا۔ لوگ اس ٹھہرے کے باہر کی مٹی لے جانے لگے۔ (فتح

ابھاری)

(۶۹) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کئی دوسری کتابوں کی مثنوی میں ہے۔ (نزہۃ

القاری)

(۷۰) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چھ اکیس حدیثیں زبانی یاد تھیں ان میں سے چھن چھن

کرو بہر سال میں جامع بخاری تیار کی۔ (نزہۃ القاری)

(۷۱) علامہ ابن حجر عسقلانی کے شمار کے مطابق صحیح بخاری میں کل مائے نو ہزار بیس

حدیثیں ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۷۲) حضور ﷺ کا ارشاد ہے: بسنوا! بہت جلد مجھ سے روایتیں ہیں کی جائیں گی اور وہ

پھیلنے لگیں گی اس لیے یاد رکھو میری جو حدیث قرآن کے مطابق ہو وہ تو میرا کلام ہو گا اور جو قرآن

کے خلاف ہو وہ ہرگز میرا کلام نہ ہو گا۔ اسی لیے علماء نے یہ نتیجہ نکالا کہ حدیث چاہے وہ کسی درجہ کی

کیوں نہ ہو قرآن کی مانع نہیں ہوتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۳) نقد کے ماہرین فرماتے ہیں کہ عوام کے سامنے فقہی پہیلیاں نہ پیش کرو اور نہ

سے ایسی باتیں نہ کرو جو ان کی سمجھ سے بالاتر ہوں کہ اس سے ان کے دلوں میں شک و شبہات

پیدا ہوں گے اور یہ بھی اللہ کی راہ سے پھیرنے کی ایک صورت ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۴) ایک بار امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کسی باغ میں دعوت تھی۔ ظہر کی نماز کے بعد غلاب پڑھنی شروع کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے کرتے کا دامن ٹھایا اور اپنے ایک ساتھی سے کہا: دیکھو تو میرے کرتے کے اندر غ کچھ ہے۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک بھڑبھڑانے والی چیز ہے جس نے سولہ جگہ ڈنک مارا ہے اور یہ ساری جگہیں سوچ گئی ہیں۔ کسی نے کہا کہ پہلی بار جب اس نے ڈنک مارا تھا تو نماز کیوں نہیں توڑ دی۔ فرمایا: میں ایک سورۃ پڑھ رہا تھا اسے پوری کیے بنا نماز توڑنے کو جی نہیں چاہا۔ (تسلطانی جلد ایک)

(۷۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سویا لیس حدیثیں مروی ہیں۔

(نزہۃ القاری)

(۷۶) مشہور محدث حضرت حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دواۓ نسیہ چاسا دیموں کا نوازہ

اظهار کرنے کا اہتمام کرتے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۷۷) حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور جتنی مخلوق زمین اور آسمان میں

ہے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی دریا میں دھاما مچھتی ہے اس شخص کے لیے جو دین کا علم سیکھتا ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۷۸) امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لکھی ہوئی حدیثوں کے ذخیرے کئی اونٹوں پر

لادے گئے۔ امام زہری بڑے محدثین کے شیخ ہیں۔ آپ کا نام ابو بکر محمد بن مسلم بن جبید اللہ بن

عبد اللہ بن شہاب زہری (وفات: ایک سو چوبیس ہجری) ہے۔ آپ نے اس لکھن اور محدث

سے حدیثیں جمع کیں کہ مدینہ منورہ کے ایک ایک انصاری کے گھر جا جا کر مرد عورت اور بچے

بوڑھے بچے جملہ جہاں اس سے یہاں تک کہ پردہ نشیں خواتین سے بھی پوچھ پوچھ کر حضور اقدس

ﷺ کے احادیث اور اقوال سنتے اور لکھتے۔ (نزہۃ القاری)

(۷۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ علماء کے واسطے مومنین

پرست سو درجے زیادہ ہیں ایک سے دوسرے درجے تک پانچ سو برس کی راہ ہے۔ (تحفۃ

الواعظین)

(۸۰) حضرت رسول علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریمؐ نے فرمایا کہ عالم بہتر ہے صائم و قائم مجاہد سے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۱) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھائی کرنا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور دنیا کی نفرت اس کے دل میں پیدا کر دیتا ہے اور دنیا کی برائیوں اس کے سامنے کھول دیتا ہے۔ (بیہقی)

(۸۲) رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عبادت سے بھاری ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۳) حدیث میں ہے کہ دو فصلیں منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں: ایک اچھی میرت یعنی نیک خلق دوسری دین میں فقر۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۴) رسول معظم ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر دین کا ایک ستون ہوتا ہے اور اسلام کا ستون فقر ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۵) حضرت ابو زہرہ مروزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ میں ایک دن مطاف میں رکن کے بیچ سویا ہوا تھا کہ میرا مقدر رہا گاؤں کا سرکار ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: اے ابو زہرہ! سب تک شافی کی کتابیں پڑھو گے؟ میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا: یہ رسول اللہ ﷺ کی کون سی کتاب ہے؟ فرمایا: محمد بن اسماعیل (امام بخاری) کی جامع۔ (مقدمۃ لہاری)

(۸۶) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر کسی عالم کو دیکھو کہ وہ تاویلات کی طرف زیادہ جھکتا ہے تو سمجھ لو کہ اسے کچھ علوم نہیں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۷) حضرت ابو بکر و ذوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک علماء دوسرے امراء تیسرے فقراء۔ علماء بگزیں تو لوگوں کا دین بگڑتا ہے اور اگر امراء تباہ ہوں تو حقوق کی معاش اور کسب و ہنر تباہ ہوتے ہیں اور اگر فقراء بگزیں تو دل خراب و رخت ہو جاتے ہیں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۸) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عزیز ترین مخلوق پانچ ہیں:

ایک عالم زاہد، دوسرا فقیہ صوفی، تیسرا توکل متواضع، چوتھا درویش ثائر اور پانچواں شریف سنی۔ (مکاشفۃ القلوب، امام محمد غزالی)

(۸۹) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ قرآن اور حدیث سے دیکھ کی

قوت اور لغت کی وضاحت سے قلبی سکون اور حساب سے متانت رائے حاصل ہوتی ہے۔ (رسالہ تفسیر یہ)

(۹۰) علم اصل میں دو ہیں: روح کا علم اور جسم کا علم۔ روح کا علم دین کا علم ہے اور جسم

کا علم طب ہے۔ علم اصل کرنا نفس پر مبنی ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۹۱) سہیچہ پر امام سعادت میں سب سے پہلی کتاب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات:

دوسو چھپن ہجری) نے لکھی جس کا نام ساما قصا ہے۔ (اسوہ صحابہ)

(۹۲) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سب سولہ سال کے ہوئے تمام حدیث کی

کتاہیں آپ کو یاد تھیں۔ (طبقات الکبریٰ جلد ایک)

(۹۳) جامع صحیح یعنی بخاری وہ کتاب ہے جسے اہل علم قرآن مجید کے بعد اس آسمان

کے نیچے سب سے زیادہ صحیح کتاب مانتے ہیں۔ اس کتاب کو امام بخاری سے ان کے نوے ہزار شاگردوں نے پڑھا سنا اور روایت کیا۔ (نزہۃ القاری)

(۹۴) اس وقت تک صحیح بخاری کی جو شرحیں اور حاشیے لکھے گئے ہیں ان کی تعداد کم و

بیش دوسو کے قریب ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۹۵) حضرت امام داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حدیث پانچ لاکھ حدیثوں میں سے

انتخاب کے بعد ترتیب دی گئی۔ (نزہۃ القاری)

(۹۶) حدیث میں ہے کہ جس عالم سے کوئی دین کی بات پوچھی گئی اور اس نے نہیں

بتائی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے آگ کی لگام لگائے گا۔ (تفسیر کبیر)

(۹۷) صحابہ کے عہد سے لے کر تقریباً تیرہ سو برس تک حدیث کا انکار کرنے والا کوئی نہ

ہوا۔ پہلا منکر حدیث نام نہاد قرآنی فرقہ کا بانی عبد اللہ بن مسعودؓ ہے جو چترالہ صلیح میں نوں
و خباب مس پیدا ہوا۔ یہ بہت مال دار اور لکڑا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۸) ملا دنیا کا عقوبت ہیں۔ ملا کے انٹھنے سے اسلام اٹھ جائے گا اور قیامت پر پا ہو
جائے گی۔ (تحریر مولانا عظیم)

(۹۹) کالم کا گناہ جابل کے گناہ سے بدتر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۰) شروع میں رسول اکرم ﷺ کا محرر یہودی تھا جو رسول معظم ﷺ کی طرف سے
عبرانی اور سریانی زبانوں میں احکام کی خط و کتابت کرتا تھا مگر ہونفیر کی جلد وطنی پر یہ محررین
کے ساتھ چلا گیا۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر لائی اور سریانی
زبان میں لکھنے کا حکم دیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۱) محمد بن سعد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی کتاب الطبقات الکبیرہ اسمی تاریخ کا
سرچشمہ بھی جاتی ہے۔ ابن سعد ایک سنی محدث ہجری میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتداً اُن کی تعلیم
کے بعد بغداد آئے۔ ہارون رشید کا زمانہ تھا۔ ابن سعد نے بغداد اور حجاز میں بڑے علما اور
محدثین سے استفادہ کیا۔ وہ اس آکر محمد عمرو اقدی کے شاگرد اور خاص بھروسے والے ساتھی
بنے۔ کن دوسو تیس ہجری میں وفات پائی۔ ابن سعد رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ جتنی تفصیل
سے بیان کرتے ہیں اتنی تفصیل کسی اور کتاب میں نہیں ملتی۔ بعد رسالت کے بعد وہ ایک مقام
کے عین کے ساتھ صحابہ اور تابعین کے حالات طبقہ بہ طبقہ بیان کرتے ہیں۔ آخر میں خواتین کا
ذکر کرتے ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۱۰۲) صحابہ کرام کی تعداد اور رسول اکرم کی حیات طیبہ کے آخری سال حجۃ الوداع میں
تقریباً ایک لاکھ تھی ان میں گیارہ ہزار آدمی ایسے تھے جن کے نام و نشان آج تحریری صورت
میں تاریخ کے صفحات پر اس لیے موجود ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن میں ہر ایک نے رسول
اکرم ﷺ کے اقوال و افعال اور واقعات میں سے کچھ نہ کچھ حصہ دوسروں تک پہنچایا۔ (اسوہ
صحابہ)

(۱۰۳) صحابہ کرام میں جن اصحاب کی سب سے زیادہ روایتیں ہیں وہ درج ذیل ہیں:

نمبر شمار اصحابہ وفات تعداد روایات

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن ۱۸ ہجری پانچ ہزار تیس سو چوبیس

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سن ۱۸ ہجری دو ہزار دو سو دس

۳۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سن ۱۸ ہجری ایک ہزار چھ سو ساٹھ

۴۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سن ۱۸ ہجری ایک ہزار چھ سو تیس

۵۔ حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن ۱۸ ہجری ایک ہزار پانچ سو چالیس

۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن ۱۸ ہجری دو ہزار دو سو چھیالیس

۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن ۱۸ ہجری ایک ہزار ایک سو ستر

(۱۰۴) مسند میں سب سے بڑی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسند ہے جو

چھ ہندوں میں ہے اور ان میں سے ہر جلد مھر کے بارے میں پانچ پانچ سو صفحات سے کہنا ہوگی (نزہۃ القاری)

(۱۰۵) اوستا زرتشتی دھرم کی کتاب ہے۔ محققین کی رائے ہے کہ اس کتاب میں صرف

وہ قدیم ترین حصہ جو گاتھ کے نام سے ہے زرتشت کے حقیقی اور اصل کلام ہر جہی ہے باقی سب بعد میں ملایا گیا ہے۔

(۱۰۶) ہندو دھرم اور بودھ دھرم کے آواگون کے عقیدے کے مطابق جب انسان

کی زندگی کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور نجات کا آخری دور انسان کو نصیب ہوتا ہے اسے وہ اپنی اصطلاح میں نردوان کہتے ہیں۔ بوقدرت کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ گوتم بدھ نے اپنی زندگی کے ایک کے بعد ایک کئی دور ختم کیے تھے اور انھیں اپنی روحانی طاقت سے پچھلی زندگیوں کے حالات یاد ہے۔ ان کے شاگردوں نے ان حالات کو اکٹھا کر دیا۔ ایسے تمام جمع شدہ واقعات اور روایات کی کل تعداد پانچ سو پچاس ہے اور مجموعہ کا نام جاتک ہے۔

(۱۰۷) رمانی منکوم کتاب ہے جس میں رام چندر کے حالات درج ہیں۔ رام کے مرنے کے کئی سو سال بعد سے بڑھے ہوئے عقیدت مندوں نے ان کے بارے میں یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ ان کے نامزد شتوں نے اوتار لے لیا تھا۔

(۱۰۸) بھاگو دیتا سری کرشن کی نصیحتوں پر مشتمل ایک منکوم کتاب ہے اس میں سری کرشن کے بارے میں غیب اور متضاد خیالات ملا دیے گئے ہیں۔

(۱۰۹) کتاب المصالح کے مصنف حسین ابن مسعود ہیں۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے عقبہ فرع ہے یونکہ پوتہ کی تجارت کرتے تھے۔ ہرات اور سرخس کے بیچ ایک ہستی ہے بغو وہاں کے رہنے والے تھے۔ خواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو نے میری سنت زندہ کی اللہ تجھے زندہ رکھے۔ لہذا آپ کا خطاب ہوا اسی اللہ۔ شافعی مذہب کے ماننے والے تھے۔ ہمیشہ روکھی روٹی یا ریتون یا کشمش سے روٹی کھاتی۔ اسی برس کی عمر پانچ سو لہو ہجری میں وفات پائی۔ آپ نے مصنف شریعت اللہ تفسیر معالم القریل کتاب التہذیب لادائے بغوی وغیرہ کتابیں لکھیں۔ (زبدۃ القاری)

(۱۱۰) صحیح مسلم شریف کے مصنف امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ بنی قیس و قبیہ کے ہیں۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ مسلم شریف مسند کبیر کتاب الحسن اوہام احمد شین کتاب التیمیز طبقات الامیین کتاب الکھر وغیرہ۔ ان سب میں مسلم شریف زیادہ مشہور و معتبر ہے۔ اس میں تین لاکھ حدیثوں سے جن کو چار ہزار حدیثیں جمع کی گئی ہیں۔ رجب سن ۱۵۰ھ کو بغداد میں وفات ہوئی۔ (زبدۃ القاری)

(۱۱۱) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پورا نام ابو عبد اللہ مالک بن انس مکی ہے۔ آپ مذہب مالکی کے امام ہیں۔ تبع تابعین میں سے ہیں۔ آپ امام بخاری اور امام مسلم سے پہلے نزرے اور آپ کی کتاب مؤطا امام مالک ان دونوں کی کتابوں سے پہلے لکھی گئی۔ مگر بخاری اور مسلم کا تہ حدیث کے فن میں اعلیٰ مانا جاتا ہے۔ بڑے بڑے محدث اور عاشق رسول ہیں۔ مدینہ منورہ میں رہے۔ ۱۷۱ھ ایک حج کے کبھی مدینہ شریف سے باہر نہیں

نکلے۔ اس شہر پاک میں کبھی خیر یا گھوڑے پر سوار نہیں ہوئے۔ حالانکہ آپ کے پاس گھوڑے بہت تھے۔ آپ کی ولادت شریف ایک ساتین ہجری اور وفات سن ایک ساتین ہجری میں ہوئی۔ مزار پاک مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۱۲) امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ نام محمد اور کنیت بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن جبید بن عبد یزید بن ہاشم بن عبد المطلب بن عبد مناف ہے۔ اس طرت آپ ہاشمی و مطہلی ہیں۔ شافع ابن سائب کی نسبت سے آپ کا لقب شافعی ہوا اور آپ کے سلسلہ مذہب کا نام بھی شافعی۔ شافع کی والدہ خالدہ بنت اسد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خالہ ہیں۔ سائب جنگ بدر میں مکہ کے کافروں کے ہمدار تھے جو مسلمانوں کی قید میں اور فدیہ دے کر رہائی پائی۔ بعد میں اسلام لائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت سن ۱۵۰ م عظیم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے دن سن ایک سو اسی ہجری میں مقام عسقلان یا مقدم منیٰ میں ہوئی۔ مکہ معظمہ میں پرورش پائی۔ چون سال کی عمر میں سن دو سو چار ہجری میں مصر میں وفات پائی۔ جب آپ مصیبت میں ہوتے تو بغداد شریف حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک پر حاضر ہو کر دو رکعت نفل ادا کر کے حضور امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے توسل سے دعا کرتے۔ رب تعالیٰ مصیبت دور کر دیتا۔ خود فرماتے ہیں: امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر دعا کی قبولیت کے لیے تریاق ہے۔ (تفسیر نفیسی)

(۱۱۳) حنبلی مذہب کے امام حضرت ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہاد بن سعد بن اورنس بن عبد اللہ بن حبان بن سعد بن ربیعہ بن زافر بن معد بن عدنان ہیں۔ بڑے محدث فقیہ اور مجتہد ہیں۔ بغداد شریف میں سن ایک سو چونسٹھ ہجری میں ولادت ہوئی۔ علم حاصل کرنے کے لیے کوفہ، بصرہ، شام، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ وغیرہ گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ آپ کے شاگرد ہیں۔ ساڑھے سات لاکھ حدیثوں سے چھانٹ کر مسند احمد بن حنبل تیار فرمائی۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حنبلی مذہب کے ماننے والے تھے۔ جمعہ کے دن چاشت کے وقت سن دو

سواکتہ بیس ہجری میں وفات پائی۔ آپ پر پچیس لاکھ مسلمانوں نے نماز پڑھی۔ وفات کے دن میں بزار کا فرمایا کہ قرآن مجید ہے یا قدیم اس مسئلہ پر آپ کا شہدائے موت ارشید سے اختلاف ہو گیا تھا۔ آپ فرماتے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اس لیے قدیم ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی دو قمیصیں دھو کر پی جس میں آپ کے کونڈے مارے گئے تھے۔ دوسو تیس برس کے بعد آپ کی قبر شریف کھلی تو آپ کا جسم مبارک اور کفن پاک ایسا کھلایا محفوظ تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۱۳) ترمذی شریف کے مصنف ابو یوسف محمد بن یوسف ہیں۔ ترمذ میں سن دوسو انتیس ہجری میں پیدا ہوئے۔ شافعی مذہب کے ماننے والے تھے۔ سن دوسو تالی ہجری میں وفات پائی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۱۵) حضرت ابو داؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشر خراسانی طالقہ میں ہرت کے قریب سیمان میں جسے سیمان کہتے ہیں سن دوسو دو ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ نے پانچ لاکھ حدیثوں میں سے چار ہزار آٹھ سو حدیثیں جمع فرمائیں۔ سن دوسو پچتر ہجری میں مصرہ میں وفات پائی۔ وہیں مزار شریف ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۱۶) صحاح ستہ میں کی ایک کتاب نسائی کے مصنف کا نام ابو عبد الرحمن بن احمد بن شعیب بن بحر بن منان نسائی ہے۔ خراسان کے طالقہ میں ایک بستی بنے وہیں کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت سن دوسو پندرہ ہجری اور وفات سن تین سو تین ہجری میں ہوئی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۱۷) حدیث کی کتاب ابن ماجہ حضرت محمد بن یزید بن ماجہ دیمچی کی لکھی ہوئی ہے۔ قزوین کے رہنے والے تھے۔ ولادت سن دوسو نو ہجری اور وفات دوسو تتر ہجری کی ہے۔ آپ کے یہاں حدیثیں غیر صحیح زیادہ ہیں اسی وجہ سے کچھ لوگوں نے ابن ماجہ کی جگہ دینی یا مؤطا کو صحاح ستہ میں شامل کیا ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۱۸) دارمی شریف کے مصنف ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن فضال بن بہرام ہیں۔

دارم ابن مالک قبیلے سے ہیں۔ اسی لیے داری کہلاتے ہیں۔ آپ کا وطن سمرقند تھا۔ وہ دت ایک سو اکیاسی ہجری میں ہوئی اور وفات دو سو پچاس ہجری میں۔ آپ کی وفات کی خبر پر امام بخاری بہت روئے تھے۔ آپ کے شاگرد امام مسلم ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ مشہور ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۱۱۹) درقطنی نامی کتاب کے مصنف حضرت ابوالحسن بن علی بن عمر ہیں۔ بغداد کے ایک محد درقطن کے رہنے والے تھے۔ آپ اپنے زمانے کے محدث اور اسما و ارجاں کے حافظ تھے۔ آپ کے شاگردوں میں ابو نعیم حاکم امام اسفہانی وغیرہ جیسے بڑے محدثین ہیں۔ آپ کی ولادت سن تین سو پانچ ہجری اور وفات سن تین سو پچاس ہجری بغداد شریف میں ہوئی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۲۰) مشہور کتاب بیہقی کے مصنف کا نام ابوبکر احمد بن حسین ہے۔ نیشاپور کے علاقہ ہسق کے قریب جزرگاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ ان سات مصنفوں میں ہیں جن کی تحریر سے مسلمانوں نے بہت فائدہ اٹھایا۔ تیس سال تک مسلسل روزہ دار رہے۔ شافعی مذہب کے ماننے والے تھے۔ سن ولادت تین سو چوراسی ہجری اور سال وفات چار سو اٹھاون ہجری ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۲۱) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رمضان میں اکسٹھ سو گیارہ کھڑے تھے۔ تیس دن میں تیس رات میں اور ایک ترویج میں۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۱۲۲) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن شریف عشاء کی ایک رکعت میں ختم کیا ہے۔ (حیات امام اعظم ابو حنیفہ)

(۱۲۳) جس وقت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور رسول اکرم ﷺ کے دروازہ مبارک میں گئے اور کہا: السلام علیک یا سید المرسلین جواب آیا: وعلیک السلام یا امام المسلمین (حیات امام اعظم ابو حنیفہ)

(۱۲۴) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک رات میں تین سو رکعت ادا کرتے

تھے پھر ہر رات میں پانچ سو رکعتیں ادا کرنے کے بعد پھر ہر رات میں ایک ہزار رکعت ادا کرنے لگے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۵) حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہنا ہے کہ میں میں سال امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہا کبھی انھیں نیکے سرور پاؤں دراز کرتے نہیں دیکھا۔ (حیات امام اعظم ابو حنیفہ)

(۱۲۶) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب اپنا قرض وصول کرنے کسی قرضدار کے مکان پر جاتے تو اس کے گھر کے سامنے تک میں نہ کھڑے ہوتے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۷) ایک بار کوفہ میں کسی کی بکری کھوئی۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں سے پوچھا کہ ایک بکری زیادہ سے زیادہ کتنی مدت تک زندہ رہ سکتی ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ سات سال تک۔ یہ سن کر آپ نے سات سال تک اس شہر کا گوشت کھانا ترک فرما دیا۔ (حیات امام اعظم ابو حنیفہ)

(۱۲۸) ایشیوں کو بانس کے ذریعے گتے کا طریقہ سب سے پہلے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی نے اختیار کیا تھا۔ (انوار اولیا)

(۱۲۹) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وہ سال کا وقت آیا تو آپ حیدر سے مل چلے گئے اور اسی عاست میں آپ کی روت پروار گئی۔ (حیات امام اعظم ابو حنیفہ)

(۱۳۰) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازے کی نماز چودہ بار پڑھی گئی اور جتنے بھی آدمیوں نے پڑھی اس کا جب اندازہ لگایا گیا تو پچاس ہزار سے زیادہ تعدد ثابت ہوئی۔ (حیات امام اعظم ابو حنیفہ)

(۱۳۱) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بچپن حج ادا فرمائے۔ (حیات امام اعظم ابو حنیفہ)

(۱۳۲) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین سو تالیفیں سے علم حاصل کیا۔ آپ کے حدیث کے شیوخ کی تعداد چار ہزار تھی۔ (حیات امام اعظم ابو حنیفہ)

(۱۳۳) حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیستائیس برس عشاء کے وقت سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ (حیات امام عظیم ایضیغہ)

(۱۳۴) حضرت امام ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پندرہ سال کی عمر میں فتوے دینے لگے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۵) حضرت امام حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تین اکھد شیش زبانی یاد تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) حضرت امام حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب تک بغداد میں رہے وہاں کی روٹی ہر روز نہ کھائی۔ آپ فرماتے تھے بغداد کی زمین کو حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غازیوں پر وقف فرما دیا ہے اسی واسطے آپ موصل سے آنا منگوا کر اس کی روٹی کھاتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ایک حدیث سننے کے لیے یک ماہ کا سفر طے کر کے آئے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۳۸) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب سن ایک سو پچاس ہجری میں فزہ مقدم پر پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں مؤطا امام مالک زبانی یاد کر لی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۹) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا حضرت صائب رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے۔ بدر کی جنگ کے سلسلے میں ایمان لائے تھے۔ ابن کبیر نے ذکر کیا ہے کہ یہ رسول معظم ﷺ کے ہم مشیم تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۰) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیافہ شامی کے فن میں ماہر تھے اسی کو علم فرست بھی کہتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۱) دنیائے اسلام میں ابو عبد اللہ کنیت والے چار زبردست فقیہ نزرے ہیں: پہلے ابو عبد اللہ امام مالک، دوسرے ابو عبد اللہ امام شافعی، تیسرے ابو عبد اللہ امام حنبلی اور چوتھے ابو عبد اللہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۲) یہ جو مشہور ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے امام محمد نے نکاح فرمایا

تھ اور اس وجہ سے بھی مذاہرات میں امام محمد امام شافعی سے درگزر فرماتے تھے۔ یہ واقعہ بالکل غلط ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ قبیلہ ازد (یعنی) میں ہی رہیں یا وہ مکہ آتی جاتی رہیں۔ ان کے عراق سفر کرنے کی کوئی روایت صحیح تاریخی میں نہیں ملتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۳) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش بغداد میں سن ایک سو چونسٹھ ہجری میں ہوئی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۴) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے تین موہائے مبارک تھے۔ آپ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ ایک موئے مبارک دیکھیں آنکھ پر اور ایک دیکھیں آنکھ پر اور ایک زبان پر رکھ دینا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۵) جب شریف ابو جعفر بن ابی موسیٰ کی قبر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پہلو میں کھودی گئی تو حضرت امام کی قبر کا پہلو بھی کھل گیا۔ دیکھا تو کفن بھی ویسا ہی تھا اور جسد مبارک بھی ویسا ہی محفوظ تھا۔ یہ واقعہ آپ کے دفن سے دو سو تیس برس بعد پیش آیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) امام اعظم ابو حنیفہ امام شافعی امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام طبقات کے مشائخ کے سرمنڈے ہوئے تھے۔ (سنی شامل شریف)

(۱۳۷) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین سال تک مارا کے پیٹ میں رہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۸) رسالہ قشیریہ کے مصنف امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولادت: تین سو تہتر ہجری روفاات: چار سو چونسٹھ ہجری) ایک مفسر، مورخ، ادیب اور شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے زمانے کے مشہور صوفیاء میں سے تھے۔ یہ شیخ جو بھی دقائق کے سرید تھے اور انھوں نے اپنے شیخ کی وفات کے بعد شیخ ابو عبد الرحمن اسلمی سے استفادہ کیا تھا۔ رسالہ قشیریہ کے علاوہ بارہ مشہور کتابوں کے مصنف ہیں۔ خصوصاً ان کی تفسیر، الکبیر کی بڑے

بڑے غامض جیسے کہ ابنِ خلقان اور امام سیوطی وغیرہ نے بڑی قریب کی ہے۔ اس تفسیر کا نام انھوں نے التفسیر فی علم التفسیر رکھا ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۳۹) سب سے پہلی تفسیر جو تصوف کے رنگ میں لکھی گئی وہ ابو محمد سہل بن تسری (وفات: دو سو تراسی ہجری) کی ہے۔ مگر یہ نہایت مختصر سی دو سو صفحات کی کتاب ہے۔ دوسری تفسیر ابو عبد الرحمن محمد بن الحسین السلمی (وفات: چار سو بارو ہجری) کی حقائق التفسیر ہے جن پر بہت سے لوگوں نے اعتراض کیے ہیں۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۵۰) قرآن مجید کی سب سے پہلی اور مکمل صوفیانہ تفسیر قشیری کی لکھنا کف الارتیاء ہے۔ ان کے بعد انفرالی نے صرف سورہ اخلاص کی تفسیر تصوف کے رنگ میں لکھی۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۵۱) کرامیہ فرقہ کی بنیاد ابو عبد اللہ محمد بن کرام نے ڈالی۔ اس کا باپ یک نگر کے ہاگ میں رکھوا لے کا کام کرتا تھا جس سے اسے کرام کہا گیا۔ یہ دراصل جعتان کا رہنے والا تھا۔ شیر بد رہا تو غر جنتان چا آتیا۔ فہمین اور افہمین کے لوگوں کو اس کی ظاہری عبادت سے دھوکا ہو اور وہ اس کے معتقد ہو گئے۔ اس کے عقیدے یہ تھے: ایمان کم ہوتا ہے نہ بڑھتا ہے۔ اگر کوئی صرف زبان سے ایمان لے آئے چاہے دل میں کفر یہ عقائد کیوں نہ رکھتا ہو وہ مومن ہے۔ دوسرے اجسام کی طرح اللہ بھی ایک جسم ہے۔ اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور وہ اپنی ذات کے اعتبار سے اوپر کی جہت میں ہے۔ وہ عرش کی اوپری سطح کو چھو رہا ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے۔ نیچے اترتا ہے اور اوپر بھی چڑھتا ہے۔ کرامیہ کے بارہ فرقے ہیں مگر کرام کے زیادہ قریب صرف حشمتی فرقہ ہے یہ لوگ محمد بن الحشمت کے ماننے والے ہیں۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۵۲) معتزلہ اور کرامیہ وغیرہ کے مقابلے میں سلف کی کثیر تعداد اس بات کی قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ازلی صفات ہیں جیسی کہ علم قدرت حیات ارادہ سمع بصر وغیرہ اور ان کے نزدیک صفات ذاتیہ اور فعلیہ میں کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ

التذوقی کے ہات پاؤں اور چہرہ وغیرہ بھی ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۵۳) سب سے پہلی کتاب جس میں مستقل فن کی حیثیت سے تصوف کے بہت سے

مسائل پر بحث کی گئی ہے کتاب الملع ہے۔ اس کے مصنف کا نام ابو نصر عبد اللہ بن علی بن محمد بن یحییٰ اسمران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔ انھیں طاؤس انقراہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ (مکافئہ اقلوب)

(۱۵۴) ابو علی الحسن بن علی المدائنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے بزرگ دست زاہد تہذیب

ہیں۔ سید علی جویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کشف المحجوب میں ان کا نام الحسن بن محمد علی دیا ہے۔ دقاق دقیق یعنی آفا فروش کو کہتے ہیں۔ اس پیشہ کی وجہ سے یہ نام پڑا۔ ان کا قول ہے کہ جس شخص نے دنیا کی خاطر کسی کے سامنے تواضع کی اس کا دو تہائی دین جاتا رہا۔ کیونکہ اس نے زبان اور رکان سے اس کے سامنے اپنے آپ کو جھکایا ہے اور اگر دل سے اس کی تعظیم کا عقیدہ رکھے یا دل سے اس کے سامنے جھکے تو اس کا سارا دین جاتا رہا۔ (کشف المحجوب)

(۱۵۵) امام ابو اہلق اسفرائینی متکلم اصولی اور شافعی مذہب کے ماننے والے تھے۔

اپنے زمانے میں خراسان کے شیخ تھے اور اجتہاد کے مرتبے کو پہنچ گئے تھے۔ ان کا لقب رکن الدین ہے۔ ان کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے ایک الجامع فی اصول مدین و رد علی اصولین پانچ جلدوں میں ہے۔ انھوں نے فقہ کے اصول پر شرط بھی لکھی ہے۔ تقریباً اسی برس کی عمر میں چار سو پندرہ ہجری میں نیشاپور میں وفات پائی اور انھیں اسفرائینی سے جاکر دفن کیا گیا۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۵۶) صحابہ کی صحبت میں رہنے والوں کو تابعین کہا گیا۔ انھوں نے اس نام کو بڑا

شرف اور سمجھا۔ پھر ان کے بعد کے لوگوں کو تبع تابعین کہا گیا۔ اس کے بعد کے لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا اور الگ الگ مراتب پیدا ہوئے۔ چنانچہ ان خاص قسم کے لوگوں کو انھیں دینی کاموں سے خاص لگاؤ تھا زیادہ اور عبادت کہنے لگے۔ پھر یہ عتیں رونما ہونے لگیں۔ ہر فرقہ دعویٰ کرنے لگا کہ ان میں زاہد پائے جاتے ہیں چنانچہ اہل سنت میں سے ان خاص لوگوں

نے جنھوں نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کر دیا تھا اور اپنے دلوں کو غفلت کے طاری ہونے سے محفوظ رکھا تھا اپنے لیے الگ نام تصوف رکھ لیا ان بزرگوں کے لیے یہ نام دوسری صدی ہجری سے پہلے مشہور ہو چکا تھا۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۵۷) حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تالیف ترمذی کی پہلی صفحہ میں سے ہیں۔ نام نامی حسن اور کنیت ابو سعید ہے۔ ایک سو تیس صحابہ کی زیارت کی۔ حضرت حسن بصری کی والدہ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز تھیں۔ ان کی والدہ انھیں چھوڑ کر کہیں کام کو چلی جاتیں اور یہ رونے لگتے تو ام المومنین ام سلمہ اپنی نورانی چھاتی ان کے منہ میں دے دیتیں۔ ام المومنین کی کرامت کہ وہ ہاتھ آتا اور یہ خوب پتے۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۵۸) حضرت عطار بن ابی ریات رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے درجہ کے تابعین میں ہیں بیس سال تک مسجد میں متکلف رہے۔ ستر حج اور سو عمرے کیے۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۵۹) ایک ہار لوگوں نے حضرت ابراہیم ابوہریرۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ سب سے بڑا دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ آپ نے فرمایا تم اللہ کو جانتے ہو لیکن اس کی طاعت نہیں کرتے، رسول اللہ ﷺ کو پیچھتے ہو لیکن ان کی پیروی نہیں کرتے، قرآن کریم پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کی نعمت کھاتے ہو مگر شکر نہیں کرتے، جانتے ہو کہ دوزخ گناہگاروں کے لیے ہے مگر اس سے ذرا بھی نہیں ڈرتے، شیطان کو دشمن سمجھتے ہو مگر اس سے سے دور نہیں بھاگتے، موت کو برحق سمجھتے ہو مگر کوئی سامان نہیں کرتے، عزیز رشتے داروں کو اپنے باتوں زمین میں دفن کرتے ہو لیکن عبرت نہیں پکڑتے۔ بھلا جو شخص اس طرح کا ہو اس کی دعا کیسے قبول ہوسکتی ہے۔ (انوار اولیاء از رئیس احمد جعفری)

(۱۶۰) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام کچھ لوگ شعبان بن ابراہیم بتاتے ہیں اور کچھ لوگ فیض بن ابراہیم۔ یہ تصوف میں فوقیت رکھنے والے اور علم و ادب میں یکتے روزگار تھے۔ انھوں نے دو سو پینتالیس ہجری میں وفات پائی۔ ان کا کہنا تھا کہ کلام کا دار و مدار چار چیزوں پر ہے: رب جلیل کی محبت، دنیا (قلیل) سے بغض، قرآن (تزیل) کی

تابع داری اور تہذیبی (تحویل کا ڈر)۔ جتنی اس بات سے ڈرتے رہنا کہ کہیں اللہ تعالیٰ موجودہ حالت ایمان سے بدل کر اسے کفر کی حالت میں نہ کر دے۔ (مکالمۃ المقلوب)

(۱۶۱) حضرت فصیل بن عیاض ڈاکو تھے اور اپنی ورد اور سرخس کے درمیانی علاقوں میں ڈکے ڈالتے تھے۔ ایک لڑکی سے انھیں عشق ہو گیا۔ ایک بار دیوار پر چڑھ کر اس کے پاس جا رہے تھے تو ان کے کانوں میں قرآن مجید کی تلاوت کی آواز آئی۔ پڑھنے والا پڑھ رہا تھا: کیا مومنین کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل عاجزی کریں؟ اس پر انھوں نے کہا: اے میرے رب! ہاں وقت آ گیا ہے۔ پھر یہ واپس چلے آئے۔ انھوں نے ایک رات دیرانے میں گزار دی۔ وہاں کچھ مسافر لوگ تھے ان میں سے ایک نے کہا: یہاں سے چلے جاؤ۔ دروس نہ کہہ۔ صبح تک یہیں رکھو کیونکہ راستے میں فضیل بن عیاض تھیں۔ اس پر فضیل نے توبہ کر لی اور آخر دم تک کہ میں مد ہے۔ (انوار اولیٰ)

(۱۶۲) حضرت ابو مخنف معروف بن خیر ذر بنی رحمۃ اللہ علیہ شائع کیا کہ میں سے تھے۔ آپ کی دعا میں بڑی تاثیر تھی۔ لوگ ان کی قبر شریف کے قوسل سے شفا پاتے ہیں۔ آپ کی وفات دوسو ہجری میں ہوئی۔ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدین عیسائی تھے۔ (نوار اولیٰ)

(۱۶۳) حضرت سزئی سقلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت جہد بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نواسہ اور استاد تھے۔ آپ کا پورا نام ابو اسمعین سری بن المغالہ سقلی تھا۔ بازار میں کبار کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت جہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے سری سقلی سے زیادہ عبادت کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ اٹھانوے سال ان پر بیت گئے مگر سوائے موت کے مرض کے انھیں کبھی ایسا ہوا نہیں دیکھا۔ آپ کی وفات دوسو ساون ہجری میں ہوئی۔ (نوار اولیٰ)

(۱۶۴) حضرت ابو نصر بشر بن الحارث الحافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دراصل مرو کے تھے بغداد میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ آپ کی وفات سن دوسو ستائیس ہجری میں ہوئی۔ آپ بڑی

شان والے تھے۔ فرماتے تھے کہ جو شخص چاہے کہ لوگ مجھے جانیں وہ آخرت کا مزہ حاصل نہیں کر سکتا۔ (نوار اولیا)

(۱۶۵) حضرت ابوسلیمان داؤد بن نصیر طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑی شان کے بزرگ تھے۔ فرماتے تھے دنیا سے روزہ رکھو اور موت سے روزہ رکھو لو اور لوگوں سے اس طرح بھاگ جس طرح درندوں سے بھاگتے ہو۔ آپ کی وفات سن ایک سو پینسٹھ ہجری میں ہوئی۔ (نوار اولیا)

(۱۶۶) حضرت ابوعلی شفیق بن ابراہیم بلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خراسان کے مشہور شائخ میں سے تھے۔ حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد تھے۔ آپ کا کہنا تھا انسان کا تقویٰ تین باتوں سے معلوم ہوتا ہے: وہ کیا لیتا ہے، کن چیزوں سے اپنے آپ کو روکتا ہے، در کیا باتیں کرتا ہے۔ (نوار اولیا)

(۱۶۷) حضرت ابو یزید طیغور بن عیسیٰ بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا پید مجوسی تھے پھر اسلام لائے۔ یہ تین بھائی تھے: آدم طیغور اور علی۔ تینوں بڑے زہد اور عبادت گزار تھے۔ ان میں ابو یزید سب سے زیادہ جلیل القدر تھے۔ آپ کی وفات سن دو سو، کسٹھ ہجری میں ہوئی۔ (نوار اولیا)

(۱۶۸) حضرت ابو محمد سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صوفیاء کے اماموں میں سے تھے۔ بڑی کرہمتوں والے بزرگ تھے۔ چھ سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ سال بھر روزہ سے رہتے۔ آپ کی وفات سن دو سو تری ہجری میں ہوئی۔ کسی شخص نے آپ سے وصیت کی فرمائش کی تو فرمایا: تیری نجات چار باتوں میں ہے: کم کھانا، کم ملنا جلنا، کم سونا اور کم بولنا۔ (نوار اولیا)

(۱۶۹) حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہا کرتے تھے ہر روز شیطان مجھ سے کہتا ہے: تو کیا کھائے گا؟ کیا پہنے گا؟ کہاں رہے گا؟ میں جواب دیتا ہوں: موت کھاؤں گا، کفن پہنوں گا اور قبر میں رہوں گا۔ (نوار اولیا)

(۱۷۰) تصوف کے بارے میں مختلف بزرگوں کے مختلف اقوال ہیں۔ ابو محمد جریری رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا: تصوف ہر اعلیٰ خلق میں داخل ہونے اور ہر ذلیل خلق سے نکلنے کا نام ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تصوف یہ ہے کہ حق تعالیٰ تجھے تیری ذات سے فائز کرے اور اپنی ذات کے ساتھ زندہ رکھے۔ حسین بن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: صوفی کی ذات یکتا ہوتی ہے نہ کوئی اللہ کے سوا ہے قول کرتا ہے اور نہ یہ اللہ کے سوا کسی کو قبول کرتا ہے۔ حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ تصوف یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اس حالت میں رہے کہ تو کسی چیز کا مالک نہ رہے اور نہ کوئی چیز تیری مالک رہے۔ حضرت معروف لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ تصوف حقائق پر عمل کرنے اور لوگوں کی چیزوں سے امیدوں کا نام ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۱۷۱) توحید کے متعلق بہترین قول وہ ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کو اپنے جاننے کی صرف ایک راہ بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ اس کی معرفت سے عاجز ہے۔ (تفسیر نمبر ۱)

(۱۷۲) حضرت امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات: تین سو تینتیس ہجری) مشائخ کبار میں سے بہت بڑے محقق، فقیہ اور متکلمین کے امام ہیں۔ مسلمانوں کے عقیدوں کی آپ نے درستی فرمائی اور باطل عقیدے والوں کے دہمیں کتاب التوحید، کتاب اوقات، کتاب الادب، ہمزہ اور کتاب الرد الاقرامطہ وغیرہ لکھی ہیں۔ ان کے علاوہ تاویلات، اقرآن، آپ کی ایسی تصنیف ہے جو اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ آپ کا مزار مبارک سرقد میں ہے۔ (رسالہ تشیریہ)

(۱۷۳) دو گوں نے شیخ سعد الدین عموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے شیخ محی الدین عربی کو کیا پایا؟ فرمایا: وہ ایک اتھو مو جزن سمندر میں۔ پھر پوچھا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی کو کیا پایا؟ انھوں نے فرمایا: ان کی پیشانی میں نبی اکرم ﷺ کی متابعت کا نور کھلا ورہی چیز ہے۔ (رسالہ تشیریہ)

(۱۷۴) حضرت نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عربی اور فارسی میں

علوم و فنون کی چون کتا میں لکھیں جو آپ کے خلیفہ جابی کے اعداد ہیں۔ (رسالہ قشیریہ)
 (۱۷۵) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلی صدی ہجری کا مجدد و مہاجر
 ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۶) حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہے کہ علم کے تین حروف ہیں۔ عین علیین
 سے 'لام حنف' الہی ہے اور میم ملک یا ملک یعنی بادشاہی سے نکلا ہے۔ علم کی عین عام کو علیین
 سے برتر مقام پر پہنچا دیتی ہے 'لام لطیف' بنا دیتا ہے اور میم حقوق کا مالک کر دیتی ہے۔ (تحفہ
 ابراہیمین)

(۱۷۷) نبی کریم کا قول ہے کہ جو شخص علم کو محفوظ رکھنا چاہے وہ پانچ باتوں کی پابندی
 کرے: ایک رات کی نماز چاہے دو رکعت ہوں۔ دو ہمیشہ با وضو بنا۔ تین ظاہری و باطنی
 تقویٰ۔ چار شخص پر بیہوش کاری کی نیت سے کھانے پینے کی تدبیر۔ پانچ 'مسوک'۔ (تحفہ
 ابراہیمین)

(۱۷۸) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جس نے تکلفاً سماع کو چاہا
 اس کے لیے یہ فتنہ ہو گا مگر جسے خود بخود یہ چیز حاصل ہو جائے اس کے لیے سماع راحت
 ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سماع کے لیے تین چیزوں کی ضرورت ہے: زبان 'مرکان'
 اخون تینی دوست۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۷۹) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہنا ہے کہ جب تم کسی مرید کو دیکھو کہ
 اسے سماع سے محبت ہے تو سمجھ لو کہ ابھی اس میں باطل کا کچھ حصہ باقی ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۸۰) حضرت عبد اللہ بن ابی صرہ وہی ہیں جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے رفیق بھائی اور رسول اللہ ﷺ کے کاتب وحی تھے۔ وحی کی کتابت کے سلسلے میں مرتد
 ہو کر مشرکوں سے جا ملے۔ ایک مدت تک مرتد رہنے کے بعد فتح مکہ کے دن اپنے قتل کیے
 جانے کے خوف سے روپوش ہو گئے۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارش کے
 ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس وقت سے پختہ مسلمان ہو گئے۔ بڑے

بڑے کارنامے انجام دیے ان میں سے قنبر اور خیرنوبیہ (موجودہ جیشہ) ہیں۔ یعنی دعا کے مطابق ٹھیک نماز کی حالت میں فجر کا سلام پھیرتے وقت وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (رسالہ شریہ)

(۱۸۱) حضرت ابوعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا چار برس کی عمر میں چوبیس کی آگ دیکھ کر روئی تھیں کہ کہیں میں وہ تنکا نہ ہوؤں جس سے آگ روشن کی جاتی ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۸۲) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حج کے بعد دوسرے حج نہ کیا کہ کہیں مدینہ سے باہر موت نہ آجائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۳) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی مدینہ منورہ میں گھوڑے پر سوار نہ ہوئے۔ اگر سے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حاضر ہوئے تو مدینہ کی حدود میں پہنچے کونہ پہنچے بلکہ تنے دن کھانا پینا ہی ترک کر دیا تاکہ پیشاب پانے کی حاجت ہی نہ ہو۔ اسی لیے آپ نے وہاں اپنا قیام مختصر کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۴) جب لوگ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث سننے کی فرمائش کرتے تو پہلے آپ غسل فرماتے، نیک لباس پہنتے، سر پر عمامہ باندھتے، چادر اوڑھتے، خوشبو لگاتے، کرسی رکھواتے پھر آپ باہر تشریف لاتے اور کمری پر بیٹھتے۔ عود اور عنبر کی دھوئی لگائی جاتی اور پھر بھر پور دھار کے ساتھ دلی لگا کر حدیث مبارک پڑھتے۔ علمایان کہتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ طریقہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پایا تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۸۵) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک بار پوچھا گیا کہ لوگوں کا کام طور پر خیاں ہے کہ حضور ﷺ کا کوئی کام بنانا نہ دے گا نہیں ہے۔ پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ حضور ایک قبیلے کے گھوڑے پر پہنچے اور وہاں آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اس سے کیا فائدہ حاصل ہوا؟ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: اس سے بہت بڑا فائدہ ہے جو تمہیں معلوم نہیں ہے۔ عرب ملک میں یہ مشہور تھا کہ اگر کسی کی کمر میں درد ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے درد جاتا رہتا ہے۔ چونکہ حضور ﷺ کی کمر میں درد رہتا تھا اس لیے آپ نے

عرب کے تجربہ کے لحاظ سے ایسا کیا لیکن یہ آپ کی عادت تھی ویسا کہیں منقول نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۶) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نفس نے ایک بار بے موقع ٹھنڈا پانی مانگا۔ آپ نے تین سال تک ٹھنڈا پانی ہی نہ پیا۔ پھر فرمایا: اگر اب تو ایسا کرے گا تو چھ سال تک ٹھنڈا پانی چھوڑ دوں گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۷) فقہائے کرام کا ارشاد ہے کہ حدیث پر عمل کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا قرآن مجید پر عمل کرنا کیونکہ قرآن مجید اور حدیث ایک زبان ایک ہی لب سے اور ایک ہی دہن سے ملے۔ جن الفاظ کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمادیا کہ یہ قرآن ہے ہم نے انھیں قرآن مان لیا اور جن کلمات کے بارے میں فرمادیا کہ یہ حدیث ہے ہم نے انھیں حدیث مان لیا۔ زبان ایک ہے مگر کلام کی قسمیں دو۔ جاننے والے حضور ﷺ ایک ہی ہیں کبھی ہنا نام لے کر کبھی رب کا نام لے کر۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۸) حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مجھے حضور ﷺ سے حدیث پہنچی کہ جو اللہ اللہ اللہ ستر بار کہے اس کی مغفرت ہو جائے گی اور جس کے لیے پڑھا جائے اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ میں نے یہ کلمہ طیبہ سات ہزار بار پڑھا مگر کسی خاص شخص کی نیت نہیں کی تھی۔ ایک دعوت میں گیا وہاں ایک نوجوان موجود تھا جو کشف میں مشہور تھا۔ یہ جوان کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا۔ میں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ میں اپنے ماں باپ کو عذاب میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں اس کلمے کا ثواب اس کے ماں باپ کو بخش دیا۔ فوراً نوجوان ہنسنے لگا اور کہا: اب میں اپنی ماں کو اچھی حالت میں دیکھتا ہوں۔ (نزہۃ القاری)

(۱۸۹) کچھ احادیث میں آیا ہے کہ بدھ کے دن ناخن ترشوانے سے۔ سفید داغ کی بیماری (برص) ہو جاتی ہے۔ علامہ ابن الحاج نے اس خیال سے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے بدھ کے دن ناخن ترشوا لیے۔ انھیں سفید داغ کی بیماری ہوئی۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ تشریف

انے اور ابن الحجاج سے فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا تھا کہ میں نے اس سے منع کیا ہے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ حدیث میرے نزدیک ثابت نہیں۔ فرمایا: اتنا کافی تھا کہ وہ حدیث میرے نام سے تمہارے کان تک پہنچی۔ پھر حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے بدن پر پھیرا اور اچھے ہوئے۔ اسی وقت تو یہ کہی کہ اب میں کبھی حدیث من رخصالت نہیں کروں گا۔ (تذیبہ القاری)

(۱۹۰) بخاری شریف کی سو سے زیادہ شرحوں میں اللہ تعالیٰ نے دو شرحوں کو سب سے زیادہ مقبولیت عطا فرمائی۔ ایک فتح الباری دوسری عمدۃ القاری جو معنی کے نام سے مشہور ہے۔ (تذیبہ القاری)

(۱۹۱) بخاری شریف کی مشہور شرح فتح الباری علامہ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی نے لکھی۔ آپ شعبان سات سو تتر ہجری میں مصر میں پیدا ہوئے اور وہیں ذی الحجہ چھ سو ہاون ہجری میں وصال فرمایا۔ وہیں دیلمی کی بغل میں دفن ہوئے۔ یہ شرح سترہ جلدوں میں ہے۔ پچیس سال میں مکمل ہوئی۔ (تذیبہ القاری)

(۱۹۲) بخاری شریف کی ایک اور مشہور شرح عمدۃ القاری علامہ ابن حجر عسقلانی کے ہم عصر علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن مہدی بن مہدی نے لکھی ہے۔ آپ کے والد قاضی شہاب الدین احمد حلب کے درجن والے تھے۔ وہاں سے ہجرت کر کے حین نابوائے تھے جو حلب سے حین منزل کی دوری پر ہے۔ کافی زندگی مصر میں گزار دی۔ وہیں منگل کی رات چار ذی الحجہ سو پچیس ہجری میں وصال فرمایا۔ آپ نے اپنی شرح اسی سال میں پوری کی۔ (تذیبہ القاری)

(۱۹۳) حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عراق کے مشہور فقیہ گزرے ہیں انھیں کھری کھوئی حدیثوں کا پرکھنے والا کہا جاتا ہے۔ آپ من پچاس ہجری میں پیدا ہوئے درمن چھیا نوے ہجری میں وصال فرمایا۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چھیس سال کا زمانہ نصیب ہوا۔ (تذیبہ القاری)

(۱۹۴) بعض روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہزار سال کے بعد تجدید دین کے لیے اللہ تعالیٰ ایک مجدد مبعوث فرماتا ہے۔

چنانچہ علامہ کا تعلق ہے کہ حضرت عمر بن عبدالمعز یز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد دوسرے ہزار سال کے مجدد حضرت امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولدت: چورہ شواہن من نو سوا کہتر ہجری) ہی میں۔ اسی لیے آپ کو مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے۔ مشہور بزرگ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خطوط میں شیخ سرہندی کے بارے میں پیش گوئی کرتے ہوئے انھیں مستقبل کا ایسا روشن چراغ قرار دیا تھا جس کے نور سے ظلمتیں کافور ہو جائیں گی۔ (آخروہ بشارت پوری ہوئی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹۵) حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شفیق ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مکہ معظمہ میں ملاقات ہوئی۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا: اے شفیق ثانی! تم نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ حضرت شفیق نے جواب دیا: ایک مرتبہ میرا نذر ایک بیابان سے ہوا وہاں میں نے ایک پرندہ پڑا دیکھا جس کے دونوں بازو ٹوٹ گئے تھے۔ میرے دل میں یہ دوسوہ پیدا ہو کہ دیکھوں تو یہی سے رزق کیسے ملتا ہے۔ میں وہاں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد ایک پرندہ آیا جس کی چونچ میں ایک مڑی تھی اور اس نے وہ پرندے کے منہ میں ڈال دی۔ میں نے دس میں سوچا کہ وہ رازق کائنات جب پرندے کے ذریعے سے دوسرے پرندے کا رزق پہنچا دیتا ہے تو میرا رزق بھی مجھے ہر حال میں پہنچا سکتا ہے لہذا میں نے سب کاروبار چھوڑ دیے اور عبادت میں مصروف ہو گیا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم نے کہا: اے شفیق ثانی! تم نے مجبور و معذور پرندہ بننا پسند کیا اور تندرست پرندہ بننا پسند نہ کیا کہ تمہیں بھند مقام نصیب ہوتا۔ کیا تم نے یہ فرمان نبوی نہیں سنا کہ اوپر والی بات سے بہتر ہے۔ سو من تو ہمیشہ بندگی و رجا کی تمنا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ابراہیم کی صف میں جگہ پاتا ہے۔ حضرت شفیق ثانی علیہ الرحمۃ نے یہ سننے ہی حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں کو چوما اور کہا: بے شک آپ میرے ساتھی ہیں۔ (تذکرہ الاولیاء)

(۱۴۶) سرکارِ غوث اقصیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ برس کی ذیلی ہوئی بارات کو حج

سماست نکالا تھا۔ اور وہ لوگ بہت عرصہء دور رہے۔ اس بارات کے دولہا کا نام سید کبیر الدین ہے اور لقب دریائی دولہا ہے اور اب انھیں شاہ دولہ کہا جاتا ہے۔ ان کی قبر شریف گجرات پاکستان میں ہر خاص و عام کی زیارت گاہ ہے۔ آپ کی عمر شریف ٹھہر چھ سو برس کی ہوئی۔ آپ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں اور آپ نے ایک بار حضور غوث صمدانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دستِ کراۓ ہوئے آپ کے قدم شریف سے لپکتے ہوئے قطروں کے پانچ چلوئی لیے۔ فی چلو سو سال سٹھا ہوئے۔ جو عمر اپنی زرخیز چکے تھے وہ اس کے علاوہ۔ آپ کی وفات سن ایک ہزار ہجری کے بعد ہے۔ (مقامات محمور)

(۱۴۷) امت محمدیہ میں ہمیشہ چالیس ابدال سات امنہ تین خلفاء ایک قطب رہیں گے جن کی برکت سے عالم میں بارشیں آئیں گی لوگوں کو رزق میں گے۔ ہائی اولیاء اللہ تو گنتی سے ہا ہر تیں۔ قطب کے ذریعے عالم کا مرکز قائم ہے۔ داہنے امام کی برکت سے عالم اردوستان ہائیں امام کی برکت سے عالم اجسام قائم ہے۔ اوتاد کی برکت سے چار راستے مشرق مغرب جنوب شمال قائم ہیں۔ ابدال کی برکت سے ساتوں اقلیم محفوظ ہیں۔ (تفسیر عرائس اہیان)

(۱۴۸) حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار جہاں ہے اس کے آس پاس کئی کئی میل تک بیٹھا قبریں ہیں کیونکہ چھ سو برس سے یہ عقیدہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے کہ جو شخص حضرت سلطان المشائخ کے پڑوس میں دفن ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔ (انوار اولیاء)

(۱۴۹) مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ التکرم کے مبارک دور میں ایک ڈاکو تھا حارثہ ابن بدر تھی بھڑی جس نے بھرہ میں بڑا اودھم مچا رکھا تھا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق دی۔ اس نے کچھ قریشی لوگوں سے کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں مجھے اسد اللہ حضرت حیدر کرار علی بن ابی طالب خلیفۃ المسلمین سے معافی دلا دو۔ کسی نے ہمت نہ کی۔ وہ ڈاکو سعید ابن قیس بھڑی کے پاس یہ عرض لے کر حاضر ہوا۔ انھوں نے حارثہ کو کوفہ لے جا کر دربار حیدر کی کسی کونے میں

چھپ دیا اور خود امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ڈاکوؤں کے احکام پڑھتے۔ وہ انہی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے یہ حکم بتایا کہ جو ڈاکو پکڑے جانے کے پہلے تو بہ کر لے اسے معافی ہے۔ سعید نے کہا: اگرچہ حارثہ بدری ہی کیوں نہ ہو؟ فرمایا: اگرچہ حارثہ بدری ہی ہو۔ سعید بولے: حارثہ نکل آ اور امیر المومنین کے آگے پیش ہو جا۔ چنانچہ حارثہ نکل آیا۔ سعید نے کہا: حضور یہ حارثہ ہے۔ تو بہ کر کے حاضر ہوا ہے۔ چنانچہ امیر المومنین نے اسے امان دے دی۔ حارثہ بعد میں خلاص دین دار ہوئے۔ (تفسیر روضۃ المعانی)

(۲۰۰) حضرت امیر حسن علیہ السلام بحوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خاص نظر تھی۔ آپ نے حضرت سلطان المشائخ کے ارشادات فوائد القواد کے نام سے جمع کیے۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے تھے کہ میری سب ستائیں حسن کے نام ہوتیں اور یہ کتاب میرے نام ہوتی تو میرے لیے بڑے فخر کی بات ہوتی۔ حضرت خواجہ حسن نے ساری زندگی شادی نہیں کی۔ آخر عمر میں دولت آباد چلے گئے وہیں انتقال ہوا۔ (انوار اولیا)

(۲۰۱) ایک دن سخت بارش ہو رہی تھی۔ اندھیری رات تھی۔ حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک خاص خادم کو بلا کر فرمایا کہ وہ اس کنارے جمنا پار ایک قطب تشریف فرما میں انھیں کھیر کھلاؤ۔ خادم نے عرض کیا: حضور جمنا جوش پر ہے۔ کوئی کشتی وغیرہ بھی نہیں ہے۔ میں اس پار کیسے پہنچوں گا۔ فرمایا: جمنا سے بہہ دینا کہ میں اس کے پاس سے آیا ہوں جو کبھی اپنی بیوی کے پاس نہیں گیا۔ تجھے راستہ دے۔ خادم حیرت میں پڑ گیا۔ سوچا کہ آپ صاحب اولاد ہیں۔ بیوی صاحب گھر میں ہیں۔ پھر یہ کیا فرما رہے ہیں۔ مگر ادب کے مارے کچھ نہ کہا اور بیل دیے۔ دریا سے وہی کہا جو حضرت نے بتایا تھا۔ ندی میں خشک راستہ بن گیا۔ اس طرف جا کر ان بزرگ کو کھیر کھلائی۔ جب وہاں ہونے لگے تو انھوں نے فرمایا: جمنا سے یہ بہہ دینا کہ میں اس کے پاس سے آ رہا ہوں جس نے کبھی کچھ کھایا پیا ہی نہیں۔ خادم کی حیرت اور بڑھتی کہ میرے سامنے کھیر کھائی اور یہ فرما رہے ہیں۔ دریا پر آ کر

ابھی کہا جو بزرگ نے فرمایا تھا۔ دریا تے راو دیدی۔ خادم حضرت سلطان اسدیا کے پاس آئے مگر حیرت باقی تھی۔ ایک دن موقع پا کر حضرت محبوب الہی سے پوچھ ہی گیا کہ سرکار یہ کیا ماجرا تھا۔ فرمایا: ہم اپنے نفس کے لیے کچھ نہیں کرتے۔ جو کرتے ہیں رب کے لیے کرتے ہیں۔ اس کے لیے کھاتے ہیں اسی کے لیے پیتے ہیں اور اسی کے لیے بیوی سے ملتے ہیں۔ (ملفوظات امام احمد رضا محدث بریلوی)

(۲۰۲) یہ جو بابا جاتا ہے کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہارہ برس کنوئیں میں تنگ کر چلے کیا کہ کنوئیں سے باہر آئے ہی نہیں۔ یہ بالکل من گھڑت بات ہے۔ بابا فرید الدین نے ایسا کیا تو ان دنوں کی نمازیں جماعت کے ساتھ کیسے ادا کی ہوں گی؟ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۳) صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ ایک استقامت بزرگسرامت سے افضل ہے۔ فقیہ ابو نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ غرض کے طور پر دس چیزوں کی محافظت استقامت کی علامت ہے۔ (۱) محبت سے زبان کی حفاظت یعنی ایک مسلمان دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ (۲) بدگمانی سے پرہیز کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے مسلمانوں! گمان سے بچتے رہو کیونکہ گمان سناہ کا سبب ہو جاتا ہے۔ (۳) کسی کا مذاق اڑانے سے پرہیز۔ (۴) عمارم سے نگاہ بچانا۔ (۵) سچ بولنا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے جب تم کوئی بات کہو تو انصاف سے کہا کرو۔ (۶) اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔ (۷) فضول خرچی سے پرہیز۔ (۸) اپنے لیے تکبر پسند نہ کرنا۔ (۹) ہونکا نہ نماز کی محافظت۔ (۱۰) اہل سنت و جماعت کے طریقے پر قائم رہنا۔ (تنبیہ الغافلین تفسیر نعیمی)

(۲۰۴) حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوکلین کے سردار تھے کہ کبھی گھرنہ بنایا نہ سامان رکھا۔ اس کے باوجود وہی دھاگا اور کوزہ ساتھ رکھتے تھے کسی نے پوچھا کہ یہ سامان بھی کیوں رکھا ہے؟ فرمایا: کوزہ وضو کے لیے۔ سوئی دھاگا پینا کپڑا اسی کرتن ڈھا پنے کے لیے تاکہ ضرورت ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۵) حضرت ابو بکر بن قوام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: معبود کی عزت کی قسم

مجھے وہ حال عطا ہوا ہے کہ اگر بعد اذ کو کہوں کہ مرا قش کی جگہ چاہا یا مرا قش کو کہوں کہ بعد اذ کی جگہ چاہا تو یہی ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۶) ایک عورت سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ہٹا ایک لڑکا لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے بچے کو آپ سے دلی لگاؤ ہے اس لیے اسے میں آپ کے سپرد کرتی ہوں۔ وہ بچہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہنے لگا۔ آپ نے اسے بزرگوں کے طریقے پر مجلد لے اور ریاضتیں کرنے کا حکم دیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ اپنے بچے سے ملنے آئی تو دیکھا کہ وہ بہت دبلا ہو گیا ہے اور دیکھا کہ جو کی روٹی کھا رہا ہے۔ پھر جب وہ سرکار غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ آپ کے سامنے برتن میں مرغ کی ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں۔ وہ بولی: میرے سردار! آپ خود دو مرغ کھاتے ہیں اور میرے بچے کو جو کی روٹی کھاتے ہیں۔ تب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہارک ہات ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا: اس رب کے حکم سے کھڑا ہو جا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ وہ مرغ فوراً زندہ ہو گیا اور بانگ دینے لگا۔ آپ نے عورت سے فرمایا: جب تیرا بیٹا اس درجہ کو پہنچ جائے گا تو پھر جوگی چاہے کھائے گا۔ (بجۃ الاسرار)

(۲۰۷) ایک دن حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدرسے میں وضو فرما رہے تھے کہ چٹک ایک چڑیا نے آپ کے کپڑوں پر بیٹ کر دی۔ آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو چڑیا مردہ ہو کر نیچے گر پڑی۔ (بجۃ الاسرار)

(۲۰۸) سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: فنا کی حالت آویا اور بدال کی حالتوں کی انتہا ہے۔ پھر انھیں تکوین یعنی کن کہنا عطا کیا جاتا ہے تو انھیں جس چیز کی حاجت ہوتی ہے وہ سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے بن آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں وہ ہوں کہ کسی چیز کو کہتا ہوں ہو یا تو وہ ہو جاتی ہے۔ تو بھی میری اطاعت کر میں تجھے بھی ایسا کروں گا کہ تو بھی کسی چیز کو کہے گا کہ ہو یا تو وہ ہو جائے گی۔ (فتوح الغیب، بجۃ الاسرار)

کے بعد تختہ ۲۲ چھوڑ دیا اور ہندوستان چلے آئے۔ (انوار اولیا)

(۲۱۵) حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات۔ سن یک ہجری ہجری)

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر و مرشد تھے۔ آپ کی باطنی تربیت براہ راست سرکار اقدس علیہ السلام اور خواجہ خواجگان حضرت بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحانیت سے ہوئی۔ (سبح سائل شریف)

(۲۱۶) حضرت حاجی وارث علی شاہ کے دادا پر دادا تیشا پور کے عزت و رسادات میں

سے تھے۔ حج کے پہلے سفر میں آپ نے عام لباس ترک کر دیا اور ہمیشہ احرام پہنے رہے۔
(انوار اولیا)

(۲۱۷) حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میری گولوں محفوظ میں

رہتی ہے اور میں اللہ کے علوم کے سمندر میں غوطے کھاتا ہوں۔ (بہجۃ الاسرار)

(۲۱۸) حضرت علی داتا گنج بخش جویں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولیائے متقدمین میں سے

ہیں۔ سلطان الہند جو جغریہ توار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے حزار پاک پر حاضر ہوئے وہاں
چلے گئے اور رخصتی کے وقت حضرت کی شان میں یہ شعر فرمایا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

۲۲ قصص راہبر کامل کاملاں را رہنما

(انوار اولیا)

(۲۱۹) علامہ جلال الدین رومی شریعت کے رازوں سے واقف اور طریقت کی

گہرائیوں کو جاننے والے ہیں۔ عام طور پر مولانا روم کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔ کم سن میں
تین چار روز کے بعد ایک بار کچھ کھاتے تھے اور کراماتیں وغیرہ کو پانچ ساس کی عمر میں
دیکھ لیا کرتے تھے۔ قونیہ (ترکی) میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ (انوار اولیا)

(۲۲۰) حضرت بہاء الدین زکریا ملکانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرتبہ یہ ہے کہ ایک بار

جب وہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کوئے تو وہ اسی کے

وقت حضرت قطب کاکی نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے جوتے درست کیے۔ (سیر الاولیاء)

(۲۲۱) حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جب تم اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز طلب کرو تو میرے واسطے سے طلب کرو۔ (بہجۃ الاسرار)

(۲۲۲) حضرت سید احمد کبیر فاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سن پانچ سو پچیس ہجری میں حج سے فارغ ہو کر حضور سید عالم ﷺ کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور مزار اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر التجا کی: سرکار اپنے دست اقدس کو عطا فرمائیں تاکہ میں ان کا بوسہ سکوں۔ اس عرض پر سرکار سید الابرار علیہ السلام نے مزار مبارک سے اپنا دست مبارک نکالا جسے انھوں نے چوما۔ اس وقت کئی ہزار کا مجمع مسجد نبوی میں موجود تھا جنھوں نے اس واقعہ کو دیکھا۔ ان لوگوں میں حضور غوث عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۳) حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (انھیں عام طور پر ہارانی کہا جاتا ہے) کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے۔ جب روضہ رسول کی زیارت سے شرف ہوئے تو خواجہ عثمان ہارونی نے ان سے کہا کہ سلام عرض کر۔ خواجہ اجیمیری نے سلام عرض کیا۔ روضہ انور سے آواز آئی: **وعلیکم السلام یا قطب المشائخ للبر والحر۔** (انیس الارواح)

(۲۲۴) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت حاجی شریف علی ندوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید اور غلیظہ اور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سیر و مرشد ہیں۔ آپ کا وصال مکہ میں ہوا اور مزار پاک مسجد جن کے قریب تھا جسے نجدی حکومت نے توڑ کر روڈ میں مدرایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۵) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہری و باطنی علوم میں کمال حاصل کیا۔ چالیس سال تک رات دن اپنی پیٹھ دیوار سے نہیں لگائی اور روزانہ کے سوا بیٹھے نہیں۔ (انوار اولیاء)

(۲۳۶) حضرت ابو بکر عباس رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس برس تک پہلو ز میں سے نہیں

لگایا۔ یہاں تک مراقبے میں بیٹھے کہ آنکھوں کی پیمائی جاتی رہی اور بیس سال اندھے رہے۔

دن رات میں پانچ سو رکعتیں اور بیس ہزار بار سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ (مکاشفۃ اقلوب)

(۲۳۷) حضرت ابو محمد حریری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک برس کعبۃ اللہ میں رہے نہ کبھی کسی

سے بات کی نہ پاؤں پھیلائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۸) حضرت عطاء بن مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایسا خوف الہی تھا کہ چالیس برس نہ

لے اور نہ سر اٹھا کر آسمان دیکھا۔ (رسالہ قشیریہ)

(۲۳۹) جب تک حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد میں زندہ رہے کسی

چو پائے جانور نے آپ کی تعظیم کے سبب راہ میں امید نہ کی کیونکہ آپ ننگے پاؤں رہتے تھے۔

ایک دن ایک چو پائے نے راستے میں لید کر دی تو اس کا مالک یہ بات دیکھ کر گھبرا گیا کہ

ہو نہ ہو آج یقیناً حضرت بشر حافی دنیا سے پردہ فرمائے ورنہ یہ جانور کبھی راستے میں سید نہ کرتا۔

تھوڑی دیر کے بعد اس نے سن لیا کہ حضرت کا وصال ہو گیا۔ (تذکرہ ۱۵۱۵)

(۲۴۰) جن دنوں حسین منصور حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ریاضت کرتے تھے ان دنوں

بیس برس تک ایک ہی دلق (کرتا) پہنے رہتے تھے۔ ایک روز خادموں نے زبردستی اس

دلق کو بدن پر سے اتار لیا۔ اس میں اتنی بڑی بڑی جوئیں تھیں کہ ایک جوں کو تولایا تو چھرتی

وزن کی نگی۔ (تذکرہ ۱۵۱۵)

(۲۴۱) اسلام کے سب سے پہلے قاضی قضاۃ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوئے۔

یہ ہارون رشید کی خلافت کا زمانہ تھا۔

(تفسیر نعیمی)

(۲۴۲) خواجہ عثمان بارہ فی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دس برس تک خود کو کھانا نہ دیا۔ بس

سات روز کے بعد ایک گھونٹ پانی پی لیا کرتے تھے۔ (تذکرہ ۱۵۱۵)

(۲۴۳) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ستر سال تک دست کو

آرم نہ کیا ورنہ پیچھڑٹین سے لٹکائی۔ ستر سال تک آپ کا وضو حاجت انسانی کے سونڈھوٹا۔ عام طور سے آنکھیں بند رکھتے تھے۔ نماز کے وقت کھولتے۔ (ہمارے خواجہ)

(۲۳۴) محمد و شاہ مینا لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دودھ پینے کی تمام مدت میں یہ معمول رکھا کہ ان کی دایہ بوضو ہوتی تو آپ دودھ نہ پیتے۔ (سنی سنائل شریف)

(۲۳۵) حضرت مجدد دہرہ بندن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وصیت کی تھی کہ میری بیٹی صل سے ہے۔ میری وفات کے بعد ان کے بیٹا ہوگا۔ اس بچے سے میری قبر پر پیشاب آرا دیا جائے۔ پھر قبر دھو دی جائے۔ کیونکہ میں نے ساری سنتوں پر تو عمل کیا ایک نو سے سے پیشاب آرا لینے کی سنت ادا نہ ہو سکی۔ یہ سنت میری قبر پر ادا کرائی جائے۔ (تفسیر نفیسی)

(۲۳۶) امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چھوٹے بھائی حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ بڑے کامل ولی تھے۔ یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ انھوں نے والدہ سے شکایت کی کہ حامد بھائی مجھ میں کیا خرابی دیکھتے ہیں کہ میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے؟ امام حامد نے عرض کی: ان کا جسم نماز میں رہتا ہے مگر دل کتابوں میں یعنی نماز میں قرات کے وقت لٹکی الجھنوں میں رہتے ہیں۔ والدہ نے فرمایا: یہ مرض تو تم میں بھی ہے۔ وہ تو نماز میں مسکے ڈھونڈھتا ہے اور تم اس میں عیب ڈھونڈھتے ہو۔ تو وہ تم سے بہتر ہے۔ (تفسیر نفیسی)

(۲۳۷) شیخ ابن حجر جوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے گھر آئے تو دیکھا کہ ان کے فرزند امام ابو المعالی کو کوئی دوسری عورت دودھ پلا رہی ہے۔ آپ نے اس سے بچہ چھین لیا اور بچے کے منہ میں انگلی ڈال کر تمام دودھ کی اپنی کر دی۔ اور فرمایا: اچھے دودھ سے شرفت پیدا ہوتی ہے اور جان نکلتے وقت آسانی۔ جب امام ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ جون ہوئے تو کبھی مناظرے میں دل تنگ ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ شاید اس دودھ کا کچھ اثر میرے پیٹ میں رہ گیا ہے جس کا یہ نتیجہ ہے۔ (روح البیان)

(۲۳۸) حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: اپنے زمانے میں چار لوگ پرہیز گار گزرے ہیں: حذیفہ مرعشی، یوسف بن اسباط، ابراہیم بن ادیم اور سلیمان

اغواص۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۹) ابدال کو ابدال اس لیے کہتے ہیں کہ انھوں نے بری صفات کو اچھی صفات

سے بدل دیا ہے اور یہ انسانی صفات سے باہر آئے ہوئے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۰) خطیب نے تاریخ بغداد میں ایک کتاب سے نقل کیا ہے کہ نقباء تین سو ہیں 'نجبا

ستر' ہلال چالیس 'اخیار' سات' اود' چار اور غوث ایک ہے۔ نقباء کا مسکن مغرب اور نجبا کا مسکن

مشرق اور ابدال کا مسکن شام اور 'اخیار' رزمین میں گھومتے رہتے ہیں۔ اود' رزمین کے گوشوں میں

ہیں اور غوث کا مسکن مکہ مکرّمہ ہے۔ جب کوئی مشکل آن پڑتی ہے تو نقباء اترتے ہیں اور اس

مشکل کے آسان ہونے کے لیے رب کی بارگاہ میں عاجزی کرتے ہیں۔ ان کے بعد 'نجبا' ان

کے بعد ہلال ان کے بعد 'اخیار' ان کے بعد اود' ان کی دعائیں قبول ہو جائیں تو ٹھیک

ورنہ غوث عاجزی کرتے ہیں گڑگڑاتے ہیں اور سوال پورا ہونے سے پہلے غوث کی دعائیں قبول کر

لی جاتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۱) حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں رب

تبار کہ تعالیٰ کو اس طرح سے پہچانتا ہوں کہ وہ حضرت محمد ﷺ کا رب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۲) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: جہاں چالیس ایک

مسلمان جمع ہوتے ہیں وہاں کوئی ولی ضرور ہوتا ہے۔ (مرقاۃ)

(۲۴۳) سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب تک شیخ میں بارہ خصلتیں نہ

ہوں وہ مجاہد ہے پر نہ بیٹھے۔ دو خصلتیں خدا کی کہ ستار اور غفار ہو۔ دو خصلتیں رسول اللہ ﷺ کی کہ

شفیق اور رفیق ہو۔ دو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ صادق اور مصدق ہو۔ دو

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ نیکی کا حکم دینے والا ہو اور برائی سے ہٹانے والا

ہو۔ دو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ کھانا کھلائے اور رات بھر بیدار رہے۔ دو حضرت

مور علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ عالم اور بہادر ہو۔ (بحجۃ الاسرار)

(۲۴۴) مخدوم جہانیاں جہاں شہت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خزانہ جلالی میں لکھا ہے کہ

ٹیکوں اور بدیوں میں مکان کی بزرگی، زمانے کی بزرگی اور انسان کی بزرگی کا بھی اعتبار ہے۔ مکان کی بزرگی جیسے کہ مکہ مکرمہ کہ ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہوتا ہے۔ زمانے کی بزرگی جیسے ۷۰۰ رجب اور جمعہ کا دن کہ اس زمانے میں ایک نیکی ستر نیکیاں لاتی ہے اور ایک بدی ستر بدیوں کے عذاب کی بنیاد بنتی ہے۔ انسان کی بزرگی جیسے کہ عائشہ سادات اور صلوات علیہا کہ اگر یہ ایک نیکی کریں تو دوسروں کے مقابلے میں دو گنا ثواب پائیں اور اگر ایک گناہ کریں تو دوسروں سے بڑھ کر عذاب پائیں۔ (سنتی مسائل شریف)

(۲۴۵) حضرت ابو قاسم ترکانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہوں اور انسانوں کے پیر تھیں اس کے باوجود آپ فرمایا کرتے تھے سارا جی چاہتا ہے کہ دنیا میں ہمارا کوئی ایسا مرید ہو کہ ہم اس کی کھال اتار کر اس میں بھس بھر دے اور دھوپ میں لٹکا دیں تاکہ دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ مریدی کسے کہتے ہیں۔ (سنتی مسائل شریف)

(۲۴۶) شہید کو نبی سے بہت قرب حاصل ہے کہ وغیرہ کی نیند وضو نہیں توڑتی اور شہید کی موت غسل نہیں توڑتی۔ نبی کے فضائل شریفہ امت کے لیے پاک اور شہید کے جسم کا خون پاک۔ یعنی اگر نبی کا پیشاب یا شہید کا خون لگا کپڑا انویں میں گر جائے تو کنوؤں یا پاک نہیں ہوتا۔ نبی ولادت کے بعد زندہ شہید بھی شہادت کے بعد زندہ۔ نبی کو وفات کے بعد رزق الہی ملتا ہے اور شہید کو بھی۔ نبی قبر کے سوالات سے محفوظ شہید بھی۔ اللہ نے زمین پر نبی کے جسم کو کھانا حرام فرمایا ہے شہید کا گوشت اور خون بھی زمین نہیں کھا سکتی۔ شہید بھی موت سے پہلے جنت میں ہونا مقصود کچھ لیتا ہے۔ شہید ستر آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۷) حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنا لباس راستے پر چھوڑ کر کہیں چلے گئے۔ حضرت حسن بھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں آئے اور لباس پہن کر حفاظت کے لیے وہاں کھڑے ہوئے تاکہ کوئی اٹھانہ لے جائے۔ جب حضرت حبیب عجمی واپس آئے تو حضرت حسن بھری کو سلام کیا اور کہا: امام آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ حضرت حسن بھری نے فرمایا: تمہارے کپڑوں کی حفاظت کے لیے۔ تم کس کے بھروسے پر یہاں کپڑے چھوڑ گئے تھے؟

حبیب مجی نے عرض کیا: اس کے بھروسے پر جس نے آپ کو یہاں حفاظت کے لیے، نگہباز کیا ہے۔ (گلدستہ طریقت)

(۲۴۸) حضرت شیخ محی الدین اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے حضور ﷺ کی تمام سنتوں پر عمل کیا سوائے اس کے کہ میری کوئی بیٹی نہ تھی جس کا نکاح میں اپنے کسی عزیز کے ساتھ کر دیتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۹) حضرت ابراہیم ادوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طواف کرتے ہوئے ایک شخص کو کہا: تجھے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک تو یہ چھ گناہیں طے نہ کرے تو نیکیوں کا رتبہ حاصل نہیں کر سکتا: (۱) ناز اور لغت کا دروازہ بند کر اور سختی کا دروازہ کھول دے۔ (۲) عزت کا دروازہ بند کر اور ذلت کا دروازہ کھول دے۔ (۳) آرام اور راحت کا دروازہ بند کر اور کوشش کا دروازہ کھول دے۔ (۴) نیند کا دروازہ بند کر اور بیداری کا دروازہ کھول دے۔ (۵) مال داری کا دروازہ بند کر اور فقر کا دروازہ کھول دے۔ (۶) امید کا دروازہ بند کر اور موت کی تیاری کا دروازہ کھول دے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۰) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: اللہ کو دوست رکھنے کی نشانیں یہ ہیں کہ وہ اخلاق، افعال، اوامر اور سنن میں اللہ کے حبیب ﷺ کی تابعداری کرے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۱) حضرت ابوعلی فضیل بن ایاز فراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت رکھتا ہے تو اس کے غم کو زیادہ کر دیتا ہے اور جب کسی بندے پر غضب فرماتا ہے تو اس پر دنیا کو کشادہ کر دیتا ہے۔ (کشف المحجوب)

(۲۵۲) حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص ہمارے مذہب میں داخل ہوا اس میں موت کی چاروں خصلتیں پائی جانی چاہئیں: - غید موت یعنی جھوک، سیاہ موت یعنی حقوق کی طرف سے اذیت برداشت کرنا، سرخ موت یعنی خواہشات کی محنت میں ایسا عمل جو ہر طرح کی کھوٹ سے پاک ہو اور سبز موت یعنی چیتھڑے پر چیتھڑا لگانا، گلدستہ

(طریقت)

(۲۵۳) حضرت سگی بن معاذ رافضی (وفات: دو سو اٹھاون ہجری) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے، توابعین کی بھوک تحریک کے طور پر ہوتی ہے، زاہدین کی بھوک سیاست نفس کے طور پر اور صدیقین کی بھوک کرامت کی موجب بنتی ہے۔ اور فرمایا: وقت کا فوت ہو جانا موت سے زیادہ سخت ہے کیونکہ وقت کے فوت ہو جانے سے اللہ سے تعلق ٹوٹتا ہے اور موت سے غفلت سے رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور فرمایا: زاہد تین چیزوں کا مام ہے: قلت، فلوٹ اور بھوک۔ (کشف المحجوب)

(۲۵۴) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے تصوف کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: تصوف یہ ہے کہ حق تعالیٰ تجھے تیری ذات سے فنا کر دے اور اپنی ذات کے ساتھ نہ رکھے۔ (کشف المحجوب)

(۲۵۵) حضرت حسین بن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے صوفی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: صوفی کی ذات یکتا ہوتی ہے نہ کوئی اللہ کے سوا اسے قبول کرتا ہے اور نہ یہ اللہ کے سوا کسی کو قبول کرتا ہے۔ (رسالۃ شریہ)

(۲۵۶) حضرت ابو حزر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: سچ صوفی کی نشانی یہ ہے کہ مال دار ہونے کے باوجود وہ فقیر بن جائے اور باعزت ہونے کے باوجود حقیر بنے اور شہرت کے باوجود اپنے آپ کو چھپائے اور جموں نے صوفی کی نشانی یہ ہے کہ وہ محتاجی کے بعد مال دار بنے، حقیر ہونے کے بعد عزت دار بنے اور غم نامہ ہونے کے بعد شہرت والا ہو۔ (رسالۃ شریہ)

(۲۵۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سب اپنے احباب سے ملوں گا۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قرباں کیا ہم آپ کے احباب نہیں ہیں؟ فرمایا: تم میرے احباب ہو، میرے احباب تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا مگر مجھ پر ایمان لائے۔ مجھے ان سے ملنے کا بہت شوق ہے۔ (تحفہ ملو اعظمین)

(۲۵۸) امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سماع کو حرام قرار نہیں دیتے مگر عوام کے لیے

مکروہ بتاتے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص گانے کا پیشہ اختیار کر لے یا لہو و لعب کے طور پر سماع میں لگا رہے تو اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گانے بجانے کو ان چیزوں میں شمار کرتے ہیں جن سے مروت ماقطع ہوجاتی ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

(۲۵۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ آثار مروی ہیں جن میں انھوں

نے سماع کو بے اثر قرار دیا ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

(۲۶۰) حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: عوام کے لیے سماع

حرام ہے اس لیے کہ ان کے نفوس اپنی حالت پر رہتے ہیں۔ زہدوں کے لیے مہات ہے کیونکہ انھیں مجاہدات حاصل ہیں اور ہمارے مریدوں کے لیے مستحب تا کہ ان کے دل زندہ رہیں۔ (رسالہ قشیریہ)

(۲۶۱) ایک ہارسکی نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سماع کے

بارے میں سوال کیا تو فرمایا: حق تعالیٰ کی طرف سے وارد ہونے والی کیفیت ہے جو دلوں کو بے چین کر کے حق تعالیٰ کی طرف لے جاتی ہے۔ چنانچہ جو حق طریقے پر اس کی طرف کان لگاتا ہے وہ حقیقت کو پا رہا ہے اور جو اپنے نفس سے اس کی طرف کان لگاتا ہے وہ دزدانِ قبیح ہو جاتا ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

(۲۶۲) حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سماع کے بارے میں پوچھا گیا تو

فرمایا: ظاہر میں تو یہ فتنہ ہے اور باطن میں عبرت۔ لہذا جو اس اشارے کو پا لے اس کے لیے عبرت کا سنا ہوا ہے نہ اس نے فتنے کو دعوت دی اور مصیبت کو بول لیا۔ (رسالہ قشیریہ)

(۲۶۳) حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سماع اگر شریعت کے

مطابق نہ ہو تو رنگ ہے اور اگر حق کی طرف نہ ہو تو بے وقوفی ہے اور اگر عبرت کی وجہ سے نہ ہو تو فتنہ ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

(۲۶۴) کہا جاتا ہے کہ سماع کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جس میں علم اور ہوشمندی

دونوں کی شرط ضروری ہے لہذا اس قسم کے شخص کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ اس وقت کو جانتا ہو ورنہ کفر شخص میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور دوسری قسم حال اور کیفیت کی شرط کے ساتھ سماع کی ہے۔ اس قسم کے شخص کے لیے شرط ہے کہ وہ حالت بشری سے فنا ہو چکا ہو اور احکام حقیقت کے ظاہر ہونے کی وجہ سے وہ نفس کے آثار سے پاک ہو۔ (رسالہ قشیریہ)

(۲۶۵) ایک دن ابو علی رو د باری رحمۃ اللہ علیہ سے سماع کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: کاش کہ ہر اس سے ہمیشہ کے لیے پوری طرح نجات پاجاتے۔ (صحیح سنن ابی ثریب)

(۲۶۶) حضرت ابو عثمان حیری فرماتے ہیں: سماع کی تین قسمیں ہیں: ایک قسم مریدوں اور نوجوانوں کے لیے ہے۔ وہ سماع کے ذریعے احوال شریفہ کو دعوت دیتے ہیں مگر اس میں فتنے اور بیکاری کا خطرہ ہوتا ہے۔ دوسری قسم صادقین کے لیے ہے وہ اس کے ذریعے اپنے احوال میں اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور اس سے ایسا کلام سناتے ہیں جو اس کے وقت کے مطابق ہو اور تیسری قسم اہل استقامت عارفین کے لیے ہے یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان حرکات اور سکون کو جو ان کے دلوں پر وارد ہوتے ہیں اللہ پر ترجیح نہیں دیتے۔ (رسالہ قشیریہ)

(۲۶۷) حضرت ابو الحارثؒ ادا لای رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابیہس کو خوب میں دیکھا کہ وہ اولاس میں کسی مکان کی چھت پر ہے اور ایک چھت پر میں ہوں اور ابیہس کے دائیں بائیں لوگ ہیں جنہوں نے صاف ستھرے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ ابیہس نے ان میں سے ایک جماعت سے کہا گانا گاؤ۔ انہوں نے گانے گائے درگاہ اتنا عمدہ تھا کہ میں بہک گیا اور چاہا کہ اپنے آپ کو چھت پر سے پھینک دوں۔ اس کے بعد شیطان نے کہا: ناچو۔ سب نے بہت عمدہ رقص کیا۔ اس کے بعد ابیہس نے مجھ سے کہا: ابوی رٹ نیچے تو صرف یہی چیز ملتی ہے جس کے ذریعے میں تم لوگوں کے اندر رخصس سکتا ہوں۔ (گلدستہ بخت)

(۲۶۸) حضرت بیلول دانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قبرستان میں رہتے تھے۔ ایک دن

حضرت سری سقلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: آپ شہر میں کیوں نہیں رہتے؟ فرمایا: میں ایسے لوگوں میں رہتا ہوں کہ ان کے پاس بیٹھتا ہوں تو مجھے تکلیف نہیں دیتے اور غائب ہوتا ہوں تو میری غیبت نہیں کرتے۔ (گلدستہ طریقت)

(۲۶۹) حضرت سری سقلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ستودیکھے جن سے وہ بھوک مٹا لیتے۔ میں نے کہا: آپ کھانا اور دوسری چیزیں کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا: میں نے روٹی چبانے اور ستوکھانے کے بیچ نوے تیس دنوں کا فرق پایا۔ اسی سال سے میں نے روٹی نہیں چبا کی۔ (مکاشفۃ اقلوب)

(۲۷۰) حضرت ابو حماد اسود رحمۃ اللہ علیہ نے تیس برس تک مسجد حرم میں وقت گزارا اس عرصہ میں کسی نے انہیں کھاتے پیتے نہیں دیکھا اور ان کی کوئی گھڑی اللہ کے ذریعے خالی نہیں ہوئی۔ (مکاشفۃ اقلوب)

(۲۷۱) حضرت سلطان اعمارین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک تیلی کی بیوی نے پوچھا: حضرت آپ کی ڈاڑھی اچھی ہے یا میرے تیل کی دم؟ آپ نے فرمایا: مائی مجھے ایمان پر خاتمہ نصیب ہو جائے تو میری ڈاڑھی تیرے تیل کی دم سے کہیں بہتر ہے اور اگر خاتمہ بالگیر میسر نہ ہو تو تیرے تیل کی دم میری ڈاڑھی سے افضل ہے کہ دوزخ میرے لیے ہے اس کے لیے نہیں۔ وہ تو خاک کر دیا جائے گا۔ (شرح فقہ اکبر۔ ملا علی قاری)

(۲۷۲) کہتے ہیں کہ جب حضرت رابعہ صریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر وفات پائے تو حضرت حسن بصری اور ان کے کچھ ساتھی رابعہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے اجازت دیدی اور سامنے پردہ ڈال کر اس کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ حضرت حسن بصری بولے: آپ کے خاوند نذر چلے ہیں اب آپ کو دوسرا نکاح کرنا چاہیے۔ رابعہ بولیں: ہاں ضرور مگر تم میں سب سے بڑے عالم سے نکاح کروں گی۔ لوگوں نے کہا کہ ہم میں سب سے بڑے عالم حسن ہیں۔ رابعہ نے کہا: اے حسن! اگر تم میری چار باتوں کا جواب دیدو گے تو میں تمہاری بیوی بنی۔ حسن بولے: اگر اللہ کی مدد شامل حال رہی تو ضرور جواب

دوس گارے رابعہ نے کہا: اچھا یہ بتاؤ کہ میں جب سرگردنیا سے اٹھوں گی تو ایمان کے ساتھ کون
 گی یا نہیں؟ حسن بولے: یہ تو غیب کی بات ہے جس کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے۔ پھر بولیں قبر
 میں جب منکر تکیر سوالات کریں گے تو میں انکے سوالوں کا صحیح جواب دے پاؤں گی یا نہیں؟
 حسن نے کہا: غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ پھر فرمایا: بحث میں جب نامہ اعمال دیے جائیں
 گے تو میرا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ہو گا یا بائیں میں؟ حسن نے جواب دیا: یہ بھی غیب کی
 بات ہے جسے صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ پھر پوچھا: جس دن لوگوں میں یہ پکار دی جائے گی کہ آج
 ایک فرقہ ضعتی ہے اور ایک دور نئی۔ اس دن میں کون سے فرقہ میں رہوں گی؟ حسن نے کہا:
 یہ بھی غیب جاننے والے رب کے علم میں ہے۔ رابعہ بولیں: جس جان کے ساتھ چار طرح
 کے غم لگے ہوئے ہیں اس کو نکات سے کیا خاص دل چسپی ہوسکتی ہے؟ پھر حسن سے بولیں: اللہ
 تعالیٰ نے عقل کے کتنے حصے کیے ہیں؟ حسن نے کہا: دس نو مردوں کے لیے ایک عورتوں
 کے لیے۔ پھر پوچھا: ثبوت کے کتنے حصے ہیں؟ جواب دیا: دس نو عورتوں کے لیے اور ایک
 مردوں کے لیے۔ یہ سن کر رابعہ نے کہا: اے حسن! میں ایک حصہ عقل رکھنے کے باوجود
 نفسانی خواہشات کے فو حصوں کی حفاظت پر قدرت رکھتی ہوں اور تم نو حصہ عقل رکھتے ہوئے
 ایک حصہ خواہش کے دہانے پر قادر نہیں ہو۔ اس پر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 بہت رونے اور ہاں سے خست ہوئے۔ (مجمع سائل شریف)

(۲۷۳) حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 کے ہم عصر ہیں۔ آپ کے والد ایک بار کشتی میں سفر کر رہے تھے۔ بچہ دریا میں پہنچ کر جب
 مدین نے کراہی طلب کیا تو فرمایا: میرے پاس دینے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ سن کر مدین نے
 آپ کو برا بھلا کہا اور اتنا مارا پیٹا کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو مدین نے دودھ
 کراہی مانگا اور کہا اگر تم نے کراہی نہ دیا تو میں تمہیں دریا میں پھینک دوں گا۔ اسی وقت اچانک
 کچھ مچھلیاں منہ میں ایک ایک دینار دیانے ہوئے پانی کے اوپر آئیں اور آپ نے ایک
 چھٹی کے منہ سے دینار لے کر کراہی ادا کر دیا۔ طاعت یہ حال دیکھ کر قدموں میں گر پڑا۔ آپ کشتی

سے دریا میں اتر گئے اور پانی میں چلتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اسی وجہ سے غلط دینا تپ کے نام کا حصہ بن گیا۔ (تہ کر 5 لاویا)

(۲۷۴) شیخ حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ کی مجلس وعظ میں چار سو لوگ قلم و دوات لے کر بیٹھتے تھے اور جو کچھ سنتے تھے اسے لکھ دیتے تھے۔ (اخبار الانبیاء)

(۲۷۵) سرکار بغدادی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحب زادے سیف الدین عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ کوئی مہینہ ایسا نہیں تھا جو اپنے آنے سے پہلے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نہ آتا ہو۔ پھر ائمہ اللہ تعالیٰ نے اس میں کچھ برائی مقرر کر رکھی ہوتی تو وہ بری شکل میں آتا اور اس میں اچھائی، نعمت، سلامتی اور خیر ہوتی تو وہ اچھی شکل میں آتا۔ (فتاویٰ کرامات غوثیہ)

(۲۷۶) سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو سو برس پہلے نزرے میں۔ ایک دن آپ مراقبہ میں تھے کہ اچانک مراٹھیا اور فرمایا: مجھے عالم غیب سے معلوم ہوا ہے کہ پانچویں صدی کے وسط میں رسول اللہ ﷺ کی اولاد اطہر میں سے ایک قطب عالم پیدا ہوگا جن کا لقب محی الدین اور اسم گرامی سید عبد القادر ہوگا اور وہ غوث اعظم ہوں گے۔ ان کی پیدائش گیارہویں میں ہوگی۔ (تفریح الخاطر)

(۲۷۷) حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا نام مبارک حسن اور کنیت ابو سعید تھی۔ والد کا نام یسار اور والدہ کا نام بی بی خیرہ تھ جو ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز تھیں۔ آپ کے والد بن بارہ بھری میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر سلام میں داخل ہوئے۔ حضرت حسن بھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے دو سال پہلے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے تھے۔ ولادت کے بعد آپ کو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے ان کے منہ میں کھجور کا رس چکایا اور فرمایا: اس بچے کا نام حسن رکھو کیونکہ یہ خوبصورت چہرہ والا ہے۔ حضرت

خواجہ حسن بھری جن دس دودھ پیتے تھے اور ان کی والدہ کسی کام میں لگی ہوتی اور یہ دوسرے تو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی چھاتی ان کے منہ میں دیدیتیں۔ اللہ کی قدرت کہ اس کی چھاتی سے دودھ نکل آتا۔ خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو تینتیس صبیہ کرام کو پال دیا۔ آپ کی وفات چار ربیع سن ایک سو تیارہ ہجری میں ہوئی اور مزار شریف بھرہ میں ہے۔ (سیرۃ و سیارہ حضرت خواجہ امیر خور درمائی بخاری)

(۲۷۸) حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جانشین اور خلیفہ تھے۔ آپ کی کنیت ابو الفضل تھی۔ بھرہ کے رہنے والے تھے۔ خرخر میں مدفون ہو کر رہ گئے تھے۔ ایک دن نماز کا وقت آگیا آپ کے پاس کوئی نہ تھا جو آپ کو وضو کراتا۔ یہاں تک کہ نماز کا وقت جانے لگا۔ آپ نے رب کی بارگاہ میں دعا کی: اے اللہ مجھے اتنی طاقت عطا فرما کہ میں وضو کر لوں۔ اس کے بعد جو تیرا حکم ہو وہ میرے سر تکھوں پر۔ پناہیچ آپ اسی وقت صحت مند ہو گئے۔ جب اپنے دل جیسا وضو کر کے اپنے بستر پر آئے تو پھر اسی طرح مدفون ہو گئے۔ آپ نے سات سفر ایک سو ستر ہجری میں وفات پائی۔ مزار پاک بھرہ شہر میں ہے۔ (سیرۃ الاولیاء)

(۲۷۹) حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ابو علی اور ابو الفضل ہے۔ آپ کا اصل وطن کوفہ تھا۔ ولادت سمرقند یا بخارا میں ہوئی۔ آپ کو خلفت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تھی۔ کہتے ہیں کہ خواجہ فضیل بن عیاض نے تین ربيع الاول ایک سو ستی ہجری کو حرم شریف میں ایک قاری کی زبان سے سورہ القارعہ سنی اور ایک نعرہ مار کر جان نذر کر دی۔ مکہ حرمہ میں جنت المصلیٰ میں ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف کے پاس دفن ہوئے۔ (سیرۃ الاولیاء)

(۲۸۰) میر خور درمائی اپنی کتاب سیرۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھاگ کر حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کے مزار کے قریب ایک غار میں وفات پائی۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو غیب سے ایک آواز آئی: آگاہ ہو کہ

زمین کے لیے ماں کا جب آج وفات پا گیا۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ آپ کی وفات ایک سو بائیس ہجری میں ہوئی۔ قبر شریف ملک شام میں بتائی جاتی ہے۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۱) خواجہ حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب سید ید الدین تھا۔ مرعش شام کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔ آپ کا سن وفات چودہ سال دو سو باون ہجری ہے۔ مزار مرعش شہر میں ہے۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۲) حضرت خواجہ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب امین الدین تھا۔ بصرہ میں ایک سو ستر ہجری میں پیدا ہوئے۔ سترہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری و باطنی حاصل کر لیے۔ سات سو سال دو سو ستالی ہجری کو ایک سو بیس سال کی عمر میں بصرہ میں وفات پائی۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۳) حضرت خواجہ مشاد دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب ریم الدین منعم تھا۔ آپ دینور کے رہنے والے تھے جو بعد ان لاہر بغداد کے درمیان ایک شہر ہے۔ آپ بہت مال دار تھے اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔ اس لیے آپ کا لقب منعم پڑ گیا۔ آپ کی وفات چودہ محرم دو سو ننانوے ہجری کو ہوئی۔ مزار دینور شہر میں ہے۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۴) حضرت خواجہ ابوالحق چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب شرف الدین یا شریف الدین تھا۔ خراسان کے قریب مشہور شہر چشت میں پیدا ہوئے۔ آپ کے شیخ خواجہ محمد دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ابوالحق شامی۔ شیخ نے فرمایا: آج سے چھ بیس ابوالحق چشتی کہیں گے اس لیے کہ چشت و سون کو تم سے ہدایت ملے گی اور تمہارا سلسلہ قیامت تک چشتیہ کہلائے گا۔ آپ کی وفات چودہ ربیع الآخر تین سو اسی ہجری کو ہوئی۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۵) حضرت خواجہ قدوق الدین ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چھ رمضان دو سو ساٹھ ہجری کو قصبہ چشت میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر سے آپ نے خواجہ ابوالحق چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری دی اور اپنے مرشد سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کیے۔ آپ کی

دلت تین جہاں آ آخر تین سو پچیس ہجری کو ہوئی۔ مزار پاک چشت میں ہے۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۶) حضرت خواجہناصح الدین ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شب عاشورہ تین سو اکتیس ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام خواجہ ابو احمد ابدل چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔ خواجہناصح الدین ابو محمد چشتی بہت مجاہدے کرتے تھے۔ ایک بار ندی کنارے بیٹھے، پانی گدڑی میں ہونڈ مار رہے تھے کہ بادشاہ آیا اور اس نے دیناروں کی ایک قھیلی آپ کو پیش کی۔ آپ نے انکار کیا۔ بادشاہ نے اصرار کیا۔ آپ نے کہا: ہمارے بزرگوں کا یہ طریقہ نہیں ہے اس لیے میں نہیں مینا۔ جب بادشاہ نے بہت مجبور کیا تو آپ نے ندی کی طرف منہ پھیرا۔ ندی سے سیشزروں مچھیاں دیناروں میں دبائے پانی کی ٹھڑا نکلیں۔ آپ نے فرمایا: جس شخص کے پاس غیب سے اتنا خزانہ موجود ہو تو تمھاری ایک قھیلی کی کیا قدر کرے۔ آپ کی وفات چودہ ربیع الاول چار سو گیارہ ہجری کو ہوئی۔ مزار پاک قصبہ چشت میں ہے۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۷) حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چشت میں پیدا ہوئے۔ آپ کا لقب ناصر الدین تھا۔ خواجہناصح الدین ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے پیر و مرشد اور ماموں تھے۔ آپ کا نسب تیرہ واسطوں سے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ کہتے ہیں کہ خواجہ ابو یوسف چشتی کو قرآن یاد نہ تھا جس کی وجہ سے آپ بہت پریشان رہتے تھے۔ ایک رات اسی فکر میں سوئے۔ خواب میں اپنے مرشد خواجہ ابو محمد چشتی کو دیکھا کہ فرماتے ہیں: تمھارا کیا حال ہے؟ میں تمھیں پریشان دیکھتا ہوں۔ عرض کیا: میری پریشانی کا سبب کلام اللہ کا یاد نہ ہونا ہے۔ فرمایا: ایک سو مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ اس کی برکت سے تمھیں کلام اللہ یاد ہو جائے گا۔ جاگنے پر آپ نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے رحم سے آپ کو پورا قرآن حفظ ہو گیا۔ آپ کا وصال چار و جب چار سو اچاس ہجری کو ہوا۔ مزار پاک شہر چشت میں ہے۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۸) خواجہ حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب نیز الدین تھا۔ آپ چار سو بانوے ہجری میں زندہ مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ اکثر روتے رہتے اور بے ہوش ہو

جاتے۔ کسی نے پوچھا: آپ اتنا کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: جب رب کے اس فرمان کا خیال آتا ہے کہ ہم نے جن اور انس کو نہیں پیدا کیا مگر صرف عبادت کے لیے تو حاجب نہیں رہتی اس خیال سے کہ میری پیدائش تو عبادت کے لیے ہوئی ہے اور میں زید و عمرو میں لگا رہتا ہوں۔ آپ کا وصال دس رجب چھ سو بارہ ہجری کو ہوا۔ مزار مبارک شیر زمینان میں ہے۔ (سیر الاولیاء)

(۲۸۹) سلسلہ چشت کے بڑے بزرگ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت بوانسور یا ابو النصور ہے۔ نیشاپور کے مضافات میں ایک موضع ہے ہارون آپ وہیں سن پانچ سو چھییس ہجری میں پیدا ہوئے۔ کئی سال تک مجاہدہ کیا۔ اور اس عرصہ میں کبھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا۔ آپ کی وفات پانچ سو الٹالیس ہجری کو ہوئی۔ مزار پاک مکہ مکرمہ میں ہے۔ (سیر الاولیاء)

(۲۹۰) حضرت خواجہ معین الدین حسن بھڑکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کے والد کا نام خواجہ غیاث الدین بھڑکی تھا۔ آپ کی ولادت پانچ سو تینتیس ہجری میں بھڑکی میں ہوئی۔ تیرہ سال کی عمر میں والد محترم کے ہمراہ خراسان کی جانب ہجرت کی۔ علم دین حاصل کرنے کے لیے سمرقند اور بخارا کا سفر کیا۔ ہارون شیر میں اپنے مرشد ٹرامی شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چوبیس سال تک رہے۔ حج کو تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ سے ہندوستان تشریف لائے۔ ایک اندازے کے مطابق خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہات پر نوے لاکھ سے زیادہ ہوگوں نے سلام قبول کیا۔ آپ کی وفات سلطان اتش کے دور میں ہوئی۔ وصال تیم رجب اور چھ رجب کے درمیان کسی تاریخ میں ہوا۔ سال وفات چھ سو تینتیس ہجری ہے۔ مزار مبارک شہر اجمیر میں زیارت گاہ خدق ہے۔ (سیر الاولیاء)

(۲۹۱) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نسب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ سن پانچ سو بیاسی ہجری میں قصبہ اوٹس میں پیدا

ہوئے۔ آپ ڈیڑھ سال کے تھے کہ آپ کے والد سید کمال الدین احمد بن سید موسیٰ کا وصال ہو گیا۔ آپ نے قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بات پر قرآن مجید حفظ کیا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو دلی کے سلطان شمس الدین التمش نے آپ کو غسل دیا۔ اس کے بعد آپ کے خلیفہ خواجہ ابو سعید تبریزی نے آپ کی وصیت سنائی کہ میرے جنازے کی نماز وہ شخص پڑھائے جس نے کبھی حرام کے لیے کمر بند نہ کھولا ہو اور جس کی عصر کی سنت اور جمعہ کی پہلی تکبیر کبھی فوت نہ ہوئی ہو۔ یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموشی چھائی رہی پھر سلطان التمش آگے بڑھے اور فرمایا: میں چاہتا تھا کہ میرا حال کبھی کسی پر ظاہر نہ ہو لیکن میرے شیخ نے ظاہر کر ہی دیا۔ حضرت قطب صاحب کی وفات چودہ ربیع الاول چھ سو چونتیس ہجری کو ہوئی۔ مزار مبارک دلی شہر کے باہر مہرون میں ہے۔ (سیر الاولیاء)

(۲۹۲) بابا فرید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام مسعود اور لقب فرید الدین تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد قاضی شعیب ہل کو کے زمانے میں اپنا وطن چھوڑ کر لاہور تشریف لائے تھے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت پانچ سو چودہ ہجری میں ملتان میں ہوئی اور وفات پانچ سو چونتیس ہجری کو ہوئی۔ مزار مبارک اجودھن (پاک چین) میں ہے۔ (سیر الاولیاء)

(۲۹۳) حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الدینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدایوں میں من چھ سو چونتیس ہجری میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام احمد بن علی تھا۔ سولہ سال کی عمر میں دی آئے۔ آپ کے خلفاء میں خواجہ برہان الدین غریب، شیخ نصیر الدین محمود چہان دلی، موبینا شمس الدین مکی، شیخ قطب الدین منور ہانسوی، شیخ حسام الدین ملکانی، موبینا خیر الدین زراوی، موبینا علاء الدین اور مولانا شباب الدین بڑے نامی گرامی مشائخ گزرے ہیں۔ آپ کا وصال سات سو پچیس ہجری میں ہوا۔ مزار پاک دلی میں ہے۔ وہ چودہ اقلہ ہستی حضرت نظام الدین کہا، تا ہے۔ آپ کی درگاہ سے ملحق مسجد میں تبلیغی جماعت (اہل حدیث) ملا عنہ نے پن مرتبہ بنا رکھا ہے اور اللہ کے شہر میں گرامی کی ٹیکٹری کھول رکھی ہے۔ (سیر الاولیاء)

(۲۹۴) حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہیتے خلیفہ اور خواجہ منتخب الدین زرذری بخش کے بڑے بھائی خواجہ برہان الدین غریب کا نام محمد تھا۔ حضرت نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو شیخ برہان الدین نام عطا فرمایا آپ کا لقب غریب اور خطاب اسد الاولیاء تھا۔ آپ سن چھ سو چھ بن بھری میں شہر ہانسی (ہریانہ) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسب گیارہ واسطوں سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملتا ہے۔ شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تیرہ سال کی عمر میں یہ عہد کیا کہ شادی نہیں کروں گا۔ اگر رات کو کبھی بد خوابی ہو جاتی تو اس دن روزے کی نیت کر لیتے۔ کچھ دن بعد ان کی والدہ کو ان کی شادی کی فکر ہوئی۔ انھوں نے بظاہر انکار نہیں کیا۔ مگر کھانے میں اتنی کمی کر دی کہ ان کی غذا سات لقموں تک رہ گئی اور کم زوری اتنی بڑھ گئی کہ آسمان کی طرف دیکھنا چاہتے تو بڑی کوشش کرنی پڑتی۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر والدہ نے ان کی شادی کا خیال دس سے نکال دیا۔ آپ کو کھیا کا بڑا شوق تھا۔ مرشد کی تلاش میں دلی آئے اور حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دامن سے جڑ گئے۔ ایک بار حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر ہوا تو انھوں نے فرمایا: ہمارے پاس بھی ایک بایزید ہے۔ کسی مرید نے پوچھا: وہ کہاں ہے؟ فرمایا: جماعت خانے میں۔ کہاں قدم دوڑ کر جماعت خانے میں آئے تو دیکھا وہاں شیخ برہان الدین کے سوا کوئی نہ تھا۔ آپ سن سات سو اٹھارہ ہجری میں دولت آباد تشریف لائے۔ پھر خلد آباد کر مستقل قیام فرمایا۔ آپ کا وصال بارہ صفر سن سات سو اڑتیس ہجری کو ہوا۔ (سیر الاولیاء)

(۲۹۵) حضرت خواجہ منتخب الدین زرذری بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دکن کے بہت مشہور بزرگ تھے۔ آپ شیخ برہان الدین غرین کے چھوٹے بھائی تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس ہر صبح وشام غیب سے سونے کی ایک تھیلی آتی تھی جسے آپ صدقہ و خیرات میں خرچ کر دیتے تھے اس لیے آپ کا لقب زرذری بخش پڑ گیا۔ آپ حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے سن چھ سو بانوے ہجری میں سترہ سال کی عمر میں دلی سے دکن

آئے۔ آپ کے ساتھ سات سو اولیائے کرام تھے۔ خلد آباد میں آپ کا قیام سترہ سال رہا۔ اس سات سو نو بجری میں چونتیس سال کی عمر میں وصال ہوا۔ (سیر الاولیاء)

(۲۹۶) خواجگان چشت کے آخری بزرگ حضرت خواجہ سید زین الدین مولانا دود شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بایک سو اسی خواجہ کہا جاتا ہے۔ آپ کا نام سید دود اور لقبہ زین الدین ہے۔ آپ جو جو حسن بن محمود شیرازی کے فرزند ہیں۔ آپ سن سات سال ایک ہجری میں شیر شیرازی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے پچیس ربیع الاول سات سو اکہتر ہجری کو عصر کی نماز پڑھنے کی حالت میں وصال فرمایا۔ (سیر الاولیاء)

(۲۹۷) مشہور زمانہ کتاب سبع سنائن شریف کے مصنف حضرت میر عبد الوہاب بگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے شہزادے حضرت میر عبد الجلیل بگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہاروساں سات جذب میں جنکلوں میں گھومتے رہے۔ اس عرصہ میں خواجہ خضر نے آپ کی روحانی تربیت فرمائی پھر آپ عالم ہوش میں آکر اتر پردیش کے ایک تاریخی مقام اتر فوجی کھڑے میں کرکھڑے۔ ایک ہزار سترہ ہجری میں آپ مارہرہ تشریف لائے۔ مارہرہ کے رئیس چودھری ازیر محمد خاں کتبہ نے آپ کی خانقاہ اور مسجد بنوا دی۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں اپنی مسواک خانقاہ کے آنگن میں گاڑ کر یہ ہدایت دی تھی کہ میری قبر اس کے پاس ہو انا اور اس پر محبت نہ بنانا۔ مسواک نے ایک چیز کی شکل اختیار کر لی۔ اس کی خاصیت یہ تھی کہ جس عورت کے کپے چل کر جاتے ہوں اسے اس بیٹو کے درخت کی ڈھائی ہتی کھل دی جائے تو اللہ کے حکم سے اسے صحیح سلامت بچل جاتا۔ مجاہدوں نے پیسے کے لالچ میں ان بیٹوں کو بیچنا شروع کر دیا جس کی خواست یہ ہوئی کہ بیٹو کا یہ درخت سوکھ گیا۔ حضرت میر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے اثر سیب سحر اور جنات کی شورش کا علاج کیا جاتا ہے۔ جنوں کے بادشاہ سکندر شاہ نے حضرت میر عبد الجلیل بگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بات پر یہ معاہدہ کیا ہے کہ جس جگہ آپ کی اور دیا خانہ پہنچ جائیں گے ہم وہاں سے اپنا اثر اٹھائیں گے۔ آپ کے مرزا شریف پر حملہ ہو چراغ بھی سحر و سیب سے حفاظت کے کام آتا ہے۔ لوگ نیا چراغ لے جا کر مرزا شریف کے

پاس رکھ دیتے ہیں اور وہاں جلا ہوا چراغ آٹر گھر میں جلاتے ہیں۔ سنا ہے موجودہ مجاوران چراغوں کی بھی تجارت کرنے لگے ہیں۔ (نقلی)

(۲۹۸) سلسلہ رکاتیہ مارہر شریف کے امام حضور صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دور عالم گیری کے بہت بڑے صوفی بزرگ گزرے ہیں۔ ہندوستان میں تصوف کے سلسلے کی آپ ایک اہم کڑی ہیں۔ رات دن میں صرف دو سانسیں لیتے تھے۔ آپ کی وادت چھبیس جمادی الاخریٰ میں ایک ہزار ستر ہجری میں ہوئی۔ آپ چھبیس سال تک مسلسل روزے سے رہے۔ عربی، فارسی، ہندوستانی اور سنسکرت زبانوں کے جید عالم تھے۔ وہ پرانوں پر بھی کافی گہری نظر تھی۔ فن موسیقی میں بھی دسترس تھی۔ فارسی اور عربی میں عشقی تخلص کرتے تھے۔ برج بھاشا کے بھی صاحب دیوان شاعر تھے، مگر تخلص کرتے تھے۔ آپ کے ہندی دیوان ہم پر کاس پر کئی لوگوں نے ڈاکٹریٹ حاصل کی ہے۔ آپ کی اور بھی کئی کتابیں تصوف میں مشہور ہیں۔ آپ کا آستانہ درگاہ شاہ برکت اللہ کے نام سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ (تاریخ خانہ ان برکات از حضرت مولانا محمد میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۲۹۹) مخدوم شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے فرزند حضرت شاہ آل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے مستجاب لدعو بزرگ تھے۔ آپ کورڑی سرکار یا سرکار کلاں کہا جاتا ہے۔ آپ کی وادت اٹھارہ رمضان گیارہ سو گیارہ ہجری میں اودھ کے قصبہ بنگرام میں ہوئی۔ ابو البرکات لقب مبارک ہے۔ اپنے والد گرامی حضور شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے چہیتے فرزند تھے۔ کمال اٹھارہ برس تک آپ ریاضت اور مجاہدے میں مشغول رہے۔ تین سال کامل اعتکاف میں گزارے۔ جو کی روٹی سے افطار فرماتے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ شدید ریاضت کے سبب آپ کے ناک میں گڑھا پڑ گیا تھا۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ مہنسہ مولینا عبد المجتبیٰ رضوی)

(۳۰۰) حضور جد اربعہ امیر کارنٹا عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھلی شاہ قاند در رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ماتوں شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سات مہینے بچھوئے تھے اور

کہتے ہیں: یہ تھا: یہی پیام بھی رسالہ۔ کبھی برکات مارہروہ والہ۔ دراصل یہ اس خاندان میں سات قطعوں کے پیدا ہونے کی بشارت تھی۔ ان میں سے تیسرے قطب حضور احمد عارفین سید شاہ حمزہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں۔ پہلے دو قطب خود شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے فرزند ابراہیم شاہ آں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں۔ شاہ حمزہ کی ولادت چودہ ربیع الاول ۱۰۸۱ میں ہوئی تھی۔ بھری کی ہے۔ گیارہ سال کی عمر تک اپنی جد کرم حضرت شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں زیر تربیت رہے۔ آپ کے کتب خانے میں مختلف علوم و فنون کی سولہ ہزار کتابیں تھیں جو آپ کے مطالعہ سے نر وری تھیں۔ تصوف سے آپ کو خاص محاذ تھا۔ اپنے دادا حضور صاحب البرکات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس بڑی شان سے کرتے تھے۔ سو سے زیادہ اقسام کے کھانے پکوتے۔ فارسی میں آپ کا تخلص مینی تھا۔ آپ کا منظوم کردہ قصیدہ غوثیہ دنیا بھر میں پڑھا جاتا ہے جس کا مطلع یہ ہے:

غوث اعظم بمن بے سرو ساماں مدد سے

قبلہ دیں مدد سے کعبہ ایماں مدد سے

شاہ حمزہ وکلا صال چودہ کرم گیارہ سواٹھانوے ہجری کو ہوا۔ (تاریخی ندان برکات)

(۳۰۱) حضرت شمس الدین ابوالفضل سید آل احمد اچھے میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کی ولادت اٹھائیس رمضان گیارہ سواٹھ ہجری کو مارہرو میں ہوئی۔ تاریخی نام سلطان، شاہ

جواں ہے۔ اپنے والد ماجد شاہ حمزہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد سجادہ برکات پر مسند

نشین ہوئے۔ سن بارہ سو پینتیس ہجری میں اپنے وصال تک پورے پینتیس برس اس نورانی مسند

کو زینت بخشی۔ سب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں فنا تھے۔ دن بھر مخلوق خدا

کی خدمت میں مصروف رہتے اور رات بھر خالق کائنات کی خدمت میں سجدہ بندگی

گزارتے۔ اپنے چھوٹے بھائی شاہ آل برکات سحرے میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

سب سے چھوٹے بیٹے شاہ غلام بھی الدین امیر عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سرکار بخند درضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے نام نامی کی نسبت سے اتنی محبت فرماتے تھے کہ جب تک انھیں دسترخوان پر نہ

بٹھا بیٹے کھانا شروع نہ کرتے۔ آپ نے انک انک علوم و فنون کا خلاصہ ایک کتابی صورت میں تیار کر یا جسے آئین احمدی کا نام دیا گیا۔ یہ مجموعہ تیس یا ساٹھ جلدوں میں تھا۔ (مداح حضور نور مصنفہ مرحومہ متبر بدایونی)

(۳۰۲) اہلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم و مرشد مائے کابر ہند حضور سید شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے جد بزرگوار شمس مارہرہ حضور چچے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامتیں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہم انھیں پاجان کہتے تھے۔ ان دنوں ہمارا بچپن تھا۔ ہم ان کی خدمت میں جاتے اور عرض کرتے: ہم نہا چاہتے ہیں آپ پانی برسا دیجیے۔ سرکار اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسکرا کر فرماتے: جاؤ پر نالوں سے کہو کہ پاجان کہتی ہیں برس پڑو نہ پچے نہا میں گئے۔ ہم پر نالوں کے نیچے جاتے اور کہتے: اسے پر نالو! پاجان نے کہا: یا بے برسنے لگو ہم نہا میں گئے۔ ہماری بات تم ہوتے ہی پر نالوں سے پانی گرنا شروع ہو جاتا اور ہم جی بھر کے نہاتے۔ پھر ہم دادا حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور کہتے: آپ نے ضرور اوپر اپنے آدمی بٹھا رکھے ہیں۔ دادا حضرت فرماتے: جاؤ دیکھ کیوں نہیں آتے۔ ہم جب محبت پر جاتے تو کوئی نظر نہ آتا چھت اور پر نامے بدستور سوکھے ملتے۔ (مداح حضور نور رضا شہر بدایونی مرحوم)

(۳۰۳) حضرت شاہ غلام محی الدین امیر عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرکار آل احمد چچے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے چہیتے بھتیجے تھے۔ آپ کی ولادت بارہ سو تیسبیس ہجری کی ہے۔ اودھ کے نواب واجد علی شاہ کے والد نواب امجد علی شاہ کی سرکار میں نائب وزیر رہے۔ ایک بار نواب امجد علی شاہ نے شاہ ایران کو کسی خط میں بیرو مرشد کے لقب سے مخاطب کیا۔ وہاں سے عتاب نامہ آیا کہ تم نے ہمیں ایسے القاب سے کیسے مخاطب کیا جو صرف مومانی کے لیے لکھا اور بولا جاتا ہے جنو اب صاحب کافی پریشان ہو گئے۔ تبھی حضرت میر عام نے ان سے فرمایا: اے اس عتاب نامہ کا جواب ہم لکھے دیتے ہیں۔ آپ نے شاہ ایران کو لکھا: ہم نے توجیح لکھا تھا مگر آپ کے پڑھنے والے نے غلطی سے بیرو مرشد کی جگہ بیرو مرشد پڑھ

لیا۔ نواب امجد علی شاہ اس بات پر بے حد خوش ہوئے اور اسی وقت اپنے دونوں بازو بندھکوس کر حضرت امیر عالم کی خدمت میں آئے۔ (نظمی)

(۳۰۴) خاندان برکات شاہ ہر شریف کے آخری قطب حضرت سید شاہ بو احسن احمد نورانی میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دادا اور مرشد حضور سید شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک کرامت نقل کرتے ہیں کہ آپ کی روت مبارک کے پرواز کرنے کے بعد بھی آپ کے مبارک ہونٹوں کی حرارت بند نہ ہوئی اور یہ آپ کی وہی حالت تھی جو حیات مبارکہ میں اہم ذات پڑھنے کی وجہ سے آپ کا معمول اور عادت بن گئی تھی۔ نورانی میاں صاحب فرماتے ہیں: میں نے سر اور تھوڑی کورو مال سے باندھ دیا تھا مگر اس سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ آخر کار میں نے دل سے عرض کی تو حرارت بند ہوئی۔ غسل کے بعد پھر ہونٹوں کی حرکت شروع ہو گئی۔ میں نے پھر عرض کی تو پھر حرارت بند ہوئی۔ دفن سے پہلے جب چہرہ مبارک کھولا تو پھر ہونٹوں کو حرارت میں دیکھا پھر عرض کیا تو حرارت بند ہوئی۔ (سراج احوارف)

(۳۰۵) حضرت سید شاہ بو احسن احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اہل بیت ۹ شواہد بارہ سو پچیس ہجری کی ہے۔ حضرت کا لقب میاں صاحب آپ کے دادا جان اور مرشد خاتمہ کا بر شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرحمت فرمایا ہوا تھا۔ آپ کا تاریخی نام مظہر علی تھا۔ سرکار نور کے والد ماجد سید شاہ ظہور حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور شاہ آل رسول احمدی کے بڑے شہزادے تھے۔ آپ کی روحانی تربیت جد کریم شاہ آل برکات سترہ سے میاں ابو الد ماجد حضور خاتمہ الکاہر کے سائے میں ہوئی۔ بارہ برس کی عمر میں والد ماجد سے ہی بیعت اور خلافت حاصل ہوئی۔ سرکار نور کا وصال گیارہ ربیع الثانی ۱۰۷۱ ہجری کو مارہرہ شریب میں ہوا۔ (اہل سنت کی آواز، مخصوصی شمارہ اکابر مارہرہ حصہ دوم)

بارہواں باب: نماز خوان اور وضو

(۱) شب معراج سے پہلے دو نمازیں فرض تھیں ایک غروب آفتاب سے پہلے اور ایک طلوع آفتاب سے پہلے۔ ابن جوزی نے مقام بن سلیمان سے نقل کیا ہے کہ ابتدائے

اسلام میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر دو رکعتیں صبح کو اور دو رکعتیں شام کو فرض کی تھیں۔ (سہل ابیدی، اثر شافعیہ محمد بن یوسف صالحی جلد دوم)

(۲) نماز کے اوقات سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے مقرر فرمائے۔ (تفسیر

نہیمی)

(۳) وضو کی آیت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی لیکن وضو کی فرضیت کا حکم پہلی نماز کی فرضیت کے ساتھ دیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بغیر وضو کے کوئی نماز ادا نہیں کی۔ (ضیاء النہی جلد دوم)

(۴) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک فرشتہ اس مرد یا عورت کے ساتھ رہتا ہے جو با وضو بستر پر جائے۔ یہ فرشتہ اس کے چار گھنٹے تک اس کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ دعا کرتا رہتا ہے۔ (ابن ماجہ)

(۵) حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو کر کے بستر پر جائے اور رات کو انکھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے تو وہ دعا ضرور قبول کی جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

(۶) معراج کی شب رسول اللہ ﷺ پر نمازیں فرض کی گئیں۔ اس کے دوسرے دن زوال کے وقت اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا تا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو نماز کے اوقات اور کیفیت نماز کے بارے میں فرمان خداوندی سے آگاہ کریں۔ چنانچہ دو روز جبریل امین علیہ السلام ہر نماز کے وقت تشریف لاتے رہے۔ وہ حضور ﷺ کی امامت کرتے اور صحابہ کرم کی نورانی جماعت ان اوقات میں اپنے باوی و مرشد ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرتی۔ (ضیاء النہی جلد دوم)

(۷) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جبریل نے میری امامت کرائی بیت اللہ شریف کے پاس۔ امام شافعی، طحاوی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم کے الفاظ میں بیت اللہ شریف کے دروازے کے پاس دو مرتبہ۔ پہلے دن جبریل نے مجھے ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب

سورج اُٹھا اور سایہ صرف ایک تسمے کے برابر تھا۔ اور مجھے عصر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی ایک مثل ہو چکا تھا اور مجھے مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت روزہ دار روزہ فطر کرتا ہے۔ مجھے عشاء کی نماز پڑھائی جب شفق غائب ہوتی ہے اور مجھے صبح کی نماز پڑھائی جب روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ یعنی خلوع صبح صادق کے فوراً بعد۔ دوسرے دن پھر جبرائیل آئے اور انھوں نے مجھے اس وقت ظہر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی ایک مثل کے برابر ہو چکا تھا۔ اور عصر کی نماز پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کی دو مثل ہو چکا تھا۔ مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت روزہ دار انتظار کرتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جب رات کا پہلا تیسرا حصہ نزر چکا تھا اور مجھے صبح کی نماز پڑھائی جب صبح کی روشنی پھیل چکی تھی۔ پھر جبرائیل میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: یا محمد! آپ سے پہلے نزرے ہوئے انبیاء کی نمازوں کا یہی اوقت تھا اور ہر نماز کا وقت ان وقتوں کے درمیان ہے جن میں دو روز میں نے آپ کی جماعت رائی ہے۔ (سبل الہدی وارشاد حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ ص ۱۰۷ جلد سوم)

(۸) چاند گرہن کی نماز مصلو واطلوف کا آغاز ۱۰ ہجری ماہ جمادی الثانی سے ہو۔ (ضیاء

النبی جلد چہارم)

(۹) یک روز بادی برحق ﷺ مسجد میں مباشر تشریف فرما تھے تبھی حضرت ابوذر غفاری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور پاس آ بیٹھے۔ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر مسجد میں حاضر کیے کچھ داب ہیں۔ انھوں نے عرض کیا: کیا ہیں؟ فرمایا: جب مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت نماز کرو۔ چنانچہ حضرت ابوذر رائے اور دو رکعت تہیۃ المسجد دیکھیں۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۰) قبلے کی تبدیلی کا حکم جب یا شعبان سن دو ہجری میں نازل ہوا۔ نبی کریم ﷺ

بشر بن براء بن معرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر دعوت میں گئے ہوئے تھے وہاں ظہر کا وقت ہو گیا اور لوگوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہوئے۔ دو رکعتیں پڑھا چکے تھے کہ تیسری رکعت میں یکایک وحی کے ذریعے تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا اور اسی وقت آپ اور آپ کی اقتداء میں تمام لوگ بیت

المقدس سے کعبہ کی طرف پھرتے۔ اس کے بعد مدینہ اور اطراف میں عام منادی کرادی گئی۔
براء بن مازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک جگہ منادی کی آواز اس حالت میں پہنچی کہ
لوگ رکوع میں تھے حکم سننے ہی سب کے سب اسی حالت میں کعبہ کی طرف مڑ گئے۔ خیر
رہے کہ بیت المقدس مدینہ کے شمال میں ہے جب کہ کعبہ جنوب میں ہے۔ لہذا قبلہ تبدیل
کرنے میں رسول اکرم ﷺ کو پہلے مقتدیوں کے آگے آنا پڑا ہوگا اور مقتدیوں کو صرف رخ
ہی نہ بدلنا پڑا ہوگا بلکہ کچھ نہ کچھ انھیں بھی چل کر اپنی صفیں درست کرنی پڑی ہوں گی۔ (اطلس
سیرت نبوی)

(۱۱) مسجد قبلین کو مسجد بنی سلہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ بنو سلہ کے محلہ میں واقع ہے۔ یہ
مسجد ہیر رومہ کے قریب ہے۔ اسے مسجد قبلین اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں ایک نماز دو
قبوں کی طرف (منہ کر کے) پڑھی جاتی تھی۔ کچھ نماز بیت المقدس کی طرف اور کچھ بیت اللہ کی
طرف۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۲) فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھی جب آپ کی توبہ قبول ہوئی۔ ظہر کی
نماز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی حضرت اسماعیل کا فدیہ دینے کی صورت میں آنے
پر۔ عصر کی نماز حضرت عزیر نے پڑھی جب سو برس کے بعد آپ زندہ ہوئے۔ مغرب کی نماز
حضرت داؤد علیہ السلام نے پڑھی اپنی توبہ قبول ہونے پر مگر چار رکعت کی نیت باندھی تھی تین
رکعت پر سلام پھیر دیا کیونکہ تمک نئے تھے لہذا مغرب میں تین رکعتیں ہی رہ گئیں۔ عشاء کی نماز
ہمارے قادمولائی ﷺ نے پڑھی۔ کچھ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی جب
”گ“ بیٹے طور پر گئے وہاں جوت مل گئی۔ دانیسی میں اپنی بیوی کو غیریت سے پایا کہ بچہ پیدا ہو
چکا تھا۔ (تفسیر خمی)

(۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مرد
کی نماز مسجد میں باجماعت گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس درجہ بڑھ کر ہے اور یہ یوں
ہے کہ جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے لیے نکلتا تو جو قدم چلتا ہے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے اور

گناہ مٹا ہے اور جب وہ نماز پڑھتا ہے تو ملائکہ اس پر برابر درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنے مصلے پر ہے اور وہ ہمیشہ نماز میں ہے جب تک نماز کا انتہاء کر رہا ہے۔ (مسلم، ابوداؤد ابن ماجہ ترمذی)

(۱۳) نسائی میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص اچھی طرح وضو کر کے فرض نماز کو گویا اور مسجد میں نماز پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(۱۵) حضور انور ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز چھوڑ دی گویا اس کا مال اور اہل و عیال سب کچھ ختم ہو گیا۔ (طبرانی)

(۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص صدق دل اور اعتقاد صحیح کے ساتھ رمضان میں قیام کر لے یعنی تراویح پڑھے تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (مسلم شریف)

(۱۷) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم صبح پر امام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح اور تیر پڑھتے تھے۔ (بخاری)

(۱۸) حدیث شریف میں ہے کہ شرعی سب سے اکر مصلیٰ امام سے ناراض ہوں تو ایسے امام کے پیچھے نماز مقبول نہیں ہوتی۔ (بخاری ورمضان شامی جلد اول)

(۱۹) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کی نماز گھر کے اندر (والاں) میں افضل ہے اس کی نماز سے جو محکم میں ہو اور اس کی نماز اندر کی کوٹھری میں بہتر ہے اس کی نماز سے جو دالان میں ہو۔ (ابوداؤد مشکوٰۃ شریف)

(۲۰) ذر مختار میں ہے کہ قرآن شریف میں دیکھ کر نماز پڑھانا یا دیکھ کر سننا دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (روا مختار جلد اول)

(۲۱) امام ابو منین سیدنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں اللہ ﷻ

نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جنت میں اس مرد یا عورت کے لیے ایک گھر تعمیر کرتا ہے جو مغرب کی نماز کے بعد میں رکعت نفل ادا کرتا ہے۔ (ترمذی)

(۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ام رکوع کرنے کے بعد **سمع اللہ لمن حمدہ** پڑھ کر سر اٹھائے تو تم کہو **بناک الحمد**۔ جو شخص اس طرح کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے سارے پچھلے گناہ معاف فرما دے گا۔ (بخاری شریف، مالک)

(۲۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان لوگوں پر جو صف کی خالی جگہوں کو پُر کر دیتے ہیں۔ (احمد ابن ماجہ)

(۲۴) ام المومنین سیدتنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو دس صف کی خالی جگہ کو پُر کر دے اللہ تعالیٰ اس کے درجہ کو بلند فرمائے گا اور جنت میں اس کے لیے گھر تعمیر فرمائے گا۔ (طبرانی)

(۲۵) حضرت براہ بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کی ہر گاہ میں سب سے پسندیدہ قدم اس آدمی کا ہے جو پیل کر صف کی خالی جگہ کو پُر کر دے۔ (ابوداؤد)

(۲۶) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی صف کو پُر کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے جوڑ دے گا اور جس نے صف کو کاٹ دیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے کاٹ دے گا۔ (نسائی)

(۲۷) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو نمازی فجر نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھا رہے اور دس مرتبہ یہ پڑھے: **لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له لا الہ الا اللہ** ولہ الحمد یحییٰ و یمیت یدہ الخیر و هو علیٰ کل شیء لدیر۔ تو وہ شیطان کی شرارت سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے دس درجے بڑھائے جاتے ہیں اور اس کے

۲۸) نماز میں دس نیکیاں نکھی جاتی ہیں اور دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

(۲۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص چاشت کی دو رکعت پڑھتا ہے اس کا نام خالقوں میں نہیں لکھا جاتا اور جو شخص چار رکعت چاشت پڑھے اس کا نام پاکباز اور مصلحین میں لکھا جاتا ہے اور چھ رکعت چاشت پڑھنے والا دن بھر ہر شے کے نیچے و غم سے محفوظ رہتا ہے اس کا نام پرہیزگاروں میں درج کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے اس کے لیے (جنت میں) ایک محل تعمیر کیا جاتا ہے۔ (طبرانی)

(۲۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ پہلا جو کسی قوم کی امامت کے لیے آگے بڑھے اس حال میں کہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ دوسرا جو دلی نماز کو بدعذر قضا کرنے کے بعد پڑھے اور تیسرا وہ شخص جو آدا آدمی کو اپنا غلام بنالے۔ (ابوداؤد)

(۳۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی نماز اسے بے حیائی اور برائی سے نہ روکے اس کی نماز کوئی نماز نہیں ہے۔ (الحديث)

(۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: کہ جب بندہ کھلے طور پر نماز پڑھتا ہے تو خوب اچھی طرح پڑھتا ہے اور جب پوشیدہ طور پر پڑھتا ہے تب بھی اچھی طرح پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے۔ (ابن ماجہ مشکوٰۃ)

(۳۲) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اکرم ﷺ کا رشتہ نقل کرتے ہیں جس شخص نے کوئی کپڑا دس درہم میں خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا ہے تو جب تک اس کے جسم پر وہ کپڑا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔ (احمد مشکوٰۃ)

(۳۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے پیٹ میں حرام ہو۔ (احیاء العلوم)

(۳۴) حضرت روبصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے صفائی و پاکیزگی کے تمام مسائل دریافت کیے ہیں یہاں تک کہ اس مسئلے کے بارے میں پوچھا ہے جو ناخنوں کے اندر ہو کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا: مشتبہ کام کو غیر مشتبہ کام کے مقابلے میں ترک کر دیا کرو۔ (ترمذی)

(۳۵) حضرت معاویہ بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز و سر رہا تھا کہ کسی کو چھینک آئی۔ میں نے یرحمک اللہ کہہ دیا۔ لوگ مجھے گھور گھور کر دیکھنے لگے۔ میں نے کہا میری کیا شامت آئی؟ مجھے تو لوگ اس طرح کیوں گھور گھور کر دیکھ رہے ہو؟ بس لوگوں نے اپنی رانوں پر بات مارنا شروع کر دیا۔ پھر جب میں نے محسوس کیا کہ لوگ مجھے خاموش کرنا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔ جب حضور ﷺ نماز پڑھ چکے تو میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں۔ میں نے آپ ﷺ سے بہتر تعلیم دینے والا معلم نہ پہنچا دیکھنا بعد میں۔ بخدا نہ مجھے ہنر کا نہ مارا اور نہ مکانی دی بلکہ فرمایا: دیکھو نماز نام ہے تسبیح و تکبیر اور تلاوت قرآن کا اس لیے اس میں عام انسانی گفتگو زیب نہیں دیتی۔ بس اسی قسم کی باتیں حضور ﷺ نے فرمائیں۔ (مسلم ابو داؤد و ترمذی)

(۳۶) حضرت عکرم بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے جمعہ میں حضور ﷺ کا وعظ سنا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ عصا یا کمان پر ٹیک لگائے ہوئے کھڑے تھے۔ پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور اس کی تعریف کی چند جگہ پھیلے اور پاکیزہ کلمات ارشاد فرمائے پھر فرمایا: لوگو تمہیں جو احکام دیے جاتے ہیں ان کی پوری تعمیل تمہاری قدرت سے ہا ہر ہے اب تم عمل میں میاں دہی قائم رکھو اور خوش رہو۔ (ابو داؤد)

(۳۷) حضرت ابورقاعہ العدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ خطبہ جمعہ فرما رہے تھے۔ میں اسی موقع پر حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! یہ غریب الدین و دین کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہے۔ اسے معلوم نہیں دین کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ خطبہ چھوڑ کر میرے پاس ہی تشریف لے آئے۔ ایک آہنی پائیوں کی آرتی پر بیٹھ کر مجھے سمجھاتے رہے اور

پھر غصہ کے لیے وہی تشریف لے گئے۔ (مسلم نسائی)

(۳۸) رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات) اتنا قیام فرماتے کہ آپ کے پائے مبارک سوچ جاتے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ حضور آپ کے رب نے آپ کو تمام گناہوں سے مومن کر رکھا ہے پھر قیام میں اتنا اہٹاک کیوں ہے؟ فرمایا: کیوں میں شکر گزار ہوں وہ؟ (ترمذی نسائی شیخیں)

(۳۹) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ جب کوئی نفل نماز پڑھتے تو اس کی ہدایت کو پسند فرماتے تھے اور جب عیند یا کسی تکلیف کی وجہ سے قیام میل نہ ہو سکتا تو دن کے وقت بارہ رکعتیں ادا فرما لیتے۔ جہاں تک مجھے علم ہے حضور ﷺ نے ایک رات میں پورا قرآن کبھی نہیں پڑھا اور کسی رات میں صبح تک قیام نہیں فرمایا اور رمضان کے سوا کسی چارے دن کے روزے نہیں رکھے۔ (مسلم ابوداؤد نسائی)

(۴۰) کعبہ کو منہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ کعبہ مکہ کی سیدہ میں رہے بلکہ پیشانی کا کوئی حصہ اس طرف ہونا کافی ہے۔ لہذا کوئی شخص اگر نصف ذویہ قانر یعنی پینتالیس ڈگری سے کم کعبہ سے بہت کر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۱) چار صورتوں میں فیہ قبلہ کی طرف نماز ہو جاتی ہے: (۱) نمازی جنگل یا اندھیرے میں ہو اور سمت قبلہ کا پتہ نہ چلے اس صورت میں جدھر دل گواہی دے اور نہ کر کے نماز پڑھ لے۔ (۲) مسافر سواری پر نفل پڑھے تو نیت کے وقت کعبہ کو رخ کرے پھر جدھر بھی رخ ہو جائے نماز پڑھتا رہے۔ (۳) سخت جنگ کی حالت میں جب کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا موقع نہ ملے۔ (۴) لشکر کے بھاگتے وقت کہ جب خدا ان کو امت اسلامی شکر بخش کر رکھا ہے اور وقت نماز جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۲) یہودیوں کی نماز میں رکوع نہیں ہوتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳) ساری عبادتوں میں نماز کا درجہ سب سے افضل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۴) کچھ مفسروں کا قول ہے کہ اسلام کے شروع میں ہر نماز کے لیے الگ وضو

فرض تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔ اور جب تک حدیث یعنی پیشاب یا پاؤں خاند واقع نہ ہو ایک ہی وضو سے فرائض اور نوافل پڑھے جاسکتے ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۳۵) رسول اکرم ﷺ سے سال میں پانچ چلے مروی ہیں: (۱) ایک چلہ حضرت دوم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جمادی الاخریٰ کی میں تاریخ سے ماور جب کے تم تک۔ (۲) ایک چلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شعبان کی میں تاریخ سے عید الفطر کی رات تک۔ (۳) ایک چلہ حضرت یونس علیہ السلام کا ذی الحجہ کی پندرہویں سے محرم الحرام کی پچیس تک۔ (۴) ایک چلہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا یثربی القعدہ کی رات سے لے کر عید الاضحیٰ کی رات تک۔ (۵) ایک چلہ خود سرکار دہ عالم ﷺ کا پندرہ رمضان کی میں تاریخ سے ماہ شوال کے آخر تک۔ (سبع مسائل شریف)

(۳۶) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم حبشہ کی طرف ہجرت سے پہلے مکہ میں نماز کی حالت میں حضور ﷺ کو سلام کرتے تھے اور آپ جو ب دیتے تھے۔ جب ہم حبشہ کی ہجرت سے واپس آئے پھر ہم نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے جو ب نہیں دیا بلکہ نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کہ اللہ نے نماز کی حالت میں سلام کلام سے منع فرما دیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷) اسلام کے شروع میں معراج سے پہلے تیرہ برس تک کوئی عبادت نہ تھی صرف حضور کو، نما عبادت تھا اس وقت فوت ہونے والے مومن سب جنت تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸) ماہ فرماتے ہیں کہ دوسری مسجدوں میں پہلی صف کا دایاں حصہ بائیں سے افضل ہوتا ہے مگر مسجد نبوی میں بائیں حصہ دائیں سے افضل ہے کیونکہ وہ روزنہ مطہرہ سے قریب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹) ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا اور اس نے بلکی نماز پڑھی اس پر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اس پر کوزالے کر کھڑے ہوئے اور فرمایا: نماز دو ہر اس نے نماز اطمینان سے دوہرائی پھر انہوں نے اس سے پوچھا کہ یہ بہتر ہے یا پہلی نماز؟ اس نے جو ب

دیا: پہلی نماز کیونکہ وہ میں نے خدا کے لیے پڑھی تھی اور یہ کوڑے کے خوف سے پڑھی ہے۔
(تفسیر نعیمی)

(۵۰) شرح مہذب میں ہے کہ جو شخص روزہ اور نماز میں سے کسی کی کثرت کرنا چاہے تو نماز کی کثرت افضل ہے البتہ ایک دن کا روزہ دو رکعت نماز سے افضل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۱) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد سن ایک ہجری میں خواب میں اذان دیکھی۔ وہی اذان اسلام میں رائج ہوئی۔ (بخاری)

(۵۲) اسلام میں پہلے صرف توحید کا عقیدہ فرض ہوا پھر سورہ مزمل والی لہر یعنی رات کی پھر بیگانہ نماز کے فرض ہونے کے بعد رات کی نماز کی فرضیت منسوخ ہوئی پھر ہجرت کے بعد روزے اور کوئی غیر فرض ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۳) نذہ کے ماہروں کا قول ہے کہ سورج چمکنے سے بیس منٹ تک سجدہ حرام ہے۔
(تفسیر نعیمی)

(۵۴) کچھ علماء نے کہا ہے کہ سجدہ ایک لاکھ بیس ہزار برس کی عبادت کے برابر ہے اور یہ اس لیے کہ انیس نے جب کہ وہ جنت کا ناز تھا اللہ تعالیٰ کی چالیس ہزار برس عبادت کی تھی اور چالیس ہزار برس فرشتوں کا استاد رہا تھا اور چالیس ہزار برس زمین میں جہاد کرتا رہا تھا۔ جب اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک سجدہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ساری عبادت اس کے نہ پر مار دی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۵۵) سب سے پہلے اذان حضرت جبریل علیہ السلام نے معراج کی رات بیت المقدس میں دی جب حضور ﷺ نے سارے انبیاء کی نماز کی امامت فرمائی مگر مسجد نوح میں ہجرت کے بعد شروع ہوئی۔ سب سے پہلے فجر کے وقت اذان دی گئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۶) حضور ﷺ کے چار مؤذن تھے۔ پہلے حضرت بلال بن رباح۔ ان کی والدہ کا نام حمہ تھا۔ یہ اسلام کے پہلے مؤذن ہیں۔ سن بیس ہجری میں دمشق میں وصاں فرمایا۔ دوسرے ابن کثوم۔ ان کا نام عمر تھا اور اکثر کے نزدیک یہ مدینہ منورہ میں اذان دیا کرتے

تھے۔ تیسرے سعد بن عاصم۔ یہ عمار بن یاسر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ یہ مسجد قبل میں اذان دیتے تھے۔ چوتھے بکر بن محمد۔ ان کا نام سلیمان تھا اور کچھ نے جابر بتایا ہے اور کچھ نے سرہ بن مہیر کہا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۷) نماز کے علاوہ نو جگہ اذان کہنا مستحب ہے: بچے کے کان میں 'مگ' گتے وقت جنگ میں 'جناات کے غلبہ کے وقت' غمزدہ اور غمزدہ الے کے کان میں 'مسافر جب راستہ بھول جائے' عمر کی دے کے پاس 'میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۸) اگر پوری قوم کی نماز رو جائے تو قضا باجماعت ادا کی جائے گی اور اس کے لیے اذان اور اقامت بھی ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۹) تہجد کم سے کم پندرہ رکعتیں یا چار رکعتیں اور زیادہ سنہ یاد آٹھ رکعتیں ہیں۔ سنت یہ ہے کہ دو رکعت کی نیت سے پڑھی جائے۔ جو شخص تہجد کی نماز کا عادی ہو اس کے لیے تہجد چھوڑنا مکروہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۰) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جس کی نماز اسے بے حیائی اور ممنوعات سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۱) نماز میں ساری مخلوقات کی عبادت جمع ہے۔ وہ اس طرح کہ درخت ہر وقت قیوم میں ہیں چوپائے رکوع میں سانپ بچھو وغیرہ ہر وقت سجدے میں اور مینڈک وغیرہ ہر وقت قعدے میں۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۲) ہمیشہ وضو سے رہنے والا آدمی دماغی بیماریوں میں کم مبتلا ہوتا ہے۔ اور نماز کا پابند شخص غلے کی بیماریوں اور جنون وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۳) مسجد کی جھاڑو جنت کی حوروں کا مہر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۴) نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: جب انسان وضو میں ہات دھوتا ہے تو اس کے ہاتوں کے کیے ہوئے گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں اور جب کلی کرتا ہے تو منہ کے کیے ہوئے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جب منہ دھوتا ہے تو آنکھوں سے کیے ہوئے

سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ (بدگئی اور برے خیالات وغیرہ) معاف ہو جاتے ہیں۔ جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے کیے ہوئے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۵) اذان کی شروعات سن ایک ہجری میں ہوئی۔ اذان کے جو کلمات آج کل ادا کیے جاتے ہیں وہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں عطا ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۶) سن دو ہجری ماہ شعبان روز دوشنبہ نماز ظہر سے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ کچھ روایتوں میں آیا ہے کہ ۵۰ برس سن دو ہجری دوشنبہ کے دن قبلہ تبدیل کیا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۷) وضو کی آیت نماز فرض ہونے کے برسوں بعد نازل ہوئی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کا قانون پہلے ہی سکھا چکے تھے۔ نماز ہجرت سے دو سال پہلے شب معراج میں فرض ہوئی مگر وضو کی آیت سورہ مائدہ میں آئی۔ سورہ مائدہ کا نزول سن پانچ ہجری میں شروع ہوا۔ سات آٹھ برسوں میں مسلمانوں نے نمازیں وضو کے بنا نہیں پڑھیں۔ اس زمانے میں قرآن نے وضو نہیں سیکھا بلکہ حضور ﷺ نے وضو کرایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز جنت کی کنجی ہے اور نماز کی کنجی بھارت۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۹) حدیث میں ہے کہ ہر چیز کی ایک علامت ہوتی ہے۔ ایمان کی علامت نماز ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۰) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو بندہ نماز پڑھ کر اس جگہ تک بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اس وقت تک کہ وہ شخص بے وضو ہو جائے یا اٹھ کھڑا ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۱) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے چالیس دن فجر اور عشاء کی نماز جماعت

کے ساتھ پڑھی اسے اللہ تعالیٰ دو برائیاں (چھٹکارے) عطا فرمائے گا۔ ایک مارے دوسرے نفاق سے۔ (تحفہ الوداعین)

(۷۲) جو شخص سال بھر اذان کہے اور اس پر اجرت طلب نہ کرے تو قیامت کے دن وہ بلایا جائے گا اور جنت کے دروازے پر کھڑا کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا جس کے بیٹے کو بے شفاعت کر۔ (تحفہ الوداعین)

(۷۳) حدیث میں ہے کہ مؤذنین کا حشر یوں ہوگا کہ جنت کی اونٹنیوں پر سو رہوں گے۔ ان کے آگے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ سب کے سب اونچی آواز سے اذان کہتے ہوئے آئیں گے۔ لوگ ان کی طرف نظر کریں گے۔ پوچھیں گے: یہ کون لوگ ہیں؟ کہا جائے گا: یہ امت محمدیہ کے مؤذنین ہیں۔ لوگ خوف میں ہیں اور ان کو خوف نہیں۔ لوگ غم میں ہیں اور انھیں غم نہیں۔ (تحفہ الوداعین)

(۷۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا اذان اور اقامت کے بیچ کی دعا رخصت کی جاتی۔ (تحفہ الوداعین)

(۷۵) حدیث میں ہے کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے گویا دس رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے گویا پوری رات قیام کیا۔ (تحفہ الوداعین)

(۷۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: باجماعت نماز پڑھنا کیلئے نماز پڑھنے سے تین گنا درجہ افضل ہے۔ (بخاری شریف)

(۷۷) رسول معظم ﷺ نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں بہتر پہلی صف ہے اور سب سے کمزور چھٹی صف ہے۔ عورتوں کی صفوں میں بہتر پہلی صف ہے اور کمزور پہلی۔ (تفسیر نصی)

(۷۸) امام ابو داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک باجماعت نماز پڑھنا فرض ہے۔ (سنن سنابل شریف)

(۷۹) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: وضو مومن کا کافہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۰) جو شخص ہمیشہ وضو سے رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سات نصلتوں کی عزت بخشتا ہے

(۱) فرشتے اس کی صحبت سے رغبت رکھتے ہیں۔ (۲) اعمال کے لکھنے والوں کا قلم ہمیشہ ثواب لکھنے میں جاری رہتا ہے۔ (۳) اس کے بدن کے تمام اعضا تسبیح کرتے ہیں۔ (۴) اس سے پہلی تکبیر فوت نہیں ہوتی۔ (۵) فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں اس کے سوتے وقت دو اور پریوں سے۔ (۶) اللہ تعالیٰ اس پر جاں نثاری کی شکل آسان کر دیتا ہے۔ (۷) وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں رہتا ہے جب تک وضو سے رہتا ہے۔ (سبع سنائل شریف)

(۸۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کسی کو مصیبت پہنچے اور وہ ہے وضو ہو تو وہ مدت

نہ ترے مگر اپنے نفس کو۔ (بخاری)

(۸۲) بزرگوں کا قول ہے کہ جسم کی نماز آدمی کو ٹٹا ہوں اور ممنوعات سے روکتی ہے نفس

کی نماز بری عادتوں اور برے تعلقات سے منع کرتی ہے دل کی نماز فحش باتوں کے ظہور اور فحشت میں پڑے رہنے سے روکتی ہے روت کی نماز غیروں کی طرف متوجہ ہونے سے روکتی ہے سڑی نماز ماسوا کی طرف التفات سے روکتی ہے اور نماز خفی سا مک کو دلو کی کے شہود اور ثانیات سے تزار دیتی ہے۔ (سبع سنائل شریف)

(۸۳) مغرب اور عشاء کے درمیان جاگنا سخت مؤکد ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۴) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن

نبی کریم ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے کہ شیطان آپ کو مل گیا۔ آپ نے فرمایا: مسجد کی طرف آنے کا سبب یہ ہے؟ شیطان بولا: خدا لے لے آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا کا مسجد؟ بولا: ہاں کہ آپ مجھ سے کچھ سوئیں کریں۔ ابن عباس کا قول ہے کہ اول آپ ﷺ نے یہ پوچھا: اے ملعون تو میری امت کو جماعت کی نماز سے کیوں روکتا ہے؟ بولا: جب آپ کی امت جماعت سے نماز پڑھنے کا ارادہ کرتی ہے تو مجھے بخار چڑھ آتا ہے جو اس وقت تک نہیں اترتا جب تک کہ نماز پڑھنے کا ارادہ نہ کرے۔ آپ نے فرمایا: قرآن پڑھنے سے کیوں روکتا ہے؟ جب

دیا: میں قرآن پڑھتے وقت رائے کی طرف پھل جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جہاد سے کیوں روکتا ہے؟ عرض کیا: جب مسلمان جہاد کو ٹھکتے ہیں تو ان کی واپسی تک میرے پاؤں میں جڑیاں پڑ جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا: حج سے کیوں روکتا ہے؟ شیطان بول: جب لوگ حج کا سفر کرتے ہیں تو میری گردن میں طوق پڑ جاتا ہے اور جب کوئی صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو میرے سر پر ارادہ رکھ دیا جاتا ہے جو لکڑی کی طرح مجھے حج سے جڑ ڈالتا ہے۔ (زہرۃ الیاس)

(۸۵) پندرہ شعبان سن دو ہجری چار رکعت والی نماز ظہر یا عصر کے وقت دو رکعت کے ختم کے بعد نماز کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ امت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل میں منتقل ہو چکی ہے لہذا قبلہ اول بیت المقدس کے بجائے بیت اللہ قبلہ مقرر ہونے کا حکم صادر ہو جاتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ تبھی حضرت جبریل امین علیہ السلام جبریل قبلہ کا حکم لے کر حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے باقی کی دو رکعتیں بیت مقدس سے بیت اللہ کی طرف گھوم کر ادا فرمائیں جس کی وجہ سے پہلی صف آخری اور آخری صف پہلی بن گئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۶) سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے استوانہ دنیا کو زندگی کی دعا دینی چاہی کہ لوگ اس کے پھل کھا لیں مگر اس نے قبول نہ کیا۔ جنت میں جانا بھی منظور نہ کیا بلکہ درخواست کی: یا رسول اللہ! آپ نماز پڑھانے، مصلے پڑھانے، خطبے کے لیے منبر پر تشریف فرما ہوں گے، ہذا مجھے منبر اور معیصے کے بیچ دفن کر دیجیے گا کہ میں ہر حال میں قدم مبارک کے نیچے رہ سکوں۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۷) صبح کی سنت اور فرض کے بیچ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی میم کے ساتھ الحمد للہ کا لام مائر چالیس روز تک پڑھنا دنیاوی مرادوں کے حصول کے لیے بہترین نسخہ ہے۔ (مجموعہ اعمال)

(۸۸) جب فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں عرض کیا تھا: کیا تو زمین میں ایسے کو مقرر کرتا ہے جو اس میں فساد پیدا کرے گا تو ان پر اللہ تعالیٰ کا

غضب ہوا۔ پھر کچھ فرشتوں کو بلا کر کمرۃ اور کچھ کی توبہ قبول کر لی۔ چنانچہ انہی میں سے مکر تیر ہیں اور ان کو اس چشمے میں وضو کرنے کا حکم دیا جو عرش کے نیچے سے نکلا ہے۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انہیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ یہ وضو اور باجماعت نماز کی اصل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۹) نماز جنازہ باجماعت چار تکبیروں کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع فرمائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۰) اذان کے لیے سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مینار تعمیر کرایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۱) زمانہ رسالت میں آج کل کی مسجدوں کی طرح محراب کی عمارت نہیں تھی بلکہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر بن عبد الملک کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے تو مسجد نبوی کی تعمیر کے مسئلے میں محراب ہوائی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۲) اسلام کی تاریخ میں حضرت اسد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینہ میں جمعہ قائم کیا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد جب جمعہ کی اذان ہوتی تو حضرت کعب بن بک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان پر رحمت کی دعا کرتے تھے۔ ان کے بیٹے نے ایک روز اس کی وجہ پوچھی تو بولے کہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے ہمیں جمعہ کے لیے جمع کیا۔ اس وقت ہماری تعداد صرف چالیس تھی۔ (ابوداؤد)

(۹۳) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن اور رات میں چوبیس گھنٹے میں کوئی گھنٹہ ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے چھ لاکھ لوگوں کو آزاد کرے جو جہنم میں رہ رہے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۴) بیچ گانہ نماز میں پہلی صف کو اور جنازے کی نماز میں آخری صف کو تمام صفوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۵) محراب کے معنی ہیں آئینہ یعنی لڑنے کا ہتھیار۔ مسجد کو بھی محراب کہتے ہیں

کیونکہ وہ شیطان سے لڑنے کی جگہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۶) مسجد حرام (مکہ مکرمہ) میں نمازی کے سامنے سے گزرتا گنہگار نہیں بناتا مگر یہ

عظیم مسجد نبوی کے لیے نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۷) نماز بنا وضو نہیں ہوتی مگر اذان وضو کے بغیر دی جاسکتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۸) وضو کے بعد دو مختصر رکعتیں پڑھنا مستحب ہے چاہے جو وقت ہو۔ (مکروہ

اوقات کے علاوہ)۔ اور اس میں تحیۃ الوضو کی نیت کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے جس میں وہ اپنے جی میں سوائے خیر کے اور بات نہ کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے انگلیے پچھلے سناہ بخش دیتا ہے۔ (تحفۃ الاولیاء عظیمین)

(۹۹) وضو میں چار اعضاء کا دھونا فرض ہوا۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ حضرت دم

علیہ السلام منور درخت کی طرف اپنے دونوں پیروں سے چل کر گئے تھے۔ دونوں آنکھوں سے اسے دیکھتے تھے دونوں ہاتھوں سے اس میں سے لیا تھا اور اس کے پتے ان کے سر سے چھوئے تھے۔ (نزہۃ المجالس)

(۱۰۰) ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ ان

کے پاس ایک سونے کا تخت تھا جس کے پائے چاندی کے تھے اور اس میں جگہ جگہ یا قوت اور موتی جڑے ہوئے تھے اور اس پر سندس اور استبرق کا فرش بچھا ہوا تھا۔ مکہ کے پہاڑی علاقہ میں تکریمین پر ٹھہرے اور حضرت نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا اور اس تخت پر بٹھایا۔ اس وقت ان کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زمین پر اپنا ہنر و جوارہا تو پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وضو کیا اس طرح کہ اپنے اعضاء تین تین بار دھوئے تین بار گلی کی تین بار ناک میں پانی ڈالا پھر پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ اِنَّكَ فَخْرُكَ وَسَوْفَ تَخْشَعُ بِالْحَقِّ (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ لا شریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک آپ محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں۔ آپ کو حق کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔) پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ

سے کہا: ”نہیے اور آپ بھی ایسا ہی کیجیے جیسا کہ میں نے کیا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ سے بھی ویسا ہی کیا۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے کہا: جو آپ کی طرف سے یہ عمل کرے گا اس کے سارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور اس کا گوشت اور خون دور رخ پر حرام ہو جائے گا۔ (نزہۃ المجالس)

(۱۰۱) خطیب کو خطبہ کی حالت میں خطبہ کے علاوہ بات چیت کرنی جائز ہے۔ (تفسیر

نہیسی)

(۱۰۲) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو عرش کے

نیچے قائم ہے۔ اس کے چالیس ہزار سینک ہیں۔ ایک سینک سے دوسرے سینک تک ہزار برس کی راہ ہے۔ ہر سینک پر فرشتوں کی چالیس ہزار صفیں ہیں۔ یہ فرشتہ جمعہ کے دن سجدہ کرتا ہے اور دعا مانگتا ہے کہ اے امی امت محمدیہ میں جو شخص جمعہ ادا کرے اس کے گناہ معاف کر دے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرشتو! تم گواہ ہو میں نے جمعہ کی نماز ادا کرنے والوں کو بخش دیا۔ (کنز الانبار)

(۱۰۳) عورتوں کے لیے ہمیشہ فجر کی نماز ازل وقت میں پڑھنا مستحب ہے، ہاں

نمازوں میں بہتر ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں۔ جب جماعت ہو جائے تب پڑھیں۔ (دزمنی رتہ دوی رضویہ جلد دوم)

(۱۰۴) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب تراویح کو باجماعت کر دیا تو مام

ایک ایک رکعت میں سو آیتیں پڑھتا تھا۔ اس لیے صحابہ کرام کھڑے کھڑے اس قدر تھک جاتے تھے کہ گزری کے سارے کی ضرورت ہوتی تھی اور صبح کے وقت فارغ ہو کر واپس آتے تھے۔ (مؤطا امام مالک)

(۱۰۵) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نماز خدا کی رضا مندی، پیغمبروں کی سنت، فرشتوں کی

محبت کا باعث، معرفت کا نور، ایمان کی جزو، دعا اور اعمال کی قبولیت کا سبب، ماں اور رکائی میں برکت کا ذریعہ، خدا کے دشمنوں کے مقابلے میں ہتھیار، شیطان کے بے راہ ہونے کی علت،

نمازی اور صیوت کے فرشتے کے بیچ منع قیامت تک قبر کا چراغ، محشر کے دن سر کا سایہ اور تاجِ بدینہ کا لباس نمازی اور روزِ خ میں مضبوط آؤ خدا کے سامنے حجتِ ترازا میں پوچھل ہیں صراط سے گزر جانے کا باعث اور جنت کی کنجی ہے۔ (تحفۃ الاولیاء عظمین)

(۱۰۶) کچھ ملکا کا قول ہے کہ رکوع ایک اور سجدے دو ہیں حال تک دونوں فرض ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ رکوع عبودیت کا مدعی ہے اور سجدے اس کے گواہ ہیں اور شرعی گواہی دو کی مانی جاتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۷) سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: جب اذان ہوتی ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان نہ سنے۔ جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو لوٹ آتا ہے۔ پھر اقامت کے وقت چاہتا ہے اور اقامت ختم ہوتے ہی لوٹ آتا ہے اور نمازیوں کے دلوں میں دوسو سے ڈنا شروع کر دیتا ہے۔ (تحفۃ الاولیاء عظمین)

(۱۰۸) مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا ارشادِ درامی ہے: اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا یہ جانے لے کہ اس پر کتنا سناؤ ہے تو بے شک اسے پالیس روز تک کھڑا بنا چھ مظلوم ہوتا اس بات سے کہ نمازی کے سامنے سے گزرے۔ (بخاری شریف)

(۱۰۹) حدیث میں ارشاد ہے کہ چڑھنے کے بعد سوائے رہنا رزقِ ربّ دیتا ہے حتیٰ ایسے شخص کو جو صبح کے بعد بستر پر خڑائے لیتا ہو اس کے لیے روزی تک ہو جاتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۰) شرعی سفر کی مسافت تین منزل قرار پائی ہے اور منزل کا انداز فقہائے کرام نے جیسے میل کیا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے اس سے بہت کم فاصلے پر بھی قصر نماز ثابت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۱) امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سفر میں قصر نماز مستحب نہیں واجب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کافر اور

مومن میں ترک نماز کا فرق ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۳) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے اونچی ہوں گی۔ (تحفۃ الموعظین)

(۱۱۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جس وقت رسول اللہ ﷺ مؤذن کو اشہد ان محمد رسول اللہ کہتے ہوئے غنٹے دفرماتے: میں ہی ہوں وہ شخص۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۵) حضرت سہیل بن تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: عبادت تین چیزوں سے ہوتی ہے زندگی، عقل اور قوت سے۔ اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ بھوکے رہنے سے کم زور ہو جاؤ گے اور طاقت جواب دے جائے گی تو بھی کھانا نہ کھاؤ کیونکہ بھوکے کم زور کا بیٹہ نماز پڑھنا پیٹ بھرے طاقتور کے گھر سے ہو کر نماز پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (سبع سنابل شریف)

(۱۱۶) حضرت خواجہ سری قسطلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: دو رکعت نفل نماز جو تم خلوص سے نہائی میں ادا کر دیا اس سے اچھا ہے کہ تم ستر یا سات سو حدیثیں اہل سند کے ساتھ لکھو۔ (رسالۃ شریعہ)

(۱۱۷) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے تو اس کے قدم گناہ چھڑ جاتے ہیں اور جب مسجد کی طرف چلتا ہے تو ہر قدم کے بدلے بیس سال کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جب نماز پڑھ لیتا ہے تو دو سو برس کے اعمال کی نیکیاں ملتی ہیں۔ (تحفۃ الموعظین)

(۱۱۸) حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جمعہ کی نماز نفل حج سے بہتر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۹) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوہ قاف کے پر سے سفید چاندی کے رنگ کی ایک زمین ہے جس میں کسی طرف کا سبز نہیں آتا۔ یہ زمین دنیا سے سات حصہ بڑی ہے۔ اس میں فرشتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی ایک سائی پھینکے تو فرشتے پر گرے۔ ہر فرشتے کے ہات میں

چاہیں فریح لہیا ایک جھنڈا ہے۔ ہر جھنڈے پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ تمام فرشتے جمعہ کی رات کو کوہ قاف کے چاروں طرف جمع ہو کر نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ سے امت محمدیہ کی سزا کی پابا کرتے ہیں۔ اور صبح ہوتے ہی یہ کہتے ہیں کہ الہی جو شخص غسل کرے اور جمعہ میں حاضر ہو اس کے گناہ معاف کر دے۔ پھر یہ سب مل کر اونچی آواز میں روتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرشتو! تم کیا چاہتے ہو؟ عرض کرتے ہیں: ہم امت محمدیہ کی مغفرت چاہتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے: اچھا ہم نے انھیں بخشا۔ (مجلس الاررار)

(۱۲۰) رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جو شخص پہلی ساعت میں جمعہ کے لیے جاتا ہے اسے دن کی قربانی کا دوسری ساعت میں جانے والے کو گائے کی قربانی کا تیسری ساعت میں جانے والے کو دنبہ کی قربانی کا چوتھی ساعت میں جانے والے کو مرغ خیرات کرنے کا پانچویں ساعت میں جانے والے کو انڈا صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے۔ پھر جب امام منبر کی طرف خطبہ کے لیے آتا ہے تو صحیفے لپیٹ دیے جاتے ہیں کلمہ اٹھا لے جاتے ہیں اور فرشتے منبر کے قریب آ کر خطبہ سنتے ہیں۔ اب جو شخص آیا تو یا صرف نماز کے لیے آیا ہے۔ (تحفہ الاولیاء عظیمین)

(۱۲۱) پہلے زمانے میں یہ حال تھا کہ فجر کے بعد جمعہ کی نماز میں جانے والوں سے تمام سڑکوں پر ہتھ پڑے اور لوگ عید کی طرح چراغ جلا کر جامع مسجد کی طرف بھاگتے تھے۔ بعد میں یہ طریقہ ختم ہو گیا۔ (تحفہ الاولیاء عظیمین)

(۱۲۲) حدیث شریف میں ہے کہ جو مسلمان جہنم میں جائے گا اس کے پورے بدن کو آگ کہا جائے گی سوائے ان اعضاء کے جن سے وہ سجدہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان اعضاء کا کھانا آگ پر حرام کر دیا ہے۔ (تحفہ الاولیاء عظیمین)

(۱۲۳) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: جب کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو اللہ تیری تجارت میں نقص نہ دے۔ (تحفہ الاولیاء عظیمین)

(۱۲۴) حدیث شریف میں ہے ایک زمانہ آیا آئے گا کہ مسجدوں میں دنیا کی باتیں

ہوں گی۔ قرآن کے ساتھ بیٹھنا کا اللہ تعالیٰ کو ان سے کچھ کام نہیں۔ (تحدۃ الواعظین)

(۱۲۵) شیطان ملعون کا قول ہے کہ لوگوں کے اعمال میں سب سے غضب ناک

میرے لیے دو چیزیں ہیں ایک ایام بیض یعنی چاند کی تیرہویں چودھویں اور پندرہویں
تاریخ کے روزے دوسرے چاشت کی نماز۔ (تحدۃ الواعظین)

(۱۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: اگر

کسی کو جمعہ کے دن روزہ رکھنا ہو تو ایک دن پہلے بھی روزہ رکھے یا اس کے بعد روزہ رکھے
یعنی ایک روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۷) یہ مسئلہ عوام میں غلط مشہور ہے کہ اپنا پر ایسا سرد کھینے سے وضو میں خلل آتا ہے۔

البتہ پر ایسا ستر جان بوجھ کر نہ رکھنا حرام ہے اور نماز میں اور بھی زیادہ حرام۔ (تحدۃ الواعظین)

(۱۲۸) مردِ مومن کے لیے اعکاف کی سب سے افضل جگہ مسجد حرام (مکہ مکرمہ) ہے

پھر مسجد نبوی شریف پھر بیت مقدس اس کے بعد شیر کی جائے مسجد پھر اپنے محلے کی
مسجد۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۹) وضو کی شروعات میں بات دھونے کی گلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا

ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ پانی میں تین وصف ہیں: رنگ، بو اور مزہ۔ بات میں پانی لینے سے
رنگ، حلوم ہو گیا، گلی کرنے سے مزے کا پتہ چل گیا اور ناک میں پانی لینے سے بو حلوم ہو گئی۔

(نزیہ لغاری)

(۱۳۰) فجر کی شروعات صبح صادق سے ہوتی ہے اور جب تک سورج نہ نکلے اس کا

وقت بتاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۱) ظہر کی شروعات اس وقت ہوتی ہے جب سورج نصف النہار سے ڈھلنے لگے

اور نہا اس وقت ہوتی ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر یا دو گنا ہو جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۲) عصر کی شروعات ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد ہوتی ہے اور انتہا سورج

غروب ہونے پر۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۲) مغرب کی شروعات سورج غروب ہونے کے بعد ہوتی ہے اور انتہا شفق گائب ہونے پر۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۳) عشا کی شروعات شفق مائب ہونے کے بعد ہوتی ہے اور انتہا فجر ثانی یعنی صبح صادق کے طلوع ہونے تک۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۵) تاجدارِ ابد عالمِ مہک نے فرمایا: میری امت کے ثواب مجھے دکھائے گئے ان میں وہ ثواب بھی شامل تھا جو مسجد میں جہازِ ودینے والے کا ہوتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) قصر نماز کے لیے مسافت کی حد ساڑھے ستاون میل ہے ریل میں ہو چاہے پیدل۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۷) نبی کریم ﷺ عیدین کی نماز جنگل میں ادا کرتے تھے جب کہ مسجد نبوی بہترین مسجد ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۸) نبی کریم ﷺ نے کل میں ہزار نمازیں پڑھی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۹) نماز میں تکبیر تحریر یعنی وہ تکبیر جس کے ذریعے نماز میں داخل ہوتے ہیں سارے امروں کے نزدیک فرض ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۰) سلام امام ثانی امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک فرض اور امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک واجب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۱) اگر عورت عیدہ میں سو جائے تو وضو جائز رہتا ہے اور اگر مرد عیدہ میں سو جائے تو وضو نہیں جائز کیونکہ مرد عیدہ میں غافل بھی نہیں سکتا اور نہ ٹھہک جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۲) جب نبی معظم ﷺ مسجد میں بیٹھتے تو دونوں ہاتھوں سے گھٹنے باندھ لیتے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۳) حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ایک کنوئیں کا کریم دس بات ہے کہ اس حد میں دوسرا کنوئیں نہ کھودا جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۴) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تیمم وضو کی طرح مکمل طہارت ہے۔ سدا ایک تیمم سے ایک وقت میں بھی چند نمازیں پڑھ سکتے ہیں اور ایک وقت کے تیمم سے کئی وقت کی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ کیونکہ اسے حضور ﷺ نے وضو قرار دیا ہے تو جو حکم وضو کا ہے وہی اس کا حکم ہوگا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تیمم طہارت کی ضرورت سے کہ وقت نکل جانے سے ٹوٹ جاتا ہے اور ایک تیمم سے چند نمازیں نہیں پڑھ سکتے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۵) معراج کی رات کی صبح حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو درون نماز پڑھائی۔ سب سے پہلے ظہر پڑھائی۔ یہ اقصیت اللہ کے دروازے سے سٹ کر ہوا جہاں اب بھی لوگ نفل نماز پڑھتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) نماز میں جس نے رکوع پالیا اس نے رکعت پالی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۷) لیٹ کر نماز پڑھے والا کعبہ کی طرف پاؤں کرے اور کعبہ پر سر رکھے تاکہ اس کا منہ کعبہ کی طرف ہو جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۸) شب معراج اگلے پیغمبروں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے بیت المقدس میں نماز ادا کی۔ حجۃ الوداع میں پچھلے پیغمبروں نے بھی سرکار ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۹) چلتی ریل میں سوائے فرض اور وتر سب نمازیں جائز ہیں لیکن فجر کی سنتیں نہیں پڑھ سکتے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۰) نماز تہجد بہت اعلیٰ عبادت ہے۔ رسول معظم ﷺ پر واجب نہ کہے، وہ تہجد بھی فرض تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے منہ میں پتھر ہوں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۲) یک صحابی نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھی تو دوسرے صحابی نے نہیں روکا۔ انھوں نے حضور ﷺ سے شکایت کی۔ فرمایا: وہ ٹھیک کہتے ہیں۔ امام کی

قرات مقتدی کی قرات ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۳) ایک بار رسول کریم ﷺ نے نماز پڑھائی تو کچھ صحابہ نے حضور ﷺ کے

پیچھے سورہ فاتحہ پڑھی۔ سلام بھیرنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم مجھ سے قرات میں کیوں ٹھکرتے ہو؟ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۴) امام شعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: بدر والے شتر صحابہ سے میں ملتا ہوں

وہ سب مقتدی قرات سے منع کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو امام کے پیچھے تلاوت کرے

اس کا منہ آگ سے بھر جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۶) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں: جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے منہ میں خاک۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۷) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو امام کے پیچھے

تلاوت کرے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۸) جس شخص کی انگلی رکعتیں جماعت سے روئی ہوں تو جب وہ اپنی رکعتیں پوری

کرے تو قرات کرے یونکہ اب وہ مقتدی نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۹) مسافر امام کے پیچھے مقیم مقتدی نے نماز پڑھی تو جب یہ اپنی دور رکعتیں پوری

کرے تو انھیں بنا تلاوت ادا کرے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۰) تیمم میں نیت شرط ہے، وضو میں شرط نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۱) مسلمان اگر جنگل میں بھی نماز پڑھے تو اذان جہلے تاکہ اس جنگل کے گھوس

تنگے اس کے ایمان کے گواہ بن جائیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۲) چند صورتوں میں نماز توڑ دینا چاہیے: (۱) ماں کے بلانے پر نفل نماز توڑ

دے جب کہ اسے خبر نہ ہو کہ میرا نماز پڑھ رہا ہے۔ (۲) اگر کوئی شخص بے خبری میں حیض

سے یا کنوئیں سے راجا رہا ہو تو نماز توڑ دے اور اسے بچائے۔ (۳) اگر نمازی کا گھوڑا بھگا

جاتا ہے یا ریل گاڑی چھوٹی جا رہی ہے یہ نیچے نماز پڑھ رہا ہے مگر ان صورتوں میں نماز ٹوٹ جاتے گی دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ (شامی)

(۱۶۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے فرمایا اپنی صفیں برابر کرو کیونکہ صفوں کی برابری بھی نماز کا قیام ہے (اور نماز کی درستی ہے) (تفسیر نعیمی)

(۱۶۴) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کی ملاحتوں میں سے ایک ملاحت یہ بھی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کی امامت سے انکار کریں گے اور ان کو امامت کرنے والے نہیں ملے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: جو شخص امام سے پہلے اٹھتا بیٹھتا ہو اس کی پیشانی (کے بال) شیطان کے ہات میں ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۶) مسواک میں دس خصلتیں ہیں: (۱) منہ کو پاک کرتی ہے۔ (۲) رب کو خوش کرتی ہے۔ (۳) شیطان کو تکلیف دیتی ہے۔ (۴) کرنا کا تین کو دوست بناتی ہے۔ (۵) دانتوں کو مضبوط کرتی ہے۔ (۶) ہلکم کو دور کرتی ہے۔ (۷) سانس کو خوشبودار بناتی ہے۔ (۸) تلخی کو بجھاتی ہے۔ (۹) نظر کو تیز کرتی ہے۔ (۱۰) کینہ کو دور کرتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۷) احیاء العلوم میں حضور ﷺ سے یہ روایت ہے: آپ نے فرمایا تمہارا منہ قرآن کا راستہ ہے تو اسے مسواک سے خوشبودار رکھا کرو۔

(۱۶۸) ابن ازہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: اس میں شک نہیں کہ بندہ جب مسواک کرتا ہے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے تو فرشتہ پیچھے کھڑے ہو اس کی قرأت سننا رہتا ہے اور اس کے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۹) صحیح مسلم شریف میں آیا ہے کہ اگر لوگوں کو مسجد کے اندر پہلی صف میں بیٹھنے کا ثواب معلوم ہو جائے تو اس کے لیے قرعہ الاکریں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۰) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب کوئی شخص کسی کھلی زمین پر ہوتا ہے اور وہاں نماز پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور جب وہ اذان اور تکبیر بھی کہہ لیتا ہے تو اس کے ساتھ اتنے فرشتے نماز پڑھتے ہیں کہ کئی صف کے ستارے نظر نہیں آتے۔ اس کے رکوع پر رکوع اور سجدے پر سجدہ کرتے ہیں اور اس کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۷۱) سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو کوئی صبح کی نماز کے بعد اسی جگہ آفتاب نکلنے تک بیٹھا رہے اور جب سورج سو نیزے پر
آجائے تو اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھے۔ حق تعالیٰ اس نماز کی ہر رکعت کے ہرے میں جنت میں
بزار حویلیاں عطا کرے گا۔ ہر ایک حویلی میں بزار ہزار حوریں ہوں گی اور بزار ہزار خادم
ہوں گے جو جناب کبریا میں رجوع کرنے والے ہوں گے اور وہ شخص حقوق کا ہرگز محتاج نہ
ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۲) اذان میں دو فرض ہیں: اذانِ شریعی علی الصلوة دوسرا حقِ علی الفلاح۔ اور دس سنتیں ہیں: اذانِ با وضو ہونا، دوسرے اور چوتھے پر کھڑے ہونا، تیسرے مسجد میں دیکھیں جانب کھڑا ہونا، چوتھے دائیں بائیں گردن گھمانا، پانچویں انگلیاں کانوں میں ڈھکا، چھٹے قبیلے کی طرف منہ ہونا، ساتویں صحیح اذان کہنا، آٹھویں سارے کلمات اذان کے ایک ایک ادا کرنا، نویں انگلیاں کانوں میں بلانا اور دسویں باہر صحن میں کھڑے ہونا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۳) اذان میں تیر و کلمات کفر ہیں: (۱) اللہ کو مد سے بولنا۔ (۲) آہر کو اکبر پڑھنا۔
(۳) اھھ کو اھھا پڑھنا۔ (۴) اھبہ کو اہبہ یعنی سین سے پڑھنا۔ (۵) خنی کو بائے ہوز
سے پڑھنا۔ (۶) چھوٹی ہا کو بڑی بڑی حاسے پڑھنا۔ (۷) الہ الہ کو غیر تشدید کے بولنا۔
(۸) شہ و تین کو بنا الف کے بولنا۔ (۹) محمد کو محمد بولنا۔ (۱۰) ائی کو ائی پڑھنا۔ (۱۱) قلح کو مد
سے پڑھنا۔ (۱۲) اھللو و کو مد سے بولنا۔ (۱۳) خنی کو بتا تشدید بولنا۔ (تفسیر نمبر ۱)

(۱۷۴) رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۵) امام نیلشاپوری نے لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام رات کے وقت اترے تھے۔ جب فجر طلوع ہوئی تو انھوں نے تاریکی سے روشنی میں نکال آنے کے شکر یہ میں دو رکعت نماز ادا کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر چار چار فلکیں اکٹھی ہوتی تھیں: ذبح کی فکر اندیہ کی فکر، حکم الہی کی بجا آوری کی فکر اور غربت کی فکر۔ جب اللہ تعالیٰ نے انھیں ان فکروں سے رہائی دی تو انھوں نے زوال کے بعد شکر کے طور پر چار رکعت نماز ادا کی۔ حضرت یونس علیہ السلام کو چار چار تاریکیوں نے گھیر لیا تھا: اپنی قوم پر غصہ کرنے کی تاریکی، رات کی تاریکی، سمندر کی تاریکی اور محبلی کے پیٹ کی تاریکی۔ کچھ نے کہا ہے کہ جس محبلی کے پیٹ میں وہ تھے وہ دوسری محبلی کے پیٹ میں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جب انھیں عصر کے وقت اس سے نکالا تو انھوں نے چار رکعت نماز ادا کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے الوہیت کی نفی کے شکر میں اللہ کے لیے دو رکعت نماز ادا کی اور ان کی والدہ نے خدا کے لیے الوہیت ثابت کرنے کے شکر میں ایک رکعت ادا کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار فکروں سے رہائی پانے کے شکر یہ کے طور پر چار رکعتیں ادا کی تھیں۔ وہ فکریں یہ تھیں: براستہ گم ہونے کی فکر، بکریوں کے بھاگ جانے کی فکر، سفر کی فکر اور اپنی زوجہ کی فکر۔ ان کے ذہنی کا در و شراع ہوا۔ (ترمذی)

(۱۷۶) شیطان اذان سے ایسے بھانٹتا ہے جیسے چور کو توال سے۔ کچھ نے کہا اذان میں چونکہ نماز کے لیے بلا دیا ہوتا ہے اور نماز میں سجدہ ہے اس سے اسے پنا قصہ یاد آتا ہے جو کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی پاداش میں وہ راندہ با گاہ الہی ہوا۔ اس سے اذان نہیں سننا چاہتا۔ کچھ نے کہا ہے اس لیے کہ اذان کی گواہی آخرت میں نہ دینی پڑے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۷) جب امام کے ساتھ ایک سی آدمی ہو تو وہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہو۔ جو نہ ہو یا نابالغ۔ اب اگر ایک اور شخص آجائے تو وہ امام کی بائیں طرف اللہ اکبر کہے۔ اب امام کو چاہیے کہ ایک قدم آگے بڑھ جائے یا دونوں مقتدی پیچھے ہٹ جائیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۸) اگر تھوک میں خون نکلا اور تھوک زیادہ ہے تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر خون زیادہ ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۹) امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک جینی اور حیض و نفاس والی عورت کو نہ قرآن مجید کی تلاوت جائز نہ چھوٹا جائز نہ لکھنا جائز۔ دوسرے اذکار کے پڑھنے لکھنے کی اجازت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۰) مسواک زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی اور چھوٹی انگلی کے برابر مونی ہو۔ حدیث میں ہے کہ ایک بالشت سے زیادہ لمبی مسواک پر شیطان بیٹھتا ہے۔ پیوڑتوں وغیرہ کی ہونسی خوشبودار یا پھل دار تیزی کی نہ ہو۔ استعمال سے پہلے مسواک دھوئیں اور مسواک کرنے کے بعد بھی دھوئیں اور تسی محفوظ جگہ کھڑی کر کے رکھیں۔ ریشہ اوپر کی طرف رہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۱) معراج سے پہلے بھی حضور ﷺ اور صحابہ کرام نماز پڑھتے تھے۔ حدیث حرا کے کچھ طریق میں یہ ہے کہ اقرار مارل ہونے کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے زمین پر پاؤں مارا جس سے چشمہ جاری ہو گیا اور اسی سے وضو کیا۔ رسول اکرم ﷺ دیکھتے رہے۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: آپ بھی وضو کر لیں۔ حضور ﷺ نے وضو فرمایا پھر جبرئیل علیہ السلام نے دو رکعت کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔ ان کے ساتھ حضور ﷺ نے بھی پڑھی۔ پھر دوست مدہ پر تشریف لائے اور اس موقع پر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم دیا۔ انھوں نے وضو کیا اور حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ امتیوں میں نماز پڑھنے کا شرف سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہی حاصل ہوا اور ان کے بعد حضرت سوا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو۔ حضور ﷺ نے دو شنبہ کو اہل روز میں نماز پڑھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی روز آخری حصہ میں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منگل کے دن۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۲) معراج سے پہلے صرف تہجد فرض تھا وہ بھی بعد میں امت کے یہ منسوخ ہو

گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۳) نماز کی پانچ وقتوں کے ساتھ تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ ظہر کے وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے تو جس نے اس وقت نماز پڑھی وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکلے گا گویا آگ میں پید ہوئے۔ اور عصر کے وقت حضرت آدم علیہ السلام نے درخت میں سے گیسوں کھایا تھا تو جس نے اس وقت نماز پڑھی اللہ نے اس کا بدن دوزخ پر حرام کر دیا۔ مغرب کے وقت اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی تھی تو جس نے اس وقت نماز پڑھی وہ خدا سے کچھ نہ مانگے گا جو اسے عطا ہو جائے۔ عشاء اور صبح کا وقت قبر اور قیامت کی تاریکی سے ملتا جلتا ہے تو جس نے عشاء اپنے وقت پر پڑھی یا اس کے پڑھنے کے لیے چاہا اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں اور قیامت میں نور عطا فرمائے گا۔ اور جس نے فجر کی نماز وقت پر پڑھی اللہ تعالیٰ اسے دوزخ اور نقال سے نہایت عنایت کرے گا۔ (نزہۃ المجالس)

(۱۸۴) نزہۃ المجالس میں علامہ عبد الرحمن صفوی شافعی نے فرمایا میں نے حنفیہ کی کتاب تارخانیہ میں دیکھا ہے: جس کی عورت نماز نہ پڑھتی ہو اسے چاہیے کہ عداق دیدے اگرچہ اس کے مہر دینے سے عاجز ہو کیونکہ اپنے ذمہ اس کا مہر لے کر خدا سے ملنا ایک بے نمازی عورت سے محبت کرنے سے بہتر ہے۔

(۱۸۵) شروع میں نماز دو دو رکعت تھی۔ جب رسول اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور اطمینان ہو گیا تو مغرب کے علاوہ اور نمازوں میں دو دو رکعتوں کا اضافہ فرمایا۔ مغرب میں اس لیے اضافہ نہیں فرمایا کہ یہ دن کی نمازوں کا وتر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۶) شروع شروع میں حضور نبی کریم ﷺ درجیم ﷺ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے پھر مکہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ مکہ میں تیس سال تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرماتے رہے۔ (تفسیر عزیزی)

(۱۸۷) اگر کسی شخص کی نیت نماز کی تو جہن یا تحقیر کی ہے اور وہ یہ سوچ کر کہ نماز ایسی کوئی بڑی شان والی چیز نہیں ہے کہ نوٹنی پسینی جائے اس نیت سے نیچے سر نماز پڑھے تو یہ کفر

ہے۔ (بہار شریعت، جلد سوم)

(۱۸۸) پوری حیات طیبہ میں رسول معظم ﷺ کو پانچ بار نماز میں سہواً قہ ہو۔ اؤں

نماز ظہر یا کچھ روایتوں کے مطابق عصر کی نماز میں پانچ رکعتیں پڑھیں۔ دوسرے نماز ظہر میں دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ تیسرے قعدہ اولیٰ ترک ہو گیا۔ چوتھے قرات کے دوران آیت چھوٹ گئی۔ پانچویں ایک بار مغرب میں دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۹) شیطان کی ذریت کی مختلف جماعتیں ہیں ان کے نام اور کام الگ الگ ہیں

چنانچہ انصو میں بیکانے والی جماعت کا نام جہنم ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۰) جو کوئی نماز کے بعد دایاں بات سر پر رکھ کر اکیس بار یا توٹی پڑھ کر دم کریا

کرے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا حافظ قوی ہو گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۱) کوغ مستقل عبادت نہیں ہے صرف نمازی میں عبادت ہے اور سجدہ نماز کے

علاوہ بھی عبادت ہے جیسے شکر کا سجدہ تلاوت کا سجدہ توبہ اور استغفار کا سجدہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۲) کعبہ کو نہ پینچہ کر کے استسجا کرنا حرام ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۳) غسل میں تین فرض ہیں: کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا اور تمام ظاہری بدن پر

پانی بہانا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۴) حمام میں غسل چار طرن کے ہیں: فرض، سنت، مستحب اور مباح۔ فرض غسل

تین ہیں: جنابت سے، حیض سے اور نفاس سے۔ سنت غسل پانچ ہیں: جمعہ کا غسل، عید الفطر کا

غسل، عید الاضحیٰ کا غسل، احرام کے وقت کا غسل، عرفہ کے دن کا غسل۔ مستحب غسل بہت ہیں:

مسلمان ہوتے وقت، مدینہ طیبہ حاضری کے وقت، مردے کو نہلا کر قربانی کے دن، طواف

زیارت کے لیے وغیرہ وغیرہ۔ مباح غسل جو ٹھنڈک کے لیے کیا جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۵) حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: جنت میں پہلے نبی اور رسول جائیں گے پھر

بیت اللہ کے مؤذن یعنی حضرت بلالؓ پھر بیت المقدس کے مؤذن پھر سارے مؤذن۔ (تفسیر

نعیمی)

(۱۹۶) حضرت مولانا علی مشکین کشار فی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر رب مجھے جنت اور

مسجد میں جانے کا اختیار دے تو میں جنت کے بجائے مسجد کو اختیار کروں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۷) حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ بالغ عورت کا سر ستر ہے جس کا ذکر رکنا نماز میں فرض ہے لہذا ایسے باریکہ دوپٹے میں جس میں سر یا سر کے بال نظر آئیں نماز نہیں ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۸) حدیث میں ہے کہ عمامہ کی نماز بتا عمامہ کی نماز سے ستر درجہ افضل ہے۔

(تفسیر نعیمی)

(۱۹۹) فقہائے کرام فرماتے ہیں: چٹائی اور جو چیز زمین میں سے آئی ہو اس پر نماز

الفضل ہے کیونکہ اس میں انکساری کا اظہار ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۰) امام کا سترہ (آز) جماعت کا سترہ ہوتا ہے۔ اس کے آگے سے گزرنا جائز

ہے۔ جانور اور انسان کا سترہ ہو سکتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۱) نماز میں کوئی واجب رکن چھوٹ جائے تو مجدد ہو واجب ہے اور اگر جان

چھ کر چھوڑا ہے تو نماز کا دوبارہ واجب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۲) نماز کے ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا کہ ہر رکن میں تین تسبیحوں کے برابر ٹھہرنا

تعدیل رکان کہلاتا ہے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک فرض ہے اور امام اعظم

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تعدیل واجب ہے کہ جس کے رہ جانے سے نماز ناقص

واجب اعادة (توٹنے جانے کے قائل) ہوتی ہے۔ لیکن فرض ادا ہو جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۳) فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرآن پڑھنا فرض ہے باقی میں نفل۔ (تفسیر

نعیمی)

(۲۰۴) نماز میں قبلہ کی طرف منہ ہونا شرط ہے اور تکبیر تحریرہ رکن۔ اگر کوئی تکبیر پہلے

کہہ دے اور قبلہ کو رخ بعد میں کرے تو نماز نہیں ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۵) اگر جمعہ کی جماعت جاری ہے اور امام آخر التحیات میں ہو تو جماعت کے

یہ بھگتا فرض ہے ورنہ بلا ضرورت دوڑتے ہوئے نماز کے لیے آنے کو منع کیا گیا ہے۔
(تفسیر نعیمی)

(۲۰۶) تہجد کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہے شرط یہ ہے کہ اس جماعت کا اہتمام نہ کیا جائے۔ اگر اتفاق سے دو چار نمازی جمع ہو جائیں اور جماعت کریں تو کوئی قباحت نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۷) مال کے چور سے نماز کا چور بہتر ہے کیونکہ مال کا چور اگر سزا پا تا ہے تو کچھ نفع بھی اٹھاتا ہے مگر نماز کا چور سزا پوری پائے گا اور نفع کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس کے علاوہ مال کا چور بندے کا حق ہوتا ہے اور نماز کا چور اللہ تعالیٰ کا حق۔ مال کا چور یہاں سزا پا کر آخرت میں سزا سے بچ جاتا ہے مگر نماز کے چور کو یہ سبوت نہیں ہے۔ کچھ صورتوں میں مال کے چور کو مال کا مالک معاف بھی کر سکتا ہے لیکن نماز کے چور کی معافی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ یہاں نماز کی چوری کا مطلب ہے ناقص نماز پڑھنا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۸) نماز میں کپڑے سینٹا روکنا سب منع ہے لہذا آستین یا پانچے چڑھا کر یا پاجامے پر ننگوت باندھ کر نماز پڑھنا منع ہے۔ ایسے ہی دھوٹی باندھ کر نماز پڑھنا منع ہے کہ ان سب میں کپڑے کا روکنا ہے۔ ہاں اگر پاجامے کے نیچے ننگوت باندھا ہو تو منع نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۹) سنت یہ ہے کہ سجدے میں جاتے وقت زمین کے قریب دو ہاتھ مضمین پر پہنچا رکھے کہ پہلے گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھے اور سجدے سے اٹھتے وقت اس کا اسٹرے کہ پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۰) مسجد میں اپنے لیے کوئی جگہ خاص کر لینا کہ اور جگہ میں دس بی نہ لگے مکروہ ہے۔ ہر شرعی ضرورت کے لیے جگہ مقرر کرنا جائز ہے جیسے امام کے لیے محراب مقرر ہے اور کچھ مسجدوں میں مکہروں کے لیے امام کے پیچھے کی جگہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۱) اگر نماز میں ماہِ منہ سے نکل جائے تو نماز جاتی رہتی ہے کہ اس میں تین حروف

ادا ہوئے۔ گرنقط مانگا تو نماز سرورہ ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۲) مستحب یہ ہے کہ قیام میں سجدے کی جگہ پر نگاہ رکھنے رکوع میں پاؤں کی پشت پر سجدے میں ناک کے بانسے پر اور تشبہ یعنی اتحیات میں گود پر۔ ہر نماز کا یہی حکم ہے۔ ہاں حرم شریف میں نمازی قیام میں کعبہ معظمہ کو دیکھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۳) اگر نمازی کو نماز کی حالت میں سانپ یا بچھو نظر آئے تو وہ اسے مار سکتا ہے۔ اگر تھوڑی سی حرکت میں مار دیا تو نماز نہیں ٹوٹے گی اور اگر اس کے لیے قبلہ سے سینہ پھر گیا یا گناہ تار تین قدم چلنا پڑا یا تین چوٹیں ماریں پڑیں تو نماز ٹوٹ جائے گی اور سے دو ہرانا پڑے گا۔ البتہ وہ شخص نماز توڑنے کا شکار نہ ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۴) تین وقت وہ ہیں جن میں فرض یا نفل ہر نماز منع ہے: سورج نکلنے کا وقت نصف النہار اور سورج ڈوبنے کا وقت۔ پانچ وقت وہ ہیں جن میں صرف فرض کی اجازت ہے: نفل منع ہے: صبح صادق سے طلوع آفتاب تک نماز عصر کے بعد سے سورج ڈوبنے تک پھر سورج ڈوبنے کے بعد سے مغرب کے فرض پڑھنے تک بعد کے خطبہ کے وقت عید کے دن عید کی نماز سے پہلے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۵) عظیم ابو ضیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ میرا کھانا نماز میں پڑے یہ اچھا ہوگا مگر میری نماز میرا کھانا میں جائے یہ برا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۶) نماز کی تکبیر کے بعد جماعت سے جڑے ہوئے دوسری نماز پڑھنی حرام ہے۔ لہذا فجر کی سنتیں اس حالت میں جماعت سے دور ہٹ کر پڑھ سکتے ہیں جب کہ جماعت ملنے کی امید ہو کیونکہ یہ سنتیں بہت اہم ہیں یہاں تک کہ علماء نے فرمایا کہ بڑا مفتی جسے فتویٰ کا بہت کام رہتا ہے وہ تمام سنتیں چھوڑ سکتا ہے سوائے فجر کی سنتوں کے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۷) تہجد سے پہلے سولینا ضروری ہے اگر کوئی بالکل نہ سویا تو اس کے نوافل تہجد نہیں مانے جائیں گے۔ جن بزرگوں کے متعلق یہ مشہور ہے کہ انھوں نے عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے جیسے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرات اس قدر اونگھتے تھے جس

سے تہجد درست ہو جائے اور وضو بھی نہ جائے۔ لہذا ان بزرگوں پر یہ اعتراض نہیں کہ انھوں نے تہجد کی سانس نہ پڑھی۔ حضرت ابو الدرداءؓ حضرت ابو زر عارؓ وغیرہم صحابہ جو رات بھر جاگتے تھے ان کا بھی یہی عمل تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گدی میں تین گانٹھیں لگا دیتا ہے۔ ہر گانٹھ پر یہ ڈالتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے سوتا رہ۔ پھر اگر وہ بندو جاگ جائے اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گانٹھ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر وہ وضو کرے تو دوسری گانٹھ کھل جاتی ہے پھر اگر نماز پڑھے تو تیسری گانٹھ کھل جاتی ہے اور وہ خوش دلی پاک نفس صبح کرتا ہے ورنہ پلید طبیعت اور سست صبح پاتا ہے۔ (تحفۃ اود غنطین)

(۲۱۹) کسی نے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعائے کے بعد خواب میں دیکھا۔ پوچھا: کیا نذری ہنر مایا: عبادتیں صنایع ہو گئیں! اشارات فنا ہوئے! صرف تہجد کی رکعتیں کام میں لے (تفسیر نعیمی)

(۲۲۰) وتر میں نما کے تین اختلاف ہیں: ایک یہ کہ وتر سُنّت ہے یا واجب؟ ہمارے یہاں واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ وتر ایک رکعت ہے یا تین رکعت؟ ہمارے یہاں تین رکعتوں میں تین رکعت ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر تین رکعت ہے تو ایک سلام سے ہے یا ملک سلام سے ہے۔ ہمارے یہاں ایک سلام سے ہے۔ چوتھے یہ کہ وتر میں دعائے قنوت رکوع کے بعد ہے یا رکوع سے پہلے؟ ہمارے یہاں رکوع سے پہلے ہے۔ پانچویں یہ کہ وتر میں دعائے قنوت ہمیشہ پڑھی جائے یا صرف رمضان کے آخری پندرہ دن؟ ہمارے یہاں ہمیشہ پڑھی جائے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۱) قنوت نازلہ کی وجہ ان ستر کاریوں کی شہادت تھی جو نہایت بے رحمی سے قتل کیے گئے تھے۔ یہ حضرات بڑے غریب صحابہ تھے جو دن میں کمزیاں جمع کر کے بیچتے اور جو کچھ ملا س سے اصحاب صفہ کے لیے کھانا تیار کرتے تھے۔ رات عبادت میں گزارتے۔ انھیں حضور ﷺ نے نجدیوں میں تبلیغ کے لیے بھیجا۔ جب یہ بیر معونہ پر پہنچے جو مکہ مکرمہ و مدینہ

کے بیچ ہے جس میں بنی بزیل رہتے تھے تو عامر بن طفیل نے قبیلہ بنی سلیم عصبیہ 'زل' کو 'قعرہ' کے ساتھ انھیں گھیر لیا اور سب کو شہید کر دیا۔ صرف حضرت کعب بن زید انصاری بچے بچے وہ مردہ سمجھ کر سخت زخمی حالت میں چھوڑ گئے تھے۔ پھر یہ غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔ قتل کا یہ واقعہ بن چار بھری میں ہوا تھا۔ انھیں شہیدوں میں عامر بن فیرہ بھی تھے انھیں فرشتوں نے ذبح کیا۔ کسی کو نہ لٹا۔ اس واقعہ پر حضور ﷺ کو سخت صدمہ ہوا جس پر آپ نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی۔ اسی موقع پر ایک واقعہ یہ بھی تھا کہ قبیلہ عزل اور قعرہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں 'عرعر' کی کہ ہر مسلمان ہو چکے ہیں ہماری تعلیم کے لیے کچھ عطا دیجیے۔ تو آپ نے چھ مہینے کے ساتھ بھیج دیا جن کا امیر حضرت عاصم ابن ثابت کو بنایا۔ ان کافروں نے مقام رقیع میں پہنچ کر حضرت عاصم کو قتل کر دیا اور حضرت ضویب اور حضرت زید بن سدانہ کو قید کر کے مکہ مکرمہ میں فروخت کر دیا۔ یہ دونوں واقعات ایک ہی ماہ میں ہوئے یعنی ہجرت سے چھ مہینے بعد ماہ صفر میں۔ ان دونوں واقعات کی بنا پر قنوت نازلہ پڑھی گئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۲) بزرگان دین فرماتے ہیں: روز انور میں جمعہ کا خطبہ سنا بہتر ہے۔ پہلے خطبہ میں بات داندھے دوسرے میں زانوؤں پر بات رکھے تو ان شاء اللہ رکعت کا ثواب ملے گا کیونکہ جمعہ کا فرض خطبہ ظہر کی دو رکعتوں کی جگہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۳) ایک اندازے کے مطابق نبی کریم ﷺ نے تقریباً پانچ سو جمعے پڑھے ہیں اس لیے کہ جمعہ ہجرت کے بعد شروع ہوا جس کے دس سال بعد آپ کی حیات ظاہری رہی۔ اس عرصہ میں اتنے ہی جمعہ ہوتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۴) حضور اقدس ﷺ نے عید الفطر کبھی نہ چھوڑی۔ بقرہ عید حج میں چھوڑی کیونکہ حاجی پر بقرہ عید کی نماز نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۵) عید گاہ کا منبر مردانہ علم نے ایجاد کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۶) اذان اور تکبیر سوائے نماز پنجگانہ اور جمعہ کے کسی نماز کے لیے نہیں ہے۔

(تفسیر نعیمی)

(۲۲۷) استسقا یعنی رب سے پانی طلب کرنا سنت ہے۔ حضور آرم علیہ السلام نے کبھی تو فقط دعا فرمائی اور کبھی اس کے لیے نماز استسقا بھی پڑھی۔ اب بھی ہر طرف جڑ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جب بارش کے لیے دعا کرنی ہو تو پہلا تو یہ کریں پھر صدقہ خیرات دیں۔ اگر روزہ بھی رکھیں تو بہتر ہے۔ پھر معمولی لباس پہن کر عاجزی کرتے ہوئے ننگے سر ننگے پاؤں عید گاہ یا کسی میدان میں جمع ہوں۔ جانور اور کمزور بچے بھی ساتھ لے جائیں۔ کافر اور شرکوں کو ہرگز ساتھ نہ لیں۔ پھر وہاں نماز استسقا ادا کریں اور دعا کریں۔ تین دن تک یہ عمل کریں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۸) ملہ فرماتے ہیں جو مستحب کو ہلکا جانے گا وہ سنت سے محروم کر دیا جائے گا اور جو سنت کو ہلکا جانے یا اس میں سستی کرے وہ فرائض سے محروم ہو جائے گا۔ اور جو فرائض سے محروم ہے وہ معرفت سے دور ہو گا اور جب معرفت دل سے نکلے حب اہل معرفت سے محبت چھوٹی اور اس کے چھونے سے بد عقیدگی پیدا ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۹) مردوں کے لیے فجر کے اول وقت میں نماز پڑھنے کے بجائے تاخیر کرنی مستحب ہے یعنی اتنی تاخیر کرنی کہ اسفار ہو جائے یعنی اتنا اجال پھیل جائے کہ زمین روشن ہو جائے ورنہ ایک دوسرے کو آسانی سے پہچان سکے۔ (رد مختار)

(۲۳۰) مسلمان کا ایک سجدہ فرشتوں کی بہت سی عبادتوں سے افضل مانا گیا ہے کیونکہ فرشتوں کے لیے کوئی روک ٹوک نہیں اور مومنوں کے لیے ہزار روک ٹوک ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۱) عبادتوں میں جہنی عبادتیں سب سے افضل اور بدنی عبادت میں نماز اور نماز میں سجدہ سب سے اعلیٰ ہے۔ قیامت کے دن کوئی عبادت نہ ہوگی مگر رب کا جہاں دیکھ کر مسلمان اسے سجدہ کریں گے۔ باقی عبادتیں ہر وقت ہر جگہ ہوسکتی ہیں مگر نماز اور سجدہ کے یہ وقت اور جگہ مقرر ہے اسی کے لیے سمت بھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۲) حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام تک زمین والوں کا قبہ کعبۃ اللہ رہا مگر موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک بیت المقدس قبہ بنا۔ مگر یہودیوں

نے اس کا مغربی حصہ اور عیسائیوں نے شرقی حصہ اپنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے نبوت کے ظہور کے بعد اور معراج کی رات میں جو جگہ سے کیسہ بیت المقدس کی طرف۔ معراج کی رات میں جب بیت المقدس میں تمام انبیاء و رسل کی امامت فرمائی تو یہ نماز بیت المقدس کی طرف ہوئی۔ معراج کے بعد جب تک مکہ معظمہ میں قیام رہا بیت المقدس کی طرف اس طرف رخ اقدس کرتے کہ کعبہ سامنے آجائے۔ یہ منور پہنچ کر اس طرف دو قبلوں کا جمع کرنا ممکن نہ تھا اس لیے بیت المقدس کی طرف نماز ہوتی رہی۔ مگر سرکار ﷺ کو یہیں لگن تھی کہ کعبہ ہمارا قبعہ ہو چنانچہ ہجرت سے ایک سال ساڑھے پانچ ماہ بعد پندرہ رجب ۱۲ کے دن مسجد نبی صلہ میں مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نماز پڑھا رہے تھے۔ ظہر کے فرض کی دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ہو چکی تھیں کہ ٹھیک نماز کی حالت میں حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کا حکم سنایا اور سرکار ﷺ نے صحابہ سمیت کعبہ کی طرف رخ پھیر لیا۔ یہ نماز قلعہ میں ہوئی اور مسجد نبی صلہ میں قلعہ میں کہلائی۔ یہ مسجد اب تک موجود ہے اور اس کا یہی نام ہے۔ فقیر برکاتی نے اصل مسجد کی زیارت کی ہے اور وہاں نو اہل بھی پڑھے ہیں۔ اس میں شمال اور جنوب کی طرف دو محرابیں بھی ہیں۔ ہمارے قاصد مولانا علیہ السلام کا لقب مبارک نبی القلعین بھی ہے یعنی دو قبلوں والے پیغمبر۔ (تفسیر احمدی تفسیر عزیزی وغیرہ)

(۲۳۳) جب جنگل میں قبلہ کا پتہ نہ چلے تو جہدِ مدلل گواہی دے ادھر ہی منہ کر کے نماز پڑھ لے کہ وہی نماز کا قبلہ ہے۔ مگر نماز کی حالت میں قبلہ کی صحیح سمت پتہ چلے تو پچھلی نماز درست ہے اور اب اس وقت سے اپنا رخ بدل لے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۴) لیٹ کر نماز پڑھتے وقت میت کو ہلاتے وقت اور میت کو شرق رخ قبرستان سے جاتے وقت کعبہ کو پاؤں کر دینا جائز ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۵) بخاری شریف میں ہے: بندہ نوافل سے رب کا پیارا بن جاتا ہے۔ رب اس کا کاں ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے۔

(۲۳۶) جس شخص کے ہات اور پاؤں نہ ہوں اس پر وضو کے وقت دو ہی فرض ہیں:

منہ دھونا اور سر کا مسح کرنا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۷) خودکشی کرنے والے پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ ہاں اپنے ماں باپ کے

قاتل کی نماز جنازہ نہ پڑھے ویسے ہی دفن کر دے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۸) مرد اپنی بیوی بچوں کے متیم ہونے سے متیم مانا جائے گا لہذا جہاں کسی کی

بیوی متیم ہو کر موجود ہو وہاں پہنچ کر یہ شخص متیم ہو گا نہ کہ مسافر اور نماز پوری پڑھے گا نہ کہ قصر۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۹) ایک بار حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر صبح کرام کی

دعوت تھی۔ کھانے کے بعد شراب کا دور چلا۔ اسے میں مغرب کا وقت آگیا۔ ایک بڑے رتبہ

اے صبحی امام بنے۔ انھوں نے نماز میں سورہ کافرون پڑھی مگر نشہ کی حالت میں ہر جگہ،

بھول گئے۔ حتیٰٰ اعباد کی جگہ اعبدا تعبدون پڑھ گئے۔ تب قرآن کی یہ آیت اتری جس کا

ترجمہ ہے کہ نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ اس کے بعد شراب کا استعمال کم ہو گیا۔

لوگ یا تو عشا کے بعد پیتے تھے یا فجر کے بعد کیونکہ ظہر سے عشا تک لگاتار نمازوں کی وجہ سے

انھیں شراب پینے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ پھر ابان ابن مالک نے کچھ لوگوں کی دعوت کی جن

میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ کھانے کے بعد شراب کا دور چلا۔ نشہ میں یہ لوگ آپس میں بڑ

پڑے اور زخمی ہو گئے۔ یہ مقدمہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ

عنه نے دعا کی کہ مولا شراب کے بارے میں بیان نازل فرما۔ تب وحی لینی اتری اور شراب

بالکل حرام کر دی گئی۔ (تفسیر روت المعانی، تفسیر نعیمی)

(۲۴۰) حدیث شریف میں ہے کہ جمعہ کی رات میں اپنی بیوی کے ساتھ سونے والے

کو دو خواب ملتے ہیں ایک اپنے غسل کا دوسرا بیوی کے غسل کا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۱) قرآن مجید میں جس صلوٰۃ وسطیٰ کا ذکر ہے یعنی بیچ کی نماز اس سے مراد عصر

ہے۔ اس کی کچھ دلیلیں یہ ہیں: (۱) تخریق کے دن حضور ﷺ کی نماز عصر قضا ہوئی تو فرمایا کہ

ان کافروں نے ہمیں صلوٰۃ و طہیٰ سے روک دیا۔ (۲) رب نے قرآن میں عصر کے وقت کی قسم یا دفرمائی ہے۔ (۳) حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کی نماز عصر رہ گئی تو گویا اس کا دل اور گھر برباد ہو گیا۔ (۴) نماز عصر میں دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں کہ دن کے بائیس پاتے اور رات کے تہ پاتے ہیں۔ (۵) عصری کی نماز حضرت سلیمان علیہ السلام سے روئی تھی کہ آپ گھوڑوں میں مشغول ہو کر یہ نماز نہ پڑھ سکے تھے۔ (۶) عصر سے پہلے دن کی دو نمازیں ہیں: ایک ناقابلِ قصر اور دوسری قصری یعنی ظہر۔ اور اس کے بعد رات کی دو نمازیں ہیں ایک ناقابلِ قصر یعنی مغرب دوسری قصری یعنی عشا تو گویا عصر کی نماز بالکل بیچ کی نماز ہے۔ (۷) مولانا علی رحمہ اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کی عصر کے لیے ڈوب ہوا سورج واپس کیا گیا۔ (۸) قبر میں کلیں کے سوال کے وقت مردے کو عصر کا وقت محسوس ہوتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے کہ پہلے مجھے عصر پڑھ لینے دو پھر سوالات کرنا۔ گویا اس نماز کی پابندی اس قدری امتحان میں مدد دے گی۔ (۹) تمام نمازوں کے اوقات محسوس ہوتے ہیں پر عصر کا وقت محسوس نہیں ہوتا ہند اس کی پابندی ضروری۔ دیکھو پوچھنے سے فجر سورج ڈھلنے سے ظہر سورج ڈوبنے سے مغرب اور شفق غائب ہونے سے عشا کا وقت آتا ہے مگر عصر کے وقت کی کوئی نشانی نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر)

(۲۴۲) نماز کی بہت سی قسمیں ہیں: (۱) نماز پنجگانہ۔ (۲) نماز جمعہ۔ (۳) وتر۔ (۴) عیدین۔ (۵) نماز منت۔ (۵) نماز نفاس۔ پھر نفل نماز کی بہت سی قسمیں ہیں: (۱) تحیۃ المسجد۔ (۲) تحیۃ الوضوء۔ (۳) نماز اشراق۔ (۴) نماز چاشت۔ (۵) سفر کی نماز۔ (۶) اویسی کی نماز۔ (۷) استسحار سے کی نماز۔ (۸) حاجت کی نماز۔ (۹) نماز اوائین۔ (۱۰) صلوٰۃ التسبیح۔ (۱۱) صلوٰۃ اسرار یعنی نماز غوثیہ۔ (۱۲) نماز توبہ۔ (۱۳) غایب کی نماز۔ (۱۴) نماز تراویح۔ (۱۵) نماز قضاے عمری۔ (۱۶) سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز۔ (۱۷) بارش کی نماز۔ (۱۸) نماز رجبہ۔ (تفسیر نفیسی)

(۲۴۳) صوفیائے کرام فرماتے ہیں: نمازیں پانچ ہیں۔ (۱) سر کی نماز جس میں

غیب کا مشاہدہ ہے۔ (۲) نفس کی نماز جس سے نفس کی خواہشات بجھ جائیں۔ (۳) مارقلب جس میں کشف کے نور اظہار ہوں۔ (۴) کرون کی نماز جس میں وصال ہو۔ (۵) بدن کی نماز جس میں حواس کی حفاظت ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۴) بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ جمعہ کا دن وہم پرست مسیحیوں کے یہاں منوں سمجھا جاتا ہے، اور شادی بیاہ کے معاملے میں اس دن سے خاص طور پر بچا جاتا ہے۔ نخواست کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ابن اللہ (معاذ اللہ!) کو اسی دن سولی پر چڑھایا گیا تھا۔ قرآن مجید نے جمعہ کے دن کا خاص طور پر ذکر کر کے مسیحیوں کا بھرپور رد فرمایا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۵) اسلام کے شروع کے دنوں میں مدینہ منورہ میں جمعہ کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۶) حدیث شریف میں ہے کہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ میں شریک ہونا ہزار حج اور عمرے سے بہتر ہے اور اتنا ثواب ملتا ہے گویا پہاڑ کے برابر سونا مسکینوں کو خیرات کیا۔ پھر ہر رکعت کے بدلے ایک سال کی عبادت کا اجر ملتا ہے اور نمازی کے لیے خلاصی کے دو پروانے نکھے جاتے ہیں ایک آگ سے دوسرا نفاق سے نجات کا۔ ایسا آدمی جنت میں اپنا ٹھکانہ بنی نگھوں سے دیکھ کر دنیا سے اٹھے گا اور بنا حساب کے جنت میں جائے گا۔ (محاسن انوار)

(۲۴۷) حدیث میں ہے کہ طہارت پر بیٹھ کر نماز روزی میں کشادگی پیدا کرتا ہے گویا جو شخص ہمیشہ پاک صاف اور با وضو رہتا ہے عادت بنائے اسے رزق کی تکلی نہیں ہوتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۸) اگلے زمانے میں شیطان مجسم نظر آیا کرتا تھا۔ ایک شخص نے اسے دیکھ کر کہا: میں تجھ جیسا بننا چاہتا ہوں۔ شیطان بولا: آج تک یہ فرمائش مجھ سے کسی نے نہیں کی مگر تمہیں ایسی کیا ضرورت ہے؟ جواب دیا: میں اسے پسند کرتا ہوں۔ شیطان نے کہا: مجھ جیسا بننا چاہتے ہو تو نمازوں میں کاہلی کرتے رہو اور جھوٹی قسم کی پرواہ نہ کیا کرو۔ اس شخص نے کہا:

میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ بھی نماز ترک نہیں کروں گا اور نہ قسم کھاؤں گا۔ ابلیس کہنے لگا: تیرے سوا فریب دے کر تجھ سے کسی نے نصیحت حاصل نہیں کی آج سے میں کسی کو نصیحت نہیں کروں گا۔ (تختہ الاولیٰ عظیمین)

(۲۴۹) محدوم ملت شیخ ینا نکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: صوفی کو یک سروٹ سے دوسری سروٹ بدانا بنا وضو کے حرام ہے کہ اگر جان اسی وقت اٹکل جائے تو روح جسم سے سبب وضو ٹھٹھے گی اور جو شخص با وضو رہتا ہے اور اس حالت میں اسے موت آتی ہے تو اسے شہادت کا مرتبہ پہنچاتا ہے۔ (سبع سنابل شریف)

(۲۵۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز میں دو موزیوں کو مار دیا کرو ایک سانپ کو دوسرے بچھو کو۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۱) یک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعت نفل پڑھتا تھا۔ اس نے اپنے اس عمل کے بارے میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا: کیا اللہ مجھے اس نماز کی وجہ سے عذاب دے گا؟ حضرت نے فرمایا: نہیں۔ نفل پر تو اللہ تعالیٰ تجھے عذاب نہیں دے گا لیکن سنت رسول ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ضرور تجھے عذاب دے گا۔ (مسند دارمی)

(۲۵۲) رات کے وقت آٹھ رکعت سے زیادہ اور دن کے وقت میں چار رکعت سے زیادہ یک سلام سے نفل نماز پڑھنی حنفی علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔ اس سے مکروہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابی پیرا مہضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۳) ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام دریا کے کنارے جا رہے تھے کہ آپ کی نظر ایک سفید نورانی رنگ کے جانور پر پڑی۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ جانور دریا کی کبوتر میں غوطہ چڑھ رہا ہے جس سے اس کا بدن میلا ہو جاتا ہے۔ وہ جانور وہاں سے نکل کر دریا میں نہاتا ہے جس سے وہ پھر سے اجلا ہو جاتا ہے۔ یہی عمل اس جانور نے پانچ بار کیا۔ حضرت درود اللہ

علیہ السلام کو جو نور کی حرّت پر حیرت ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو حیرت میں دیکھ کر عرض کیا اے اللہ کے نبی! یہ جانور جو آپ کو دکھایا گیا ہے یہ امت محمدیہ کے نمازیوں کی مثال ہے اور یہ دریا ان کی نمازوں کی مثال ہے۔ یہ کچھ میں لوٹنا ان کے گناہوں کی مثال ہے۔ جس طرح یہ جانور کچھ میں لوٹا اور نہا کر پاک صاف ہو گیا اسی طرح امت محمدیہ کے گناہ ان پانچ نمازوں کے سبب اپنے گناہوں سے پاک صاف ہو جائیں گے۔ (نزہۃ القاری)

(۲۵۴) حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس دن تکیر ہوئی کے ساتھ باجماعت نماز پڑھے اس کے لیے دو آزدیاں لکھ دی جاتی ہیں ایک ہر سے دوسری نفاق سے (ترمذی)

(۲۵۵) عیدین اور جمعہ کے لیے جماعت بھی شرط ہے۔ اسلامی بہنوں کو جماعت

سے نماز ادا کرنا گناہ ہے اس لیے ان پر عید کی نماز نہیں ہے اور جمعہ کی جگہ وہ حسب معمول ظہر پڑھیں۔ وہ پانچوں وقت کی نماز تنہا اپنے گھر میں ہی پڑھیں بلکہ اندر کے کمرے میں پڑھیں تو زیادہ بہتر ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: عورت کا دامن (یعنی بڑے کمرے) میں نماز پڑھنا محکم میں پڑھنے سے بہتر ہے اور کٹھری میں پڑھنا دالان سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

(۲۵۶) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو کر کے میری مسجد میں نماز پڑھنے

کے لیے اٹھے یہ اس کے لیے ایک حج کے برابر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۷) کعبہ کو نہ کرنا صرف نماز میں فرض ہے۔ تلاوت قرآن وضو قربانی کے وقت

نعت شیعہ کو نکل کر یاں مارنے کے وقت کمرہ اور پیشاب پانخانے کی حالت میں حرام ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۸) حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کی ایک جانب لید

چاندی کا مینار پیدا کیا ہے جس کی لمبائی سو برس کی راہ ہے۔ جمعہ کے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام اس مینار پر چڑھ کر خطبہ پڑھتے ہیں حضرت میکائیل علیہ السلام امام جنتے ہیں اور

دوسرے فرشتے مقتدی۔ نماز کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اس اذان سے جو ثواب حاصل ہوا ہے میں نے امت محمدیہ کے مولاؤں کو بخشا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے خطبہ کا ثواب روئے زمین کے خطیبوں کو بخشا۔ حضرت میکائیل علیہ السلام کہتے ہیں میں نے امامت کا اجر جمعہ کے اماموں کو بخشا۔ دوسرے فرشتے کہتے ہیں کہ ہم نے جماعت کا ثواب ان لوگوں کے نام کیا جو امام کے پیچھے جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! کیا تم ہمارے سامنے اپنی سخاوت کا اظہار کرنا چاہتے ہو؟ ہمیں اپنی عزت و جلال کی قسم آج ہم نے ان تمام نمازیوں کو بخش دیا جو ہمارے شاگرد بن گئے اور ہمارے حبیب کی امتداد کرنے کی نیت سے جمود ادا کر چکے۔ (زبدۃ العظیمین)

(۲۵۹) حضرت سعید ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان میں امامت فرماتے تو ایک رات میں آپ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت کرتے دوسری رات میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری رات میں سہمی اور صحابی کی۔ اس طرح پورے رمضان ہر رات نئی قرأت ہوتی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۰) ایک دن حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک چڑیا اڑتی ہوئی آئی اور باغ چونکہ گستاخ اور کھجوروں کی شاخیں آپس میں ملی ہوئی تھیں ان میں پھنس گئی اور نکلنے کی راہ ڈھونڈنے لگی۔ حضرت ابو طلحہ کو اپنے باغ کی شادابی اور چڑیا کی پھسل کود کا منظر پسند آیا اور اسے تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے پھر نماز کی طرف توجہ کی تو یاد نہ آیا کہ کتنی دیر گزری ہے۔ دل میں کہا کہ اس باغ نے یہ نعمت پیدا کیا۔ فوراً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کرنے کے بعد کہا یا رسول اللہ میں اس باغ کو حصد قد کرتا ہوں۔ (اسوہ صحابہ)

(۲۶۱) حضور انور ﷺ فرماتے ہیں: دھوکے لیے ایک شیطان ہے جس کا نام وہان ہے جو آدمی کو دھوکہ پانی شائع کرنے میں دھوکہ دے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۲) کل قیامت میں مومن کے ایمان کی گواہی ہر وہ ذرہ دے گا جو اس کی زبان

سناتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۳) کافر پر مسلمان ہوتے ہی نماز فرض ہے۔ نماز سیکھنے کا زمانہ گننا یا نہ جائے گا۔

اگر ظہر کے وقت ایمان لایا تو اسی وقت نماز پڑھے۔ جماعت میں امام کے پیچھے کھڑا ہو جائے۔ اگر نماز سیکھنے میں کچھ دن لگیں تو ان دنوں کی نماز قضا کرے۔ ہاں اگر عورت حیض کی حالت میں مسلمان ہوتی ہے تو اس پر پاک ہونے کے بعد ہی نماز فرض ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۴) شریعت میں چوری صرف مالی کی ہوتی ہے طریقت میں چوری امان کی

بھی ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سب سے برا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! نماز میں چوری کیسی ہوتی ہے؟ فرمایا: نماز میں رکوع اور سجدہ پورا نہ کرنا نماز کی چوری ہے۔ (تفسیر روح البیان)

(۲۶۵) رب فرماتا ہے: اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمم کرلو۔ پانی نہ پانے کی کئی

صورتمیں ہیں: پانی موجود نہ ہونا پانی کا کنواں ہو مگر زول اور رسی نہ ہونا پانی پر دشمن یا سانپ کا قبضہ ہو۔ پانی موجود ہے قبضہ بھی ہے مگر بیماری کی وجہ سے استعمال نہیں کر سکتے۔ ان تمام صورتوں میں تیمم جائز ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جماعت سے الگ ہو گا اللہ اس سے کلمہ

شہادت روک لے گا۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس میکائیل اور جبرائیل آئے اور یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ سلام کے بعد فرماتا ہے کہ آپ کی امت میں جو جماعت کو چھوڑنے والا ہو گا اسے جنت کی خوشبو تک نہ ملے گی چاہے اس کے اعمال کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔ جماعت ترک کرنے والا دنیا اور آخرت دونوں میں ملعون ہے۔ (تحفۃ الوالاعظمین)

(۲۶۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ بیت المقدس کی طرف گئے تو جاہلوں کی ایک جما

عت دیکھی جو انتہا درجہ کی کوشش سے اللہ کی عبادت میں مصروف تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: آپ لوگ کون ہیں؟ عرض کیا: ہم آپ کی امت میں ہیں اور ستر برس سے عبادت کر رہے ہیں۔ مہر ہمارا لباس گھاس ہماری خوراک اور بارش ہمارا پانی ہے۔ حضرت

موسیٰ علیہ السلام بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی: اے موسیٰ! امت محمدیہ کے لیے ایک خاص دن مقرر کیا گیا ہے اس میں دو رخصتیں پڑھ یعنی اس ستر برس کی عبادت سے انفسل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: الہی وہ کون سا دن ہے؟ ارشاد ہوا: جمعہ کا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کے ملنے کی آرزو کی۔ حکم ہوا: شیخ تمھارے لیے ہے، اتوار عیسیٰ کے لیے، جمعہ برہم کے لیے، منگل زکریا کے لیے، بدھ سکنی کے لیے، جمعرات آدم کے لیے، جمعہ محمد اور ان کی امت کے لیے۔ علی ہونا ^{صلی اللہ علیہ وسلم} حم السلام۔ (زبدۃ الاولیاء عظیم)

(۲۶۸) رسول کریم ^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نئی باتوں میں ہمیں لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ ان میں یہ تین باتیں ہیں: ایک ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح کی گئیں۔ دوسرا ہم سے لیے تمام زمین مسجد کر دی گئی۔ تین: جب ہم پانی نہ پائیں زمین کی مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی بنا دی گئی۔ (صحیح مسلم شریف)

(۲۶۹) امت محمدیہ کے خصائص میں سے پانچ نمازیں بھی ہیں۔ پچھلی اسٹوں میں چار نمازیں تھیں، عشا کی نماز نہیں تھی۔ سب سے پہلے ہمارے نبی ^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے عشا کی نماز ادا کی۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضور ^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے فرمایا: عشا کی نماز میں ۳ حیر کرہ (ایک تہائی رات تک) اس لیے کہ تھیں پچھلی اسٹوں کی نمازوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۷۰) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فکرم سے روایت ہے کہ فرمایا: سب سے پہلے ہم نے جس نماز میں رکوع کیا وہ عصر کی نماز تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۷۱) ایک روایت میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ہزار سال تک خدا کی راہ میں جہاد کیا تھا اور اپنے جسم سے ہتھیار نہ اتارے تھے۔ صیہ کہنے لگے: کیا ہم میں سے کسی میں اتنی طاقت ہے جو ایسا کر سکیں۔ اس وقت سورہ قدر نازل ہوئی کہ شب قدر برابر مہینوں سے بہتر ہے اور اس ایک رات میں قیام کرنا ہزار مہینے راہ خدا میں جہاد کرنے سے افضل ہے۔ (تحفۃ الاولیاء عظیم)

(۲۷۲) ایک بار رسول اللہ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے حضرت بذال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: کون

مجھ سے پہلے جنت میں کیسے داخل ہو گئے؟ انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا معمول ہے کہ جب اذان کہتا ہوں تو دو رکعت نماز لازمی طور پر پڑھ لیتا ہوں اور جس وقت وضو نوٹ جاتا ہے اسی وقت فوراً وضو کر لیتا ہوں۔ (مسند رک حاتم۔ جلد سوم)

(۲۷۳) رسول اکرم ﷺ پانچوں وقت مسواک فرماتے تھے اور فرماتے: اگر امت پر پوجہ نہ ہوتا تو میں شیخ وقتہ نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا بھی حکم دیتا۔ (سورہ صحابہ)

(۲۷۴) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شدت کے ساتھ مسواک کا استعمال اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ ہمیشہ کان پر قلم کی طرح مسواک رکھے رہتے تھے۔ (ابو داؤد)

(۲۷۵) کچھ لوگ شب قدر یا رمضان کے آخر میں جو نماز قضاے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضا نمازوں کے لیے یہ کافی ہے یہ بالکل غلط اور باطل خیال ہے۔ (قانون شریعت)

(۲۷۶) علمائے اہل سنت نے ہر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے چاہے صالح (نیک) ہو چاہے فاسق البتہ فاسق معین کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ اگر جمعہ میں دوسرا امام نہ مل سکے تو جمعہ پڑھیں کہ وہ فرض ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پیچھے نہ پڑھنے میں قنہ ہو تو پڑھ لیں بعد میں دہرائیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

(۲۷۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ ایک طرح کی چوری ہے جو شیطان بندے کی نماز میں سے کر لیتا ہے۔ (بخاری شریف)

(۲۷۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ لوگ یہ کیا کرتے ہیں کہ نماز میں اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پس اس کے بارے میں آپ کی جھنگو بہت سخت ہوئی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے باز

آئیں ورنہ اس کی بیٹائیاں لے لی جائیں گی۔ (بخاری شریف)

(۲۷۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھا لیتا ہے وہ اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا سر گدھنے کا سا سر بنا دے یا اللہ اس کی صورت گدھے کی ہی کر دے۔ (بخاری شریف)

(۲۸۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور نماز کی حالت میں نہ ہوں درست کروں اور نہ لباس۔ (بخاری شریف)

(۲۸۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: سجدوں میں اعتدالی کرو اور کوئی شخص اپنی دونوں سبھیاں (زمین پر) اس طرح نہ بچھائے جس طرح کتا بچھا لیتا ہے۔ (بخاری شریف)

(۱) روزہ نبوت کے پندرہویں سال یعنی دس شوال سن دو ہجری میں فرض ہوا۔ تفسیر کبیر اور تفسیر احمدی میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت یحییٰ علیہ السلام تک ہر مت پر روزے فرض رہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام پر قمری مہینے کی تیرہویں چودھویں اور پندرہویں کے روزے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت پر عاشورہ کا روزہ فرض رہا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے روزے رکھے۔ (تفسیر نعیمی جلد دوم)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔ (انوارالحدیث)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے روزہ رکھے گا تو اس کے اگلے پچھپے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام ثنی نماز تراویح پڑھے گا تو اس کے بھی اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کرے گا اس کے بھی اگلے پچھپے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (مسلم شریف)

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب ماہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ کھول نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے اے بھدائی طلب کرنے والے متوجہ ہو اور اے برائی کا رادہ رکھنے والے برائی سے باز رہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور ہر رات ایسا ہوتا ہے۔

(ترمذی شریف)

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: کہ رمضان آیا۔ یہ برکت کا مہینہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور درخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرش شیطین کو طوق پہنا دیے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو جزائرمینوں سے افضل ہے جو اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ بے شک محروم رہا۔ (نسائی)

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کو رمضان شریف میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملیں۔ ایک یہ کہ ان کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے اور دریا کی مچھلیاں افطار کے وقت تک دعا کرتی ہیں اور جنت ہر روز ان کے لیے ترستے کی جاتی ہے۔ پھر حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: قریب ہے کہ میرے بندے مشقتیں پہنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں اور سرش شیطین کو قید کر دیا جاتا ہے کہ وہ رمضان میں برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے اور رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لیے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہؓ راہِ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ کیا مغفرت کی رات شب قدر ہے؟ فرمایا نہیں۔ بلکہ مزدور کا کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دیدی جاتی ہے۔ (بخاری)

(۷) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کے قریب ارشاد فرمایا: رمضان کا مہینہ آگیا ہے جو بڑی برکت والا ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی رحمت و مہربانی فرماتا ہے خطہ دس کو معاف کرتا ہے دعا قبول کرتا ہے تمہارے تنافس (دوسرے کی حرص میں کام کرنے کو تنافس کہتے ہیں) کو دیکھتا ہے اور ملائکہ سے فخر کرتا ہے۔ پس اللہ کو نیک رکھ دی۔ بد نصیب ہے وہ شخص جو اس مہینے میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔ (طبرانی)

(۸) حدیث پاک میں آیا ہے کہ رمضان شریف کی ہر شب آسمانوں میں صبح صادق تک ایک منادی یہ ندا کرتا ہے کہ اے بھلائی کے مانگنے والے بھلائی مانگنا تم کر اور خوش ہو جا کہ تیری دعا قبول ہو چکی ہے۔ اور اے شریر شر سے باز آ جا اور عبرت حاصل کر بے کوئی مغفرت کا طالب کہ اس کی طلب پوری کی جائے۔ بے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ بے کوئی دعا مانگنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ بے کوئی سائل کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر شب میں افطار کے وقت ساٹھ ہزار گناہگاروں کو دوزخ سے آزاد فرما دیتا ہے اور عید کے دن سارے مہینے کے بربر گناہوں کی بخشش کی جاتی ہے۔ (زواجر)

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص (قصداً) بلا کسی عذر شرعی کے ایک دن بھی رمضان کا روزہ افطار کرے پھر غیر رمضان کا روزہ چاہے تمام عمر رکھے تو اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔ (احمد ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، بخاری شریف)

(۱۰) ایک موقع پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر کرم فرماتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی طرف نظر کرم فرمائے تو اسے کبھی عذاب نہ دے گا۔ اور ہر روز دس لاکھ گناہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب اسی سو رات ہوتی ہے تو میں نے بھر میں جتنے آزاد ہوئے ان کے مجموعے کے برابر اس ایک رات میں آزاد کرتا ہے۔ پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے تو مائیکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے اور فرشتوں سے کہتا ہے: اے کروہ مد تکہ! اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے کام پورا کر لیا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اس کو پورا پورا اجر دیا جائے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: تم گواہ رہنا کہ میں نے سب کو بخش دیا۔ (اصہبائی بحوالہ سہبار شریعت)

(۱۱) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خود حق تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل کرتے ہیں۔ (طبرانی)

(۱۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبر ایمان کا آدھا حصہ ہے اور روزہ صبر کا آدھا حصہ۔ انسان کا ہر عمل مظالم کے بدلے میں جاری رہتا ہے مگر روزہ کسی کے بدلے میں ضائع نہیں ہوتا بلکہ خداوند تعالیٰ قیامت کے دن یہ فرمانے کا کہ روزہ کا مجھ سے تعلق ہے اس کے ذریعے کوئی اپنا بند نہیں لے سکتا۔ (المحدث)

(۱۳) حضرت سہل بن ستیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر پندرہ دن کے بعد ایک مرتبہ کھانا کھاتے اور جب ماہ رمضان آتا تو غیہ الفطر تک کچھ نہ کھاتے اس کے باوجود آپ روزانہ چار سو رکعتیں نمازیں پڑھتے تھے۔ ارباب علم بیان کرتے ہیں کہ آپ جس دن پیدا ہوئے تو روزے سے تھے اور جس دن دنیا سے رخصت ہوئے اس دن بھی روزے سے تھے۔ کسی نے پوچھا یہ کس طرح؟ بتایا گیا کہ ان کی پیدائش کا وقت صبح صادق تھا اور شام تک انھوں نے دودھ نہ پیا اور وہ دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ روزے کی حالت میں تھے۔ یہ بات حضرت ابو طلحہ ماکلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی۔ (کشف المحجوب)

(۱۴) سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے لیکن اللہ والے دوستوں میں سے کوئی آتا تو اس کی وجہ سے روزہ افطار فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ (ایسے) دوستوں کے ساتھ کھانے کی فضیلت کچھ روزہ کی فضیلت سے کم نہیں ہے۔ (عوارف المعارف)

(۱۵) حضرت ابراہیم بن ادبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ماہ رمضان میں اذان سے آخر تک کچھ نہ کھاتے تھے حالانکہ شدید گرمی کا زمانہ ہوتا اور روزانہ مزدوری کو جاتے تھے اور جتنی مزدوری ملتی تھی وہ سب فقیروں میں بانٹ دیتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے اور نمازیں پڑھتے یہاں تک کہ دن نکل آتا اور وہ لوگوں کی نظروں کے سامنے رہتے تھے اور لوگ انھیں دیکھا کرتے کہ وہ کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور رات کو سوتے بھی نہیں ہیں۔ (احکام الصیام و دیگر کتب معتبرہ صوفی شہیر احمد چشتی)

(۱۶) حضرت شیخ ابو نصر سراج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کو طاعون شہداء کہا جاتا ہے جب ۱۰ رمضان آیا تو بغداد پہنچے اور مسجد شہر یزید میں قیام فرمایا تو ان کو طاعون کوٹھری دی گئی اور درویشوں کی امامت ان کے سپرد کر دی گئی۔ چنانچہ عید تک انھوں نے امامت فرمائی اور تراویح میں پانچ ختم کیے اور ہر رات خادم ان کی کوٹھری میں ایک روٹی لے جاتا۔ جب عید کا دن آیا تو وہ نماز پڑھ کر چلے گئے تو خادم نے کوٹھری میں نظر ڈالی تو تیسوں روٹیاں یوں ہی اپنی جگہ تھیں۔ (کشف المحجوب)

(۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کو بھی روزہ دار کے مثل ٹوبہ ملتا ہے اور اس روزہ دار کے ٹوبہ میں بھی کچھ کمی واقع نہیں ہوتی۔ (ترمذی شریف)

(۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو نبی اکمل اللہ ایک دن کا روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کی آگ کے درمیان اس قدر خندق بناتا ہے جس قدر آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ (ترمذی شریف)

(۱۹) حضرت عباس بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب کے روزے کی کیفیت پوچھی تو انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ روزہ رکھتے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ اب افطار ہی نہ کریں گے اور جب چھوڑتے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ اب روزہ ہی نہ رکھیں گے۔ (ابوداؤد)

(۲۰) ابو موسیٰ بن سیدہ تلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ روزہ رکھتے تھے تو محسوس ہوتا کہ رکھتے ہی چلے جائیں گے اور جب چھوڑتے تھے تو یہ گمان ہوتا تھا کہ اب نہ رکھیں گے۔ میں نے ان کو رمضان کے علاوہ کبھی پورے مہینے کا روزہ رکھتے ہوئے نہ پایا نہ کسی اور مہینے میں اتنے روزے رکھتے جتنا کہ شعبان میں رکھتے تھے۔ (ابوداؤد)

(۲۱) حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے رمضان کا روزہ رکھا اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ صائم الدہر ہے یعنی اس نے پوری زندگی روزے میں گزار دی۔ (ترمذی)

(۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندے کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے چر اور جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں پیش کیے جائیں کہ میں روزہ دار ہوں۔ (ترمذی شریف)

(۲۳) ایام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزوں کی بڑی فہمیت آئی ہے۔ شیخ ابو نصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امام زین عابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے فرمایا کہ تیرہ تاریخ کا روزہ تین ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے اور چودہ تاریخ کا روزہ دس ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے اور پندرھویں کا روزہ ایک لاکھ تیرہ ہزار روزوں کے برابر ہے۔ (نسائی شریف)

(۲۴) حضرت سعید ابن ابی ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انھوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ان تین باتوں کی وصیت کی کہ مرتے دم تک صیئے کے تیس روزے (یعنی ایام بیض کے تین روزے) رکھوں اور مرنے سے پہلے چاشت اور وتر کی نماز نہ چھوڑوں۔ (بخاری شریف)

(۲۵) روزہ کی حالت میں عورت کا بوسہ لیا یا چھو یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور یہ سب کرنے میں انزال ہو گیا تو روزہ نفل جائے گا۔ (بہار شریعت)

(۲۶) عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھو اور کپڑا اتنا موتا ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو روزہ فاسد نہ ہوا اگرچہ انزال ہو گیا۔ (بہار شریعت)

(۲۷) تاک میں باغ جمع ہو گیا اور سانس کھڑے کیے گئے تو روزہ نہ گیا۔ پناہی تھوک ہات پر لے کر نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔ (بہار شریعت)

(۲۸) مسافر نے اقامت کی حیض و نفاس والی عورت پاک ہوئی، مریض تھا اچھا ہو

گیا، کافر تھا مسلمان ہو گیا اور بچوں کو بوش آگیا، بالغ بالغ ہو گیا ان سب صورتوں میں جو کچھ دن کا حصہ باقی رہ گیا ہو اسے روزے کی طرح نزارنا واجب ہے۔ (بہار شریعت)

(۲۹) پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا فرض کفایہ ہے: شعبان، رمضان، شوال، ذیقعدہ و ذی

الحجہ۔ شعبان کا اس لیے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت ابر یا غبار ہو تو یہ تیس روزے پرے کر کے رمضان شروع کریں۔ اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے اور شوال کا روزہ ختم کرنے کے لیے اور ذی قعدہ کا ذی الحجہ کے لیے اور ذی الحجہ کا بقرعید کے لیے۔ (فتاویٰ رضویہ بہار شریعت)

(۳۰) حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ

نے ارشاد فرمایا: رمضان کے (آخری) دس دنوں کے اعتکاف کا ثواب دو حج اور دو عروں کے برابر ہے۔ (بخاری)

(۳۱) حضرت امام ربیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ بہت سے کام

کبھی کرتے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے لیکن جب سے مدینہ منورہ تشریف لائے اخیر زندگی تک کبھی بھی رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف نہیں چھوڑا۔ (ابن ماجہ)

(۳۲) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اعتکاف

کرنے والے کے لیے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اعتکاف کرنے والے گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کے لیے (بغیر کیے بھی) اتنی ہی نیکیاں لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والے کے لیے لکھی جاتی ہیں۔ (ابن ماجہ)

(۳۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام کے لیے چلے پھرے اور کوشش کرے اس کے لیے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے اور جو شخص ایک دن کا بھی اعتکاف اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کے دوزخیم کے درمیان تین حدیں آڑ فرما دیتا ہے جن کی

مسافت آسمان وزمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔ (طبرانی المستدرک)

(۳۳) اعکاف کے چار ارکان ہیں: پہلا رکن یا شرطیت ہے۔ دوسرا رکن مکلف کا ہونا ضروری ہے۔ تیسرا رکن مسجد کا ہونا ہے۔ چوتھا رکن مکلف کا مسجد میں رہنا ہے۔ (احکام احیاء لاعکاف)

(۳۵) شب قدر کی علامت یہ ہے کہ وہ رات ٹھلی ہوئی اور چمک دار ہوتی ہے صاف شفاف نہ زیادہ گرمی اور نہ زیادہ سردی بلکہ معتدل گویا اس میں چاند کھلا ہوا ہے۔ اس رات صبح تک آسمان کے ستارے شیطین کو نہیں مارے جاتے۔ نیز اس کی علامتوں میں یہ بھی ہے کہ اس کے بعد صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے بالکل ہموار نیکی کی طرف ہوتا ہے جیسا کہ چودھویں رات کا چاند۔ اللہ عزوجل نے اس دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ لٹکنے سے روک دیا۔ (درمنثور)

(۳۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو میں کیا دعا مانگوں؟ فرمایا: یہ دعا مانگو: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَلُوْلٌ لِّحُبِّ الْعَفْوِ طَاعِفٌ غَنِيٌّ۔ یعنی اے اللہ تو بے شک معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معاف کرنے کو پس معاف کر دے مجھے بھی۔ (احمد، ابن ماجہ، ترمذی، مشکوٰۃ)

(۳۷) حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام کے چہ سو بازو ہیں ان میں سے دو کبھی نہیں کھینچتے مگر شب قدر میں یہ دونوں بازو مغرب و مشرق سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کو کہتے ہیں کہ گھڑے بیٹھے ذکر الہی کرنے والے نماز ادا کرنے والوں کو سلام و مصافحہ کریں اور جو دعا مانگتے ہوں اس پر آمین کہیں۔ (تحفۃ السائلین)

(۳۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو

لوگ جمع ہو کر اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں اور سوائے رسل اللہ کے ان کا کوئی اور مقصد نہیں ہوتا تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ گھڑے ہو جاؤ تمھاری مغفرت ہو گئی اور تمھارے سناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا۔ (امام احمد)

(۳۹) سن دو ہجری میں مومنوں پر روزے فرض اور صدقہ فطر واجب ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۰) مہینوں میں صرف رمضان کا نام قرآن میں لیا گیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۱) فقہا کا قول ہے کہ اگر کسی نے نذر مانی کہ میں رمضان بعد اللہ کے یہ اس سال

کے بہترین دنوں میں روزے رکھوں گا تو اس پر ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں کے روزے واجب ہوں گے کیونکہ سارے سال میں یہ دن سب سے بہتر ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۲) حدیث میں ہے کہ جس نے ذی الحجہ کے عرفہ کا روزہ رکھ لیا اللہ تعالیٰ اسے سات

برس کے روزوں کا ثواب عطا کرتا ہے اور اس کا مہینا تین میں لکھتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: شب قدر میں چار جہنم سے نازل ہوتے ہیں:

ایک دوا، الحمد دوسرا دوا، الرحمة تیسرا دوا، المعطر چوتھا دوا، الکرمۃ۔ ہر جہنم سے کے ساتھ ستر

ہزار فرشتے ہوتے ہیں اور ہر جہنم سے پر کلمہ طیبہ نکلتا ہوتا ہے۔ دوا، الحمد آسمان اور زمین کے بیچ

و دوا المعطر رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پاک کے۔ دوا، الرحمة کعبہ معظمہ پر اور دوا، الکرمۃ

بیت مقدس کے گنبد پر گاڑا جاتا ہے اور ہر جہنم مسلمانوں کے دروازے پر ستر بار سلام

کرنے آتا ہے۔ (تحفۃ الوداع عظیم)

(۴۴) رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جو شخص لیلة القدر میں اتنی دیر عبادت کے

یہ کھزار ہا جتنی دیر چاہا بکری دودھ لے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ماہ کے روزے رکھنے

والے سے بہتر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۵) رسول معظم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے اور اس

کے چار منہ بنائے ہیں ایک منہ سے دوسرے منہ تک اسی ہزار برس کی راہ ہے۔ اس فرشتے

کا ایک منہ جہنم میں ہے جو قیامت تک رہے گا۔ اس منہ سے جہنم کی حالت میں ہی

فرشتے یوں کہتا ہے: ائی میں تیری تسبیح کرتا ہوں تیرا جمال نہایت عظیم الشان ہے۔ دوسرے

منہ سے جہنم کی طرف دیکھ کر کہتا ہے: اس پر افسوس جو اس میں داخل ہوا۔ تیسرے منہ سے

جنت کی طرف دیکھ کر کہتا ہے: اس میں داخل ہونے والے کو مبارکباد۔ چوتھے منہ سے عرش

اللہ کی طرف دیکھ کر کہتا ہے: الہی رحم کر اور امت محمدیہ میں جو رمضان کے روزہ دار ہیں انہیں عذاب بند ہے۔ (تخذه الودعظین)

(۴۶) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کرنا کاتبین کو رمضان میں حکم دیتا ہے کہ امت محمدیہ کی نیکیاں لکھو اور بدیاں لکھنی چھوڑ دو۔ (زہرۃ الاریاض)

(۴۷) روزے تین طرح کے ہوتے ہیں: عوام کا روزہ، خواص کا روزہ اور انصاف کا روزہ۔ عوام کا روزہ یہ ہے کہ پیٹ اور شرمگاہ کو اس کی خواہشوں سے روکا جائے۔ خواص کا روزہ یہ ہے کہ تمام اعضاء آگاہ ہوں سے بچیں۔ انصاف کا روزہ یہ ہے کہ دل تمام دنیاوی اور دینی فکروں اور اللہ کے سوا ہر ایک سے رکا رہے۔ یہ روزہ نبیوں اور صدیقین کا ہوتا ہے۔ (زبد الودعظین)

(۴۸) تیس روزے فرض ہونے میں کچھ ملال کے مطابق یہ حکمت ہے کہ ”دمیہ السام“ کے پیٹ میں گیسوں کے دانے تیس روز تک رہتے تھے۔ پھر جب ان کی توبہ قبول ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے تیس روزوں کا حکم دیا۔ ان میں راتیں بھی شامل تھیں۔ امت محمدیہ پر صرف دن کو روزہ فرض کیا گیا۔ (بجۃ الانوار)

(۴۹) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو روزہ دار کا تانا ہوا پیٹ تمام برتنوں سے زیادہ پسند ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۰) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: جو شخص رمضان کے مہینے میں علم دین کی مجلس میں حاضر ہو اس کے نامہ اعمال میں ہر قدم کے بدلہ ایک سال کی عبادت لکھی جاتی ہے اور وہ عرش کے نیچے میرے ساتھ رہے گا۔ (ذخیرۃ العابدین)

(۵۱) تاجدارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”دن“ کے کل عمل اس کے لیے ہیں مگر روزہ صرف میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ (بخاری شریف)

(۵۲) حدیث میں ہے کہ جو عورت رمضان میں اپنے خاوند کی مرضی پر چھپے گی اسے

حضرت مریمؑ اور آسیہ کا ثواب ملے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۳) حدیث شریف ہے کہ جو شخص رمضان میں پابندی کے ساتھ جماعت میں نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ہر رکعت کے بدلے اپنی نعمتوں سے بھر دے گا۔ (تحفہ الاولیاء عظیمین)

(۵۴) جس نے رمضان میں کسی مسلمان بھائی کی حاجت پوری کی قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کی ہزار حاجتیں پوری کرے گا۔ (تحفہ الاولیاء عظیمین)

(۵۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: قبروں سے اٹھنے کے وقت تین فرقوں سے فرشتے مصافحہ کریں گے: ایک شہید، دوسرے رمضان میں عبادت کرنے والے اور تیسرے عرفہ کے دن روزہ رکھنے والے۔ (زبد الاولیاء عظیمین)

(۵۶) کہا گیا ہے کہ صوم میں تین حروف ہیں: صاد دلالت کرتا ہے نفس کی صیانت پر یعنی گناہوں سے حفاظت۔ واو نفس کی ولایت پر کہ اعضا کو اطاعت پر گائے درمیں روزے کی مداومت یعنی ہمیشگی پر موت کے وقت تک۔ (سبع مسائل شریف)

(۵۷) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بھوکے پیسہ ہنسنا پسند بھرے رونے سے چھٹا ہے۔ (تحفہ الاولیاء عظیمین)

(۵۸) حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ اپنے سفر اور اقامت میں ہر ماہ کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخوں کے روزے ترک نہ فرماتے اور آپ فرماتے کہ یہ روزے میرے ہیں۔ جو کوئی یہ روزے سے کچھ دس ہزار سال کی عبادت کا ثواب پائے گا۔ یہ روزے دوں کو منور اور چہروں کو نورانی کرتے ہیں۔ ایسا روزہ دار کلی حشر کے دس جنتی و تینوں پر مبارک ہوگا اور اس کا چہرہ چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن ہوگا۔ (سبع مسائل شریف)

(۵۹) کسی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا میں نکلی روزہ کس طرح رکھوں۔ فرمایا: اگر حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنا چاہو تو ایک دن روزہ رکھو

دوسرے دس کھول دو اور اگر ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کا روزہ رکھنا چاہو تو ہر ماہ کے پہلے تین روزے رکھو اور اگر خاتون جنت حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روزہ رکھنا چاہو تو دو روزہ روزے رکھو اور ایک روزہ کھول دو اور اگر ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روزہ رکھنا چاہو تو ہمیشہ روزہ دار رہو۔ اور اگر رسول اللہ ﷺ کا روزہ رکھنا چاہو تو ہر ماہ کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخوں کے روزے رکھو۔ اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ایامِ نبض کا پہلا روزہ رکھتا ہے اس کے تہائی گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جو دو روزے رکھتا ہے اس کے دو تہائی گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جب وہ تیسرے دن کا روزہ رکھتا ہے تو تمام گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسا اس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ (سنی سنائل شریف)

(۶۰) شیطان ملعون کا قول ہے کہ لوگوں کے اعمال میں مجھے سب سے زیادہ نقص دہنے والی دو چیزیں ہیں: ایک ایامِ نبض کے روزے دوسرے نمازِ چاشت۔ (سنی سنائل شریف)

(۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کو جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا ہو تو ایک دس پہلے بھی رکھے یا اس کے بعد روزہ رکھے۔ یعنی ایک روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ (تحفۃ الوداعین)

(۶۲) نبی کریم ﷺ نے عرفہ کا روزہ میدانِ عرفات میں رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری امت کو یہ علوم ہو جائے کہ رمضان کیسے بنتا میرے امتی یہ تمنا کریں کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔ (زبدِ پہلوا عظیم)

(۶۴) ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ بنی ابی عباد تم چھوڑ کر روزہ داروں کی دعاؤں پر آمیں کہو۔ (تحفۃ الوداعین)

(۶۵) جس سال نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تھا اس سال آپ نے بیس روزہ کا اعتکاف

فرمایا تھا۔ (بخاری شریف)

(۶۶) نفاس اعتکاف یہ ہے کہ انسان جب بھی مسجد میں آئے تو دائیں پاؤں سے داخل ہو اور یہ کہہ لے کہ میں نے اعتکاف کی نیت کی۔ اب جب تک وہ مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ دوسرے مسجد میں کھانا پینا بھی جائز ہو جائے گا۔ تیسرے مسجد میں سو سکے گا۔ چوتھے مسجد میں دنیا کی باتیں کر سکے گا۔ (بہار شریعت)

(۶۷) شریعت میں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ یہ بہت پرانی عبادت ہے۔ پہلے نبیوں رسولوں کے دین میں بھی جاری تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۸) اعتکاف کرنے والا ایسے بھکاری کی طرح ہے جو غنی کے دروازے پر اڑ کر بیٹھ جائے اور کہے کہ میں تو لے کر بیٹھوں گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۹) امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک روزے میں دو پہر کے بعد مسوک کرنا ممنوع اور مکروہ ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک بدتر بہت جائز ہے بلکہ وضو کی سنت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۰) روزے نبوت کے پندرہویں سال یعنی دس شوال سن دو ہجری کو فرض ہوئے۔ پہلے صرف ایک روز یعنی عاشورہ کے دن کا فرض ہوا پھر یہ منسوخ ہو کر چاند کی تیرہویں چودھویں اور پندرہویں تاریخوں کے روزے فرض ہوئے۔ پھر یہ بھی منسوخ ہو کر ۱۰ رمضان کے روزے فرض ہوئے مگر لوگوں کو اختیار تھا کہ چاہے روزہ رکھیں چاہے فدیہ دے کرین یعنی ہر روزے کے بدلے آدھا ساع یعنی ایک سو پچتر روپیہ انھیں بھر گیبوں صدقہ کریں۔ پھر یہ اختیار منسوخ ہو کر روزے لازم ہوئے مگر یہ پابندی رہی کہ رات کو سونے سے پہلے جو چاہے کھالو۔ سو کر کچھ بھی نہیں کھا سکتے۔ پھر صبح تک کھانے پینے کا اختیار دیا گیا مگر عورت سے ہم بستری پھر بھی حرام رہی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ پیش آنے پر رات میں بھی یہ حال کر دیا گیا۔ (تفسیر احمدی)

(۷۱) انسانوں کے تیسرے بادشاہ جموں کے زمانے میں سخت قحط ساں ہوئی تو مال داروں کو روزہ کا حکم دیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ تم دوپہر کا کھانا فقیریوں کو دو تاکہ شام کو تم

اور وہ دونوں کھانا کھا سکیں۔ (تفسیر روح البیان)

(۷۲) نماز سجدہ وغیرہ فرشتے اور دوسری مخلوق بھی ادا کرتے ہیں مگر روزہ صرف انسانوں ہی کی عبادت ہے۔ فرشتے اور دوسری مخلوق بلکہ جنات پر بھی روزہ فرض نہیں۔ (تفسیر نمبر ۱)

(۷۳) ماہ رمضان کے کل چار نام ہیں: ماہ صبر، ماہ مواسات، ماہ وسعت رزق اور ماہ رمضان۔ رمضان یا تور حُسن کی طرف اللہ کا نام ہے۔ چونکہ اس ماہ میں رات دن اللہ کی عبادت ہوتی ہے اس لیے اسے ماہ رمضان یعنی اللہ کا مہینہ کہا جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ نہ کہو کہ رمضان آیا اور رمضان آیا بلکہ یوں کہو کہ ماہ رمضان آیا اور گیا۔ یا یہ مضیٰ سے مشتق ہے۔ رمضان موسم خریف کی بارش کو کہتے ہیں اس سے زمین دھل جاتی ہے اور رقیق کی فصل خوب ہوتی ہے۔ چونکہ یہ مہینہ بھی دن کے سرد و خبار کو دھو دیتا ہے اور اس سے اعمال کی کھیتی ہری بھری رہتی ہے اس لیے اسے رمضان کہا گیا۔ یا یہ مضمض سے بنا ہے جس کے معنی ہیں سُرمی یا جلنا۔ چونکہ اس زمانے میں مسلمان بھوک اور پیاس کی شدت برداشت کرتے ہیں یا یہ گناہوں کو جلا ڈالتا ہے اس لیے اسے رمضان کہتے ہیں۔ چکھنے کا کہا کہ جب مہینوں کے نام رکھے گئے تو جو مہینہ جس موسم میں پڑا اس کا نام اسی مناسبت سے رکھ دیا گیا۔ جو مہینہ سُرمی میں تھا اس کو رمضان کہہ دیا گیا۔ اس مہینہ کا دوسرا نام ماہ صبر ہے۔ روزہ صبر ہے جس کی جزا رب نے اور روزہ اسی مہینے میں رکھا جاتا ہے اس لیے اسے ماہ صبر کہا گیا۔ مواسات کے معنی ہیں بھلائی کرنا۔ چونکہ اس مہینے میں سارے مسلمانوں سے خاص تر قرینی رشتے داروں سے بھلائی کرنا زیادہ ثواب کا کام ہے اس لیے اسے ماہ مواسات کہتے ہیں۔ اس میں رزق کی فراخی بھی ہوتی ہے کہ غریب بھی نعمتیں کھا پیتے ہیں۔ اسی لیے اس کا نام ماہ وسعت رزق رکھا گیا۔ (تفسیر نمبر ۱)

(۷۴) رمضان میں پانچ حروف ہیں: ر م ض ان۔ ر سے مراد ہے رحمت الہی، م سے مراد ہے محبت الہی، ضاد سے مراد ہے ضمان الہی، الف سے مراد ہے مان الہی، نون سے مراد ہے نور الہی۔ رمضان میں پانچ عبادتیں مخصوص ہیں: روزہ، تراویح، تلاوت قرآن،

اعتکاف اور شب قدر کی عبادت۔ جو کوئی سچے دل سے یہ پانچ عبادتیں ادا کرے وہ ان پانچ انعموں کا مستحق ہے جو رمضان کے حروف سے منسوب ہیں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۷۵) رمضان کے چاند میں ایک مسلمان کی گواہی بھی مانی جاسکتی ہے۔ گرتا ضی اس کی گواہی کو نہ مانے تو صرف اس دیکھنے والے پر ہی روزہ واجب ہوگا مگر سوال کے چاند میں کم سے کم دو گواہ ضروری ہیں کیونکہ پہلے عبادت میں داخل ہونا تھا اور یہاں فرض سے اٹکنا ہے اور عبادت کا ثبوت آسان ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۶) اگلی شریعتوں میں افطار کے بعد عشاء تک کھانا پینا اور عورتوں سے ہم بستری کرنا حلال تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد یہ سب چیزیں رات میں بھی حرام ہو جاتی تھیں۔ اسلام کے شروع میں بھی یہی حکم رہا۔ پھر صرمہ ابن قیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ پیش آ جانے سے صبح تک کھانا پینا درست ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۷) صرمہ ابن قیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ یوں ہے کہ آپ بڑے مہنتی انسان تھے۔ دن بھر مہنت کرتے تھے تھک جاتے تھے۔ ایک دن روزے کی حالت میں کام کیارات کو گھر آئے بیوی سے کھانا مانگا وہ پکانے میں مصروف ہوئیں یہ لیت گئے۔ تھکے تو تھے ہی کچھ لگ گئی۔ جب بیوی نے کھانا تیار کر لیا اور انھیں بیدار کیا تو انھوں نے کھانے سے انکار کر دیا کیونکہ سونے کے بعد کھانا حرام ہو چکا تھا۔ حضرت صرمہ نے اسی حالت میں دوسرا روزہ رکھ لیا جس سے بہت کم زور ہوئے۔ دوپہر کو نشی آ گئی۔ اس واقعہ کے بعد صبح تک کھانا پینا حلال کر دیا گیا۔ (خرائن العرفان)

(۷۸) جیسے صبح سے روزہ شروع کر دینا فرض ہے ایسے ہی رات آنے پر افطار کرنا فرض ہے۔ کچھ صورتوں میں کھانا پینا شرعی فرض ہے۔ ایک جب بھوک پیاس کی شدت سے جان جانے کا خطرہ ہو کیونکہ جان کی حفاظت فرض ہے۔ دوسرے روزہ افطار کے وقت کہ روزے پر روزہ رکھنا حرام ہے۔ تیسرے جب کسی کو سرکارِ علیہ السلام دین اور حکم بھی شرعی ہو محض مشورہ نہ ہو۔ مرن برت رکھ کر جان دنیا بھوک بڑا مال کرنا سخت منع ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۹) بیسویں رمضان کی عصر سے عید کا چاند دیکھنے تک اعتکاف کرنا سنت مکتدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر ایک بستی میں ایک نے کر لیا تو سب بری ہو گئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۰) اعتکاف میں عورتوں سے ہم بستری کرنا اپنا چھیننا بوسہ وغیرہ سب حرم ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۱) سنت اعتکاف کی مدت نو یا دس دن ہے اس میں روزہ بھی شرط ہے۔ فرض اعتکاف نذر کا اعتکاف ہے اس کی مدت کم سے کم ایک دن ہے۔ اس میں بھی روزہ شرط ہے۔ (بہار شریعت شامی وغیرہ)

(۸۲) نکلی روزہ بھی شروع کر دینے سے واجب ہو جاتا ہے اور اس کا پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۳) روزہ وصال یعنی روزہ پر روزہ رکھنا منع ہے۔ حضور اقدس ﷺ پر یہ حکم جاری نہیں۔ آپ نے سب سے پہلے سات دن کا روزہ رکھا پھر پانچ دن کا پھر تین دن کا۔ جب صحابہ کرام نے بھی ایسا روزہ رکھنا چاہا تو انھیں منع فرما دیا اور فرمایا: تم میں کون ہم جیسا ہے؟ ہمیں تو رب کھلا تاپا تاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک نمبر کا نام رجب ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں سے اسے پلے گا جس نے رجب میں ایک دن کا بھی روزہ رکھا ہو گا۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۵) سرکارِ مدینہ ﷺ فرماتے ہیں: رجب اللہ کا شعبان میرا اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۶) مسأخ نے لکھا ہے کہ شب قدر میں ہر چیز عجدہ کرتی ہے یہاں تک کہ درخت زمین پر گر جاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۷) حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار مجھے رمضان کی پہلی رات میں نیند کا غلبہ ہوا۔ خواب میں مجھے جنت دکھائی دی۔ میں نے اپنے آپ کو جنت میں یا قوت

اور موتیوں کی ایک نہر کے کنارے بیٹھا ہوا دیکھا اور وہاں جنت کی حوریں نظر پڑیں جس کے چہرے سورج سے زیادہ چمک رہے تھے۔ میں نے کہا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس کے جواب میں انھوں نے بھی کلمہ پڑھایا اور کہا کہ ہم خدا کی تعریف کرنے والوں روزہ داروں اور رمضان میں رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے ہیں۔ (تحتہ الواعظین)

(۸۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت چار طرح کے آدمیوں کی مشتاق ہے: قرآن مجید پڑھنے والوں کی، بے ہودہ باتوں سے زبان روکنے والوں کی، بھوکوں کو کھانا کھانے والوں کی اور رمضان کے روزہ داروں کی۔ (روئق الباس، جلد ۱۰، ص ۱۹۲)

(۸۹) حدیث شریف میں ہے کہ جب رمضان کا چاند نظر آتا ہے تو عرشِ ربی اور فرشتے بند واز سے کہتے ہیں: امت محمدیہ کو اس بزرگی کی بشارت ہو جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے رکھ چھوڑی ہے اور ان کے لیے شیطان کو چھوڑ کر چاند سورج ستارے پر بندے پھیلیں اور ہر جاندار رات دن مغفرت مانگتا ہے اور پہلی تاریخ کی صبح کو اللہ تعالیٰ ایک ایک آدمی کے سب کو بخش دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ تم رمضان میں اپنی عبادت اور تراویح کا ثواب امت محمدیہ کے نام کر دو۔ (تحتہ الواعظین)

(۹۰) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رمضان میں روزہ دار غینہ سے جاگتا ہے اور بستر پر کروٹیں بدلتا ہے تو ایک فرشتہ کہتا ہے: خدا تجھے برکت دے اور تجھ پر رحم کرے۔ اٹھ کھڑا ہو۔ پھر جب وہ نماز کی نیت سے کھڑا ہو جاتا ہے تو بستر اس کے لیے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے: الہی اسے جنت کے عمدہ فرش عنایت فرما۔ پھر جب وہ کپڑے پہنتا ہے تو وہ لباس یہ دعا کرتا ہے کہ الہی اسے جنت کا لباس عطا فرما۔ جب وہ جوتے پہنتا ہے تو جوتے کہتے ہیں کہ الہی تو اسے ٹپا صراط پر ثابت قدم رکھ۔ جب پانی کا برتن لیتا ہے تو وہ برتن یہ دعا کرتا ہے کہ الہی تو اسے جنت کے کوزے عطا فرما۔ جب وضو کرتا ہے تو پانی یہ دعا کرتا ہے الہی اسے گناہوں اور خطاؤں سے پاک صاف کر دے۔ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو گھر یہ دعا کرتا ہے کہ الہی تو اس کی قبر کو فرخ اور جگہ کو

نورانی کردے اور اپنی رحمت نازل فرما۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کی نظر فرماتا ہے اور اس کے وقت یہ فرماتا ہے کہ اے بندے تیری طرف سے دعائے حاجت ہماری طرف سے قبولیت تیری طرف سے سوال ہماری طرف سے عطا تیری طرف سے استغفار ہماری طرف سے ہے شمار مغفرت۔ (زبدۃ الاولیاء عظیمین)

(۹۱) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے رمضان کی فصیلت و برکت کے بارے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: رمضان کی پہلی رات میں مومن بندہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آٹاں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ دوسری رات میں اس کی اور اس کے مسلمان ماں باپ کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ تیسری رات میں فرشتہ عرش کے نیچے سے پکارتا ہے کہ اب نئے سرے سے عمارت کیونکہ تیرے پچھلے گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ چوتھی رات میں اسے تورات انجیل زبور اور قرآن مجید پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ پانچویں رات میں اللہ تعالیٰ اسے اس شخص کا ثواب عطا کرتا ہے جس نے مسجد نبویؐ، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کی ہو۔ چھٹی رات میں بیت المعمور کے طواف کرنے والے کی برابر ثواب ملتا ہے۔ اور تمام بھرتھ اور ڈھیلے اس کی مغفرت پاتے ہیں۔ ساتویں رات میں اتنا ثواب ملتا ہے گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات اور فرعون کے مقابلے میں ان کی مدد کی۔ آٹھویں رات میں اسے اتنا ثواب ملتا ہے جتنا حضرت ہریم علیہ السلام کو ملا۔ نویں رات میں رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ دسویں رات میں دین دنیا کی بہتری عنایت کرتا ہے۔ گیارہویں رات میں دنیا سے اس طرح الگ ہو جاتا ہے گویا آٹاں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ بارہویں رات میں یہ غنیمت ملتی ہے کہ اس کا چہرہ قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی طرح روشن رہے گا۔ تیرہویں رات کی برکت سے قیامت میں اسے ہر طرح کی برائی سے امن ملے گا۔ چودھویں رات کی عبادت سے فرشتے اس کی عبادت کی گواہی دیں گے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے حساب سے آزاد کر دے گا۔ پندرہویں رات میں فرشتے اور عرش اور ترسی اٹھانے والے ملائکہ اس پر رحمت بھیجتے

ہیں۔ سو ابویں رات میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے آزادی اور جنت میں داخل ہونے کا پروتہ کھ دیتا ہے۔ سترھویں رات میں نبیوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اٹھارویں رات میں ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ اے خدا کے بندے تجھ سے اور تیرے ماں باپ سے خدا رضامند ہے۔ انیسویں رات میں اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ بیسویں رات میں شہیدوں اور نیکو کاروں کا ثواب ملتا ہے۔ اکیسویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل تیار کرتا ہے۔ بائیسویں رات میں یہ برکت حاصل ہوتی ہے کہ وہ قیامت کے دن ہر طرح کے غم اور اندیشے سے بے خوف رہے گا۔ تینیسویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے بہشت میں ایک شہر تیار کرتا ہے۔ چوبیسویں رات میں چالیس سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ پچیسویں رات میں اس سے قبر کا عذاب اٹھایا جاتا ہے۔ چھبیسویں رات میں چالیس سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ ستائیسویں رات کی فضیلت سے وہ طہ صراط پر سے گوندتی بجلی کی طرح گزر جائے گا۔ اٹھائیسویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ہزار درہے بلند کر دیتا ہے۔ انیسویں رات میں ہزار مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔ بیسویں رات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندے جنت کے میوے کھا اور سلسبیلیں کے پانی میں نہا اور آب کوثر پی۔ میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ۔ (ترمذیہ الجالس)

(۹۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لیے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے آنٹی پیدا ہوا ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۹۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رمضان کے پورے روزے رکھ کر شوال

کے چھ روزے رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو چوبیس غیمروں کا ثواب دیتا ہے جن میں پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں دوسرے حضرت یوسف علیہ السلام تیسرے حضرت یعقوب علیہ السلام چوتھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پانچویں حضرت حسن علیہ السلام چھٹے حضرت محمد ﷺ۔ (زبدۃ الواعظین)

(۹۴) حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن رمضان نہایت اچھی صورت میں ہو

کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے گا۔ وہاں اسے حکم ہوگا: اے رمضان! مانگ کیا مانگتا ہے۔ درحس
نے میرا حق ادا کیا ہو اس کا بات پکڑ لے۔ رمضان اپنا حق ادا کرنے والوں کا بات پکڑ کر حضور
میں کھڑ ہو جائے گا۔ پھر حکم ہوگا: اے رمضان! تو کیا چاہتا ہے؟ رمضان عرض کرے گا: الہی
جس نے میرا حق ادا کیا ہے اس کے سر پر عزت اور وقار کا تاج رکھ دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ
اسے ایک ہزار تاج عطا فرمائے گا اور ستر ہزار ستارہ کبیرہ کرنے والوں کی بات اس کی
شفاعت قبول فرمائے گا اور انہی ایک ہزار حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کر دے گا جن میں
ایک یک نور کے آگے ستر ستر ہزار لونڈیاں ہوں گی۔ پھر اسے براق پر سوار کر کے پوچھے گا:
اے رمضان اب تو کیا چاہتا ہے؟ رمضان عرض کرے گا: الہی! اسے اپنے پیغمبر کے پڑاؤ
میں جگہ دے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے فردوس میں بھیج دے گا اور ارشاد فرمائے گا کہ اے رمضان
اب کیا چاہتا ہے۔ رمضان کہے گا: الہی! تو نے میری حاجت تو پوری کر دی لیکن اس شخص کا
ثوب اور عزت کدھر ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے سرخ یا قوت اور سبز زبرجد کے پوشیر کہ ہر
شہر میں ایک ہزار محل ہوں گے اور عنایت کرے گا۔ (تحفۃ الاولیاء غلیظ)

(۹۵) روزہ رکھنے کی منت مانی تو کام پورا ہو جانے کے بعد اس کا رکھنا واجب ہو گیا۔

(قانون شریعت)

(۹۶) اگر کسی نے نفاس روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اب اس کی قضاء واجب ہے۔ (قانون

شریعت)

چودھواں باب: حج اور عمرہ

(۱) حجۃ الوداع کو مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حجۃ الوداع، حجۃ التمام، حجۃ

البرکۃ اور حجۃ الاسلام۔ ان ایام میں مختلف مقامات پر حضور ﷺ نے جو خطبات فرمائے ہیں

اس میں صاف بتا دیا کہ اس مقام پر میری تم سے یہ آخری ملاقات ہے۔ ان خطبوں میں اپنی

امت کو الوداع کہا ہے اس لیے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ (غیاء النبی جلد چہارم)

(۲) حجۃ الوداع میں قربانی سے فارغ ہونے کے بعد حضور ﷺ نے سر منڈوانے

کے لیے حج کو طلب کیا جس کا نام معمر بن عبد اللہ بن فضلہ اور کسیت ابو طلحہ تھی۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۳) عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ جو حج جمعہ والے دن آئے وہ حج اکبر ہوتا ہے یہ بے

اصل ہے۔ (احسن البیان)

(۴) حضور ارم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مال حرام لے کر حج کو جاۓ اور جب

لیکھ کہتا ہے تو ہاتھ نہیں اسے جواب دیتا ہے: نہ تیری لیکھ قبول نہ خدمت پذیر اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود ہے یہاں تک کہ تو مال حرام جو کہ تیرے قبضے میں ہے اس کے مستحقین کو واپس کر دے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دس)

(۵) حج ہمیشہ سے کعبہ کا ہی ہوا۔ بیت المقدس کا حج کبھی نہ ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶) اگر جب من نو ہجری میں غزوہ تبوک پیش آیا اسی سال حج فرض ہوا۔ مسلمانوں کا پہلا

تین سو جنوں کا قافلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں روانہ ہوا۔ اس حج کے بعد کافروں کو سندھ حرم میں داخل ہونے کی ممانعت صادر ہوئی۔ یہی آخری حج تھا جس میں مسلمانوں کے ساتھ حج میں کافر بھی شریک تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷) احرام کی حالت میں عورت سے ہم بستری کرنا حرام ہے مگر نکاح حرام نہیں۔ حضور

ارم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح فرمایا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸) حجۃ الوداع من دن ہجری میں واقع ہوا۔ (بخاری شریف)

(۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے

منیٰ میں آئے اور حجرہ عقبہ میں کنگریاں پھینک کر اپنے مکان پر تشریف لائے پھر آپ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے دائیں طرف سے بال منڈوائے اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا فرمائے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے بائیں طرف کے بال منڈوا کر ابو طلحہ انصاری رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائے اور ارشاد فرمایا: یہ تمام لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰) اگر کوئی حاجی مرتہ ہو کر دوبارہ ایمان لائے تو اس پر حج دوبارہ کرنا فرض ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱) حضور انور ﷺ نے عمرہ قضا کے موقع پر طواف میں رٹل کیا۔ جنی مین چکروں میں اکثر چلے تاکہ اس وقت کے کافر مومنوں کو کمزور نہ سمجھ لیں۔ لیکن امر کار ﷺ کی یہ ادا قیامت تک حضور ﷺ کی ساری امت کے لیے سنت ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) احرام کی حالت میں صرف خشکی کے جانوروں کا شکار حرام ہے۔ دریائی شکار ہائز ہے۔ شرط یہ ہے کہ ہات یا نیزے سے نہ کیا جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳) احرام یا حرمہ اے مسلمان کا شکار اور ذبح کیا ہوا جانور کچھ لامبوں کے نزدیک مردار سے بھی بدتر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے تمام عمر میں چار عمرے کیے ہیں اور سب ذی القعدہ کے مہینے میں۔ اول ذی القعدہ میں حدیبیہ کے سال حج کے ہمارے عمرہ کی نیت کی تھی۔ دوسرے سال ذی القعدہ کے مہینے میں۔ تیسرے ایک عمرہ ہمارے سے جہاں جنین کی ٹھیس تقسیم کی گئی تھی۔ یہ بھی ذی القعدہ ہی کا مہینہ تھا۔ چوتھے حج و عمرہ کا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا: جو شخص حج کے واسطے آیا پھر اس نے میری زیارت کی تو اس نے مجھ کو گویا حیات میں دیکھ لیا۔ (بخاری شریف)

(۱۶) احرام کی حالت میں مچھلی کا شکار کیا جاسکتا ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۷) احرام کی حالت میں موذی جانوروں جیسے کہ چیل کو اور جانور کتا شیر بھیڑ یا وغیرہ کا شکار کیا جاسکتا ہے۔ (بخاری)

(۱۸) حرم کی حدود جن میں شکار کرنا حرام ہے یہ ہیں: مکہ معظمہ کے شرق کی طرف چھ

میل، مغرب کی طرف بارہ میل، جنوب کی طرف اٹھارہ میل اور شمال کی طرف چوبیس میل۔
(تفسیر روت ابیان)

(۱۹) حج کے لفظی معنی ہیں ارادہ کرنا یا کسی کے پاس آنا جانا۔ شریعت میں خاص ارکان کا نام حج ہے یہ تکہ اس میں بیت اللہ کا ارادہ بھی ہے اور وہاں بار بار حاضری بھی اور اس کے گرد بار بار چکر بھی۔ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ حج کے معنی ہیں مونڈنا۔ چونکہ اس میں سر منڈایا جاتا ہے یہ حاجی کے سنہا لیے کر جاتے ہیں جیسے حجامت سے بال اس لیے اسے حج کہتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

(۲۰) زمانہ جاہلیت میں حج کے زمانے میں عمرہ کرنا سخت گناہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ جب دنوں کے ختم ہوجھے ہو جائیں اور ماہ صفر آجائے تب عمرہ حلال ہے۔ اسد م نے یہ عقیدہ توڑ دیا عمرہ کو حج میں داخل فرمایا۔ (تفسیر ذر منشور)

(۲۱) حج عمرہ کے چار طریقے ہیں: ایک افراد بانج۔ دوا افراد با عمرہ، تیسرا قرن اور چوتھا تمتع۔ افراد بانج یہ ہے کہ صرف حج کا احرام باندھ کر وہی ادا کرے اس کے ساتھ عمرہ نہ کرے۔ اس کا احرام دسویں ذی الحجہ کو طواف زیارت سے کھلے گا چاہے کبھی باندھا ہو۔ افراد با عمرہ یہ ہے کہ صرف عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ ہی کرے یا تو اس سال حج کرے ہی نہیں یا گھر لوٹ آئے اور پھر نئے سفر سے حج کرے۔ اس واپسی کا نام اتمام ہے۔ اگر اسی سفر میں اسی سال حج کر لیا تو تمتع ہو گیا۔ اس کا احرام مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کے ارکان یعنی طواف اور سعی کرتے ہی کھل جاتا ہے۔ قرآن یہ ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کو ایک ہی احرام میں جمع کرے یعنی دونوں کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ پہنچ کر طواف اور سعی عمرہ کے لیے کرے پھر حج کا طواف قدم اور سعی کرے پھر احرام پر ہی قائم رہ کر آنھویں ذی الحجہ سے دسویں ذی الحجہ تک ارکان حج یعنی قیام منیٰ اور وقوف عرفات و مزدلفہ اور دوبارہ منیٰ میں حاضر ہو کر شیطان کو کنکریاں مار کر قربانی کرے اور سر منڈوائے اور پھر طواف زیارت کر کے احرام کھول دے۔ تمتع کی دو صورتیں ہیں: یکہ قربانی والا دوسرا بتا قربانی کا۔ قربانی والے تمتع کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھے اور حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے بتا احرام کھوے مکہ میں رہے اور

آٹھویں ذی الحجہ کو اس احرام پر حج کا احرام بھی باندھ کر حج بھی ادا کر سکتے ہیں۔ بنا قربانی کا تمتع یہ ہے کہ پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھ لیں اور مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کر کے احرام کھول دے پھر آزادی سے رہیں اور آٹھ تاریخ کو حج کا احرام باندھ کر حج کر سکتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳) مکہ والوں بلکہ میقات والوں کے لیے تمتع ہے نہ قرآن کیونکہ انھیں رہا نہ حج میں عمرہ نہ رہا ہی منع ہے۔ اگر وہ لوگ تمتع یا قرآن کر بھی لیں تو ان پر کفارے کی قربانی واجب ہو گی نہ کہ شکر کی کیونکہ انھوں نے یہ حرم کر لیا۔ لہذا وہ اس قربانی سے خود کو کچھ بھی نہیں کھا سکتے۔ (تفسیر روح البیان)

(۲۴) ذبیحہ کی دو قسمیں ہیں: ذبیحہ عادت اور ذبیحہ عبادت۔ ذبیحہ عادت تو وہ ہے جو ہر دن رات کھانے کے لیے جانوروں کو ذبح کرتے ہیں۔ اس پر نہ عذاب ہے نہ ثواب۔ ذبیحہ عبادت وہ ہے کہ جو رب کو راضی کرنے کے لیے کیا جائے۔ اس ذبیحہ کی دو قسمیں ہیں: ذبیحہ حیانت اور ذبیحہ شکر۔ ذبیحہ حیانت تو حج و عمرہ میں ہوتا ہے جب کوئی واجب چھوٹ جائے۔ اس ذبیحہ کی نہ تاریخ مقرر ہے نہ اس میں سے خود کھا سکتے ہیں۔ شکر کا ذبیحہ تین طرح کا ہے: ہجہ کا، عقیقہ بقرعہ کی قربانی اور تمتع یا قرآن کا ذبیحہ۔ اس ذبیحہ کی تاریخ بھی مقرر ہے اور ذبیحہ کرنے کا عہد بھی کھا سکتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵) حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں حج طواف اور عرفات میں ٹھہرنے کا نام تھا۔ پھر زمانہ ابراہیمی سے اس میں رمی قربانی، صفا و مروہ کی سعی کا اضافہ ہوا۔ ہمارے حضور ﷺ کے زمانے میں طواف قدوم طواف وداع اور آڑ کر چلنے کا اضافہ ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۷) شکر حرام مزدانہ میں ایک پیار کا نام ہے۔ اسی کو قروح اور عیذہ بھی کہتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ عرفات سے واپس آ کر تمام رات اس پر آگ جلاتے تھے۔ اسلام نے حکم دیا کہ یہ بے ہودہ بات ہے یہاں آ کر اللہ کا ذکر کرو۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۷) ٹھوین ذی الحجہ کو یوم الترویہ نوین کو یوم عرفہ اور دسویں کو یوم النحر کہتے ہیں۔

(تفسیر نعیمی)

(۲۸) جب حضرت آدم علیہ السلام کو بیت اللہ بنانے کا حکم دیا گیا تو ٹھوین ذی الحجہ

کو آپ نے غور کیا اور رب سے عرض کی کہ مجھے اس کی کیا اجرت ملے گی؟ حکم الہی ہوا کہ اس کے ذل طواف میں تمہاری ساری خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ عرض کیا: مہود کچھ اور دے۔ فرمایا: تمہاری اولاد میں بھی جو طواف کرے گا اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ عرض کیا: الہی کچھ اور دے۔ حکم ہوا کہ حاجی طواف کرتے وقت جس کے لیے بھی دعا کرے گا اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی۔ عرض کیا: بس بس مجھے یہی کافی ہے۔ چونکہ اس تجارت کو آدم علیہ السلام نے غور و فکر کیا تھا اس لیے اس دن کا نام یوم الترویہ ہوا۔ دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ٹھوین ذی الحجہ کو خواب دیکھا تھا جس میں بیٹے کی قربانی کا حکم تھا۔ دن بھر غور کیا کہ یہ سچا خواب ہے یا منتظر میرا ہم۔ یہ دن غور میں گزارا۔ نوین رات کو پھر یہی خواب دیکھا تو پہچان لیا کہ خواب سچا ہے۔ اس لیے آٹھویں ذی الحجہ کا نام یوم الترویہ یعنی غور کرنے کا دن اور نوین ذی الحجہ کا یوم عرفہ یعنی پیچھے ہٹنے کا دن رکھا گیا۔ تیسرے یہ کہ مکہ والے آٹھویں ذی الحجہ کو منی میں دعائیں سوچا کرتے تھے کہ کل عرفات میں رب سے کیا کیا مانگیں گے۔ مذا اس کا نام یوم الترویہ یعنی دعائیں سوچنے کا دن پڑا۔ چوتھے یہ کہ مکہ والے ٹھوین ذی الحجہ کو اپنے جانوروں کو بھی پانی پلایا کرتے تھے اور عرفات میں اپنے اپنے چنے کے بے جمع کر بیٹے تھے اس لیے اس کا نام یوم الترویہ یعنی پانی پلانے کا دن رکھا گیا۔ (تفسیر کبیر)

(۲۹) یوم عرفہ کے دس نام ہیں: عرفہ، یوم ایاس، یوم آسمان، یوم اتمام یوم رضوان، یوم حج

اکبر، شفع و تر شاہد، مشہود۔ یہ سب نام قرآن مجید میں آئے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

(۳۰) حج میں طواف کے دوران دو رکن معالیٰ اور حجوا اسود کہے بیچ رہنا اتنا فی

الدنیاء ہے (آخر تک) وعاظروا مانگے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: رکن اسود پر اسی دن سے ایک فرشتہ بیٹھا ہوا ہے جب سے آسمان اور زمین بنے ہیں اور آئین آئین کہہ رہا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے آئین کہتے رہتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ منیٰ کو منیٰ اس لیے کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام توبہ قبول ہونے کے بعد عرفات سے یہاں پہنچے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: کچھ تمنا کرو۔ آپ نے جنت کی آرزو کی۔ لہذا اس کا نام منیٰ ہو یعنی خواہش کی جگہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲) حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر غلہ کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۳) سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: قیامت کے دن جبر سود سے نکلیں اور نہ ہوگا اور یہ حاجیوں کی شفاعت کرے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۴) قربانی کی سنت ابراہیمؑ کو اہتمام اور پابندی کے ساتھ زندہ کرنے کی بلیہ دن دو بھری میں مدینہ منورہ میں پڑی۔ (نزہۃ القاری)

(۳۵) حضور اکرم ﷺ بیش دو اہل سینہ سے قربان فرمایا کرتے تھے ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنے امتیوں کی طرف سے جن کو ناداری یا فراموشی کی وجہ سے قربانی کی توفیق حاصل نہیں ہوئی۔ (بخاری شریف)

(۳۶) مزدلفہ کا دوسرا نام جمع بھی ہے۔ اس کا سبب ایک تو یہی ہے کہ لوگ دنیا کے کونے کونے سے آکر یہاں جمع ہوتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہاں اسٹھ رات گزار لی تھیں۔ (نزہۃ القاری)

(۳۷) حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جب حج کی آیت نازل ہوئی اور حضور انور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ حج کرنا فرض ہے تو حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہر سال فرض ہے؟ حضور ﷺ نے موٹا رہے۔ انھوں نے پھر یہی پوچھا۔ حضور ﷺ نے پھر خاموش رہے۔ انھوں نے پھر یہی سواں کیا تب فرمایا: اگر ہم ابھی باہر دیتے تو ہر سال فرض ہو جاتا۔ حج عمر میں ایک بار فرض ہے۔

(تفسیر زن)

(۳۸) ہجر اند ایک عورت ریہہ بنت سعد کا لقب تھا۔ یہ وہی عورت تھی جو دن بھر سوت کات کررات کو توڑ دیتی تھی۔ یہاں سے ہی حضور ﷺ نے جنگ حنین کے بعد عمرہ کیا۔ یہاں سے ستر خیموں نے عمرہ کیا ہے جسے اب بڑا عمرہ کہا جاتا ہے۔ (تفسیر روح البیان)

(۳۹) جب بن نوہجرؓ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں سورہ برات کا اعلان کیا گیا اور فرمایا گیا کہ اگلے سال سے کوئی مشرک حج نہ کرے گا اور نہ کوئی ننگے ہو کر کعبہ کا حواف کرے گا۔ تو عرب کے مشرکوں نے مکہ کے مسلمانوں سے کہا: تم نے ہمیں حج سے تو روک دیا اس کا انجام بھی دیکھ لیں۔ حج میں تجارت کا سامان ہم ہی باہر سے لاتے ہیں۔ تمھاری آمدنی ہمارے ہی ذریعے ہوتی ہے۔ اگر ہم نے آنا چھوڑ دیا تو تم بھوکے مر جاؤ گے۔ اس پر کچھ مکہ والے پریشان ہوئے تب سورہ توبہ کی یہ آیت نازل ہوئی: رزق دینے والا اللہ ہے اسی پر توکل کرو۔ وہ تمہیں پہلے سے زیادہ روزی عطا فرمائے گا۔ (تفسیر کبیرؓ زن) تفسیر روح المعانی

(۴۰) ماہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ بہت ہی عظمتوں والا ہے۔ امام فیش پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی عشرہ میں سونے علیہ السلام نے رب سے پہلا کلام کیا۔ اسی عشرہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی عشرہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذبح اور فدیہ کا واقعہ پیش آیا۔ اسی عشرہ میں حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے اور حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان سے نجات پائی۔ اسی عشرہ میں بیعت رضوان صلح حدیبیہؓ خبیہ کی بشارت ہوئی۔ (زبد کالوا عظمین)

(۴۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ دن جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی خطا معاف کی تھی وہ ذی الحجہ کا پہلا دن تھا۔ اس دن روزہ رکھنے والے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ دوسرے دن حضرت یونس علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔ اس

دن روزہ رکھنے والے کو اس شخص کا ثواب ملتا ہے جس نے سال بھر کی عبادت میں ایک پہ خدا کی نافرمانی نہ کی ہو۔ تیسرے دن حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔ اس دن روزہ رکھنے والے کی تمام دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ چوتھے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس دن روزہ رکھنے والے کو خوف اور فقر سے نجات ملتی ہے اور قیامت کے دن نیکیوں کی راہ نصیب ہوتی ہے۔ پانچویں دن حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس دن روزہ رکھنے والا نفاق سے آزاد اور قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ چھٹے دن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے خیر کے دروازے کھولے۔ اس دن روزہ رکھنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اور پھر کبھی عذاب نہیں کرتا۔ ساتویں دن دوزخ کے دروازے بند ہوتے ہیں۔ اس دن روزہ رکھنے والے پر مشغلوں کے تیس دروازے بند ہوتے ہیں اور آسانیوں کے تیس دروازے کھل جاتے ہیں۔ آٹھواں ترویہ کا دن ہے۔ اس دن روزہ رکھنے والے کو اتنا ثواب ملتا ہے کہ اس کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ نوں دن عرفہ کا ہے۔ جو شخص اس دن روزہ رکھے گا ایک پچھلے سال اور ایک اگلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ دس دن قربانی کا ہے۔ اس دن جو شخص قربانی کرتا ہے خون کی پہلی بوند کے ساتھ اس کے دس گنا گناہوں کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے اور جو اس دن مومن کو کھانا کھلا دے یا خیرات کرے قیامت کے دن امن کے ساتھ رہے گا اور میزان کوہ احد سے بھاری ہو جائے گی۔ (ترمذی الحاس)

(۳۲) میدنا عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: بقرعید کے عشرہ میں ہر روزہ کا ثواب ایک ماہ کے برابر ہوتا ہے اور آٹھویں ذی الحجہ کا روزہ ایک سال کے برابر اور نویں ذی الحجہ کا روزہ دو سال کے برابر۔ (تفسیر نسیمی)

(۳۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آٹھویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنے والے کو رب تعالیٰ صبر ایوب کا ثواب عطا کرتا ہے اور نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنے والے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ثواب عطا کرتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

(۴۴) امام شہرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک خوردوار نے ایک اونٹ کی رتی کو تنور میں جلاتا چاہا مگر وہ نہ جلی۔ بہت کوشش کرنے پر بھی وہ کامیاب نہ ہو۔ غیب سے آواز آئی کہ یہ اس اونٹ کی رتی ہے جس پر دس بار حج کیا گیا آگ اسے کیسے جلائے گی۔ (تفسیر روح البیان)

(۴۵) کہا گیا ہے کہ ایک حج مقبول میں جس دوں سے افضل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۶) ملائے کرام فرماتے ہیں کہ جس اونٹ پر سات حج کرے جائے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے باغوں میں چرنے کی اجازت دیتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

پندرہواں باب: زکوٰۃ صدقہ خیرات

(۱) مسلمان رعایا بیت المال میں جو رقم جمع کراتی ہے اسے زکوٰۃ عشر کہتے ہیں۔ یہ زکوٰۃ عشر مردوں اور عورتوں بچوں (بچوں پر صرف عشر) سب پر فرض ہے اور ذمی رعایا جو رقم بیت المال میں جمع کراتی ہے اسے جز یہ کہاجاتا ہے۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک جز یہ کے نقطہ نظر سے غیر مسلموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: دولت مند طبقہ متوسط طبقہ اور فقراء۔ دولت مند طبقہ پر اڑتالیس درہم سارانتہ یعنی چار درہم ماہوار متوسط طبقہ پر چوبیس درہم سارانتہ یعنی دو درہم ماہوار اور فقراء پر بارہ درہم سارانتہ یعنی ایک درہم ماہوار۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۳) مسلمانوں کے پاس اگر مونسٹی ہوں بھیر بکریاں گائیں بھینسیں گھوڑے اور اونٹ تو ان کی زکوٰۃ بھی مسلمانوں کو ادا کرنا پڑتی ہے حالانکہ ذمی رعایا سے مونسٹیوں پر کسی قسم کا لگان یا ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۴) مسلمان عورت اگر صاحب نصاب ہو یا مسلمان بچہ اگر صاحب نصاب ہو تو اسے بھی لازمی طور پر اپنے اموال کی زکوٰۃ عشر دینا پڑتا ہے۔ ان کے برعکس کسی ذمی عورت اور بچے سے کوئی جز یہ نہیں لیا جاتا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۵) نبی کریم ﷺ نے فرمایا ساز و سامان کی کثرت سے کوئی شخص غنی نہیں ہوتا۔ غنی

وہ ہے جو دل کا غنی ہو۔ (شیخیں ترمذی)

(۶) فرعون بہت سختی تھا۔ اس کے صلیح میں روزانہ ایک ہزار بکرے کھتے تھے۔ جب اس کی مدت کا وقت قریب آیا تو ہامان نے اسے خیرات بند کر دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے تم کرتے کرتے آخر خیرات بند کر دی۔ یہاں تک کہ اس کے ڈوبنے کے دن اس کے باورچی خانے میں صرف ایک بکرہ ذبح ہوا تھا اور وہ بھی صرف اپنے گھر کے ستموں کے لیے۔ اتنے دن تک اسے اس کی خیرات ہی بچائے رہی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷) نبی کریم ﷺ نے کوئی چیز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بطور عطیہ بھیجی آپ نے اسے لوٹا دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا: اسے کیوں لوٹا دیا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ آپ ہی کا ارشاد نہیں ہے کہ ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ ہم کسی سے بھی کوئی چیز نہ لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس نہیں ہونا چاہتے اور جو بغیر سوا ال کے میسر آئے وہ تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے جس سے اس نے تمہیں بہرہ مند کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اس بات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے آئندہ میں کسی سے از خود کوئی شے طلب نہیں کروں گا اور جو چیز بغیر طلب کے میرے پاس آئے گی اسے قبول کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ (ماہک شیخیں ترمذی)

(۸) وفات سے ایک روز پہلے حضور ﷺ نے حضرت ام ہانؤ منینہ رضی اللہ عنہا کو عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ منہا سے دریافت فرمایا: اے عائشہ! دینار کہاں ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فوراً انھیں اور آٹھ دینار جو رکھے ہوئے تھے لے آئیں اور آٹھ دینار کی بارگاہ میں پیش کر دیں۔ حضور ﷺ نے دیناروں کو کچھ دیر تک اٹھتے پھرتے رہے پھر فرمایا: اے عائشہ! اگر میں یہ دینار اپنے گھر میں چھوڑ کر اپنے رب سے ملاقات کروں تو میرا رب کیا فرمائے گا کہ میرے بندے کو مجھ پر اعتماد نہیں تھا۔ عائشہ! ان کو فوراً مساکین میں تقسیم کر دو۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے گھر میں جو آخری چٹائی تھی اسے نکال کر مساکین میں تقسیم کر دیا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۹) وہ ذات اقدس جسے اللہ تعالیٰ نے زمین کے سارے خزانوں کی کنجیوں مرمت

فرمائی تھیں اس کے گھر کی یہ کیفیت تھی کہ زندگی کی آخری رات میں چراغ میں تیل نہیں تھا۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنا چراغ اپنی یک پڑوس کی طرف بھیجا اور کہا کہ اپنی تیل کی کچی سے چند قطرے اس چراغ میں ڈال دو تاکہ آج کی رات گزر جائے۔ (تاریخ عظیمیہ جلد ۲)

(۱۰) حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: حضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان کا اپنی زندگی کے ایام میں ایک درہم صدقہ کرنا مرنے کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

(۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخلی اللہ تعالیٰ سے قریب ہے جنت کے قریب ہے لوگوں کے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے اور بخلی اللہ تعالیٰ سے دور ہے جنت سے دور ہے لوگوں سے دور ہے اور جہنم سے قریب ہے اور جاہل خلی خدا کے نزدیک عبادت گزار بخلی سے کہیں بہتر ہے۔ (ترمذی)

(۱۲) ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی ولی ایسا نہیں ہوا کہ جس میں اللہ عزوجل نے دو عادتیں پیدا نہ کر دی ہوں: ایک سخاوت دوسری خوش خلقی۔ (کنز العمال)

(۱۳) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بولا: یا رسول اللہ! میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا۔ میرا خیال ہے اگر وہ کچھ بول سکتی تو ضرور مجھے صدقہ خیرات کرنے کا حکم دیتی۔ آپ فرما، میں اب اگر میں اس کی طرف سے کچھ صدقہ خیرات کروں تو کیا اس کا ثواب اس کو ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے اس کا ثواب یقیناً ملے گا۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

(۱۴) حضرت عتبی بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے مروجین صدقہ خیرات کے سبب قبر کی چشم سے محفوظ رہتے ہیں۔ (طبرانی)

(۱۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے کسی نیک کام کا ثواب کسی گزرے ہوئے شخص کو پیش کرتا ہے تو اس ثواب کو حضرت

جبرئیل علیہ السلام ایک نوائی رکابی میں رکھ کر اس شخص کی قبر پر لے جاتے ہیں اور سے خبر کرتے ہیں کہ تمہارے فلاں فلاں رشتہ دار نے یہ تحفہ تمہیں بھیجا ہے اسے قبول کرو۔ یہ سن کر وہ مراد بہت خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی جو ایسے تحفے سے محروم رہے بہت غمگین ہوتے ہیں۔ (طبرانی)

(۱۶) حضور ﷺ کا ارشاد ہے غریب لوگ دنیاوت دیکھ لیں گے کہ انسان اپنی رکاوٹ کا ہونا نے مستحقِ کمالات کرتا پھر سے گا اور کوئی لینے والا نہ ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

(۱۷) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حرام کے مال سے صدقہ دیتا ہے وہ اس شخص جیسا ہے جو ناپاک کپڑے کو پیشاب سے دھوتا ہے جس سے اور بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ (کیا نئے سعادت)

(۱۸) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: صدقہ دانا کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ صحابہ نے پوچھا: اگر وہ اس قابل نہ ہو؟ فرمایا: اپنے ہاتھوں سے کوئی کام کرے اور اس کٹائی سے اپنے آپ کو نفقہ پہنچائے اور کچھ صدقہ کرے۔ عرض کیا: اگر اس کا مقدور نہ ہو؟ فرمایا: کسی حاجت مند کی مدد کرے۔ پوچھا: اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو؟ فرمایا: امر بامعروف کرے۔ سوں کیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا: اپنے آپ کو شربہ پینچانے سے باز رکھے یہی اس کا صدقہ ہے۔ (شیخین)

(۱۹) حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں جاہلیت کے ایام میں کئی ایک نیک کام کرتا تھا مثلاً نماز، غلاموں کی رہائی اور صدقہ وغیرہ۔ اب اسلام لانے کے بعد کیا مجھے اس نیکوں کا اجر ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نیکیاں تم ترک چکے ہو ان ہی کی برکت سے تم مسلمان ہوئے ہو۔ (شیخین)

(۲۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین کو صدقہ دینا تو ایک عمدتے کا ثواب ہے لیکن کسی فیکدم (رشتہ دار) کو دینا دو ہر اثواب ہے ایک تو صدقہ کا دوسرا صلہ رحمی کا۔ (نسائی)

(۲۱) کلام پاک میں ڈیڑھ سو جگہ خیرات کی تاکید آئی ہے۔ (تفسیر یحییٰ)

(۲۲) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قبیلہ طے کا صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو چونکہ سلام میں یہ پہلا صدقہ تھا اس لیے اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے۔ (نزہۃ القاری)

(۲۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ فطر دینے والے کو ہر دانے کے بدلے میں ستر ہزار محل میں گئے جن کی لمبائی مشرق سے مغرب تک ہوگی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۲۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ فطر اس لیے واجب کیا گیا ہے کہ جو کچھ روزے کی حالت میں افوا اور بے ہودگی کی جاتی ہے اس کے بدلے مساکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵) حضرت عبدالمطلب ابن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: صدقہ کے اموال لوگوں کے سہل ہوتے ہیں یہ محمد اور آل محمد کے لیے ہرگز نہیں ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے جب کبھی کھانا یا پاتا تو حضور ﷺ پوچھ لیتے کہ یہ صدقہ ہے یا تحفہ۔ اگر کوئی کہہ دیتا کہ یہ صدقہ ہے تو صحابہ سے فرماتے تم لوگ کھاؤ اور اگر یہ کہہ دیتا کہ تحفہ ہے تو اپنا دست مبارک بڑھا کر نوش فرما، شروع کر دیتے۔ (نزہۃ القاری)

(۲۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بدیہ قبول فرماتے تھے اور اس کا عوض بھی پورا عطا فرمایا کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ غنی کے واسطے صدقہ لینا جائز ہے اور نہ یتیم و یتیم کے واسطے جو محنت کر سکتا ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹) رسول خدا ﷺ کا فرمان ہے: طالب علم پر ایک درہم خرچ کرنے والے کو اتنا ثواب ملتا ہے گویا اس نے کوہ واحد کے برابر سو خیرات کیا۔ (تحفۃ الواعظین)

(۳۰) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: صدقہ ستر بلاؤں کو نالتا ہے ان میں سب سے کم

درجہ کی بل جہد ۱۴۰ برس ہے۔ (جامع صغیر)

(۳۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آدمی مر جائے تو اس کے سارے اعمال منقطع ہوتے ہیں مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں: پہلی صدقہ جاریہ دوسری نیک اولاد جو اللہ تعالیٰ کے لیے دعا کرتی ہے اور تیسری علم جو اس کے بعد لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔ (تہذیب العالَمین)

(۳۲) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی متکبر کو پکڑا دے گا اللہ تعالیٰ سے جنت کے سبز لباس عطا کرے گا۔ جو کسی بھوکے کو کھانا کھلائے گا اسے بہشت کے میوے دیے جائیں گے۔ جو کسی پیاسے کو پانی پلائے گا اسے جنت کی خوشبو اور شراب سے سیراب کیا جائے گا۔ (تحفۃ الاولیاء عظیمین)

(۳۳) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنی زندگی میں ایک درہم خیرات کرنا موت کے وقت ۷۰ درہم دینے سے افضل ہے۔ (تحفۃ الاولیاء عظیمین)

(۳۴) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے کسی مسلمان کو پیٹ بھر کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ سے دوزخ سے دور رکھے گا اور اس کے اور جہنم کے بیج ایسی خندقیں بنادے گا کہ ہر خندق کے بیج پانی سو برس کی راہ کا فاصلہ ہو گا۔ (تحفۃ الاولیاء عظیمین)

(۳۵) حضرت عائشہ صدیقہ فاضلہ اللہ تعالیٰ منہا روایت کرتی ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: سخاوت کے درخت کی جڑ بہشت میں اور اس کی شاخیں دنیا میں جھکی ہوئی ہیں۔ جو اس کی ایک ٹہنی کو پکڑ لے گا وہ ٹہنیوں ٹہنیوں جنت میں پہنچی جائے گا اور کنجوسی کے درخت کی جڑ بیچ دوزخ میں اور اس کی شاخیں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ایک ہی ٹہنی سیدھی دوزخ میں پہنچا دے گی۔ (تحفۃ الاولیاء عظیمین)

(۳۶) حدیث میں ہے کہ اوپر کا (دینے والا) بات نیچے کے (سننے والے) بات سے بہتر ہوتا ہے۔ (بخاری شریف)

(۳۷) حدیث میں ارشاد ہے کہ غریبوں اور یتیموں کی خدمت کرنے والا وہی درجہ رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کا یا رات بھر نماز پڑھنے والے اور دن بھر

روزہ رکھنے والے کا ہوتا ہے۔ (تحفۃ الموعظین)

(۳۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور اس نے مال کی زکوٰۃ نہ دی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس مال کو ایک خوف ناک سانپ کی شکل میں ظاہر کرے گا جس کے سر پر بال کھڑے ہوں گے اور جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ یہ سانپ اس کے گلے کا بار بنایا جائے گا اور سانپ اس کے دونوں جڑوں کو پکڑ کر رکھے گا پھر کہے گا کہ میں ہوں تیرا مال میں ہوں تیرا خزانہ۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۳۹) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان نے کوئی درخت لگایا اور اس کا پھل آدمیوں اور جانوروں نے کھایا تو اس کا نالے والے کے لیے بڑا ثواب اور صدقہ ہے۔ (تحفۃ الموعظین)

(۴۰) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جبریل علیہ السلام مجھے پڑوسی پر احسان کی یہاں تک وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال ہوا کہ پڑوسی کو میرا وارث ہی کر کے چھوڑیں گے۔ (بخاری شریف)

(۴۱) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے اگر کسی کے پاس زمین ہو تو اسے چاہیے کہ اس کی کاشت کرے ورنہ اپنے کسی بھائی کو دیدے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۲) حدیث میں ہے کہ بیوہ عورت اور مسکین کے ساتھ سلوک کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا یا تمام رات نوافل پڑھے والا اور دن کو روزہ رکھنے والا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ساز و سامان کی بہتات سے کوئی غنی نہیں ہوتا۔ غنی وہ ہے جو دل کا غنی ہو یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کر سکتا ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے سے امیر کی طرف دیکھے تو چاہیے کہ پھر اپنے سے غریب کی طرف بھی خیال کرے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۵) رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تم اس سے رحم کے ساتھ پیش آؤ جو تم سے کہے اسے دو جو تمہیں محروم رکھے اور اسے معاف کر دو جو تم پر ظلم کرے۔ (صحیح سنن ابی شریف)

(۳۶) رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے اچھا شخص وہی ہے جو سب سے اچھے خلاق والا ہو۔ (بخاری شریف)

(۳۷) درہم اور دینار یعنی مال و زر میں گرفتار جس قدر انسان ہیں جن کے دلوں پر دنیوی مال کی ہوس قبضہ کر چکی ہے ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی لعنت اور پھینکا رہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۳۸) مال و زر رکھنے والا غنی نہیں ہوتا بلکہ غنی وہ ہے جو دل کا غنی ہو یوں ہی تو نگری دل سے ہوتی ہے نہ کہ مال و زر سے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۳۹) حدیث میں ہے کہ غنی کی صحیح تعریف یہ ہے کہ دوسروں کے پاس جو کچھ ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی خواہش دل میں نہ رکھے یعنی غیروں کے مال سے بے نیاز ہو نامی حقیقت میں غنی ہونا ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۴۰) حدیث میں ہے کہ یقینی نفع دینے والی تجارت سخاوت ہے جتنی لہذا راہ میں دینا اکارت نہیں جاتا اس میں نفع ہی نفع ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۴۱) سخاوت کے لیے سب سے زیادہ نقصان دینے والی چیز بے سخاوت کرنے کے بعد احسان جتنا۔ علمائے کبار نے کہا ہے احسان جتنا سخاوت کا سود ہے جو حرم ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۴۲) حدیث میں ہے کہ پاکیزہ بات اور نرمی کا جواب سائل کا صدقہ ہے۔ اگر جیب خالی ہو تو پیش ہات خیرات کا نعم البدل ہوتی ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۴۳) مومن کے لیے اس میں اسلامی خود کا ثواب بھی نہ ہو گا کہ وہ پیٹ بھر کھائے اور اس کا بڑا وسیع بھوکا ہو گیا ہم سائے کی خیر گیری مومن پر واجب اور لازم ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۴۴) حدیث میں ہے کہ جو شخص عطا کرنے اور منع کرنے اور محبت کرنے میں

صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہو وہی ایمان میں کامل ہوتا ہے۔ جتنی اس کی عطا اور منع اور محبت اور کینہ میں کسی غیر خدا کا دخل اور نفس کی خوشنودی مراد نہ ہو۔ (تحفۃ الوداعین)

(۵۵) حدیث میں ہے جو شخص بے سوسوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم اور رحمت نہیں فرماتا۔ جتنی رب کریم کے رحم کو قریب لانے والی چیز اس کی تادار مخلوق پر رحم کرنا ہے۔ (تحفۃ الوداعین)

(۵۶) نبی کریم ﷺ ہمیشہ غریبوں اور مسکینوں سے اس طرح پیش آتے تھے کہ وہ لوگ اپنی غریب کو رحمت سمجھنے لگتے اور امیروں کو حسرت ہوتی تھی کہ ہم غریب کیوں نہ ہوئے۔ (نزہۃ القاری)

(۵۷) رسول اللہ ﷺ کی دعا ہوا کرتی تھی: اے میرے رب مجھے مسکین زندہ رکھ! مسکین افادہ اور مسکینوں کے ساتھ ہی میرا حشر کر۔ (نزہۃ القاری)

(۵۸) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا کہ اس میں زیادہ غریب اور مسکین تھے اور مال دار دروازے پر روک دیے گئے تھے۔ (تحفۃ الوداعین)

(۵۹) ایک بار رسول اکرم ﷺ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملا کر فرمایا: میں اور جہنم کی پرورش کرنے والا جنت میں ان دونوں کی طرف قریب ہوں گے۔ (بخاری شریف)

(۶۰) حضور انور ﷺ نے فرمایا: تم کو روزی اور صدقہاں بوزھوں اور کم زوروں کی بددست دی جاتی ہے۔ گویا بوزھوں کی خدمت اللہ تعالیٰ کے رحم کا وسیلہ ہے۔ (تحفۃ الوداعین)

(۶۱) نبی کریم نے فرمایا: جو شخص پانچ چیزیں روکے گا اللہ تعالیٰ اس سے پانچ چیزیں روکے گا: ایک جو زکوٰۃ روکے گا اللہ تعالیٰ آفتوں سے اس کے مال کی حفاظت کو روک لے گا۔ دو جو زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ روک لے گا اللہ تعالیٰ اس کی تمام کمائی کی

برکت رکھ لے گا۔ تین جو صدقہ روکے گا اللہ اس کی عاقبت کو روک لے گا۔ چار جو صرف اپنے نفس کے لیے دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کو روک لے گا۔ پانچ جو نماز کے لیے جماعت میں حاضر ہونے سے روکے گا اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کے مال کو روک لے گا۔ چنی اس کا ایمان کال نہ ہوگا۔ (زبد الاولیٰ عظیمین)

(۶۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: صدقہ ستر بد اس کو دفع کر دیتا ہے اس میں سب سے بگلی بلا کوڑھ کی بیماری ہے۔ (بخاری شریف)

(۶۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اہلیس سے پوچھا کہ تیرا سب سے زیادہ محبوب لوگوں میں کون ہے؟ اس نے کہا کنوئیں مسلمان اس لیے کہ اس کی عبادت اور بندگی اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہرگز قبول نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: لوگوں میں تیرا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟ اس نے کہا: مفرمان نکی۔ اس لیے کہ اس کی سخاوت کی وجہ سے اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (صحیح سنن شریف)

(۶۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صدقہ دینا اپنے اوپر لازم کر سیکو کہ اس میں چھ باتیں ہیں: تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔ دنیا میں تو یہ ہے کہ رزق بڑھتا ہے، ماں میں زیادتی ہوتی ہے، بستیاں آباد ہوتی ہیں اور جو آخرت میں ہیں وہ یہ ہیں: پردہ پوشی ہوگی، سر پر سایہ ہوگا اور گسے سے بچاؤ ہوگا۔ (تحفہ الاولیٰ عظیمین)

(۶۵) شہر پر کچھ لازم نہیں ہے کیونکہ عورت کی زکوٰۃ ادا کرے۔ اگر نہ دے تو اس پر لازم نہیں۔ زیورات کی مالکہ عورت جس پر زکوٰۃ فرض ہے اسے لازم ہے جہاں سے جانے زکوٰۃ ادا کرے اگرچہ زیور ہی فقیر کو دے یا بیچ کر اس کی قیمت سے ادا کرے۔ (بہار شریعت)

(۶۶) ماں باپ کو زکوٰۃ فطرہ اور کوئی واجب صدقہ دینا جائز نہیں ایسے ہی بیوی اور اپنی اول کو۔ (قرآن العزیز)

(۶۷) سارا مال خیرات کر دینا منع ہے کہ اس میں اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ (تحفۃ الوداعین)

(۶۸) حدیث میں ہے کہ جو کوئی محبت سے یتیم کے سر پر ہات بھیرے گا اسے ہر ماہ کے بدے نیکی ملے گی۔ (تحفۃ الوداعین)

(۶۹) ابو داؤد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بخل سے بچو۔ بچھیلی امتیں بخل کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔

(۷۰) مختلف بخیوں کی مزانیں مختلف ہیں: بانوروں کا بخل قیامت میں بانورادے رہے گا اور روزخ میں ان سے رونداجائے گا۔ سونے چاندی کا بخل دانا جائے گا۔ دوسرے تھرتی مانوس کے بخل کو طوق پہنایا جائے گا۔ (تحفۃ الوداعین)

(۷۱) حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہ التکرم کی نسبت رکوع کی حالت میں چاندی کا چھد زکوٰۃ میں دینے کی جو بات مشہور ہے وہ خیالی بات ہے۔ مولانا علی شیر خد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کبھی زکوٰۃ فرض ہی نہیں ہوئی۔ آپ کی زندگی فقر و فاقہ میں گزری۔ (تحفۃ الوداعین)

(۷۲) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان پودا لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اور اس میں سے پرندے یا انسان جو کچھ بھی کھا لیتے ہیں وہ اس کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے۔ (تحفۃ الوداعین)

(۷۳) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: بہترین صدقہ وہ ہے جو آدمی کوئی رہنے دے۔ (تحفۃ الوداعین)

(۷۴) رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صدقہ قطر صرف چھو بارہ منہ اور جو تھہ۔ گیسوں نہ تھ۔ گیسوں کی شروعات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دور سے ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۵) صوفیائے کرام فرماتے ہیں جو چاہتا ہے کہ فرشتوں کے ساتھ ٹہے وہ مہربانی میں سورج کی طرح، پردہ پوشی میں رات کی طرح، عاجزی میں زمین کی طرح، بردباری میں

میت کی طرح اور سخاوت میں جاری نہر کی طرح رہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۶) حضرت ابو الدھدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار سرکارِ جلیل اللہؐ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس دو باغ ہیں اگر ان میں سے ایک صدقہ کر دوں تو کیا مجھے اس جیسا باغ جنت میں ملے گا؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: میرے ساتھ میری بیوی اس صدقات بھی اس باغ میں ہوگی؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: میرے بچے بھی میرے ساتھ ہوں گے؟ فرمایا: ہاں۔ حضرت ابو الدھدان نے ان میں سے بہترین باغ حلیہ خیرات کر دیا۔ اس میں چھ سو درخت تھے۔ ان کے بال بچے اسی باغ میں رہتے تھے۔ آپ اس باغ کے دروازے پر پہنچے اور بیوی بچوں کو آواز دی: اے صدقات کی ماں! یہاں سے نکل چلو میں سنہ یہ باغ رب کے ہاتھ بیچ دیا۔ اب یہ ہمارا نہ رہا اس پاک بیوی نے کہا: مبارک ہو کہ تم نے بہترین گاہک کے ہاتھ بڑے سی نقد کا سودا کیا۔ (تفسیر کبیر)

(۷۷) غرض حسن اردو میں اسے کہتے ہیں جس کا قرض لینے والے پر تقاضہ نہ ہو اگر وہ دیدہ تدفیکہ و نہ معاف۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۸) بزرگوں کا کہنا ہے کہ ہر فریق کا مصرف الگ الگ ہے۔ صدقات کا مصرف فقرا و یتیم کا مصرف رشتہ دار اور اہل قرابت جان کا مصرف جہاد کا میدان سائنس کا مصرف ذکرِ رُحمن اور ساری نیکیوں کا مصرف اللہ و رسول کی رضا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۹) مکتول شاہی کہتے ہیں کہ صدقہ کرتے وقت جہنم رب سے درخوست کرتا ہے کہ مولا مجھے شکر کے حمد سے کی اجازت دے کہ امت محمدیہ میں سے ایک شخص مجھے سے آج آزاد ہو اے تکہ مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ سے حیا آتی ہے کہ ان کے امتی کو جلاؤں مگر تیری طاعت ضروری ہے۔ (تفسیر روح البیان)

(۸۰) حضرت تاج جو سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں اور مامور شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد و شیخ ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو دوستوں سے کہا کہ میری چار پائی کی جگہ کھودو۔ جگہ کھودی گئی تو وہاں ایک منکا نکلا جس میں بیس ہزار درہم تھے۔ فرمایا

کہ میرے فن کے بعد انھیں خیرات کر دینا۔ لوگوں نے پوچھا: یہ مال کیسا ہے۔ فرمایا: میں نے اللہ کے حقوق اور بیوی کے حقوق کبھی نہ مارے مگر یہ مال اس لیے جمع رکھا کہ میرے دل کو سکون رہے۔ اس کے ذریعے زکوٰۃ دینا رہوں اور وقت پڑنے پر کسی کے سامنے ہات نہ پھیلانا پڑے۔ اب جبکہ یہ تین چیزیں ختم ہو رہی ہیں تو اسے رب کے چنک میں جمع کر دینا۔ (تفسیر روح المعانی)

(۸۱) غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو چندہ دینے کا حکم دیا تاکہ جہاد پر خرقی ہو۔ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سارا مال یہاں تک کہ سوئی دھاگا بھی لے کر حاضر ہوئے جس کی مالیت چار ہزار درہم تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سارے مال کا آدھا لے کر حاضر ہوئے۔ جب حضور انور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: تم نے گھروالوں کے لیے کیا چھوڑا؟ عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول گھروالوں کے لیے کافی ہے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تم نے گھر میں کیا چھوڑا تو عرض کیا کہ اتنی ہی جتنا یہاں حاضر کیا۔ فرمایا: تم دونوں میں وہی فرق ہے جو تمہارے گھسوں میں فرق ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار خازیوں کو جہاد کا سامان دیا جس پر دس ہزار دینار خرقی کیے اور ایک ہزار دینار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کیے۔ اس کے علاوہ تین اونٹ ان کے سامان کے ساتھ اور پچاس گھوڑے بھی پیش کیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عثمان! تم جو چاہو کرو تم جنتی ہو چکے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار ہزار درہم لائے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے آدھے یہاں لایا آدھے گھر رکھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو رہے اور جو گھر چھوڑے اللہ دونوں میں برکت دے۔ ان کے مال میں اتنی برکت ہوئی کہ کچھ روایتوں میں ہے کہ ان کی چار بیویاں تھیں۔ ان کی وفات کے بعد انھیں آٹھواں حصہ میراث ملی تو ایک بیوی کے حصہ میں اسی ہزار درہم آئے۔ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سو سو قحج بکھوریں لائے۔ ایک سو ساٹھ ساخ اور ایک ساخ ساڑھے چار سیر کا۔ مگر حضرت بوعقیل

انساری جن کا نام محبوب یا سہل بن رافع ہے وہ ایک ساحل بھوری لائے اور بوسے زیار سوس اللہ ۱۳ رات میں نے باغ میں پانی دینے کی مزدوری کی۔ رات بھر کی مزدوری وہ ساحل بھوری ہو گئی۔ ایک ساحل میں نے گھر پر چھوڑ دیں ایک ساحل یہاں لے آیا ہوں۔ حضور انور ﷺ نے ان کے اس معمولی صدقہ کی ایسی قدر فرمائی کہ فرمایا: ان بھوروں کو سارے جمع شدہ مال پر چھڑک دو تاکہ یہ سب میں شامل ہو جائیں۔ (تفسیر روح البیان، تفسیر روح المعانی، نئی زون تفسیر کبیر وغیرہ)

(۸۲) ایک بار رسول اعلیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے گھر کھانا نہ تھا۔ آپ نے مجبور ہو کر حضرت ابی بنی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قمیص چھ درہم میں فروخت کر دی۔ پیسے لے کر آئی رہے تھے کہ کوئی سائل مل گیا۔ سب درہم اسے عطا فرما دیے۔ آگے بڑھے کہ ایک شخص اونٹنی بیچتا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے ادھار خرید لی۔ لے کر چلے ہی تھے کہ ایک خریدار مل گیا جس نے بہت نقد سے خرید لی۔ آپ نے چاہا کہ قرض خواہ کا قرض ادا کر دیں۔ بازار میں بہت تلاش کیا مگر نہ پایا۔ تب آ کر یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: سائل جنت کے مالک رضواں تھے اور بیچنے والے حضرت میکائیل علیہ السلام اور خریدار حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ (تفسیر روح البیان)

(۸۳) امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک زمین کی ہر پیداوار پرزکوۃ واجب ہے چاہے پیداوار تھوڑی ہو یا بہت چاہے سڑنے پکنے والی ہو یا باقی رہنے والی۔ ہذا شدہ پھل تر کاریوں میں مذکور کو واجب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۴) کرکرائے کی جگہ میں کھیتی کی کئی توجیح والے پرزکوۃ ہے نہ کہ زمین کے مالک پر۔ یعنی جس کی پیداوار سی پرزکوۃ۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۵) نذر پوری کرنا فرض ہے شرط یہ ہے کہ اللہ کے لیے ہو اور جنس واجب سے ہو یعنی ایسی چیز کی نذر مانے جو شریعت میں واجب ہے جیسے نماز، روزہ، حج، قربانی وغیرہ۔ ایسا کے نام کی نذر ایسے ہی غیر واجب کام کی نذر کا پورا کرنا واجب نہیں جیسے مسجدوں میں چراغ

جد نے کی نذر وہاں جہاز دینے کی نذر یا کسی دلی کے آستانے تک پہنچا سفر کرنے کی نذر کہ
یہ کام شریعت میں کہیں واجب نہیں ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۶) عام فقیروں کے مقابلہ میں غریب علما دین کے طالب علم اور مدرسین کو خیرات
دینا افضل ہے جنہوں نے اپنے کو دینی خدمت کے لیے وقف کر دیا ہے۔ اگر ان کی خدمت نہ
کی گئی اور وہ روزی روٹی کے لیے مجبور ہوئے تو دین کا سخت نقصان ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۷) حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: جو مسلمان بھیک نہ مانگے گا جہدِ سرے میں
اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔ (مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ)

(۸۸) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس ہزار دینار (گھ بھگ
ایک لاکھ روپے سے زیادہ) خیرات کیے۔ دس ہزار دینار دن میں دس ہزار دینار رات میں
دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار کھلم کھلا۔ (بیضاوی مدارک)

(۸۹) گروہی رکھی ہوئی چیز کی زکوٰۃ کسی پر نہیں۔ کیونکہ مالک کا اس پر قبضہ نہیں اور
قرض خواہ کی اس پر ملکیت نہیں۔ ہاں جب گروہی رکھنے والا اپنا مالی چھڑا لے تب اس پر
پچھلے سالوں یعنی قرض کے زمانے کی زکوٰۃ بھی واجب ہوگی مگر قرض الگ کر کے۔ (تفسیر
نعیمی)

(۹۰) اگر سید کسی غیر سید عورت سے نکاح کر لے تو اواد سید ہے کہ انھیں زکوٰۃ لینا حرام ہے
اور اگر غیر سید کسی سید عورت سے نکاح کر لے تو اواد سید ہوگی انھیں زکوٰۃ حلال۔ سید کی اواد ہر
حال میں سید ہے چاہے اونٹنی سے ہو یا غیر سید عورت سے۔ (احکام القرآن)

(۹۱) کعب احبار سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
بہار ہو گئیں۔ حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم نے ان سے پوچھا کہ دنیا کی چیز اس میں سے
تھکھ رادل کس چیز کو چاہتا ہے؟ جواب دیا: اتار کو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دیر کے لیے
سوتیل میں پڑے کیونکہ ان کے پاس کوڑی پیسہ نہ تھا۔ پھر بازار میں آئے اور ایک درہم
ادھار لے کر اتار خرید اور گھر کی طرف چل دیے۔ راستے میں ایک بیمار دی کو سڑک پر پڑا

دیکھا۔ آپ ٹھہر گئے اور اس سے پوچھا: تیرا اولیٰ کس چیز کو چاہتا ہے؟ اس نے کہا: سے علیٰ میں پانچ رو سے یہاں پڑا ہوں بہت سے آدمی میرے پاس سے گزرے مگر کسی نے میری طرف نگاہ نہ کی۔ میرا دل انا رکھانے کو چاہتا ہے۔ حضرت علیؑ اپنے دل میں کہنے لگے کہ اگر میں اسے انا رکھ دوں تو فاطمہ محروم رہی جاتی ہیں اور اگر منع کروں تو اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے جو فرمایا ہے کہ سائل کو نہ جھڑکو۔ چنانچہ آپ نے انا توڑ کر اس بیمار کو کھلایا اور وہ اسی وقت تندرست ہو کر اٹھ بیٹھا۔ ادھر صدقہ کی برکت سے بی بی فاطمہ کو صحت حاصل ہوئی۔ حضرت علیؑ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم شرمائے ہوئے گھر میں داخل ہوئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انھیں دیکھ کر کھڑی ہوئیں۔ حضرت علیؑ نے انھیں سارا ماجرا سنایا۔ وہ بولیں: آپ غمگین کیوں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عزت و جلال کی قسم ادھر آپ نے اس بیمار کو انا رکھ لیا، ادھر میرے دل سے اس کی خواہش جاتی رہی۔ حضرت علیؑ اس بات سے بہت خوش ہوئے۔ اتنے میں کسی نے زنجیر کھنکھائی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: کون؟ جواب آیا: سلمان فارسی۔ ذرا دروازہ کھولے۔ آپ نے دروازہ کھولا۔ دیکھا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں کپڑے سے ڈھکا ہوا ایک تھاں ہے۔ سلمان نے وہ تھاں حضرت علیؑ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت علیؑ نے پوچھا: یہ کہاں سے آیا؟ سلمان نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ رسول کو اور رسول کی طرف سے آپ کو یہ بھیج دیا ہے۔ کپڑا اٹھا کر دیکھا تو نو انا تھے۔ اس وقت حضرت علیؑ نے فرمایا: کیا اگر یہ ہر یہ اللہ کی طرف سے ہوتا تو دس انا ہوتے کیونکہ اللہ کا قول ہے کہ جو ایک نیک کرتا ہے اسے دس ملّا سرتی ہیں۔ سلمان یہ سن کر ہنس پڑے اور اپنی آستین میں سے ایک انا نکال کر تھاں میں رکھ دیا اور بولے: اے علیؑ اللہ کی قسم انا تو دس ہی تھے لیکن میں نے آپ کا امتحان لینے کی نیت سے ایک چھپا لیا تھا۔ (روضة المتقین)

(۹۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی طرف سے اور اپنے گھر سے ہواؤں کی طرف سے صدقہ دینا سوچا ہے ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو قرآن مجید کی ایک آیت سکھا دیا کرو اور اگر یہ بھی معلوم نہ ہو تو مغفرت اور رحمت کی دعا مانگا کرو کیونکہ اللہ

تعالیٰ نے قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (حیاء القلوب)

(۹۳) صدقہ چار طرح کا ہے: ایک کے بدلے دس گنا ثواب ملتا ہے دوسرے کے

بدلے ستر حصے تیسرے کے بدلے سات سو حصے چوتھے کے بدلے سات ہزار۔ پہلا صدقہ یہ ہے کہ فقیروں کو کچھ دیدیا جائے۔ دوسرا صدقہ یہ ہے کہ اپنے محتاج رشتہ داروں کو دے۔ تیسرا یہ کہ اپنے محتاج بھائی کو دے۔ چوتھا یہ کہ طالب علم کی نذر کرے۔ (تحفۃ الاولیاء عظمین)

(۹۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی کہ ایک نبی نے عرض کیا:

الہی مومن بندے پر جو تیرا فرماں بردار اور گناہوں سے دور رہتا ہے زیادہ مصیبتیں کیوں پڑتی ہیں اور کافر جو مافران اور سر اسر گناہگار ہے اکثر بلاؤں سے محفوظ کیوں رہتا ہے اور اس پر دنیا کیوں فراخ روئی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی مازل کی کہ بندے بھی میری ملک ہیں اور بدل بھی۔ مومن کے ذمہ کچھ تناہ ہوتے ہیں اس لیے میں اس سے دنیا سمیٹ کر کسی بدل میں ڈال دیتا ہوں تاکہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور کافر کچھ نیکیاں کر لیا کرتا ہے۔ اس کے صلہ میں اس کی روزی فراخ کر دیتا ہوں اور بلائیں دفع کر دیتا ہوں تاکہ قیامت کے دن گناہوں کی پوری سزا دوں۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبر تین طرح کا ہوتا ہے: ایک مصیبت پر دوسرا

حاجت پر اور تیسرا مصیبت پر۔ پہلا کو تین سو درجے دوسرے کو چھ سو درجے اور تیسرے کو نو سو درجے ملیں گے۔ ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہوگا جتنا آسمان اور زمین یا ساتویں زمین سے پہلی زمین یا پہلی زمین سے عرش کے بیچ فاصلہ ہے۔ (تحفۃ الاولیاء عظمین)

(۹۶) قرآن مجید میں ستر یا پچھتر جگہ صبر کا ذکر آیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کا اپنی بیوی سے مباشرت کرنا بھی

صدقہ ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کوئی شخص اپنی بیوی سے مباشرت کرے گا اور اسے اجر بھی ملے گا؟ فرمایا: اگر وہ حرام مباشرت کرنا تو کیا وہ گناہگار نہ ہوتا۔ اسی طرح وہ بیکر مباشرت کرنے پر اجر کا مستحق ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۸) قسبائے کرام نے نصاہت کی جو کافر اہل حرب میں سے تھے وہوں بلکہ ان کی ہوں ان کے لیے صدقات جائز ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۹) ایک شخص نے جنگل میں دیکھا کہ ایک کتا پیاسا ہے پیاس کے مارے دم نکالا جا رہا ہے۔ اس نے ٹوپی کو ڈول بنایا اور غلامہ کو رزی اور ایک کنویں سے پانی کھینچ کر کتے کو پلایا۔ اس کی جان بچ گئی۔ اس زمانے کے بغیر کو حکم ہوا: جاؤ اس شخص سے کہو ہم نے تیرے سارے گناہ معاف کیے تیری خیرات ہمیں پہنچائی۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۰۰)۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس دین کی خدمت کے لیے چندہ ہو رہا تھا۔ ماں دار سیکھڑوں روپے لارہے تھے۔ ایک شخص دو سیر گیہوں آیا۔ لوگ ہنسنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہنسنے کی کیا بات ہے؟ تم نے اپنی حیثیت کے مطابق دیا اور اس نے اپنی حیثیت سے۔ اس کی غریبی کی وجہ سے سب سے پہلے اسکی خیرات مقبول ہوئی۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۰۱) خیرات جیسے مال کی ہوتی ہے ایسے ہی اور طہارت کی بھی ہوتی ہے: کسی نے کوئی اچھی بات کہی جیسے خود بھی نیک کام میں چندہ دیا اور دوسروں سے بھی چندہ دینے کو کہا تو اس کی یہ نیک بات بھی خیرات میں گنی جائے گی۔ دو شخصوں میں انصاف کرنا یا کسی کی مدد کرنا بھی خیرات ہے۔ کلہ شریف کا ذکر کرنا مسجد کی طرف نماز کے لیے جانا بھی خیرات ہے۔ راستے سے تکلیف دینے والی چیز دور کرنا بھی خیرات ہے۔ جتنے نوافل ہیں چاہے نماز ہو یا روزہ ہو یا کچھ اور سب خیرات ہے۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۰۲) ترمذی شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن میں دو حصلتیں جمع نہیں ہوتیں: ایک بخل دوسری بد خلقی۔ (تفسیر نعیمی)

سویہاں باب: حسن سلوک صلیبی منقون و عباد

(۱) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ

ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں ہی اللہ ہوں اور میں ہی رحمن ہوں۔ میں نے رحم (رشتہ داری) کو پیدا کیا۔ میں نے اس کا نام اپنے نام سے نکالا ہے۔ جو سے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو اس سے قطع تعلق کرے گا میں بھی اسے کٹے کٹے کر دوں گا۔ (ترمذی)

(۲) اللہ کے رسول ﷺ وحی الہی سے سرفراز ہونے سے پہلے ہی صلہ رحمی پر عمل پیرا تھے۔ اس کا ثبوت ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گواہی ہے کہ غار حرا میں حضرت جبریل صلیا اسلام نے آ کر حضور ﷺ کو پہلی وحی سنائی اور نبوت کا بار آپ پر ڈال گیا۔ اس کی وجہ سے آپ ﷺ پر اضطرابی کیفیت طاری تھی آپ گھر تشریف لائے درجہ اقدس پر بیٹھا یا تھا اس سے ام المومنین کو آگاہ کیا اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ اس وقت آپ کو تسلی دیتے ہوئے ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ نے جو باتیں کہیں وہ یہ تھیں: ہرگز نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رنجیدہ نہیں کرے گا کیونکہ آپ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں بے سہاراں کا سہارا بننے ہیں محتاجوں کے لیے کھاتے ہیں مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں۔ (بخاری)

(۳) صبح حدیبیہ (من چہ جبری) کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مختلف مدطین کے پاس خطوط ارسال کیے جن میں انھیں اسلام کی دعوت دی۔ جب آپ کا نام مبارک ہر قل کے پاس پہنچا تو اس نے آپ ﷺ کے بارے میں جاننے کی غرض سے اپنے درباریوں سے کہا کہ مکہ کے کسی آدمی کو دربار میں پیش کرو۔ انھوں نے ابوسفیان کو پیش کیا جو اس وقت تک یدین نہیں لائے تھے۔ ہر قل نے ان سے بہت سے سوالات کیے جن میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ تمہارے نبی تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ ابوسفیان نے جواب دیا: ہمیں نماز، زکوٰۃ، صدقہ، اور پاک دامنی کا حکم دیتے ہیں۔ (مسلم)

(۴) سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں اسلام کے جملہ اصول و آداب بیان کیے گئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کی خدمت

میں حاضر ہوں۔ یہ آثارِ نبوت کا زمانہ تھا۔ میں نے عرض کیا: آپ کیا ہیں؟ فرمایا میں نبی ہوں۔ میں نے عرض کیا: نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا چیز دے کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے رشتوں کو جوڑنے اور بتوں کو توڑنے کے لیے بھیجا ہے اور اس بات کے لیے بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ (مسلم)

(۵) سیدنا ابو انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول مجھے ایسا عمل بتائیے جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو، روزہ کو قیام اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ (بخاری)

(۶) سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی سلطان پر غصہ ہو اور ہو تو سمجھ لو کہ شیطان اس پر مسلط ہو گیا ہے۔ (احمد کبیر)

(۷) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جانتے ہو کہ تعبیت کیا چیز ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ و رسول ہی بہتر جانتے۔ فرمایا: کسی کا اپنے بھائی کے متعلق ایسی بات بیان کرنا جو اسے ناگوار ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا: اگر واقعی اس میں وہ بات موجود ہو جو میں کہتا ہوں؟ فرمایا: تم جو کچھ کہو اگر وہ واقعی اس میں موجود ہے تو یہ غیبت ہوگی اور اگر اس میں وہ بات نہ ہو تو یہ بہتان ہوگا۔ (ابوداؤد ترمذی)

(۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (م المؤمنین) کی مذمت کے لیے تو ان کا پتہ تو بتانا ہی کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو وہ اسے بھی گمراہ کر دے گی۔ (ابوداؤد ترمذی)

(۹) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بدترین ربا (سود) کسی مسلمان کی عزت پر حملہ کرنا ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۰) سرکارِ علیہ السلام کا ارشادِ نرانی ہے: چغندر خورِ جنت میں نہیں جائے گا۔ (شیخین، ابو

داؤد، ترمذی)

(۱۱) حضور ﷺ نے ایک کبوتر باز کو سی کبوتر کے پیچھے جاتے دیکھ کر فرمایا: شیطان

کے پیچھے شیطان لگا ہوا ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۲) جو شخص کسی ذی روح پر نشانہ بازی کی مشق کرے اس پر رسول اللہ ﷺ نے

لعنت فرمائی ہے۔ (شیخین، نسائی)

(۱۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن نہ لعن طعن کرتا ہے نہ بے حیائی نہ فحش

گوئی۔ (ترمذی)

(۱۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو گالی دینا فسق اور اس سے جنگ کرنا کفر

ہے۔ (شیخین، ترمذی، نسائی)

(۱۵) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کو قاصق کہا جائے اور وہ دراصل ایسا نہ ہو تو یہ

الفاظ پست کہنے والے ہی پر آئیں گے۔ (بخاری، شریف)

(۱۶) جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے اور آسمان

کے دروازے اس لعنت کو روکنے کے لیے بند ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ زمین کی طرف آتی ہے تو

زمین کے دروازے بھی اس کے لیے بند ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ دائیں بائیں جاتی ہے اور

جب اسے کوئی ٹھکانہ نہیں ملتا تو اس کی طرف جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے۔ اگر وہ واقعی

اس کا مستحق ہو تو قبہا اور نہ لعنت کرنے والے پر چٹ جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۷) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مصافحہ کیا کرو اس سے باہمی رنج دور ہو جاتے ہیں اور

ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرو اس سے باہمی محبت قائم رہتی ہے اور کینہ دور ہوتا ہے۔

(ماہک)

(۱۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ

کرے اور نیک باتوں کا حکم نہ دے اور بری باتوں سے نہ روکے۔ (ترمذی)

(۱۹) حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خلق اس کو کہتے ہیں کہ جہانے بخلق کا اثر نہ ہو۔ (نجات الانس)

(۲۰) حضرت ابو الحسن غرکانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کے دل میں خدا کی محبت نہیں ہوتی جو خلق اللہ پر شفقت نہیں کرتا۔ (نجات الانس)

(۲۱) حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے ہیں اور جو شام کے وقت عیادت کرتا ہے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے صبح تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو وہ رحمت کے دریا میں غوطہ زن ہوتا ہے اور جب بیخود ہوتا ہے تو غریق دریائے رحمت ہو جاتا ہے۔ (احمد نایک)

(۲۲) حضرت احمد خضر یہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مسٹر شمدین سے بطور ہدایت فرمایا: جس کا خلق جتنا زیادہ اچھا ہے اتنا وہ اللہ سے قریب ہے۔ (مذکرۃ اولیائے)

(۲۳) حضرت ابوقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خلق شامل ہے سخاوت، امانت، نصیحت اور شفقت پر۔ (احیاء العلوم)

(۲۴) حضرت ابو العباس احمد بن محمد بسمل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی کا مرتبہ نماز روزہ سے بلند ہونے پر امت اور مجاہدات کی زیادتی سے بلکہ عمدہ اخلاق سے۔ (طبقات الکبریٰ)

(۲۵) حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: قیامت کے دن تم میں سے اسی شخص کو مجھ سے قریب جگہ ملے گی جو زیادہ خوش خلق ہو گا۔ (طبقات الکبریٰ)

(۲۶) نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: کسی مسلمان کی بے عزتی یا بے حرمتی ہو رہی ہو اور دوسرا مسلمان اس کی مدد نہ کرے تو دوسرے موقع پر جب کہ اسے مدد کی ضرورت ہوگی تو

اللہ تعالیٰ اس کی کوئی مدد نہ کرے گا اور جب کسی مسلمان کی بے عزتی یا بے حرمتی کے وقت دوسرا مسلمان اس کی مدد کرے گا تو دوسرے موقع پر جب خود اسے مدد کی ضرورت ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کی امداد فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

(۲۷) نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے کسی بھائی کی آبرو کی مدافعت کرے گا اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کے چہرے سے آگ کو دور کر دے گا۔ (ترمذی)

(۲۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہدایت کے بعد وہی قوم غم راہی کی طرف آتی ہے جس میں جھگڑے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

(ترجمہ) اے رسول! یہ لوگ محض جھگڑنے کے لیے آپ پر ضرب المثل چسپاں کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔ (ترمذی)

(۲۹) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت وہ لوگ ہیں جو جھگڑنے میں سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ (شیخین ترمذی نسائی)

(۳۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے ہدایت میں جاتا دیکھ کر چھوڑ دیتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرمائے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ بروز حشر اس کی تکلیف دور فرمائے گا اور جو اس کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ایک روایت میں ہے: جو شخص کسی مظلوم کے ساتھ چل کر جائے اور اس کا حق ثابت کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے اس دن ثابت قدم رکھے گا جس دن بہت سے قدم پھسل جائیں گے۔ (شیخین ترمذی)

(۳۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حشر کے دن تین طرح کے دمیوں کا میں مخالف ہوں گا: ایک وہ شخص جو مجھ سے کوئی معاہدہ کرے پھر عید شعی کرے۔ دوسرے وہ جو کسی آزد کو بیچ کر اس کے دام کھا جائے اور تیسرے وہ جو کسی مزدور سے معاملہ طے کرے اس سے منت تو پوری ہے مگر اس کی اجرت پوری نہ دے۔ (بخاری شریف)

(۳۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بھی غیرت مند ہے اور مومن بھی غیرت مند ہوتا ہے اور مومن کا حرام کام کرنا خود اللہ تعالیٰ کے لیے بھی باعث غیرت ہے۔ (شیخین، ترمذی)

(۳۳) حضور انور ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی دو ٹانگوں کی درمیان کی چیز (شرم گاہ) کی اور دو چیزوں کے درمیان والی شے (زبان) کی ضمانت دے میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری شریف، ترمذی)

(۳۴) حدیث میں ہے کہ جو شخص دعوت و لہجہ میں بلایا جائے اور نہ دے وہ لہجہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور جو شخص بلایا جائے وہ داخل ہوتے وقت چور اور لکھے وقت ڈاکو ہوتا ہے۔ (شیخین، ابوداؤد، ترمذی)

(۳۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کانوں کا زنا شہوانی گفتگو سننا ہے بات کا زنا اُھر بڑھنا ہے اور پاؤں کا زنا اُھر چلنا ہے۔ (شیخین)

(۳۶) حضور ﷺ یہ شعر پڑھا کرتے تھے: اے اللہ! تیری مغفرت تو بے ہی بڑے گناہوں کے لیے ورنہ چھوٹے گناہوں کے ارغلب سے تیرا کون بندہ بچ سکتا ہے؟ (ترمذی)

(۳۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے اچھائی کی امید رکھتا رہے گا میں تیرے گناہوں کی پوشش کرتا رہوں گا خواہ وہ کوئی سا بھی گناہ ہو۔ اے بنی آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک بھی پہنچ جائیں اور تو مجھ سے مغفرت کا طلب گار ہو تو مجھے پروا نہ ہوگی اور میں تیری مغفرت کروں گا۔ خواہ وہ ایسا ہی گناہ ہو اور اگر وہ ارض کے برابر بھی تو گناہ کا بوجھ لے کر میرے پاس آئے بشرطیکہ تو نے کسی کو میرا شریک نہ کیا ہو تو مجھے پروا نہ ہوگی بلکہ اسی مقدار کے مطابق برابر مغفرت عطا کروں گا۔ (ترمذی)

(۳۸) ایک شخص تھا جس نے اپنے اوپر (گناہ کر کے) بڑی زیادتیاں کی تھیں۔ جب اس کا آخری وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی: جب میں مر جاؤں تو مجھے جد کر

جنگی میں بار یک بیس ڈالنا اور ہوا میں اڑا دینا کیونکہ مجھ پر اگر اللہ نے قابو پالیا تو مجھے ایسی سزا دے گا جو کسی کو بھی سزا دی ہوگی۔ جب وہ مر گیا اور اس کی وصیت پوری کر دی گئی تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ وہ تمام ذرے جو تیرے اندر ہیں یک جا کر لے۔ جب زمین نے تعمیل حکم کی تو وہ مردہ سارے حاضر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا: تو نے ایسی وصیت کیوں کی تھی؟ اس نے عرض کیا: سو! صرف تیرا خوف تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما ہی دی۔ (شیخین موطا ساقی)

(۳۹) حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے حضور ﷺ کو منبر پر یہ آیت تلاوت کرتے سنا (ترجمہ) خدا ترس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اگرچہ خدا ترس نماز اور چوری کر چکا ہو؟ حضور ﷺ نے دوسری بار یہی آیت پڑھی۔ میں نے پھر وہی سوال کیا اور حضور ﷺ نے تیسری بار یہی آیت تلاوت فرمائی۔ میں نے پھر یہی سوال کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں ہاں اگرچہ ابو درداء کو ناگوار ہو۔ (احمد تفسیر کبیر)

(۴۰) حضور ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! تقویٰ کو اپنی تجارت بنا لو تو تمہارے پاس بنامال اور بنا دوکان رزق آئے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے: جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے سبیل پیدا فرما دے گا اور وہاں سے رزق پہنچائے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔ (حدیث شریف)

(۴۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ایک ایسے دور میں ہو کہ اگر کوئی شخص حکام الہی کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دے تو برباد ہو جائے۔ پھر وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اگر کوئی حکام الہی کے دسویں حصے کے برابر بھی غصا کرے تو اس کی نجات ہو جائے گی۔ (حدیث شریف)

(۴۲) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! میں مظلوم کی تو مدد کر سکتا ہوں لیکن یہ فرمائیے کہ ظالم کی مدد کس طرح ہوگی؟ فرمایا اسے ظلم سے روک دو یہی اس کی مدد ہے۔ (بخاری شریف)

(۴۳) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر مقابلے پر آ جاتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جاتے ہیں۔ میں نے یا کسی اور نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! ایک تو قاتل ہو ایکن مقتول کا کیا قصور؟ فرمایا: اس نے بھی تو اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ (حدیث شریف)

(۴۴) سرکار ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو گا وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے کہا: انسان تو یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا پڑ جو تا اچھا ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ یہ تکبر نہیں بلکہ انکار حق اور لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا تکبر ہے۔ (مسلم، ابوداؤد و ترمذی)

(۴۵) صی ہر اس کی نظر میں حضور ﷺ سے زیادہ کوئی محبوب تھا لیکن جب حضور ﷺ کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے تھے اس لیے کہ انہیں علم تھا کہ حضور ﷺ اسے پسند نہیں فرماتے۔ (ترمذی)

(۴۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ وہ اس کے لیے تعظیماً کھڑے ہو جائے تو میں اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

(۴۷) ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! بعض اوقات انسان چھپا کر نیک عمل کرتا ہے لیکن جب وہ ظاہر ہو جاتا ہے تو اسے خوشی ہوتی ہے۔ یہ ریا کاری تو نہیں؟ فرمایا: اس کے لیے دو ہر اجر ہے۔ ایک پوشیدہ رکھنے کا اور دوسرا ظاہر ہو جانے کا۔ (ترمذی)

(۴۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اکابر الکبار یعنی سب سے بڑے ستاروں کی نشان دہی نہ کروں؟ یہ تین بار دوہرانے کے بعد فرمایا: یہ ستارہ ہیں: اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا اور والدین کی نافرمانی اور سن اور جمہوئی گواہی اور جمہوئی بیان بھی۔ حضور ﷺ اس وقت ٹپک گئے ہوئے تھے پھر اٹھ بیٹھے اور اس کی (یعنی جمہوئی گواہی اور جمہوئی بیان کی) تین بار تکرار فرماتے رہے کہ لوگ دل میں سمجھ گئے کہ کاش حضور ﷺ اب بس فرمائیں۔ (شیخین)

(ترمذی)

(۴۹) ایک شخص نے حضور ﷺ سے کہا: (بڑے گناہوں) کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کون کون سے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ جو ہیں۔ (۱) شرک۔ (۲) سحر۔ (۳) قتل۔ (۴) سود خوری۔ (۵) قیم کا مال کھانا۔ (۶) جہاد کے موقع پر فرار اختیار کرنا۔ (۷) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (۸) والدین کی نافرمانی کرنا۔ (۹) کعبۃ اللہ میں خلاف حرمت کام کرنا جو زندوں کے ذریعے یا مردوں کے۔ (رزین)

(۵۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں جو کسی کے اندر اکٹھی ہوں تو وہ منافق ہوتا ہے اور اگر کسی میں ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے ترک کر دے۔ وہ یہ ہیں: (۱) جب اہل امن بنایا جائے تو خیانت کرے۔ (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) جب معاہدہ کرے تو عہد شکنی کرے۔ (۴) جب جھگڑے تو حد سے تجاوز کر جائے۔ (مالک)

(۵۱) اہل اومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حدیث جہالت جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ کیا اس کے یہ اعمال اسے کچھ نفع پہنچائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں! کیونکہ اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا: اے میرے سابقہ مت کدوں میرے گناہ بخش دے۔ (مسلم شریف)

(۵۲) سرکار علیہ السلام نے فرمایا: دین نامہ ہے یہی خواہی گا۔ لوگوں نے پوچھا: کس کی یہی خواہی گا؟ یا رسول اللہ؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اس کی کتاب کی اور اولی الامر کی۔ اور مسلمان تو دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ نہ اس کی مدد سے پہلو تھپاتا ہے نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اس پر ظلم کرتا ہے۔ تم میں ہر شخص دوسرے کا آئینہ ہے لہذا جب اسے تکلیف میں دیکھو تو اسے دور کرے۔ (ترمذی)

(۵۳) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن مومن کے لیے ایسی عمارت ہے جس کا ایک جزو دوسرے سے مضبوط بن جائے۔ حضور ﷺ نے یہ محکم فرماتے ہوئے اپنے ایک بچے

کو دوسرے پہنچے میں ڈال لیا۔ (شیخیں ترمذی)

(۵۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کو بدایت کی طرف دعوت دیتا ہے اس کا اجر دیا ہی ہے جیسے اس پر عمل کرنے والے کا بغیر اس کے کہ عمل کرنے والے کے جرم میں کوئی کمی واقع ہو اور جو کسی گمراہی کی طرف دعوت دے اس کا تناہ بھی دیا ہی ہے جیسے اس پر عمل کرنے والے کا۔ بغیر اس کے کہ عمل کرنے والے کے بوجھ میں کوئی کمی نہ ہو۔ (شیخیں ابو داؤد ترمذی)

(۵۵) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: باہمی یگانگت، محبت و رحمت اور لطف و کرم میں اہل ایمان کی مثالیں ایک جسم کی طرح ہے کہ اگر ایک عضو میں کوئی تکلیف ہو تو سارا جسم ہی شب بیدار ہو گا اور ہمارے اس کا شریک ہو جاتا ہے۔ (شیخیں)

(۵۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے محبت رکھتا ہو تو سے تعلقنا چاہیے کہ جس قدر سے محبت کرتا ہوں۔ (ابو داؤد ترمذی)

(۵۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدترین خصلت والہ وہ شخص ہے جو حریص اور بے صبر ہو یا بزدل اور بے حیا ہو۔ (ابو داؤد)

(۵۸) حضور انور ﷺ نے فرمایا: دنیا باز آنکھوں اور احسان جتانے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (ترمذی)

(۵۹) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اپنے دوست سے عداوت کے ساتھ محبت نہ کرو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی روز تمہارا دشمن ہو جائے اور اپنے دشمن سے دشمنی بھی اعتداں کے ساتھ رکھ سکتا ہے کسی روز وہ تمہارا دوست ہو جائے۔ (ترمذی)

(۶۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی ہے کہ تم سب یہاں تک رہو یہاں تک کہ کوئی ایک دوسرے پر نہ زیادتی کرے اور نہ فقر۔ (ابو داؤد)

(۶۱) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا: میری جڑا ہر محبت کرنے والے لوگ کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے سایہ رحمت میں لوں گا جبکہ میرے

سائے کے سوا کوئی اور سایہ موجود نہیں۔ (مالک، مسلم)

(۶۲) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: بہترین عمل ہے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا اور اللہ

تعالیٰ ہی کے لیے بغض رکھنا۔ (ابوداؤد)

(۶۳) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو نبی یا شہید

تو نہیں مگر نبیاء اور شہداء کو بھی ان کا مرتبہ دیکھ کر رشک آئے گا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول

اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد ہوا: یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں وحدتِ روت کی وجہ سے محبت

رکھتے ہیں نہ رشتہ داری کو اس میں دخل ہوتا ہے نہ مالی لین دین کو۔ خدا کی قسم ان کے چہرے

ہمہ تن نور ہوں گے اور یہ نور پر ہی قائم ہوں گے۔ دوسرے لوگ خوف اور حزن میں مبتلا ہوں

گے اور ان کو کوئی خوف نہ ہو گا۔ پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے: اللہ

کے دوستوں کو کوئی خوف ہو گا نہ کوئی حزن۔ (ابوداؤد)

(۶۴) رسول اللہ ﷺ نے رات کو بھوکا ۳۰ گھنٹے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

اس سے بڑھ چڑھا پا جھڑتا ہے۔ (بخاری، شریف)

(۶۵) حضور انور ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص نے بامیں بات سے کھانا شروع کیا۔

آپ نے فرمایا: سیدھے بات سے کھا۔ وہ بولا: میرا سیدھا بات منہ تک نہیں آتا۔ فرمایا: اب

تک تو آتا تھا اب نئے آئے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۶) نبی کریم ﷺ نے جس طرح زمانہ جاہلیت کی دیگر قبیح رسوم کا قلع قمع فرمایا اسی

طرح متعدد کی حیا سوز رسم کا بھی خاتمہ کر دیا۔ ایک مرد اور عورت کا باہمی رضامندی سے ایک

مقررہ مدت تک ایک متعین رقم کے عوض میاں بیوی کی طرح ایک ساتھ مباشرت کو متعہ کہتے

ہیں۔ غزوہ خیبر کے موقع پر سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہ اعلان کر دیا کہ متعہ حرام ہے۔ (ضیاء النبی

جلد چہارم)

(۶۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو

جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت رکھتا ہوں تم بھی اس سے محبت رکھو۔

پھر جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور وہ آسمان میں پکار رہا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ غرض اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اس کے بعد مقبولیت کا پروانہ زمین پر نازل ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر بتاتا ہے کہ میں فلاں سے بغض رکھتا ہوں تم بھی اس سے بغض رکھو۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے بغض کرنے لگتے ہیں اور آسمان والوں کو نہ اوسے کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے بغض رکھتا ہے تم بھی اس سے بغض رکھو۔ چنانچہ آسمان والے بھی بغض رکھنے لگتے ہیں اور پھر اس کے لیے پروانہ بغض زمین پر نازل ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

(۶۸) ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کے لیے کیا تماری کر رکھی ہے؟ اس نے جواب دیا: اور کچھ تو نہیں بس اتنی سی بات ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ فرمایا: پھر تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے محبت رکھتے ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ کے اس ارشاد سے کہ تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے محبت رکھتے ہو جتنی خوش ہوئی اتنی کسی چیز سے نہیں ہوئی کیونکہ میں حضور سے اور حضرت ابو بکر و عمر سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس جہنمیت کی وجہ سے میرا حشر بھی انھی بزرگوں کے ساتھ ہوگا، اگرچہ میرے قریب ان جیسے نہیں ہیں۔ (شیخیں، ابوداؤد، ترمذی)

(۶۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ضرور ارشاد ہو۔ فرمایا: سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی وہی ہے جو انسانوں کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ پھر فرمایا: کیا میں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے زیادہ قابلِ نفرت کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی: ضرور ارشاد ہو۔ فرمایا: جو انسانوں کی نگاہ میں زیادہ قابلِ نفرت ہے وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی زیادہ قابلِ نفرت ہے۔ (حدیث شریف)

(۷۰) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز بتا دوں جس کا درجہ صوم و صلوٰۃ اور صدقہ سے افضل ہے؟ لوگوں نے عرض کی: ضرور ارشاد ہو۔ فرمایا: ناپا بر صوم رکھنا کیونکہ ہا ہی نسا دیتا ہ کن چیز ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

(۷۱) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: جس وقت میں سفر میں جا رہا تھا اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے جو آخری وصیت فرمائی وہ یہ تھی کہ اے معاذ! لوگوں کے ساتھ اپنے اخلاق اچھے رکھو۔ (موطا امام مالک)

(۷۲) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں مبعوث ہی اسی لیے ہوا ہوں کہ حسن خلق کو کمال تک پہنچاؤں۔ (ابوداؤد)

(۷۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن شخص اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے صائم اشہار اور شب زندہ دار کے درجہ کو پا لیتا ہے۔ (ابوداؤد)

(۷۴) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں اور جو اپنے اہل و عیال پر سب سے زیادہ مہربان ہو وہی ایمان میں بھی سب سے زیادہ کامل ہے۔ (ترمذی)

(۷۵) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! نجات کیا ہے؟ فرمایا: اپنی زبان پر قابو رکھو تمھارا گھر کشادہ رہے اور اپنی خچاؤں پر تسبیح پڑھو۔ (ترمذی)

(۷۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی چیز بھی مومن کی میزان میں زیادہ وزن نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ بے حیا ہے، ہودہ گو سے بغض رکھتا ہے۔ (ترمذی)

(۷۷) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کے لیے آپ اپنی تذلیل کرنا چھا نہیں ہے۔ صی یہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنے آپ کو تذلیل کرنا کیا ہے؟ فرمایا: ایسی زمانہ اشوں کے درپے ہونا جو طاقت برداشت سے باہر ہوں۔ (ترمذی)

(۷۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سال ۱۰ھ میں سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس مضمون کا خط لکھا: مجھے کوئی نصیحت لکھ کر بھیجیں لیکن وہ لمبی چوڑی نہ ہو۔ ماموئیس نے لکھا: اما بعد! میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جو شخص انسانوں کی ناراضی کے مقابلے میں اللہ کی رضا جوئی کرتا ہے تو لوگوں کی سختی دور کرنے کے لیے اللہ کافی ہو جاتا ہے اور جو اللہ کی ناراضی کے مقابلے میں انسانوں کی رضا جوئی کرتا ہے اسے اللہ انسانوں ہی کے حوالے کر دیتا ہے۔ (السلام نیکی۔ (ترمذی)

(۷۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے سب سے زیادہ محبوب اور بروزِ حشر مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو اخلاق میں سب سے زیادہ بہتر ہوں اور میری نگاہ میں سب سے زیادہ مغفوش اور بروزِ قیامت مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ بکواس کرتے ہوں اور خواہ مخواہ کلامِ کطلول دیتے ہوں اور تکبر کرتے ہوں۔ (ترمذی)

(۸۰) سرورِ عالم ﷺ کا ارشاد ہے: ہر (نیکی) حسنِ خلق کا نام ہے اور اثم (گناہ) وہ ہے جو تمہارے دل پر اثر کرے اور تمہیں یہ پسند نہ ہو کہ دوسروں کو اس کا علم ہو۔ (مسلم ترمذی)

(۸۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مومن سادہ دل اور سخی ہوتا ہے اور فاجر دغا باز اور بخیل ہوتا ہے۔ (ترمذی)

(۸۲) حضور انور ﷺ نے فرمایا: حیا ایمان ہی کا ایک حصہ ہے اور ایمان کا انجامِ بہشت ہے۔ نفسِ کلائی بد خلقی ہے اور بد خلقی کا انجامِ ہوزِ خ ہے۔ (مسلم ترمذی)

(۸۳) سرکارِ ﷺ نے فرمایا: بے حیائی جس چیز میں شامل ہوگی اسے معیوب بنا دے گی اور جہاں جس شے میں ہوگی اسے عزتیں کر دے گی۔ (ترمذی)

(۸۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر دین کا ایک خاص اخلاقی مزیق ہوتا ہے۔ اسلام کا اخلاقی قواسم حیا ہے۔ (مالک)

(۸۵) رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: انسان اپنے دوست کے دین (طریقہ

زندگی) پر ہو کرتا ہے اس لیے ہر شخص کو یہ دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔ (ابو داؤد ترمذی)

(۸۶) نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: باہر غنودہ گزرے کام لیا کرو اس سے باہمی کہنے دور ہو جاتے ہیں۔ (الحدیث)

(۸۷) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک ہر روز قیامت سب سے بدتر اسے پوچھے جو روزنی پٹنسی والا ہو گا: ادھر اس کا کچھ اور رخ اور ادھر کچھ دور۔ (نسائی)

(۸۸) رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: سنجیدگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے۔ (ترمذی)

(۸۹) ایک شخص نے حضور ﷺ کے سامنے ایک دوسرے شخص کی تعریف کی۔ نبی کریم ﷺ نے تعین بار فرمایا: تم نے اپنے رفیق کی گردن کاٹ ڈالی۔ پھر فرمایا: اگر تمہیں اپنے بھائی کی تعریف ہی کرنی پڑے تو یوں کہو: میرا گمان فلاں کے متعلق یہ ہے اور حقیقت حال کا علم اللہ ہی کو ہے۔ کسی کی تعریف میں اللہ تعالیٰ سے آگے مت بڑھ جاؤ۔ تمہیں اگر کسی کے متعلق قابل تعریف ہونے کا یقین ہے تو بس اتنا کہ دو میرے خیال میں وہ ایسا ہے۔ (شیخیں ابوداؤد)

(۹۰) سرکار ﷺ نے فرمایا: جو نرمی سے محروم ہو وہ ساری خوبیوں سے محروم ہو۔ (مسلم ابوداؤد)

(۹۱) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص کوئی عمارت بنائے اور اس میں ظلم و زیادتی نہ ہو یا کوئی درخت لگائے اور اس میں کوئی ظلم و زیادتی نہ ہو تو جب تک مخلوق خدا اس سے فائدہ اٹھاتی رہے گی اس کے لیے ثواب جاری رہے گا۔ (الحدیث)

(۹۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب فرزند آدمی یہ کہتا ہے کہ یہ نامراد نہ تو دراصل مجھے اذیت پہنچاتا ہے (لہذا کوئی زمانہ کو نامراد نہ کہے) کیونکہ نہ میں خود ہی ہوں یعنی رات اور دن کو میں ہی گردش دیتا ہوں۔ (شیخیں ابوداؤد و ترمذی)

(۹۳) ہوا ایک آدمی کی چادر کو اڑانے لگی تو اس نے ہوا پر لعنت کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہوا پر لعنت نہ کرو یہ تو مامور و مسخر ہے یعنی ارادے سے نہیں چلتی۔ جو شخص کسی پر لعنت کرے اور وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ لعنت کرنے والے پر پھٹ آتی ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

(۹۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرے ہوؤں کو برا بھلا نہ کہا کرو کہ وہ جو کچھ آئے ہیں چکے ہیں اور ہی جا چکے ہیں۔ (بخاری شریف ابوداؤد ترمذی)

(۹۵) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: علم کا سرچشمہ بنو اور ہدایت کی شمع گھر کا ناٹ بنو اور رست کا چراغ ہموار دل ہو رکبنہ پوش ہو۔ اس طرح آسمان دانوں میں تو بیچن لیے جا آئے اور زمین دانوں سے پوشیدہ ہو گئے۔ (دارمی)

(۹۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مردوں کی نیکیوں کا ذکر نہ کرو اور برائیوں کے ذکر سے پرہیز کرو۔ (ابوداؤد ترمذی)

(۹۷) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک سفر کے موقع پر حضور ﷺ کے ساتھ ایک انصاریہ عورت بھی اپنی اونٹنی پر سوار تھی۔ اس کی کسی بات سے زحی ہو کر اس نے اپنی اونٹنی پر لعنت کی۔ حضور ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا: اسے نیچے تار کر چھوڑ دو! یہ ملعونہ ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اس وقت میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر ہے کہ وہ عورت پیدل چلی جا رہی ہے اور کوئی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ (مسلم ابوداؤد)

(۹۸) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ حسد و رشک صرف دو موقع پر معجز ہو سکتا ہے۔ ایک تو ایسے آدمی سے جسے اللہ نے حکمت دی ہو اور وہ اسی کے مطابق فیصلے دیتا ہو اور اس کی تعلیم دیتا ہو۔ دوسرے اس آدمی سے جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اسے راہ حق میں فنا کرنے کے درپے ہو۔ (شیخین)

(۹۹) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حسد سے بچو یہ نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح

”مگ لکڑی کو۔ (ابودود)

(۱۰۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو منسل کسے کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا:

ہم میں تو منفس سے کہا جاتا ہے جس کے پاس نہ روپیہ پیسا ہو نہ مال و اسباب۔ فرمایا: نہیں بلکہ منفس وہ ہے جو قیامت میں اپنی نماز روزہ زکوٰۃ لے کر آئے گا۔ لیکن دنیا میں کسی کو گاں دی ہوئی کسی پر بیتاں لگایا ہوگا کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان میں سے کسی کو فلاں نیکی دی جائے گی اور کسی کو فلاں (اس طرح ہوتے ہوتے) اس کے ذمے جو حق آتا ہے اگر چکائے جانے سے پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کی فطرت میں اس کے حصے میں آتی جائیں گی اور آخر کار اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم ترمذی)

(۱۰۱) جہالت کے ساتھ جو عبادت کرتا ہے اس کا فساد اس کی اصلاح سے زیادہ ہوتا

ہے اور جو اپنی گفتگو کا مقابلہ اپنے عمل سے کرے اس کی گفتگو ختم ہو جاتی ہے۔ صرف وہ ہیں گفتگو ہوتی ہے جہاں گفتگو مفید ہو اور جو شخص جسٹروں کو دین کا مقصد بتاتا ہے اس کی رائے بدلتی رہتی ہے۔ (داری)

(۱۰۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو کیونکہ یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ نوہ

بھی نہ یہ کرو۔ خود غرضی، حسد، بغض اور دشمنی نہ کیا کرو۔ اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بنے رہو جیسا کہ حکم الہی ہے: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ ایک مسلمان دوسرے پر ظلم نہیں کرتا اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا اور اس کی تمغیر نہیں کرتا۔ پھر اپنے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تقویٰ اس جگہ ہوتا ہے اس جگہ ہوتا ہے اس جگہ ہوتا ہے کسی کی طرف سے شر ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تمغیر کرے۔ ہر مسلمان کا خون ”برو اور ماں دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اللہ تمہارے جسموں، شکلوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (نسائی)

(۱۰۳) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کے لیے یہ حال نہیں کہ دوسرے

مومن سے جس دن سے زیادہ ^{قطع تعلیق} کیے رہے۔ اگر تین دن ہو جائیں تو چاہے کہ وہ اس سے ملے اور اسے سلام کرے۔ اگر وہ سلام کا جواب دیدے تو دونوں ہی اجر میں شریک رہیں گے اور اگر وہ جواب نہ دے تو خود گناہ کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ (ابوداؤد)

(۱۰۳) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے علم ہے کہ سب سے آخری جنتی اور سب سے بعد از رخ سے نکلنے والا کون ہوگا؟ ایک شخص ہوگا جو قیامت کے دن حاضر کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کردار بڑے گناہوں کو گنگ رکھو۔ پھر اس کے چھوٹے گناہ پیش کیے جائیں گے اور پوچھا جائے گا: تم نے فلاں دن فلاں گناہ گناہ اور فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کیے تھے؟ وہ کہے گا: ہاں۔ اسے انکار کی مجال نہ ہو سکے گی۔ وہ اس خوف سے کانپ رہا ہوگا کہ دیکھیے بڑے بڑے گناہوں کی باری کب آتی ہے۔ پھر اس سے کہا جائے گا: ہر برائی کے بدلے کوئی سی نیکی ملے گی۔ یہ سن کر وہ ہواٹھے گا: سو! میں نے تو اور بھی بہت سے گناہ کیے ہیں جو یہاں ابھی میرے سامنے نہیں آئے ہیں۔ یہ فرمانے کے بعد حضور ﷺ کو ایسی فہمی آئی کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے۔ (حدیث شریف)

(۱۰۵) حضور ﷺ نے ایک بار منبر پر چڑھ کر زوردار آواز میں پکار کے فرمایا: سب سے زیادہ گویا زبان سے اسلام لے آئے ہو اور دل میں ابھی ایمان نہیں اترتا۔ مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچاؤ، نہ کوثر مند نہ کرو اور اس کے پردے کی باتوں کے پیچھے نہ پڑو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پردے کی باتوں کے پیچھے پڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پردہ درئی کر کے رسوا کرے گا خواہ وہ اپنے گھر میں کیوں نہ بند ہو۔ (ترمذی)

(۱۰۶) حضرت تافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک دن کہنے کو دیکھ کر فرمایا: تیری شان اور تیرا احترام زبردست ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ایک مسلمان کا احترام تجھ سے بھی زیادہ ہے۔ (ترمذی)

(۱۰۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

- نے ارشاد فرمایا: شگون بد لینا شرک ہے۔ آپ نے یہ بات تمین بار فرمائی۔ (ترمذی)
- (۱۰۸) نبی کریم ﷺ سے کابھوں کے بارے میں دریافت کیا یا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ لوگ بعض اوقات کچھ باتیں بتاتے ہیں جو سچی نکلتی ہیں۔ فرمایا: ایک آدمی سچی بات شیطان اڑا رہا ہے اور اسے اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے اور اس کے ساتھ سوجھوٹ ملا دیتا ہے۔ (شیخیں)
- (۱۰۹) حضرت قطن ابن قبیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عیافہ (پرندوں کے ذریعے فال لینے کی ایک صورت ہے جس میں پرندوں کو اڑا کر یا اس کے خود بخود اڑنے اور اس کی آواز کے ذریعے نیک فوں یا بد فوں دہاتی ہے) اور طرق (کنکریاں مار کر فال لینا یا ریت پر نکیریں کھینچنے کو طرق کہتے ہیں جیسا کہ رمل کے جاننے والے ریت پر نکیریں کھینچ کر غیب کی باتیں جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں) اور شگون بدینا یہ سب چیزیں محروکبانت یا شیطانی کام میں سے ہیں۔ (ابوداؤد)
- (۱۱۰) حضرت ذبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری شریف)
- (۱۱۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظلم کرنے سے بچو اس لیے کہ ظلم قیامت والے دن کے اندھیروں کا باعث ہوگا اور غفل سے بچو اس لیے کہ اسی حرص نے تم سے پہلے کلوگوں کو ہلاک کیا۔ (مسلم شریف)
- (۱۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غفل و حرص اور ایمان کبھی ایک دل میں یکجا نہیں ہو سکتے۔ (بخاری شریف)
- (۱۱۳) ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے ارشاد ہے تم دوسروں پر خرچ کرتے رہو میں تم پر خرچ کرتا رہوں گا۔ (سنن نسائی)
- (۱۱۴) رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے ابو ذر! مجھے پسند نہیں کہ میرے پاس کوہ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے

ایک اشرفی بھی میرے پاس بچ جائے۔ سوائے اس کے جو ادائے قرض کے لیے ہو۔ تو اے ابو ذر! میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے اللہ کی حقوق میں تقسیم کر کے بٹھوں گا۔ (بخاری شریف)

(۱۱۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسے شخص کے دولت مند ہونے میں کوئی ہرج نہیں جس کے مال میں حق داروں کا حق نکلتا ہو۔ (المحدث)

(۱۱۶) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد فرمایا ہے: کسی انسان کا گناہ ثابت ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی طرف انگلیاں اٹھنے لگیں (کہ یہ بڑا چھا آدمی ہے)۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگرچہ وہ اشارہ نکلے کی وجہ سے ہو؟ فرمایا: اگر نکلے کی وجہ سے ہو تب بھی وہ اس کے لیے شر ہے، بجز اس کے جس پر اللہ تعالیٰ کا خاص رحم ہو اور اگر وہ اشارہ کسی شرکی وجہ سے پھر تو شر ہے ہی۔ (کبیر)

(۱۱۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوسرے تمنا ہوں کے مقابلے میں بغاوت اور قطع رحمی ایسے گناہ ہیں کہ رب تعالیٰ ان کے ارتکاب کرنے والے کو دنیا ہی میں عذاب دیتا ہے۔ آخرت میں ان پر جو سزا ہوگی وہ تو ہوگی ہی۔ (ترمذی)

(۱۱۸) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا: اس کے بعد کون؟ فرمایا: تیری ماں۔ اس نے دریافت کیا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تیرا باپ۔ ایک دوسری روایت میں باپ کے بعد قرین رشتہ دار کا بھی ذکر ہے۔ (مسلم)

(۱۱۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پڑوسی تین قسم کے اور تین درجے کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ پڑوسی جس کا صرف ایک ہی حق ہو اور وہ حق کے لحاظ سے سب سے کم درجہ کا پڑوسی ہے اور دوسرا وہ پڑوسی جس کے دو حق ہوں اور تیسرا وہ جس کے تین حق ہوں تو ایک حق والا وہ مشرک (غیر مسلم) پڑوسی

ہے جس سے کوئی رشتہ داری بھی نہ ہو۔ (تو اس کا صرف پڑوسی ہونے کا حق ہے)۔ اور دو حق والہ وہ پڑوسی ہے جو پڑوسی ہونے کے ساتھ ساتھ مسلم بھی ہو۔ اس کا ایک حق مسلمان ہونے کی وجہ سے ہوگا اور دوسرا پڑوسی ہونے کی وجہ سے۔ اور تین حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہو اور مسلم بھی ہو اور رشتہ دار بھی ہو تو اس کا ایک حق مسلمان ہونے کا ہوگا دوسرا حق پڑوسی ہونے کا اور تیسرا حق رشتہ داری کا ہوگا۔ (مسند بزار)

(۱۲۰) حضور ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی معصیت پر خوشی کا اظہار نہ کیا کرو ورنہ اسے

تو اللہ تعالیٰ عاقبت دیدے گا اور تمہیں اسی میں مبتلا کر دے گا۔ (ترمذی)

(۱۲۱) چار باتیں بڑی بد بختی کی ہیں: (۱) آنسو کانہ ٹپکانا۔ (۲) دل کا سخت ہونا۔ (۳)

”رزخوں کا در زہونا اور (۴) دنیا کی ہوس ہونا۔ (رزین)

(۱۲۲) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص لوگوں کو دام میں لانے کے لیے خوش

یونی کافن سیکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جرم کی سزا فی کے لیے کوئی قیمت و معاوضہ قبول نہ فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

(۱۲۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سو من وہ ہے کہ وہ دوسروں سے اور دوسرے

اس سے مانوس ہوں۔ جس میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں وہاں کوئی خیر ہوسکتی ہے؟ (احمد کبیر)

(۱۲۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون

یہ نکلے قبول کرتا ہے جن پر وہ خود عمل کرے یا کسی عمل کرنے والے کو بتا دے؟ حضرت ابو

ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا: میں یا رسول اللہ حضور نے میرا بات پکڑ کے پانچ باتیں

بتائیں: (۱) حرام باتوں سے بچو تو سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ

قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر شکر کرو ورنہ رخصی رہو تو سب سے زیادہ غنی بن جاؤ گے۔ (۳) اپنے

پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرو تو مومن بن جاؤ گے۔ (۴) انسانوں کے لیے وہی پسند کرو جو

اپنے لیے کرتے ہو تو مسلم بن جاؤ گے۔ (۵) زیادہ بنانا نہ کرو کیونکہ اس سے دس مردہ ہو جاتا

ہے۔ (ترمذی)

(۱۲۵) رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: میرے رب نے مجھے سونیا توں کا حکم دیا ہے: (۱) باطن اور ظاہر میں اللہ کا ذکر ہو۔ (۲) خوشی اور غصے میں اللہ یاد رہے۔ (۳) غنا و فقر ہر ایک میں میاں نہ روی باقی رہے۔ (۴) قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ بھی صدر رحمی ہو۔ (۵) محروم رکھنے والے کو بھی حق دیا جائے۔ (۶) زیادتی کرنے والے سے درگزر ہو۔ (۷) خاموشی میں فکر ہو۔ (۸) غمگینی میں ذکر اللہ ہو۔ (۹) نگاہ میں جہرت پذیر ہو اور اس پر بالمرہ وقف ہو۔ (رزین)

(۱۲۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن ایک محل سے دوبارہ نہیں دُعا جاتا۔ (شیخین ابوداؤد)

(۱۲۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نکاح میری سنت ہے، لہذا جو میری سنت پر عمل نہیں کرتا وہ مجھ سے نہیں۔ (ابن ماجہ)

(۱۲۸) حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے: ایک عورت دوسری عورت سے اس قدر کھل مل کر نہ ہے کہ وہ اس کی تحریمیں اپنے شوہر سے اس طرح بیان کرے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ (یو وڈ ترمذی)

(۱۲۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی رفیقہ حیات سے مواظبت کرے تو بے باس انہوں کی طرف برائی اختیار نہ کرے بلکہ پردے کا خیال رکھے۔ (بزار)

(۱۳۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت ایامِ حمل سے لے کر زچگی تک دودھ چھڑانے تک ایسی ہے جیسے سرحد کی فی سبیل اللہ نگرانی کرنے والا۔ اگر وہ اس دور میں مر جائے تو وہ بھی شہید کا جہادِ اسب حاصل کرے گی۔ (کبیر)

(۱۳۱) حضور انور ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو کسی کے آگے عہدہ کرنے کا حکم بتاؤ، نبی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو عہدہ کرے۔ (ترمذی)

(۱۳۲) سرکارِ ﷺ نے فرمایا: جو عورت ایسی حالت میں مرے کہ اس کا شوہر اس

سے راضی رہا تو وہ جنت میں داخل ہوئی۔ (ترمذی)

(۱۳۳) آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ بہترین عورت کون سی ہے؟ فرمایا: وہ جس کو شوہر دیکھے تو خوش ہو جائے اور جب وہ حکم دے تو بجالائے اور خود اس کی اپنی ذات اور اپنے مال کے بارے میں بھی شوہر جس بات کو پسند کرے اس کی مخالفت نہ کرے۔ (نسائی)

(۱۳۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر عورت پانچ نمازیں ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھ لے نیز اپنی عصمت کو محفوظ رکھے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرتی رہے تو اسے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (الحدیث)

(۱۳۵) حضور ﷺ نے فرمایا: میری اس وصیت کو قبول کرو اور عورتوں کے ساتھ دانش مندی اور رحم دلی سے سلوک کرو کیونکہ عورت کی خلقت نیرحمی پہلی سے ہوئی ہے۔ پہلی کی ہڈی جتنی اوپر ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ نیرحمی ہوتی ہے اگر اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرے تو اسے توڑ کر رکھ دو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ نیرحمی ہی رہے گی۔ لہذا ان کے متعلق میرے اچھے سلوک کی وصیت کو پیش نظر رکھو۔ (یعنی ان سے اسی نیرحمی کے رہتے ہوئے فائدہ اٹھاؤ اور سیدھا کر کے توڑنے کی کوشش مت کرو)۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ عورت کو طلاق دینا ایسا ہی ہے جیسے پہلی کی نیرحمی ہڈی کو سیدھا کرنے کے لیے توڑ ڈالنا۔ (الحدیث)

(۱۳۶) ایک صحابی رسول نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے؟ فرمایا: تنبیہ تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنؤ تو اسے بھی پہناؤ۔ اس کے چہرے پر نہ مارو اور اس کی نصیحت نہ کرو اور اگر سمجھو کہ اس سے غلطی اختیار کرنی پڑے تو یہ گھر کے اندر ہی ہو (یعنی خفا ہو کر گھر نہ چھوڑو)۔ (الحدیث)

(۱۳۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد مردوں کے لیے جو سب سے زیادہ نقصان دہ امتحان ہے وہ عورتوں کا وجود ہے۔ (الحدیث)

(۱۳۸) مہر کی تین قسمیں ہیں: (۱) مہر مہجل۔ (۲) مہر مہجل۔ (۳) مہر مطلق۔ مہر مہجل وہ مہر ہے کہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو۔ مہر مہجل وہ مہر ہے کہ جس کی اور نگلی کے لیے کوئی میعاد مقرر نہ ہو۔ مہر مطلق وہ مہر ہے کہ نہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو اور نہ کوئی میعاد مقرر ہو اور یہی ہمارے ہندوستان میں رائج ہے۔ مہر مہجل وصول کرنے کے لیے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے اور مہجل میں میعاد پوری ہونے کے بعد مطالبہ رستی ہے مگر اپنے آپ کو اس کے لیے روک نہیں سکتی۔ مہر مطلق کا موت یا طلاق سے پہلے مہر نہیں ہوسکتا۔ نہ عورت اس کے لیے اپنے نفس کو روک سکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد پانچ)

(۱۳۹) ہندوستان میں عام دستور ہے کہ عورت جب مرنے لگتی ہے تو اس سے مہر معاف کرتے ہیں حالانکہ مرض الموت میں معافی دوسرے وارثوں کی اجازت کے بنا معتبر نہیں ہے۔ یعنی بیوی نے معاف بھی کر دیا تو ایسی حالت میں ورثہ کی اجازت کے بغیر معاف نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ)

(۱۴۰) حضور ﷺ نے بیوی کو شوہر کی اجازت کے بغیر غیر عورت کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے۔ (المحدث)

(۱۴۱) مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: مومن کے لیے تقویٰ اللہ کے بعد سب سے بڑی نعمت وہ صالح بیوی ہے کہ شوہر جو حکم دے اسے بجالائے اسے شوہر دیکھے تو خوش ہو جائے۔ شوہر قسم کھائے تو وہ اسے پورا کر دے اور شوہر غیر حاضر ہو تو اپنی ذات اور شوہر کے اس میں خیر خواہی کا پورا حق ادا کرے۔ (ترمذی)

(۱۴۲) آنحضرت ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا میرا شوہر صفوان بن معطل ہے۔ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتا ہے اور روزہ رکھتی ہوں تو تروا دیتا ہے اور خود ہر صبح کی نماز سورج نکلنے کے بعد پڑھتا ہے۔ صفوان بھی حضور ﷺ کے پاس ہی موجود تھا۔ جب اس سے صورت حال دریافت ہوئی تو کہنے لگا: یا رسول اللہ! یہ کہتی ہے کہ میں نماز پڑھتی ہوں تو یہ مجھے مارتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ نماز میں دو دو سو رکعت پڑھتی ہے اور میں اسے منع

کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر قرآن کی ایک ہی سورت ہوتی تو لوگوں کے لیے کافی ہوتی۔ پھر یوں اس کا کہنا ہے کہ جب روزہ رکھتی ہوں تو تڑا دیتا ہے۔ تو اصل بات یہ ہے کہ روزہ رکھنا شروع کر دیتی ہے اور میں ایک نوجوان ہوں اور مجھے صبر نہیں ہوتا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: شوہر کی اجازت کے بنا عورت روزہ نہ رکھے۔ پھر وہ کہنے لگا کہ اس کا یہ کہنا کہ میں سورج نکلنے سے پہلے نماز فجر ادا نہیں کرتا تو بات یہ ہے کہ ہمارے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں کہ جہاں کی یہ عادت مشہور ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے ہم لوگوں کی آنکھ ہی نہیں کھلتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اچھا اب پہلے ہی جاگ کر نماز ادا کر لیا کرو۔ (ابوداؤد)

(۱۴۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمھارے حکام بہترین لوگ ہوں اور دولت مند فیض لوگ ہوں اور حکومت اصول شوری پر ہو تو اس زمین کی پشت اس کی خوشی سے (یعنی زندگی موت سے) بہتر ہے۔ اور جب بدترین لوگ حکام ہوں اور دولت مند کنجوس ہوں اور حکومت کے معاملات عورتوں کے سپرد ہو جائیں تو خوشی زمین پشت زمین سے (یعنی موت زندگی سے) بہتر ہے۔ (ترمذی)

(۱۴۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اماں کو گالیاں نہ دو بلکہ ان کے لیے دعائے خیر کرو کیونکہ تمھاری اصلاح بھی ان ہی کی اصلاح سے وابستہ ہے۔ (کبیر اوسط)

(۱۴۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں دو قسم کے لوگ ہیں جنھیں میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی ایک تو ظالم و غاصب امام اور دوسرے وہ خود پسند جو دین (نظام اجتماع) سے نکل جائیں۔ (کبیر اوسط)

(۱۴۶) حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص جماعت سے باشت بھر بھی ٹک ہو اس نے اسلام کا قتلہ واپسی بردن سے اتار پھینکا۔ (ابوداؤد)

(۱۴۷) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا اجتماع گمراہی پر نہ ہوگا بلکہ اتم لوگ جماعت سے وابستہ رہیں کیونکہ جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے۔ (کبیر)

(۱۴۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بھیڑ بکری کی طرح انسان کے بھی بھیڑیے

ہوتے ہیں اور انسان کا بھینے یا شیطان ہے۔ دور اور کنارے دہنے والی بکری کو بھیڑ یا اٹھارے جاتا ہے لہذا اتفریق سے بچو اور جماعت سے عوام سے اور مسجد سے ٹڑے رہو۔ (احمد کبیر)

(۱۴۹) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اسلام کی چکی چل چلی ہے ہذا احد ہر کتاب اللہ لے جائے اور تم بھی گھوم جاؤ۔ ستوا کتاب اللہ اور حکومت عنقریب الگ الگ ہو جائیں گی۔ تم اس وقت کتاب کو نہ چھوڑنا۔ سنو عنقریب تم پر ایسے امیر مسلط ہونے والے ہیں جن کے فیصلے تمہارے لیے کچھ اور ہوں گے اور اپنے لیے کچھ اور۔ ان کی مافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے ورنہ اطاعت کرو گے تو غم راہ کر دیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس وقت ہمارا طرز عمل کیسا ہو؟ فرمایا: وہی جو صحابہ عیسیٰ کا تھا۔ انھیں آدوں سے چیر گیا اور سون پر لٹکایا گیا۔ اللہ کی اطاعت میں مر جانا اس کی مافرمانی میں زندہ رہنے سے بہتر ہے۔ (کبیر)

(۱۵۰) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حکام کے پاس حتی الامکان نہ جا یا کرو۔ گرایا کرنا ہی پڑے تو میری سنت سے تجاوز نہ کرو اور انھیں خوف خدا کا حکم سنانے میں ٹکرو اور کوڑے سے ڈرو۔ (اوسط)

(۱۵۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانہ میں ظالموں کی الامر فاسق و ذراہن سن قاضی اور جموعے فقہاء ہوں گے۔ تم میں سے جو کوئی بھی ایسا دور دیکھے وہ نہ ان کا محسوس بنے نہ نقیب اونٹن پائی۔ (الحمد یث)

(۱۵۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص راہی (حکم) کی حیثیت رکھتا ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ امام ایک حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ مرد بھی اپنے بال بچوں کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ عورت بھی اپنے شوہر کے گھر کی راہی ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ نوکر بھی اپنے آقا کے مال کا راہی ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ راہی کہتے ہیں میں نے حضور

ﷺ سے ان تمام مہراغی اور رعیت کا ذکر سنا اور مجھے خیال آتا ہے کہ میں نے حضور کو یہ بھی کہتے سنا ہے کہ دمی اپنے باپ کے مال کا بھی راغی ہے اور اس سے اس کی بھی باز پرس ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص راغی ہے اور اپنے دائرے میں اپنی رعیت کے متعلق جو ب وہ ہے۔ (شیخیں ابو داؤد و ترمذی)

(۱۵۳) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے بعدل کرنے والے اللہ کے دائیں طرف نورانی منہروں پر بیٹھیں گے اور اللہ کے تو دونوں ہی بات داہنے ہیں۔ یہ لوگ جب تک اپنے عہدے پر رہتے ہیں اپنے فیصلوں میں اپنے اہل و عیال کے معاملے میں بھی عدل ہی سے کام لیتے ہیں۔ (ابو داؤد)

(۱۵۴) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا حاکم بنائے اور وہ اپنے فرض میں خیانت کا ارتکاب کر کے مرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا۔ (ابو داؤد)

(۱۵۵) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حشر کے دن اللہ تعالیٰ کاسب سے زیادہ محبوب اور اللہ کے حضور سب سے زیادہ قریب جینے والا شخص امام عادل ہوگا اور سب سے زیادہ قاتل نفرت اور سب سے زیادہ دور جگہ پانے والا شخص ظالم امام ہوگا۔ (ابو داؤد)

(۱۵۶) حضرت علیؓ نے مقدم ام بن معدی کرب کے کاندھوں پر بات مار کر فرمایا: اے مقدم اگر کہیں کے امیر یا فاش یا چودھری بنے بغیر مر جاؤ تو سمجھو کہ تم نے فلاح حاصل کر لی۔ (ابو داؤد)

(۱۵۷) حضور ﷺ نے فرمایا: اے عبد الرحمن کبھی امارت کی طلب نہ کرو اگر تمہیں مانگنے سے امارت ملی تو نفس کے پھندوں میں آ جاؤ گے اور اگر بے طلب ملی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری مدد ہوگی۔ (ابو داؤد)

(۱۵۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں میں عنقریب امارت کی حرص پیدا ہونے لگے گی لیکن ایسی امارت بروز حشر نہ امت بنے گی۔ یہ دودھ پلانے والی تو بڑی اچھی

ہے مگر وہ دھچکڑا تے وقت بڑی بری ہوتی ہے۔ (بخاری شریف نسائی)

(۱۵۹) ایک صحابی اپنے دو چچا زاد بھائیوں کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت قدس میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اپنے عطا شدہ اختیارات سے مجھے بھی کہیں کی امارت سپرد کر دیجیے۔ دوسرے شخص نے بھی ایسی ہی درخواست پیش کی۔ حضور ﷺ نے جواب دیا: قسم خدا کی میں اس وعدے پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہ کروں گا جو اس کی طلب یا حرص رکھتا ہو۔ (شعین ہوداؤ نسائی)

(۱۶۰) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کی بھائی چاہتا ہے تو اسے ایک شخص وزیر بھی دیدیتا ہے۔ امیر اگر کچھ بھول جائے تو وہ یاد دل دیتا ہے۔ اور اگر زیادہ رکھتو مدد دیتا ہے اور اگر کسی امیر کی بھلائی مقصود نہ ہو تو اس کے لیے ایک برا وزیر پیدا کر دیتا ہے جو بھولتے وقت کچھ یاد نہیں دلاتا اور یاد رہے تو کوئی مدد نہیں پہنچاتا۔ (بوداؤ نسائی)

(۱۶۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سن او قریب کچھ مال حق امر ہوں گے۔ جو شخص ان کے پاس جائے اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کر کے ان کے ظلم میں اعانت کرے وہ مجھ سے اور میں اس سے الگ ہوں گا اور وہ میرے پاس حوض سے سیراب ہونے کے لیے نہ آ سکے گا۔ لیکن جو ان امراء کے پاس جا کر نہ ان کے مظالم میں بات بنائے گا اور نہ ان کی جھوٹی باتوں کو سچا بتائے گا وہ میرا اور میں اس کا ہوں گا اور وہ حوض سے سیراب ہونے کے لیے میرے پاس پہنچ جائے گا۔ (ترمذی نسائی)

(۱۶۲) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! جو شخص میری امت کے کسی معاملے کا میرا اور وہ دونوں کو مشقت میں ڈالے تو بھی اسے مشقت میں ڈال۔ اور جو میرے نرعی کا برتاؤ کرے تو بھی اس کے ساتھ نرعی کا سلوک فرما۔ (مسلم)

(۱۶۳) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا: میں اپنے عہد کو اس لیے نہیں بھیجتا کہ تمہارے جسموں کو مار کر تکلیف پہنچائیں یا تمہارا ہاں چھین

لیں۔ جس کے ساتھ ایسا ہو وہ میرے سامنے معاملہ پیش کرے تاکہ میں اس عامل سے قصاص لوں۔ یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں لے: اگر کوئی عامل مادیاً ایسا کرے جب بھی آپ اس سے قصاص لیں گے؟ فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قصاص پھر بھی لوں گا۔ میں نے حضور ﷺ کو تو یہاں تک دیکھا ہے کہ خود اپنی ذات سے بھی قصاص لیا ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۶۴) حضور ﷺ نے فرمایا: اس امت میں کوئی برکت نہیں ہو سکتی جس میں عادر نہ فیضی نہ ہوتے ہوں اور جس میں کم زور کوئی پریشانی اٹھائے بغیر اپنا حق زبردست سے وصول نہ کرے۔ (کبیر)

(۱۶۵) حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی حاجت اور ضرورت حاکم تک نہ پہنچا سکتا ہو اس کی حاجت وہاں تک پہنچانے والے کا اجر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس دن ثابت قدم رکھے گا جس دن (جنی بروز حشر) قدموں میں انفرش پیدا ہوگی۔ (بزار)

(۱۶۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا جو امتی کہیں کا امیر بنے کے بعد لوگوں کی اسی طرح نگہداشت نہ کرے گا جس طرح وہ اپنی یا اپنے بال بچوں کی نگہداشت کرتا ہے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔ (اوسل و سفیر)

(۱۶۷) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو مسلمانوں کا امیر ہو اس کی ضرورتوں پر اللہ تعالیٰ نگاہ بھی نہ ڈالے گا جب تک کہ وہ لوگوں کی ضرورتوں پر نظر نہ رکھے۔ (کبیر)

(۱۶۸) مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا ارشادِ درامی ہے: جو کسی حاکم کی کسی معاملے میں خیر خواہی کرتا چاہے وہ اسے علانیہ رسوا نہ کرے بلکہ اس کا ہات پکڑ کر تنہائی میں لے جائے (اور سمجھ دے)۔ اگر وہ مان جائے تو فیہما ورنہ سمجھانے والا تو اپنے فرض سے بکدوش ہو ہی جائے گا۔ (احمد مؤط)

(۱۶۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو امام کے پاس جائے وہ یہ تو اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ یعنی ہر ہاں میں ہاں نہلانے اور بری بات زبان سے نہ نکالنے۔ (اوسل)

(۱۷۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خلیفہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے مال میں سے دو پیالے سے زیادہ لینا جائز نہیں۔ یعنی ایک پیالہ تو اس کے اور اس کے بال بچوں کے لیے اور دوسرا وہ جو لوگوں کے سامنے رکھے۔ (احمد)

(۱۷۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم پر کوئی حبشی غلام بھی جس کا سر سوز مرقی کی طرح چھوٹا ہو، امیر بنادیا جائے تو جب بھی وہ کتاب اللہ کے مطابق چائے اس کی سنتے رہنا اور اطاعت کرنا۔ (بخاری شریف)

(۱۷۲) حبیب غہ اعظمیؓ نے فرمایا: جو میری اطاعت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مطیع ہے اور جو میرا فرمانا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے اور جو امیر کا اطاعت گزار ہے وہ میرا فرمان بردار ہے اور جو امیر کی فرمانی کرے وہ میرا بھی فرمان ہے۔ (روہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۱۷۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام ایک پہر ہے جس کی پناہ میں جنگ کی جاتی ہے اور جس کے ذریعے پیچھا کیا جاتا ہے پس اگر وہ تقویٰ اللہ کا حکم دے اور عدل قائم رکھے تو اس کے پیچھے جانا اور اگر اس کے علاوہ کچھ کہے تو اس کا جو وہی پر ہوگا۔ (شیخین نسائی)

(۱۷۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے خواہ اسے پسند ہو یا نا پسند۔ ہاں اگر اسے گناہ کا کام کرنے کا حکم دیا جائے تو اسے سننا اور اس پر عمل کرنا واجب نہیں۔ (مالک)

(۱۷۵) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کچھ لوگ ایسے تمھارے امیر ہوں گے جو سنت کو بنا کر بدعتیں جاری کریں گے اور نماز کے اوقات میں تاخیر کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ایسے لوگ تجھے میں تو کیا کروں؟ فرمایا: اسے ام عبد کے فرزند (ابن مسعود) مجھ سے پوچھتے ہو کہ یہی صورت میں کیا کروں؟ ارے اللہ کا جو فرمان ہو اس کی اطاعت کیسی؟ (قرطبی)

(۱۷۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں پر امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت

واجب ہے تنگی میں بھی فراخی میں بھی خوشی میں بھی اور ناخوشی میں بھی اور اپنے آپ پر ترجیح دینے میں بھی۔ (مسلم شریف نسائی)

(۱۷۷) تاجدارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین امام وہ ہیں جن سے تم اور جو تم سے محبت رکھتے ہوں۔ تم انھیں اور وہ تمہیں دعائے خیر سے یاد کرتے ہوں۔ بدترین امام وہ ہیں جن سے تم اور جو تم سے بغض رکھتے ہوں اور جن پر تم اور جو تم پر ہلاکت اور عنت کرتے رہتے ہوں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم ایسے اماموں سے قطع تعلق یا اعلان جنگ نہ کر لیں؟ حضور ﷺ نے تین بار فرمایا: جب تک تم میں اقامتِ صلوة کرتے رہیں اس وقت تک یہ امت کرو۔ پھر فرمایا: جس پر کوئی امیر مقرر کر دیا جائے اور وہ اس امیر کو کسی معصیت کا ارتکاب کرتے دیکھے تو اس معصیت کو ضرور برا سمجھے لیکن اس کی طاعت سے ہٹا ہٹ نہ کیجئے۔ (مسلم شریف)

(۱۷۸) رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ کرامی ہے: تین قسم کے آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ حشر کے دن بات بھی نہیں کرے گا نہ ان کی طرف بگاہ اٹھا کر دیکھے گا نہ انھیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ ایک وہ شخص جو کسی بیابان میں ضرورت سے زیادہ پانی پر قابض ہو اور مسافروں کو پانی نہ لینے دے۔ دوسرا وہ شخص جو بعدِ عصر کو کسی سودا سے بہہ کر بیچے کہ خدا کی قسم میں نے تو اتنے کو خریدنا ہے اور خریدار اسے چاہے کچھ نہ خریدے۔ حالانکہ اس نے غلط قسم کھائی تھی۔ تیسرا وہ شخص ہے جو کسی امام کی بیعت مخلص دنیا کے لیے کرے یعنی اگر وہ امام اس کا دنیوی مطالبہ پورا کر دے تو پھر اس کے ساتھ وفائے اگر سے کچھ نہ دے تو بے وفائی پر اتر آئے۔ (شیخین ابوداؤد و نسائی)

(۱۷۹) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: جو قوم بد عہدی کرتی ہے اس پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۸۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیچ

بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے جو رجحوت بولنا فسق و فجور ہے اور فسق و فجور دوزخ

میں بے جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

(۱۸۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جب

بندہ جھوٹ پوتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہٹ جاتا ہے۔ (ترمذی شریف)

(۱۸۲) حضرت صفوان بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جاب رحمت

ﷺ سے پوچھا گیا: کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں ہو سکتا ہے۔ پھر عرض کیا گیا: کیا

مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں ہو سکتا ہے۔ پھر پوچھا گیا: کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ فرمایا:

نہیں۔ (مشکوٰۃ پیچنی)

(۱۸۳) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار مجوس کا ذکر کرتے

ہوئے فرمایا: سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا روش اختیار کروں؟ حضرت عبدالرحمن

بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ان کے ساتھ وہی

معاملہ کرو جو اہل کتاب کے ساتھ ہوتا ہے۔ (مالک)

(۱۸۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غداری (معاہدے کی خلاف ورزی اور ہر

عہدی) کرنے والوں کے لیے قیامت کے دن ایک جہنم انصب کیا جائے گا اور یہ بتایا

جائے گا کہ فلاں شخص کی ہر عہدی کا یہ نشان ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

(۱۸۵) صفوان بن امیہ نے کلدہ کو حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ دودھ پہنچی اور

ہبزی لے کر بھیجی۔ حضور ﷺ اس وقت وادی کے بالائی حصے میں تشریف رکھتے تھے۔ کلدہ کا

بیان ہے: میں بل اجازت لیے اندر داخل ہو گیا اور سلام بھی نہیں کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہر

دلہا جس جاؤ اور پہلے السلام علیکم کہہ کر پوچھو کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ یہ واقعہ صفوان کے اسلام

لانے کے بعد کا ہے۔ (ترمذی ابوداؤد)

(۱۸۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مجھے حضور ﷺ نے فرمایا: اے

فرزند! جب تم اپنے گھر کے اندر داخل ہو تو پہلے سلام کر لیا کرو۔ یہ سلام تمہارے لیے دو گنا دے

گھر والوں کے لیے بھی باعث برکت ہوگا۔ (ترمذی)

(۱۸۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا: مُنْكَسَرٌ

پہلے سلام ہوتا ہے۔ (ترمذی)

(۱۸۸) حضرت برادر بن ماذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے

ارشاد فرمایا: جو شخص دو پہر سے پہلے چار رکعتیں چاشت کی پڑھے تو گویا اس نے شب قدر میں پڑھیں اور دو مسلمان مصافحہ کریں تو کوئی گناہ باقی نہ رہے مگر جھڑ جائے گا۔ (نسائی)

(۱۸۹) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا: کیا صحابہ کرام میں مصافحہ کا دستور تھا؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا: ہاں۔ (بخاری شریف)

(۱۹۰) حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد

فرمایا: آپس میں مصافحہ کرو دل کی عداوت جاتی رہے گی اور آپس میں تحفہ کا مین دین کرو محبت پیدا ہوگی اور دشمنی ختم ہو جائے گی۔ (المعطیۃ النوریۃ فی الاحادیث النبویۃ مصنفہ علامہ شبیر احمد چشتی)

(۱۹۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

جب دو مسلمانوں نے ملاقات کی اور ایک نے دوسرے سے مصافحہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ ان کی دعا قبول کرے اور بات جد نہ ہونے پائیں کہ ان کی مغفرت فرمادے۔ (امام احمد)

(۱۹۲) ایک شخص آیا اور اس نے حضور سے اندر آنے کی اجازت چاہتے ہوئے یوں

کہا: میں اندر جاؤں؟ نبی کریم ﷺ نے اپنے خادم سے کہا: باہر جا کر اسے اجازت لینے کا طریقہ بتا دو۔ اس سے کہو پہلے السلام ملے کہ پھر پوچھے کہ میں اندر آ سکتا ہوں؟ اس شخص نے یہ مُنْكَسَرٌ باہری سے من لی اور وہیں سے بولا: السلام ملے کہ میں اندر آ سکتا ہوں؟ حضور ﷺ نے اجازت دیدی اور وہ اندر آ گیا۔ (ابوداؤد)

(۱۹۳) قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک بار

ہمارے غریب خانے پر تشریف لائے اور باہر ہی سے فرمایا: اسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میرے والد سعد نے دھیمی آواز سے سلام کا جواب دیا۔ میں نے اپنے والد سعد سے کہا: حضور تشریف لائے ہیں اندر آنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے؟ انھوں نے کہا: چھوڑو بھی۔ حضور ﷺ کو ہم پر بار بار سلامتی بھیجے دو۔ نبی کریم ﷺ نے پھر فرمایا: اسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سعد نے پھر دھیرے سے جواب دیا۔ حضور ﷺ پھر تیسری بار سلام بہ کردا پس ہونے لگے تو سعد پیچھے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حضور کا سلام سن رہا تھا اور دھیرے سے جواب بھی دیتا رہا۔ میں چاہتا تھا کہ حضور بار بار تم پر سلامتی بھیجتے رہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے ساتھ واپس آئے اور سعد نے غسل کا پانی تیار کرنے کا حکم دیا۔ حضور ﷺ نے غسل فرمایا اور سعد نے زعفران سے رنگی ہوئی ایک چادر حضور ﷺ کو پیش کی۔ حضور ﷺ نے وہ لڑھکی اور ہاتھ اٹھ کر یوں دعا فرمائی: اے اللہ! آل سعد پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے کھانا نوش فرمایا۔ پھر جب واپس ہونے کا ارادہ کیا تو سعد نے یک گدھا تیار کیا اور اس پر نرم چھوڑ دار چادر کا گدھا بچھا دیا اور اپنے فرزند قیس سے کہا: حضور ﷺ کے ساتھ جاؤ۔ میں نے اوبالٹا کر کیا تو فرمایا: یا تو تم بھی میرے ساتھ سوار ہو جاؤ یا پھر واپس جاؤ۔ آخر میں واپس آگیا۔ (ابوداؤد)

(۱۹۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور کہا کہ حضور ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (شیخین، ترمذی، ابوداؤد)

(۱۹۵) حضرت علی کریم اللہ وجہہ الکریم سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا آئے وہ جس میں اگر پوری جماعت ہو تو ایک آدمی کا سلام تمام سب کی طرف سے کافی ہے اور اسی طرح ایک آدمی کا سلام کا جواب دیدینا تمام اہل محفل کی طرف سے کفایت کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۹۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب وہ ہوتا ہے جو سلام کرنے میں پہلی کرے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(۱۹۷) حدیث شریف میں ہے کہ سوار پیدل چلنے والے کو کھڑا ہوا بیٹھے ہوئے کو اور

قلیل التعداد کثیر التعداد کو سلام کرے۔

(۱۹۸) ایک شخص نے حضور ﷺ سے پوچھا: کیا میں اپنی ماں سے بھی اندر آنے کی اجازت لیا کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: میں اسی کے ساتھ ایک گھر کے اندر رہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: پھر بھی اجازت لے کر اندر آؤ۔ عرض کیا اس کی خدمت بھی میں کرتا ہوں۔ فرمایا: پھر بھی اجازت لے لیا کرو۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ کسی وقت تم اسے برہنہ دیکھو؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: پھر اجازت لے لیا کرو۔ (مالک)

(۱۹۹) ایک صحابی کی روایت ہے: میرے والد کے ذمہ جو قرض تھا اس کے متعلق کچھ پوچھنے کے لیے میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دستک دی تو فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا: میں۔ حضور ﷺ بھی میں کہتے ہوئے باہر آئے۔ یعنی اس میں کے جواب کو پسند نہیں فرمایا۔ (شیخین ابوداؤد و ترمذی)

(۲۰۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں بغیر طلاع کے اپنا نکاح کرے تو گھر والوں کے لیے اس کی آنکھ پھوڑ دینا روا ہے۔ (شیخین ابوداؤد و نسائی)

(۲۰۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو حضور نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کرتے سنا کہ اگر کوئی آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لیے جھکنا بھی چاہیے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ (ترمذی)

(۲۰۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی چیمینک مار کر الحمد للہ کہے تو ہر سننے والے مسلمان پر اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا حق ہو جاتا ہے اور جمائی شیطانی فعل ہے اگر جمائی نماز میں آئے تو اسے جہاں تک ممکن ہو دہالو۔ اور بابائے کرو۔ یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ جس پر خود شیطان ہنستا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب جمائی آئے تو منہ پر اپنا بات رکھو اور باہر ہاتھ کرنے سے شیطان اندر سے ہنستا ہے۔ (شیخین ابوداؤد و نسائی)

(۲۰۳) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا: سلام اللہ تعالیٰ کے امانے خستی میں سے ہے جسے اس نے زمین پر رکھ دیا ہے ہذا اسے آپس میں پھیلاؤ۔ اگر ایک مسلمان کچھ لوگوں کے پاس سے گزرتا ہے انہیں سلام کرے اور وہ اسے سلام کا جواب دیں تو اس مسلمان کا ایک درجہ فضیلت ان لوگوں سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے ان لوگوں کو سلام یاد دلایا۔ اگر لوگ اس کے سلام کا جواب نہ دیں تو اس کا جواب وہ دیتا ہے جو ان سب سے بہترین اور پاکیزہ تر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کا مقرب فرشتہ) (کبیر)

(۲۰۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ عاجز وہ ہے جو دعا سے عاجز ہو اور سب سے زیادہ بخل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے۔ (کبیر)

(۲۰۵) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ایک شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ایک کام کرتا ہے اور لوگ اس سے اس کام کی وجہ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ ممکن کے لیے دنیا میں نقد بشارت ہے۔ (ابن ماجہ)

(۲۰۶) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب بھی دو مسلمان باہر ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو جد ہونے سے پہلے تک کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ترمذی اور دارقطنی)

(۲۰۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔ یہ سن کر کچھ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہمیں بعض اوقات مشکوینے کے لیے راستے پر بیٹھنا پڑتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں مجبور ایسا کرنا پڑے تو راستے کے حقوق بھی ادا کر دیا کرو۔ لوگوں نے پوچھا: راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: کجاچ، نیچہ رکھنا، ایذا رسانی سے بچنا، سلام کا جواب دینا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خیال رکھنا۔ ابو داؤد کی ایک دوسری روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے: مصیبت زدوں کی مدد کرنا اور بھٹکے ہوئے کو گمراہ بنانا۔ (شیخیں ابو داؤد)

(۲۰۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: محفل میں کسی آدمی کو اٹھ کر اپنے لیے جگہ نہ پیدا

کر دے بلکہ ذرا پچھل کر کشادگی پیدا کر لو تو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی پیدا فرما دے گا۔ (تسخیرِ ابوداؤد ترمذی)

(۲۰۹) حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اگر کوئی شخص محفل سے اٹھ کر کہیں چلا جائے اور پھر واپس آئے تو وہی اس جگہ کا یاد دہن دار ہے۔ (مسلم ابوداؤد)

(۲۱۰) صحابہ کرام سے روایت ہے کہ ہر لوگ جب حضور ﷺ کی مجلس میں آتے تو کنارے بیٹھ جاتے تھے۔ (ابوداؤد)

(۲۱۱) رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے: دو آدمیوں کے بیچ اجازت کے بنا نہیں بیٹھنا چاہیے۔ (ابوداؤد ترمذی)

(۲۱۲) جو شخص بیچ علاقے میں جا کر بیٹھ حضور ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

(۲۱۳) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: بسومن پر بسومن کے چھ حق ہیں: (۱) اگر بیض ہو تو عیادت کرے۔ (۲) مرے تو جنازے میں شرکت کرے۔ (۳) دعوت کرے (یا بلادے) چائے (تو) چائے۔ (۴) طے تو سلام کرے۔ (۵) چھینکتا ہو تو حکم اللہ کہے۔ (۶) سامنے یا پیٹھ پیچھے ہو تو اس کی خیر خواہی کرے۔ (مالک نسائی)

(۲۱۴) سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے کوئی بات کر کے چلا جائے تو وہ بات امانت کی ایک قسم میں داخل ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

(۲۱۵) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: کسی بوڑھے مسلمان حاملِ قرآن اور عاقل و سہل حال کی تعظیم کرنا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم ہے بشرطیکہ اس میں نہ تلو ہو نہ کمی (بلکہ اعتدال ملحوظ رہے)۔ (ابوداؤد)

(۲۱۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو نوجوان کسی بوڑھے کی کبر سنی کی وجہ سے تعظیم کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی کبر سنی کی تعظیم کے لیے کسی کو متعین کر دیتا ہے جب وہ بوڑھا ہو۔ (ترمذی)

(۲۱۷) ایک بوڑھا شخص حضور ﷺ سے ملنے کے لیے آیا۔ لوگوں نے اسے جگہ دینے میں کوتاہی کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی توقیر نہ کرے وہ میری جماعت سے باہر ہے۔ (ترمذی)

(۲۱۸) جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شانہ نبوت میں داخل ہوئے تو وہاں بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ حضور ﷺ نے اپنی ردائے مبارک ان کی طرف پھینک دی اور فرمایا: اس پر بیٹھ جاؤ۔ حضرت جریر نے وہ چادر لی اور چوم کر سینے سے لگا لی اور کہا: یا رسول اللہ! آپ کا آرا مفرمائے جس طرح آپ نے میرا آرا مفرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جب کسی قوم کا کوئی باعزت آدمی آئے تو اس کا آرا سہ کیا کرو۔ (مسلم و ابوداؤد)

(۲۱۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور وہ جزاک اللہ خیر (اللہ تعالیٰ تمہیں بہتر جزا دے) عہدے تو یہ بڑی کافی تعریف ہے۔ (ترمذی)

(۲۲۰) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جسے کوئی عطیہ ملے وہ اس کا بدلہ بھی دے اور اگر یہ میسر نہ ہو تو شاد و تعریف ہی کر دے۔ کیونکہ شاد و تعریف بہت بڑا اجر ہے اور اسے دہا رکھنا ناشکری ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

(۲۲۱) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جو انسان کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں۔ (ترمذی)

(۲۲۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کے جھوٹے ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ (جو سننے سے بنا تحقیق) بیان کرتا پھرے۔ (مسلم و ابوداؤد)

(۲۲۳) ایک صحابی نے اپنی کم سنی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ میرے غریب خانے پر تشریف لائے۔ میری والدہ نے مجھے یہ بہہ کر بلایا: "تو تمہیں ایک چیز دے۔ حضور ﷺ نے پوچھا: کیا دینے کا ارادہ ہے؟" بولیں: بھگور۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو تمہارے اعمال میں ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔ (ابوداؤد)

(۲۲۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! جھوٹ بولنے پر تمہیں کیا چیز ابھارتی

ہے۔ جموٹ بھی ایسا مسلک ہے جیسے پروانے کے بعد دیگرے آگ میں گر رہے ہوں۔ فرزند آدم سے ہر جموٹ کا مواخذہ ہوگا۔ صرف تین موقع مستثنیٰ ہیں: (۱) بیوی کو خوش رکھنے کے لیے۔ (۲) جنگ کے موقع پر کیونکہ جنگ نام ہی ہے فریب کا۔ (۳) مسلمانوں میں صلح کرانے کے لیے۔ (ترغی)

(۲۲۵) ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میری معیت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا: اس کے بعد کون؟ فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے پھر پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: تمہارا باپ۔ (فیضین)

(۲۲۶) کلیب کے دادا نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: میں کس کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ فرمایا: اپنی ماں باپ، بہن بھائی اور قرہنی مولا کے ساتھ۔ یہی ضروری حق اور صدقہ ہے۔ (ابوداؤد)

(۲۲۷) حضور ﷺ کے پاس ایک شخص نے آ کر دریافت کیا: میرے پاس دوست بھی ہے اور اولاد بھی اور میرے ماں باپ کو بھی میرے مال کی ضرورت ہے۔ فرمایا: تم اپنے ماں سمیت اپنے باپ کے ہو اور تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی میں شامل ہے، بہذا اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھا سکتے ہو۔ (ابوداؤد)

(۲۲۸) بیٹیوں کے تعلق سے مسلمانوں کے چند حقوق ہیں: (۱) بیٹی کے پیدا ہونے پر رنج کا ظہار نہ کرے بلکہ نفقہ اٹھائی جائے۔ (۲) سینا پر دونا کاتنا کھانا پکانا سکھائے۔ (۳) سارہ نور کی تعلیم دے۔ (۴) لکھنا نہ سکھائے کہ فقہ کا احتمال ہے۔ (۵) بیٹیوں سے زیادہ بیٹیوں کی دل جوئی اور خپرداری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ (۶) کچھ دینے میں انھیں اور بیٹیوں کو کانٹے کی تول برابر رکھے۔ (۷) جو کچھ دے تو پہلے بیٹیوں کو دے پھر بیٹیوں کو۔ (۸) نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے نہ ہی بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے۔ (۹) نو برس کی عمر ہی سے خاص نگہداشت شروع کر دے۔ (۱۰) شادی برات میں جہاں ناچ گانا ہو ہرگز نہ جانے دے اگر چہ اپنے بھائی کے یہاں ہی کیوں نہ ہو۔ گانا سخت سنگین جاوے اور

ان نازک شیشوں کو تھوڑی سی تھپس بہت ہے۔ (۱۱) گھر میں لباس و زیور سے راستہ کرے کہ پیامِ طہت کے ساتھ آئیں۔ (۲۱) جب کھوٹے تو نکاح میں دیر نہ کرے۔ (۳۱) حتیٰ الامکان ہار برس کی عمر میں ہی نکاح کر دے۔ (۴۱) کسی فاسق و فاجر خصوصاً بد مذہب کے نکاح میں نہ دے۔ (مشعدۃ الارشاد فی حقوق العیال، امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۲۲۹) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت سولہ ترقی آئی اس کے ساتھ دو لڑکیاں بھی تھیں۔ میرے پاس اس وقت ایک چھوہارے کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ میں نے وہی اسے دیدیا۔ اس نے اس کے دو حصے کیے اور اپنی لڑکیوں کو دیدیے اور خود کچھ نہ کھایا اور چلی گئی۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو میں نے اس واقعہ کا آپ سے تذکرہ کیا۔ فرمایا: جو ان معصوم بچوں کے سلسلے میں کسی آزمائش میں پڑے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حق ادا کرے تو وہ لڑکیاں اس کے لیے جگ سے بچو و کا ذریعہ بن جائیں گی۔ (شیخین ترمذی)

(۲۳۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں سب سے افضل صدقہ (کار خیر) بتاتا ہوں۔ تمہاری وہ بیٹی جس کی کفالت تم کرو اور تمہارے سوا اس کا کوئی کمانے والا نہ ہو۔ (قرظینی)

(۲۳۱) نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: جو دو لڑکیوں کی ان کے جوان ہونے تک کفالت کرے وہ قیامت کے دن ان انگلیوں کی طرح میرے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی مسلم)

(۲۳۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمدہ تربیت سے بہتر کوئی عطیہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکے۔ (ترمذی)

(۲۳۳) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں بہترین انسان وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لیے بہترین ہو اور میں اپنے اہل و عیال کے حق میں تم سے بہتر ہوں۔ (ترمذی)

(۲۳۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص رسوا ہونا، نیک ہونا، بے عزت ہو۔ جو گویا نے عرض کیا: کون یا رسول اللہ؟ فرمایا: وہ جس نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا کسی ایک کو

بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے بیشت میں داخل ہونے کا موقع حاصل نہ کیا۔ (مسلم شریف)

(۲۳۵) ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میرے والدین کے مرنے کے بعد بھی کوئی یہ حسن سلوک ہے جو میں کروں تو والدین ہی کے ساتھ حسن سلوک میں شمار ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! ان کے لیے دعا اور استغفار کرو۔ جو عہد وہ پورا نہ کر سکے ہوں ان کو تم پورا کرو۔ ان کی وجہ سے جس کے ساتھ صلہ رحمی ہو سکتی تھی وہ کرو۔ اور ان کے مخصوص اکرام قائم کرو۔ (ابوداؤد)

(۲۳۶) نبی کریم ﷺ ایک دن تشریف فرما تھے کہ آپ کے رضاعی والد آئے۔ حضور ﷺ نے اپنے کپڑے کا ایک گوشہ ان کے لیے بچھا دیا اور وہ اس پر بیٹھ گئے۔ پھر حضور ﷺ کی رضاعی والدہ آئیں۔ حضور ﷺ نے اس کپڑے کا دوسرا گوشہ ان کے لیے بچھا دیا اور وہ وہاں بیٹھ گئیں۔ پھر آپ کے رضاعی بھائی آئے تو حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور انھیں اپنے سامنے بٹھالیا۔ (ابوداؤد)

(۲۳۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو تو تمھاری دکان تمھارے ساتھ حسن سلوک کرے گی اور تم خود پاک دامن رہو تو تمھاری غور میں بھی پاک دامن رہیں گی۔ (مسلم)

(۲۳۸) ایک شخص نے حضور ﷺ سے اپنی سخت دلی کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے اس کا علاج یہ بتایا کہ شمیم کے سر پر رمت کا بات پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔ (احمد)

(۲۳۹) ایک شخص نے حضور ﷺ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! میں نے بعض بڑے گناہ کیے ہیں کیا ان کی توبہ ہو سکتی ہے؟ حضور ﷺ نے پوچھا: کیا تمھاری کوئی ماں زندہ ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ پوچھا: کوئی خالہ ہے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: بس اس کے ساتھ حسن سلوک کرو (یعنی بڑے گناہ کی توبہ ہے)۔ (ترمذی)

(۲۴۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے بہتر وہ گھر ہے جس میں

کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا جاتا ہو۔ اور بدترین گھروہ ہے جس کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔ (ترمذی)

(۲۳۱) نبی کریم ﷺ کا رشتہ دُترامی ہے: میں اور وہ عورت اس دو انگلیوں (وسطی اور سہا) کی طرح حشر کے دن قریب قریب ہوں گے۔ یعنی وہ عورت جو بیوہ ہو گئی ہو عزت اور دولت رکھتی ہو (بن باپ کے بچوں کی خدمت کرتے کرتے) اس کے چہرے کا رنگ بدلتا گیا ہو اور وہ عقد ثانی سے بازاری ہو یہاں تک کہ وہ بچے جدا ہو جائیں یا مرجائیں۔ (ابوداؤد)

(۲۳۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ اور مسکین کے لیے کوشش کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا۔ مجھے خیال تھا ہے کہ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: جیسے ساری رات قیام کرنے والا اور ہمیشہ روزہ رکھنے والا۔ (شیخین ترمذی تسانئ)

(۲۳۳) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی رازری میں کشادگی پیدا کرے اور اس کی زندگی راز ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری ترمذی)

(۲۳۴) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: رشتہ داروں سے برا سلوک کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (ابوداؤد ترمذی)

(۲۳۵) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی ایسا سناہ نہیں جس کے کرنے والے کو اخروی مواخذے کے ساتھ ساتھ دنیوی سزا دینے میں بھی جلدی کی جائے بجز بغاوت اور قطع رحمی کے۔ (ترمذی اور ابوداؤد)

(۲۳۶) ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے کچھ اہل قرابت ہیں جن کے ساتھ میں صلہ رحمی کرتا ہوں مگر وہ میرے ساتھ قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ بد سلوک کرتے ہیں۔ میں ان کی باتوں پر صدم سے کام لیتا ہوں اور وہ مجھ سے اجڑ پڑتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر وہ اقعہ یہی ہے جو تم کہتے ہو تو تم گویا ان کے منہ پر خاک ڈالتے ہو اور جب تک اس روش پر قائم رہو گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ایک بددکار (فرشتہ) تمہارے ساتھ بیٹھا۔ (مسلم شریف)

(۲۴۷) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاں ایک بکری ذبح ہوئی۔

جب ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تو انہوں نے کہا: ہمارے یہودی پڑوسی کا حصہ بھیجنا؟ اسے ہر بار کہا۔ پھر فرمایا: میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے پڑوسی ہے متعلق اس قدر وصیت کی کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ یہ پڑوسی کو وارث ہی بنا دیں گے۔ (ابوداؤد ترمذی)

(۲۴۸) نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آ کر اپنے پڑوسی کی شکایت کرنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ اور صبر سے کام لو۔ وہ دو یا تین بار حضور ﷺ کے پاس پھر آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: واپس جا کر اپنا تمام مال و اسباب سڑک پر ڈال دو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اب جو لوگ ادھر سے گزرتے اس سے اس کا سبب پوچھتے۔ اور وہ پورا قصہ بیان کر دیتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس (پڑوسی) کو کوٹنے اور ہدمائیں دینے لگے کہ خدا اس کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے۔ آخر وہ پڑوسی اس کے پاس آ کر کہنے لگا: خدا کے لیے تم واپس چلو مجھ سے ب تمہیں کوئی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ (ابوداؤد)

(۲۴۹) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بخد او دوسمن نہیں، بخد او دوسمن نہیں، بخد وہ دوسمن نہیں۔ عرض کیا گیا: کون یا رسول اللہ؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (شیخین)

(۲۵۰) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر اس کا ایمان ہی نہیں جو یہی حالت میں مرے کہ اس کا پیت تو بھرا ہوا ہو اور اس کے بغل میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور اسے اس کے بھوکے ہونے کا علم بھی ہو۔ (کبیر)

(۲۵۱) نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: پڑوسی کے حق کا دائرہ دائیں بائیں آگے پیچھے چاہے چالیس چالیس گھر تک وسیع ہوتا ہے۔ (الحدیث)

(۲۵۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین مصیبتیں بڑی سخت ہوتی ہیں ایک یہ کہ کسی

اولی الامر کے ساتھ تم حسن سلوک کرو تو وہ شکر گزار نہ ہو۔ اور براسلوک کرو تو وہ معاف نہ کرے۔ دوسرے وہ پڑوسی جو تمھاری کوئی نیکی دیکھے تو اسے دین کر دے اور کوئی برائی دیکھے تو اس کی اشاعت کرتا بھرے۔ تیسرے یہ عورت کہ جب تم گھبراؤ تو تمھیں ایذا پہنچائے اور جب تم باہر ہو تو تمھاری خیانت کرے۔ (کبیر)

(۲۵۲) ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک عورت ہے جس کی نماز صدقہ اور روزہ کی سترت مشہور ہے مگر وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسی کو ایذا پہنچاتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ پھر اس نے عرض کیا: ایک دوسری عورت ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ نماز روزہ سے کم تعلق رکھتی ہے اور صرف پیسے کے کڑے صدقے میں دیتی ہے لیکن اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو دکھائیں دیتی؟ فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ (امام ترمذی)

(۲۵۳) حضور ﷺ نے ایک بار حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پوچھا: اس وقت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ وہ بلا لے میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے آج تک کسی کو نہیں پوچھا۔ حضور ﷺ نے اقرع کی طرف دیکھ کر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔ (شیخین ترمذی ابو داؤد)

(۲۵۴) حضور ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آکر کہنے لگا: آپ لوگ بچوں کو پوچھتے ہیں لیکن ہر لوگ تو کبھی نہیں پوچھتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تمھارے دل سے اللہ تعالیٰ جذبہ رحم نکالے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ (شیخین)

(۲۵۵) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں جو اس کے عرش کے اوپر رکھی ہے یہ لکھ دیا: میری رحمت میرے غضب پر غالب رہا کرے گی۔ (شیخین ترمذی)

(۲۵۶) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنے خادم اور غلام کی خطیوں ہمیں کس حد تک معاف کر دینی چاہئیں؟ حضور ﷺ نے سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ اس

شخص نے دو بار وہ آپ ﷺ کی خدمت میں یہی عرض کیا۔ حضور ﷺ پھر خاموش رہے اور جو ب میں کچھ نہیں ارشاد فرمایا۔ پھر جب تیسری دفعہ اس نے عرض کیا تو حضور ﷺ نے رشاد فرمایا: ہر روز شر و فحش۔ (سنن ابوداؤد)

(۲۵۸) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ اپنی باندیوں کو برتن توڑنے پر مزانہ دیا کرو اس لیے کہ برتنوں کی بھی عمریں مقرر ہیں تمہاری عمروں کی طرح۔ (دیلیس)

(۲۵۹) حدیث شریف میں ایک صحابی فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں غیر ضروری طور پر اپنی عورتوں کو کچھ کہتے اور ان سے بے تکلفی کرنے سے بچتے تھے کہ ہمارے بارے میں کوئی چیز مازل نہ ہو جائے پھر جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو ہم لوگوں نے بات کی اور ہم بے تکلفی سے پیش آنے لگے۔ (بخاری شریف)

(۲۶۰) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضور ﷺ میرے پاس سے گزرے۔ اس وقت میں پیٹ کے بل لیٹ ہوا تھا۔ آپ نے قدم مبارک سے مجھے ہلایا اور فرمایا: اے جندب! (ابوذر غفاری کا اصل نام) یہ دو دوشیوں کے بیٹھنا طریقہ ہے۔ (ابن ماجہ)

(۲۶۱) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک بچہ کو دیکھا جس کے سر کے کچھ بال تو مونڈ دیے گئے تھے اور کچھ چھوڑ دیے گئے تھے۔ تو حضور ﷺ نے لوگوں کو منع فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ یا تو پورا سر مونڈا جائے یا پورے سر پر بال چھوڑ دیے جائیں۔ (مسلم شریف)

(۲۶۲) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں یہ بات سنت سے ثابت ہے کہ جب کوئی شخص بیٹھے تو اپنے جوتے اتار لے اور ان کو اپنے پہلو میں رکھے۔ یعنی جوتے پہن کر نہ بیٹھے بلکہ اتار کر بیٹھے کہ یہ آداب مجلس کا تقاضا ہے اور تہذیب و شائستگی کی ملامت بھی نیز جوتوں کو بائیں پہلو کی طرف رکھے تاکہ دائیں پہلو کی ٹکڑی پر قدم نہ رہے۔ (ابوداؤد)

(۲۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی غلام اور مملوک کے لیے بڑی اچھی اور کامیابی کی بات ہے کہ اللہ اسے ایسی حالت میں اٹھائے کہ وہ اپنے پروردگار کا عبادت گزار اور اپنے سید و آقا کا فرماں بردار ہو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۲۶۴) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی غلام جب اپنے سید و آقا کی خیر خواہی اور وفاداری کرے اور خدا کی عبادت بھی اچھی طرح کرے تو وہ دوبر سٹواب کا مستحق ہوگا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۲۶۵) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اس کے ہاتھ سے نکال کر پھینک دی اور فرمایا: تم میں سے کسی کا یہ حال ہے کہ وہ اپنی خواہش سے دوزخ کا انگارہ لے کر اپنے ہاتھ میں دھن لیتا ہے۔ (مسلم شریف)

(۲۶۶) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنے لیے اس کو لازم بانو کہ سچی ہوو کیونکہ سچائی تم کو نیکو کاری کی طرف لے جائے گی اور نیکو کاری تمہیں جنت میں پہنچا دے گی اور جو شخص ہمیشہ سچی بولتا رہتا ہے اور سچائی کا طلب گار رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کے لیے صدیقی کا لقب لکھ دیا جاتا ہے اور تم لوگ جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ جھوٹ تمہیں بدکاری کی طرف لے جائے گا اور بدکاری تمہیں جہنم میں پہنچا دے گی۔ اور جو شخص مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کا ہی طلب گار رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (ترمذی جلد دوم)

(۲۶۷) سود کھانے میں تہتر گناہ ہیں۔ سب سے ادنیٰ گناہ یہ ہے کہ اس نے اپنی ماں کے ساتھ ناکیا۔ (بخاری شریف)

(۲۶۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو چاہے کہ اس کے رزق اور عمر میں برکت ہو وہ رشتہ داروں سے سلوک کرے۔ (مسلم)

(بخاری)

(۲۶۹) حضرت زبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: زشتوں کو کائنات والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (مسلم بخاری)

(۲۷۰) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے نام پر تم سے مانگے

اسے ضرور دو اور جو رشتہ داری کا واسطہ دے کر مانگے اسے ضرور دو۔ (خازن)

(۲۷۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رشتہ داروں سے سلوک کرنے والا فقیری اور برے خاتمہ سے محفوظ رہے گا۔ (تفسیر کبیر)

(۲۷۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: رحم عرش سے لٹکا ہوا ہے اور پکار رہا ہے جس نے مجھے جوڑا اللہ اسے اپنے سے ملے گا

اور جس نے مجھے توڑا اللہ اسے اپنے سے جدا کر دے گا۔ (مسلم بخاری)

ستر ہوں باب: معلومات بہت رنگ

(۱) ایک روز حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو مسجد میں تھا

بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان لمحوں کو قسمت جان کر کچھ سوالات کیے۔

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: یا رسول اللہ! اللہ کے نزدیک کون سے اعمال سب سے

پسندیدہ ہیں؟

حضور ﷺ: اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے راستے میں جہاد۔

ابوذر رضی اللہ عنہ: کس مومن کا ایمان زیادہ مکمل ہے؟

حضور ﷺ: جو اخلاق حسنہ سے مزین ہو وہ زیادہ کامل ہے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ: مسلمانوں میں افضل کون ہے؟

حضور ﷺ: جس کی زبان اور بات سے مسلمان محفوظ رہیں۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ: کون سی ہجرت افضل ہے؟

حضور ﷺ: جس نے پدی کو ترک کر دیا۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ: جو کتاب اللہ تعالیٰ نے آپ پر اتاری ہے اس میں سب سے افضل

آیت کون سی ہے؟

حضور ﷺ: آیہ مکرئی۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ! انبیاء کی تعداد کتنی تھی؟

حضور ﷺ: ایک لاکھ چوبیس ہزار۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ: ان میں سے رسولوں کی تعداد کتنی تھی؟

حضور ﷺ: تین سو تیرہ۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔

حضور ﷺ: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ یہ بتوئی تمہارے حالات کو

مزین کر دے گا۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ! اور وصیت فرمائیں۔

حضور ﷺ: خاموشی اختیار کرو۔ زیادہ جنت سے پرہیز کرو یہ دونوں کھردہ کر دیتا ہے اور

چہرے کی نورانیت ختم کر دیتا ہے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ! کچھ اور وصیت فرمائیں۔

حضور ﷺ: مسکینوں سے محبت اور ان کے پاس بیٹھے کو محبوب جانو۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ: اور یا رسول اللہ!

حضور ﷺ: سچ کہا کرو خواہ کڑوا ہو۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ! اور وصیت فرمائیں۔

حضور ﷺ: اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کرو۔ (اطلس ہیرت نبوی)

(۲) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم سے میری کوئی حدیث بیان کی جائے تو اگر وہ قرآن مجید کے موافق ہو قبول کر لو ورنہ اسے چھوڑ دو۔ (صحیح سنن شریف)

(۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں پر تقسیم ہو جائے گی ان میں نہایت پائے والے صرف ایک گروہ ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہوگا؟ فرمایا اہل سنت و جماعت۔ (صحیح سنن شریف)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی بیماری کا ایک دوسرے کو اثر کر لگنا اور پامہ یعنی الو کو منخوس سمجھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ جس گھر پر بیٹھ جائے وہ ویران ہو جاتا ہے یا گھر کا کوئی فرد مر جاتا ہے اور صفر کے مہینے کو منخوس جانتا ان سب کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ایک دیہاتی نے عرض کیا: یا رسول اللہ تو پھر ان اونٹوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا جو ہرن کی طرف پاکستان میں دوڑتے پھرتے ہیں لیکن جب کوئی غارش والا اونٹ ان میں مل جاتا ہے تو دوسروں کو بھی غارش زدہ بنا دیتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کہ پہلے اونٹ کس نے غارش زدہ بنایا؟ (بخاری شریف)

(۵) تھن حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا تھا: اے فرزند! لوگوں سے جس بات کا وعدہ کیا گیا تھا سے بہت دن گزر گئے لیکن وہ آخرت کی طرف تیزی سے جا رہے ہیں۔ جب سے تمہارا وجود ہوا تھا دنیا کو پیچھے چھوڑتے جا رہے ہو۔ وہ گھر جس کی طرف تم جا رہے ہو اس گھر سے زیادہ قریب ہے جس سے تم نکال رہے ہو۔ (رزینا)

(۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی کو یہ کہتے سنا کہ لوگ تو رہبان ہوئے تو سمجھ لو کہ سب سے زیادہ رہبان ہونے والا وہ خود ہے۔ (مسلم مؤطا ابوداؤد)

(۷) حضور انور ﷺ نے فرمایا: کبر و نخوت کرنے والے لوگ قیامت کے دن جیوٹیوں کی شکل میں اٹھائے جائیں گے۔ یعنی جتنے بڑے بنتے تھے اتنے ہی چھوٹے بنا دیے

جا نہیں گئے۔ (بزار حنفی)

(۸) حضور ﷺ نے فرمایا: عورت کو عموماً چار وجوہ سے نکاح میں لایا جاتا ہے مال، خدات، حسن اور دین۔ لہذا تم دین والی عورت ہی حاصل کرو۔ اللہ تمہارا بھلا کرے۔ (شیخین ابو داؤد نسائی)

(۹) حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے شادی کی اس نے نصف ایمان حاصل کر لیا۔ یہ دوسرے نصف میں اسے تقویٰ اللہ اختیار کرنا چاہیے۔ (اوسط)

(۱۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں جو ترقیقین اور حسن نیت سے کی جائیں تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہو جاتا ہے کہ اس کی مدد فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے: (۱) جو شخص یقین اور حسن نیت کے ساتھ کسی قیدی کو آزاد کرانے کی کوشش کرے۔ (۲) جو مردہ زمین کو زندہ کرے اور (۳) جو شادی کرے۔ ان تینوں میں سے ہر ایک کام میں مدد اور برکت دینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایک ضروری حق ہو جاتا ہے اگر حسن نیت اور یقین موجود ہو۔ (اوسط صغیر)

(۱۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نکاح علی الاعلان کیا کرو اور مساجد میں کیا کرو اور دف کے ذریعے اعلان کیا کرو۔ (ترمذی) زہدین کی روایت میں یہ بھی ہے کہ عار (نکاح) اور حرم (خلیۃ شائی) کے درمیان فرق ہی اعلان کا ہے۔ (اوسط)

(۱۲) بخاری کی روایت میں ہے کہ ایک انصاری کے گھر میں ایک لڑکی کی رخصتی ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: کیا کھیل وغیرہ تمہارے ساتھ نہیں؟ انصاری تو کھیل کو پسند کرتے ہیں۔

(۱۳) حضور ﷺ نے پوچھا: اس بقیہ کا کیا ہوا؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ہم نے اسے اس کے شوہر کے پاس رخصت کر دیا۔ فرمایا: تم نے کوئی عورت اس کے ساتھ نہ کر دی جو ذرا گھاتی اور وقف بجاتی ہوئی ساتھ جاتی؟ عرض کیا: ایسے گیت کے بول کیا بولنے چاہئیں؟ فرمایا: یہ مصرعے گائی ہوئی جاتی: ایتنا کم الینا کم فلیحولنا

لحمکم لو لا اللحم الاحمر ما حلت بواذیکم ولو لا الحنطة السمراء
ما صر منتغداً لکم۔ (ترجمہ) اگر تمہارے گھراؤے چنے تمہارے سودا رستے نہ آئے۔ تم ہم پر سودا مٹی نہ بنو
اور ہم تم پر۔ گرز سرخ نہ ہوتا تو تمہارے دیہات میں کون آتا اور اگر گندمی رنگ کے گیہوں
نہ ہوتے تو تمہاری پوشیز انہیں گدازتہ ہوتیں۔ (ابو داؤد)

(۱۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے دے در یہ
ممکن ہو کہ وہ اس کی کوئی ایسی چیز (جمال) دیکھ لے جو اپنے اندر دو اچھی کشش رکھتی ہو تو اسے
دیکھ لینا چاہیے۔ ایک شخص نے کسی انصاری عورت کو پیغام نکاح دیا۔ حضور ﷺ نے اس سے
پوچھا: کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا جا کر اسے دیکھو کیونکہ بعض اوقات
انصاری کی آنکھ میں کچھ نقص بھی ہوتا ہے۔ (ابو داؤد مسلم نسائی)

(۱۵) رسول پاک ﷺ نے فرمایا: بندہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی مرتبہ مقرر
ہوتا ہے اور بندہ عمل کے جب اس رتبے کو نہیں پہنچتا پاتا تو بدن یا مال یا اوماد میں اس کو
”زما تا“ ہے پھر اسے صبر دینا ہے یہاں تک کہ اسے اسی رتبے کو پہنچا دیتا ہے جو اللہ کے علم میں
ہے۔ (احمد، ابو داؤد)

(۱۶) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کے دن بلاؤں کو ٹوٹا دیا
جائے گا تو عافیت والے تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں قینچیوں سے ان کی کھالیں کاٹی جاتیں۔
(ترمذی)

(۱۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مومن ایک دسترخوان پر ایک ساتھ کھانے
کے لیے بیٹھتے ہیں تو وہ آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لیے اور تین کا چار کے لیے کافی ہو جاتا
ہے۔ (احمد، یث)

(۱۸) ایک شخص نے حضور ﷺ کے سامنے ڈکار لی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی
ڈکار کو روکو (یعنی کم کھاؤ تو ڈکار نہیں آئے گی) کیونکہ دنیا میں زیادہ کھانے والا بروز حشر زیادہ
بھوکا رہے گا۔ (ترمذی)

(۱۹) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شکم سے زیادہ ہر اکوئی برتن نہیں ہے جو نشان بھرتا ہو۔ فرزند آدم کو کمر سیدھی رکھنے کے لیے چند تھمے کافی ہیں۔ اگر اس سے زیادہ کھانا ضروری ہو تو (اپنے شکم کا) تہائی حصہ کھانے سے پر کرے اور ایک تہائی حصہ پانی کے لیے رکھے اور ایک تہائی سانس کے لیے۔ (ترمذی)

(۲۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب (دعوت وغیرہ کے موقع پر) دسترخوان بچھا دیا جائے تو کوئی آدمی دسترخوان اٹھائے جانے سے پہلے نہ اٹھ کھڑا ہو۔ بلکہ اس کا پیٹ بھر گیا ہو تب بھی اپنا ہات اس وقت تک بندو کے جب تک تمام لوگ فارغ نہ ہو جائیں۔ اس طرح کرنے سے اس کا ساتھی شرمندہ ہوتا ہے اور وہ بھی اپنا ہات کھینچ لیتا ہے حالانکہ بہت ممکن ہے کہ اسے ابھی اور کھانے کی ضرورت ہو۔ (قرظینی)

(۲۱) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے بدن پر ہار یک کپڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اے اسماء! جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لیے چہرے اور ہاتھوں کے سوا اور کچھ نظر آنا درست نہیں۔ (ایسا کہتے ہوئے چہرے اور ہتھیلیوں کو حضور نے اشد سے سستایا) (بخاری و ابوداؤد)

(۲۲) ایک صحابی رسول ایک بار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ان کے جسم پر بہت معمولی لباس تھا۔ حضور نے پوچھا: تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے؟ انھوں نے عرض کیا: ہاں۔ پوچھا: کس قسم کا مال ہے؟ عرض کیا: ہر قسم کا مال اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے اونٹ، گائے، بکری، گھوڑے اور خدام وغیرہ سب کچھ ہے۔ فرمایا: جب اللہ نے تمہیں اتنا کچھ دیا ہے تو اس کے انعام و انعام کا لباس سے بھی کچھ اظہار ہونا چاہیے۔ (الحديث)

(۲۳) کئی فرزند ان صحابہ اپنے آبا کے حوالے سے مرفوعہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو معاہدہ کرنے والے پر ظلم کرے یا معاہدے میں کوئی کمی پیدا کرے یا

اس کی قوت برداشت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالے یا اس کی خوش دلی کے بغیر اس سے کچھ وصول کرے تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے وکیل ہوؤں گا۔ (ابوداؤد)

(۲۴) جب حضور ﷺ نے مسیلرہؓ کو اب کا خط پڑھا (سنا) تو قاصدوں سے پوچھا: تم دونوں کا کیا عقیدہ ہو خیال ہے؟ بولے: یوہی جو مسیلرہؓ کا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر قاصدوں کو قتل کیا جاسکتا تو میں تم دونوں کی گردنیں مار دیتا۔ (ابوداؤد)

(۲۵) اگر عورت کسی کو مسلمانوں کے مقابلے میں پناہ دے تو جائز ہے۔ (ابوداؤد)

(۲۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خواب تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) صراحہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہوتی ہے۔ (۲) غم انگیز خواب جو شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور (۳) حدیث النفس جو اپنے خیالات کا عکس ہوتا ہے۔ لہذا اگر کوئی ناگوار بات نظر آئے تو وہ اٹھ کر نماز ادا کرے اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرے۔ (ابوداؤد)

(۲۷) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اچھے خواب اللہ کی جانب سے اور پریشان کرنے والے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ پس جب تمہیں ناگوار خواب نظر آئے تو اپنی باتیں جانب تین بار تھوک دو اور اس سے اللہ کی پناہ مانگو (یعنی اَلْحُوْذُ بِاللّٰہِ وَغَیْرَہُ پڑھو) تو وہ خواب کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (نسائی)

(۲۸) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد نبوت کی کوئی خصوصیت بجز مبشرات کے باقی نہ رہے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مبشرات کیا چیز ہے؟ فرمایا: (صراحہ) اچھے خواب۔ (ما تکتہ ابو داؤد بخاری شریف)

(۲۹) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میرے حجرے میں تین چاند گرے ہیں۔ میں نے یہ خواب اپنے باپ جان سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا تو وہ خاموش رہے۔ رسول اللہ ﷺ جب وفات پا کر میرے حجرے میں دفن ہوئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ان تین چاندوں میں سے ایک یہ ہے جو سب سے بہتر چاند ہے۔ (اس کے بعد دوسرے دو چاند

حضرت بو بکر اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما دفن ہوئے) (مالک کبیر)

(۳۰) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے بیماری بھی پیدا کی ہے اور دوا بھی۔ ہر مرض کی دوا ہوتی ہے بہنہ دوا بھی استعمال کیا کرو۔ ہاں حرام چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال نہ کرو۔ (ابوداؤد)

(۳۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوا استعمال کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ہر مرض کے لیے دوا بھی پیدا کی ہے۔ صرف ایک مرض کی دوا نہیں ہے اور وہ ہے بڑھا پا۔ (ابوداؤد ترمذی)

(۳۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معدہ بدن کا حوش ہے جس سے میراب ہونے کے لیے رگیں ملی ہوئی ہیں۔ اگر معدہ درست ہے تو یہ رگیں بھی جامِ صحت پی کر اہل ہوتی ہیں ورنہ بیماری کے گھونٹ پی کر لوتی ہیں۔ (ابوداؤد)

(۳۳) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! ہم لوگ جہاں پھونک بھی آتے ہیں اور دوا بھی استعمال کرتے ہیں اور بچاؤ کی دوسری تدبیریں بھی آریتے ہیں۔ حضور ﷺ کی رائے میں کیا یہ چیزیں قضا و قدر پر اثر انداز ہوتی ہیں؟ فرمایا: جو کچھ تم کرتے ہو یہ بھی قضا و قدر میں شامل ہے۔ (ابوداؤد)

(۳۴) حضرت معاویہ بن الحکمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بہت قرضِ دور میں جاہلیت سے وابستہ رہا ہوں اور اب اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام سے سرفراز کیا ہے۔ بیماری قوم میں بعض لوگ کانٹوں کے پاس جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نہ جاؤ۔ (مسلم ابوداؤد نسائی)

(۳۵) حضور ﷺ نے زہرِ پلے گوشت کا اثر دور کرنے کے لیے اپنے سر مبارک پر پھینکا لگا دیا تھا۔ معمر کا بیان ہے کہ میں نے بھی بغیر اس کے کسی زہر کا اثر دور کرنا مقصود ہو اپنی چند یا پر پھینکا لگوایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میری قوتِ حافظہ تم ہوئی حتیٰ کہ زہر میں سورہ فاتحہ تک میں قلم دیا جانے لگا۔ (ابوداؤد)

(۳۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم نجوم سے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مقصد کے علاوہ استفادہ کرتا ہے وہ گویا سحر (جادو) سے استفادہ کرتا ہے۔ منجم ایک طرف کہاہت ہے اور کائنات سحر ہے اور سحر کا فر۔ (ابوداؤد)

(۳۷) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: لَا اَكُلُ مَشْكِيًّا۔ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔ (بخاری و مسلم) اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لیت کر کھانا یا ایک بات کا سہارا زمین پر لگا کر کھانا دینے وغیرہ سے تکیہ لگا کر کھانا پالتی مار کر یا کھڑے ہو کر کھانا بذا عذر یہ سب صورتیں مکروہ ہیں اور اگر کوئی عذر ہو تو معافی ہے۔ (ابن ماجہ)

(۳۸) خزانۃ الروایات میں لکھا ہے کہ ایک بار حضور ﷺ چارز نو بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے بھی وحی نازل ہوئی: کُلْ مِمَّا فَاكُلَ الْغَنَى۔ یعنی عاجزی سے بیٹھ کر کھاؤ۔ پھر آپ نے کبھی پڑا نو بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا۔

(۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا اور اگر بھوک ہوتی تو آپ کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ آپ نے فرمایا: اپنے کھانے کو اللہ کے ذکر اور نماز سے گلاؤ اور کھانا نہ سو جایا کرو اس سے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ (المحدیث)

(۴۰) حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا بدترین انسان وہ ہے جو اپنے غلام کو مارے اور اپنے عطیہ کو روکے اور تنہا کھانا کھائے۔ اور فرمایا: بہترین کھانا وہ ہے جس میں زیادہ بات پڑے۔ دینی بھائیوں کے ساتھ کھانا شفا ہے۔ (المحدیث)

(۴۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا دار آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں تب بھی وہ تیسرے جنگل کی رز و ترے گا اور ایسے حرص آدمی کا پیٹ قبر کی مٹی کے سوا کوئی اور چیز نہیں بھر سکتی۔ (بخاری شریف و مسلم شریف)

(۴۲) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور سید عالم ﷺ نے

فرمایا کہ دو بھوکے بھیسڑیے جنھیں بکریوں میں چھوڑ دیا جائے وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ ماں اور منسوب کا لالچ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتا ہے۔ (ترمذی شریف)

(۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

فرمایا: درہم و دینار کے بندے پر لعنت کی گئی ہے۔ (ترمذی شریف)

(۴۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: آدمی

بوڑھا ہوتا ہے اور اس کی دو باتیں جو ان رشتی میں: مال کا لالچ اور لہجی عمر کی آرزو۔ (بخاری و مسند شریف)

(۴۵) حضرت موالا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا حرص کی بھروٹی حق سے

بے رہ کرتی ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

(۴۶) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا طمع انسان کو ذلیل اور

اس کے یقین کو خراب کرتی ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(۴۷) حضرت ابو سعید حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حرص طمع عام کو بدنام بنا

دیتی ہے (طبقات الکبریٰ) اور آپ سے پوچھا کہ اصل دین کیا ہے؟ فرمایا: ورع۔ سائل نے

سوال کیا: ورع کو تہاہ کون کرتا ہے؟ فرمایا: طمع۔ (تذکرۃ الاولیاء) آپ خدا کی قسم کھا کر کہتے

تھے کہ جس شخص نے زر کی عزت کی اسے اللہ نے دولت دی۔ (طبقات الکبریٰ)

(۴۸) حضرت حبیب بن سلیم راغبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک شخص نے کہا کہ مجھے

نصیحت فرمائیے۔ ارشاد ہوا: دل کو حرص کا صندوق اور پیٹ کو حرام کا برتن نہ بنا۔ (کشف

المحجوب)

(۴۹) حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور تمام کاموں کو رب کے سپرد کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے

کافی ہے۔ (بخاری)

(۵۰) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو

فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر توکل کر لو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح روزی دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

(۵۱) حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: ہاں کو اپنے اوپر حرام کر لینے اور مال کو ضائع کر دینے کا نام ترک دنیا نہیں ہے بلکہ دنیا سے بے رغبتی یہ ہے کہ جو کچھ مال دولت تیرے ہاتھ میں ہے اس پر بھروسہ نہ کر بلکہ اس پر بھروسہ کر جو اللہ کے دست قدرت میں ہے۔ (ترمذی شریف)

(۵۲) حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کا معاملہ عجیب ہے کہ اس کے ہر کام میں بھلائی ہے اور یہ شرف مومن کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ اگر اسے خوش کاموقع نصیب ہو اور وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بخائے تو اس میں اس کے لیے بہتری ہے اور اگر کبھی مصیبت پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو اس میں اس کے لیے بہتری ہے۔ (مسلم شریف)

(۵۳) رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ تین چیزوں کی محافظت کرنے والا میرا سچا دوست اور انھیں ضائع کرنے والا میرا قلعی دشمن ہے۔ وہ تین چیزیں ہیں: نماز روزہ و سچا پاکی کا غسل۔ (تحفۃ الملوک عظیمین)

(۵۴) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: آدمی کی نیک بختی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر کر دیا ہے اس پر راضی رہے اور آدمی کی بد بختی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بھلائی مانگتا چھوڑ دے اور آدمی کی بد بختی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں جو کچھ مقدر کر دیا ہے وہ اس پر آزر دے ہو۔ (احمد ترمذی شریف)

(۵۵) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اگر تو اپنی نماز پڑھ لے کہ تیری پیٹھ جھک جائے اور اس قدر روزے رکھے کہ بال کی طرح باریک اور دب ہو جائے تو جب تک حرام سے پرہیز نہ کرے گا یہ روزہ نماز کچھ مفید نہ ہوگا اور نہ ہی قبول ہوگا۔ (العلیٰ)

النورینی فی الاحادیث المنہویہ مصنف علامہ شبیر احمد چشتی

(۵۶) حضرت کنجی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبادت خزانہ خدا ہے اور دعا اس کی کنجی ہے اور ائمہ حلال اس کنجی کے دھانے ہیں۔ (العلی فی النورینی الاحادیث المنہویہ مصنف علامہ شبیر احمد چشتی)

(۵۷) حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کوئی شخص ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا مگر چار چیزوں کی بدولت: (۱) سب فرائض سنت کی رعایت کے ساتھ ادا کرے۔ (۲) ائمہ حلال ذہب کے ساتھ کھائے۔ (۳) ظاہر اور باطن دونوں حالتوں میں برے کام کو چھوڑ دے۔ (۴) مرتے دم تک اپنی روش پر قائم رہے۔ (العلی فی النورینی الاحادیث المنہویہ مصنف علامہ شبیر احمد چشتی)

(۵۸) حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شبہ کا ایک درہم اصل مالک کو دینا، کھدو درہم صدقہ دینے سے مجھے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (العلی فی النورینی الاحادیث المنہویہ مصنف علامہ شبیر احمد چشتی)

(۵۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا تو اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ ان کی زیارت کرو اس لیے کہ قبروں کی زیارت کرنا دنیا سے بے زار کرتا ہے اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

(۶۰) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد میں تشریف رکھتے تھے تو فرمایا: میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے برکت لیتا ہوں ان کی قبر مبارک کی زیارت کرتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر کے پاس جاتا ہوں اور وہاں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو فوراً حاجت روائی ہو جاتی ہے۔ (الخیرات الحسان - ردو ترجمہ)

(۶۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب تم اپنے امور

میں حیران و پریشان ہو جاؤ تو اصحاب قبور سے مدد طلب کرو۔ (انفاس العارفین)

(۶۲) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے رشا و فرمایا: جو اپنی مونچھ نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقے کے خلاف ہے۔ (ترمذی و نسائی)

(۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: مونچھیں کتر ڈاؤں اڑھیاں بڑھاؤں طرح بخوسوں کی مخالفت کرو۔ (مسلم شریف)

(۶۴) حضور سید عالم ﷺ جب کبھی کسی آدمی کی مونچھیں بڑھی ہوئی دیکھتے تو فینچی اور مسواک پیتے اور پھر مسواک مونچھوں پر رکھ کر باقی کاٹ دیتے۔ (نفسۃ المسلمین فی سبۃ المسلم)

(۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے سامنے بخار کا ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے بخار کو برا کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بخار کو برا مت کہو اس لیے کہ وہ مومن کو گنہگار بناتا ہے اس طرح پاک کرتا ہے جیسے آگ کو بے کے میل کو صاف کر دیتی ہے۔ (مشکوٰۃ و ابن ماجہ)

(۶۶) نبی کریم ﷺ نے سورہ نساء کی تفسیر میں فرمایا: شہد کی مکھی کے علاوہ باقی مکھیاں جہنم میں داخل ہوں گی۔ آپ کا ارشاد ہے کہ مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے وہ اپنے چیمے سے نکلتی ہے پس وہ پاکیزہ چیزیں کھاتی ہے پھر کھایا ہوا گرا دیتی ہے (یعنی بیت وغیرہ کر دیتی ہے) نہ کسی کو نقصان پہنچاتی ہے نہ توڑ پھوڑ کرتی ہے۔ پس مومن بھی اپنے کام سے کام رکھتا ہے اور کسی کو اذیت میں مبتلا نہیں کرتا اور حلال رزق کھاتا ہے۔ مومن کی مثال سونے کے اس سرخ ٹکڑے کی سی ہے جسے آگ میں ڈالا جائے لیکن نہ اس کا رنگ بد سے نہ اس کے وزن میں کمی ہو۔ پس مومن بھی اسی طرح ہے۔ (مسند رک)

(۶۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہد ہر بیماری کے لیے شفا ہے اور قرآن سینوں میں پائی جانے والی ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ پس تمھارے لیے ضروری ہے کہ قرآن اور شہد سے شفا حاصل کرو۔ (ابن ماجہ)

(۶۸) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر مہینے میں تین دن صبح نہر منہ شہد چاٹ لیا کرے تو اسے کوئی بڑی بیماری لاحق نہیں ہوگی۔ (ابن ماجہ)

(۶۹) مکھیوں کی جس جماعت سے شہد کی مکھی کا تعلق ہے اس کی میں بڑی قسمیں ہیں ان میں چار خاص شہد کی مکھیاں ہیں جن کے ساتھی نام (۱) ایشہ سیرانا (۲) ایشہ میلی فیرا (۳) ایشہ ڈور سینا اور (۴) ایشہ فلوریا۔ ان میں ایشہ سیرانا اور ایشہ میلی فیرا اسی شہد کی مکھیاں ہیں جنہیں بکس میں پالی کر رکھا جاسکتا ہے اور دیگر دو قسمیں کھلے آسمان کے نیچے بچھو بناتی ہیں۔ (شہد کی مکھی قرآن حدیث اور سائنس۔ مقالہ پرنسپل محمود پرویز انصاری)

(۷۰) حضرت مولانا علی رحمہ اللہ وجہ انکریم فرماتے ہیں: تمہارے لوگوں میں اس طرح رہو جیسے پرندوں میں شہد کی مکھی رہتی ہے۔ اور فرماتے ہیں: سب سے بہتر کھانے کی چیز شہد ہے جو یک کیز سے (شہد کی مکھی) کا احباب ہے۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے شہد کی مکھی کے قتل کو حرام قرار دیا ہے۔ اصح قول کے مطابق اس کا کھانا حرام ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے قتل سے منع فرمایا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شہد کی مکھی کو بچھنا جائز نہیں ہے جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بچھ سکتے ہیں بشرطیکہ خریدار کو مکھیوں کی تعداد کا علم ہو اور ہتھکڑے کے ساتھ بھی جائے۔ (شہد کی مکھی قرآن۔ حدیث اور سائنس۔ مقالہ پرنسپل محمود پرویز انصاری)

(۷۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی تمام ہولناکیاں رحمت کا علم اور کافر کو ہو جائے تو وہ جنت سے ابھی امید نہ ہو اور اگر اس کے کل عذاب کا علم اور مومن کو ہو جائے تو وہ کبھی گم سے اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھے۔ (شیخین ترمذی)

(۷۲) ایک بار حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور تین بار آواز دے کر اندر آنے کی اجازت چاہی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام میں مصروف تھے اس لیے جواب نہ دے سکے۔ جب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ

تعالیٰ عنہ واپس ہونے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر آئے اور فرمایا: واپس کیوں جا رہے ہو؟ انھوں نے کہا: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمکن باراجازت طلب کرنے کے بعد جواب نہ ملے تو واپس ہو جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اس حدیث کے لیے کوئی گواہ لاؤ ورنہ تمہیں عبرت بتا کر رکھ دوں گا۔ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گواہی دی تو ابوسعید اشجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جان چھوٹی۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے ابن خطاب حضور ﷺ کے اصحاب کے لیے عذاب جان مت ہو۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں تم پر غلط حدیث بیان کرنے کا تہم نہیں لگاتا مجھے یقین ہے کہ وہ گمراہی کی طرف جھوٹی باتیں منسوب نہ کرے گلیں۔ (نسائی)

(۷۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ لہذا تم کو قتل کرنے والی چیز (موت) کو اکثر دیکھنا شروع کر دو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں کوئی موت کی آرزو نہ کرے (اس لیے کہ) وہ یا تو نیکو کار ہوگا تو ممکن ہے کہ اس کے نیک عمل میں زیادتیاں ہو جائیں اور اگر بدکار ہوگا تو ہو سکتا ہے کہ سزاوارتہ ہو کر کائنات کی خوشنودی حاصل کرے۔ (بخاری شریف)

(۷۴) حضرت معاویہ بن اقفس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میری ایک لونڈی تھی جو میرے گلے کو حد اور جوانی کی طرف لے جا کر چرایا کرتی تھی۔ ایک دن یہاں ہوا کہ وہ باہر نکلی اور ایک بھیڑیا ہمارے گلے میں سے ایک بکری لے بھاگا۔ میں بھی آفراسات ہوں اور انسانوں ہی کی طرح صدمہ بھی ہوتا ہے۔ میں نے لونڈی کو صرف ایک طمانچہ مار دیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چونکہ یہ حرکت مجھ پر بہت شاق تھی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ فرمایا: اسے یہاں لے آؤ۔ چنانچہ میں لے آیا۔ حضور ﷺ نے اس سے پوچھا: اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: آسمان میں۔ پھر پوچھا: میں کون ہوں؟ وہ بولی اللہ کے رسول۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ سو منہ ہے اسے آزاد کر دو۔ (مسلم ابوہریرہ)

(دوا نسائی)

(۷۵) حضرت مصعب بن معید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! آزمائشوں میں سختی کس انسان کے ساتھ ہوتی ہے؟ فرمایا: انبیاء کے ساتھ پھر جوان ہے۔ شاہد ہو پھر جوان ہے نسبتاً کم مشاہدہ ہو۔ ہر شخص کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین میں پختہ ہے تو وہی ہی سختی اس کی آزمائش بھی ہوگی اور اگر اس کے دین میں ڈھیلا پن ہے تو اسی کے مطابق اللہ اس کی آزمائش کرے گا۔ بندے کے ساتھ آزمائشوں کا یہ سلسلہ اسی طرح قائم رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس طرح چلتا پھرتا ہے کہ اس پر گناہ کا کوئی بوجھ نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

(۷۶) جہاز رانی کی شروعات امیر المومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کے زمانے میں ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احادیث کمائی سے شہد خرید کر بارش کے پانی میں ملا کر پینے سے ہر بیماری سے شفا ہے۔ (کنز العمال)

(۷۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلو کے درد کا سبب گردے کی نرس ہے جب وہ خستہ رقی ہے تو انسان کو تکلیف ہوتی ہے اور اس کا علاج گرم پانی اور شہد سے کرو۔ (مسند رک)

(۷۹) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شفا میں چیزیں ہیں جس سے شہد پینے میں لگانے میں اور آگ سے دغنے میں۔ مگر میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ (بخاری شریف)

(۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر روز تیس دن صبح کے وقت شہد پائے گا تو اسے کوئی بڑی بیماری نہیں لگے گی۔ (ابن ماجہ)

(۸۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے نعرہ پڑھا:

ڈنک مارنے اور پہلو کے پھوڑے کے لیے جھاڑ پھونک کرنے کی رخصت دی ہے۔ (صحیح مسلم)

حوالے

- (۱) کنز الایمان اردو ترجمہ قرآن مجید۔ اعلیٰ: حضرت امام احمد رضا خاں برکاتی محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۲) خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان۔ صدر الافاضل مولین نعیم الدین صاحب مرد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۳) صحیح البخاری جلد ۱۔ ۹ انگریزی ترجمہ: ڈاکٹر محمد حسن خاں۔
- (۴) صحیح مسلم جلد ۱۔ ۳ انگریزی ترجمہ: عبد الحمید صدیقی۔
- (۵) سنن ابوداؤد جلد ۱۔ ۳ انگریزی ترجمہ: احمد حسن۔
- (۶) سنن نسائی شریف جلد ۱۔ ۳ ترجمہ: امین الزماں۔
- (۷) سنن ابن ماجہ جلد ۱۔ ۲ ترجمہ: عبد الحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری۔
- (۸) موطا امام مالک ترجمہ: محمد رحیم الدین۔
- (۹) مشکوٰۃ المصابیح جلد ۱۔ ۳ انگریزی ترجمہ: فضل الکریم۔
- (۱۰) سیرتہ سوال عربی مصنفہ: منصور بخش توکلی۔
- (۱۱) سیرت ابن ہشام کامل اردو ترجمہ۔
- (۱۲) تفسیر نعیمی مصنفہ مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۱۳) منهاج السالکین ترجمہ تنبیہ الغافلین: فقیہ ابوالیث سرمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۱۴) کرامۃ قشیریہ مصنفہ: امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۱۵) کمدارج السنوۃ مصنفہ: امام شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۱۶) مع سنن ابی شریف مصنفہ: میر عبدالواحد بکگرا می رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

- (۱۷) آداب السالکین مصنفہ سیدنا آل احمد رحمہ میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۱۸) کجاء الحق مصنفہ مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۱۹) مکالمۃ بالقلوب مصنفہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۲۰) تذکرہ غوثیہ مصنفہ شیخ غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۲۱) تذکرہ اولیاء مصنفہ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۲۲) مراجع العوارف فی الوصایا والمعارف مصنفہ سیدنا ابوالحسن احمد نور میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۲۳) تاریخ جدید۔
- (۲۴) نزہۃ القاری شرح بخاری مصنفہ مفتی محمد شریف الحق امجدی برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۲۵) نزہۃ المجالس مصنفہ عبدالرحمن صفوی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۲۶) بہار شریعت مصنفہ صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۲۷) تحفۃ الاولیاء عظیمین مصنفہ محمد عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۲۸) گلدستہ طریقت (تفسیر سورہ یوسف) مصنفہ سید عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۲۹) السیرۃ النبویہ مصنفہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۳۰) نسیاء النبی مصنفہ میر کرم علی شاہ اندہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۳۱) بہار القلوب مصنفہ شیخ عبدالحق محمد شاہ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۳۲) حدیث دفاع مصنفہ میر جنرل محمد اکبر خاں۔
- (۳۳) ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں مصنفہ اکثر سالم قدوائی۔
- (۳۴) کیا روزِ انجست قرآن نمبر۔
- (۳۵) کیا روزِ انجست رسول اللہ نمبر۔

- (۳۶) سوہ صحابہ مصنفہ عبدالسلام ندوی۔
- (۳۷) سوہ رسولی اور تزکیہ نفس مصنفہ یاض احمد خاں۔
- (۳۸) ستقامت ڈائجسٹ کانپور عتقاد نمبر۔
- (۳۹) ستقامت ڈائجسٹ کانپور محمد رسول عربی نمبر۔
- (۴۰) سلام میں حلال اور حرام مصنفہ یو۔ صف قرضاوی۔
- (۴۱) حبیبہ المہمان من مکاتیب الشیطان مصنفہ صوفی شہیر احمد صاحب خشت۔
- (۴۲) تفسیر عزیزی مصنفہ شاہ عبدالحزیز محمد شاد دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۴۳) قصص الانبیاء مصنفہ علامہ حبیب احمد۔
- (۴۴) حیات امام عظیم ابوحنیفہ مصنفہ محمد مجاہد حسین جبینی۔
- (۴۵) سیرت المصطفیٰ مصنفہ علامہ عبدالمصطفیٰ عظمیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۴۶) قانون شریعت مصنفہ قاضی شمس الدین احمد جونپوری رضوی۔
- (۴۷) دعوتہ الی اللہ مصنفہ محمد احمد ندوی۔
- (۴۸) طلسم القرآن۔
- (۴۹) طلسم سیرت نبوی۔
- (۵۰) ہجتم البلدان۔
- (۵۱) المطبری۔
- (۵۲) کرتابی مصنفہ محمد بن حسین بن مسعود بغوی۔
- (۵۳) دلائل الہدیٰ مصنفہ ابو بکر الہیمی۔
- (۵۴) اشرف الموبدال محمد مصنفہ علامہ یوسف بن اسماعیل مہبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- (۵۵) اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔
- (۵۶) عشرہ مبشرہ مصنفہ بشیر شاہ۔
- (۵۷) خیر البشر کے چالیس جہاں نثار مصنفہ طالب ہاشمی۔

- (۵۸) حسدۃ الصفوۃ۔
- (۵۹) روض المر یا حسین۔
- (۶۰) احیاء العلوم دین مصنفہ امام مغزالی۔
- (۶۱) فتاویٰ الاسلام سوال و جواب۔
- (۶۲) ریاض الصالحین۔
- (۶۳) الفرج بعد الجحارۃ مصنفہ حضرت ابو بکر ابن ابی الدنیا۔
- (۶۴) امتاع الاسماع مصنفہ علامہ مقرب زئی۔
- (۶۵) جہل البدی و الرثا مصنفہ علامہ محمد بن یوسف طاشانی۔
- (۶۶) ضیاء القرآن۔
- (۶۷) تفسیر صاوی۔
- (۶۸) انبیا لا ینیار۔
- (۶۹) فتاویٰ کرامات غوثیہ۔
- (۷۰) تفریق الخواطر۔
- (۷۱) سیر الاولیاء مصنفہ خواجہ امیر غور و کرمانی نظامی۔
- (۷۲) انوار المحدث۔
- (۷۳) عوارف المعارف۔
- (۷۴) حکام الصیامہ والا عکاف مصنفہ صوفی شبیر احمد چشتی۔
- (۷۵) غنی بہ الطائین۔
- (۷۶) نرف حات الانس۔
- (۷۷) طبقات کبریٰ۔
- (۷۸) مشعلۃ الارشاد الی حقوق انعماء مصنفہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

(۷۹) المعطیۃ النوریۃ فی احادیث اللہ یہ مصنفہ صوفی شہیر احمد چشتی۔

(۸۰) انفاس العارفین۔

(۸۱) شہد کی مکھی قرآن حدیث اور سائنس مصنفہ پرنسپل محمود پرویز انصاری۔

(۸۲) خلاصہ کتب کبریٰ مصنفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۸۳) آن حضور کے نقش قدم پر مصنفہ پروفیسر عبدالرحمن عبد۔

(۸۴) مقتل امام ابو احق اسفرائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۸۵) نسیم الفکر فی بیان الذکر مصنفہ علامہ صوفی شہیر احمد چشتی۔

(۸۶) کچھ الباس مصنفہ ابن عبد رب۔

(۸۷) توارخ حبیب الہ مصنفہ مفتی عنایت احمد کاکوروی۔

(۸۸) تاریخ ارض القرآن مصنفہ سید سلیمان ندوی۔

(۸۹) زرقانی علی المواب مصنفہ علامہ محمد ابن عبدالباقی زرقانی مالکی۔

(۹۰) مواب لدنیہ مصنفہ مامر قسطلانی۔

(۹۱) رحمت دارین کے شہیدانی مصنفہ طالب ہاشمی۔

ان کے علاوہ وہ بے شمار رسالے اور کتابیں جو میں نے اس کتاب کو تیار کرنے کے سلسلے میں

پچھلے تیس چالیس برسوں میں پڑھیں مگر جن کے نام اس وقت میرے ذہن میں نہیں ہیں۔